صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت العلام حضور سید محمد نعیم الدین محدث مراد آبادی علیہ الرحمۃ

کی مذہبی، مسلکی، قومی، ملی، سماجی اور سیاسی مخلصانہ و قائدانہ خدمات

اور آپ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل اپنی نوعیت کی پہلی تاریخی کتاب

سوانح صدر الافاضل

تاریخی نام: بسیط سوانح صدر الافاضل

جلدِ دوم

مصنف

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دارالافتاء، مدینہ مسجد محلہ علی خان، کاشی پور، اتراکھنڈ

سوانح صدر الافاضل

جلد دوم

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

تعلیماتِ صدر الافاضل

سنی سے مراد وہ گروہ ہے، جو مولود شریف، فاتحہ، عرس،، سوم، چہلم کو جائز سمجھتا ہو۔ اور دیوبندی، وہابی و غیر مقلد و قادیانی و نیچری و رافضی و خارجی وغیرہ سب سے بیزار ہے۔ اور اعلیٰ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ بریلوی اور میری تصانیف سے ہمارا مذہب اور عقیدہ ظاہر ہے یہی مذہب اہل سنت ہے۔

اور سنی سے اس عقیدے کا شخص مراد ہے۔ اور جو اس عقیدے کا نہ ہو وہ کبھی اور کسی طرح اس مدرسے (جامعہ نعیمیہ مرادآباد) کا متولی نہیں ہو سکتا ہے۔ اور اگر کبھی مدرسے کے متولی کے عقیدے میں تغیر پیدا ہو جائے اور وہ مذہب اہل سنت سے انحراف کرے تو وہ فوراً معزول کیا جائے گا۔"

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر چیز سے، ہر شخص سے، اپنے جان و مال سے، اولاد سے سب سے زیادہ محبوب و پیارا جانے، میلاد مبارک کی محفل میں شرکت کو باعث سمجھیں اور اکثر اوقات حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کے احوال کریمہ کے ذکر و مطالعہ میں رہا کریں۔ "تاریخ حبیب الٰہ" دیکھتے رہیں۔ اور فقیر کی تصانیف مطالعہ میں رکھیں بالخصوص فقیر کی تفسیر خزائن العرفان پڑھا کریں۔

فرائض کی پابندی، معاملات میں دیانت و انصاف، کمزوروں پر رحم، بزرگوں کی توقیر، مصیبت میں دستگیری، مسلمانوں کے ساتھ دوستی و محبت، مذہب کی پاس داری، اہل سنت کی تائید، اور تمام فرقوں سے علاحدگی، منہیات و ممنوعات شرعیہ سے اجتناب لازم سمجھیں، مسلمانوں سے بہ کشادہ ملیں، مہمانوں کی خاطر کریں، کسب حلال کی سعی کریں، اپنے اقارب کے حقوق کا پورا لحاظ رکھیں، موت سے غافل نہ رہیں، اکثر اوقات یاد خدا میں مصروف رہا کریں۔ خدا میسر کرے تو پچھلی شب کا ذکر بہت نافع ہے۔ روزانہ تین سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھ لیا کریں۔

اللھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آل سیدنا و مولانا محمد بعدد کل معلوم لک۔

فقیر محمد نعیم الدین عفی عنہ

صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت العلام

حضور سید **محمد نعیم الدین** محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ

کی مذہبی، مسلکی، قومی، ملی، سماجی اور سیاسی مخلصانہ و قائدانہ خدمات اور آپ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل اپنی نوعیت کی پہلی تاریخی کتاب

سوانح صدر الافاضل

جلد دوم

تاریخی نام

بسیط سوانح صدر الافاضل

مصنف

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دارالافتاء، مدینہ مسجد محلہ علی خان، کاشی پور، اتراکھنڈ

کتاب: سوانح صدر الافاضل جلد دوم

تاریخی نام: بسیط سوانح صدر الافاضل (۱۴۴۳ھ)

مصنف: مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی
خلیفہ تاج الشریعہ، محدث کبیر و شیخ الاسلام

سال اشاعت: ۱۴۴۳ھ ۲۰۲۲ء

بموقع: عرس صدر الافاضل ۱۴۴۳ھ

رابطہ: نوری دار الافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ

ای میل: nooridarulifta786@gmail.com

موبائل: 9719620137.9759522786

صفحات: ۷۰۰

ملنے کے پتے

سنی پبلی کیشنز دہلی

مکتبہ نعیمیہ مرادآباد جامعہ نعیمیہ مرادآباد

تاج الشریعہ بک ڈپو، نزد مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور

اجمالی فہرست جلد دوم سوانح صدر الافاضل

فہرست مندرجات جلد دوم

۱۳ باب (مکتوبات و مراسلات) صفحہ ۲۸

۱۴ باب (تحریکات، تنظیمات، احتجاجات) صفحہ ۵۹

۱۵ باب (مناظرانہ سرگرمیاں) صفحہ ۲۵۴

۱۶ باب (مصالحانہ کارکردگی) صفحہ ۳۳۵

۱۷ باب (جلسوں میں شرکت وخطابت ومختلف اسفار) صفحہ ۳۷۵

۱۸ باب (تاریخ جامعہ نعیمیہ مراد آباد) صفحہ ۴۳۳

⑲ باب (شمائل وخصائل) صفحہ ۵۲۸

⑳ باب (کرامات) صفحہ ۵۴۶

۲۱ باب (علالت ووصال) صفحہ ۵۵۴

باب ۲۲ (تاثرات ومناقب) صفحہ ۶۳۷

باب ۱۳

مکتوبات و مراسلات

منیب حضرت خیر الوریٰ صدر الافاضل ہیں
ہمارے رہنما و پیشوا صدر الافاضل ہیں
خمیدہ سر مشائخ اور افاضل ہو گئے دَر پر
سبھی کے مقتدا و رہنما صدر الافاضل ہیں

مفتی سید غلام معین الدین نعیمی

آج سے قریب ایک صدی پہلے جب کہ موبائل وغیرہ کا وجود نہیں تھا تو عموماً دور دراز رہنے والے لوگ ایک دوسرے سے خط و کتابت کے ذریعے ہی رابطہ کیا کرتے تھے۔ صدر الافاضل جیسے مذہبی و سیاسی رہنما و لیڈر کے روابط ملک و بیرون ملک کس طرح رہے ہوں گے اس کا اندازہ ارباب علم و دانش بخوبی لگا سکتے ہیں۔ ہم نے صدر الافاضل کے خطوط کی بازیابی کے لیے ہر کوشش کی لیکن افسوس حتی المقدور سعی کے بعد بھی ہمیں خاطر خواہ کامیابی نہیں ملی۔ فقط قریب ڈیڑھ سو (۱۵۰) موصولہ و مرسلہ مکتوبات و مراسلات دستیاب ہوئے۔ ۲۰۱۷ء میں ہم نے ایک سو چوبیس (۱۲۴) خطوط کا مجموعہ ڈھائی سو صفحات پر مشتمل کتابی شکل میں شائع کر دیا تھا۔ اس کے بعد مزید خطوط وغیرہ دستیاب ہوئے۔ ہم نے بہت سے خطوط و مراسلات ابواب کی مناسبت سے کتاب میں مختلف مواقع میں نقل کر دیے ہیں۔ باقی کچھ خطوط ہم یہاں نقل کر دینا مناسب سمجھتے ہیں تاکہ قارئین کو صدر الافاضل کے مکرمت ناموں سے مستفیض ہونے کا موقع نصیب ہو اور گرامی ناموں سے صدر الافاضل کی مذہبی و ملی، سماجی و سیاسی مصروفیات و سرگرمیوں کی قدرے تفصیل سے آگاہی حاصل ہو۔

مکاتیب صدر الافاضل بنام مشاہیر

پہلے صدر الافاضل کے لکھے گرامی نامے پیش ہیں بعد میں موصولہ خطوط ملاحظہ کیجیے گا۔

مکتوب صدر الافاضل بنام اعلیٰ حضرت

امام اہل سنت سے آپ کے جس طرح کے تعلقات و روابط رہے ہیں اس سے یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں کہ خط و کتابت بھی خوب ہوئی ہوگی۔ البتہ ہمیں بس دو خط ہی دستیاب ہوئے۔ ایک خط، اراکین جمیعت علمائے ہند سے بریلی شریف میں علمائے اہل سنت کی مناظرانہ سرگزشت کی تفصیلی روداد پر مشتمل ہے جسے ہم نے صدر الافاضل کی تحریکات کے باب میں نقل کیا ہے۔ دوسرا خط بشکل استفتا ہے، جو اساتذہ و مشائخ کے باب میں اعلیٰ حضرت کے تذکرے کے ضمن میں نقل کر دیا ہے۔ احباب وہیں ملاحظہ کریں۔

بنام صدر الشریعہ

صدر الشریعہ کے نام آپ کے چار (۴) خطوط دستیاب ہوئے، جن میں ایک خط سنی کانفرنس کے دستور کے تعلق سے ہے جسے ہم نے تحریکات کے باب میں سنی کانفرنس کے ضمن میں پیش کر دیا ہے وہیں ملاحظہ کریں۔ ایک خط تعزیتی ہے، ایک بھاگلپور کے جلسے میں شرکت کے حوالے سے ہے، ایک پیر مانکی شریف کے حوالے سے ہے۔ تینوں خط ملاحظہ کریں:

﴿۱﴾

حضرت مولانا المحترم! اجمل المولیٰ تعالیٰ صبرکم واعظم اجرکم وابقاکم بالسلامۃ والعافیۃ۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!
آپ کے یہ پیہم صدمات[۱] اور دردانگیز حالات دوسروں کے لیے بھی دل ہلا دینے اور خون رُلا دینے والے ہیں خود آپ کے دل پر کیا گزری ہوگی اس کا تصور بھی دل دَوز ہے!!!
مولیٰ سبحانہ ان اَموات کو آپ کے رفع درجات کا وسیلہ بنائے اور آپ کو اور آپ کے تمام عیال واطفال کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ صبر واَجر دنیا آپ سے سیکھتی ہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ اس کی تلقین کی حاجت نہیں۔ مرحومین کے لیے ان شاء المولیٰ تعالیٰ کئی قرآن شریف ختم کرا کے ایصال ثواب کیا جائے گا۔ اور آپ کی صحت وسلامتی کے لیے ہر ختم کے بعد دعا کی جائے گی۔ بیمار ہوں، میرے لیے بھی دعا فرمائیں۔ والسلام مع الاکرام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

﴿۲﴾

حضرت محترم دام مجدہم السامی! السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ
آرزومندان بھاگل پور اب پھر عرصہ کے بعد آپ کی زیارت کی تمنا کرتے ہیں۔ غالباً ۲۸؍ ربیع الآخر شریف کو وہاں جلسہ ہے۔ مجھے انہوں نے آپ کی خدمت میں التجاءِ شرکت عرض کرنے کے لیے، وکیل بنایا ہے۔ براہ کرم ان حضرات کی استدعا قبول فرما کر مطمئن فرمائیں۔ صحیح تاریخ کی بعد میں خط یا تار سے اطلاع دی جائے گی۔ آپ اس طرح رخصت حاصل فرمالیں کہ اگر دو ایک روز کا فرق بھی ہوجائے تو دقت نہ ہو۔ جلسہ بہ تقریب گیارہویں شریف مقام فتح پور ضلع بھاگل پور میں ہوگا۔ سبور اسٹیشن پر اُترنا ہوگا۔ ممکن ہوسکا تو میں بھی ہم راہ ہوسکوں گا۔ جواب سے جلد سرفراز فرمائیں۔ والسلام مع الاکرام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

---

[۱] پانچ سال میں پے در پے گیارہ اموات ہوئیں۔ گھر میں۔ ۷؍ شعبان ۱۳۵۸ھ جوان بیٹی کا انتقال ہوا۔ ۲۵؍ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ کو منجھلے بیٹے مولوی محمد یحییٰ کا انتقال ہوا۔ اسی سال رمضان کی دسویں شب میں بڑے بیٹے مولوی حکیم شمس الہدیٰ نے وفات پائی۔ ۲۰؍ رمضان ۱۳۶۲ھ کو چوتھے بیٹے عطاء المصطفیٰ کا انتقال ہوا۔ اسی دوران مولوی شمس الہدیٰ کی تین جوان بیٹیوں اور اہلیہ کا انتقال ہوا۔ مولوی یحییٰ کی ایک بیٹی اور مولوی عطاء المصطفیٰ کی اہلیہ اور ایک بچی کا انتقال ہوا۔

﴿۳﴾

حضرت محترم دام بالمجد والفضل والالطاف والکرم!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ! مزاج مبارک بخیرباد!

حضرت مولانا شائستہ گل صاحب حاضر خدمت ہورہے ہیں آپ سرحد کے سنی عالم ہیں اور مانکی شریف کے زیب سجادہ حضرت شاہ محمد امین الحسنات صاحب دام مجد ہم کے فرستادہ ہیں، ان کا پیام لائے ہیں مجھے حضرت موصوف کی تجویز سے پوری طرح اتفاق ہے، اُمید ہے کہ حضرت بھی پسند فرمائیں گے۔ میں بھی آپ کی رائے سامی کا منتظر رہوں گا۔ والسلام مع الاکرام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

بنام مفتی اعظم ابوالبرکات سید احمد نعیمی

ابوالبرکات سید احمد نعیمی کا شمار صدرالافاضل کے مخصوص تلامذہ میں ہوتا ہے۔ آپ کے نام صدرالافاضل کے درج ذیل دو خط دستیاب ہوئے، قارئین ملاحظہ کریں:

﴿۱﴾

عزیز القدر سلمہ المولیٰ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ۔

مزید بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ہوں، آپ کی خیریت مطلوب۔ میرے بڑے داماد حکیم سید یعقوب علی صاحب مع اہل وعیال کے ۲؍ جنوری ۱۹۴۸ء کو اسپیشل (ٹرین) کے ذریعے مراد آباد سے روانہ ہوکر غالباً ۳؍ جنوری کو لاہور پہنچیں گے۔ وہاں دو تین روز قیام کرکے گجرات جائیں گے۔ اس عرصے میں ان کے قیام کے لیے مکان کا انتظام ہونا چاہیے۔ اور اسٹیشن پر کسی ایسے شخص کو بھیج دیں جو انہیں پہچانتا ہو۔

بہتر ہو کہ عزیزی مولوی محمد حسین صاحب سنبھلی تشریف لاکر انہیں اُتارلیں اور جائے قیام پر پہنچادیں۔ اور ان کے بخیریت پہنچنے کی اطلاع مجھے ارجنٹ (Urgent) تار سے دیں۔ بچوں کو دعا۔ والسلام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

[ماخوذ سوانح سیدی ابوالبرکات، ص ۱۹۷۔ اس میں اصل کی نقل بھی ہے]

﴿۲﴾

مولانا المکرم سلمکم المولیٰ تعالیٰ ! وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ !

گرامی نامہ پہنچا۔ میرا خط بھی آپ کو مل گیا ہوگا۔ حضرت کا مزاج اچھا ہو گیا تھا، بخار اُتر گیا تھا، مگر صدر اشرف کے انتقال کا ایسا صدمہ ہوا کہ جاڑا آکے بخار بڑھ گیا۔ اب اس وقت بخار اُتر جاتا ہے، رات کو ضرور ہو جاتا ہے۔ کمزوری اپنی انتہا کو پہنچی ہے۔ بخار جو کسی وقت مفارقت نہ کرتا تھا اس کا اُتر جانا طبیعت کے رُوبہ صلاح ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ حضرت آپ کو، بچوں کو بہت محبت دعا فرماتے ہیں۔ اور ارشاد فرماتے ہیں کہ اس وقت آنے کا ہرگز قصد نہ کریں۔ آپ کی دعا سے اب طبیعت اصلاح کی طرف مائل ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ خیریت ہے۔ تمام حضرات حاضرین کو دعا سلام۔

والسلام۔ **عمر نعیمی**

۲۴ر ستمبر ۱۹۴۸ء (صدرالافاضل کی جانب سے مفتی محمد عمر نعیمی نے لکھا) [مرجع سابق: ص ۱۹۹]

بنام مولانا سید ارشاد حسین نعیمی

جامعہ نعیمیہ سے طب، فضیلت اور افتا کی سند حاصل کرنے والے فارغین میں سے ایک مولانا سید ارشاد حسین نعیمی بھی ہیں۔ آپ کے نام صدرالافاضل کے چند خطوط دستیاب ہوئے جنہیں ہم ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔ ملاحظہ کریں اور محظوظ ہوں:

﴿۱﴾

عزیزی سلمہ ! وعلیکم السلام !

خط ملا خیریت دریافت ہوئی۔ تمہاری صحت کے لیے دعا کرتا ہوں۔ گھر کے قریب تھوڑی تنخواہ پر صبر کر لینا ہی بہتر ہے۔ تفسیر کی فہرست، بہت اچھا کام ہے۔ جزاک اللہ۔

جلسے کی تاریخیں ابھی معین نہیں ہوئیں۔ غالباً ۱۰ اور ۱۵ر شوال کے درمیان میں ہو، اور یہاں چہار شنبہ کو ہی رُویت ایک شہادت سے مان لی گئی ہے، کیوں کہ مطلع پر اَبر تھا۔ مدرسے کے لیے اور طالب علم آئیں تو ضرور آپ کے پاس بھیجنے کی کوشش کی جائے گی۔ فقیر کے لیے دعا کرتے رہا کیجیے۔ والدعاء۔

حضرت صدرالافاضل مدظلہ

[بقلم کاتب (بمطالعہ عزیز مولانا مولوی سید ارشاد حسین صاحب سلمہ مدرس مدرسہ انجمن اسلامیہ ٹانڈہ حرمت نگر بلاسپور علاقہ ریاست رام پور)]

﴿۲﴾

عزیزی سلمہ! دعوات وافرہ!

اگرچہ مرض اب تک باقی ہے۔ لیکن بفضلہٖ تعالیٰ بہت افاقہ ہے۔ آپ کی فقیر پُرسی سے دل کو بہت تسلی ہے۔ اپنے تایا صاحب سے میرا سلام۔ والسلام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

(عزیزی مولانا سید ارشاد حسین صاحب شیش گڑھ ضلع بریلی)

﴿۳﴾

عزیزی سلمہ! دعوات وافرہ!

تمہاری محبت نے مسرور کیا میں بہت بیمار رہا، اب بفضلہ تعالیٰ کافی افاقہ ہے۔ رانی گنج میں ایک صاحب کے علاج کی غرض سے آیا ہوں، اُمید ہے ایک ہفتہ قیام کر کے مرادآباد واپس آجائیں۔ والسلام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

(بمطالعہ عزیز القدر مولوی سید ارشاد حسین صاحب سلمہ شیش گڑھ ضلع بریلی)

﴿۴﴾

عزیزی سلمہ! دعوات وافرہ!

شادی میں تمہاری شرکت سے مجھے بہت خوشی ہوتی۔ اور نذر و پیشکش کا خیال بیکار تھا۔ خیر جلسے کی شرکت بھی اس کا کچھ نہ کچھ تلافی کر لے گی۔ جلسے صرف رات میں ہوتے ہیں اور بہت تھوڑا سا وقت اوّل کا نعت شریف والوں کو دیا جاتا ہے۔ اس میں یہاں کے نعت خوانوں کی شکایات بھی رفع ہو جاتی ہیں۔ باہر کے لوگوں کو نعت خوانی کا وقت دینا دُشوار ہے۔ علما کی تقریریں سننے کے لیے تشریف لائیں، تو جو صاحب بھی آئیں سبب مسرت ہے۔ حرمت نگر کے پدمان صاحب اور عبد الستار صاحب کو جلسہ میں ضرور لائیے، ایسے اکابر کی تقریر سننے اور دیدار کرنے کا موقع بہت کم ملتا ہے۔ میری طرف سے سب صاحبوں کو سلام وعا کہیے۔ والدعاء۔

حضرت صدر الافاضل مدظلہ

(بمطالعہ عزیز القدر مولوی سید ارشاد حسین صاحب سلمہ ٹانڈہ حرمت نگر قریب بلاسپور علاقہ رامپور)

﴿۵﴾

عزیزی سلمہ! دعوات وافرہ!

صاحب زادی سلّمہا کا نام "رشیدہ خاتون" رکھیے۔ ۱۵،۱۶،۱۷ر جولائی کو مدرسے کا جلسہ ہے، اس میں شرکت فرماکر مسرور کیجیے۔ والدعاء۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

(عزیزی مولوی سید ارشاد حسین صاحب سلمہ شیش گڑھ ضلع بریلی)

﴿۶﴾

برخوردار.....دعوات وافرہ!

کئی روز سے تمہارا کوئی خط نہ آیا فکر ہے۔ دعائیں کررہا ہوں مولی سبحنہ، میرے مخلص سید سجاد حسین صاحب کو شفائے کامل وعاجل عطا فرمائے۔ ان کی.....سے جلد مطلع کرو، اور ان سے اور اپنے تایا صاحب سے میرا اسلام کہو۔ یہاں سب لوگ دعا کررہے ہیں۔ والدعاء۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

(برخوردار مولوی ارشاد حسین خلف جناب سید سجاد حسین صاحب سلمہ موضع شیش گڑھ ضلع بریلی)

﴿۷﴾

عزیزی سلمہ......وعلیکم السلام!

مزار شہید ہونے کی خبر سے افسوس ہوا ایسا کیوں کیا گیا؟ وہاں کے مصالح کے مناسب ہو تو قانونی کاروائی کیجیے۔ سنی کانفرنس اس معاملے میں کیا کرسکتی ہے؟ والسلام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

(مولوی ارشاد حسین صاحب سلمہ شیش گڑھ ضلع بریلی)

بنام مولوی اعجاز احمد نعیمی فریدی

فقیر کی معلومات کے مطابق مولانا اعجاز احمد بن عبد الصمد غوثی پورہ ضلع باندہ سے ہیں۔ ۱۹۳۵ء میں جامعہ نعیمیہ سے سند و دستار سے نوازے گئے۔ درج ذیل خط صدر الافاضل نے آپ کے نام تحریر فرمایا ہے۔ خط میں درج الفاظ ”عزیز جان ولد“ سے مولانا موصوف اور صدر الافاضل کے مابین محبت اور قربت کا اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے۔ خط ملاحظہ کریں۔

﴿۱﴾

عزیز جان ولد سلمہ! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

محبت نامہ ملا، صحت وعافیت اور حالات دریافت ہوکر مسرت ہوئی۔ ابقاکم المولیٰ الکریم بالسلامۃ والعافیۃ وصانکم من کل سؤ ومکروہ آمین۔

میں بھی بہت بیمار رہا، اب بفضلہٖ تعالیٰ بالکل تندرست ہوں۔ آج کل آل انڈیا سنی کانفرنس کے اہتمام میں مصروف ہوں اور ہر سنی پر اس کی اعانت لازم واجب ہے۔ آپ بھی جہاں ہیں وہاں سنی کانفرنس جلد از جلد قائم کیجیے۔ ممبر بنائیے، صدر مقرر کیجیے، خود آپ ناظم ہوں اور آل انڈیا اجلاس کے لیے نمائندے تجویز فرمائیے اور اس کی مالی اعانت کا انتظام کیجیے، کانفرنس کے کاغذات روانہ کرتا ہوں۔ والسلام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

بنام مولوی ثناء اللہ امرت سری

غیر مقلد مولوی ثناء اللہ امرت سری کے نام صدر الافاضل کا ایک خط دستیاب ہوا۔ جو ہم نے صدر الافاضل کی مناظرانہ سرگرمیوں کے باب میں نقل کر دیا ہے۔ قارئین وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

بنام قاضی احسان الحق نعیمی

قاضی صاحب کے نام صدر الافاضل کا ایک خط ملا جو شدھی تحریک میں تبلیغی کاروائیوں پر مشتمل ہے۔ جسے ہم نے شدھی تحریک کے ضمن میں نقل کر دیا ہے۔ وہیں پڑھا جاسکتا ہے۔

بنام محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد رضوی

محدث اعظم پاکستان کے نام صدرالافاضل کے نو(۹) خطوط دستیاب ہوئے جو تلامذہ وفیض یافتگان کے باب میں محدث اعظم پاکستان کے تذکرے میں نقل کر دیے گئے ہیں، وہیں ملاحظہ کیے جائیں۔

بنام خلف اکبر مولانا ظفر الدین نعیمی مرادآبادی

اپنے بڑے صاحبزادے مولانا ظفرالدین نعیمی کے نام جو خطوط تحریر فرمائے ان میں سے ہمیں درج ذیل تین (۳) خط ہی دستیاب ہوئے۔ خطوط میں گھریلو معاملات وذاتیات سے متعلق باتیں تحریر ہیں۔ ملاحظہ کریں:

﴿۱﴾ نور نظر سلمہ دعوات وافرہ!

بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ہوں۔ تمہاری خیریت معلوم ہوکر اطمینان ہوا۔ یہاں پر میرا قیام طویل ہوا۔ اور ۱۳/ رمضان مدرسے میں آسکوں گا۔ اللہ بخش کو دعا کہنا۔ اور رمضان شریف تک چولھا تیار کرالیں۔ اور برخوردار اختصاص الدین سلمہ باورچی کا انتظام کرلیں، یا کھانا پکانے والی عورت کو تجویز کرلیں۔ چاول بھی تلاش کرلیں۔ میرے پیچھے تم کوئی تکلیف نہ اٹھانا۔ املا مولوی محمد عمر صاحب کو دکھالیا کرو۔ اتباع ط سے لکھا تھا۔ اختصاص ظہیر حنفی توفیق مظفر کو دعا پیار۔ تلینہ صالحہ کو دعا۔ آفتاب اور اس کی بہن کو پیار۔ حاجی حشمت اور حاجی حمید رضا خاں صاحب سے سلام کہہ دینا۔ تمام احباب کو سلام، یہاں بھی دوشنبہ کو ۱۳/ شعبان ہے۔ مولوی محمد عمر صاحب اور ان کے بچوں کو دعا۔ مولوی یونس سلمہ اور مولوی مصطفی.... کو سلام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ۔ از دھوراجی

﴿۲﴾

نور نظر سلمہ! دعوات وافرہ!

تمہارے خطوط برابر مل رہے ہیں، اس سے قلب کو تسکین ہوتی ہے، خداوند عالم تمہیں شاد بامراد رکھے۔ بھائیوں کے ساتھ بہت محبت کا برتاو رکھنا۔ اور اپنی والدہ صاحبہ کی دل جوئی کرتے رہنا۔ غالباً میرا آنا رمضان مبارک میں ہو۔ بچوں کو دعا پیار۔ یہاں ۲۹/ کو رویت نہیں تھی۔ برابر اَبر رہتا ہے۔ اپلیٹہ میں سیلاب دو گھنٹہ رُکا تھا۔ اس میں بڑی تباہی ہوئی۔ اب سیلاب کا کچھ اَثر نہیں ہے۔ میں ایک روز کے لیے اپلیٹہ گیا تھا۔ والدعاء۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

۲۲/ اگست ۱۹۴۳ء روز یک شنبہ

﴿۳﴾

نور نظر سلمہ! دعواتِ وافرہ!

میں ریل میں ہوں، بہاول پور جارہاہوں۔ آرام سے ہوں، طبیعت بفضلہٖ تعالیٰ بالکل اچھی ہے۔ اطمینان رکھو۔ ایک خط بمبئی سے کالیکر صاحب کے بھتیجے کا آیا ہے۔ شاید ان کے بھائی مرادآباد آئیں۔ آرام سے رکھنا خاطر کرنا، جو علاج مناسب معلوم ہو تجویز کردینا۔ میں پھر دوروز بہاول پور قیام کرکے بعونہٖ تعالیٰ آتاہوں۔ برخوردار حکیم سید یعقوب علی سلمہ، حافظ...... سلمہ، مولوی اختصاص الدین احمد سلمہ، ظہیر میاں، ظفر میاں، توفیق میاں، مظفر میاں، صالحہ آفتاب شمیم اور ان کی بہنوں اور دونوں دلہنوں کو دعا۔ حاجی صاحبان اور تمام احباب کو سلام۔ والدعا۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

نور نظر لخت جگر مولوی حکیم ظفر الدین احمد سلمہ مطالعہ کریں۔ محلہ چوکی حسن خاں مرادآباد۔

بنام فقیہ اعظم مفتی عبدالرشید نعیمی فتح پوری

فقیہ اعظم ہند مفتی عبدالرشید نعیمی فتح پوری کے نام آپ نے درج ذیل سات (۷) نوازش نامے تحریر فرمائے۔ ان نوازش ناموں میں آپ کی بیماری کے حوالے سے صدرالافاضل کی شفقت آمیز فکر مندی اور صحت یابی کے لیے مشفقانہ مساعی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں:

﴿۱﴾

برخوردار..... سلمہ! دعوات وافراہ!

خط ملا، علالت کا حال معلوم ہوا۔ آپ فوراً حاجی صاحب سے اجازت لے کر دہلی چلے آئیں۔ اور شملہ ہوٹل میں جو احمد پائی کے مزار کے عقب میں ہے، یا شریف ہوٹل میں جو فتح پور کے سامنے ہے، قیام کریں۔ اور اپنے دہلی پہنچنے کے وقت سے مجھے مطلع کریں، تاکہ میں بھی اس وقت دہلی پہنچ جاؤں۔ اور وہاں کے اطبا سے آپ کے لیے تجویز کرائی جائے۔ پھر اگر مناسب ہو تو چند دن مرادآباد قیام کریں، یہاں ہر طرح کی آسائش کا انتظام کیا جائے گا، یا فتح پور رہیں لیکن تجویز و تشخیص میری موجودگی میں ہو۔ یہاں سے کسی صاحب کے پہنچنے میں اگر دیر ہو تو کچھ انتظار نہ کریں۔ ایسی ضرورت کی حالت میں دو چار روز کے لیے اسباق ملتوی کرنے میں مضائقہ نہیں۔

مولوی محمد یونس بیمار ہیں۔ ان کی صحت بہت خراب ہوگئی ہے، علاج ہورہاہے۔ سردست جلد کسی شخص کا

انتظام نہیں ہو سکتا۔ حاجی صاحب اجازت دیں تو مولوی محمد عمر صاحب کو کچھ عرصے کے لیے بھیج دیا جائے۔ اللہ کے فضل سے یقین ہے کہ دو ماہ میں آپ کو صحت کاملہ حاصل ہو جائے گی۔ یہ زمانہ یہاں بھی تعطیل کا ہے مگر مولوی محمد عمر صاحب کو آپ کے یہاں آنے پر روک لیا جائے گا۔ حاجی صاحب سلمہ سے میرا اسلام فرمادیں۔ تمام احباب سے سلام۔ والسلام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

﴿۲﴾ ۷۸۶

عزیز القدر سلمہ! دعوات وافرہ۔ وعلیکم السلام!

خط ملا کچھ تو تسکین ہوئی۔ کھانے کے بعد بخار کا بڑھ جانا تشویش میں ڈالتا ہے۔ باقی نبض و قارورہ کی حالت تو جو وہاں معالج صاحب ہیں انہیں کو معلوم ہوگی۔ جس وقت آپ ٹمپریچر لکھ کر بھیجیں گے میں اس وقت کوئی رائے قائم کروں گا۔ جب تک طبیعت بالکل اچھی نہ ہو جائے آپ سفر کا ارادہ نہ کریں۔ اور علاج و پرہیز میں بہت کوشش کریں۔ والدعا۔ اپنے خالو صاحب سے میرا اسلام کہیے۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

(جواب حاضر کردہ ام) ۲۴ر شعبان المعظم (۱۳۵۷)

عزیزی مولانا مفتی عبدالرشید خاں صاحب سلمہ بردولت خانہ جناب کلن خاں صاحب مکان ماسٹر صاحب زبیر خاں محلہ جہانگیر آباد ارت بھوپال

﴿۳﴾

برخوردار سعادت آثار! دعوات وافرہ!

خط ملا۔ اپنے مفصل حال سے مجھے مطلع فرمائیں۔ نہایت فکر و تشویش ہے۔ وقت علاج کو آزمائش و تجربہ میں خرچ نہ کیا جائے۔ تھرمامیٹر سے صبح اور بعد غذا اور سہ پہر اور شب کے ٹمپریچر لے کر مجھے اطلاع دیں۔ میرا ارادہ آپ کو دیکھنے کے لیے بھوپال آنے کا تھا۔ اور اگر جواب قابل اطمینان نہ ملا تو ممکن ہے کہ میں چلا آؤں۔ علاج کی طرف سے ہرگز بے فکری نہ کرو۔ والدعاء۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

بمطالعہ عزیز گرامی قدر مولانا مولوی عبدالرشید خاں صاحب سلمہ
محلہ زیدون فتح پور (ڈاک مہر ۲۷ر نومبر ۱۹۳۸)

﴿۴﴾

عزیزی سلمہ! دعوات وافرہ!

میں نے آپ کو لکھا تھا کہ آپ کی تجویز منظور ہے۔ مولوی عبدالعزیز خاں صاحب سلمہ کو دھوراجی بھیج دیجیے۔ وہ ۵/ شوال تک پہنچ جائیں۔ اور مجھ سے ملتے جائیں۔ چوں کہ میرے خطوط اور تار کا وہ جواب ہی نہیں دیتے، اس لیے میں انہیں نہ لکھوں گا۔ مگر اب تک آپ کا جواب نہ آیا میں نے کوئی دوسرا انتظام نہ کیا۔ سخت پریشانی ہے۔ فوراً انہیں بھیجیے اور مجھے مطلع کیجیے۔ میں آپ کو دیکھنے وہیں آتا مگر شوال کے وسط میں سفر مبارک مدینہ طیبہ کی فکر کر رہا ہوں اس لیے موقع نہیں ہے۔ دعا کیجیے کہ مولیٰ سبحانہ نصیب فرمائے۔ اور ہو سکے تو ایک روز کے لیے ہو جائیے، کہ میں آپ کو دیکھ لوں اور میری طبیعت کو اطمینان ہو جائے۔ حکیم تجمل حسین خاں صاحب سلمہ سے میرا اسلام فرما دیجیے۔

والسلام والدعا۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ۔ از مرادآباد

﴿۵﴾

عزیز القدر سلمہ! دعوات وافرہ!

آپ کی تبخیر کی خبر سے تشویش ہوئی۔ کاش آپ تھوڑا عرصہ میرے پاس رہتے۔ اگر ممکن ہو تو ہمت کیجیے۔ حکیم تجمل حسین صاحب سلمہ سے میرا اسلام فرمادیں۔ اور مولوی غلام محی الدین سلمہ کی نسبت کیا تجویز ہے اس پر مطلع فرمائیں۔ سید امتیاز علی صاحب کو سلام مسنون۔ والدعاء۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

﴿۶﴾

عزیز القدر سلمہ! دعوات وافرہ و سلام مسنون!

لہ الحمد ولہ المنہ، کہ مژدہ صحت .... نے تسکین قلب فرمائی۔ مولیٰ سبحانہ اپنے کرم سے جلد تر قوت عطا فرمائے۔ پرہیز کا اہتمام رہے، روزے ابھی قضا کیے جائیں۔ دھوراجی کے لیے میرے خیال میں یہ بہتر ہے کہ آپ تشریف لے جائیں اور اہل خانہ ہمراہ ہوں۔ کام اپنے ذمہ اس وقت تک بہت کم رکھا جائے جب تک کہ اچھی طرح قوت حاصل ہو۔

میں نے جلد کے لیے قرآن مجید کی ایک کافی تعداد دہلی بھیج دی ہے، اس سے زیادہ کی ضرورت پر ان شاء المولی تعالیٰ حافظ اللہ رکھو صاحب کو کام دیا جائے گا، اور کیا وہ دہلی کے نرخ پر تیار کر سکیں گے؟ اب چرمی جلدیں زیادہ تیار کرائی ہیں۔ حافظ صاحب کام کہاں کریں گے۔ مرادآباد یا فتح پور؟

حکیم صاحب کے اہل خانہ کے انتقال سے بہت رنج ہوا، میں نے تعزیتی خط لکھا ہے ان کے پاس پہنچ چکا ہو گا میرا اسلام فرمادیجیے۔ چرمی جلد خاں صاحب کتنے میں تیار کریں گے؟

مولانا عبد العزیز خاں صاحب سلمہ سے سلام فرمادیجیے۔ والدعاء

محمد نعیم الدین عفی عنہ

﴿۷﴾

عزیزی سلمہ! دعوات وافرہ!

صحت کا حال معلوم ہو کر مسرت ہوئی، خطوط کب سے آرہے ہیں پھر بھی روز انتظار کیا کرتا ہے۔ اب تو بفضل الٰہی قوت آگئی ہوگی۔ ایک شوال تک دھوراجی پہنچ جانا چاہیے۔ والسلام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

[یہ تمام دستی خطوط، فقیر کو نبیرہ فقیہ اعظم سے دستیاب ہوئے۔ اللہ پاک ان کو جزا عطا فرمائے۔ آمین]

بنام عبد العزیز ابن سعود والی نجد

۱۹۲۴ء میں عبد العزیز ابن سعود نجدی حجاز مقدس پر قابض ہو گیا۔ قابض ہوتے ہی ابن سعود نے حجاز مقدس کے مقدس مقامات متبرک مقابر و مآثر منہدم کرنا شروع کر دیے، اور اپنے اس عمل کو عین مطابق شرع قرار دیا۔ صدر الافاضل نے اس حوالے سے ابن سعود کو دعوت مناظرہ پر مشتمل خط تحریر فرمایا۔ اور لکھا کہ جن علما کے حکم پر تم نے یہ کام کیا ہے اور جو علما اس کو جائز ٹھہراتے ہیں میں ان سے مناظرہ کرنے تیار ہوں۔ اور جب تک یہ مناظرانہ کاروائی ہو کر کوئی فیصلہ نہ ہو جائے تب تک اس طرح کی ناپاک حرکتوں سے باز آجاؤ!

احباب پورا خط پڑھنے کے لیے تحریکات کے باب میں تحریک التوائے حج ملاحظہ کریں۔

بنام مولانا عبد الواحد بریلی شریف

مفتی عبد الرشید نعیمی فتح پوری کی کتاب تسہیل المصادر کو داخل نصاب کرانے کے لیے صدر الافاضل نے مولانا

سید عبدالواحد انسپکٹر تعلیم بریلی شریف کے نام ایک گرامی نامہ ارسال فرمایا۔ جسے ہم نے تلامذہ کے باب میں تذکرہ عبد الرشید نعیمی کے ضمن میں نقل کر دیا ہے۔

بنام مفتی محمد عمر نعیمی

تاج العلماء کے نام صدرالافاضل کا صرف ایک خط ہی دستیاب ہوا۔ جو ہم نے تلامذہ کے باب میں تذکرہ تاج العلماء میں نقل کر دیا ہے۔ احباب وہیں ملاحظہ کریں۔

بنام مولوی کفایت اللہ دہلوی

مشرکین ہند کی خلاف اسلام تحریکات میں دیوبندی جمیعت علمائے ہند کا بھی خوب ہاتھ رہا ہے۔ صدرالافاضل نے اس حوالے سے دیوبندی جمیعت علمائے ہند کے صدر مفتی کفایت اللہ دہلوی کے نام ہدایت نامے پر مشتمل ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا، جسے تحریکات کے باب میں نقل کر دیا گیا ہے۔ احباب وہیں ملاحظہ کریں۔

بنام مولانا لطیف الرحمن خانقاہ رشیدیہ

حضرت سید شاہ شاہد علی سبز پوش فانی گورکھپوری کے خلیفہ حضرت مولانا حکیم شاہ لطیف الرحمن شاہدی، صدرالافاضل کے نہایت ہی قریبی احباب میں سے تھے۔ صدرالافاضل کے درج ذیل دو خط آپ کے نام دستیاب ہوئے۔ خطوط پڑھ کر دونوں حضرات کے مابین باہمی ربط و تعلق اور رشتہ الفت و محبت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ملاحظہ کریں:

﴿۱﴾

محب مکرم سلمہ مولاہ تبارک وتعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

عنایت نامہ ملا یادآوری نے مسرور کیا۔..... شریف کی حاضری سبب برکت ہے۔ غور کر کے حاضری کی کوئی سبیل تجویز کروں گا۔ اگر ممکن ہو سکا تو اس سعادت کے ساتھ آپ کی ملاقات کی مسرت بھی حاصل ہوگی۔ سنی کانفرنس میں آپ کے تشریف نہ لانے کا افسوس ہے۔ مولوی عبدالسلام صاحب تشریف لائے تھے مگر وہاں کی مشغولیت میں میں اس طرح گھرا ہوا تھا کہ حسرت ملاقات باقی ہی رہ گئی۔

حضرت مولانا کے صاحبزادے کی علالت خبر سے تشویش ہوئی۔ دعا کرتا ہوں مولیٰ سبحانہٗ ان کو جلد تر صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

سنی کانفرنس اور جامعہ نعیمیہ کی رقموں کا آپ کو اختیار ہے ،جب مناسب خیال فرمائیں ،ارسال کریں ۔
والسلام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

(محترم جناب مولوی حکیم لطیف الرحمن صاحب سلمہ بینی باڑی ڈاکخانہ سودھانی ضلع پورنیہ[پورنیہ ڈاک مہر کی تاریخ ۱۴ر ستمبر ۱۹۴۶ء]اس خط پر یہ مہر بھی ہے ''الجمعیۃ العالیۃ المرکزیۃ آل انڈیا سنی کانفرنس، مرادآباد''

﴿۲﴾

محب مکرم سلمہ مولاہ الاکرم! وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ!

عنایت نامہ ملا فقیر پرسی کا شکریہ۔

میں لکھنؤ سے تندرستی کی حالت میں سوار ہوا تھا۔ شب میں یکا یک حلق گھر گیا خناق آ گئے۔ ایک کانٹا سا حلق میں کھڑا ہو گیا، کھانا پینا کیا معنی، بات کرنا اور سانس لینا مشکل ہو گیا۔ گھبرا کر گورکھپور اُتر پڑا۔ قصد تھا کہ دوائیں ساتھ لے کر فوراً مرادآباد واپس ہو جاؤں، مگر حضرت شاہ سبز پوش صاحب دامت برکاتھم نے باصرار روک لیا، انہیں کے یہاں مقیم رہا۔ علاج میں ہر طرح کا آرام دینے میں حضرت صاحب نے جس محبت وکرم کا سلوک فرمایا، اس کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا۔ مولیٰ سبحانہ انہیں صحت وسلامت امن وعافیت سے شاد کام رکھے۔ اور ان کے صاحبزادگان ذی شان کو ترقیات دارین عطا کرے۔

اب بفضلہٖ تعالیٰ میں بالکل تندرست ہوں۔ مرض کا بحمدہٖ تعالیٰ کچھ بھی اَثر باقی نہیں ہے لیکن ضعف ابتدائے مرض ہی سے اس قدر زیادہ ہو گیا، جتنا بعض دیگر اَمراض میں چھ ماہ کے مریض کو بھی نہ ہوتا۔

اب سنیئے سنی کانفرنس اپریل ۱۹۴۶ء میں ہوگی۔ تاریخ کی عن قریب اطلاع دی جائے گی۔ آپ اپنے اطراف کے احباب کے ساتھ تیار رہیے۔ گورکھپور میں مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم ومغفور کے انتقال کی خبر سن کر بے حد صدمہ ہوا، مرضی الٰہی ہم سب کو اسی طرف جانا ہے۔ والسلام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

[از عمر صاحب سلام مسنون !محترم جناب مولوی حکیم لطیف الرحمن صاحب سلمہ بینی باڑی ڈاکخانہ سودھانی ضلع پورنیہ، ڈاک مہر کی تاریخ ۲/ اپریل ۱۹۴۶ء]

بنام تاج العلماء محمد میاں مارہروی

سنی کانفرنس کے حوالے سے صدر الافاضل سے چند علما و مشائخ کو اختلاف ہوا، ان میں سے ایک اہم نام تاج

العلماء محمد میاں مارہروی کا بھی ہے۔اس اختلافی مسئلے کے سلسلے میں صدرالافاضل اور تاج العلماء کے مابین خط وکتابت ہوئی۔فقیر کو تاج العلماء کے نام صدرالافاضل کے چار خط ہی دستیاب ہوئے۔جن میں اس اختلافی مسئلے کے تصفیہ کے لیے باہمی مشاورت پر زور دیا گیا ہے۔ہم نے پانچوں خطوط تحریکات کے باب میں سنی کانفرنس کے ضمن میں نقل کر دیے ہیں، وہیں پڑھے جا سکتے ہیں۔

بنام مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی

ایک اختلافی معاملے کے حوالے سے حضور مفتی اعظم ہند نے تحقیق حال کے لیے صدرالافاضل کو ایک خط ارسال فرمایا جس کے جواب میں صدرالافاضل نے وضاحتی گرامی نامہ تحریر فرمایا۔معاصرین کے باب میں مفتی اعظم ہند کے تذکرے میں خط پڑھا جا سکتا ہے۔

بنام مفسر قرآن ابوالحسنات مولانا سید محمد احمد قادری

خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ سید محمد دیدار علی شاہ الوری کے بڑے صاحبزادے ابوالحسنات مولانا سید محمد احمد قادری صدرالافاضل کے مخصوص تلامذہ میں سے تھے۔صدرالافاضل نے آپ کے نام بہت سے خطوط لکھے ہوں گے البتہ ہمیں چار خط دستیاب ہوئے۔چاروں خطوں کا تعلق سنی کانفرنس سے ہے اس لیے ہم نے تحریکات کے باب میں سنی کانفرنس کے ضمن میں چاروں خط نقل کر دیے ہیں۔

بنام مولانا مسعود احمد نعیمی دہلوی

مولانا شاہ محمد کرامت اللہ دہلوی کے صاحبزادے مولانا مسعود احمد نعیمی دہلوی کے نام سنی کانفرنس کے حوالے سے صدرالافاضل کا ایک خط دستیاب ہوا جسے ہم نے سنی کانفرنس کے ضمن میں نقل کر دیا ہے۔

بنام مولانا محمد نور، چکوال

مولانا قاضی محمد نور بن عالم بن نور بن حافظ سردار، گاؤں چکوڑہ ملحق شہر چکوال پنجاب سے تعلق رکھتے تھے۔ صدرالافاضل کا آپ کے نام ایک عربی خط دستیاب ہوا۔جس میں صدرالافاضل نے اپنی کتاب ”فرائد النور فی جرائد القبور“ آپ کو ارسال کرنے کی اطلاع دی ہے۔خط ملاحظہ کریں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔نحمدہ ونصلی علی.......

اما بعد فمن العبد المعتصم بحبل المتين المتمسك بذيل سيد المرسلين صلوات الله تعالىٰ عليه وسلامه الى حضرت الفاضل الكامل قدوة الاكابر والاماثل مولانا المولوى محمد نور صانه الله الغفور عن الفتن

والسرور فاشر وناشر وكالروض الازهر زاه وزاهر۔ لقد جاء كتابك وحصل خطابك وارسلت اليك رسالتى المسماة بفرائد النور فى الجرائد على القبور بتوسط بوسطه فالمرجو من جنابك ان لاتنسانا من الرجعة والسلام خير ختام۔

محمد نعیم الدین

۹/ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۲۹ھ۔

مولانا المولوی محمد نور صانہ اللہ تعالیٰ عنہ الشرور، ڈاک خانہ ادھڑوال علاقہ چکوال ضلع جہلم پنجاب۔

بنام مفتی نور اللہ نعیمی

فقیہ اعظم پاکستان علامہ نور اللہ نعیمی بصیر پوری صدر الافاضل کے شاگرد رشید بھی تھے اور مرید خاص بھی۔ صدر الافاضل نے آپ کے نام دو خط ارسال فرمائے۔ ایک خط عربی زبان اور ایک اردو زبان میں ہے۔

علاوہ ازیں ایک خط صدر الافاضل کی ناسازی طبع کی اطلاع پر مشتمل صدر الافاضل کے خلف اکبر حضرت مولانا ظفر الدین نعیمی کی طرف سے بھی لکھا گیا ہے۔ ہم یہاں تینوں خط نقل کر رہے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

﴿۱﴾

حامدا ومصليا ومسلما!

ايها العزيز المخلص نور الله تعالىٰ قلبك بنور معرفته!

السلام عليك ورحمة الله تعالىٰ وبركاته!

ورد كتابكم فجعلنى مسرورا بارك المولىٰ تعالىٰ فيكم لكن لم اجد فرصة لانظر فى مكتوبكم بالامعان واذا وجدت وقتا انظر فيه۔ والسلام۔

محمد نعیم الدین

(العزیز المحب المولوی محمد نور اللہ سلمہ المولیٰ تعالیٰ فرید پور جاگیر ڈاک خانہ بائل گنج ضلع منٹگمری موصولہ ۲/ اپریل ۱۹۴۲ء)

﴿۲﴾

له(الحمد) راحة القلوب نور الله نور الله تعالیٰ قلوبنا بنورہ الانور علیه الصلاة والسلام!
وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ!
نظر برحال احسن.....ہے۔ مولیٰ سبحٰنہ کاکرم کہ عُجب (خود پسندی) سے محفوظ فرمائے، اور بندہ کو اس کی تقصیرات پر ندامت کی توفیق عطا کرے۔له الحمد وله المنه۔ اپنے مبارک اوقات میں اس فقیر خستہ حال کے لیے بھی دعاے خیر فرمادیا کریں۔ والسلام علیکم وعلیٰ من لدیکم۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

......لکھنے کے بعد آپ کا لفافہ نظر پڑا، مولانا میاں سلمہ کو دے دیا جائے گا۔۔۔۔حاضر کریں۔والدعاء۔
(بمطالعہ اعزار شد مولانا مولوی ابوالخیر محمد نوراللہ صاحب سلمہ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ فرید پور جاگیر ڈاکخانہ بائل گنج ضلع منٹگمری)

﴿۳﴾

ظفرالدین احمد از مرادآباد!
اعزالاخوان سلمہ المنان!
حضرت والدماجد دامت برکاتھم کا مزاج ہمایوں ماہ شوال سے ۱۱/ربیع الاول تک ناساز رہا، طبع طبع کے امراض میں مبتلا ہے۔اب بفضلہ سبحانہ صحت ہے۔درس بھی جاری ہے، اگرچہ ضعف بہت زیادہ ہوگیا ہے۔آپ کی علالت کی خبر سے بہت افسوس ہوا۔ حضرت آپ کی مزاج پرسی فرماتے ہیں۔اور آپ کی صحت وقوت اور برکات ظاہری وباطنی کے لیے دعا فرماتے ہیں۔آپ کے جدامجد مرحوم مغفور کے لیے دعاے مغفرت ورحمت فرماتے ہیں۔اور صاحبوں کے لیے دعاے صبر۔
واجرله مااخذ وله مااعطی وکل شی عندہ باجل مسمی۔
سبھوں کے لیے یہی راہ دَرپیش ہے۔فی الحال جہاں گئے بہت اچھے رہے۔مولیٰ سبحانہ ہمیں بھی حسن خاتمہ نصیب فرمائے۔آمین۔والسلام بالاکرام التام۔

مولانا ابوالخیر محمد نوراللہ صاحب
فرید پور جاگیر ڈاکخانہ بائل گنج ضلع منٹگمری پنجاب

چند غیر معروف و غیر معلوم الاسم حضرات کے نام صدرالافاضل کے گرامی نامے

﴿۱﴾

بنام غیر معروف!

میر صاحب مکرم محترم دام مجدہم!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

میں نادم ہوں کہ آپ کے عنایت ناموں کا جواب وقت پر نہ دے سکا

اپنی بیماری کے سلسلے میں کبھی نینی تال کبھی مرادآباد اسی طرح میری ڈاک بھی گردش میں رہی۔ اور مجھے بہت تاخیر سے وصول ہوئی۔ یہ سبب تاخیر کا ہے۔

اب حضرت محمد میاں صاحب تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جس طرح ممکن ہو معاملہ ختم کر دیا جائے ۔اینٹ جو دینی ٹھہری تھی اس میں بہت بحثوں کا احتمال ہے۔ اس لیے مناسب ہوگا کہ اس کی ایسی قیمت ادا کر دی جائے جو مصطفیٰ میاں صاحب منظور کرلیں۔ اور زمیں کی نسبت یہ وعدہ کیا جائے گا کہ مولوی عبدالحی صاحب سے باضابطہ تقسیم کرا کے مولانا مصطفیٰ اشرف صاحب کے نام ہبہ نامہ کر دیا جائے گا اور ان کے اطمینان کے لیے دو ہزار نقد ضمانت دے دی جائے گی۔ میں نے مصطفیٰ میاں کو بلانے کے لیے خط لکھا ہے تاکہ ان کا منشا معلوم ہو اگر وہ اس پر راضی ہوگئے تو ان شاء اللہ تعالیٰ معاملہ ختم ہو جائے گا۔ یہ مقدمہ کی تاریخ اب ۳۰/ اگست مقرر ہوئی ہے۔ اس کے بعد شاید مہلت نہ مل سکے۔

والسلام

محمد نعیم الدین عفی عنہ جلالی

۴/ رمضان ۶۶ھ

موصولہ ۶/ رمضان المبارک ۲۵/ جولائی ۴۷ء

مولانا کو محمد میاں صاحب سے گفتگو بمقام دہلی کا خلاصہ لکھا تھا۔ اور یہ کہ میں غالباً ۵/ اگست کو کراچی جاؤں گا اور وہاں سے ۲۱۔ ۲۲/ اگست تک واپس لوٹوں گا۔ اس کے بعد جب ضرورت ہوگی میں مرادآباد آسکتا ہوں۔

﴿۲﴾

بنام غیر معلوم الاسم!

جناب مکرم زاد لطفہ !السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

آج کل اسمبلی کا الیکشن معرکہ آرا بنا ہوا ہے۔ رائے دہندگان کے عجب کشمکش ہے۔ طرح طرح کے اَثر کام میں لائے جارہے ہیں اور حصول مقصد کے لیے جھوٹ سچ باتیں تحریر وتقریر میں ادا کی جاتی ہیں۔ انتخاب کے موقعوں پر یہ ہمیشہ ہی ہوا کرتا ہے۔ یہ جناب کو معلوم ہوگا کہ میں نے الیکشن کے معاملے میں کبھی دلچسپی نہیں لی اور نہ میرے مشاغل مجھے اس کی فرصت دیتے ہیں مگر اس مرتبہ یونٹی بورڈ(Unity board) یعنی کانگریسیوں کی ہنگامہ آرائی اس کا باعث ہوئی کہ میں مسلمانوں کو آگاہ کردوں کہ ہو کیا رہا ہے۔ میری جو گزارش ہے وہ کسی کی مخالفت یا موافقت کی غرض سے نہیں۔ میرا مقصد صرف اس قدر ہے کہ مسلمان وہ روِش اختیار کرنے سے پرہیز کریں جس سے دین وملت کے ضرر کا قوی اندیشہ ہو۔ یونٹی بورڈ اور جمعیۃ العلماء کانگرسی جماعتیں ہیں۔ ان سب کی تمام زندگی اسلام اور مسلمانوں کے لیے سخت ضرر رساں ثابت ہوئی ہے۔ اور ہندو جو کام اپنے ہاتھ سے انجام نہیں دے سکتے ہیں وہ کام ان کے ان حامیوں نے انجام دے دیے ہیں۔

جمعیۃ العلماء اور کانگرسی لوگوں کو اسلام اور مسلمانوں کے ذرا بھی کام آنا نصیب نہیں ہوا۔ اورانہوں نے ہمیشہ ہندوؤں کو مسلمانوں پر ترجیح دی ہے۔ اسمبلی میں ہندو اور مسلمان دونوں اپنے اپنے نمائندے اپنے اپنے حقوق کے تحفظ اور اپنے مفاد کی حفاظت کے لیے بھیجتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کی طرف سے کانگرسی لوگ اسمبلی میں پہنچ گئے تو یقیناوہ ہندوؤں کے نمائندے ہوں گے اور اسمبلی مسلمانوں کی نمائندگی سے خالی رہ جائے گی۔ اگر اسلام کا دَرد ہے، اگر مسلمانوں کی موجودہ کمزور حالت کا احساس ہے ،اگر ان کے مستقبل کو خطرات سے بچانا منظور ہے، اور جمعیۃ العلماء اور کانگرسی لیڈروں کی ہندو پرستی، مسلم کشی اور خود غرضی کے واقعات یاد ہیں تو آپ کسی کانگرسی کو رائے دینا، اسلام کے ساتھ بدترین عداوت اور حرام سمجھیے اور جہاں تک آپ کے امکان میں ہو کوشش کیجیے کہ کانگرسی اور کانگریسیوں کے ساتھ علاقہ رکھنے والا اور نام نہاد جمعیۃ العلماء کا کوئی آوردہ کونسل میں ہرگز نہ جانے پائے۔ سر مولوی محمد یعقوب صاحب ایک عرصہ دراز تک اسمبلی کے رکن رہے ہیں۔ مسلمان ان کی طرف سے مطمئن اور ان کے مداح تھے۔ وہ بار بار بے مقابلہ منتخب ہوئے۔ اس سے ان کی عام مقبولیت اور حسن اخلاق اور مسلم قابلیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، لیکن ہم اس سب سے قطع نظر کرکے صرف اتنا دیکھتے ہیں کہ ہندو اور ہندو پرست جماعتیں کیوں مولوی سر محمد یعقوب صاحب کے

مقابل لام باندھ کر آئی ہیں۔ اگر ہندو مفاد کی ان کی ذات سے کچھ بھی اُمید ہوتی تو وہ کانگریس اور کانگریسیوں کی آنکھ میں خار کی طرح نہ کھٹکتے۔ جمعیۃ العلماء اور کانگریسیوں کی ہنگامہ آرائیوں نے ہمیں ایسے شخص کے انتخاب میں مدد دی ہے۔ جو ہندوؤں کا آلہ کار نہ بن سکتا ہو۔ سر مولوی محمد یعقوب صاحب کے ساتھ اس قدر مخالفت کا ہونا اس کی بیّن دلیل ہے کہ کانگریس اور ہندوازم کے توقعات اس ذات سے پورے نہیں ہو سکتے اور مسلمانوں کو جس حالت پر پہنچانے کی انہیں خواہش ہے اس کے لیے ان کا وجود سنگ راہ ہے ہمیں ایسے شخص کی ہی ضرورت ہے جو ہندوؤں کی رَو میں نہ بہ جائے اور کوئی اَثر اس کو اِسلامی مفاد کی حفاظت سے روک نہ سکے۔ اس وقت ہندو تدبر بہت گہری چال چل رہا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ روپیہ خرچ کر کے مسلمانوں سے اپنی مرضی کے نمائندے منتخب کرا دیں اور اسمبلی میں ضعیف سے ضعیف بھی مسلم آواز باقی نہ رہے۔ مسلمانوں کو اس وقت بہت ہوش سے کام لینا چاہیے اور تجربوں کے بعد پھر ایسے حریفانہ پھندوں کا شکار نہ بن جانا چاہیے۔ اس لیے آپ اسلام اور مسلمانوں کی حمایت و خیر خواہی کو مد نظر رکھیے اور مولوی سر محمد یعقوب صاحب کو ووٹ دیجیے اور ان کے لیے ووٹ حاصل کرنے کی اپنے امکان تک کوشش کیجیے۔

والسلام۔ **محمد نعیم الدین عفی عنہ از مراد آباد**

۱۶/ اکتوبر ۱۹۳۴ء

﴿۳﴾

بنام غیر معلوم الاسم!

جناب مکرم! وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ!

ہندو حکومتوں کے یہ پہلے امتحان ہیں جو بہار اور گڑھ۔۔۔ میں ظاہر ہوئے اور ان تجربوں سے ہندو اس نتیجے پر پہنچے کہ مسلمانوں کے قتل و غارت میں وہ بغیر کسی خطرے کے کامیاب رہیں گے۔ ان امتحانوں سے ان کے حوصلے بڑھ گئے اور ان کے لیڈر ہر دَم اشتعال انگیزی میں مصروف ہیں مگر یہ واقعات مسلمانوں کے لیے تازیانہ عبرت ہیں اور اس جرم کی سزا ہیں کہ مسلمانوں نے خداوند عالم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف ہندوؤں سے دوستی اور محبت کی تھی، اور ان کے ساتھ وداد و اتحاد کے رشتے جوڑے تھے، ان پر اعتماد رکھتے تھے، اور ہندوؤں کی غلامی میں اپنی عزت جانتے تھے اور ابھی تک بہت سے اسی مصیبت میں گرفتار ہیں۔ ایسے ہولناک مظالم کے بعد بھی ان کی آنکھیں نہیں کھلیں اور ان کے دلوں میں ان مظلوم مسلمانوں کی حالتیں دیکھ کر بھی رحم نہ آیا۔ قدرت کی طرف سے یہ ایک تنبیہ ہے اور ہر عہد میں قدرت کی طرف سے تنبیہات ہوتی رہی ہیں۔ جو قومیں ایسی تنبیہات سے عبرت

حاصل کرکے اپنی حالتیں درست کرلیتی ہیں قدرت ان کی اعانت فرماتی ہے۔اوران کے مرتبے بلند ہوجاتے ہیں۔اگر اس وقت مسلمان توبہ واستغفار کرکے اسلام کے احکام کواپنا دستور زندگی بنالیں اور اپنی ہرادا وضع عمل اور ہر شعبہ جات میں اسلام کے احکام پر عامل ہوتو بہت جلد حالت بدل جائے اور پستی و بے بسی کی بجائے ان کی قوت شوکت سطوت کے علم لہراتے نظر آئیں۔

ان واقعات نے سبق دیا ہے کہ مسلمان جہاں بہت اقلیت میں ہیں وہ سمٹ کر ایک ہوجائیں۔ ہر ہر مقام پر حلقے قائم کرکے ایک اسلامی بڑی بستی بنائیں، جس میں قرب وجوار کے تمام مسلمان یک جاآباد ہوں۔ اپنا صوبہ چھوڑ کر دوسرے صوبے میں جانے کی ضرورت نہیں۔اتنا کافی ہے کہ چھوٹی چھوٹی بستیوں کوملا کر جابجابڑی بستیاں بنائی جائیں۔ اوراپنی حفاظت کاسامان اپنے پاس رکھاجائے۔نمازوں کی پابندی کی جائے اور حفاظتی تدبیریں باہمی مشورے سے عمل میں لائی جائیں۔اس طرح مسجدیں بھی محفوظ ہوسکیں گی۔اور خطرے بھی دُور ہوجائیں گے۔ان شاءاللہ الرحمٰن۔ پھر مجمع کرکرکے حکومت سے مطالبے کیے جائیں کہ مسلمان جان ومال کا اتنا بڑانقصان اٹھاچکے ہیں جس کی مثال تاریخ میں نہیں ہے۔اس کاسبب یہی تھاکہ وہ ہندوؤں کواپنا ہمسایہ سمجھتے تھے۔ان پر اعتماد رکھتے تھے۔ متفرق طور پر ہندوؤں کی بستیوں میں چھوٹی چھوٹی تعداد میں آباد تھے۔ مسلمان جنگ جُو نہ تھے۔ان کے پاس سامان حرب توکیااپنی حفاظت کی بھی کوئی تدبیر نہ تھی۔ ہندو منظم تھے مسلح تھے۔ مسلمان ان کے حملوں سے اپنے آپ کونہ بچاسکے۔ حکومت نے کیا انتظام کیا ہے کہ آئندہ ایساواقعہ پیش نہ آسکے۔ حکومت سے یہ بھی مطالبہ کیاجائے کہ مسلمان نہایت خوف زدہ ہیں۔ انہیں اپنے حفاظت جان ومال کے لیے ہرقسم کے اسلحہ رکھنے کے لیے عام اجازت دی جائے۔یاسارے صوبے کے کل ہتھیار ضبط کرلیے جائیں اور کسی کوایسے ہتھیار رکھنے کی اجازت نہ دی جائے جوہلاکت کا باعث ہوسکتے ہیں اور تمام لائسنس ضبط کرلیے جائیں۔

مسلمانوں کواپنی یکجائی بڑی بستیاں قائم کرنے میں مدد دی جائے۔ یہ مطالبے جاری رکھے جائیں اور بار بار کیے جائیں۔وزیراعظم سے بھی صوبے کے گورنر سے بھی وائسرائے اوروزیرہند سے بھی اور برطانیہ کے بادشاہ سے بھی۔اپنی تنظیم خود کرو،اپنے نوجوانوں کوورزشیں کراؤ۔ان میں باہمی ہمدردی کے جذبے پیدا کرو۔دشمن سے محفوظ رہنے کی تدابیر سوچواور عمل میں لاؤ!اپنے ہرکمزوراور حاجت مند کی امداد کرواور سمجھوکہ ہم خوداپنی مدد کریں گے۔اللہ پر بھروسہ رکھوہمت نہ ہارواور جوکچھ کرواس سے آل انڈیاسنی کانفرنس کے مرکزی دفترکومطلع کرتے رہو۔اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے۔والسلام۔۹؍نومبر۱۹۴۶ء

بحکم حضرت صدرالافاضل صاحب مدظلہ

﴿۳﴾

بنام غیر معلوم الاسم!

بتاریخ، ۲۲؍دسمبر ۴۰ء

میری اور حافظ راحت حسین صاحب بریلوی کے مابین یہ قرار داد مقرر ہے کہ قرآن مجید ترجمہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ وتفسیر خزائن العرفان کی طبع ثانی میں دو ہزار جلدیں حافظ صاحب موصوف کے خرچ پر طبع کی جائیں ان کے جملہ مصارف طبع وتکمیل اشتہارات وغیرہ سب حافظ صاحب کے ذمے ہوں گے۔ اور انتظام طبع میرے ذمے رہے گا۔ فروختگی اور نگرانی طبع کا میں ذمے دار ہوں گا۔ اور خرچہ نکال کر جو نفع ہو گا اس میں، میں اور حافظ صاحب برابر کے شریک ہوں گے۔ خداوند عالم بطفیل سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر کام میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد نعیم الدین

مکاتیب مشاہیر
بنام
صدر الافاضل

مکاتیب مشاہیر بنام صدر الافاضل

اب ہم ارباب علم و دانش کے صدر الافاضل کو بھیجے گئے مکاتیب نقل کرتے ہیں ملاحظہ کریں:

امام اہل سنت کے کرامت نامے

امام اہل سنت کے صدر الافاضل کے نام دو خط دستیاب ہوئے۔ایک صدر الافاضل کے والد گرامی کے وصال پر تعزیت اور تاریخی قطعات پر مشتمل تھا جسے ہم نے صدر الافاضل کے والد گرامی کے تذکرے میں نقل کر دیا ہے۔دوسرا خط ذیل میں درج ہے ملاحظہ فرمائیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم!

بملاحظہ مولانا المکرم حامی السنن ماحی الفتن مولانا حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ نعیم الدین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمدللہ حضرت مولانا محدث سورتی نے تصدیق فرماکر بھیج دی۔ اب آپ مع ان جملہ طلبہ کے جو جلسہ انجمن نعمانیہ میں تشریف لے گئے تھے اس پر مہریں فرماکر فوراً فوراً فوراً بے رنگ میرے پاس ارسال فرمائیے۔

مولانا مکرمنا مولوی معین الدین صاحب سے سلام مع الاکرام۔

کیا مُلّا اشرف صاحب نے یہ جواب دیا کہ وہابیہ خذلھم اللہ تعالیٰ کا وہ رسالہ ابھی چھپا ہی نہیں جس کے چھپنے کی وہ خبر لائے اور فقیر نے بہ تاکید اسے منگانے کو کہہ دیا تھا۔ والسلام۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

سوم جمادی الآخرہ ۱۳۰۰ھ یوم الثلاثاء

مکتوب قاضی احسان الحق نعیمی

قاضی احسان الحق نعیمی کا ایک خط صدر الافاضل کے نام دستیاب ہوا۔جو قاضی صاحب کے تذکرے میں ہم نے نقل کر دیا ہے۔وہیں ملاحظہ کریں:

مکتوب مولوی ثناء اللہ امرت سری

صدرالافاضل کے نام ایک خط مولوی ثناء اللہ امرت سری نے بھی لکھا ہے جو ہم تحریکات کے باب میں نقل کر آئے ہیں۔ قارئین وہیں پڑھ سکتے ہیں۔

مکتوب مولانا رئیس الدین

رہتک ضلع حصار پنجاب کے کچھ لوگوں نے چھ جنوری ۱۹۱۴ء کو تھانوی جی کی طرف سے امام اہل سنت کو دعوت مناظرہ پیش کی۔ جس کے جواب میں امام اہل سنت نے پانچ ورقی خط تحریر فرمایا۔ اور مولانا رئیس الدین صاحب کی معرفت تھانوی صاحب کو بھیجا۔ اور اس خط میں درج مواخذات کے جوابات کا مطالبہ فرمایا۔ مولانا رئیس الدین صاحب نے تھانوی جی کو خط دیا تو تھانوی جی خط لینے اور اس کے جوابات دینے سے منع کر دیا نیز مناظرہ کے حوالے سے کوئی بھی معقول جواب نہیں ملا۔ اور اس طرح مناظرہ رہتک میں الحمدللہ اہل سنت کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اس پورے مناظرے کی روداد فقیر کی کتاب ''فتوحات رضویہ''میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا رئیس الدین صاحب نے اس مناظرے کے حوالے سے قدرے تفصیل صدرالافاضل کے نام اپنے درج ذیل خط میں تحریر فرمائی۔ قارئین ملاحظہ کریں:

مکرم بندہ مولوی محمد نعیم الدین صاحب سلمہ!

بعد سلام مسنون!

واضح ہو کہ ہم آپ سے رخصت ہو کر ۱۳/ کو رہتک پہنچے۔

۱۴/ کو میں اور مولوی عبدالغفور صاحب و حاجی علاء الدین و حاجی ابراہیم و منشی کریم بخش پنچایت تھانہ گئے مولوی اشرفعلی سے ملاقات ہوئی۔ جناب مولوی صاحب کی تحریر اور نوشتہ سید حسن چاندپوری ہر چندان کو دیا مگر انہوں نے ہاتھ نہ لگایا۔ لاچار زبانی ماجرا سناکر ان سے پھر اصرار کیا کہ آپ ایک نظر دیکھ لیجیے مگر انہوں نے آنکھ اٹھاکر بھی نہ دیکھا اور کہا کہ مجھے معلوم ہے مگر میرا ذمہ دار سید حسین چاندپوری کیوں کر ہو سکتا ہے۔ میں مباحثہ نہیں کیا کرتا اور نہ آیندہ کروں اور میں کسی کی تحریر بھی نہیں دیکھا کرتا۔

ہم نے کہا کہ سید حسن تمہارا معتمد علیہ ہے کیوں کہ جابجا آپ کی جانب سے مناظرہ میں بھیجا جاتا ہے، کیا بغیر ذمے داری کے جاتا ہے۔ جب آپ کا قائم مقام کر کے بھیجا گیا تو ذمہ دار بھی ضرور ہو سکتا ہے لہٰذا اس کی تحریر کے موافق آپ کو مناظرہ ضرور کرنا پڑے گا جیسا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے منظور فرمایا ہے۔ ہم نے سب طرح ان پر بوجھ ڈالا۔ مگر انہوں نے مناظرہ اور جواب و سوالات کسی طرح منظور نہ کیا۔ لاچار ہم دیوبند آئے، یہاں بھی

سید حسن کی کارروائی کی سب کو اطلاع تھی۔ کہنے لگے کہ سید حسن ایک لونڈا ہے لسان اور جھوٹا۔ ہم نے اس کو اپنے یہاں سے موقوف کر دیا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ کہاں ہے۔ یہاں بھی سب کانوں پر ہاتھ رکھ گئے۔ اور مباحثہ بالمشافہ مولوی اشرف علی و مولوی احمد رضا خاں صاحب سے منکر ہوئے اور تسلیم نہیں کیا پس موافق شرائط ہار ہو گئی۔

ہم لوگ اسی روز رہتک آ گئے۔ اب تو اس نالش خرچہ (چاندپوری تھانوی صاحب کی طرف سے شرائط مناظرہ میں یہی قرار دیا تھا کہ بیس تک اگر اپنے کو آمادہ نہ کر سکوں یا تاریخ مقررہ پر تاریخ مناظرہ کی اطلاع نہ دوں تو ہماری سب کی ہار مانی جائے گی اور یہ بھی کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب اور مولوی اشرف علی صاحب سے ایک نے آمادگی مناظرہ ظاہر کی تو دوسرے کو آمادہ ہونا پڑے گا۔ وکیل سے کام نہیں چلے گا۔ ایک کی آمادگی کی صورت میں دوسرا آمادہ نہ ہوا، تو اس کی ہار شمار کی جائے گی اور یہ ہار تمام مسائل متنازعہ فیہا میں مانی جائے گی اور یہ بھی کہ جو ہارے خرچہ فریقین اس پر پڑے۔ اب جناب تھانوی صاحب ہارے، لہٰذا انہیں کی طرف کی شرائط خرچہ انہیں پر پڑنا چاہیے۔ غنیمت ہے کہ سامنے نہ آئے صغیری کے صیغہ کا خرچہ اُن پر پڑا اور نہ ہمارے ۔۔ بھاگتے تو پورا پڑتا) کی تدبیر ہو رہی ہے۔ سب صاحبوں کی خدمت میں سلام مسنون پہنچے۔

[دبدبہ سکندری: جلد ۵۰، نمبر ۲، ۱۰؍ فروری ۱۹۱۴ء ص ۸]

مکتوب محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد قادری

صدر الافاضل کے نام محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد قادری کا ایک خط دستیاب ہوا جسے ہم نے ان کے تذکرے میں نقل کر دیا ہے۔

مکتوب ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری

ملک العلماء کا ایک خط صدر الافاضل کے نام دستیاب ہوا جسے ہم نے آپ کے تذکرے میں نقل کر دیا ہے۔ احباب معاصرین کے باب میں ملاحظہ کریں۔

مکتوب مولانا عظمت اللہ شاہ پالنپوری

صدر الافاضل کے نام مولانا عظمت اللہ شاہ پالنپوری کا درج ذیل ایک خط دستیاب ہوا۔ پیش ہے:

''بخدمت شریف والاجناب فاضل الافاضل مولانا مولوی مفتی حاجی حکیم حافظ قاری محمد نعیم الدین صاحب زاد اللہ شرف و حضرت قبلتی انیسی اختصاص الدین صاحب!

بعد آداب تسلیمات کے گزارش ہے کہ برخوردار محمد طالب علی کی طبیعت لقوہ کے اثر ہونے کا سن کر بہت

فکر ہو رہی ہے۔لکھ نہیں سکتا ہوں۔ایک صرف اس کی کمی کہ وہ ہم سے دُور ہیں اور ہم ان سے دُور ہیں۔واللہ آپ پر تو ہماری جان تک قربان ہے۔سنبھالنے کا وغیرہ کچھ فکر نہیں ہے۔

التماس ہے کہ طالب علی کی طبیعت میں مرض افاقہ ہوتا چلا ہو تو شکر ہے اور علاج کریں۔کلی صحت ہونے سے ایسا علاج کریں کہ ہمیشہ کو اس کا اَثر نہ رہے اور اگر علالت خدانخواستہ کچھ زائد ہو تو کسی صاحب کو ہم راہ کر کے گھر کو روانہ کر دیں۔آمد رفت کا خرچہ کرایہ ادا کر دیں گے یا تار سے جواب دے دیں کہ ہمیں سے کوئی آجائے۔بہر حال آپ پر ہے جس طرح حکم ہو گا، کریں گے۔علاج وہاں اچھا کافی وافی ہو گا، یہاں مشکل ہے مگر دوسرے صاحب کے بجائے اگر طالب علی کو بھیجنا ہو تو حضرت اختصاص الدین صاحب ہی قدم رنجہ فرمائیں اور اپنی نیاز حاصل کرا جائیں۔

بس اب میں کچھ نہیں لکھ سکتا ہوں، آپ پر تو اگر سو جانیں ہوں تو قربان ہیں۔اور آپ کی جانب سے ذرّہ برابر فکر نہیں ہے۔صرف۔۔۔ہی کا ہے۔جواب بہت جلد عنایت کریں۔

برخوردار عزیز محمد طالب علی شاہ سے بعد دعا درازی عمر و ترقی رزق کہ معلوم ہو کہ خط پڑھنے طبیعت کا سننے سے زندہ مرا برابر ہو گیا ہوں۔اللہ حافظ و ناصر و نگہبان ہے۔اگر تم کو افاقہ ہوتا چلا ہے کافی اُمید ہے تو علاج کرا اور اگر خدانخواستہ علالت زیادہ ہو تو کسی صاحب کو ہم راہ لے کر چلے آؤ۔ان کا خرچہ کرایہ سب ادا کر دیا جائے گا، جو بھی ہو۔جواب جلد دو۔علاج جیسا ہو گا وہاں، یہاں نہیں ہو سکتا۔اب تم کو اور ان حضرات کو اختیار ہے۔مناسب جانیں وہ کریں۔مولانا صاحب کو معلوم ہے کہ واللہ اس حیثیت کی طاقت کا نہیں ہوں مگر آپ کی بدولت یہ کچھ خدا کرا رہا ہے۔جواب سے جلد سرفراز فرمائیں، دل کو قرار و تسکین نہیں تھا ان کو بھی خط لکھا ویسے یہ مجھ کو معلوم ہے۔

المرسلہ: پیر جی محمد عظمت اللہ شاہ از دھانیرہ ضلع پالنپور

[بخدمت فاضل الافاضل مولانا مولوی مفتی قاری حافظ حضور حکیم نعیم الدین صاحب و حضرت اختصاص الدین مولوی صاحب، شیش محل بازار دیوان متّصل شیش محل مدرسہ جامعہ نعیمیہ میں مراد آباد، تاریخ مہر ڈاک۔۲۶/۳/۱۹۴۳ء]

مکتوب محدث اعظم ہند سید محمد احمد کچھوچھوی

صدر الافاضل کے نام محدث اعظم ہند کے دو خط ہمیں دستیاب ہوئے تھے جنہیں ہم نے آپ کے تذکرے میں نقل کر دیا ہے۔معاصرین کا باب ملاحظہ کیا جائے۔

مکاتیب تاج العلماء محمد میاں مارہروی

سنی کانفرنس کے حوالے سے تاج العلماء محمد میاں مارہروی کے چھ(٦) گرامی نامے ہم نے تحریکات کے باب میں سنی کانفرنس کے ضمن میں نقل کردیے ہیں۔ وہیں دیکھے جائیں۔

مکتوب مفتیٔ اعظم ہند مصطفی رضا خاں

مفتی اعظم ہند کا ایک خط دستیاب ہوا جو ہم نے انہیں کے تذکرے میں نقل کر دیا ہے۔

مکتوب نعمان شاہدی

جناب مولانا نعمان شاہدی کا درج ذیل خط دستیاب ہوا ملاحظہ کریں:

''حامی سنت ماہر شریعت مکرمی! سلامی قبول ہو!

ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین صاحب کے زیر خدمت رہنے سے یہ معلوم ہوا۔ کہ جناب کے پاس علمائے اہل سنت کے رسالے موجود ہیں۔ میرے پاس بھی علمائے اہل سنت کے کچھ رسالے ہیں۔ مگر سب رسالے نہیں ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ موجودہ کل رسالوں کو منگالوں۔ لہٰذا ایک جدید فہرست اور ذیل کتابیں جلد روانہ فرمائیے، بذریعہ ڈاک۔

تمہید ایمان...ایک عدد

سوانح کربلا...ایک عدد

اسواط العذاب علی قوامع القباب...ایک عدد

الکلمۃ العلیاء لاعلاء علم المصطفیٰ...ایک عدد

ان کتابوں کو ضرور جلد بھیج دیجئے۔ عین نوازش ہوگی۔ ۳۰؍ مئی

پتہ: محمد نعمان شاہدی،

موضع لال گنج محلہ مولوی ٹولہ ڈاکخانہ رانی پترہ ضلع پورنیہ بہار۔

مکتبہ نعیمیہ بازار دیوان مرادآباد یوپی

مکتوب غیر معلوم الاسم

جناب مولانا صاحب زاد خیر کم!

وعلیکم السلام! مزاج اقدس؟

مولوی محمد عمر صاحب دو روز قبل آئے اور جناب کا سرفراز نامہ لائے۔ خدا جناب کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ مدرسہ کی بقا آپ کی ذات ستودہ صفات سے ہے اور ہر وقت آپ کی عافیت کا دعا خواہ ہوں میں۔ الہ آباد چلا جاؤں گا۔ سامان کی آمدنی کا خدا مالک ہے۔ بہتر ہو کہ یہاں جن لوگوں کے نام کی آمدنی باقی ہے سب کے نام جدا جدا اشتہار لکھ کر اور ایک ایک بنڈل بنا کر اصحاب ذیل۔

شجاعت اللہ خاں پسر جمعہ خاں صاحب تار سر سالہ گنج

حافظ محمود حسین صاحب مختار تار سر سالہ گنج

جناب محمد یوسف خاں صاحب رئیس۔

جناب داروغہ احمد حسن خاں صاحب پنشنر۔

یہ سبھی لوگ جو کچھ کوشش کریں مل کر کریں۔

......اور وقت سے کھل سکتا ہے اور پھر بند ہو سکتا ہے۔ جو روپیہ پہنچ چکا ہے سب کی نام بنام فہرستیں روانہ کر چکا ہوں۔ رسید اب آپ روانہ کر چکے ہیں صرف حال کے دو رجسٹر آپ کے پاس سے گئے۔

(۱) داروغہ محمد عبدالمحمود خاں صاحب

(۲) منشی احمد حسن صاحب ہیڈ کانسٹبل چوکی سلہ گنج

(جناب مولانا حکیم حافظ محمد نعیم الدین صاحب دام فیضکم چوکی حسن خاں مرادآباد)

باب ۱۴

تحریکات، تنظیمات، احتجاجات

حبیب خاص محبوب خدا صدر الافاضل ہیں
نبی بدر الدجیٰ ہیں اور ضیا صدر الافاضل ہیں
نبی کے علم کے وارث خدا کے دین کے حامی
جہان سنیت کے مقتدا صدر الافاضل ہیں
مخالف اور معاند کے ہر اک میدان وموقعے پر
وکیل حضرت احمد رضا صدر الافاضل ہیں

مولانا غلام قطب الدین نعیمی نائب مدیر سواد اعظم لاہور

بیسوی صدی کی دوسری دہائی کے اواخر اور تیسری دہائی کے اوائل میں چند بڑی تحریکات معرض وجود میں آئیں، جن میں سے تحریک خلافت، تحریک موالات، تحریک ہندو مسلم اتحاد، تحریک سوراج، تحریک کھدر، تحریک گاؤکُشی، تحریک شدھی کا بڑا زور رہا۔ ان تحریکات سے مسلمانوں کو کافی نقصانات اٹھانے پڑے، بہت مشقتیں اور تکالیف جھیلنی پڑیں۔ ان تحریکات سے پیدا ہونے والے نقصانات و مضر اثرات سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے علماے اہل سنت نے کافی جدوجہد اور کوششیں فرمائیں۔ خاص کر حضور صدر الافاضل نے ان تحریکات کے سدباب کے لیے کافی جدوجہد فرمائی۔ ان تحریکات کے خلاف صدر الافاضل کی قائدانہ ومجاہدانہ کارگزاریوں کی تفصیل کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔ ہم یہاں قدرے تفصیل سے صدر الافاضل کی ان تحریکات کی مخالفت وسدباب میں کی جانے والی سرگرمیوں اور تنظیماتی کارگزاریوں کا بیان قلم بند کرتے ہیں۔ نیز اسی ضمن میں ہم مذہبی وسماجی احتجاجات اور حکومت وقت سے مذہب وملت کے مفاد کی خاطر کیے گئے مطالبات کا بھی ذکر کریں گے۔ قارئین ملاحظہ فرمائیں:

تحریک خلافت، تحریک ترک موالات اور تحریک اتحاد میں صدر الافاضل کی کارگزاریاں

۱۹۱۹ء اور ۱۹۲۰ء میں ہندوستان میں گاندھی کے اشارے پر تحریک خلافت، تحریک ہندو مسلم اتحاد اور تحریک موالات کا آغاز ہوا۔ جس کا اصل اور بنیادی مقصد سوراج یعنی ہندو راج قائم کرنا تھا۔ ان تحریکات میں چند نام نہاد مولوی اور شہرت پسند وزر پرست لیڈروں نے گاندھی کا کھل کر ساتھ دیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے حالات بد سے بدتر ہوگئے۔ ان کا جینا مشکل ہوگیا۔ ان کا خون اس قدر سستا ہوگیا کہ سرعام انہیں قتل کیا جانے لگا۔ اُن کی عورتوں کی آبروریزی تک کی نوبت آگئی۔ گھر سے مستورات کا نکلنا مشکل ہوگیا۔ اذان وغیرہ مراسم اسلامیہ کے خلاف محاذ آرائی شروع ہوگئی۔ مسجدوں مدرسوں پر حملے ہونے لگے۔ الغرض اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نے کھل کر آتنک وفساد مچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

بالآخر کفار کی ان ریشہ دوانیوں اور ان کی قائم کردہ تحریکات کے سدباب کے لیے علماے اہل سنت خاص کر امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ اور آپ کے تلامذہ وخلفا خصوصاً صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین قادری، میدان عمل میں آئے اور اسلام اور مسلمانوں کی بقا وتحفظ کی خاطر ہر ممکن قربانی اور ہر طرح کی جدوجہد اور حتی الامکان کوششیں فرمائیں۔ اور حد بھر ان تحریکات کے خلاف برسرپیکار رہ کر ان اسلام کُش

تحریکات کو کچلنے میں کامیاب بھی ہوئے۔ صدرالافاضل نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے تحریک خلافت وغیرہ تحریکات گاندھویہ کے سدباب میں نمایاں کردار ادا کیا۔

''ماہنامہ السوادالاعظم مرادآباد'' میں شائع شدہ آپ کے مضامین سے آپ کی سرگرمیوں کا مکمل اندازہ ہوتا ہے۔

یہاں آپ کی مکمل تحریروں کو نقل کرنا تو باعث حرج ہے، البتہ آپ کی تحریروں سے چند اقتباسات نقل کرنا غیر مناسب نہ ہوگا۔ ملاحظہ کریں:۔

مسلم نمالیڈروں کی احمقانہ وغیر شرعی حرکتوں کے نتیجے میں ان تحریکات کو بڑی تقویت ملی۔ اور قوم مسلم پر اس کے بڑے مضر اور مہلک اثرات مرتب ہوئے۔ صدرالافاضل فرماتے ہیں:

ہندوؤں میں یہ جذبہ کس نے پیدا کیا: ایک سوال ہوتا ہے کہ مسلم کُشی کا یہ جذبہ ہندوؤں میں کس نے پیدا کیا؟

اور یہ سوال نہایت برمحل و باموقع ہے۔ اس کا جواب ظاہر ہے کہ یہ جذبہ گزرے ہوئے زمانے کے ہندو و مسلم اتحاد نے پیدا کیا ہے۔ خلافت کمیٹی کے عہد بے قیدی میں جس کے عَلم بلند کیے گئے تھے، اور مسلم نمالیڈر مسلمان سے پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ ہندوؤں سے ہمارا اتحاد ہے۔ گاؤکُشی بند کرو۔ نقلی و جعلی مولانا جو اس زمانہ میں چندہ کی بدولت بہت سے پیدا ہو گئے تھے، اس مضمون پر بڑی گرم اور خون خوار تقریریں کرتے تھے۔ ؏

اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

(یعنی اے باد صبا یہ سب کچھ تو نے اڑایا ہے۔ نعیمی)

لیڈروں اور مقرروں کی تقریروں نے ہندوؤں میں ایک جوش پیدا کر دیا، وہ نمائشی اتحاد تو چند روز بھی نہ ٹھہرا، اس کے یہ زہریلے اَثراب تک باقی ہیں۔"

اور پھر اس کے حل کی تجویز پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''**مسلمان کو کیا کرنا چاہیے:**

بحالات موجودہ مسلمانوں کو اپنے حق کی حفاظت میں اپنی قدیم اَمن پسندانہ رَوِش کے ساتھ مضبوطی سے قائم رہنا چاہیے۔ اور جو لوگ مسلمانوں کی سربراہی کے لیے آگے بڑھا کرتے ہیں، لیڈری کے مدعی ہیں، پیشوائی کے دعوے دار ہیں اور وہ حضرات جو مسلمانوں سے ووٹ حاصل کر کے ایوان حکومت میں عزت کی کرسی حاصل کرتے ہیں، انہیں مسلمانوں کی حفاظت جان و مال و امن و عافیت کے لیے ایک باقاعدہ مستقل سعی کرنا چاہیے۔ مگر ان اصحاب کی بے دردی دشمن کے جفاکارانہ حملوں سے کم نہیں ہے۔ مسلمان لٹتے ہیں، مارے جاتے ہیں مگر ان سرمستان بادہ

عشرت کو خبر نہیں ہوتی۔ یہ مسلمانوں کی حمایت میں لب کشائی کرنے کی جرأت نہیں رکھتے۔ اگر ہندوؤں کی قوت سے اس قدر مرعوب ہو گئے ہیں تو انہیں مسلمانوں کی طرف سے پیشوائی اور نمائندگی کے لیے آگے بڑھنا نہیں چاہیے۔ اور آئندہ مسلمان بھی ایسے ناکارہ اور معطل لوگوں کو آگے نہ بڑھائیں جو وقت ضرورت بالکل ان کے کام نہیں آسکتے۔ ہمیں گورنمنٹ سے یہ کہہ دینا ہے کہ جب اس نے مذہبی آزادی دینے کا اعلان کیا ہے تو وہ ذمے دار ہے کہ ہم اس کے عہد حکومت میں اپنے دینی اُمور بہ آزادی ادا کر سکیں۔ اور کوئی ہماری عبادات کے اَدا میں مخل نہ ہو سکے۔ ہم اَمن رکھتے، اور اَمن چاہتے ہیں، مگر فسادیوں کے فساد انگیزی سے محفوظ رہنے میں گورنمنٹ کو ہماری اِعانت کرنا چاہیے یا ہم کو وہ رقبہ بتادیا جائے جہاں ہم بود وباش کر کے ستم گاروں کی دراز دستیوں سے محفوظ رہ سکیں۔"

[السوادالاعظم: ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ ص ۲ تا ۸]

تحریک خلافت، ہندو مسلم اتحاد اور تحریک موالات کے سبب کس قدر مضرات ونقصانات سے مسلمانوں کو دوچار ہونا پڑا اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے صدرالافاضل قلم طراز ہیں:

"لیکن صورت حالات کچھ اور ہے۔ اگر اتنا ہی ہوتا کہ مسلمان مطالبہ کرتے اور ہندوان کے ساتھ متفق ہو کر بجا ہے، اور درست ہے، پکارتے۔ مسلمان آگے ہوتے اور ہندوان کے ساتھ ہو کر ان کی موافقت کرتے تو بے جا نہ تھا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہندو امام بنے ہوئے آگے آگے ہیں اور مسلمان آمین کہنے والے کی طرح ان کی ہر صدا کے ساتھ موافقت کر رہے ہیں۔ پہلے مہاتما گاندھی کا حکم ہوتا ہے اس کے پیچھے مولوی عبدالباری کا فتوی مقلد کی طرح سرِ نیاز خم کرتا چلا جاتا ہے۔ ہندو آگے بڑھتے ہیں اور مسلمان ان کے پیچھے پیچھے اپنا دین و مذہب ان پر نثار کرتے چلے جاتے ہیں۔ پہلے تو ہندوؤں نے سُود کے پھندوں میں مسلمانوں کی دولتیں اور جاگیریں لے لیں۔ اب جو وہ مفلس ہو گئے اور کچھ پاس نہ رہا تو مقامات مقدسہ اور سلطنت اسلامیہ کی حمایت کی آڑ میں مذہب سے بھی بے دخل کرنا شروع کر دیا۔ نادان مسلمانوں نے جس طرح دریادلی کے ساتھ جائیدادیں لٹائیں آج اسی طرح فیاضی کے ساتھ مذہب فدا کر رہے ہیں۔ کہیں ہندوؤں کی خاطر سے قربانی اور گائے کا ذبیحہ ترک کرنے کی تجاویز پاس ہوتی ہیں، ان پر عمل کرنے کی صورتیں سوچی جاتی ہیں۔ اسلامی شعائر مٹانے کی کوششیں عمل میں لائی جاتی ہیں۔ کہیں پیشانی پر قشقہ کھینچ کر کفر کا شعار (ٹریڈ مارک) نمایاں کیا جاتا ہے، کہیں بتوں پر پھول اور ریوڑیاں چڑھا کر توحید کی دولت برباد کی جاتی ہے۔ معاذاللہ!

کروڑ سلطنتیں ہوں تو دین پر فدا کی جائیں۔ مذہب کسی سلطنت کی طمع میں برباد نہیں کیا جاسکتا۔ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے بہت خوب فرمایا: کہ لعنت ہے اس سلطنت پر، جو دین بیچ کر حاصل کی جائے۔ ترکی سلطنت کی بقا کے لیے مسلمان کفر کرنے لگیں۔ شعائر اسلام کو میٹ دیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

اسلام ہی کے صدقے میں تو اس سلطنت کی حمایت کی جاتی ہے۔ ورنہ ہم سے اور ترکوں سے کیا واسطہ۔

مطلب جو کوشش کی جائے اپنا دین محفوظ رکھ کر کی جائے۔ مگر ؎

اذا کان الغراب دلیل قوم
سیھدیھم طریق الھالکین

(یعنی جب کوا کسی قوم کا رہنما ہو تو وہ قوم کو ہلاکت کے راستے پر ڈال دے گا)

جب ہندو پیشوا، ہوں، اور مسلمان ان کی کورانہ تقلید پر کمر باندھیں، پھر مذہب محفوظ رکھنا کیوں کر ممکن ہے!!! مسلمانوں کی نادانی کمال کو پہنچ گئی۔ نصاریٰ کے ساتھ ہوئے تو اندھے ہو کر موافقت کی۔ بلادِ اسلامیہ میں جا کر لڑے، مسلمانوں پر تلواریں چلائیں، ان کے ملک ان سے چھین کر کفار کو دلائے۔ اب اس خود کردہ کا علاج کرنے چلے، اور دشت بعد از جنگ یاد آیا تو ہندوؤں کی غلامی میں دین برباد کرنے پر تل گئے۔ ہندو نادان نہیں۔ ان کی کوئی حرکت عبث اور بے کار نہیں۔ وہ ہر کام کے لیے کوئی مقصد رکھتے ہیں۔ ان کا ہر عمل اسی مقصد کے محور پر گردش کرتا ہے۔ جب تم نے انہیں پیشوا بنایا تو وہ اپنے مقصد کو مقدم رکھیں گے یا آپ کے۔؟

ترک تعاون: انسان مدنی الطبع ہے۔ اس کے کام ایک دوسرے کی امداد اور درشرکت عمل سے پورے ہوتے ہیں جس طرح چرند پرند اپنے اپنے ضروریات میں اپنے ابنائے نوع سے مستغنی اور بے نیاز ہیں۔ اپنے پاؤں سے چلتے ہیں اور اپنی روزی خود تلاش کرتے ہیں۔ اس میں انہیں کسی بنی نوع سے استمداد کی ضرورت نہیں نہ کسی کی نوکری کرتے ہیں نہ کوئی کارخانہ کھولتے ہیں۔ اپنا آشیانہ خود بنا لیتے ہیں۔ اس طرح انسان اپنے ابنائے نوع کی شرکت عملی سے غنی اور بے پرواہ نہیں۔ اس کو اپنے خورد و نوش کے لیے کاشت کار کی ضرورت ہوتی ہے، وہ کھیتی کے کام انجام دے کر غلہ بہم پہنچاتا ہے۔ پھر پیسنے اور پکانے والے کی حاجت پڑتی ہے، گرمی سردی بارش سے محفوظ رہنے کے لیے بافندہ کی طرف دست احتیاج دراز کرنا پڑتا ہے۔ قطع مسافت کے لیے سواری مطلوب ہوتی ہے، ضروری سامان محفوظ رکھنے کے لیے ظروف، اور الماریاں وغیرہ لازمی ہوتی ہیں، ان ضرورتوں کے لیے کارخانے کھولنے پڑتے ہیں، نوکری، مزدوری، طاعت، فرماں برداری پر راضی ہونا پڑتا ہے۔ کوئی آدمی ایسا نہیں جو اپنی تمام ضروریات اپنے ہی ہاتھ سے انجام دے سکے اور اس کو کسی سے مدد لینے کی ضرورت نہ پڑے۔ اسی کو تعاون کہتے ہیں۔ ترکِ تعاون کا یہ مطلب ہے کہ اس نظام کو مختل کر کے تمدن خراب کیا جائے۔ حکومت کا تعلق ہمارے ساتھ تمدن میں اس قدر نہیں جتنا سیاست میں ہے۔ تمدن کو فاسد کرنے کا بڑا اثر ہم پر پڑے گا۔ ؎

اول بظالماں اثر ظلم می رسد
پیش از ہدف ہمیشہ کماں نالہ می کند

(یعنی ظالموں کو ظلم کا اثر پہلے پہنچتا ہے، نشانے سے پہلے ہمیشہ کمان روتا ہے۔)

برابر والے سے بھی جنگ کرنے میں بھی پہلے اپنے آپ کو تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ سامان حرب مہیا کرنا پڑتا ہے۔ اس کی تلاش اور حملے کے موقع کی جستجو میں سرگردانی کرنا ہوتی ہے، تب کہیں اس کو تکلیف پہنچائی جا سکتی ہے۔ اس پر بھی اپنا غلبہ یقینی نہیں۔ جب زبردست سے مقابلہ ہو تو اپنے آپ کو کس قدر مصیبت برداشت کرنا پڑے گی، اور اس کا برداشت کرنا ہم پر اتنا ہی دُشوار ہوگا جتنا ہم میں ضعف ہے۔ اور ہمارے حملہ کا تحمل اور قوتِ برداشت مقابل میں بقدر اپنی طاقت کے ہوگا۔ ہمیں تو پہلے حملہ کی تیاری ہی فنا کے دروازے تک پہنچا دے گی اور اپنی انتہائی جدوجہد سے باہزار مشقت ہم نے جو حملہ کیا تو ہمارا کیا حال ہوگا؟ کیا ہم اس کو برداشت کر سکیں گے۔ یہ تو اس صورت میں ہے کہ ہم ترکِ تعاون کی تمام منزلیں طے کر لیں۔ لیکن جس قوت کے مقابلے میں یہ اسلحہ تیز کیے جاتے ہیں وہ ان کے تیز ہونے تک ہمارے ساتھ کیا کرے گی؟ خیر میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا کہ ترک تعاون ممکن ہے یا نہیں؟ اور اگر ہو بھی جائے تو اس کا ہم پر کیا اَثر پڑے گا اور گورنمنٹ پر کیا؟

میں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ ترک تعاون کا خیال مسٹر گاندھی کے دماغ میں مدت دراز سے مرکوز ہے۔ ان کے کارنامہ زندگی سے اس کے دلائل ملیں گے لیکن وہ اپنے اس مقصد میں اپنی خواہش کے موافق کامیابی سے محروم رہے ہیں۔

سلطنت اسلامیہ کے معاملے میں عیسائیوں کی زیادتیوں سے جو مسلمانوں کے جذبات کو صدمے پہنچے، تو انہوں نے مسلمانوں کو اُبھار کر اپنے اس خیال میں شریک کر لینے کا موقع سمجھا، اور تھوڑی سی لفظی شرکت کر کے انہیں اپنے ساتھ لے لیا مگر عجب دانائی کے ساتھ انہیں کو اپنے مقصد میں شریک کیا، اپنا ہم نوا اور موافق بھی بنایا، اور انہیں کو رَہینِ منت اور ممنونِ احسان بھی کیا۔ اب مسلمان ان کی اس عنایت کے صلے میں کہیں گائے کی قربانی ترک کرتے ہیں، کہیں قشقے کھینچتے ہیں، کہیں بتوں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں، کس کس خرافات میں مبتلا ہیں۔

اس قدر عرض کر دینا اور بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہندوؤں کی رضا جوئی کے لیے قربانی کا ترک حرام، شعار اسلام ہونے کی وجہ سے اس کا ترک ممنوع۔ اس کے علاوہ ترک قربانی میں ایک اور سخت جرم ہے جس کو اسلام گوارا ہی نہیں کر سکتا، وہ یہ کہ ہندو گائے کی پرستش کرتے ہیں، بتوں کی طرح گائے ان کی معبود ہے۔ اس کی قربانی انہیں راضی کرنے کے لیے چھوڑنا بت پرستی کی اعانت ہے کیا اسلام اس کو رَوا رکھ سکتا ہے۔؟

مسٹر گاندھی کا طرزِ عمل: ایک طرف تو مسٹر گاندھی مسلمانوں سے یہ خطاب کرتے ہیں کہ تمہارے مطالبات بالکل بجا ہیں، اور تم حق بجانب ہو، میں تمہارے ساتھ ہوں۔ دل آزردہ مسلمان ان الفاظ سے جوش میں آجاتے ہیں، اور یہ خیال کر لیتے ہیں کہ مسٹر گاندھی سلطنت اسلامیہ کے مقبوضات واپس دلا دیں گے۔ دوسری طرف مسٹر گاندھی لہجہ بدل کر یہ فرما دیتے ہیں کہ دیکھو خبردار قانون کے حدود سے باہر قدم نہ رکھنا، امن عامہ میں خلل اندازی

کرنے سے باز رہنا، میں تمہارے ساتھ نہیں۔ جس سے وہ گورنمنٹ کو مسلمانوں کی شوریدہ سری اور قانون شکنی اور امن عامہ میں فساد انگیزی کا ثبوت دینا چاہتے ہیں، اور اپنے آپ کو امن عامہ اور قانون کا حامی ظاہر کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا طرز عمل تو گورنمنٹ کی نگاہوں میں خراب کردیا اور اپنے آپ اِدھر بھی سرخ رُو رہے اُدھر بھی۔ کیا دانائی ہے!!!

مسلمان کیا کریں: سلطنتِ اسلامیہ کی اعانت اور مقامات مقدسہ کی حمایت و حفاظت کے لیے مسلمان ہر ممکن تدبیر عمل میں لائیں، لیکن اپنے دین و مذہب کو محفوظ رکھیں، اپنے آپ کو ہندوؤں کے ہاتھوں میں نہ دے ڈالیں، اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں، اپنی عقل و حواس کو معطل نہ کریں، اپنے ہوش و خرد کو کام میں لائیں نہایت فرزانگی کے ساتھ اپنے نیک و بد، اپنے انجام و مآل پر نظر ڈالیں۔

بے شک سلطان اسلام اور سلطنت اسلامیہ کی اعانت فرض ہے۔ لیکن یہاں کے مسلمانوں کی عزت، حرمت اور زندگی کو بے فائدہ خطرے میں ڈالنا بھی جائز نہیں۔ ہندوستان میں وہ طرز عمل اختیار کرنے سے پرہیز لازم ہے، جس سے آئندہ اسلام کی بے حرمتی کا اندیشہ ہو۔ اور یہاں کے مسلمان اپنے مذہبی فرائض انجام دینے میں بھی مجبور ہوجائیں۔ لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ۔

(اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ پارہ ۲۔ سورہ بقرہ، آیت ۱۹۵]

حریفان وطن کی چالوں سے بھی مطمئن نہ رہنا چاہیے۔ اپنی باگ اپنے ہاتھ میں ہو۔ اپنی تدبیریں اپنی رائے سے کی جائیں۔ ایسی بے رائی کہ ہر بات میں گاندھی پر نظر ہے کچھ کام نہیں آسکتی۔ فرض کرو آج گاندھی تمہارے موافق ہیں، اور تم ہر مشورے میں ان کی رائے کے محتاج ہو۔ کل اگر گاندھی کا رنگ بدل جائے تم کیا کروگے؟ یہ کس قدر افسوس کی بات ہے، کہ تم میں کوئی ایک بھی مدبر نہیں۔ اگر ایسا ہے تو خاموش رہنا چاہیے... الخ۔

[ماہنامہ السواد الاعظم، شوال المکرم، ۱۳۳۸ھ ص ۱۳ تا ۲۷]

خلافت وغیرہ تحریکات کے مؤیدین علما و مسلم سیاسی لیڈران کے خلاف جماعت رضائے مصطفیٰ کی محاذ آرائیاں اور صدر الافاضل

تحریک خلافت، تحریک ہندو مسلم اتحاد اور تحریک موالات میں گاندھی جی کے ہم نواؤں میں چند گندم نما جو فروش نام نہاد مولوی اور چند زر پرست و شہرت پسند سیاسی لیڈر بھی تھے۔ خاص کر ابوالکلام آزاد، مفتی کفایت اللہ صدر جمیعۃ العلماء و دیگر اراکین جمیعت علمائے ہند، جنہوں نے اسلام کے اصول اور مسلمانوں کے جذبات کے ساتھ خوب کھلواڑ کیا۔ اگر یہ سیاسی لیڈر مسلمانوں کے حقوق کی بازیابی کے لیے آواز اٹھاتے تو یقیناً ہندوستان کے مسلمان آج

خوش حال ہوتے۔ مگر انہوں نے بس اپنے مفاد کو پیش نظر رکھا اور مسلمانوں کے حقوق کو پامال کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے حالات دن بدن خستہ ہوتے چلے گئے۔ رسوائیاں، ذلتیں، دشواریاں، تکالیف و مشقتیں انہیں سوغات میں ملنے لگیں۔ وہ تو بھلا ہو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور ان کے خلفا و تلامذہ خصوصاً صدر الافاضل کا جنہوں نے ایسے برے حالات میں مسلمانوں کی رہنمائی اور دستگیری فرما کر اپنی قیادت و سیادت کا حق ادا کر دیا۔ ہم یہاں ان گاندھی پرست مولویوں اور لیڈروں کے خلاف صدر الافاضل وغیرہ علمائے اہل سنت کی محاذ آرائیوں کی قدرے تفصیل قلم بند کرتے ہیں۔

۱۴ر جب ۱۳۳۹ھ بریلی شریف میں جمیعۃ العلماء کا ایک جلسہ ہونا طے پایا۔ اشتہارات کے ذریعے مخالفین پر اتمام حجت کا اعلان کیا گیا۔ جس کے جواب میں جماعت رضائے مصطفی کی طرف سے اراکین جمیعۃ العلماء خاص کر ابوالکلام آزاد سے تحریک خلافت وغیرہ کے تناظر میں ہوئی شرعی خامیوں پر مواخذہ کیا گیا۔ اور ۱۰ر رجب المرجب بروز دوشنبہ کو ایک اعلان مناظرہ ستر سوالات پر مشتمل بنام اتمام حجت شائع کیا گیا۔ اور معزز وفد کے ہاتھوں یہ مطبوع اعلان اراکین جمیعہ العلماء کے پاس بھیج دیا گیا۔ جس پر کوئی جواب نہیں آیا۔

ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب، صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اور مولانا حسنین رضا خاں صاحب کی طرف سے پھر ایک خط ۱۳ر رجب کو جمیعۃ العلماء کے صدر ابوالکلام آزاد اور ناظم جمیعۃ العلماء مولوی عبد الماجد صاحب بدایونی کے نام جلسہ عام میں پہنچایا گیا۔ مگر اس کا بھی کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے ایک خط بھیجا جس میں مناظرہ کا مطالبہ کیا گیا۔ جس کے جواب میں ۱۴۔ کی شب میں ابوالکلام آزاد کی طرف سے جواب موصول ہوا لیکن اس میں ستر سوالات سے صاف گریز کیا گیا۔ اور الگ سے ایک بحث بنام مسئلہ تحفظ وصیانت خلافت اسلامیہ و ترک موالات و اعانت اعدائے محاربین اسلام وغیرہ اپنی طرف سے اختراع کر کے اعلیٰ حضرت سے مناظرے کا مطالبہ کیا گیا۔ حالاں کہ یہ مطالبہ بالکل بے سود و بے بنیاد تھا۔ کیوں کہ بحث طلب اُمور کچھ اور تھے، جن کا ذکر ستر سوالات میں کیا گیا تھا۔ ان مسائل میں بحث کرنا جن سے متعلق بہت سی تحریریں قریب آٹھ سال سے شائع ہو رہی تھیں۔ یقیناً مناظرے سے فرار تھا۔ جن لوگوں نے مناظرے کا بار ہا مطالبہ کیا اور ستر سوالات بھیجے، ان کو کوئی جواب نہ دے کر حضور اعلیٰ حضرت کو چیلنج مناظرہ دینا بڑا مضحکہ خیز امر تھا۔

جواب میں دو خط پھر بھیجے گئے ایک اراکین جماعت رضائے مصطفی کی طرف سے اور ایک سید سلیمان اشرف صاحب کی طرف سے۔ مگر اراکین جماعت کا تو کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ البتہ سید سلیمان اشرف صاحب کو جواب دیا گیا۔ اس میں راہ فرار کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اِدھر سے بار بار مناظرہ کا مطالبہ اور اُدھر سے بار بار فرار کا راستہ اختیار کرنا یقیناً حق و باطل میں تمیز کے لیے کافی ہے۔ چھٹی بار پھر ابوالکلام آزاد کو بتقاضائے جواب طلب مناظرہ اور تعیین وقت کا ایک

خط بھیجا۔ حسب دستور اس کا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔ آخر میں سید سلیمان اشرف صاحب کو مشروط حاضری جلسہ کی تحریر موصول ہوئی۔

اس لیے سید سلیمان اشرف صاحب اور دیگر اراکین جماعت اتمام حجت کے لیے جمیعۃ کے جلسے میں شریک ہوئے۔ اسٹیج پر شایان شان خیر مقدم کیا گیا۔ مولوی احمد سعید دہلوی کی تقریر ہو رہی تھی اور وہ پورا زور صرف کر رہے تھے تا کہ لوگ ان مقتدر علما کی باتوں پر کان نہ دھریں۔

جمیعۃ نے اراکین جماعت کو بولنے کا وقت نہیں دیا۔ البتہ سید سلیمان اشرف صاحب کو ۳۵۔ منٹ دیے گئے، جس میں انہوں نے اپنا مدعا بہت ہی اچھوتے واحسن انداز میں بیان کیا۔ ان کی تقریر سے جمیعۃ کا خیمہ متزلزل ہونے لگا۔ اور ان کو اپنے سارے منصوبے خاک میں ملتے دکھائی دینے لگے۔

ان کے بعد ابوالکلام آزاد نے تقریر شروع کی اور سید سلیمان اشرف صاحب کے مواخذات پر صفائی دیتے ہوئے اپنے سابقہ سارے خلاف شرع امور سے یکسر مکر گئے۔ تقریر ختم ہونے پر مولانا برہان الحق جبل پوری نے ابوالکلام سے کہا کہ آپ کے سارے خلاف شرع مقولے اور حرکات اخبار زمیندار لاہور، اور اخبار تاج میں بھی درج ہیں تو آزاد صاحب نے یہ کہہ کر پلہ جھاڑ لیا کہ میں نے وہ پرچے نہیں دیکھے، اگر اس میں ایسا ہے تو جھوٹ ہے۔ مولانا برہان الحق صاحب نے کہا کہ آپ بس یہ تکذیب ہی شائع کرا دیں۔ مگر اس پر ابوالکلام نے سکوت اختیار کیا۔ اس کے بعد پھر سید سلیمان اشرف صاحب تقریر کے لیے مدعو کیے گئے۔ انہوں نے ابوالکلام آزاد کی تقریر کی مکمل بخیہ دری فرمائی۔ اور پھر دوران تقریر قریب میں بیٹھے مولوی عبدالماجد صاحب بدایونی کے کاندھے پر ہاتھ مار کر بلند آواز سے یہ الفاظ کہے کہ

”یار! تمہاری بھی کہہ دیں۔ تم نے گاندھی کو کہا کہ خدا نے ان کو مذکر بنا کر بھیجا ہے، یہ کفر ہے۔ جواب میں مولوی عبدالماجد خاموش رہے۔ اور پھر حجۃ الاسلام نے مخاطب کرتے ہوئے اراکین جمیعۃ سے کہا کہ اگر آپ ستر سوالات بنام اتمام حجت کے جوابات دیں اور اپنی حرکات سے رجوع و توبہ شائع کرائیں تو ٹھیک ہے، ورنہ ہم آپ سے علاحدہ ہیں۔

اور پھر خصوصاً ابوالکلام سے مخاطبہ فرما کر کہا:

”حضرت آپ کو بھی تو اپنی حرکات سے توبہ کرنا ہے“

جس پر ابوالکلام صاحب نے کہا کہ میری کیا حرکات ہیں تو آپ نے فرمایا کہ:

”آپ نے خطبہ جمعہ میں گاندھی کی تعریف پڑھی“

ابوالکلام صاحب نے صاف اس کا انکار کر دیا، اور کہا یہ جھوٹ ہے۔ حالاں کہ اس کے بہت سے عینی گواہ

تھے۔ اخبار مشرق میں بھی یہ بات شائع ہو چکی تھی۔ مگر ابوالکلام صاحب نے تو ہر بات کا جواب انکار ہی میں دینا تھا، جس کا کوئی علاج نہیں تھا۔ خیر اس کے بعد مولوی مرتضی در بھنگی کی تقریر ہوئی، جس میں انہوں نے اراکین جماعت پر بے جا الزامات تھوپنے کی کوشش کی جس کے جواب میں خود ابوالکلام نے آکر براءت ظاہر کی۔ حضور حجۃ الاسلام نے اپنی بات رکھنی چاہی مگر جلسے کی کاروائی کا بہانہ بنا کر وقت نہیں دیا گیا۔ اور اس طرح جمیعۃ کے اراکین نے مناظرہ سے راہ فرار اختیار کرتے ہوئے اپنی اصلیت لوگوں پر ظاہر و باہر کر دی۔

[ماخوذ: ماہنامہ الرضا، بریلی شریف: رجب ۱۳۳۹ھ ص۱۱تا۱۲]

گرامی نامہ صدر الافاضل بنام اعلیٰ حضرت

صدر الافاضل بحیثیت رکن جماعت رضائے مصطفیٰ، اس جلسے میں موجود تھے، مگر آپ کو اور حجۃ الاسلام کو بلکہ سوائے سید سلیمان اشرف صاحب کے کسی کو بھی بولنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ آپ جب اجلاس سے نمٹ کر مراد آباد پہنچے تو وہاں سے آپ نے اعلیٰ حضرت کو جلسے کی تفصیلی روداد قلم بند کر کے بھیجی، جس میں آپ نے تحریک خلافت، ہندو مسلم اتحاد اور تحریک موالات کے حوالے سے بھی لکھا تھا۔ ہم وہ پورا خط یہاں نقل کر دیتے ہیں تاکہ قارئین محظوظ ہو سکیں۔ ملاحظہ ہو:

از مراد آباد۔۔۔۔۔۔ سیدی دامت برکاتھم!

سلام نیاز کے بعد گزارش۔

حضور سے رخصت ہو کر مکان پہنچا۔ یہاں آکر میں نے ”اتمام حجت تامہ“ کا مطالعہ کیا۔ فی الواقع یہ سوالات فیصلہ ناطقہ ہیں۔ اور یقیناً ان سوالات نے مخالف کو مجالِ گفتگو اور راہ جواب باقی نہیں چھوڑی۔ میں سچ عرض کرتا ہوں اور بہ قسم عرض کرتا ہوں کہ اس مکالمہ میں ایسی بیّن اور زبردست فتح ہوئی ہے جس کا کبھی تصور ہی نہیں تھا۔ وہ بے معنی پُرجوش مجمع ہو گا جو گاندھی اور شوکت علی کے خلاف کوئی بات سننا گوارہ ہی نہیں کرتا۔ محمد علی جناح اور لاجپت رائے کو یہ میسر نہیں ہے کہ ایک کلمہ کا خلاف زبان سے نکال سکیں۔ ناگ پور میں شوکت علی کو ”مولانا“ نہ کہنے اور ”مسٹر“ کہنے پر محمد علی جناح کو ”شیم شیم“ (shame shame) او ”غیرت شیم“ کی آواز سننی پڑی اور بریلی کے جلسے کے لیے تو تمام ہندوستان میں شور مچا دیا گیا تھا۔ اور اخباروں اشتہاروں کے ذریعے سے بہت جوش پھیلا دیا گیا تھا۔ ہزار مولوی ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ اس مجمع میں رُوبرو کھڑے ہو کر خلافت کمیٹی کے تمام اراکین کا ایسا صریح خلاف کر سکتے۔ اگر یہ جلسہ بریلی میں نہ ہوتا تو یہ بات میسر نہ آتی۔ مگر بے شبہ یہ حضرت کی کرامت اور حضرت کے فیض و کمال کی ہیبت تھی کہ ابوالکلام جیسے زباں آور شخص کو مجمع میں یہ سب کچھ سننا پڑا۔ میرا خیال ہے کہ ضرور ابوالکلام کو ”اتمام حجت“ کے مطالعہ کا موقع

مل چکا تھا۔ اور اسی نے ان میں ہمت باقی نہ چھوڑی تھی۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ یہ لوگ ترکِ موالات کو حکم شریعت سمجھ کر نہیں مانتے ہیں، یہ تو مسلمانوں کو اپنے موافق کرنے کے لیے آیتیں تلاوت کر لیتے ہیں۔ مانتے تو ہیں گاندھی کا حکم سمجھ کر۔ یہی وجہ ہے کہ ترکِ موالات کے ساتھ ہنود سے موالات فرض سمجھتے ہیں۔

آج تمام ہندوستان جانتا ہے کہ خلافت کمیٹی صرف گورنمنٹ سے ترکِ موالات بتاتی ہے اور ہنود سے موالات بلکہ ان کی رِضا میں فنا ہو جانا ضروری قرار دیتی ہے۔ اور پھر مجمع میں زور دیے جاتے ہیں۔ اخباروں میں اس پر مضامین کس شدومد سے لکھے جاتے ہیں۔ اور یہ خلافت کمیٹی کا مقصود اعظم اور پہلا نصب العین ہے۔ خلافت کمیٹی گاندھی کی بدولت تو وجود ہی میں آئی، اس کے اشاروں پر تو چل رہی ہے، پھر ہنود سے ترکِ موالات حرام و کفر نہ ہو تو کیوں نہ ہو۔

کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں ہے؟ کہ ابوالکلام نے بھرے مجمع میں صاف الفاظ میں اقرار کیا کہ بے شک موالات تمام کفار و مشرکین سے ممنوع و حرام ہے۔ جیسے نصاریٰ سے ناجائز ایسے ہی ہنود سے ناجائز۔ کون کہتا ہے کہ آیت ممتحنہ سے موالات غیر محاربین کا جواز نکلتا ہے؟ کس ذمہ دار نے ایسا کہا ہے؟ اگر ہندوستان کے ۲۲ر کروڑ ہندو سب کے سب گاندھی ہو جائیں اور مسلمان ان کو اپنا رہنما بنالیں تو یہ بت پرست ہیں اور وہ سب کے سب بت۔ یہ تقریر پُر زور الفاظ کے ساتھ ابوالکلام نے اس مجمع میں کی جہاں ہندو بکثرت موجود تھے۔ مگر اُن پر ایسا خوف غالب تھا کہ وہ ان کی دل داری بھول گئے۔ اور یہ ان کی کہنے لگے۔ اور اگر کچھ نہ ہوتا صرف اتنی ہی بات ہوتی، جب بھی میں کہہ سکتا تھا کہ ہماری زبردست فتح و کامیابی اور ان کی حد درجہ کی ذلت و شکست ہوئی۔ مجمع کو یہ باور کرانے کے لیے کسی دلیل کے کیا معنی، اشارہ کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ خلافت کمیٹی محبت ہنود کو جزو ایمان سمجھتی ہے۔ وہ مجمع ہندوؤں سے ترکِ موالات کی فرضیت ابوالکلام کی زبان سے سن کر کیا اس بات کا اندازہ نہ کر سکا، کہ ان پر کیسا خوف غالب ہے۔ اب جب کہ یہ خلافت کمیٹی کے اصل اُصول اور سنگِ بنیاد ہی کو اُکھاڑ پھینک دیتے ہیں۔ جو منظر میری آنکھوں نے دیکھا حضرت کے سامنے اس کی تصویر پیش کرنے سے عاجز ہوں۔ اس ایک ہی اقرار نے، ان کی اور جمعیۃ العلماء کے تمام مجمع کی عزت و آبرو خاک میں ملادی۔

پھر کفریات کا شمار اور قربانی کے مسئلہ میں خلافت کمیٹی اور جمعیۃ العلماء دونوں کو مجرم قرار دینا، مولوی عبدالماجد صاحب کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر یہ کہنا ''کہو میاں تمھاری بھی کہہ دیں'' پھر ان کے ''مذکر'' بنانے کا ذکر کر کے اس پر کفر کا حکم لگانا، مولوی عبدالباری صاحب پر کفر کا حکم لگانا، کفریات کا ذکر کرنا اور ابوالکلام کا سب سے جان چرانا کسی کا جواب نہ دینا، یہ اُن کے مبہوت اور حواس گم کردہ ہونے کی دلیل نہیں ان کے عجز تام اور لاجواب محض ہو جانے کا اصل ثبوت نہیں تو کیا ہے!!! کیا وہ ایسا ہی خاموش ہو جانے والا شخص ہے؟ کیا کسی دوسرے مقام پر بھی ان کو ایسا ہی دبا

سکتے تھے!!!

بریلی میں جمعیۃ الوہابیہ کے جلسے میں اس اعلان کے ساتھ ابوالکلام اور تمام جمعیت کے منہ پر ان کے کفر کے حکم لگائے جائیں اور وہ سب دوختہ وہاں ہوں، یقیناً یہ حضرت کی کرامت اور حق کی شان دار عظیم الشان فتح ہے۔ فتح میں کیا کسر رہ گئی، کیا ابوالکلام اپنے منہ سے یہ بھی کہتے کہ میں ہار گیا۔ جس وقت ابوالکلام تقریر کر رہے تھے میں ان کے برابر میں بیٹھا تھا، میں دیکھ رہا تھا کہ اُن کا بدن بَید کی طرح لرز رہا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ اس مقابلہ کا اثر تھا، یا ان کی ایسی عادت ہی ہے۔ مجمع مولوی سلیمان اشرف صاحب کی تقریر کو دل لگا کر سن رہا تھا، لوگوں کو شکایت ہو رہی تھی کہ مولانا بلند آواز سے تقریر فرمائیں۔ یہاں تک کہ اچھی طرح آواز نہیں پہنچتی۔ "اللہ اکبر" کے نعرے لگائے جاتے تھے۔ یہ اثر دیکھ کر خود ابوالکلام "سبحان اللہ" اور "جزاک اللہ" کہے جاتے تھے۔

دوسرے روز اگرچہ جمعیۃ العلماء کا جلسہ نہ تھا، کانگریس کا جلسہ تھا وہ دوسری چیز ہے، مگر مقرر ہندو ہو یا مسلمان وہ کل کی خفت مٹانے اور بگڑی ہوئی بات کو بنانے کے در پے رہا۔ اور کوئی صورت بات بنانے کی خیال میں نہ آئی، بجز اس کے کہ ہم مسرت کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ حضرات آئے اور انہوں نے شرکت فرمائی اور صلح ہو گئی۔

روانگی کے وقت بریلی کے اسٹیشن پر ایک تاجر صاحب نے مجھ سے کہا کہ ابوالکلام جس وقت بریلی سے جا رہے تھے میں اُن کے ساتھ تھا وہ یہ کہتے جاتے تھے کہ "ان کے جس قدر اعتراض ہیں حقیقت میں سب درست ہیں۔ ایسی غلطیاں کیوں کی جاتی ہیں جن کا جواب نہ ہو سکے، اور ان کو اس طرح گرفت کا موقع نہ ملے۔" میں اپنی اس مسرت کا اظہار نہیں کر سکتا جو مجھے اس فتح سے حاصل ہوئی۔ میدان مولوی سلیمان اشرف صاحب کے ہاتھ رہا، حضرت کے غلاموں کی ہمت قابل تعریف ہے۔ حضرت مولانا حامد رضا صاحب نے ابوالکلام سے فرمایا کہ آپ توبہ کیجیے۔ انہوں نے کہا کس چیز سے؟ فرمایا اپنے کفریات سے۔ وہ یہ سن کر بھونچکا ہو گئے اور کہنے لگے میں نے کیا کفر کیا ہے؟ اس وقت کسی کی نظر میں ابوالکلام ایک طالب علم کے برابر بھی نہیں معلوم ہوتے تھے۔ ایک طرف سے مولانا برہان میاں اعتراض کرتے ہیں تو ایک طرف سے مولوی حسنین رضا خاں صاحب الزام دیتے ہیں وہ سوائے قسمیں کھانے اور اپنے اوپر لعنت کرنے کے اور کچھ جواب ہی نہیں دے سکتے۔ یہ تمام کارروائی کر کے مولانا حامد رضا خاں صاحب نے ان سے دستخطی تحریر چاہی، انہوں نے رُوداد میں چھاپنے کا وعدہ کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب تک ہمارے ان ستر (۷۰) سوالوں کے جواب نہ ملے اور ہر شخص اپنے کفریات سے توبہ نہ کرے، اس وقت تک ہماری اور آپ کی صلح نہیں ہوئی۔

یہ نہایت زبردست باتیں تھیں۔ اور حضرت کے صدقے میں ابوالکلام صاحب کو بالکل دبا لیا تھا۔ اب ضرورت ہے کہ جلد از جلد ان کی اشاعت کی جائے۔ اگرچہ وہ مضمون بڑھ گیا ہے، لیکن رُوداد جلسہ کی صورت میں چھاپی جائے۔ اور آخر میں مطالبہ کیا جائے کہ جن باتوں کا ابوالکلام نے اقرار کیا ہے، مثلاً ہنود سے ترکِ موالات، اس

پر عمل کر کے دکھائیں۔ اور اپنی تحریر میں اس اقرار کو شائع کریں۔ اور جن کفریات سے مجمع عام کے اندر سکوت کیا گیا ہے وہ سب کے سب مسلم کفر ہوئے، اگر جواب ہو تا مجلس مناظرہ میں کسی دن کے لیے اُٹھا رکھا جاتا۔ نیز یہ کہ مولوی حامد رضا خاں صاحب نے ستر (۷۰) سوالوں کے جوابات کا جو مطالبہ کیا تھا اس کا جلد سے جلد جواب دیا جائے۔ یہ رُوداد کثیر تعداد میں بہت جلد شائع ہو تو نہایت بہتر۔

والسلام حضور کا حلقہ بگوش نعیم

[ماہنامہ الرضا، بریلی: رجب ۱۳۳۹ھ ص ۱۷ تا ۲۰۔ دبدبہ سکندری: ۱۱/ اپریل ۱۹۲۶ء ص ۵،۶۔
الفقیہ: ۲۰/ اپریل ۱۹۲۱ء ص ۸،۹]

رسالہ "ترک الموالات عن جمیع الکفرۃ واھل الضلالات"

ہندو مسلم اتحاد اور ترک موالات کے حوالے سے صدر الافاضل نے ایک مفصل و مدلل علمی و تحقیقی رسالہ بنام "ترک الموالات عن جمیع الکفرۃ واھل الضلالات" تحریر فرمایا۔ رسالے میں آپ نے کفار کے ساتھ میل جول، موالات و تعلقات کا شرعی حکم اور اس کے مضر اثرات و نقصانات قلم بند فرمائے۔ اور مسلمانوں کو ان تحریکات سے دور رہنے کا حکم شرعی بتایا۔ چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

"کفار کے ساتھ دوستی و موالات کی چند صورتیں ہیں۔ کافر میں دو حیثیتیں ہیں۔ (۱) مذہبی (۲) شخصی۔

(۱) مذہبی حیثیت سے کفار کے ساتھ محبت و وداد، ربط و اتحاد، دوستی و یکدلی تو مومن سے ممکن ہی نہیں۔ بالفرض کسی شخص کو کافر کے ساتھ اس کے دین کی وجہ سے محبت یا ادنیٰ میل و رغبت ہو یعنی اس وجہ سے کہ یہ اس کے دین کو محبوب رکھتا ہے یا پسند کرتا ہے تو وہ مومن نہیں۔"

قرآن و تفسیر سے آیات و عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"خلاصہ یہ ہے کہ کسی کافر سے اس کے دین کی وجہ سے دوستی کرنا، یا اس کے دین کو پسند کرنا، یا اس کے ساتھ راضی ہونا کفر ہے۔ اور کسی مومن سے بحالت ایمان ممکن نہیں کہ ایسی دوستی کر سکے۔ اور اگر بالفرض کسی نے ایسا کیا تو وہ مومن نہ رہا۔

(۲) حیثیت شخصی و ذاتی ہے۔ یعنی کافر کے ساتھ اس کے دین و ملت کی وجہ سے تو دوستی نہیں ہے مگر اس کی ذات کے ساتھ انس و محبت ہے، یہ محبت بھی اگر اس درجہ پر پہنچ جائے کہ کافر دوست کے دین اور شعار دین کی نفرت قلب سے نکل جائے، یا کم ہو جائے، یا وہ دین اسلام کی مخالفت اور اس کے ساتھ استہزا کرے اور یہ اپنی محبت کی وجہ سے اس پر راضی رہے، یا صبر کرے تو یہ محبت بھی منافی ایمان ہے۔ اور آیت مذکورہ بالا کے عموم میں داخل ہے۔"

مزید خلاصے کے طور پر حکم شرع بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مذکورہ بالا آیات وعبارات سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ کافر کے ساتھ اس کے دین کی وجہ سے محبت کرنا تو ممکن و متصور ہی نہیں۔ اگر بالفرض کسی کو ایسی محبت ہو تو وہ مومن نہیں، کافر ہے۔ اور کافر کی ذات سے اس درجے کی محبت ہونا کہ اسلام کی مخالفت واستہزا پر یہ شخص اس محبت کی وجہ سے راضی ہو جائے، یا کافر دوست کی رضا جوئی کی وجہ سے صبر کرے، کافر کی محبت کے باعث کفر و شعار کفر کے ساتھ اس کے قلب کو نفرت تامہ نہ رہے، تو یہ بھی دولت ایمان سے محروم اور زمرہ کفار میں داخل۔ اور اگر محبت اس درجے کی نہیں کہ اپنے دین کی پرواہ نہ کرے یا کافر کے دین کی نفرت دل سے کم ہو بلکہ باوجود اس کے دل میں کفر و شعار کفر و مراسم کفر کی پوری نفرت ہو اور اپنے دین کی اہانت و مخالفت گوارہ نہ کر سکے، تو بھی کافر کی طرف قلب کا میلان اس کے ساتھ محبت کرنا (شرط ہے کہ یہ محبت جبلی و طبعی نہ ہو) معصیت و کبیرہ اور ممنوع و ناجائز ہے، اور مسلمان کی شان کے خلاف ہے۔ مومن جو اللہ سبحانہ پر ایمان رکھتا ہے اس کی شان نہیں، کہ دشمنان خدا کی محبت اس کے قلب میں رہے، اور اس کے دل کو ان کے ساتھ ربط وابستگی ہو۔ ایمان اس کا روادار نہیں کہ انسان حلاوت ایمان کی لذت سے پورے طور پر بہرہ مند ہونے کے بعد، بلکہ یوں کہیے کہ محبوب حقیقی کی محبت کے ذوق سے آشنا ہو کر دشمنان خدا کی مؤدت و دوستی کی تلخی برداشت کر سکے۔ اور اس کا دل جو محبوب حقیقی کے عشق و محبت کی جلوہ گاہ بن چکا ہے مغضوبان الٰہی کی الفت وداد کی تاریکیوں کو قبول کر سکے۔ جو زبان شیرینی کی عادی اور خوگر ہو وہ تلخی سے استلذاذ کرے، یہ متصور نہیں۔ مجازی و معمولی محبتوں میں محبوب کے دشمنوں کے ساتھ قلب کو نفرت ہو جاتی ہے۔ اور دوست کا ادنیٰ مخالف دشمن سے بدتر معلوم ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ قرابتوں کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔ تو کس طرح ممکن ہے کہ عشق الٰہی کی دولت سے مالا مال ہو کر کوئی دل کفار کی طرف مائل ہو سکے۔ اور باوجود ایمان کے دل میں محبت کفار کی گنجائش رہے۔

یہ آیات وعبارات مذکوۃ الصدر کا حاصل و مفاد ہے اور اس سے محبت و مؤدت کفار کا حال معلوم ہوا۔ کفار کے ساتھ مخالطت و معاملت: یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں ہے کہ مخالطت و معاملت مطلقًا داخل موالات اور ممنوع نہیں کیوں کہ موالات اور دوستی کا اطلاق جیسا کہ محبت و ربط قلب پر ہوتا ہے، ایسا ہی رفیقانہ اختلاط اور دوستانہ میل جول پر بھی ہوتا ہے۔ کفار کے ساتھ ایسی مجالست و مصاحبت، مواکلت و مشاربت، تناصر و تعاون بھی ممنوع ہے۔ انہیں رازدار بنانا، اپنے امور ان کے ہاتھ میں دینا بھی ناجائز ہے۔ اس کی قدرے تفصیل گزارش کروں۔ کفار کے ساتھ ایسا طرز عمل ایسا میل جول ایسا معاملہ جو دوستی اور محبت کی صورت رکھتا ہو اور علامات موالات ہو سکے گو محبت و مؤدت کے ساتھ نہ ہو وہ بھی داخل موالات و ناجائز ہے۔''

[رسالہ ''موالات''، مشمولہ السواد الاعظم: ربیع الثانی و جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ۔]

مسلمان اور کانگریس، اتحاد مسلم پر شریعت اسلام کا حکم مبین

مزید براں جب آپ سے ہندو مسلم اتحاد وغیرہ تحریکات کے حوالے سے محمد مشتاق حسین فاروقی مرادآبادی کی طرف سے ۸/ صفحات پر مشتمل استفتا کیا گیا، تو آپ نے اس کے جواب میں پندرہ صفحات پر مشتمل ایک مفصل و مدلل فتوی تحریر فرمایا۔ جس پر ے/ صفحات میں علمائے کرام کی تصدیقات و تائیدات ثبت ہیں۔ فتوی رسالہ کی شکل میں بنام **"مسلمان اور کانگریس، اتحاد مسلم پر شریعت اسلام کا حکم مبین"** شائع ہوا۔ رسالے کے مرتب خود مستفتی محمد مشتاق حسین فاروقی مرادآبادی تھے۔ رسالہ مقصود پریس اور احتشامیہ پریس مرادآباد سے چھپ کر شائع ہوا۔ مکمل رسالہ ۳۰/ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رسالے میں درج صدر الافاضل کے اس نایاب فتوے سے چند اقتباس پیش ہیں، جن سے ان تحریکات کے مضرات و نقصانات اور مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اور آپ کی بے باکی و حق بیانی کے جوہر ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔ آپ نے ان تحریکات کے ذریعے مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا اصل ذمہ دار نام نہاد مسلمانوں، ہوس پرست سیاسی لیڈروں کو ٹھہرایا ہے۔ ملاحظہ ہو:

مستفتی سلمہ القوی نے فرضی صورتوں سے سوال نہیں کیا۔ بلکہ قابلیت و انصاف کے ساتھ واقعات کے اہم پہلو واضح کیے ہیں۔ ان حقائق کو پیش کیا ہے، جو مہر نیم روز کی طرح ظاہر و آشکار ہیں۔ بچہ بچہ ان سے خبر دار ہے۔ ان واقعات پر نظر ڈال کر ہر صاحب عقل بے تردد اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ کانگریسی تحریکات مسلمانوں کے لیے تباہ کن ہیں۔ اور کوئی خیر خواہ اسلام ایک لمحہ کے لیے بھی ان کی تائید و حمایت نہیں کر سکتا۔

یقیناً ایسی فتنہ انگیز تحریکات کی تائید اسلام کی بیخ کنی اور عداوت ہے۔ ان کے ناجائز و حرام ہونے میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے۔ اگر چند دین فروش مسلم نما غدار طمع و حرص کا شکار نہ ہو جاتے اور ہندو پرستی کے خمار میں بدمست ہو کر مسلمانوں کے اغوا و فریب دہی میں سرگرم نہ ہوتے، تو ان سوالات کی کچھ حاجت بھی نہ تھی۔ حالات خود ہی بتاتے تھے کہ یہ وقت مسلمانوں کے لیے اپنے تحفظ کی تدابیر میں مشغول ہونے کا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ باوجود غداران ناخدا ترس کی اسلام کُش سرگرمیوں کے مسلمان بالعموم اس تحریک سے علاحدہ ہیں۔ صرف ایک قلیل بلکہ اقل گروہ ہے جس نے کھوٹے داموں اپنا دین بیچا۔ اور ہندوؤں کی کٹھ پتلی بن کر ان کے اشاروں پر رقص کرنے لگا۔ اس گروہ ناحق پژدہ سے اسلام و مسلمین کو سخت ضرر پہنچے۔ بہت سے ناواقف ان کے دام تزویر میں آگئے اور انہیں مسلمان سمجھ کر گرفتار مصائب ہوئے ؎

سبز رنگے بخط سبز مرا کرد اسیر
دام ہم رنگ زمیں بود گرفتار شدم

سوالات کے اگرچہ متعدّد عنوان ہیں۔ لیکن امر جامع یہ ہے کہ کفار کی دوستی اور ان پر اعتماد، خیر خواہی کی توقع اور انہیں اپنے امور کا ولی بنانا ان کی راہ چلنا شرعاً درست ہے یا نہیں ؟

یہ معلوم ہوجانے کے بعد اور کوئی بات محتاج بیان نہیں رہتی۔ شریعت میں کفار کو دوست بنانا، ان پر اعتماد کرنا، انہیں رازدار ٹھہرانا، مدد گار سمجھنا، اپنے امور کار والی اور دخیل کار قرار دینا، بے ضرورت دوستانہ، میل جول اختلاط وارتباط کی رسمیں برتنا، ان کا آلہ کار بن جانا، یہ سب باتیں ممنوع اور موالات محرمہ میں داخل ہیں۔....الخ''

[مسلمان اور کانگریس، اتحاد مسلم پر شریعت اسلام کا حکم مبین: ص۹،۱۰]

الغرض: صدرالافاضل نے تحریک خلافت، ہندو مسلم اتحاد اور تحریک موالات کے سدباب میں اہم وکلیدی کردار ادا فرمایا، جس کا ادنیٰ سا نمونہ اوارق گزشتہ میں پیش کیا گیا۔

انصارالاسلام بریلی شریف کے اجلاس میں ترک موالات پر صدرالافاضل کی تقریر

تنظیم انصار الاسلام بریلی، جماعت رضائے مصطفی کی شاخ تھی۔ اور اس کے ناظم، اعلیٰ حضرت کے برادر زادے علامہ حسنین رضا خاں تھے۔ اس تنظیم کے زیر اہتمام ۲۲، ۲۳، ۲۴؍ شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ کو تین روزہ کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں مشاہیر علما و مشائخ نے شرکت فرمائی۔ صدرالافاضل بھی اس کانفرنس میں شریک ہوئے۔ اور آپ نے تحریک ترک موالات اور حالات حاضرہ کے حوالے سے ایک فکر انگیز خطاب فرمایا۔ آپ کے پہلے دن کے خطاب کے حوالے سے مولانا حسنین رضا خاں بریلوی مدیر ماہنامہ الرضا بریلی، لکھتے ہیں:

''بعدہ **صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی** نے مختصر تقریر فرمائی اور بتایا کہ

''ترکِ موالات کا مسئلہ کسی ایک مجلس میں تمام نہیں ہوسکتا۔ کفار سے ترکِ موالات فرض اور ضروری۔ اور مسلمانوں کے حق میں نہایت نافع، ان کی عزت و وقار کا محافظ، حریت و آزادی اور علو و برتری کا آلہ ہے، لیکن یہ شریعت کا دوامی حکم ہے جس کے لیے مسلمان ہمیشہ سے مامور ہیں۔ ترک آج مصیبت میں مبتلا ہیں، دشمن انہیں صفحہ ہستی سے مٹا ڈالنے کا فیصلہ کرچکے ہیں۔ سلطنت ٹکڑے ٹکڑے کردی گئی ہے، مخالف قوتیں دم بہ دم کام کر رہی ہیں، ایسی حالت میں جلد سے جلد کوئی امداد و اعانت پہنچنی ضروری ہے، نہ کہ ٹال مٹول کرنے کا وقت۔ مولانا مرادآبادی کی تقریر پر پہلے روز کی کانفرنس ختم ہوگئی۔''

مزید دوسرے دن آپ کی تقریر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''**مولانا نعیم الدین مرادآبادی** نے مختصر سی تقریر فرمائی پھر جلسہ ختم ہوگیا۔''

تیسرے دن کی کانفرنس میں آپ کی تقریر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''دس بجے شب **مولانا نعیم الدین مرادآبادی** رونقِ انجمن ہوئے۔ انہوں نے اپنی مبسوط تقریر میں ثابت کیا کہ مسلمانوں کو شریعتِ مطہرہ کے احکام کے سامنے سرِ اطاعت جھکانا چاہیے، اور ہر طرح کے دشمنوں سے احتراز کرنا اور کسی کافر و مشرک سے ایمن نہ ہونا لازم ہے۔ **مولانا مرادآبادی** نے اپنی تقریر میں مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان ہوشیار ہوں، جائز طور پر سلطنتِ اسلامیہ کی اعانت و حمایت اور اسلام و مسلمین کی حفاظت کے لیے علمائے اسلام نے یہ جماعت انصار الاسلام قائم کی ہے۔ ان شاء اللہ یہ جماعت ہندوستان میں کام کرے گی۔''

[(الف) روداد جلسہ اوّل جماعت انصار الاسلام، ص ۷ تا ۱۲، حسنی پریس بریلی۔ (ب) ہفت روزہ دبدبہ سکندری رامپور: ص ۵، بابت ۲۸ / مئی ۱۹۲۱ء۔ بحوالہ تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ: ص ۳۰۴ تا ۳۰۷]

تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی اس کانفرنس میں آپ کی تقریر کے حوالے سے اس طرح رقم طراز ہیں:

''آخر میں **حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی** نے وقت کی تنگی اور تکان سفر کے اعتذار میں ایک مختصر مگر نہایت پر جوش تقریر فرمائی۔ جس نے سامعین کو کل کے لیے بہت زیادہ مشتاق بلکہ مضطرب بنادیا۔''

دوسرے دن کی تقریر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''آخر میں پھر **حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مدظلہ** نے بہت مدلل اور نہایت مبسوط تقریر کے ساتھ جلسے کے مقاصد و تجاویز پیش فرمائیں، جو ذیل میں درج ہیں۔ جلسہ قبول کے کانوں سے حضرت مولانا کی تقریر سنتا رہا۔ اور اللہ اکبر کے نعروں سے مسجد کی فضا گونجتی رہی۔ حضرت مولانا کی تقریر مسائل حاضرہ پر بہت جامعیت کے ساتھ ہر ہر پہلو اور مبحث پر مشتمل تھی۔ افسوس ہے کہ پوری قلم بند نہ ہو سکی۔''

[السواد الاعظم: شعبان ۱۳۳۹ھ۔ ص ۴، ۵]

کانفرنس میں ناظم جماعت علامہ حسنین رضا خاں بریلوی کی طرف سے درج ذیل مقاصد اور تجاویز پیش ہوئیں جن کو مجمع عام میں صدر الافاضل نے پڑھ کر سنایا۔ ملاحظہ ہو:

مقاصد

① حفاظت مقامات مقدسہ و حمایت سلطنت اسلامیہ اور مظلومین ترک کی ہمدردی میں جائز و مفید کوشش کرنا۔ اور ناجائز و نامفید راہوں سے مسلمانوں کو بچانا۔

② اسلام و مسلمین کو بیرونی دشمنان دین کے حملوں سے بچانے کی حتی الوسع جائز تدابیر کرنا اور بالخصوص دشمنان اندرونی کے حملوں سے بچانا

③ مسلمانوں کو ان کی اخلاقی معاشرتی، تمدنی، اقتصادی، مفاد کی طرف رہنمائی کرنا۔ اور ان میں حقیقی و خالص پابندی احکام شرعی کی راہ بتانا۔

تجاویز

(۱) علماے اہلِ سنّت اور مسلمانانِ بریلی کا یہ عظیم الشان جلسہ گورنمنٹ برطانیہ سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنا اور تمام اتحادیوں کا اثر عرب سے اٹھا کر مسلمانوں کو مذہبی دست اندازی کی تکلیف سے معاف رکھے۔

(۲) یہ جلسہ گورنمنٹ سے زبردست مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مظلومینِ سمرنا وغیرہ کی مالی اعانت و ارسالِ زر کے قابلِ اطمینان ذرائع ہمارے لیے بہم پہنچائے۔

(۳) یہ جلسہ ترک و عرب میں اتحاد پیدا کرنے کے لیے ایک وفد بھیجنا تجویز کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ سے زور کے ساتھ مطالبہ کرتا ہے کہ عرب میں ہمارے وفود کی ذمہ داری کرے۔ یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ ان مطالبات کے لیے گورنمنٹ کے پاس وفد بھیجا جائے۔

(۴) یہ جلسہ مسلمانوں کو پورے زور کے ساتھ ترغیب دیتا ہے کہ اپنے تمام مقدمات جن کو آپس میں طے کرنے کے مجاز ہیں، مطابق شرع شریف فیصل کریں۔ اور کچہریوں کی مقدمہ بازی سے کہ فریقین کی تباہ کنی ہوتی ہے، بچیں۔

(۵) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ گورنمنٹ جو قانون ایسا بنائے جس سے کسی اسلامی مسئلہ کو مضرت پہنچے یا پہنچنے کا اندیشہ ہو، اس کی ضرور ترمیم چاہی جائے، اور اس کی جائز کوشش انتہا تک پہنچائی جائے۔

(۶) یہ جلسہ اپنے تمام مسلمان بھائیوں کو خاص اپنی تجارت بڑھانے کی ترغیب دیتا ہے اور اس کے ذرائع کی توسیع اور حتی الامکان ان صورتوں کے بہم پہنچانے پر توجہ دلاتا ہے، جس سے مسلمان کبھی کسی غیر مسلم تجارت کے محتاج نہ رہیں۔

(۷) یہ جلسہ اپنے مسلما بھائیوں کو اسلامی بینک کھولنے پر توجہ دلاتا ہے، تاکہ مسلمان غیر مسلموں کی دست برد سے بچیں۔

(۸) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ تجار اور رؤسا سے ایک اسلامی خزانہ قائم کرنے کی تحریک کی جائے، جس میں ماہ بماہ یا سال بسال کچھ رقم جمع ہوتی رہے، کہ وہ وقتاً فوقتاً مسلمانوں کی تجارت کی توسیع کی ضرورتوں اور نیز اعانتِ سلطنتِ اسلامیہ، ضرورتِ اسلام میں کام آئے۔

(۹) یہ جلسہ مسلمانوں کو علمِ دین و مذہب اہلِ سنّت و جماعت مطابق عقائد علماے حرمین شریفین کی اشاعت پر نہایت تاکید سے توجہ دلاتا ہے۔

(۱۰) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ جو غلط طریقے، یا ناجائز راستے، مضر وطیرے بغلط لباس شرعی پہنائے گئے ہیں ان کی شناعت پر مسلمانوں کو تحریراً و تقریراً مطلع کرے۔"

[السواد الاعظم: شعبان ۱۳۳۹ھ ص ۷، ۸۔ اخبار دبدبہ سکندری: ۲۳ر مئی ۱۹۲۱ء۔ ص ۸]

موالات وغیرہ تحریکات میں جمیعۃ علمائے ہند کی اسلام کُش حرکات پر صدر الافاضل کا تعاقب

موالات، ہندو مسلم اتحاد وغیرہ گاندھوی تحریکات میں جمیعۃ علمائے ہند نے اسلام مخالف کردار ادا کیا۔ مسلمانوں کے جذبات کے ساتھ ہر طور کھلواڑ کرنے کی کوشش کی۔ وہ تو بھلا ہو صدر الافاضل اور دیگر علمائے اہل سنت کا جنہوں بروقت احسن اقدام کے ذریعہ جمیعۃ علمائے ہند کی ابلہ فریبیوں سے مسلمانوں کی حفاظت فرمائی۔ اس وقت جب کہ گاندھوی سامراج جو بشکل کانگریس مسلمانوں سے اتحاد کا پیغام دے کر ایک بڑی مہم سر کرنے کا خواب دیکھ رہا تھا، تو یہ جمیعۃ مسلمانوں کو اس سامراج کے چالوں سے آگاہ کر کے اسے آنے والے فتنوں سے بچانے کے بجائے اس تحریک سے جوڑنے میں برسرپیکار نظر آرہی تھی۔ ماہنامہ یادگار رضا بریلی کے ایک مضمون کے درج ذیل اقتباس سے یہ بات بخوبی واضح ہے۔ ملاحظہ ہو:

”اس میں شبہ نہیں کہ مسلمان کہلائی جانے والی نام نہاد جمیعۃ العلماء کانگریس کے ساتھ اتحاد عمل ضرور کر رہی ہے مگر جمیعۃ العلماء مسلمانان ہند کی کوئی نمائندہ اور ذمے دار جماعت نہیں بلکہ جمیعۃ العلماء نام ہے اس ہوس پرست جماعت کا جو مسلمانوں کے ملی و قومی مفاد کو مشرکین ہند کے قدموں پر قربان دینے کا ارادہ کر چکی ہے۔ اس جمیعۃ کے بعض ناعاقبت اندیش مگر ذمے دار افراد ہندو مفاد کی خاطر مسلمانوں کے سامنے وہ وہ مہلک اور خطرناک طریق عمل پیش کر چکے ہیں کہ اگر مسلمان ان پر عمل پیرا ہوتے تو مسلمانوں کی مذہبی و قومی زندگی کا فنا ہو جانا ایک نہایت آسان بات تھی..... احکام شریعت کو پس پشت ڈال کر اس جمیعۃ کا مخالفین اسلام سے ساز باز اور ان کے ساتھ اشترک عمل کرنا، انہیں اپنی مجالس میں شریک کرنا، اپنی مجلس کا رکن بنانا، اس جلسہ میں کہ جو ابھی تھوڑا عرصہ ہوا نام نہاد جمیعۃ العلماء کی جانب سے امروہہ میں ہوا تھا۔ ہندوؤں کا ہزاروں کی تعداد میں شریک کرنا، بلکہ اسی جلسے میں انہیں نمایاں موقع پر مسجد میں جگہ دینا، کانگریسی تحریکات کو کامیاب بنانے اور مسلمانوں کو من حیث المذہب اور من حیث القوم فنا کے گھاٹ اتارنے کے لیے، سراسر غلط فتوی دینا جمیعۃ کا یہ طریق عمل پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ جمیعۃ ہندو پرست ہے۔ غدار ہے۔ اور ملت اسلامیہ کے مفاد کو ہندو مفاد پر قربان کر دینے والی ہے۔ اس کی کوئی آواز نہ مسلمانوں کی آواز ہے اور نہ مسلمانوں کے لیے لائق عمل۔“

[یادگار رضا بریلی، کانگریس نمبر: بابت ماہ رجب و شعبان ۱۳۴۹ھ ص ۵]

صدر جمیۃ مولوی کفایت اللہ دہلوی کے نام صدر الافاضل کا گرامی نامہ

جمیۃ نے ان تحریکات کے فروغ کے لیے امروہہ وغیرہ میں کئی جلسے کیے۔ جمیۃ کے صدر مولوی کفایت اللہ دہلوی نے ان اسلام مخالف تحریکات کے اجلاس میں صدر الافاضل کو کئی بار خطوط کے ذریعہ دعوت شرکت دی۔ مگر صدر الافاضل تشریف نہ لے گئے۔ بلکہ آپ نے مولوی کفایت اللہ کو درج ذیل خط ارسال فرمایا، جس میں ان کی اسلام مخالف حرکتوں کے دفاع سے پیدا ہونے والی خرابیوں کا ذکر کر کے تحریکات سے دور رہنے کی تلقین فرمائی۔

خط ملاحظہ ہو:

''آپ اس کا احساس فرمائیں کہ گذشتہ تجربوں نے یقین دلا دیا ہے کہ ہندو، مسلمانوں کی تباہی و بربادی کو سوراج سے زیادہ عزیز جانتے ہیں۔ انہیں کسی طرح یہ گوارا نہیں کہ سرزمینِ ہند میں مسلمانوں کا وجود رہے۔ اگر یہ تجربے نہ ہوتے تو بھی مسلمانوں کو قرآن پاک پر یقین ہے۔ مشرکین کی شدت عداوت قرآن پاک میں وارد ہے۔ ان سے نفع کی امید اور وفاداری کی توقع خیالِ باطل ہے۔ اسی وجہ سے ہندوستان کے مسلمان بالعموم گاندھی اور کانگریس کی تحریکوں سے اس وقت تک قطعاً علاحدہ ہیں۔ آپ جمیۃ کو ایسے طریق عمل سے بچائیے جو گاندھی کی تحریک کا ہم معنیٰ یا اس کی تائید ہو۔ اگر اس کا لحاظ نہ کیا گیا تو علاوہ ان مصائب کے جو ہندو پرستی کی بدولت اٹھانے پڑیں گے، مسلمانوں کی جماعت کے انتشار اور ان کے اس نئے اختلاف کا وبال بھی آپ کی گردن پر ہوگا جو اس نئی تحریک سے پیدا ہو۔ اگر جمیۃ نے قانون شکنی میں گاندھی کی روش اختیار کی تو یقیناً مسلمانوں کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے۔ اور آپس میں کٹ مریں گے۔ آپ کو نہایت دانائی اور احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ وما علینا الا البلاغ۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

(ماہنامہ السواد الاعظم، شمارہ، ذی الحجۃ ۱۳۴۸ھ، ص ۲۹)

صدر الافاضل اپنے ایک فتوے میں جمیۃ العلماء کی ان مسلم کُش تحریکات میں کارکردگی اور سرگرمیوں پر طنز کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جمیۃ العلماء نے اسلام و مسلمین کی جو خدمتیں انجام دی ہیں ان سے تمام ہندوستان کے مسلمان واقف ہیں۔ ان میں بہت نمایاں کارنامہ جمیۃ کا تو یہ ہے کہ اس نے ہندوؤں میں فنا ہو جانا یا ہندوؤں پر فدا ہو جانا منظور کیا۔ اور جمہور مسلمین سے علاحدگی کر لی۔ کثیر التعداد مسلمانوں کے علاحدہ ہو جانے کی اس کو ہندوؤں کی دوستی کے مقابل کچھ پروا نہیں ہے۔ جمیۃ کے کارکن مسلمانوں میں ہندو تحریکات کی تبلیغ و اشاعت کر کے ان میں باہمی جنگ کی بنیاد قائم کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اور اس حمیت کے مساعی کی بدولت ہندوستان کے مسلمانوں میں جابجا جنگی محاذ قائم

ہوگئے ہیں۔ اس جمیعۃ کے نمایاں کاموں میں سے ہندوؤں کے حسب منشا فتویٰ دینا بھی ہے۔
کبھی کونسل کے بائیکاٹ کا فتویٰ ہے کبھی جواز کا۔ جس وقت ان کے خداوندان نعمت کا جو منشا ہے اس وقت ان کے فتویٰ کا رخ اسی طرف ہوجاتا ہے۔ غازی عبد الرشید کو جنت کی خوشبو سے اسی جمیعۃ کا مفتی محروم کرتا ہے۔ آزادی کے معنی ان کی اصطلاح میں ہندو پرستی ہے۔ آج جمیعۃ العلماء کے صدر مولوی کفایت اللہ صاحب کا ایک فتویٰ ہماری نظر کے سامنے ہے اس میں انہوں نے مسلمانوں پر جو عنائتیں کی ہیں اور ہندوؤں کا جس قدر حق دوستی ادا کیا ہے اور دیانت وراست بازی کی جو قدر فرمائی ہے وہ قابل ملاحظہ ہے۔"

[السواد الاعظم مرادآباد، جمادی الاولی ۱۳۴۹ھ ص ۲]

تحریک ترک گاؤ کشی اور صدر الافاضل

تحریک ہندو مسلم اتحاد کے مضر اثرات میں سے ایک اثر مسلمانوں پر یہ پڑا کہ ان کو گائے کی قربانی سے روک دیا گیا۔ اور کسی بھی طور گائے کے ذبیحے پر پابندی عائد کردی گئی۔ اور اس پابندی میں گاندھی اور ان کے ہمنواؤں خاص کر چند نام نہاد گندم نما جو فروش مسلمانوں نے خاصی جدوجہد کی۔ جس سے حالات یہاں تک بدتر ہو گئے کہ گائے کُشی ایک بڑا جرم قرار دے دیا گیا۔ اعلیٰ حضرت اور ان کے خلفا و تلامذہ کا گاؤ کُشی تحریک کے سدباب میں نمایاں کردار رہا۔ صدر الافاضل نے بھی تقریر و تحریر کے ذریعے اس تحریک کی مدافعت و مخالفت فرمائی۔ اور اس کے سدباب میں حتی الامکان جدوجہد فرمائی۔ اور کافی حد تک اس میں کامیابی بھی حاصل ہوئی۔

۱۹۲۲ء میں جب باضابطہ سی پی کونسل کی جانب سے ترک گاؤ کشی کا قانون پاس کیا گیا، تو بریلی شریف میں علمائے اہل سنت کا ایک اجلاس ہوا، جس میں اکابر و مشاہیر علما و مشائخ نے شرکت کی اور اپنی آرا و نظریات پیش کیے۔ اور متفقہ طور پر اس تحریک کے خلاف تجاویز و قرارداد پاس ہوئیں۔ صدر الافاضل نے بھی اس اجلاس میں شرکت فرمائی اور اس تحریک کے خلاف اپنے قیمتی تاثرات پیش فرمائے۔ اس اجلاس کی تفصیلی روداد جماعت رضائے مصطفی کی طرف سے شائع کی گئی۔ ہم ''تاریخ جماعت رضائے مصطفی'' کے حوالے سے یہاں چند اقتباسات نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

''ذبیحہ گاؤ مسلمانوں کا قدیمی، شرعی، قانونی، رواجی حق ہے، جس کو گورنمنٹ برطانیہ نے بھی کبھی اس میں مداخلت نہ کی، اور مذہبی امور میں مداخلت نہ کرنا گورنمنٹ کا پختہ اصول تھا۔ مگر کچھ نام نہاد مسلمانوں کے قائدین نے ہندو مسلم اتحاد کا مسئلہ پیدا کر کے مسلمانوں کو اس سے نوازا کہ گائے کی قربانی و ذبیحہ بالکل موقوف کرا دیا۔ ذبیحہ گاؤ کے انسداد کے لیے سی پی کونسل نے قانون مرتب کر دیا۔ جو ۳/ جون ۱۹۲۳ء کے ''سی پی گزٹ'' حصہ نمبر ا ص ۵۶۵ پر شائع ہوا۔ مسلمانانِ جبل پور نے اس قانون کے خلاف اپنے قدیمی حق کی حفاظت کے لیے گورنمنٹ سے اپیل کی۔

اس کی اطلاع جیسے ہی دفتر جماعت رضائے مصطفے میں پہنچی، فوراً پورا عملہ حرکت میں آ گیا۔ ضروری یہ تھا کہ پہلے سی پی گزٹ منگوا کر مطالعہ کیا جائے کہ اس میں کیا کیا لکھا گیا ہے، اور کس نوعیت سے ممانعت کی گئی ہے۔ جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی نے پہلے گزٹ منگوایا، اور اس کو دیکھ کر ایک جلسہ ۲۶/ ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۴۰ھ / ۲۲/ ۲۳ جولائی ۱۹۲۲ء کو مقرر کر دیا۔ مگر طرفہ تماشا یہ دیکھیے کہ جماعت رضائے مصطفےٰ شعائرِ اسلام کے لیے اجتماع کر رہی تھی، تو ساری مسلم جماعتوں، کمیٹیوں اور تنظیموں کو ساتھ دینا چاہیے تھا، مگر خلافت کمیٹی بریلی جو اسلام اور ہندو مسلم اتحاد کا دم بھرتی تھی، اس نے ہندوؤں کی پاسداری میں مسلمانوں کے اس قدیمی شعائرِ اسلام کی حفاظت کے لیے منعقد ہونے والے جلسے کو ناکام بنانے میں اپنے امکان بھر سعی کی۔ اللہ کی توفیق سے ان کی یہ کوشش بے سود رہی اور جلسہ نہایت کامیاب ہوا۔

مسجد بی بی صاحبہ بریلی میں جلسہ ہوا، مسلمانوں کے دل اس قانون کے پاس ہوجانے کی وجہ سے غم سے بھرے ہوئے تھے۔ اس عظیم الشان جلسہ میں شہر و بیرونِ شہر کے حسبِ ذیل علما و مشائخ تشریف لائے۔

① تاج العلماء مولانا شاہ سیّد اولادِ رسول محمد میاں برکاتی مارہروی

② **صدر الافاضل مولانا سیّد نعیم الدین مرادآبادی**

③ مولانا ابو الکمال محمد اشہد الدین مرادآبادی

④ مولانا محمد عبد العزیز فتح پوری

پہلے روز کے شب کے جلسے میں بعد نعت شریف **مولانا نعیم الدین مرادآبادی** نے تقریر فرمائی۔ اور اس میں نہایت وضاحت کے ساتھ اپنے اغراض و مقاصد بتائے۔ اور مسلمانوں کو بتایا کہ:

''کھلے ہوئے دشمن ہندو اور دوست نما دشمن اتحادی، ان کے دین پر ایک سخت حملہ شعارِ اسلام ذبح بقر کی عام بندش کی صورت میں کر رہے ہیں۔ علمائے اہل سنّت کی طرف سے خیال عوام کو لیڈران قوم طرح طرح کے افراد اتہام سے بہکاتے، ورغلاتے ہیں۔ ان کی حقیقت اور اصل علّت کیا ہے اور ہمارے علمائے کرام ان نام نہاد خدّام سے کیوں مخالف ہیں، یہ مولانا عبد الباری کا خط ہے۔ جو امور آج یہی مولوی عبد الباری صاحب دین و ایمان کے فرائض اور ضروریات میں سے بتا رہے ہیں۔ اور جن مشرکین ہنود سے محبت و وداد و اتحاد فرض قطعی ایمانی ضروری چھوڑ رہے ہیں۔ کل تک خود بھی مولوی صاحب انہیں اپنے جگری بھائیوں، یقینی دوستوں، بلکہ پیشوا اور ہنما مشرکین کو کیسا صاف صاف واضح طور پر دشمنِ اسلام مسلمانوں کے اصل مقصد قیامِ ہند کا سخت ترین مخالف، اور دشمن جانتے اور مانتے تھے۔ مولوی صاحب کے اس خط سے مقرر کردہ معیار پر ہندوستان بھر کے تمام موجودہ لیڈرانِ قوم میں سے ایک بھی مسلمانوں کی رہنمائی اور ان کی نیابت کا اہل نہیں ہے۔''

مولانا مرادآبادی کی تقریر تقریباً ۱۲ بجے شب کو ختم ہوئی۔ جلسہ اس مدلل و مستند تقریر سے متاثر تھا۔''

بعد ازاں صدر جماعت کی تقریر ہوئی۔ اور پھر درج ذیل ۸۔ تجاویز پاس کی گئیں:

تجاویز

①...... مسلمانانِ بریلی کا یہ عام جلسہ سی پی کونسل کے اس مرتبہ قانون کو جو ۳/ جون ۱۹۲۲ء کے سی پی گزٹ میں شائع ہوا ہے، جو مسلمانوں کے مذہبی شعار اور قدیمی حق و رواجِ عام ذبیحہ گاؤ کی موقوفی اور دوسرے جانوروں کے ذبیحے میں رکاوٹ ڈالنے والے قیود پر مشتمل ہے۔ مسلمانوں کے حق میں مہلک اور اسلامی مذہبی امور میں ناجائز دست اندازی، اور ان کی آزادی کے لیے موت کا مرادف، اور گورنمنٹ برطانیہ کے مقررہ و مسلّمہ اصول، مذہبی امور میں عدم مداخلت کی خلاف ورزی، اور مذہبِ اسلام کے وقار کو سخت صدمہ پہنچانے والا اور مسلمانوں کی اقتصادی و

تجارتی حالت کو نہایت سخت ضرر پہنچانے والا یقین کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ سے نہایت بے چینی اور کامل زور کے ساتھ استدعا کرتا ہے کہ وہ اس جدید قانون کو مع اس کی جملہ قیود کے منسوخ کر کے جلد تر مسلمانوں کی عام بے چینی رفع کرے۔

۲...... یہ جلسہ ہر اس قانون کو حدّ مذہب کے کچھ بھی خلاف ہونا قابلِ عمل قرار دیتا ہے۔

۳...... یہ جلسہ اپنی قدیمی، مذہبی و قانونی آزادی سلب کیے جانے پر نہایت دردناک لہجہ میں اپیل کرتا ہے۔

۴...... یہ جلسہ اس امر کو ظاہر کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہے کہ ذبیحہ گاؤ کا حق مسلمانوں کو ہندوستان میں ہمیشہ سے بے کسی روک ٹوک کے حاصل ہے۔ اور گورنمنٹ برطانیہ نے بھی اپنے عہدِ حکومت میں مذہبی حق جان کر بے مداخلت کے قائم رکھا ہے۔ اس بنا پر گورنمنٹ کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ قانون اور وعدوں کے خلاف کوئی جدید دست اندازی کر کے مسلمانوں کے قومی اور مذہبی جذبات کو صدمہ نہ پہنچائے۔

۵...... یہ جلسہ ان تمام ممبروں اور رائے دہندوں کی اس تحریک و تائید کو جو اس قانون کے پاس ہونے کا باعث ہوئی، خالص ہندوؤں کی طرف داری اور مسلمانوں کی صریح حق تلفی سمجھتا ہے۔ اور نہایت نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور ظاہر کر دینا اپنا فرض خیال کرتا ہے، کہ ایسے ممبران مسلمانوں کے نائب نہیں ہوسکتے۔ اور ان کی تجویز ہندوستان کے دو عظیم گروہوں میں ہمیشہ کے لیے سخت تصادم اور آئے دن کے فتنہ وفساد کی بنیاد ہے، جس کے یہ نتائج عام ملکی امن وامان کے لیے نہایت خطرناک ہوں گے۔

۶...... یہ جلسہ گورنمنٹ کو مطلع کرتا ہے کہ کوئی مسلمان خواہ وہ کسی حیثیت کا ہو، اسلامی امور میں تغیر کا مجاز نہیں۔ اور دین کے مسائل مسلمانوں کی رائے پر موقوف نہیں ہیں، اور محض کسی کی رائے کو ان امور میں اصلاً دخل نہیں۔

۷...... یہ جلسہ کونسلوں کے ممبروں کو مطلع کرتا ہے کہ وہ اسلامی امور، اور مسلمانوں کے رسم و رواج میں اپنی ذاتی رائے سے مخالفت نہ فرمایا کریں، اور گورنمنٹ کو آگاہ کرتا ہے کہ وہ ان امور میں ممبرانِ کونسل کی ذاتی رائے کو قابلِ قبول نہ سمجھے۔

۸...... یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ تجاویز مذکورہ بالا کی ایک نقل کلکٹر ضلع بریلی، اور ایک ایک نقل تمام گورنرانِ ضلع، اور ایک نقل گورنر جنرل وائسرائے ہند کو اس استدعا کے ساتھ بھیجی جائے کہ وہ انہیں وزیرِ ہند کو ارسال کر دیں۔"

[روداد جلسہ جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی جولائی ۱۹۲۲ء، بحوالہ تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ: ص ۱۱۳ تا ۱۱۷]

تحریک گاؤکشی کے سدباب میں صدرالافاضل کی کارگزاریوں کا اندازہ آپ کی درج ذیل تحریر سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ آپ گائے کشی کے حوالے سے بہت ہی معقول انداز میں محرکین تحریک کی بخیہ دری کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"**قربانی گاؤ:** ایک شخص کو اگر کسی کوچے میں حق مرور حاصل ہے تو گو وہ اس کے لیے مجبور نہ ہو تاہم اس کے استحفاظ میں سالہاسال کی مقدمہ بازی اور صرف مال کی تکالیف گوارا کرتا ہے، اور اس پر راضی نہیں ہوتا کہ اپنے اس حق کو ضائع ہونے دے۔

کسی ہندو رئیس کے مکان میں ہوا کے لیے دریچیاں کھلی ہیں، تو ان کے برابر والا غریب مسلمان اپنی زمین میں دیوار قائم کرنے سے اس لیے روکا جاتا ہے کہ ان کی ہوا بند ہو جائے گی جس کا بے معاوضہ دیے اجازت حاصل، کیا ہوا کا حق ان کے خیال میں کسی مدت کے گزرنے سے مؤکد ہو گیا ہے۔ یہ مثالیں ہیں اور ایسی بے شمار مثالیں ملیں گی کہ یہ اپنے کسی معمولی سے معمولی اور ادنیٰ سے ادنیٰ حق کو بھی ضائع کرنا گوارا نہیں کرتی۔

موجودہ مراسم و دستور کے لحاظ سے ہندوؤں کو یہ حق حاصل ہے کہ جن مکانوں میں گائے کی قربانی نہیں ہوتی ہے وہاں قربانی کرنے سے وہ مسلمانوں کو روکیں۔ لیکن ہندو راضی نہ ہوں گے کہ وہ اپنے اس حق کو محفوظ رکھیں، اور مسلمانوں کو آزاد کر دیں کہ وہ جہاں چاہیں قربانی کیا کریں۔ جب ہر قوم اپنے حقوق کو محفوظ رکھتی ہے تو کیا وجہ ہے مسلمانوں سے رَمز و کنایہ کے ساتھ اور صراحت و اشارت کے ساتھ ہر طرح درخواست کی جاتی ہے کہ وہ ہندوؤں کی خاطر سے اپنے جائز اور قدیمی حق سے دست بردار ہو جائیں اور اپنے آپ کو مجبور و پابند بنالیں اور کیوں مسلمانوں کے لیڈران کو اپنے ہاتھ سے اپنے حق تلف کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

ہندوؤں کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ ہم سے شریعت کی عطا کی ہوئی آزادی اور قدیمی حق سلب کریں یا ہم سے کسی مذہبی اَمر میں اپنی رسم و عادت تبدیل کرنے کی درخواست کریں۔ گائے کے ذبح ہونے سے ان کی دل آزاری تو نہایت بے معنی بات ہے۔ گائے سے ان کا کیا رشتہ ہے؟ ذبح وہ ہوتی ہے انہیں اس سے کیا دُکھ پہنچتا ہے۔ مال مسلمانوں کا ہے آپ کا کیا نقصان ہے؟ آپ کہتے ہیں ہمارا دیوتا ہے، ہم سمجھتے ہیں تمہاری ضد ہے، ہماری غذا کو دیوتا بتا کر چھیننا چاہتے ہو، کیوں کہ یہ منظر ہماری آنکھوں نے دیکھے ہیں کہ اس دیوتا کے گلے میں رسّی باندھ کر آپ اس کو کھینچتے پھرتے ہیں اور اَسیر بنا کر نہایت بے رحمی کے ساتھ کھونٹے سے باندھ دیتے ہیں، اور اس کا دودھ جو اس کے بچے کی خوراک ہے آپ پی جاتے ہیں۔ اس کے بچے کے گلے میں رسّی باندھ کر ماں سے جدا باندھ دیتے ہیں۔ وہ بھوک کی حالت میں فریادیوں کی طرح شور مچاتا ہے، اور اس کی ماں حسرت کی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتی ہے نہ خود اس کے پاس پہنچ سکتی ہے نہ اس کو اپنے پاس بلا سکتی ہے۔ اس کے صدمے کا کبھی آپ نے اندازہ کیا ہے۔ آپ تو یوں عمر بھر اسے دُکھ دیں، اور اس کا خون (دودھ) پی جائیں اور اس کی اولاد کو ترسائیں اور اس کے دل کو دُکھائیں۔ کسی نے کھیت میں قدم رکھے تو بجائے اس کے کہ دیوتا سمجھ کر اس کے چرن لیں اس پر لٹھ بجائیں۔ یہ سب کچھ ظلم رَوا ہو اور مسلمان ہاتھ لگائے تو وہ دیوتا بن جائے۔

اور ہمیں اس سے بھی کچھ بحث نہیں، آپ دیوتا سمجھتے ہیں یہ آپ کا عقیدہ ہے، دوسروں کو اس کا گرویدہ بنانے اور اس عقیدت کی تسلیم پر مجبور کرنے کا آپ کو کیا حق ہے۔ ہم آپ کو مجبور نہیں کرتے کہ آپ ہماری طرح اس کو غذا سمجھ نوش جاں کیجیے۔ آپ کیوں یہ تمنا کرتے ہیں کہ ہم آپ کا دیوتا سمجھ کر احترام کریں۔ جب ہم آپ کی مزاحمت نہیں کرتے آپ ہماری کیوں مزاحمت کرتے ہیں اور پھر یہ کیا معنی ہیں کہ صدہا برس سے ہم ذبح کرتے تھے تو آپ نے بند نہ کیا، آج دوستی ہوتی ہے تو ہم کو گاے چھوڑنا پڑتی ہے۔ اگر فرض کیا جائے کہ آپ کو گاے کے ذبح ہونے سے صدمہ ہوتا ہے اس لیے آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی خاطر سے گائے چھوڑ دی جائے تو آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ مسلمان لا الہ اللہ کے معتقد اور توحید پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ ان کو اپنی توحید کی مخالفت کس قدر تکلیف دہ ہوگی اور آپ کی بت پرستی حد سے زیادہ صدمہ پہنچائے گی۔ اگر آپ مسلمانوں سے اپنے جذبات کا لحاظ چاہتے ہیں تو ان کے احساسات کا بھی پاس کیجیے۔ بت پرستی چھوڑیے اور مسلمانوں کی توحید کے خلاف گھنٹے بجا بجا کر بت پرستی کا اعلان نہ کیجیے اور ہمارے دلوں کو صدمے نہ پہنچائیے۔

یہ قرین انصاف نہیں ہے کہ اپنے جذبات کا لحاظ کرنے کے لیے تو آپ مسلمانوں کو مجبور کریں اور ان کے جذبات کا ذرا بھی پاس ولحاظ نہ کریں۔ اس سے بھی قطع نظر نہ کیجیے ہمیں تو خود سر لیڈروں سے کہنا ہے کہ انہوں نے کیا سمجھ کر مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا کہ گاے ترک کر دیں۔ ہندوؤں نے قانونی تدبیریں کر لیں اور جہاں کہیں وہ کامیاب ہو سکے۔ انہوں نے ذبیحہ گاؤ کو موقوف کرنے کے لیے قانونی شکنجے تیار کر لیے، اور برابر ان کی کوششیں جاری ہیں۔ مسلمان اپنی آزادی کھو بیٹھے، اب لیڈران اس کو واپس دلانے کے لیے اگر مدتوں کوششیں کریں تو بھی کامیابی کی اُمید نہیں۔

مولوی عبد الباری صاحب کا قول ہے کہ اگر ہندو چاہیں کہ گاے کی قربانی نہ ہو تو گاے کی قربانی کرنا ضرور ہے۔ اب کہ ہندو اپنی تمام مساعی کام میں لا رہے ہیں، مولوی صاحب کے قول سے بھی خاص گاے کی قربانی کرنا ضروری ہوا۔ مسلمانوں کو شرعاً جائز نہیں ہے کہ وہ ہنود کی رضا کے لیے قربانی گاؤ کو موقوف کریں۔ اس کے دلائل السواد الاعظم کے پچھلے پرچوں میں مذکور ہو چکے ہیں۔ اس وقت تو لیڈر صاحبان کی خدمت میں یہ عرض کرنا ہے کہ وہ مذہب پر کرم کریں۔ مذہبی آزادی اور اسلامی حقوق کو برباد نہ کریں۔ مسلمان جس قدر تنزل میں پہنچ چکے ہیں اس سے نیچے ان کو نہ دیکھیں۔ ہم سایہ کافروں کی جرأت نہ بڑھائیں، یہ راہ جو وہ چل رہے ہیں مسلمانوں کے لیے نہایت مہلک و خطرناک ہے اور اگر وہ انصاف کریں تو ان کو اعتراف کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور راہِ راست پر استقامت دے۔"

[السواد الاعظم: شوال المکرم: ۱۳۳۹ھ ص ۱۰ تا ۱۴]

شدھی تحریک اور صدر الافاضل

انیسویں صدی کی تیسری دہائی میں فتنہ ارتداد نے جنم لیا۔ اس طور پر کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کو یہ کہ کر ہندو بنانا شروع کر دیا کہ پہلے یہ ہندو ہی تھے اب ہم انہیں شدھ یعنی پاک و پوتر کریں گے۔ اور بڑی تیزی کے ساتھ انہوں نے اس مہم کو پورے ملک میں پھیلا دیا۔ لاکھوں ضعیف الایمان مسلمانوں کے ایمان ضائع ہو گئے۔

ہر طرف ارتداد کے جراثیم پھیلنے لگے۔ ایسے وقت نازک میں سوائے علمائے کرام کے کون قوم مسلم کی رہنمائی کرتا۔ علمائے اہل سنت میدان عمل میں اترے اور فتنہ ارتداد کے خلاف محاذ آرا ہوئے۔ ہر ممکن جدوجہد اور کوششیں فرمائیں۔ قربانیاں دیں۔ اور دشمنوں کے ناپاک عزائم و منصوبوں کو ہباء منثور اور ان کی فتنہ انگیزیوں، ریشہ دوانیوں کا سدباب کر کے ہی دم لیا۔ فتنہ ارتداد یعنی تحریک شدھی کے سدباب میں صدر الافاضل نے بھی خوب حصہ لیا، حد بھر قربانیاں پیش کیں۔ بہت سے دورے کیے۔ تحریک شدھی کے بانی و مبانی پنڈت پردھانند کے خلاف محاذ آرائی فرمائی۔ اور جا بجا اس کو گھیر کر مناظرہ کا چیلنج دیا۔ پیروں میں آبلے پڑ گئے۔ مگر اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کیے بغیر آرام سے نہیں بیٹھے۔ اس سے پہلے کہ ہم شدھی تحریک کے سدباب میں صدر الافاضل کی کارگزاریوں اور سرگرمیوں کی تفصیل پیش کریں تحریک شدھی کی غرض و غایت اور اس کے مضر اثرات کو بیان کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

تحریک شدھی ایک نظر

یہ تحریک باضابطہ ۱۹۲۳ء میں آریہ سماج کے بانی دیانند سرسوتی کے جانشین و خلیفہ پنڈت سوامی شردھانند کی ناپاک فکر کے نتیجہ میں وجود میں آئی۔ جس کا بنیادی مقصد تھا مسلمانوں کو مذہب اسلام سے دور کر کے اپنے مذہب میں شامل کرنا۔

شدھی کیا ہے؟

غازی محمود دھرم پال نے باغ موچی دروازہ لاہور میں اپنی ایک تقریر میں شدھی کا خلاصہ ان الفاظ میں کیا تھا:

"کیا نہیں جانتے کہ یہ فتنہ ارتداد کا طوفان ہے۔ یہ شدھی کی آندھی ہے۔ یہ ہندو سنگھٹن کا بگولا ہے۔ یہ ہندوؤں کی طرف سے اس بات کا اعلان ہے کہ ہندوستان کے کروڑ مسلمانوں کو توحید و رسالت سے منکر کر کے بت پرست بنا لیا جائے۔ یہ کفر و شرک کا اسلام کے نام چیلنج ہے، کہ ہندوستان سے اسلام کو مٹا دیا جائے گا۔ یہ ایک گھاس کے تنکے کھانے والے اور جگالی کرنے والے معبود کے پجاریوں کی طرف سے حی و قیوم خداوند لاشریک کے پرستاروں کے نام الٹی میٹم ہے۔ کہ اگر وہ ان کے بھوسہ چرنے والے مقدس حیوان کی پرستش میں شامل نہیں ہوں گے تو ان کا نام و نشان

ہندوستان سے مٹاڈالا جائے گا۔“[بت شکن، ص ۳ مصنفہ غازی محمود دھرم پال]

شدھی کا آغاز، مقصد اور طریق عمل

غازی دھرم پال نے اپنی کتاب کفر توڑ میں روزنامہ ہندو اخبار لاہور کے حوالہ سے ایک طویل خبر نقل کی ہے اس طویل خبر سے شدھی کی غرض وغایت سے متعلق درج ذیل اقتباس ملاحظہ کریں:

”آریہ سماج میں خود بیداری ہوئی۔ ادھر سوامی شردھانند نے آگرہ میں بھارتی شدھی سبھا کی بنیاد ڈالی کہ جس کا مقصد ان نیم ہندو اور نیم مسلمان لوگوں کو جو ہندو دھرم میں آنے کے لیے تلملا رہے تھے شدھ کیا جائے کام شروع ہے اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہندوؤں کے سب فرقے بڑے جوش کے ساتھ اس کام میں مشغول ہیں یہ بہت ہی نیک آثار ہیں۔ مگر میں شدھی سبھا کے کارکنوں سے اپیل کروں گا کہ وہ اس بات کو ہمیشہ مد نظر رکھیں کہ ملکانہ راجپوتوں گوجروں اور جاٹوں میں اول تو پرچار کی ضرورت ہی نہیں وہ خود ہندو دھرم سے واقف ہیں۔ اگر بالفرض پرچار کی ضرورت پڑے تو آریہ سماج کو اپنے اصول بالائے طاق رکھ کر صرف سناتن دھرم کا ہی پرچار کرنا چاہیے! کیوں کہ اب ہمارا فرض ان کو ہندو بنانا ہے نہ کہ آریہ سماجی“

[روزنامہ ہندو اخبار لاہور ۱۱، ۹: اپریل ۱۹۲۳ء بحوالہ کفر توڑ]

شدھی کا بنیادی مقصد

مزید لکھتے ہیں:

”سوامی شردھانند جی مہاراج نے شدھی کی سکیم کھڑی کی اور ہندوؤں سے مخاطب ہو کر بولے کہ دیکھو ملکانوں کے سر پر چوٹی رکھ دو، گلے میں جینو ڈال دو، جب مسلمان لوگ چوٹی کے بال ہلتے دیکھیں گے تو وہ فوراً ہندوستان چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ اور جینو کو تو وہ جال جنجال دیکھ کر ایسا بھاگیں گے کہ کابل قندھار میں ہی جا کر دم لیں گے“

[بت شکن: ص ۸۶]

شدھی سے ہندو بھی بے چین

بدایوں کے مشہور اخبار ذوالقرنین میں شدھی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی بے چینی و بے قراری اور تحریک شدھی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے نقصانات و مفسدات سے متعلق سری پت راج گوپال اچاریہ کا حق پسندی پر مبنی درج ذیل بیان ملاحظہ ہو:

”سری پت راج گوپال اچاریہ نے سرگورہا کانفرنس میں کیا ہی سچی بات کہی ہے۔ کہ پنجاب کے طول وعرض

میں، میں نے دیکھا ہے کہ مسئلہ ارتداد (شدھی تحریک) سے لوگ بے چین ہو رہے ہیں۔ مذہب کی آزادی ایک عمدہ بات ہے۔ اور یہ ہر اس آدمی کا جو نزدیک کی راہ سے خدا کو جانتا ہو فرض ہے کہ وہ اپنے بھائی کو بھی اپنی راہ بتلائے۔ لیکن یہ فرض صرف سچائی اور دل کی عمدگی پر موقوف ہے۔ ہزاروں آدمی ایمان دار ہیں اور انہیں دوسروں کو اپنے مذہب میں لانے کا حق حاصل ہے۔ لیکن میں نہایت زور سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مذہب کو کبھی سیاست سے ملانا نہیں چاہیے۔ مذہبی تبلیغ کا حق لوگوں کو حاصل ہے۔ مگر وہ اس سے اپنے سیاسی اغراض کو پورا نہیں کر سکتے۔

اگر مجھے یہ یقین ہو کہ میں اپنے بھائی بہن کو دوسرے مذہب میں لا کر اللہ کے نزدیک کر دوں گا تو چاہے دنیا جو کچھ کہے میں ایسا ضرور کروں گا۔ صرف سوراج ہی نہیں بلکہ دنیا کی تمام زریں سلطنتیں مجھے ایسا کرنے سے روک نہیں سکتیں۔ لیکن اگر تبلیغ و اشاعت کا مقصد یہ ہے کہ سیاسی طور پر ایک مذہب والوں کی تعداد دوسرے سے زیادہ کر دی جائے تو انہیں ایسی راہ اختیار کرنے سے قبل ذرا سوچ لینا چاہیے۔ کیوں کہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا اس سے دونوں قوموں کا فائدہ ہوگا یا دونوں قوموں کا نقصان۔ اور حصول سوراج میں دیر ہو جائے گی۔"

[اخبار ذوالقرنین بدایوں: ۲۸/ اپریل ۱۹۲۳ء، ص ۳]

شدھی ایک سیاسی تحریک

مدیر اخبار اس اقتباس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سوامی شردھانند جو محض سیاسی اغراض سے ملکانہ راجپوتوں کو ہندو بنا رہے ہیں، اس تقریر کو ذرا غور سے پڑھیں۔ اور بتائیں کہ کیا وہ صدہا خدا کے بندوں کو بت پرستی کی طرف دھکیل کر فی الواقع انہیں اس راستے پر لگا رہے ہیں جسے وہ خود سچا مذہب سمجھتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اگر تبلیغ محض ان کی غرض ہوتی تو وہ ان کو کم سے کم دیانتدی توحید پرستی کی طرف لے جانے کی کوشش کرتے، لیکن غالباً یہ خیال کر کے کہ جاہل لوگ ایک دم اس راستے پر مشکل سے پڑیں گے انہوں نے یہی غنیمت سمجھا کہ پہلے انہیں ان کی مرغوب الطبع دوا دے کر بت پرست ہندو بنانے کی کوشش کرو، کیوں کہ جہاں توحید آریہ ہندو ہوں، یا پرانی قسم کے بت پرست ہندو ہوں، سیاسی غرض کے لیے اعداد و شمار بڑھانے میں دونوں یکساں کام دیں گے۔" [مرجع سابق]

شدھی نے لوگوں کو بے روزگار کیا

امرتسر کے مشہور اردو اخبار الفقیہ میں پنڈت بھوانی پرشاد کا ایک مضمون بعنوان **"آریہ سماج نے ہندو دھرم کا بیڑا غرق کر دیا"** شائع ہوا، جس میں انہوں نے آریہ سماج اور اس کے پرچارک شردھانند کی کھل کے مذمت کی۔ اور تحریک شدھی کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کو بیان کیا۔ ہم ان کے مضمون کا وہ حصہ جس کا تعلق شدھی اور

شردھانند سے ہے نقل کررہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''جس وقت سے شدھی سنگھٹھن اور تبلیغ واشاعت کا دور شروع ہوا ہے ہندو مسلمانوں کے جھگڑے ترقی کر رہے ہیں۔ بہت سے لوگ بھوکے مررہے ہیں۔ بے روزگاری روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ مگر ایسے چالاک لوگوں کی چاندی بنتی ہے جیسا جاسوسی کا کام ہمارے بزرگ حسن نظامی صاحب نے کیا، ایسا ہی ہمارے پوجیہ شردھانند جی نے کچھ کم نہیں کیا۔ بلکہ آپ ان سے بھی سبقت لے گئے۔ اور وہ بڑھ گئے۔ جس زمانہ میں کانگریس کا کام ہورہا تھا ان دونوں صاحبوں نے اس تمام کام بنے بنائے کا ستیاناس کردیا۔ اور کچھ کا کچھ بنادیا۔''

[اخبار الفقیہ: ۲۱ر مارچ ۱۹۲۷ء]

شدھی تحریک کیوں اٹھی؟

فقیہ اعظم مہاراشٹر علامہ عبد الرشید خان نعیمی فتحپوری اپنے ایک مضمون میں شدھی تحریک کے معرض وجود میں آنے کا بنیادی مقصد نیز اس کے سدباب کی تدابیر بتاتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''ہندؤں میں شدھی تحریک کیوں اٹھی؟ آج سے بیس سال قبل کسی ہندو میں جرأت تھی کہ وہ کسی مسلمان کو مرتد ہونے کی تحریک کرتا؟ یا اپنے دین کی دعوت دیتا۔ آج کیا باعث ہے کہ ہندو بڑے بلند حوصلہ سے شدھی کی تحریک میں مشغول ہیں؟ اور وہ کھلے بندوں اسلام پر رکیک اور ناقص حملے کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اعلان کے ساتھ اپنے دین کی طرف بلاتے ہیں۔ اس کا باعث یہی ہے کہ مسلمانوں میں مذہب کی طرف سے بدذوقی اور بے علمی عام ہوگئی ہے۔ انہیں یقین ہے کہ جاہلوں کو ورغلانا اور بہکالینا کچھ مشکل نہیں ہے۔ اس کا جواب اور اس کا سدباب یہی ہے کہ مسلمان اپنی توجہ علم دین کی طرف مبذول کردیں۔ اور قصبات وقریات تک کے اہل اسلام کو علم سے باخبر بنادیں۔ ایسا ہو تو مخالفین بدشگال کے نشہ میں بیہوش ہوجائیں۔ اور بجائے شدھی کے علم بردار اسلام کے حصن حصین میں پناہ گزیں ہونے کی تمنا کریں۔ مسلمان اگر بیدار ہوں اور اپنی بقاوحیات کی صحیح تدابیر اختیار کرنا چاہیں تو ان کے لیے سب سے زیادہ ضروری ہے، کہ وہ اسلامی مدارس کو اسباب ترقی میں سب سے زیادہ اہم اور ضروری سمجھیں۔ اور ان کو اپنی توجہات کا مرکز بنالیں۔''

[السواد الاعظم: ذیقعدہ ۱۳۴۷ھ، ص ۱۴]

شدھی تحریک کے سدباب میں صدرالافاضل کی قائدانہ کارکردگی

یوں تو اس تحریک کے سدباب میں بریلی شریف اور ملک کے اکثر علمائے اہل سنت نے خوب حصہ لیا اور قربانیاں پیش کیں۔ البتہ صدرالافاضل کی سرگرمیوں کو دیکھا جائے تو یہ کہنا بالکل غلط اور مبنی بر مبالغہ نہ ہوگا کہ آپ نے اس تحریک کے خلاف نمایاں کارنامے انجام دیے۔ اور قائدانہ کارکردگی اور مجاہدانہ سرگرمیوں کا مظاہرہ فرمایا۔ آپ نے اس تحریک کے سارے تانے بانے ادھیڑ کے رکھ دیے۔ بانی تحریک پنڈت شردھانند کو میدان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ آئیے شدھی کے خلاف اپنے قائد اعظم کی قائدانہ و مجاہدانہ سرگرمیوں کی تفصیل پڑھیں۔

شدھی تحریک کے خلاف بریلی شریف میں اجلاس اور صدرالافاضل کا خطاب

۸/ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۱ھ مطابق ۲۶/ جنوری ۱۹۲۳ء بروز جمعہ بریلی شریف میں جماعت رضائے مصطفیٰ کے زیر اہتمام علمائے کرام و مشائخ عظام کی ایک ہنگامی مجلس منعقد ہوئی، جس میں علمائے مفکرین و مدبرین نے مل کر شدھی کے سدباب اور مسلمانوں کو فتنہ ارتداد سے بچانے کے لیے ایک لائحہ عمل تیار کیا۔

علاوہ ازیں عوامی سطح پر بھی ایک اجلاس مذکورہ بالا تاریخ میں مغرب کی نماز سے رات دس بجے تک بی بی جی صاحبہ مسجد میں منعقد کیا گیا جس میں اہل سنت کے مشاہیر علمائے کرام کے خطابات ہوئے۔ آپ نے بھی مسلمانوں سے ایک ایسا بہترین، روح پرور اور رقت آمیز خطاب فرمایا جسے سن کر مسلمانوں کی آنکھیں اشک بار اور قلوب جذبہ ایمانی سے سرشار ہو گئے۔ صدرالافاضل کی اس تقریر منیر کا تذکرہ ہفت روزہ اخبار دبدبہ سکندری رامپور میں کچھ اس طرح موجود ہے۔ ملاحظہ کریں:

”**حضرت استاذ العلماء مولوی مولانا حکیم محمد نعیم الدین صاحب مد ظلھم العالی** نے اسلام کی حقانیت اور اس کی عظمت کا ایسا نقشہ صفحات قلوب پر کھینچا، جس سے مسلمانوں کے دل اسلام کی محبت کے مزے لینے لگے۔ اور اس فتنہ ارتداد کا اس طرح بیان فرمایا، کہ مجمع کا دل ہل گیا اور مجمع چیخیں مار مار کر رونے لگا۔ آپ نے مسلمانوں کو اتباع شریعت کی طرف توجہ دلائی۔ اور احکام اسلامی کے خلاف ورزی کو مسلمانوں کی کمزوری اور مخالفین اسلام کی جرأت و ہمت کی علت ثابت کیا۔ الحمدللہ! اس کا یہ اثر مرتب ہوا۔ کہ مجمع نے بالاعلان بلند آوازوں سے تمام خلاف شرع باتوں سے توبہ کی۔ نیز آپ نے مسلمانوں کو اس پر آمادہ کیا، کہ وہ ایک وقت مسائل شرعیہ سیکھنے کا مقرر کریں پھر وفد کے جانے اور اپنے بھٹکے ہوئے بھائیوں کو راہ پر لانے اور ان کی دینی خدمت کرنے کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی بتایا کہ اس وفد کو کسی کی مخالفت اور مباحثہ وغیرہ سے کوئی سروکار نہیں۔ یہ وفد اپنے اسلامی بھائیوں کو پابند اسلام بنانے کی کوشش کرے گا۔ ایک ایک کلمہ

جو آپ کی زبان مبارک سے نکلتا تھا دلوں میں اتر جاتا تھا۔"

[دبدبہ سکندری: ۵/ فروری ۱۹۲۳ء صفحہ ۵]

علاقہ ارتداد میں صدرالافاضل کی روانگی

۹/ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۱ھ مطابق ۲۷/ جنوری ۱۹۲۳ء بروز ہفتہ بوقت صبح جماعت رضائے مصطفی کے زیر اہتمام بریلی سے روانہ ہونے والے دس علمائے مشاہیر پر مشتمل پہلے وفد میں آپ نے بھی شرکت فرمائی۔ آپ نے ۲۷/ جنوری سے ۳۰/ جنوری تک میرٹھ کے متاثرہ علاقوں میں تبلیغی دورے فرمائے۔

(ان ایام کی تفصیلی رپورٹ کافی کوششوں کے باوجود بھی راقم تلاش نہ کر سکا۔ البتہ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے گرامی ناموں اوران کے دوروں کی روداد سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، کہ صدرالافاضل نے میرٹھ و مضافات میرٹھ کے دورے فرمائے ہیں۔ کیوں کہ جس وفد میں حضور مفتی اعظم ہند شریک تھے اسی میں صدرالافاضل بھی شریک تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم)

موضع کھیتنہ آگرہ میں صدرالافاضل کا تبلیغی دورہ

صدرالافاضل نے آگرہ اوراس کے گردونواح میں کثرت سے تبلیغی دورے فرمائے۔ آپ شہر آگرہ کے ایک گاؤں کھیتنہ میں جب تشریف لے گئے تو وہاں ٹھاکر لوگ تاش کھیل رہے تھے، آپ نے جب انہیں اپنے قریب بلاکر تبلیغ فرمائی، تو فوراً انہوں نے وہ تاش کے پتے ہاتھوں سے پھینک دیے اورآپ کی طرف متوجہ ہوگئے۔ آپ کے ایما پر حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نے ایک صاحب کی چوٹی بھی کاٹی۔ اورآپ کی تحریک پر وہاں کے لوگوں نے ایک مکان مدرسے کے لیے پیش کیا۔ اخبار دبدبہ سکندری کی درج ذیل خبر ملاحظہ ہو:

"ہمارا ایک وفد موضع کھیتنہ پہنچا..... جس وقت ہم پہنچے تو موضع میں ٹھاکر لوگ زمین پر بیٹھے ہوئے تاش کھیل رہے تھے، انہوں نے ہماری طرف کوئی التفات نہ کیا۔ **صدرالافاضل استاذالعلماء حضرت مولانا مولوی حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتھم** نے سواری سے اتر کران سے وہیں گفتگو شروع فرمائی۔ پانچ منٹ گفتگو ہونے پائی تھی کہ وہ لوگ تاش پھینک کراٹھ کھڑے ہوئے، اوردوڑ کر تکیہ دار مونڈھے لائے اور ہمارے ایک ایک شخص کونہایت تکریم کے ساتھ بٹھایا، ان سے گفتگوئیں رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ وہ بندگان خدامنٹوں میں ایسے مسخر ہوئے کہ گویا مدتوں کے رفیق ہیں۔

حضرت استاذالعلماء مدظلہ نے ان کی اس حالت پر اظہار افسوس فرمایا، جس سے وہ خود بھی متاسف ہوئے اور خود اپنے مکان سے قینچی لاکر پیش کی اور سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ **حضرت استاذالعلماء مدظلہ** نے جناب مولانا مولوی حکیم

یعقوب خاں صاحب سے فرمایا: اورانہوں نے اپنے دست مبارک سے چوٹی قطع کی۔ جن صاحب کی چوٹی قطع کی گئی ان کا نام احمد خان ہے۔ پھر وہاں کے لوگوں سے مدرسہ کی تحریک کی گئی، جس پر وہ بخوشی راضی ہوئے اور انہوں نے ایک مکان مدرسہ کے لیے نامزد کیا اور اس کا معائنہ بھی کرایا۔" [دبدبہ سکندری: ۲۸/ جنوری ۱۹۲۴ء ص ۶]

تحریک شدھی کے دوران آپ کے خطابات

علاقہ ارتداد میں بلا مبالغہ آپ کے خطابات کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ لوگ آپ کے خطابات کو سننے کے لیے بے چین رہتے۔ اور گم گشتہ راہ افراد آپ کے وعظ کی برکت سے راہ راست اختیار کرلیتے۔ آپ کے مواعظ حسنہ مسلم و غیر مسلم عوام و خواص سب کے لیے یکساں مفید رہتے۔ اخبارات میں آپ کے خطابات کے تذکرے ہوتے۔ لوگوں کی زبانوں پر کئی کئی دن تک آپ کی تقریر کے چرچے رہتے۔ آپ کے خطابات سے متعلق قاضی احسان الحق نعیمی دبدبہ سکندری میں رقم طراز ہیں۔:

"حضرت ممدوح نے کئی تقریریں فرمائیں، جن لوگوں نے آپ کے بیانات سنے ہیں وہ جانتے ہیں کہ زور بیان اور قوت دلائل میں آپ اپنا جواب نہیں رکھتے۔ جس سلسلے پر لب کشائی کی مخالف کو دم مارنے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اور لطف یہ ہے کہ مذہبی مباحث نہایت لطف و محبت آمیز لہجہ میں ادا ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے سننے والوں کے دلوں میں اترتے چلے جاتے ہیں۔ بیان کے وقت آپ مجمع کے عقائد و خیالات کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ آپ کی زبردست تقریروں نے اسلام کی محبت لوگوں کے دلوں میں جاگزیں کردی، اور غیر مسلم لوگوں کو ثابت کر کے بتا دیا کہ دنیا کا کوئی مذہب اسلام کے مقابل قابل ذکر نہیں ہے۔ لطف یہ تھا کہ مسلمان تو اس بیان سے اسلامی عظمت کے نقوش اپنے قلوب میں جما ہی رہے تھے، لیکن غیر مسلم لوگ بھی اسلام کی خوبیوں پر سر سے تسلیم کے اشارے کرنے پر مجبور تھے"

[اخبار دبدبہ سکندری: ۳۱/ مارچ ۱۹۲۴ء ص ۵]

آگرہ کی شاہی مسجد میں صدر الافاضل کا خطاب نایاب

وفد کی معیت میں آپ یکم فروری ۱۹۲۳ء بروز جمعرات شہر آگرہ کے ایک گاؤں سلطان پورہ پہنچے۔ اور وہاں سے تبلیغی کاروائی مکمل فرمانے کے بعد دوسرے روز شہر آگرہ میں رونق افروز ہوئے۔ اور نماز جمعہ سے قبل آگرہ کی جامع مسجد میں ایک مثالی خطاب فرمایا۔ حضور مفتی اعظم ہند نے جماعت رضائے مصطفی کے نام اپنے مکتوب گرامی میں آپ کے اس لاجواب و کامیاب و نایاب خطاب کا تذکرہ اس انداز میں فرمایا ہے۔:

"ہمارا وفد جامع مسجد پہنچا، جہاں مسلمانوں کا بڑا مجمع تھا۔ نماز جمعہ کے بعد ہمارے وفد کے بہتر رکن **حضرت مولانا المحترم مولوی محمد نعیم الدین صاحب زیدت برکاتہ** نے اسلام کی شان و شوکت اور موجودہ حالت پر دل گداز

تقریر فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجمع ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا۔ اور مسلمانوں کے دل اسلامی جوش سے لہریں مار رہے تھے۔

اس موقع پر مولانا نے داڑھیاں منڈوانے اور کبائر میں مبتلا ہونے سے توبہ کروائی۔ مسجد کا وسیع صحن توبہ کے نعروں سے گونج اٹھا۔ الحمد للہ مولانا نے ثابت کیا کہ اس وقت اسلامی احکام کے خلاف عمل کرنا اسلام کو اس نازک حالت میں سخت صدمہ پہنچانا اور اس کے دشمنوں کی تائید ہے۔ جلسہ کے ختم کے بعد جابجا اس وعظ کے چرچے تھے۔ اور معلوم ہوا کہ جو لوگ جلسے میں توبہ کر گئے تھے وہ اپنے دوستوں سے توبہ کرانے پر مصر ہیں۔"

فقیر مصطفیٰ رضا قادری صدر وفد اسلام فرستادہ جماعت رضائے مصطفی بریلی از آگرہ

[دبدبہ سکندری ۱۹/ فروری دوشنبہ ۱۹۲۳ء ص ۸]

صدر الافاضل کی اس تقریر سے متعلق اخبار دبدبہ سکندری میں شائع شدہ منشی وارث علی خاں صاحب ٹھیکہ دار محلہ رکاب گنج آگرہ کا درج ذیل مراسلہ بھی قابل ملاحظہ ہے، جو صدر الافاضل کے بہترین مبلغ مایہ ناز خطیب اور قوم کے ماہر و بہترین نباض ہونے کی گواہی دے رہا ہے:-

"یکم فروری ۱۹۲۳ء بروز پنج شنبہ کو یہ وفد موضع سلطان پورہ میں پہنچا، جو شہر آگرہ سے متّصل ہے۔... ۲/ فروری ۱۹۲۳ء بروز جمعہ جامع مسجد آگرہ میں یہ وفد پہنچا اور اس نے مسلمانان آگرہ کو ہوشیار کیا۔ مجمع بہت کثیر تھا اجزاے وفد میں سے اول دو صاحبوں نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ نعت شریف پڑھی۔ پھر مفتی آگرہ حضرت فاضل علامہ جناب مولانا مولوی سید ابو محمد محمد دیدار علی صاحب الوری مد ظلہ العالی نے مختصر لفظوں میں وفد کا ورود اور اس کے مقاصد بیان فرما کر اجزاے وفد میں سے **حضرت استاذ العلماء مولانا مولوی حکیم حافظ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی مد ظلہ الھادی** کو وعظ کے لیے پیش فرمایا۔ انہوں نے دین اسلام کی عظمت و شان کا ایسا دل پذیر نقشہ کھینچا جس سے تمام مجمع ایک غیر معمولی اثر کے ساتھ ساتھ متاثر نظر آتا تھا۔ کلمات جادو کی طرح اثر کرتے تھے۔ سامعین کی حالت دم بھر میں بدل گئی اور جلسہ تڑپ اٹھا سننے والے روتے روتے بے اختیار ہو گئے۔ مسلمانوں نے شریعت کی فرماں برداری کے عہد کیے اور گناہوں سے بآواز بلند تائب ہوئے۔

ایک عجیب سماں تھا۔ جو موجود تھے توبہ کر رہے تھے۔ اور ان کے قلوب میں اسلامی محبت موجیں مار رہی تھیں۔ راجپوتوں کے ساتھ ہمدردی کا ولولہ ہر دل میں پیدا ہو گیا۔ جلسہ تمام ہونے کے بعد شہر میں جابجا اس وعظ کا تذکرہ ہے۔ اور لوگ حاضر تھے وہ اپنے احباب سے توبہ کرا رہے ہیں۔ وفد کی اس شان و شوکت سے یقین ہوتا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی سعی کامیاب ہو گی، الخ المرقوم ۳/ فروری ۱۹۲۳ء"

[اخبار دبدبہ سکندری، ۱۲/ فروری ۱۹۲۳ء ص ۵]

سراج گنج بنگال میں صدر الافاضل کا خطاب نایاب

شدھی کے سدباب کے لیے آپ نے سراج گنج بنگال کا دورہ بھی فرمایا۔ وہاں آپ کے خطابات ہوئے۔ وہاں آپ کے ایک خطاب میں قریب پینتیس (۳۵) ہزار سامعین موجود تھے۔ انسداد فتنہ ارتدا کے سلسلے میں آپ کے اس عظیم خطاب کا ذکر کرتے ہوئے اخبار دبدبہ سکندری جماعت رضائے مصطفیٰ کے حوالے سے لکھتا ہے۔:

"مجمع کا اندازہ تیس پینتیس ہزار سے زائد کیا جاتا ہے... صبح کو **حضرت استاد العلماء امام المناظرین مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مد ظلھم العالی** بھی تشریف لے آئے۔ اور دس بجے دن کو پھر جلسہ منعقد ہوا۔ اور حضرت استاد العلماء مد ظلھم العالی نے بھی بیان فرمایا۔ آپ نے میدان ارتداد کے حالات اور مسلمانوں کی موجودہ غفلت پر ان کو تنبیہ اور کفار کی مسلم کُش کوششوں سے آگاہی اور ان کے پنجہ جور سے رہائی کی تدابیر وغیرہ مفید مضامین بیان فرمائے۔ سارا مجمع ہمہ تن گوش بنا ہوا آپ کی تقریر کو سن رہا تھا۔ آپ نے یہ بھی ثابت فرمایا کہ ویدک دھرم تو اس قابل بھی نہیں کہ مذہب کی صف میں اسے جگہ مل سکے۔ یہ بھی ثابت کیا کہ ویدک دھرم نے بیشتر اصول اسلامیہ کی نقالی کی ہے۔ مگر از آں جا کہ اسلام کو استاد نہ مانا۔ غرض آپ کی مبارک تقریر پر مسلم کانفرنس سراج گنج کا اختتام ہوا۔"

[اخبار دبدبہ سکندری ۳۰/ جون ۱۹۲۴ء، ص۸]

تحریک شدھی کے سدباب سے متعلق صدر الافاضل کا مکتوب گرامی

(از قاضی محمد احسان الحق صاحب مفتی بہرائچ ناظم مرکز وفود اسلام جماعت رضائے مصطفیٰ)

[چوں کہ **صدر الافاضل استاد العلماء حضرت مولانا مولوی حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی مد ظلہ** کے مکتوب گرامی سے طرز تبلیغ پر روشنی پڑتی ہے، جس سے تمام مبلغین فائدہ اٹھاسکتے ہیں اس لیے اس کی اشاعت مناسب سمجھی گئی]

"نور دل و دیدہ غازی مجاہد فی سبیلہ مولوی.......... سلمہ المولیٰ سبحانہ

قال نبینا وحبیبنا و مولانا علیہ الصلاۃ والسلام الحرب بیننا و بینھم سجال!

حالات کی گوناگوئی باعث انتشار خاطر نہ ہو۔ مجاہد کے لیے ہمیشہ یہ صورتیں پیش آتی ہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ روپیہ اگرچہ بہت چمکتا ہے اور جھنکاریں مارتا ہے اور اس کی فوری کشش ایک طلسم ساد کھاتی ہے مگر نور حق کے حضور یہ سب باطل مٹ کر رہتے ہیں۔ مجھے اس کا ایسا یقین ہے کہ جیسا دوپہر میں آفتاب کا۔ بلکہ اس سے بدرجہا زیادہ۔ یہ تمام بطلان کے طوفان اٹھیں گے اور ان سے نقصانات ہوں گے مگر کوئی طوفان باقی نہیں رہتا۔ اس کی عمر بہت کم

ہوتی ہے۔ اور میں تو اس یقین پر ہوں کہ روپیہ خرچ کرنے کا خیال بالکل بیکار ہے اور یہ منصب تبلیغ کے شایان بھی نہیں ہے۔ اور بحالات موجودہ مال پر نظر کرتے ہوئے وہ ہمارے حق میں کمزوری کا موجب ہے یہ بات بہت زیادہ غور طلب ہے۔

اللہ سبحانہ اس کے لیے آپ کے قلوب کو بھی ویسا ہی فتح فرمائے جیسا فقیر پر کرم فرمایا۔ آپ کا طرز تبلیغ بس یہی ہونا چاہیے کہ دعوت طریقہ قدیمہ سلف پر ہوا۔ آخرت کے مناظر لوگوں کے سامنے لائے جائیں۔ دنیا کی بے ثباتی اور مال کی ناپائیداری کے نقشے پیش کیے جائیں۔ نجات کا انحصار مذہب پاک اسلام میں بتایا جائے۔ بزرگان دین اور اولیاے کاملین کے تذکرے سنائے جائیں۔ ہندوستان کے اولیا کے اذکار بہت نافع ہوں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ایک روز میں سلطان پورہ گیا تھا۔ وہاں یہ گفتگو پیش تھی کہ آریہ اور قادیانی بیشمار روپیہ خرچ کرتے اور کرنے پر آمادہ ہیں۔ میں نے کہا کہ روپیہ اگر سچ پر جھوٹ کو غالب کر سکتا ہے تو انہیں کامیابی ہو جائے گی۔ اگر کسی شخص کو دس روپیہ دے کر یہ کہلا لیا جائے کہ اندھیری رات میں آفتاب نصف النہار پر ہوتا ہے تو دس روپیہ تو کیا دنیا کی تمام متاع اس کے ضمیر کو آپ کا گرویدہ نہیں بنا سکتی ہے۔ علاوہ اس کے مقدر اور نصیب کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ فلاکت وافلاس کو آریہ اور قادیانی تو کیا چیز ہیں کوئی بادشاہ بھی کسی قوم کی نہیں دور کر سکتا ہے۔ یہ اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ قابل افسوس ہے حالت اس انسان کی جو حقیر دنیا کے لیے دین کو برباد کرے۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو اپنے دین کے لیے دنیا کی ہر چیز کو قربان کرتے ہیں۔ یہ خلاصہ ہوا تقریر کا۔

تقریر کی وسعت آپ خود سمجھ سکتے ہیں یہ سن کر لوگ آبدیدہ ہوئے۔ اور جو استدعا کرتے تھے انہیں یقین ہوا کہ ان شاء اللہ العزیز فقر اخلاص پائدار اثر کرے گا۔ آپ ہمت بلند رکھیں دوست بگڑیں گے، یار چھوڑیں گے، ہر مصیبت آئے گی مگر بعونہٖ سبحانہ ہر وہ وقت بھی آئے کہ دشمن یار بنیں۔ آپ ستم اٹھائیے، جفا برداشت کیجیے، زمانہ پاک نبوت یاد کیجیے، اور اسلامی اخلاق سے کام کیجیے۔ وہی معین ہے جو بدر و حنین میں اعانت فرماتا تھا۔ تدبیر و اسباب سے ہمیں جتنی بے اعتباری ہوتی جاتی ہے اتنی ہی ہمیں کامیابی ہوتی ہے، اور ہمارا نقصان دور ہوتا ہے۔ توکل صادق نصیب ہو جو فتح کی کلید ہے۔ اخباروں میں حالات بے تکلف لکھے جائیں۔ کامیابی ہو تو مسرت کے ساتھ ناکامی ہو تو تاسف کے ساتھ ہمیں اپنی سعی جاری رکھنا ہے۔

قطع نظر اس سے کہ اخبارات شائع کرتے ہیں یا نہیں۔ افسوس ناک حالت سے مسلمانوں کو بیدار کیا جائے۔ قدم سعی نہ تھکے۔ واللہ مولانا و مولاکم وھو ناصرنا و ناصرکم، مصیبت کے وقت مدینہ طیبہ کی طرف متوجہ ہو کر آنسو بہاؤ! مقربین بارگاہ کے واسطے دو! تم غلام ہو اور وسیلے رکھتے ہو۔ کبھی مایوس نہ ہو ناصبر واستقامت کے امتحان کا وقت ہے۔" [اخبار دبدبہ سکندری، ۲۸؍ جنوری ۱۹۲۴ء، ص ۴،۵، اخبار الفقیہ امرتسر، ۲۰؍ فروری ۱۹۲۴ء، ص ۹]

جماعت رضائے مصطفی کی تبلیغی کارگزاریاں اور معائنہ صدرالافاضل

تحریک شدھی کے خلاف جماعت رضائے مصطفی کی تبلیغی کارگزاریوں کے معائنہ کے لیے آپ بریلی شریف تشریف لائے۔ بریلی شریف میں آپ کی آمد اور معائنہ جات کا ذکر کرتے ہوئے اراکین جماعت رضائے مصطفی کے حوالے سے اخبار الفقیہ لکھتا ہے:-

”مرکز وفود اسلام جماعت رضائے مصطفی کی تبلیغی خدمات کا سال پورا ہو چکا۔ اب دوسرا سال چل رہا ہے۔ سالانہ معائنہ اور کار تبلیغ کی کارگزاریوں کی جانچ کے لیے آج **صدرالافاضل استادالعلماء حضرت مولانا مولوی حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی دامت برکاتھم** دفتر میں تشریف لائے ہیں۔ دفتر کے معائنے سے فارغ ہو کر حضرت ممدوح مرکز وفود کے حلقہ عمل ودائرہ تبلیغ ومیدان ارتداد کا دورہ فرمائیں گے۔ اور مبلغین کی کارگزاریوں کی جانچ فرمائیں گے۔ امید ہے کہ یہ معائنہ مرکز وفود کے مستقبل کو بہت کامیاب بنائے گا۔ اور اس کی زندگی کا نیا سال سابق سے بھی بدرجہا زیادہ کامیاب ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔“

[دبدبہ سکندری: ۲۸/ جنوری ۱۹۲۴ء ص ۵،۶]

شدھی تحریک میں صدرالافاضل کی قائم کردہ ”انجمن اہل سنت وجماعت“ کی خدمات

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ صدرالافاضل نے ماہ صفر ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۶/ فروری ۱۹۱۱ء کو ایک انجمن بنام اہل سنت تشکیل دی جس کے ناظم خود آپ اور صدر جناب محترم حکیم حامی الدین خاں صاحب رئیس مرادآبادی منتخب ہوئے۔ بعدہ اس انجمن کے تحت ایک مدرسہ بنام انجمن اہل سنت کا افتتاح ہوا، جو چوبیس سال بعد ۱۳۵۲ھ میں جامعہ نعیمیہ سے موسوم ہوگیا۔ اور آج تک پوری دنیا میں اسی نام سے مشہور ہے۔

صدرالافاضل کی اس انجمن سے وابستہ ہر فرد نے تحریک شدھی میں اپنے اپنے طور پر نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ انجمن اہل سنت وجماعت کے محکمہ تبلیغ کے ناظم محمد یسین عباسی چریاکوٹی، انجمن کی انسداد فتنہ ارتداد میں خدمات کا ذکر کرتے ہوئے اخبار الفقیہ میں شائع شدہ اپنے ایک مضمون بعنوان (انجمن اہل سنت مرادآباد کی خدمات) میں رقم طراز ہیں:-

”یہ انجمن شریعت حقہ کی حمایت اور بدعت وضلالت کو مٹانے کے لیے ۱۹۱۱ء میں قائم ہوئی۔ اور فوراً ایک مدرسہ خالص مذہبی تعلیم کی غرض سے جاری کیا۔ اس مدرسہ میں علوم عربیہ نقلیہ عقلیہ کی تعلیم بہتر طریقہ پر دی جاتی ہے۔ چناں چہ اس چودہ سال کے عرصے میں ہندوستان کے مختلف اطراف واکناف کے ۱۰۸/ طلبہ اس کے چشمہ فیض سے مستفید ہوئے، جو فارغ التحصیل ہو کر جابجا بندگان خدا کے افادہ وہدایت میں مشغول ہیں۔ جب پنڈت

شردھانند نے مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لیے اپنی فوج اضلاع آگرہ و متھرا میں اتاریں اس وقت مسلمانوں کے تمام مذہبی و سیاسی پیشوا ہندوؤں کے بادہ اتحاد سے مست و بے خود تھے۔ اور ارتداد کی گولہ باری اور مسلمانوں کی آہ وزاری نے ابھی کافی طوران کی خمار شکنی بھی نہیں کی تھی، کہ اس مدرسے کے طلبہ واساتذہ خود جناب ناظم صاحب (صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین) مع دیگر اراکین کے جماعت رضائے مصطفی کے ساتھ متوکلاعلی اللہ میدان ارتداد میں پہنچ گئے۔ جو خدمات انہوں نے وہاں انجام دیں ان کی اشاعت تفصیل کے ساتھ جماعت رضائے مصطفی کی اطلاعات کے سلسلے میں برابر ہوتی رہی ہیں۔ اراکین انجمن ہندوؤں کی تمام تحریکات از ابتدائے تحریک مطالبہ ہوم رول تا شدھی سنگھٹن کو بغور دیکھتے رہے۔۔۔الخ"

[اخبار الفقیہ: ۲۱ر فروری ۱۹۲۵ء، ص۶]

صدرالافاضل کی تبلیغی کارکردگی پر چند بیش قیمتی تاثرات

شدھی تحریک میں صدرالافاضل کی مبلغانہ حیثیت اورآپ کے قائدانہ کردار کا قدرے اندازہ گزشتہ اوراق سے ہوگیا ہوگا۔ ہم آخر میں تحریک شدھی میں آپ کی خدمات پر چند اہم تاثرات پیش کرتے ہیں تاکہ آپ کی مبلغانہ وداعیانہ شان اور قائدانہ ومجاہدانہ کردار مزید واضح ہوجائے۔

صدرالافاضل کی خدمات اور جماعت رضائے مصطفی کا اظہار تشکر

تحریک شدھی میں آپ کی کارگزاریوں وجانفشانیوں کا اعتراف کرتے ہوئے، اراکین جماعت رضائے مصطفی بریلی شریف، کے حوالے سے اخبار دبدبہ سکندری کی درج ذیل خبر ملاحظہ ہو:

"جماعت رضائے مصطفی کے اراکین یہ اظہار ضروری سمجھتے ہیں:

کہ جمادی الآخر ۱۳۴۱ھ سے رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ تک سلسلہ تبلیغ میں ہم نے ایک صدر دفتر آگرہ میں قائم کر کے اضلاع آگرہ، ایٹہ، بھرتپور، رجنپور، علی گڑھ وغیرہ میں اپنا کام جاری رکھا۔ مختصر اور ضروری اطلاعات وقتاً فوقتاً جماعت مبارکہ سے شائع ہوتی رہی ہیں۔ تبلیغی سرگرمیوں کی تفصیل اور مخلص کارکنوں کی شاقہ محنتوں کا مکمل تذکرہ دفتروں میں بھی نہیں آسکتا.... **صاحبزادہ عالیشان فاضل جلیل المکانۃ والمکان حضرت مولانا مولوی مفتی شاہ محمد مصطفی رضاخاں صاحب دامت برکاتہم صدر شعبہ تبلیغ وحضرت فاضل اجل عالم بے بدل امام المناظرین استاد العلماء جناب مولانا مولوی حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم** کی جانفشانیاں اور محنتیں اوران حضرات کے فیوض وبرکات اور سرگرم مساعی کا تذکرہ جماعت کے پاس زبان نہیں ہے کہ ادا کرسکے۔ انہیں کی ہمت وبرکت تھی کہ جماعت کو ہر معرکہ اور ہر موقع میں امید سے زیادہ کامیابیاں نصیب ہوئیں۔ ہم نہ ان کے اس احسان کو فراموش کرسکتے ہیں۔ اور نہ ان کے

شکریہ سے عہدہ برآ ہوسکتے ہیں۔ جو تکلیفیں انہوں نے اٹھائی ہیں اور جو محنتیں برداشت کی ہیں ان کے نقوش ہمارے سینوں سے کبھی محو نہیں ہوسکتے ہیں۔" (ازاراکین جماعت رضائے مصطفی بریلی))"

[اخبار دبدبہ سکندری: یکم مارچ ۱۹۲۶ء]

صدرالافاضل کی کارکردگی پر مولانا قناعت علی بریلوی کا اظہار تشکر

علامہ قناعت علی صاحب بریلوی، آپ کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے اپنے ایک مراسلے میں جو دبدبہ سکندری میں شائع ہوا۔ لکھتے ہیں۔:

"اور **حضرت مولانا مولوی حکیم حافظ سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب** کا کس زبان سے شکریہ ادا کیا جائے کہ انہوں نے اپنی تمام ضرریات سے منھ موڑ کر دینی خدمات کے لیے وفد جماعت رضائے مصطفی میں روز اول سے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے" [مرجع سابق: ۱۶/اپریل ۱۹۲۳ء ص ۴، ۵]

صدرالافاضل کی آبلہ پائی اور فاقہ کشی

۲۵/ جون ۱۹۲۳ء کو بریلی شریف کے ایک اجلاس میں قاضی احسان الحق نعیمی نے دوران خطاب جس انداز میں آپ کی فتنہ ارتداد میں خدمت گزاری کی حقیقت کشائی فرمائی اس کا یہاں بیان کر دینا دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ فرماتے ہیں:

"**استاد العلماء مولانا حکیم نعیم الدین صاحب** وشیر سرحد مولانا ابوالمعانی آزاد صاحب و مولانا غلام سید قطب الدین صاحب برہم چاری، جیسے ناز پرور ہستیاں آج خدمت دین متین کے لیے گاؤں گاؤں پھرتے ہیں۔ پیروں میں چھالے پڑتے، فاقے کرتے ہیں مگر سماجی شرارتوں کے خاتمے پر تلے ہوئے ہیں"

[اخبار دبدبہ سکندری: ۱۶/ جولائی ۱۹۲۳ء ص ۸]

لب لباب:۔

یہ تھی شدھی تحریک میں صدرالافاضل کی تبلیغی سرگرمیوں، کارگزاریوں، کی مختصر سی روداد۔ شدھی تحریک کے محرکین کے خلاف صدرالافاضل کی محاذ آرائیاں۔ فتنہ ارتداد کی مناظرانہ سرگرمیوں کو صدرالافاضل کی مناظرانہ سرگرمیوں کے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

تحریک التواے حج اور صدر الافاضل

۱۹۲۵ء میں علماے ہند خصوصاً علماے بریلی، بدایوں، مرادآباد وغیرہ نے ابن سعود کی سرزمین حجاز پر ظالمانہ حکومت، (حجاز مقدس پر نجدیوں کے تسلط اور اہلیان حجاز پر ان کے ظالمانہ سلوک اور نجدیوں کی ابلیسانہ حرکتوں کی مکمل تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب **"حجاز مقدس پر نجدی تسلط اسباب ونتائج"** ملاحظہ فرمائیں)
حرمین شریفین کے مقامات مقدسہ کے انہدام کی ناپاک حرکت، بدعت کی نشرواشاعت، اہل سنت وجماعت کی علی الاعلان مخالفت کے سبب ابن سعود کے خلاف آواز اٹھائی۔ اور بین الاقوامی سطح پر اس کی حکومت کے خلاف صداے احتجاج بلند کی۔ ساتھ ہی ساتھ اس کی حکومت کو مالی خسارہ سے دوچار کرنے اور اسے انہدام مقامات مقدسہ سے باز رکھنے کے لیے باتفاق راے مسلمانوں کو بذریعہ فتویٰ التواے حج کا حکم عطا فرمایا، تو اس تحریک میں آپ نے بھی شرکت فرمائی۔
جیسا کہ مراداباد کے مشہور اخبار مخبر عالم کی خبر کا درج ذیل اقتباس اس کی شہادت دے رہا ہے:

"اس فتوے پر... **مولانا حافظ نعیم الدین صاحب ناظم انجمن اہل سنت والجماعت** اور مولوی محمد عمر صاحب کے دستخط ہیں۔ جو علماے مرادآباد کی جان ہیں۔ ان کے علاوہ علماے بدایوں... بریلی، رام پور، سنبھل، مظفرپور، مارہرہ، لاہور، فیض آباد، کچھوچھہ، دہلی وغیرہ کے خطوط مہری ودستخطی فتوے بالا سے اتفاق رکھتے ہیں، موجود ہیں۔"

[مخبر عالم مرادآباد مطبوعہ ۱۵/ جون ۱۹۲۵ء ص ۳]

یہی نہیں بلکہ جب آپ نے سرزمین مرادآباد پر اپنی قائم کردہ تنظیم آل انڈیا سنی کانفرنس کا تاسیسی اجلاس منعقد کیا تو اس میں دیگر تجاویز سے قطع نظر اس تجویز پر خصوصی زور دیا کہ مسلمان اس سال سفر حج ملتوی کریں۔
حضور محدث اعظم ہند اپنی ادارت میں نکلنے والے رسالہ اشرفی میں اس اجلاس کی تفصیلی روداد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جن میں سب سے اہم وہ تجویز تھی جس میں ابن سعود نجدی کے غاصبانہ قبضہ حجاز اور ظالمانہ حرکات کے خلاف صداے احتجاج بلند کی گئی ہے۔ اور سنی مسلمانوں کو امسال سفر حج سے بخوف بے امنی روکا گیا ہے"

[ماہنامہ اشرف: شوال المکرم ۱۳۴۳ھ، ص ۲۰]

مزید یہ کہ آپ نے ابن سعود کی ظالمانہ حرکتوں کے رد عمل میں اسے چیلنج مناظرہ پر مشتمل ایک تحریر ارسال فرمائی نیز ہند کے مشہور اخبارات میں اسے شائع بھی کرادیا، جس کا تفصیلی ذکر ہم باب مناظرہ میں کریں گے۔
التواے حج سے متعلق آپ کی نمایاں کارکردگی کے سبب وہابیہ اور دیگر زلہ خواران ابن سعود آپ کے اس قدر مخالف ہوگئے کہ وہ آپ کے ہر فعل وعمل پر نظر رکھنے لگے۔ اور وقت بے وقت جابجا آپ کے خلاف زہر انگیزی کرنے

لگے۔ اور اسی مخالفت کا اثر تھا کہ جب آپ نے ۱۹۳۷ء میں سفر حج کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے شہر میں آپ کے خلاف شرانگیزی شروع کردی اور یہ ہوا دینے لگے کہ آپ نے مسلمانوں کو التوائے حج کا حکم دیا تھا۔ اور خود حج کرنے جارہے ہیں۔ شدہ شدہ یہ خبر آپ کے کانوں تک پہنچی، تو فوراً آپ نے ایک مراسلہ **"اخبار مخبر عالم"** کو بغرض اشاعت بھیج دیا۔ جس میں آپ نے وہابیہ کی اس شورش کا دنداں شکن جواب دیتے ہوئے فتویٰ التوائے حج کی قدرے مگر جامع وضاحت فرمائی۔ نیز اپنے محبین ومعتقدین کو مخالفین کی شرانگیزیوں سے بچنے اور ان کی طرف متوجہ نہ ہونے کا حکم فرمایا۔ ہم صدر الافاضل کا مراسلہ نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔:

فتوی التوائے حج اور صدر الافاضل کا وضاحتی مراسلہ

ایک ضروری اطلاع!

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین۔

امسال بمنہٖ تعالیٰ وکرمہ حاضری مدینہ طیبہ وحج بیت اللہ کا ارادہ ہے۔ اللہ رب العزت عزوعلی تبارک وتعالیٰ اس ارادہ کو پورا فرمائے۔ اور حسن اخلاص کے ساتھ یہ سعادت نصیب کرے۔ آمین بجمد اللہ تعالی اس سفر مبارک میں اپنا نصب العین ومطمح نظر حج وزیارت ہے۔ اہل دنیا کی تحسین ہو یا نفریں ان میں سے کسی کی طرف التفات نہیں ہے۔ مگر اس خیال سے کہ بعض شورش پسند حضرات کی نکتہ آرائیوں سے اس فقیر کے محبین ومخلصین رنجیدہ وملول نہ ہوں۔ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے اخلاص منداحباب بھی اصحاب عناد کی کسی بات کی طرف ملتفت نہ ہوں۔ اوران کی شورش انگیزیوں سے بالکل اثر نہ لیں، اور رنجیدہ نہ ہوں۔ میرے بلاد طاہرہ کے سفر پر کہا جائے گا کہ انہوں نے التوائے حج کے فتوے دیے تھے اب وہ کیوں حج کو جارہے ہیں؟ اس قسم کے لایعنی اعتراضات سے میرے متوسلین پریشان نہ ہوں کیوں کہ میرا فتوی شراب اور ولایتی کپڑے کے پکٹنگ اور ہندوستان سے ہجرت کے فتووں کی طرح غیر مسلموں کے اشارہ کا تابع نہ تھا۔

میں نے التوائے حج کا جن حالات میں فتوی دیا تھا ان حالات میں بھی میں نے یہ نہ کہا تھا کہ اگر کوئی حج کو جائے گا تو اس کا حج نہ ہوگا۔ اگر میں ایسا کہتا تو مجھ پر کوئی اعتراض ہوسکتا تھا۔ لیکن فتوے کا مضمون غلط مشہور کرنا یہ شہرت دینے والوں کے ذمے ہے، اس کے وہ گنہگار ہوں گے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص میرا فتوی اس مضمون کا دکھا سکے کہ حکومت موجودہ کے عہد میں حج جائز نہیں۔ یا ادانہ ہوگا۔ اس مضمون کی نسبت اگر کوئی میری طرف کرے تو افترا ہے۔ ممکن ہے کہ اس قسم کی اور غلط فہمیاں بھی پھیلائی جائیں۔ اس لیے میں اپنے احباب سے یہی عرض کرتا ہوں کہ وہ کسی کی شرانگیزی کی طرف التفات نہ کریں۔ اور میرے لیے دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالی صدق نیت اور اتم خلوص

کے ساتھ نعمت میسر فرمائے۔ اور آخر میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ اگر کسی مومن کے حق میں مجھ سے کوئی تقصیر واقع ہوگئی ہو، تو اللہ کے لیے معاف فرمائیں۔ والسلام۔

العبد المعتصم بحبل اللہ المتین محمد نعیم الدین عفاعنہ المعین ۲۴ر شوال ۱۳۵۴ھ۔

[مخبر عالم ۲۴ر جنوری ۱۹۳۶ء، ص ۷]

التوائے حج سے متعلق مولوی سید فخر الدین صاحب ناظم جمعیۃ علمائے مراد آباد نے روزنامہ ہمدم لکھنؤ مطبوعہ ۵ر جون ۱۹۲۵ء میں اپنے ایک مضمون میں لکھا تھا کہ التوائے حج سے متعلق جو فتوی ہے وہ ایک شخص کی ذاتی رائے کا نتیجہ ہے۔ اور مراد آباد کی مقتدر جماعت اس کے خلاف ہے۔ اس کے جواب میں منشی محمد حسین صاحب صہبا قادری اشرفی مراد آبادی نے اخبار مخبر عالم کو ایک مراسلہ بغرض اشاعت بھیجا، جس میں انہوں نے صاف طور پر مولوی فخر الدین صاحب کے خیال کی تردید کرتے ہوئے فتوی التوائے حج پر صدر الافاضل کے دستخط کا ذکر کیا ہے۔ مزید صدر الافاضل کو مراد آباد کی جان لکھا ہے ہم یہاں مکمل مراسلہ نقل کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

”مولوی فخر الدین صاحب کا یہ خیال قطعاً خلاف واقعہ ہے۔ مراد آباد کے علما میں مولوی سید دائم علی صاحب کی ہستی ایسی مقدس و بابرکت ہے جس کو امام جامع مسجد ہونے کے علاوہ تمام شہر کی ہر دلعزیزی حاصل ہے۔ اور غالباً مولوی فخر الدین صاحب کو بھی اس سے انحراف نہ ہوگا۔ اس فتوے پر مولانا موصوف اور مولوی سید فاہم علی صاحب ازہری اور **مولانا حافظ نعیم الدین صاحب ناظم انجمن اہل سنت والجماعت** اور مولوی محمد عمر صاحب کے دستخط ہیں جو علمائے مراد آباد کی جان ہیں۔

ان کے علاوہ علمائے بدایوں میں سے حضرات ذیل کے دستخط و مواہیر ثبت ہیں۔

مولانا مولوی عبد القدیر صاحب قادری مولوی حبیب الرحمن صاحب، مولوی محمد ابراہیم صاحب، حافظ محمد عزیز احمد صاحب، مولوی جمیل احمد صاحب، مولوی محمد یعقوب بخش صاحب، مولوی خواجہ غلام نظام الدین صاحب، مولوی غلام امام حمد یونس صاحب، نیز علماء بریلی، رام پور، سنبھل، مظفر پور، مارہرہ، لاہور، فیض آباد، کچھوچھہ، دہلی وغیرہ کے خطوط مہری و دستخطی فتوی بالا سے اتفاق رکھتے ہیں موجود ہیں۔

ایسی حالت میں نہ معلوم مولوی فخر الدین صاحب نے کیوں فتوی التوائے حج کے متعلق اظہار مخالفت کرکے خواہ مخواہ غلط فہمی پیدا ہونے کا موقع دیا۔ البتہ اگر وہ اس کے خلاف کوئی فتوی لکھ کر شائع کرتے تو کچھ سمجھ میں آسکتا تھا، کہ ایک ہی مسئلہ میں کس وجہ سے اختلاف پیدا ہوا۔ محض زبانی جمع خرچ فضول ہے۔ یہی وہ باتیں ہیں جس سے مسلمانوں میں اختلاف و نفاق پیدا ہوتا ہے۔ تعجب ہے! کہ مولوی فخر الدین صاحب ناظم جمعیۃ علمائے مراد آباد اور ایسے اختلاف انگیز خیالات۔“[اخبار مخبر عالم: ۱۵ر جون ۱۹۲۵ء ص ۳]

التوائے حج کے اسباب اور اس کی شرعی حیثیت صدر الافاضل کے قلم سے

التوائے حج کے اسباب اور اس کی شرعی حیثیت بیان کرتے ہوئے آپ رقم طراز ہیں:

”التوائے حج کا مسئلہ آج دنیا میں ہر طرف زیر بحث ہے۔ اور مسلمان جابجا سے اس کے متعلق سوال کر رہے ہیں۔ ان سب حضرات کو ذیل کے چند سطور اور مختصر بیان کے ساتھ ایک مسئلہ شرعیہ سے باخبر کیا جاتا ہے۔

حرمین طیبین کی پاک اور مقدس سرزمین اور وہاں کے مشاہد، مساجد بلکہ وہاں کے دشت و جبل اور مناجاتیں نظمیں لکھتے ہمارے اسلاف کرام اور بزرگان اسلام کو صدیاں گزر چکی ہیں۔ اسی سرزمین پاک کے ذرہ ذرہ کی زیارت ہمارے دل کی تمنا اور ہماری جان کی راحت ہے۔ اس کے فراق میں ہم مدتوں بلک بلک کر رویا کیے ہیں۔ ان بلاد طاہرہ کے احترام کے لیے گزشتہ صدیوں کے مسلمانوں نے بڑی بڑی حوصلہ مندیوں کے ساتھ قربانیاں کی ہیں۔ وہاں کی خاک کا ذرہ ذرہ محترم سمجھا ہے۔ اور دین اسلام نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے۔ اس سرزمین پاک پر، ان بلاد طاہرہ پر، حجاز مقدس اور حرمین طیبین پر، کوئی بلا اور کوئی مصیبت آئے اور جان دینے سے دفع ہو سکے، تو ہمیں یقینا جان دے دینا چاہیے۔ اور بحمد اللہ ہر مسلمان اپنے دل میں جذبہ رکھتا ہے۔

آج حجاز مقدس کی کیا حالت ہے؟

جس حالت کا تصور مسلم کا قلب گوارا نہیں کر سکتا، خیال میں جس کا نقشہ کھینچنے سے روح کو تکلیف ہوتی ہے، آہ! کہ آج وہ حالات اس سرزمین مقدس میں، اس بلد امین میں آرام گاہ سید المرسلین (صلوات اللہ وسلامہ) میں رونما ہیں۔ نجدی وحشیوں کی وحشت و بربریت، ظلم و ستم، جور و جفا، بے رحمی و سفاکی، بے حیائی و بے باکی سے آج وہ بلاد طاہرہ برباد ہو رہے ہیں۔ وہاں کی مخلوق کو چین کی زندگی میسر نہیں ہے۔ امرا اور وسا کے گھروں کے اسباب ان کی آنکھوں کے سامنے نیلام ہوتے ہیں اور وہ بول نہیں سکتے۔ ان کے یہاں فاقے ہیں وہ مصیبت سے دم توڑ رہے ہیں۔ اگر کسی بیرونی شخص نے انہیں کچھ دے دیا، وہ بھی نجدی چھین لیتے ہیں۔ بات بات پر بلکہ بے بات پر مار پیٹ زود کوب قتل و خون تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ آج باشندگان حرمین کے خون کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ دنیا میں کوئی اس کا قصاص لینے والا نہیں۔ بے رحم درندے حکومت کر رہے ہیں۔ درندوں سے بھی جو وحشت و بدتمیزی نہیں ہو سکتی وہ نجدیوں کے ہاتھوں ہو رہی ہے۔ بہت سے علما، مشائخ، شرفا اپنے جان و ایمان کو بچانے کے لیے بھاگ گئے ہیں۔ معلوم نہیں آوارگی انہیں کہاں اور کس حال میں لیے پھرتی ہے۔

بچے ماں اور باپ کو ترستے ہیں۔ ماں باپ کو اولاد کی خبر نہیں ہے۔ ستم کا وہ طوفان برپا ہے کہ شاید دنیا کی آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا ہو۔ طائف و مدینہ طیبہ و مکہ مکرمہ کی پاک و مقدس سرزمین کس سنگدلی کے ساتھ روندی گئی

ہے۔ مسلمانوں کو قتل کر کے ان کی لاشوں کو گھوڑوں اور گدھوں کے پاؤں میں باندھ کر گھسیٹا گیا ہے۔

ہر مومن ان مردم خوار وحشیوں کے عقیدے میں مشرک مباح الدم ہے۔ مسلمانوں کا قتل کرنا ان کے نزدیک بہترین عبادت ہے۔ اسی پر وہ اور ہندوستان کے نجدی انہیں غازی کہتے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے اس سے بڑھ کر صدمہ روح فرسا اور کیا ہوگا۔ ان صدمات نے عالم اسلام کو درہم برہم کر دیا ہے۔ اور دنیاے اسلام اس مصیبت سے خلاص حاصل کرنے کے لیے بے چین ہے، لیکن دشمن صاحب قوت ہے۔ اس کے پاس فوج بھی ہے لشکر بھی ہے، سامان جنگ اور آلات حرم بھی ہیں۔ اس کی مدافعت کے لیے بیدست وپا اور دور افتادہ مسلمانوں کے پاس کوئی کارگر حربہ نہیں ہے۔ مدتیں انہیں فکروں میں ہوگئیں، مگر کوئی تدبیر ایسی ہاتھ نہ آئی جس سے اس ظالم کو دفع کیا جاسکے۔ آخر کار اہل الرائے کا اسی پر اتفاق ہوتا ہے کہ اس موذی کو دفع کرنے اور بلاد طاہرہ کو اس کے شر سے محفوظ کر لینے کے لیے اگر کوئی تدبیر ہوسکتی ہے تو یہی کہ حاجی اس کے زمانہ تسلط تک حج کو نہ جائیں۔ حجاز میں نہ ولایت کی طرح کارخانے ہیں نہ ہندوستان کی طرح زراعت ہے۔ حاجیوں ہی سے لوٹ کھسوٹ کر بے محابا ٹیکس لے کر اور طرح طرح سے ستا کر نجدی روپیہ وصول کر سکتا ہے۔ اگر حاجی نہ جائیں تو اس کے مصارف اس کو خود وہاں ٹھہرنا دشوار کر دیں گے۔

ایسی صورت میں ہر ایک مسلمان اور سرزمین حجاز کی آزادی کا خواہاں بدل وجان اس تدبیر پر عمل کرنے اور اپنے امکان تک سعی کرنے کے لیے تیار ہوگا۔ صرف اتنی بات قابل لحاظ ہے کہ آیا ایسی صورت میں حج کا ملتوی کرنے والا گنہگار تو نہ ہوگا؟ اور اس پر شرعاً ترک فرض کا الزام تو نہ آئے گا؟ یہ اطمینان کر لینا مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ اور اس کا فیصلہ کچھ دشوار نہیں۔ قرآن پاک میں جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حج کو فرض فرمایا ہے، وہیں استطاعت معتبر فرمائی ہے۔ ارشاد فرمایا:

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا

امن طریق استطاعت میں داخل ہے منتخلص میں ہے:

وامن الطریق ای شرط مان الطریق وھو ان یکون الغالب فیھا السلامۃ فان الاستطاعۃ لاتثبت بدونہ،

در المختار میں ہے: مع امن الطریق۔ اس پر علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

قدمنا عن اللباب ان من شروط وجوب الاداء وفی شرحہ انہ الاصح و رجحہ فی الفتح۔

اس سے کچھ آگے چل کر ناقلاً عن الفتح فرماتے ہیں:

والذی یظھرانہ یعبرمع غلبۃ السلامۃ عدم غلبۃ الخوف حتی لوغلب لوقوع النھب والغلبۃ من المحاربین مرارا وسمعوا ان طائفۃ تعرضت الطریق ولھا شوکۃ والناس یستضعفون انفسھم عنھم لایجب۔

یہاں یہی صورت واقع ہے، کہ ایک صاحب شوکت ان بلاد پر مسلط ہے۔ اور مسلمانوں کا قتل اس کے

عقیدے میں عبادت ہے۔ وہ تمام جہان کے مسلمانوں کو مشرک واجب القتل سمجھتا ہے۔ اور مسلمان اس کا مقابلہ کرنے سے اپنے آپ کو عاجز پاتے ہیں۔ تو ایسی حالت میں غلبہ متحقق ہوا۔ اور حج کی ادائیگی فی الفور لازم نہ رہی۔ اور جب تک یہ فتنہ دفع ہو یا کوئی صورت امن واطمینان پیدا ہو حج کا التوا جائز ہو گا۔ اور شریعت اس پر مطالبہ ومواخذہ نہ فرمائے گی۔ ایسی حالت میں جب کہ شریعت سے التوا کی اجازت ہے۔ اور اس التوا سے دشمن کی قوت کم ہونے بلکہ اس کے قدم اکھڑ جانے کی امید ہے۔ یقیناً ہر مسلمان جو حرمین طیبین کی حمایت وحفاظت کا شیدائی ہے حج کے التوا میں دشمن کی طاقت کم کرنے کے لیے پوری سعی کرے گا۔

اور خدا یہ تدبیر موثر کرے تو ان موذیوں کے دفع ہونے کے بعد امن واطمینان کی حالت میں ادائے حج اور زیارت امکنہ طاہرہ سے دل کھول کر مشرف ہو گا۔ جب سے حج کے التوا کی گفتگوئیں ہندوستان میں ہوئی ہیں نجدیوں کو پریشانی لاحق ہو گئی ہے۔ ان کے ایجنٹ بھی ہندوستان آ رہے ہیں۔ اور ان کے ہندی ہوا خواہ بھی دھوم مچا رہے ہیں۔ اور طرح طرح سے لوگوں کو ورغلاتے پھر رہے ہیں۔ لیکن برسوں تک نجدی کے افعال پر پردہ ڈالنے اور اس کے مظالم کو چھپانے اور اس کی ستم انگیزیوں کی تاویلیں گھڑنے اور خلق خدا کو دھوکہ دینے کا یہ اثر ہے کہ اب وہابیوں کی تقریر، تحریر، فتویٰ کچھ موثر نہیں۔ اور مسلمان خوب اچھی طرح پہچان گئے ہیں کہ یہ وہی فریبی ہیں جو برسوں تک مسلمانوں کو دھوکہ دیتے رہے۔ اور حرمین طیبین کو انھوں نے اپنے پیر مغاں سے برباد کرا دیا۔ لہٰذا حامیان ابن سعود وہابیہ ہند خواہ وہ غیر مقلد ہوں یا دیوبندی اس باب میں کچھ بھی کہیں ان کی بات اصلاً قابل التفات نہیں۔ کہ نجدی کی حمایت کے واسطے ہر قسم کا دھوکہ دینا ان کا شعار ہے۔ مسلمان آگاہ ہیں اور آگاہ رہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔"

[السواد الاعظم مراد آباد: رجب المرجب ۱۳۴۵ھ ص ۱۳ تا ۱۵]

تحریک آل انڈیا سنی کانفرنس اور صدر الافاضل

بیسویں صدی ہجری کی دوسری دہائی کے اواخر اور تیسری دہائی کے اوائل میں یکبارگی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ساری باطل طاقتیں میدان عمل میں اتر آئیں۔ ابھی مسلمان قادیانی فتنے کو صحیح طور پر دبا بھی نہ سکے تھے۔ کہ ہنود ۱۹۲۰ء سے باضابطہ اہل اسلام کو پاک کرنے کے نام سے کفر کی نجاست وغلاظت سے ناپاک کرنے کی کوششوں میں مصروف ہوگئے۔ اور اسی پر بس نہیں بلکہ علماے حقہ شدھی تحریک کے سدباب میں ابھی مصروف ہی تھے کہ نجد سے شیطان کے سینگ نمودار ہوگئے۔ یعنی ۱۹۲۴ء کے آغاز میں مسلمانوں کو بدمذہبیت وگمراہیت کے غار عمیق میں دھکیلنے کے لیے، اسلامی تبرکات اور مقامات مقدسہ کو مٹانے کے لیے اور دنیا کے سبھی مسلمانوں کو اپنے رنگ میں رنگنے کے لیے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ہواخواہ نجدی شرپسند عناصر میدان میں کود پڑے۔

یقیناً یہ وقت مسلمانوں کے لیے نہایت ہی نازک تھا۔ ایسے صبر آزما وقت میں ضرورت تھی کہ نائبین انبیاے کرام اپنی نیابت کا حق ادا کرتے ہوئے امت کی رہنمائی اور دادرسی فرمائیں۔ لہٰذا اسلام اور مسلمانوں کے دفاع اور باطل طاقتوں کی سرکوبی کے لیے سرزمین مرادآباد سے صدر الافاضل کمربستہ ہوکر میدان عمل میں اتر پڑے۔ اور باطل طاقتوں سے نمٹنے کا لائحہ عمل تیار کرنے کے لیے تاریخ ساز تنظیم جمعیۃ عالیہ آل انڈیا سنی کانفرنس کی بنیاد ڈالی۔ اور پھر اس تنظیم کے بنیادی افتتاحی تاریخی اجلاس کے لیے خاص اسی سرزمین مرادآباد کو منتخب فرمایا۔

۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳ر شعبان المعظم ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹ر مارچ ۱۹۲۵ء کو تنظیم آل انڈیا سنی کانفرنس کا بنیادی، افتتاحی تاریخی اجلاس طے پایا، جس میں ہندوستان وپاکستان وغیرہ کے مشاہیر علما ومشائخ کو مدعو کیا گیا۔ نیز آپ نے اس اجلاس کا ایک عام دعوت نامہ بھی اخبار الفقیہ میں شائع کرایا، یہاں اس کا درج کرنا غیر مناسب نہ ہوگا۔ ملاحظہ کریں:

دعوت نامہ اجلاس آل انڈیا سنی کانفرنس

"تمام ہندوستان کے مشہور افاضل، اکابر علما ومشائخ، ممتاز سجادہ نشین، معزز رؤسا، منتخب اہل زمان اور تبلیغی وفود کا مبارک اجتماع مسلمانوں کے اہم ترین مقاصد تبلیغ، تعلیم، معاشرت اداے قرض باہمی تعلقات اور دوسرے امور میں مسلمانوں کی رہنمائی اور ضروری اصلاحات وتنظیم اہل سنت کے لیے بتاریخ ۲۰ تا ۲۳ر شعبان ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۶ تا ۱۹ر مارچ ۱۹۲۵ء کیا جائے گا۔ امید ہے کہ حامیان اسلام اس اہم اور ضروری کانفرنس کی شرکت مسلمانوں کے روزافزوں تنزل وانحطاط کو دور کرنے کے لیے ضروری خیال فرمائیں گے۔

الداعیان:۔

(قاضی مولوی) محمد امداد حسین (صاحب رئیس اعظم مراد آباد صدر انجمن اہل سنت و جماعت) (حضرت حامی دین حجۃ الاسلام مولانا حافظ) محمد نعیم الدین (صاحب ناظم انجمن) (حضرت حامی سنت شیخ الاسلام مولانا مولوی حاجی قاری شاہ) محمد حامد رضا خان (صاحب رئیس بریلی صدر جلسہ استقبالیہ) (جناب پیر سید) محمد صابر علی (صاحب رئیس ناظم جلسہ استقبالیہ) (جناب صوفی سید شاہ حافظ) سرور حسین (صاحب رئیس و سجادہ نشین خانقاہ محمدیہ)“

[اخبار الفقیہ امرت سر: ۱۴ر فروری ۱۹۲۵ء سرورق]

تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی کی طرف سے بھی علما و مشائخ وغیرھم کے نام دعوت شرکت دی گئی، جو اخبار الفقیہ، میں شائع ہوئی، ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

”تمام ہندوستان کے سنی علما، رؤسا، مشائخ، سجادہ نشینان، ایڈیٹران، صدر مدرسین مدارس اہل سنت و مہتممین و ناظم انجمن ہائے اہل سنت کو دعوت دی جارہی ہے کہ وہ سنی کانفرنس کی شرکت کے لیے ۱۶ر مارچ ۲۵ء کو مراد آباد میں تشریف لے آئیں۔ بہتر ہو کہ اپنی انجمن، یا مدرسہ، یا جماعت، یا خانقاہ کی طرف سے بحیثیت نمائندہ رونق افروز ہوں۔ تشریف آوری کی اطلاع ۱۶ر مارچ تک دفتر انجمن میں آجانی چاہیے۔ اگر کوئی صاحب کانفرنس کے مقاصد کے ماتحت کوئی مضمون ارسال فرمائیں تو وہ بھی اسی تاریخ تک موصول ہونا چاہیے، مگر اختصار کا لحاظ ضروری ہے۔ جو صاحب دس روپیہ ممبری ارسال فرمائیں گے، انجمن ان کے قیام وطعام کا انتظام کرے گی۔ دوسرے صاحبوں کے لیے جلسہ گاہ کے متّصل ہوٹل سے انتظام بسہولت ہوسکے گا۔ کانفرنس کے خاص جلسوں میں منتخب حضرات اور ممبران شرکت کرسکیں گے۔ غیر سنی حضرات صرف عام جلسوں میں شریک ہوسکتے ہیں۔ فقط۔

عمر نعیمی نائب ناظم انجمن اہل سنت مراد آباد“

[اخبار الفقیہ، ۲۱ر فروری ۱۹۲۵ء ص ۷]

الغرض آپ کی آواز پر ہندوسندھ کے قریب سبھی صوبوں سے تین سو کے قریب اکابر و مشاہیر علما و مشائخ نے لبیک کہتے ہوئے اس تاریخ ساز کانفرنس میں شرکت فرمائی۔ اور آپ کے شانہ بشانہ چل کر باطل طاقتوں کے خلاف لائحہ عمل تیار کرنے میں مصروف ہوگئے۔ اس کانفرنس میں مسند صدارت پر حضور اشرفی میاں اور پیر جماعت علی شاہ متمکّن رہے۔ اور جلسہ استقبالیہ کی صدارت کا سہرا حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں کے سر رہا۔

مزید براں اس کانفرنس میں بہت سی اہم تجاویز پاس کی گئیں انہیں میں سے ایک تجویز کے مطابق پیر جماعت علی شاہ کو سنی کانفرنس کا مستقل صدر اور صدر الافاضل کو ناظم دائم قرار دیا گیا۔

سنی کانفرنس میں سنی کی تعریف از صدر الافاضل

سنی کانفرنس میں شمولیت کے لیے سنی ہونا لازمی قرار دیا گیا تھا۔ اور سنی صدر الافاضل نے انہیں بتایا جو ”ما اناعلیہ واصحابی“ کا مصداق ہو سکتا ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ائمہ دین، خلفاے اسلام اور مسلم مشائخ طریقت اور متاخرین علماے دین سے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی، حضرت ملک العلماء بحر العلوم صاحب فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین صاحب رامپوری، اعلیٰ حضرت مولانا مفتی احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمہم المولی سبحنہٗ و تعالیٰ کے مسلک پر ہوں“

مراد آباد میں منعقدہ اجلاس بتاریخ ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷/ جولائی ۱۹۴۵ء سے متعلقہ امور نیز سنی کی تعریف بیان کرتے ہوئے، صدر الافاضل اپنے ایک مراسلے میں جو اخبار الفقیہ، اور اخبار دبدبہ سکندری میں شائع ہوا، لکھتے ہیں:

حضرات محترم دام مجد ہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حضرات کرام مشائخ وعلماے اہل سنت کے ارتباط و تنظیم کی شدید ترین ضرورت جناب سے مخفی نہ ہوگی۔ زمانے کی موجودہ حالتوں میں یہ ضرورت جس قدر اہم ہوگئی ہے اس پر بھی آپ کی نظر ہوگی۔ یوپی سنی کانفرنس کا اجلاس جو مراد آباد میں بتواریخ ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷/ جولائی ۱۹۴۵ء کو منعقد ہوا تھا، اس میں قرار پایا کہ حضرات مشائخ وعلماے اہل سنت سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنے علاقے کے مشائخ وعلما کے اَسماتحریر فرما کر ارسال کریں۔ تاکہ ان حضرات کی خدمت میں دستخط کے لیے قرطاس رکنیت بھیجے جائیں۔ اس لیے جناب والا سے درخواست ہے کہ اپنے علاقے کے خالص سنی علماو مشائخ کے اسمای فہرست بغور کامل تحریر فرما کر جس قدر جلد ممکن ہو ارسال فرمائیں۔ یہ لحاظ ضروری ہے کہ جن حضرات کے نام تحریر فرمائے جائیں ـ وہ قابل اعتماد سنی ہوں۔

سُنّی کی تعریف جو یوپی سنی کانفرنس کے مذکرہ بالا اجلاس میں لکھی گئی ہے۔ وہ نقل کرتا ہوں:

(۱) ممبری کے لیے سنی صحیح العقیدہ ہونا شرط ہے۔ کسی قسم کا بدمذہب اس جمعیت کا رکن نہیں ہو سکتا۔

(۲) سنی وہ ہے جو ما انا علیہ واصحابی کا مصداق ہو سکتا ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ائمہ دین، خلفاے اسلام اور مسلم مشائخ طریقت اور متاخرین علماے دین سے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی، حضرت ملک العلما بحر العلوم صاحب فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین صاحب رامپوری، اعلیٰ حضرت مولانا مفتی احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمہم المولی سبحنہٗ و تعالیٰ کے مسلک پر ہوں۔

والسلام۔ جواب کا منتظر۔ **محمد نعیم الدین عفی عنہ**۔ ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس از مراد آباد

[الفقیہ، ۲۱، ۲۸/ اگست ۱۹۴۵ء ص ۹: دبدبہ سکندری، ۲۷/ اگست ۱۹۴۵ء ص ۷: بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس ص ۲۱۳]

سنی کانفرنس کے جلسوں میں صدرالافاضل کی شرکت وخطابت

ہم پہلے یہاں سنی کانفرنس کے پہلے اجلاس کی تفصیلی روداد اخبار الفقیہ، اخبار مخبر عالم مرادآباد، ماہنامہ سواد اعظم اور ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ شریف سے نقل کرتے ہیں۔ اس کے بعد سنی کانفرنس کے دوسرے اور جلسوں میں صدرالافاضل کی شرکت وخطابت وغیرہ کو سپرد قرطاس کریں گے۔ سنی کانفرنس مرادآباد کے پہلے اجلاس کی تفصیلی روداد اخبار مخبر عالم مرادآباد سے ملاحظہ فرمائیں:۔

آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد کا پہلا اجلاس

اخبار مخبر عالم مرادآباد لکھتا ہے:

"زمانے کی ضرورتوں اور عام عالم بیداری دیکھتے ہوئے **حضرت مولانا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب** نے جو حضرات اہل سنت والجماعت کے ایک سچے رہبر و نمائندہ ہیں اور اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب مرحوم و مغفور کی قابل ترین طور پر حق جانشینی بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔ اس تبلیغی و تنظیمی کانفرنس کی بنیاد قائم فرمائی۔ اور بلا امداد غیرے ایک تن واحد نے تمام ہندوستان کے حضرات علمائے کرام و مشائخ عظام کو دعوت دی کہ وہ اپنی جمعیت کی اصلاح و تنظیم کی طرف رجوع ہوں جس کے پہلے اجتماع کا فخر بھی مرادآباد کو ہی عطا کیا گیا۔

اور ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰/ مارچ کی تاریخیں اس اجلاس عظیم کے لیے مقرر فرمائیں گئیں۔ اور اس جمعیۃ عالیہ آل انڈیا سنی کانفرنس کی صدارت حضرت مولانا حاجی پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری نے قبول فرمائی۔ اور مجلس استقبالیہ کے صدر حضرت مولانا الحاج مفتی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی تجویز ہوئے۔ چناں چہ ۱۵، و ۱۶ مارچ کو حضرت مولانا شاہ علی حسین صاحب کچھوچھوی و حضرت پیر صاحب موصوف کے شان دار جلوس شہر میں نکلے۔ اور ۱۶/ مارچ کو خطبہ صدارت استقبالیہ جو اس وقت صرف ۴۸ صفحہ تک چھپ کر تیار ہوسکا تھا پڑھا گیا۔

اس کے بعد معمولی انتخابی کارروائی ہونے پر حضرت پیر صاحب نے اپنا غیر مطبوعہ خطبہ صدارت ارشاد فرمایا۔ ان دونوں خطبات کا سلسلہ ہر جلسہ میں قائم رہا۔ جس میں شدھی و سنگھٹن و دیگر مخالفان اسلام کے حملوں سے آگاہ فرماتے ہوئے تنظیم و تبلیغ کی طرف اہل سنت والجماعت کو توجہ دلائی گئی۔ اس موقع پر قریباً ڈیڑھ سو حضرات علمائے کرام و مشائخ عظام کا اجتماع تھا۔ روزانہ مواعظ حسنہ میں ہزارہا آدمیوں کا ہجوم رہا۔

دن کے اکثر حصے میں ان بزرگوار حضرات علما کی کمیٹی تجاویز مخصوص طور پر رہی۔ اور کبھی آخر حصہ دن

اور شب کو ۲ بجے تک متواتر سرگرم تقریریں اور پر اثر وعظ ہوتے رہتے تھے۔ آخر جلسہ میں حضرت مولانا احمد مختار صاحب میرٹھی نے عام جلسے میں ایک طویل تقریر کے بعد تجاویز سنائیں۔
پہلی تجویز میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس عالی.... کے ہر ملک و ہر مقام و ہر شہر و ہر گاؤں کے سنت والجماعت کی انجمنیں اور تبلیغی کمیٹیاں بنانے کی بات منظور کی۔ اور ہر صوبہ میں ایک تبلیغی مدرسہ کی ضرورت واضح کی گئی۔ سر دست مرادآباد میں مرکزی کمیٹی قائم رہنا تجویز ہوا۔ دوسری تجویز میں جو مسودہ قانون حج اسمبلی میں پاس ہوا ہے اس پر اظہار ناراضی کرتے ہوئے حجاج سے دو طرفہ کرایہ لیا جانا حج کا سدراہ بتایا گیا۔ اور بھی اسی طرح کی چند تحریکات پڑھ کر سنائی گیں۔ جن کی نقول افسوس ہے کہ متواتر خواہشوں کے بعد اب تک نہیں بھیجی گئیں۔ نہ کوئی تقریر صدارت مرحمت ہوئی۔ شاید آئندہ ادھر توجہ ہو۔

ہمیں افسوس ہے کہ اس موقع پر حضرات اہل حدیث کی جانب سے پوری مخالفت کا اظہار کیا گیا۔ اور متواتر مخالفانہ اشتہارات و پمفلٹ میں ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا گیا۔ مگر اس سے جلسہ کی شان و شوکت میں کچھ فرق نہ آسکا۔ اور نہایت کامیابی وحسن خوبی کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پزیر ہوا۔ جس کے لیے ہم اس کے منتظمین جناب مولانا محمد عمر صاحب نعیمی و شیخ کفایت حسین صاحب ٹھیکے دار، حافظ امیر حسین صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں۔ عام طور پر حضرات شہر نے حضرت پیر صاحب و حضرت شاہ علی حسین صاحب و شاہ احمد اشرف صاحب و صاحبزادہ محمد اشرف صاحب و مولوی عبد الاحد صاحب پیلی بھیتی و مولوی مشتاق احمد صاحب کانپوری مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ و مولوی احمد علی صاحب محدث دہلوی و مولوی سلیمان اشرف صاحب بہاروی پروفیسر دینیات علی گڑھ یونیورسٹی کالج و مولوی عبد الحفیظ صاحب بنارسی و مولوی معوان حسن صاحب رامپوری کے عالمانہ مواعظ حسنہ کو پسند فرمایا۔ جن کی عام تعریفیں ہیں۔ اور جو حضرات ان مواعظ کو نہ سن سکے وہ افسوس کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ ان شاء اللہ آئندہ سال اس جمیعت عالیہ کو کسی دوسرے مقام کے اہل دل حضرت دعوت دیں گے۔ اور یہ قوم کے لیے ایک چشمہ فیض و نہایت کارآمد ثابت ہوگی۔"

[مخبر عالم مرادآباد: ۲۳/ مارچ ۱۹۲۵ء، ص ۲]

اخبار الفقیہ امرت سر، میں "آل انڈیا سنی کانفرنس کا افتتاحی جلسہ" کے عنوان سے مندرج، روداد بھی ملاحظہ فرمائیں۔ اخبار لکھتا ہے:

"۱۶ تا ۱۹/ مارچ ۱۹۲۵ء کو آل انڈیا سنی کانفرنس کا افتتاحی جلسہ بمقام مرادآباد بڑی شان و شوکت سے منعقد ہوا۔ استقبالیہ کمیٹی کی خدمات بے حد قابل تعریف تھیں۔ اسٹیشن پر ہر وقت ایک خاص تعداد رضا کاران کی موجود رہتی تھی، جو مہمانوں کو جلسہ گاہ میں پہنچاتے تھے۔ جلسہ گاہ وقیام گاہوں میں بھی کثیر التعداد رضا کار موجود تھے۔ کسی مہمان نے

جس وقت جس چیز کی خواہش کی وہ فوراً تعمیل کر دیتے تھے۔ غرضیکہ مہمانوں کو جس قدر آرام ملا ہے اس کی نظیر آج تک کہیں بھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ جلسہ گاہ یعنی پنڈال کے علاوہ مہمانوں کے لیے خیمے نصب تھے۔ اور ریزورڈ خیموں کی تعداد بھی کافی تھی۔ علی پور شریف، کچھوچھہ شریف، جماعت رضائے مصطفی بریلی شریف، انجمن اظہار الاسلام، دفتر کانفرنس اور دفتر اخبار الفقیہ وغیرہ کے لیے بھی خاص خیمے تھے۔ اوران پر سائن بورڈ لگے ہوئے تھے۔ انجمن اظہار الاسلام کی طرف سے ۱۵۰، رضا کار انتظام جلسہ میں شریک تھے۔

پہلا اجلاس ۱۷، ۱۶ کی درمیانی شب کو ہوا۔ حضرت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین جناب مولانا مولوی حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ محدث علی پوری دامت برکاتھم کی تحریک سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت جناب مولانا مولوی سید شاہ علی حسین اشرفی سجادہ نشین درگاہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف، صدر جلسہ تجویز ہوئے۔ صاحب صدر کی صدارت میں جناب حضرت مولانا مولوی شاہ حامد رضا خاں صاحب قادری برکاتی سجادہ نشین بارگاہ رضویہ صدر مجلس استقبالیہ کا شاندار خطبہ پڑھا گیا۔ جس کا اکثر حصہ چھپ چکا تھا۔ صاحب صدر جلسہ چوں کہ ضعیف العمر ہیں اس لیے خطبہ صدارت ان کے ہمشیرہ زادہ جناب مولانا مولوی سید احمد اشرف صاحب نے پڑھا۔

۱۹ر تاریخ تک تمام اجلاس میں حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری دام برکاتھم کی تقریریں ہوتی رہیں۔ اور آپ کے مواعظ حسنہ سے حاضرین محظوظ ہوتے رہے۔ ہر جلسہ کا افتتاح تلاوت کلام مجید و نعت شریف پر اور اختتام درود وسلام بر سید خیر الانام بحالت قیام و دعا پر ہوتا رہا۔

قریباً دوسو علمائے کرام ومشائخ عظام ہندوستان کے ہر حصہ سے تشریف لائے تھے۔ اور حاضرین جلسہ کی تعداد ۶، ۷ ہزار سے کم نہ تھی۔ خطبہ استقبالیہ میں جو ضرورتیں ظاہر کی گئی ہیں ان کی تکمیل کے لیے روپیے کی ضرورت ہے۔ مگر تعجب ہے کہ کارکنان و مہتمان کی طرف سے چندہ کی اپیل نہ ہوئی۔ ممکن ہے کہ مصارف تکمیل کے لیے کوئی اور صورت سوچی گئی ہو۔

۲۰ر مارچ کی شام کو انجمن اہل سنت مرادآباد کا جلسہ بصدارت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت مولانا حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ علی پوری مدظلہم العالی منعقد ہوا، جس میں سات فارغ التحصیل طلبہ کے سروں پر دستار فضیلت باندھی گئی۔ دستار بندی حضرت شاہ صاحب قبلہ علی پوری و حضرت شاہ صاحب قبلہ کچھوچھوی کے دست حق پرست سے ہوئی۔ یہ طلبہ اپنی قسمت پر فخر کر سکتے ہیں، کہ اولیائے کرام کے مبارک ہاتھوں سے انہیں دستار باندھنے کا فخر حاصل ہوا۔

غیر مقلدین وہابیہ نے مخالفانہ اشتہار بازیوں سے جلسہ میں خلل ڈالنا چاہا مگر الحمدللہ کہ ان کا تلبیس کامیاب نہ ہوسکا، بلکہ جلسہ نہایت ہی رونق سے ہوا۔... نیز احاطہ پنڈال میں حلقہ ہائے نقشبندیہ اور حلقہ قادریہ سے ہر وقت اللہ

ھو کے نعرے عجیب لطف دے رہے تھے۔ ایسا شان دار نظارہ اس سے پہلے کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔ وہابیان مرادآباد حیرت زدہ تھے۔ اگر یہ بزرگان دین خصوصا حضرت قبلہ عالم علی پوری ایک ماہ مرادآباد میں مستقل قیام رکھیں، تو مرادآباد میں کوئی غیر مقلد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور ان حضرات کی دعا وبرکت سے ڈھونڈھے سے مشکل ملے گا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مستقل صدر حضرت زبدۃ العارفین وقدوۃ السالکین مولانا مولوی پیر حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قرار پائے۔ **اور ناظم مولانا مولوی قبلہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآباد**، اور نائب ناظم مولوی محمد یسین صاحب منتخب ہوئے۔" [الفقیہ: ۲۸؍ مارچ ۱۹۲۵ء ص ۹، ۱۰]

کچھوچھہ شریف سے محدث اعظم ہند کے زیر ادارت شائع ہونے والے ماہنامہ اشرفی میں بھی اس اجلاس کی تفصیلی روداد بعنوان **"آل انڈیا سنی کانفرنس کا پہلا اجلاس"** شائع کی گئی ہم یہاں اسے بھی من وعن نقل کرتے ہیں:

"ہندوستان بھر کے علمائے اہل سنت وجماعت کا شان دار اجتماع اسلامی ہند کا واحد جلسہ شوکت اہل سنت وجماعت کا افتتاحی مظاہرہ سنیوں کے لیے کئی صدی کے بعد ایک ہی زریں موقع خالص سنیت کا ایوان اقتدار وہ آل انڈیا سنی کانفرنس ہے جس کا پہلا اجلاس شہر مرادآباد میں ہوا۔

اس کانفرنس کا وجود ان جذبات عالیہ واحساسات مقدسہ کا نتیجہ ہے جو عرصہ سے ہر سنی مسلمان کے دل میں چٹکیاں لیتے تھے۔ اور جس کو اس تفرق وتشتت کا ماتم کہو جس نے اغیار کو ہماری غفلتوں سے نفع اٹھانے کا موقع دیا تھا۔ کفرستان ہند میں ایک طرف زرکشی وشہرت پسندی کے لیے فرقہ بندی کی ہوس اور توہب پرستی وادعائے نبوت والوہیت کی بدولت وہابیوں، قادیانیوں، چکڑالویوں، نیچریوں وغیرہ کا وجود، دوسری طرف مشرکین ہند کی بلند پروازیاں کہ کہیں ارتداد کا فتنہ برپا کیا۔ اور کہیں قتل وغارت کا بازار گرم کیا، مسجدیں مسمار کیں اور کتاب مقدس کی بارہا توہین کی نیز چند مدعیان اسلام کو دام فریب میں لاکر اپنا ہمنوا بلکہ پجاری بنایا۔ یہ اسلامی قلب کو تھرا دینے والے واقعات ایسے نہ تھے جو مسلمانان ہند کو دیر تک غفلت میں رہنے دیں۔ چنانچہ وہ وجود مقدس وذات مبارکہ جس نے اسلام کے اس نازک وقت میں سب سے پہلا قدم میدان عمل میں رکھا۔

حضرت حجۃ الاسلام استاذ العلماء مولانا سید نعیم الدین صاحب قبلہ اشرفی جلالی ہیں آپ کا دردمند اور حساس قلب کلمات صبر وسکون سے مطمئن نہ رہا۔ اور بالآخر آپ نے ایک مرتبہ ہندوستان کے مشرق ومغرب پر اپنے انوار صداقت کی تجلیاں ڈالیں اور اسی آفتاب حقانیت کا مطلع مرادآباد سے طلوع ہونے کا منتظر تھا جس کا نام آل انڈیا سنی کانفرنس ہے.... یہ کانفرنس کس طرح شروع ہوکر ختم ہوئی، اس کے متعلق بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ مجموعی حیثیت سے ہندوستان میں قومی قوت سے اس طرح کے جلسہ کی مثال نہیں مل سکتی۔ وہ حضرات جن کے سامنے ہندوستان کا مشرق ومغرب ہے اور جنہوں نے ایسے ایسے جلسے دیکھے ہیں جن کا تذکرہ بھی ہم لوگوں کو عجیب معلوم ہوتا تھا ان کا

بیان ہے کہ اس قدر منتظم و باقاعدہ و پر شوکت جلسہ کبھی نظر سے نہیں گزرا۔ اور نہ شرکت سے پہلے گمان تھا کہ کانفرنس کا افتتاح اس شان و شوکت سے ہوگا۔ ہم نے اس کانفرنس کے لگاؤ کی سب سے پہلی جو چیز دیکھی وہ رضا کاروں کی جمیعت تھی، جن کی تعداد کئی سو تھی۔ ان لوگوں کو باقاعدہ وردی اور پر صبر و سکوت رویہ کو جب خیال کرتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے۔ کانفرنس کی تاریخوں میں ایک ساعت ایسی نہیں ملتی جس میں رضا کاروں کی راحت کا انتظام ہو۔ اسٹیشن پر گاڑی کے وقت ان کی کافی جمیعت کا پہنچنا ضروری تھا۔ ہر خیمہ پر دو رضا کار متعیّن تھے جو رات دن مہمان نوازی کا فرض ادنی درجہ کے خادموں کی طرح ادا کرتے تھے۔ اور رات بھر ہر خیمہ کی نگرانی دو رضا کاروں کے سپرد تھی۔ رضا کاروں کے انتخاب میں غالبًا اس کا زیادہ لحاظ کیا گیا تھا کہ وہ پست آواز ہوں اور معمولی اشاروں سے وہ زیادہ کام لے سکتے ہوں۔ چناں چہ سینکڑوں کی جماعت موجود تھی۔ اور ہر کام باقاعدہ جاری تھا۔ مگر خیمہ کے اندر بیٹھنے والا کبھی خیال بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس میدان میں اس خیمہ کے سوا کوئی آبادی ہے۔ بعض حضرات بے ساختہ کہہ اٹھے تھے کہ اس ملکوتی انتظام کو کیا کہا جاسکتا ہے کہ چار دن تک زمین پر نہ کتا نظر آیا نہ کوئی پرند دکھائی پڑا۔

خیمے سے باہر نکلو تو ایک میلا ہے، لیکن اس قدر ساکت کہ گویا ہر ایک مراقب ہے۔ اور ادائے فرض میں مشغول ہے۔ کیا اس پر تعجب نہیں کیا جائے گا کہ جس باورچی خانہ میں دو وقت ہزاروں کے لیے کھانا پکتا ہو اس سے دیگ کے ٹھوکنے کی بھی صدا نہیں نکلتی تھی۔ اور نہ زمین پر کیچڑ نظر آتا تھا۔ مجھے ان رضا کاروں سے بات چیت کرنے کا موقع ملا تھا۔ اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مہمانوں کی جوتیاں سیدھی کرنے والے وہ لوگ تھے جن میں بعض فارغ التحصیل مولوی اور بعض درجہ تکمیل کے طلبہ اور بعض رؤسائے شہر کے نونہال فرزند تھے وغیرہ وغیرہ۔ یہ انہیں رضا کاروں کا کام تھا کہ بغیر کسی شور و غل کے بیک وقت ہر خیمہ میں روزانہ تین وقت کھانا پہنچا دیتے تھے۔ اور بیک وقت مہمان کھانے پینے سے فارغ ہوتے تھے۔

کانفرنس میں دوسرا نظارہ مہمانوں کا تھا۔ جن میں تین سو کے قریب صرف علمائے کرام و واعظان اسلام و مفتیان ذوی الاحترام کا اجتماع تھا۔ اور سندھ سے لے کر ہند کے تمام صوبوں کے مقتدر حضرات تشریف لائے تھے۔ بریلی، دہلی رامپور، مرادآباد، آستانہ اشرفیہ وغیرہ جیسے مرکزی علمی مقامات کے اکابر سب موجود تھے جن کی زیارت سے ہر شخص مشرف ہو رہا تھا۔ اور انہیں مہمانوں میں وہ دو مبارک و مقدس ہستیاں تھیں جن کی نیاز مندی و غلامی پر لاکھوں مسلمانوں کو ناز ہے۔ اور جن کی شرکت نے کانفرنس کو غیبی تائید سے مؤید کر دیا۔

میرا اشارہ اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ مرشد الانام سجادہ نشین کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد و حضرت بابرکت قدسی منزلت حافظ سید پیر جماعت علی شاہ قبلہ کی طرف ہے۔ ان حضرات کی موجودگی نے کانفرنس کے مقاصد کو جو نفع پہنچایا وہ تو پہنچایا، سب سے زیادہ روشن برکت کا مشاہدہ روزانہ اس امر کا ہوتا تھا کہ دونوں بزرگوں کے خیموں سے ذکر الٰہی کی

پردرد صدائیں آتی تھیں ۔جس سے قادریت کا اقتدار اور چشتیت کا ذوق دلوں میں اثرانداز ہوتا تھا۔اور نقشبندیت کا سرور قلوب میں منتقش ہوتا تھا۔خیمہ مہمانان میں جماعت رضائے مصطفی کا خیمہ بھی شوکت رکھتا تھا۔اور اس کا بلند پھریرہ اڑاڑ کر مسلمانوں کو تبلیغ کی دعوت دیتا تھا۔غرض یہی ایک کانفرنس تھی جس میں خالص اہل سنت وجماعت کے اکابر علما اس تعداد میں تھے جس کی کوئی مثال سابق نہیں ہے۔

زمین کانفرنس یاسنی نگر کا شمالی حصہ خیموں سے آباد تھا۔اور جنوبی حصہ کانفرنس کے اجلاس کے لیے مخصوص تھا۔اور مغربی جانب سڑک تھی جس کے کنارے کنارے باورچی خانہ اورانکوائری آفس اور سنی کانفرنس پوسٹ آفس اورانجمن انصارالاسلام کے دفتر کا سلسلہ تھا۔اس کے بعد دور کھانے اور چاے وغیرہ کی باقاعدہ دکانیں تھیں۔اجلاس کا جو پنڈال تھا اس میں بیس پچیس ہزار کی گنجائش تھی۔اور عورتوں کے لیے پردہ کا کافی انتظام تھا۔

علماے کرام کی نشست کے لیے ممتاز جگہ بنائی گئی تھی۔اور وہ اس قدر وسیع جگہ تھی جس پر تین چار سو حضرات بآرام تشریف فرما ہوسکیں۔حضرات علما کی نشست گاہ اس قدر تھی کہ اکثر بڑے جلسوں میں جو تمام حاضرین جلسہ کے لیے کافی ہوجاتی ہے۔اور بعونہ تعالی وہ تمام جگہ بالکل پر رہتی تھی۔اور حاضرین سے پنڈال بھرا ہوا نظر آتا تھا۔اور کہا جاتا ہے کہ عورتوں کا شمار ایک ہزار کے قریب پہنچتا تھا۔اور کہا جاچکا ہے کہ جس دن اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ دامت معالیہ، مرادآباد میں رونق افروز ہوئے ہیں اسی دن بعد نماز عشاء اجلاس کا اعلان ہوچکا تھا۔چناں چہ لوگ بڑے شوق وذوق کے ساتھ بہت پہلے سے جمع ہونے لگے۔تاکہ علماے کرام کے قریب جگہ آسانی سے پاجائیں۔اور بعد نماز عشاء سارا پنڈال حاضرین پر تنگ ہوگیا۔نماز عشاء کے بعد تمام ڈیلیگیٹ اور حضرات علماے کرام مقام جلسہ میں آگئے۔اور آخر میں اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ رونق افروز ہوئے۔حضور کی آمد پر اہل جلسہ نے نعرہ تکبیر سے استقبال کیا۔اور درود شریف کے پر تسکین نعروں میں حضور زینت فرماے جلسہ ہوئے۔اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن کریم وحمد ونعت سے شروع ہوئی اور پھر حضرت بابرکت تقدس مرتبت پیر سید شاہ جماعت علی صاحب قبلہ علی پوری مدظلہ العالی نے پر زور تحریک کی کہ اجلاس کی صدارت اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ دامت برکاتھم فرمائیں، جو اس کانفرنس کی تقدیم واولویت کے لیے نیک فال ہوگا۔اور **حضرت حجۃ الاسلام مولانا سید نعیم الدین صاحب قبلہ اشرفی جلالی** وتمام حاضرین نے اس کی تائید فرمائی۔اس موقع پر اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ دامت معالیہ نے جو کلمات طیبات بطور خطبہ صدارت فرمائے وہ اسی رسالے کے شروع میں زیر عنوان الخطبۃ الاشرفیہ درج ہے جو دفتر اشرفی میں مرکزی کمیٹی نے بھیجا ہے۔یہ مبارک کلمات حضور نے قلم بند فرمائے تھے۔اور اس کے پڑھنے کی عزت اس خاکسار کو عطا ہوئی تھی۔اس کے بعد حضرت والا درجت شیخ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب قبلہ صدر مجلس استقبالیہ، نے اپنا استقبالی خطبہ صدارت شروع کیا۔اور حضرت حجۃ الاسلام نے اس خطبہ کو دو اجلاسوں میں ختم فرمایا۔

یہ خطبہ صدارت اپنی نوعیت کا ایسا جامع خطبہ تھا جو حضرت خطیب کے شایان شان ہے۔ہندوستانی سیاسیات، اغیار کی پالیسیاں، تدابیر دفاع، نظام عمل وغیرہ کا کوئی شعبہ ایسا نہ تھا جس کو شرعی نقطہ نظر سے آئینہ نہ فرمادیا ہو۔اور سلسلہ کلام میں ہندوستان کے فتن اور نام نہاد اتفاق واتحاد کی حقیقت صاف فرما کر اس کا محل صحیح روشن فرمایا ہے۔ یہ کہنا بالکل بے محل نہیں ہے کہ دنیاے اہل سنت میں ہندوستان کے اندر اپنی خصوصیات میں یہ سب سے پہلا خطبہ تھا۔اس کے پڑھنے کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کے مقاصد عالیہ پر پوری روشنی پڑتی ہے۔اور وہ ساری تجاویز پیش نظر ہو جاتی ہیں جو کانفرنس میں باتفاق آرا طے پائی ہیں۔یہ خطبہ اجلاس میں عام طور پر تقسیم کر دیا گیا تھا۔ پہلا اجلاس ان دونوں خطبوں پر ختم ہو گیا۔

اور پھر برابر ۲۰/ مارچ تک دووقتہ شان دار اجلاس ہوتے رہے۔جن میں حضرت محدث علی پوری واقدس حضرت ہادی امت عالم ربانی عارف حقانی حضوری سید شاہ مولانا الحاج ابوالمحمود سید احمد اشرف صاحب قبلہ اشرفی جیلانی دام بالفیض النورای و حضرت بابرکت مولانا محمد سلیمان اشرف صاحب بہاری پروفیسر محمڈن کالج علی گڑھ و حضرت مولانا معوان حسین صاحب رامپوری و حضرت مولا محمد یعقوب خاں صاحب بلاسپوری و حضرت مولانا عبدالحمید صاحب آنولی و حضرت مولانا عبدالحفیظ آنولوی و حضرت مولانا محمد حسین صاحب اجمیری و دیگر بزگان اسلام کے مواعظ حسنہ وکلمات طیبہ سے حاضرین مالا مال ہوتے رہے۔ حضرت قبلہ علی پوری کی سادگی اور صاف گوئی کی یاد ہمیشہ مسلمانوں کو رہے گی۔جس میں تاثیر فی النفوس نمایاں طور پر نظر آ رہی تھی۔ہر اجلاس تلاوت وحمد ونعت سے شروع ہوتا اور دعا و درود شریف پر ختم ہوتا تھا۔

اس کانفرنس میں جو تجویزیں پاس ہوئیں ان کے چند شعبے ہیں۔ اول عہدہ داروں کے متعلق۔ دوسرے مرکزی کمیٹی کے متعلق۔تیسرے نظام عمل کے متعلق۔چوتھے ان حوادث کے متعلق جن میں سکوت کانفرنس کے لیے جائز نہ تھا۔چناں چہ باتفاق طے پایا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کے صدر حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری **اور ناظم حضرت حجۃ الاسلام مولانا سید نعیم الدین اشرفی جلالی** اور نائب ناظم جناب مولانا محمد یٰسین صاحب عباسی چریا کوٹی ہیں۔ اور سر پرست اقدس حضرت ہادی امت مولانا صاحب قبلہ اور سر پرست اعظم اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ دامت برکاتھم القدسیہ ہیں۔اور ارکان میں ہر سنی صحیح العقیدہ داخل ہو سکتا ہے جب کہ قرطاس رکنیت کی خانہ پری کر دے۔اور دوسرے امور کے متعلق جو تجاویز پاس ہوئیں ان کا خلاصہ اور اجمالی نقشہ یہ ہے جس کو مولانا مولوی احمد مختار صاحب میرٹھی نے عام جلسے میں سنایا تھا۔

(۱) یہ جلسہ مناسب سمجھتا ہے کہ ملک کے ہر صوبہ ہر شہر اور ہر گاؤں میں اہل سنت وجماعت کی انجمنیں اور تبلیغی کمیٹیاں قائم کی جائیں۔

(۲) اس جلسہ کی راے میں جابجا تعلیم و تبلیغ کے مدارس جاری کیے جائیں۔

(۳) اس جلسہ کے خیال میں سردست مرادآباد میں مرکزی کمیٹی کا قائم رہنا ضروری ہے۔

(۴) یہ جلسہ عام اس قانون پر جو اسمبلی نے حج کے متعلق پاس کیا ہے ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے حاجیوں سے دونوں طرف کا کرایہ پہلے ہی وصول کر لینے کو حج کے لیے سنگ راہ خیال کرتا ہے۔

(۵) یہ اجلاس عام بادشاہ دولت خداداد افغانستان حضرت امان اللہ خان خلد اللہ ملکہ کے قتل مرتدین کو عین مطابق شرع مبین پاتا ہے۔ اور خدمت خدام والا میں اجراے حدود شرعیہ پر ہدیہ مبارک باد پیش کرتا ہے۔ جن اخباروں نے اس کے خلاف آواز بلند کی وہ بالیقین دین متین سے جاہل و بے خبر ہیں ان کی اس خلاف شرع آواز پر سخت نفرت و حقارت کا اظہار کرتا ہے۔

(۶) یہ اجلاس عام جو سات کروڑ مسلمانان ہند کا قائم مقام اور ہر حصہ ملک کے علماے اہل سنت و جماعت پر مشتمل ہے۔ مرزائیوں کی صداے احتجاج کی بنا پر لیگ آف نیشنز اور گورنمنٹ آف انڈیا کو توجہ دلاتا ہے کہ حکومت افغانستان کا اہلاک قادیانیان مذہبی مسئلہ ہے۔ اس میں کسی حکومت کی مخالفانہ آواز، صریح مذہبی مداخلت ہوگی جس کو مسلمان کسی طرح گوارہ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا لیگ اور گورنمنٹ کو اس مسئلہ میں ہرگز دخل نہ دینا چاہیے۔

اس قسم کے بہت سے ریزولیوشن پاس ہوئے جن میں سب سے اہم وہ تجویز جس میں ابن سعود نجدی کے غاصبانہ قبضہ حجاز اور ظالمانہ حرکات کے خلاف صداے احتجاج بلند کی گئی ہے۔ اور سنی مسلمانوں کو اس سال سفر حج سے بخوف بے امنی روکا گیا ہے۔ نیز ایک ریزولیوشن میں پریسیڈنٹ بلگام کانگریس کے ان موذی اور اشتعال انگیز کلمات پر اظہار نفرت کیا گیا جو اس نے مرزائیوں کی تائید کے آڑ میں اسلام و قرن اولیٰ کے بارے میں استعمال کیا ہے اور جن سے سات کروڑ مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ سنی کانفرنس کے اس اجمالی نقشہ کو سامنے رکھ کر یہ اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس عظیم الشان تحریک کی زندگی کا مسئلہ کس طرح حل کیا گیا اور وہ کون سی صورت تجویز ہوئی ہے جس سے کانفرنس کی حیات سے مسلمان مطمئن ہو جائیں اور یہ افتتاحی جلسہ آخری جلسہ نہ ہونے پائے۔ ظاہر ہے کہ ان مقاصد عالیہ کی تبلیغ اور تجاویز پر عمل پیرا ہونے کے لیے سب سے زیادہ ضروری چیز روپیہ ہے۔ اور کانفرنس کے کسی اجلاس میں چندہ کی کوئی تحریک نہیں کی گئی۔ اور نہ سنیوں کو چندہ کی تحریک کی جرأت ہوتی ہے۔ بالخصوص اس زمانہ میں جب کہ چندہ شکم پروری و فارغ البالی کا ایک شان دار ذریعہ بن گیا ہو۔ شاید یہی دشواریاں تھیں، جن کی بنا پر کانفرنس کے اجلاس اس تذکرہ سے خالی رہے۔

اور اس مشکل کا حل صرف یہ تجویز ہوا، کہ سنی کانفرنس کے ممبر بکثرت بنائے جائیں۔ اور ہر سنی اس کے

مقاصد کی تائید پر ابھارا جائے۔ اور اس وقت قرطاس رکنیت کی خانہ پری پر جو رقم عطا کرنے کا وعدہ ہوگا، وہی کانفرنس کی آمدنی کا واحد صیغہ ہوگا۔ ایسی حالت میں آئندہ اجلاس یا اس کے مستقبل کو خوشگواری کا سوال قبل از وقت ہے۔ اور ہر سنی مسلمان کا واحد فرض یہ ہے، کہ مرکزی دفتر سے قرطاس رکنیت طلب کر کے برابر ممبران کا اضافہ کرتا رہے۔ ہم کو نہ صرف ہم کو بلکہ لاکھوں مسلمانوں کو تقدس مآب حضرت صدر صاحب کی ادنی توجہ سے توقع ہے کہ چند ماہ میں کانفرنس کے ممبران کی تعداد کئی لاکھ کو پہنچے گی۔ اور اسی طرح آستانہ اشرفیہ کے برکات مثمرہ سے کانفرنس متمتع ہوگی۔ مگر پھر بھی ہر شخص کا اپنے مقام پر اتنا فرض ہے کہ وہ اس تحریک ممبری کو کامیاب بنائے۔ اور جب ممبران کانفرنس کا شمار لاکھوں سے تجاوز ہو جائے تو اس مبارک سماں کا نظارہ کر، جب کہ اسلام وسنیت کا پھریرا ہندوستان بلکہ دور دور اڑتا ہوا نظر آئے گا۔ اور غلبہ حقانیت کا بلند پرچم دیکھ کر ہر کافر و مرتد ذلیل و خوار ہوگا۔ اسلامی حیات کا دور دورہ ہوگا اور فرقہ بندی کا پورا استیصال ہو جائے گا۔ اور اعدا کی حریصانہ نظر نکال لی جائے گی۔

ان شاء الله تعالیٰ۔ وما ذلك على الله بعزيز۔ والله على كل شيء قدير۔

کانفرنس کے ختم ہونے پر ۲۱/ مارچ کو انجمن اہل سنت وجماعت مرادآباد کا جلسہ ہوا جس میں اس آراضی کا تذکرہ ہوا جس کو میں سنی نگر کہہ چکا ہوں۔ اور بالاتفاق مسلمانوں نے طے کیا کہ اس زمین کو سنی انجمن کے قبضہ میں آجانا ضروری ہے۔ چناں چہ اس کے لیے کسی قدر رقم فراہم ہوئی اور جناب...... نے اعلان کیا کہ میں تاجران کلکتہ میں اس کی زبردست تحریک کروں گا اور اس میں قبضہ اہل سنت جلد از جلد لاؤں گا۔ انجمن کا یہ جلسہ فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی کے لیے ہوا تھا جو اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ و حضرت پیر صاحب علی پوری کے مبارک ہاتھوں سے ادا ہوئی۔ اور ختم جلسہ پر میلاد شریف ہوا اور نہایت ادب سے قیام تعظیمی سب نے ادا کیا، جس کا ذوق حاضرین کو ہمیشہ یاد رہے گا۔ ۲۲/ مارچ کو مرادآباد میں لوگ یوم الوداع کہتے تھے جب کہ ان کے مہمان ایک ایک کر کے رخصت ہو رہے تھے۔ اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ قبلہ مرادآباد سے بریلی تشریف فرما ہوئے یہاں جمعیت اشرفیہ نے شان دار استقبال کیا۔ اور جناب مولوی مزاج احمد صاحب اختر اشرفی نے فی البدیہ نظم سنائی جو آئندہ رسالہ میں ان شاء اللہ درج ہوگی۔"

سید محمد غفرلہ

[ماہنامہ اشرفی: شوال ۱۳۴۳ھ، ص ۱۳ تا ۲۱]

روداد اجلاس خاص سنی کانفرنس مسجد قلعہ مرادآباد

یکم شوال ۱۳۴۴ھ کو آل انڈیا سنی کانفرنس کے زیر اہتمام قلعہ مسجد مرادآباد میں ایک اجلاس مولوی سید حکیم امیر حسین صاحب کی صدارت میں منعقد کیا گیا۔ **صدر الافاضل** کی تحریک پر درج ذیل تجاویز پیش کی گئیں۔ جن کی

تائید خصوصاً مولانا سید غلام قطب الدین صاحب نے فرمائی اور وہ تجاویز منظور ہوئیں :-

(۱) یہ جلسہ حکومت حجاز کے لیے ابن سعود نجدی یا اس کے کسی ہم مشرب سے کسی حال میں راضی نہیں ۔ اس کا دنیائے اسلام کو بے چین و مضطرب کرنے والا ہے ۔

(۲) ہمارے یقین میں جمیعۃ العلماء کا عنصر غالب وہابی صاحبان ہیں، جو عقیدتاً ابن سعود کی ہواخواہی پر مجبور ہیں ان کی رائے ابن سعود کے طرف ان کی رائے ہے ۔ عام مسلمانوں کی رائے میں جمیعۃ العلماء ایک فرقہ خاص کی جماعت ہے وہ مسلمانان ہند کی نمائندہ نہیں ہے ۔ اور وہ اگر یہ دعوی کرے تو غلط ہے ۔

(۳) جمیعۃ العلماء کو آگاہ رہنا چاہیے کہ مسلمانان ہند اس کو اپنا نمائندہ نہیں سمجھتے ہیں وہ ہماری طرف سے کسی رائے کا اظہار نہ کرے ۔

(۴) ابن سعود نے مکہ معظمہ میں اپنے زیر اثر جس موتمر کے لیے خاص اپنے ہواخواہوں کو دعوت دی ہے وہ ان کے ہم خیالوں کا ایک اجتماع ہے ۔ مسلمانان عالم کی موتمر نہیں ۔ نہ اس موتمر کو مسلمانان عالم نظر اعتبار سے دیکھتے ہیں ۔ نہ اس کے کسی فیصلہ کو ایک مضحکہ خیز تمسخر سے زیادہ وقعت دیتے ہیں ۔

(۵) خلافت کمیٹی کا گزشتہ طرز عمل نجدی ہواخواہی کا شاہد ہے ۔ مسلمانان ہندوستان خلافت کمیٹی کو اس معاملہ سے علاحدہ رہنے کی ہدایت کرتے ہیں ۔ اور اگر وہ کوئی آواز اٹھائیں تو وہ ہرگز مسلمانان ہند کی آواز نہ ہوگی ۔

(۶) ان تجاویز کی ایک نقل ابن سعود کو، ایک نقل جمیعۃ العلماء کو، ایک نقل خلاف کمیٹی کو اور ایک نقل اخبارات کو بھیجی جائے ۔ ”فقط ۔

الراقم عمر نعیمی نائب ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد بازار دیوان

[اخبار الفقیہ: ۲۱/ اپریل ۱۹۲۶ء ص ۴]

جمیعۃ عالیہ کا اجلاس اور صدرالافاضل کی خطابت و تجویز

۱۳/ جولائی ۱۹۲۶ء میں جمیعۃ عالیہ مرادآباد کے تحت مسجد قلعہ میں مولانا احمد مختار صاحب صدیقی کی صدارت میں حرمین طیبین پر ہونے والے نجدی مظالم کے خلاف ایک اجلاس منعقد کیا گیا، جس میں صدرالافاضل نے ایک زبردست خطاب فرمایا ۔ آپ کی تقریر سے مجمع کی عجیب حالت ہوگئی ۔ حاضرین کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں ۔ آپ نے ایک تجویز بھی پیش فرمائی ۔ جمیعۃ عالیہ کے نائب ناظم مفتی محمد عمر نعیمی نے اس اجلاس کی تفصیلی روداد مرتب فرمائی ۔ ہم اس روداد سے صدرالافاضل سے متعلق اقتباس نقل کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں :

”**صدرالافاضل حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتھم** نے تجویز (۱) پیش فرماتے

ہوئے ایک بسیط تقریر فرمائی۔ مجمع تڑپ رہا تھا۔ کہرام مچا ہوا تھا۔ آنکھیں آنسوؤں کے دریا بہا رہی تھیں۔ غم واندوہ کا ایسا نقشہ اس سے قبل کبھی دیکھنے میں نہیں آیا" [اخبار الفقیہ، ۷؍جولائی ۱۹۲۶ء ص ۵]

صدرالافاضل نے جو تجویز پیش فرمائی اسے یہاں نقل کرنا بے سود نہ ہوگا۔ ملاحظہ ہو:

تجویز۔

"جمعیۃ عالیہ کا یہ عظیم الشان جلسہ نجدیوں کے وحشیانہ حرکات، ہدم مساجد و مآثر و مقابر و قتل و غارت مسلمین واہانت اماکن طاہرہ پر نہایت نفرت و حقارت اور انتہائی غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے۔ اور جو انہوں نے مدینہ طیبہ میں جنت البقیع کو برباد کر کے مسلمانان عالم کو مزید مضطرب اور بے چین کر دیا ہے۔ اور ان کے روحانی وایمانی جذبات کو صدمہ پہنچایا ہے اس سے وہ اس کو اور اس کے حامیوں کو اسلام کا سخت ترین دشمن جانتا ہے۔ اور ایک لمحے کے لیے سرزمین پاک میں اس کا وجود گوارا نہیں کر سکتا۔" [مرجع سابق]

دولت کدہ صدرالافاضل پر اجلاس سنی کانفرنس

۳؍اگست ۱۹۲۸ء کو حضور صدرالافاضل کے در دولت پر مولانا سید حسین احمد قادری اشرفی صاحب کی صدارت میں سنی کانفرنس کا خصوصی اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی حکام ریاست جموں کشمیر کی جانب سے جموں کشمیر کے حدود میں داخلہ ممنوع قرار دیے جانے سے متعلق حکم کے منسوخ کیے جانے، اور گجراتی اخبار کی اسلام اور اسلامیات سے متعلق دریدہ دہنی و گستاخی پر گورنمنٹ سے اخبار ہندو کے ایڈیٹر وغیرہ معاونین اخبار پر مقدمہ چلانے اور ان کو عبرتناک سزا دیے جانے کے مطالبہ پر۔ نیز رسالہ آفتاب اسلام احمد آباد کے مدیر جناب سلیمان ابراہیم صاحب کی جانب سے ہندو اخبار کے رد عمل میں لکھی جانے والی تحریر کے سبب ان پر کیے گئے مقدمے کو خارج کرنے کی تجاویز پاس کی گئیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

"۳؍اگست ۱۹۲۸ء بعد نماز مغرب **حضرت صدرالافاضل**.... کے دولت کدہ پر بصدارت حضرت مولانا شاہ سید حسین احمد صاحب قادری اشرفی منعقد ہوا اور تجاویز ذیل منظور ہوئیں۔

① یہ جلسہ عمل ریاست جموں کشمیر کے اس طرز عمل پر اپنے گہرے رنج و ندوہ کا اظہار کرتا ہے، جو انہوں نے .... مولوی پیر جماعت علی شاہ صاحب کے داخلہ کو حدود ریاست میں ممنوع قرار دے کر کیا ہے۔ اس جلسہ کی رائے میں یہ حکم ہندوستان کے تمام مسلمانوں کے لیے رنج کا باعث ہے۔ اور جب تک یہ حکم منسوخ نہ کیا جائے مسلمان اس رنج کو محسوس کرتے رہیں گے۔

② الف: یہ جلسہ اخبار گجراتی ہندو سورت کی بدزبانی و گستاخی اور نہایت سفیہانہ افترا، سب وشتم پر انتہائی نفرت و حقارت کا اظہار کرتا ہے۔ جو اس نے اسلام و پیشوایان اسلام اور حجر اسود کعبہ معظمہ کی نسبت کی

ہے۔ اور مسلمانوں کے دل ان کلمات سے پاش پاش ہوتے ہیں۔ اوران کے جذبات نہایت مجروح ہوگئے ہیں۔

(ب) یہ جلسہ گورنمنٹ سے استدعا کرتا ہے کہ اخبار ہندو کے ایڈیٹر پبلشر پرنٹر پر مقدمہ قائم کرکے ان کو ایسی عبرت ناک سزادی جائے کہ آئندہ کوئی شریر النفس ایسی جرأت کرکے امن عام میں خلل انداز نہ ہوسکے۔

(۳) سلیمان ابراہیم صاحب ایڈیٹر رسالہ آفتاب اسلام احمد آباد نے ہندو کے دلخراش الفاظ کے جواب میں جو ہندوؤں کی کتابوں سے واقعات دکھائے ہیں، اس پر مقدمہ قائم ہوا ہے، اس کی تمام تر ذمہ داری ایڈیٹر اخبار ہندو پر ہے۔ اس لیے یہ جلسہ گورنمنٹ سے استدعا کرتا ہے کہ ایڈیٹر آفتاب کو اس مقدمہ سے بری کیا جائے۔" [ماہنامہ السواد اعظم مراد آباد: صفر ۱۳۴۷ھ ص ۱۸]

جامعہ نعیمیہ میں سنی کانفرنس کے اجلاس

۱۴؍ تا ۱۷؍ جولائی ۱۹۴۵ء کو جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے سالانہ اجلاس کے ساتھ سنی کانفرنس کے اجلاس بھی ہوئے۔ ہم یہاں ان اجلاس کی قدرے تفصیل پیش کررہے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

اخبار مخبر عالم مراد آباد میں اجلاس سے متعلق درج ذیل خبر شائع ہوئی:

"۱۴؍ تا ۱۷؍ جولائی ۱۹۴۵ء کو جامعہ نعیمیہ کے سالانہ جلسہائے دستار بندی کے ساتھ سنی کانفرنس کے اجلاس بھی منعقد کیے گئے تھے۔ شب میں جامعہ کے نہایت شان دار اجلاس رہے۔ اور دن کے اوقات میں روزانہ سنی کانفرنس کے اجلاس منعقد ہوتے رہے۔ رجبی شریف کے جلسے تو جامعہ نعیمیہ میں ہر سال ہوتے ہی ہیں۔ لیکن امسال سنی کانفرنس انعقاد کرکے علمائے اہل سنت والجماعت کی تنظیم اور شیرازہ بندی کا بیڑا مراد آباد کی سرزمین نے اٹھایا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ **حضرت صدر الافاضل مدفیضہ** کے سایہ عاطفت میں یہ نیک کام خوش اسلوبی اور کامیابی کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچے۔" [مخبر عالم مراد آباد: ۲۴؍ جولائی ۱۹۴۵ء ص ۱۲]

اخبار دبدبہ سکندری رامپور اور اخبار الفقیہ امرت سر میں ان اجلاس کی درج ذیل تفصیلی روداد شائع ہوئی:

"۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷؍ جولائی ۱۹۴۵ء جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے سالانہ جلسہ ہائے دستار بندی کے ساتھ سنی کانفرنس کے اجلاس بھی منعقد کیے گئے تھے۔ شب میں جامعہ کے جلسے ہوتے تھے، جن میں ملک کے بہترین فاضل بڑے دلکش پیرایے میں اپنی روح پرور تقریروں سے تسخیر قلوب فرماتے تھے۔ جامعہ کا وسیع میدان اور عالی شان مکان سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہوتا تھا۔ اور وہ علما کے ایمان افروز کلام سے مست نظر آتے تھے۔ مجمع جھوم جھوم جاتا تھا۔

مرحبا تحسین کے نعروں کی آواز دور تک پہنچتی تھی۔ عجب بہار کا وقت تھا۔ اخیر روز پندرہ فارغ التحصیل قابل طلبہ کی دستار بندی ہوئی، جنہوں نے معقولات و منقولات میں ممتحنین سے تحسین وآفرین کے انعام پائے۔ ان طلبہ میں زیادہ تعداد پردیسیوں کی تھی جو یوپی، پنجاب، بنگال کے رہنے والے تھے۔ اور تین طالب علم مرادآباد کے رہنے والے تھے۔ اگرچہ سارے ہی طلبہ اپنی قابلیتوں کے اعتبار سے تعریف کے مستحق ہیں۔ لیکن مولوی حاجی حافظ محمد نذیر الاکرم نے ایک ایسا علمی عجوبہ پیش کیا جس سے طبقہ علما بہت ہی محظوظ ہوا۔ اور اس نے ان کی ذہانت اور ذوق علمی کی خوب داد دی۔ یہ عجوبہ ایک خوشنما بورڈ تھا، جس پر ایک طرف فقہی اور منطقی مشکل ترین سوالات درج تھے۔ ایسے مشکل کہ علما کو بھی ان کے حل کرنے کے لیے فرصت اور غور کی ضرورت ہو۔ دوسری طرف ان سوالات کے جوابات درج تھے۔ ایک ایک سوال کے کئی کئی جواب۔ دو تین غلط اور ایک صحیح۔ اس بورڈ میں بجلی کے تارفٹ کیے گئے تھے۔ ایک تار کی گھنڈی سوال کے اوپر رکھی جاتی تھی اور دوسرے تار کی گھنڈی جوابات پر۔ جواب کی گھنڈی جب صحیح جواب پر رکھی جاتی تھی بورڈ میں روشنی ہو جاتی تھی۔ اور جب غلط جواب پر رکھی جاتی تھی تو بورڈ روشن نہ ہوتا۔ مولانا محمد نذیر الاکرم کی اس ایجاد اور ان کی طباعی اور ذہانت کی ناظرین بار بار داد دیتے تھے۔

یہ جلسے بڑی شان وشکوہ کے ساتھ ہوئے۔ دن کے اوقات میں روزانہ سنی کانفرنس کے اجلاس ہوتے رہے۔ ان اجلاس کا مقصد علما و مشائخ و عمائد اہل سنت کی تنظیم کر کے ان میں روابط محبت واتحاد پیدا کرنا ہے۔ تاکہ اہل سنت جس پستی میں ہیں اس سے نکلیں۔ اور دینی، علمی، اخلاقی، ادبی ترقیات کی راہ پر گامزن ہوں۔ ان اجلاسوں میں صوبہ یوپی کی کانفرنس کے اراکین و عہدہ دار منتخب کیے گئے۔ فاضل جلیل عالم نبیل مفتی اعظم برکاتھم فرزند ارجمند اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا الحاج الحافظ القاری المفتی محمد احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ یوپی سنی کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے۔ اور تجویز ہوا کہ صوبہ یوپی کے اضلاع و مفصلات میں سنی کانفرنسیں قائم کر دی جائیں۔ یہ کانفرنسیں اہل سنت کی شیرازہ بندی کریں گی۔ اور بنارس میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے ہر طرح کی مساعی عمل میں لائیں گی۔"

عمر نعیمی مہتمم جامعہ و نائب ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد

[اخبار الفقیہ: ۲۱،۲۸: جولائی ۱۹۴۵ء ص ۱۲، دبدبہ سکندری: ۱۳/ اگست ۱۹۴۵ء]

صدر الافاضل کے مکان پر سنی کانفرنس کی مجلس

۳۱/ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو سنی کانفرنس کا ایک اجلاس صدر الافاضل کے دولت کدہ پر منعقد کیا گیا، جس میں آپ کا خطاب ہوا اور اس میں آپ نے سنی کانفرنس کے اغراض و مقاصد بیان فرمائے۔ بہت سے علما و عمائدین شہر نے شرکت

کی۔ باقائدہ ممبر سازی کی گئی اور شہری سطح پر ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جس میں مفتی محمد عمر نعیمی کو صدر، مولانا حکیم محمد ظفر الدین احمد کو ناظم اعلیٰ، مولانا غلام محی الدین کو ناظم، مولانا نذیر الاکرم نعیمی کو ناظم اور مولانا حاجی محمد ظہور کارخانہ دار کو خازن منتخب کیا گیا۔

[ماخوذ دبدبہ سکندری: ۲۶/ نومبر ۱۹۴۵ء ص ۶، بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس: ص ۶۹]

سنی کانفرنس بنگال میں صدر الافاضل کا چار گھنٹے خطاب

بہرال ضلع مالدہ بنگال میں ۲۰/ مئی ۱۹۳۰ء کو ہونے والی سنی کانفرنس میں حضور اشرفی میاں اور صدر الافاضل نے شرکت فرمائی۔ وہاں کس طرح عقیدت مند دیوانوں نے آپ کا استقبال کیا۔ ہم اس کا ذکر اشرفی میاں کے حالات کے ضمن میں کر آئے ہیں۔ یہاں ہم صدر الافاضل کی جلسے میں شرکت و خطابت کا وہ حسین منظر جسے حضرت قاضی احسان الحق نعیمی نے بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے سپرد قرطاس کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔:

”۲۱/ مئی کی شام کو ۳/ بجے **حضرت صدر الافاضل استاد العلماء امام المناظرین عالی جناب مولانا مولوی حافظ حکیم قاری مفتی شاہ محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتھم،** شمسی اسٹیشن پر رونق افروز ہوئے۔ اسٹیشن پر کثیر جماعت استقبال کے لیے حاضر تھی۔ مولانا شاہ نظام الدین صاحب مع اپنی جماعت کے کٹھیار تک استقبال کے لیے گئے تھے۔ ریل گاڑی میں جھنڈیاں لگادی گئیں۔ علما اور رضا کاروں کے ہاتھوں میں جھنڈیاں تھیں۔ چلتی ہوئی گاڑی میں نعرہائے تکبیر بلند ہو رہے تھے۔ درمیانی اسٹیشن پر لوگ جا بجا زیارت کے لیے حاضر تھے۔ اسٹیشن شمسی پر مجمع سر اٹھائے ٹکٹکی باندھے محو انتظار تھا۔ خدا خدا کر کے ساعات انتظار ختم ہوئیں۔

ٹرین آئی مرحبا و خوش آمدید کی صدائیں بلند ہوئیں۔ شائقین جمال و مشتاقان دیدار کا ہجوم قدم بوسی کے لیے بڑھا۔ اس وقت ہر آنکھ محو جمال تھی اور دیدار کا لطف اٹھا رہی تھی۔ پھولوں کی بارش ہوئی۔ اور اللہ اکبر کے فلک رسا نعروں سے پلیٹ فارم گونج گیا۔ نیاز مندوں کی بے خودی کا عالم بیان سے باہر ہے۔ ان کی آنکھیں محو جمال تھیں۔ اور زبانوں پر نعرہ تکبیر تھا۔ آپ بسواری موٹر قیام گاہ تک تشریف لائے۔ راستے میں ہزار ہا انسان دیدار کے لیے دیوانے ہو رہے تھے۔ قیام گاہ کے قریب پہنچ کر ہجوم کی اتنی کثرت ہوئی کہ انتظام دشوار ہو گیا۔ موٹر دو قدم بھی نہ چل سکتا تھا۔ بالآخر حضرت مدظلہ نے موٹر کو چھوڑ دیا۔ اور اس کثیر مجمع کے ہم راہ دوہرے حلقہ میں روانہ ہوئے۔ منقبت خوانوں نے مدحیہ قصائد پڑھے۔ اور مغرب کے بعد جلوس قیام گاہ پر پہنچا۔

پنڈال نہایت خوشنما بنایا گیا تھا۔ علما کی نشست گاہ خوب آراستہ کی گئی تھی۔ کاغذ کے پھول گلدستے اور جھنڈیاں جلسہ گاہ کو جاذب نظر بنائے ہوئے تھیں۔ اسٹیج کے گرد دوہرا حلقہ نہایت شان دار بنایا گیا تھا۔ سامعین کی نشستوں کے

لیے نہایت معقول انتظام تھا۔ روزانہ صبح سے ۱۱/ بجے تک اور شام کو عصر سے بارہ ایک بجے شب تک (سوائے وقفہ نماز کے) ملک کے مشہور واعظین اور نامور افاضل نے دلوں میں اثر کرنے والی تقریریں فرمائیں۔ شب ورود ذکر اللہ اور ذکر رسول اللہ جل وعلی وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس گرم رہیں۔ حاضرین کا شوق بھی بھی انتہا کا تھا۔ رات دن وعظ سنتے مگر دل نہ بھرتا تھا۔ آخری شب میں حضرت استاد العلماء مدظلہ کا بیان چار گھنٹے ہوا۔ آپ کی تقریر کے متعلق میں کیا عرض کروں حسن بیان، قوت ادلہ، فصیح زبان، متین انداز اور جو جو خوبیاں ہیں آج ان کی تقریروں کی ہندوستان میں دھوم مچی ہوئی ہے، جلسہ محو استماع تھا۔ اور جو لذت اس نے حاصل کی اس کو لوگ تادم آخر نہ بھولیں گے۔ سن رسیدہ اشخاص سے یہ سنا گیا کہ آج تک ایسا بیان کانوں نے نہیں سنا۔ نہایت کامیابی کے ساتھ جلسہ دعاؤں پر ختم ہوا....الخ“

[السواد الاعظم مراد آباد: محرم الحرام ۱۳۴۹ھ ص ۲، ۳]

کلکتہ میں صدر الافاضل کا خطاب

بنگال کے اس سفر میں کئی مقامات پر آپ کے خطابات ہوئے۔ کلکتہ والوں کے اصرار پر آپ بھاگلپور بھی تشریف لے گئے۔ وہاں لوگ جمیعۃ علمائے ہند کی کانگریس حمایت سے مختلف الخیال ہو گئے تھے۔ آپ نے جمیعۃ علمائے ہند کی بخیہ دری فرماتے ہوئے کانگریس میں شرکت سے متعلق شرعی حکم بیان فرمایا۔ اور اس کی سیاسی خامیاں بھی بیان کیں۔ آپ کے بیان سے لوگوں کو اطمینان قلبی حاصل ہوا۔ اس اجلاس کی مختصر روداد ماہنامہ السواد اعظم کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں:

”بھاگلپور میں جب یہ اطلاع ہوئی کہ **حضرت استاد العلماء صدر الافاضل مولانا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتھم**، کلکتہ رونق افروز ہیں، اور روزانہ بیان ہو رہے ہیں تو انہوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا کہ مدتوں کی تمنائیں پوری کی جائیں۔ اور آرزو مندان عقیدت آئین کو بیان سننے اور حسرتیں نکالنے کا موقع دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے وہاں کے روسائے کلکتہ حاضر ہوئے اور باصرار تمام ایک شب کے لیے حضرت موصوف کو مجبور کر لیا۔ چناں چناں چہ ۲/ جون ۱۹۳۰ء کو ۳/ بجے دن کے حضرت بھاگلپور تشریف فرما ہوئے۔ اسٹیشن پر استقبال کے لیے عمائد موجود تھے۔ نہایت عزت و تکریم کے ساتھ بسواری موٹر جائے قیام پر لے گئے۔

بعد مغرب جلسہ شروع ہوا۔ مجمع بہت کثیر تھا۔ اور چوں کہ جمیعۃ العلماء کی تجاویز جلسہ امروہہ سے مسلمانوں میں موجودہ تحریکات کے متعلق انتشار خیال پیدا ہو چکا ہے۔ اور وہاں کے مسلمان مختلف الخیال اور متردد تھے، اس لیے اس مسئلے پر حضرت نے بہت ہی واضح اور نہایت مدلل تقریر فرمائی۔ مجمع ہمہ تن گوش تھا۔ اور ایک ایک لفظ ان کے دلوں پر نقش ہو گیا۔ اول تو حضرت نے یہ ثابت فرمایا کہ کانگریس کی شرکت مسلمانوں کے لیے شرعاً ناجائز، قرآنی

احکام کی صریح مخالفت ہے۔ آیات قرآنیہ کا ایک سلسلہ شروع فرمادیا، جس سے مسلمانوں کے قلب کو تسکین ہوگئی۔ اس کے بعد سیاسی پہلو پر گفتگو فرمائی۔ اور یہ ثابت کیا کہ سیاسی طور پر بھی کانگریس کی تحریکات پر اقدام عمل مسلمانوں کے حق میں ضرر رساں اور ان کی غیرت کے خلاف ہے۔ آپ نے اس پر بھی روشنی ڈالی کہ جمعیۃ العلماء نے کانگریسی تحریکات کی شرکت منظور کر کے مسلمانوں میں ایک نئی تفرقہ واختلاف کی بناڈالی ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ مسلمان آپس میں کٹ مریں گے۔ اور ان کی قوتیں باہمی مخالفت میں ضائع ہوجائیں گی۔ ہندوؤں کے لیے یہ بڑا سوراج ہے۔ مسلمانوں کو ہوش میں آنا چاہیے۔ وہ باہمی مخالفت سے بچیں اور اپنی درستی کی تدبیریں کریں۔ تجارتیں ہاتھ میں لیں۔ بے روز گاروں کے لیے روز گار بہم پہنچائیں۔ آپس میں محبت ومودت کے روابط قوی کریں۔ جلسے سے اس تقریر سے بہت اثر لیا۔ اور مسلمانوں کو اطمینان ہوگیا کہ ان کے حق میں ان تحریکات سے علاحدہ رہنا ہی ضروری ہے۔"

[السواد الاعظم مراد آباد: محرم ۱۳۴۹ھ ص ۴، ۵]

سنی کانفرنس اور صدرالافاضل کا دورہ صوبہ بنگال

۲۶؍ فروری ۱۹۴۶ء سنی کانفرنس کے مقاصد کی اشاعت کی غرض سے صدرالافاضل مفتی محمد عمر نعیمی اور مولانا غلام معین الدین نعیمی اور مولانا نذیر الاکریم نعیمی کو ساتھ لے کر صوبہ بنگال کے دورہ کے لیے تشریف لے گئے۔ ملاحظہ ہو۔ اخبار الفقیہ کی درج ذیل خبر:

"**حضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین صاحب ناظم** اور حضرت مولانا محمد عمر صاحب نائب ناظم اور مولانا غلام معین الدین صاحب نعیمی منصرم مولانا نذیر الاکرم صاحب نعیمی معہ چند علمائے کرام کے صوبہ بنگال کا دورہ کرنے اور سنی کانفرنس کے مقاصد کی اشاعت ۲۶؍ فروری کو تشریف لے گئے ہیں۔ آپ حضرات پاکستان اور اس کی آئینی تمدنی خوبیاں دل نشیں پیرایہ میں وضاحت فرمائیں گے۔ واپسی تقریباً وسط مارچ ۱۹۴۶ء تک ہوگی۔"

[اخبار الفقیہ: ۷، ۱۴؍ مارچ ۱۹۴۶ء ص ۱۰]

انگس ہگلی بنگال سنی کانفرنس میں صدرالافاضل کا خطاب

انگس ضلع ہگلی، بنگال میں ۵، ۶؍ جنوری ۱۹۴۶ء کو حکیم محمد عطاء الرحمن ناظم سنی کانفرنس انگس، کی صدارت میں سنی کانفرنس کے عظیم الشان اجلاس منعقد ہوئے۔ صدرالافاضل، صدرالشریعہ اور ان کے علاوہ کثیر علمائے کرام نے جلسے میں شرکت فرمائی۔ اور ان کا خطاب بھی ہوا۔ صدرالافاضل نے بھی جلسے میں خطاب فرمایا۔ آٹھ ہزار سے زیادہ سامعین جلسہ گاہ میں حاضر تھے۔

[ماخوذ دبدبہ سکندری: ۱۶؍ جنوری ۱۹۴۶ء ص ۵ بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس: ص ۹۸]

سنی کانفرنس صوبہ پنجاب اور صدرالافاضل

۱۴ تا ۱۶/ ستمبر ۱۹۴۵ء مطابق ۶ تا ۸/ شوال ۱۳۶۴ھ کو دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور کے سالانہ اجلاس منعقد ہوئے۔ جس میں اکابر علما خصوصاً صدرالافاضل نے شرکت فرمائی۔ اور اپنے ایمان افروز خطاب سے سامعین کو مستفیض فرمایا۔ اور صوبہ پنجاب میں سنی کانفرنس کی بنیاد رکھی۔ بہت سے لوگوں کو کانفرنس کی رکنیت سے نوازا۔ اور صدرالافاضل کی تجویز پر حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور، سنی کانفرنس صوبہ پنجاب کے ناظم مقرر کیے گئے۔ آپ کے ہاتھوں مدرسہ کے فارغین طلبہ کی رسم دستار بھی ادا کی گئی۔ خاص کر حضرت علامہ ابوالبرکات کے صاحبزادہ حضرت علامہ مولانا سید محمود رضوی صاحب کی دستار بندی حضرت کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی۔ اور حضرت نے موصوف کو اپنی ایک استعمال شدہ ٹوپی بھی عطا فرمائی۔ اس اجلاس کی تفصیلی روداد مولانا سید محمود رضوی صاحب نے مرتب فرمائی ہے۔ ہم اس روداد سے صدرالافاضل سے متعلق اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

”ہر سہ روز اجلاس نہایت شان و شوکت کے ساتھ ہوئے۔ اور سامعین سے مسجد بھری رہتی تھی۔ آخری اجلاس تاریخی اجلاس تھا.... **حضرت استاذ العلماء صدرالافاضل سنی کانفرنس مولانا سید نعیم الدین صاحب مدظلہ العالی** کی ہستی محتاج تعارف نہیں ہے۔ دور حاضرہ کے آپ اہل سنت کے مسلم امام ہیں۔ اور آپ پر جملہ اہل سنت و جماعت کو اعتماد ہے۔ حاضرین جلسہ و اراکین انجمن کے اصرار پر **حضرت صدرالافاضل دامت برکاتھم** نے بعد نماز ظہر ایک نہایت ایمان افروز تقریر فرمائی۔ سامعین ہمہ تن گوش تھے۔ ہر طرف سے نعرہ ہائے تکبیر و رسالت بلند ہو رہے تھے۔ دوران تقریر آپ نے فرمایا: زمانہ موجودہ میں مسلمانوں کو جن مصائب و آفات سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔ اور عیار و بدخواہ قسم قسم کے حیلوں سے قوم مسلم کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ارباب دانش سے پوشیدہ نہیں۔ دشمن ہمیں مٹانے کے لیے دن رات سرگرم عمل ہے۔ ہمیں اپنے دین کے تحفظ و بقا کے لیے جلد از جلد منظم ہونے کی ضرورت ہے۔ جو ہندوستان کے گوشے گوشے کے لیے علما و مشائخ کو ایک سلسلے میں مربوط کر دے۔“

[اخبار الفقیہ: ۷، ۱۴/ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۴]

مزید لکھتے ہیں:

حضرت صدرالافاضل مدظلہ العالی نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے موجودہ سیاسی کشمکش کا تذکرہ بھی فرمایا تھا جس کے سننے کے لیے حاضرین جلسہ بے حد بے چین تھے۔ راقم الحروف سمجھتا ہے کہ آپ بھی بے چین ہوں گے۔ اس لیے نذر ناظرین کرتا ہوں۔ آپ نے نہایت وضاحت کے ساتھ فرمایا کہ:

کانگریس مشرکین و مرتدین کی جماعت ہے۔ اور اسلام اور مسلمانوں کی بدترین دشمن ہے۔ اس سے یہ ہر گز توقع نہیں کہ مسلمانوں کے حقوق کی نمائندگی کر سکے۔ لہٰذا مسلمانوں کو اپنے قیمتی ووٹ کانگریس کو دینا حرام ہے۔ اور احرار خاکسار یونینسٹ وغیرہ بھی مسلمان اکثریت سے کٹ کر گاندھی نہرو کے زر خرید غلام ہیں، انہیں مسلمانوں کی نمائندگی کا کوئی حق نہیں ہے۔ مسلمانوں کے ووٹ حاصل کرنے کا حق صرف انہی سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو ہے جو کونسلوں میں جاکر مسلمانوں کے جائز حقوق کی نگہداشت کریں۔ اور احکام شریعت کے مطابق جدوجہد کریں۔"

[الفقیہ: ۷، ۱۴/ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۴، ۵]

رسم دستار سے متعلق مولانا محمود رضوی صاحب رقم طراز ہیں:

"بروز اتوار بعد نماز عشاء جلسہ شروع ہوا۔ مسجد وزیر خاں کے دروازہ تک مجمع تھا۔ علما کے مواعظ سے قبل جن دس علمانے امسال دار العلوم حزب الاحناف میں دورہ حدیث ختم کیا ہے ان کی دستار بندی ہوئی۔ سندیں تقسیم کی گئیں۔ راقم الحروف نے بھی اسی سال دورہ حدیث ختم کیا ہے۔ فقیر کی دستار بندی **حضرت صدر الافاضل مدظلہ العالی** نے اپنے مبارک ہاتھوں سے کی اور ایک اپنی استعمال شدہ ٹوپی بطور تبرک عطا فرمائی۔

اس کے بعد **حضرت صدر الافاضل مدظلہ العالی** نے فارغ شدہ طلبائے کرام کو مخاطب فرماتے ہوئے چند ضروری ہدایات فرمائیں۔ اور پھر قوم مسلم کو مخاطب فرماتے ہوئے آل انڈیا سنی کانفرنس کے اغراض و مقاصد اور اس کے قیام کی ضرورت اہمیت بیان فرمائی۔ آپ نے فرمایا: سنی کانفرنس کا مقصد اہل سنت کی تنظیم اور ان میں روابط و اتحاد پیدا کر کے علوم کو عام کرنا، اہل سنت کی تبلیغ مخالفین کی چالوں سے سنیوں کو آگاہ باخبر کرنا اور ان میں جذبہ و بیداری پیدا کرنا اور ارتداد کے سیلاب کو روکنا، جو قومیں ابھی تک کلمہ بھی صحیح تک نہیں پڑھ سکتیں ان کی رہنمائی کر کے انہیں سچا مسلمان بنانا، جو لوگ انگریزی وغیرہ میں مشغول رہ کر دین سے ناواقف رہ گئے ہیں ان کے لیے دینی معلومات بہم پہنچانے کے لیے کوشش کرنا، مسلمانوں کی علمی عملی و اخلاقی رہنمائی کرنا ہے۔

سامعین متاثر ہوئے۔ اور کثرت سے کانفرنس کے رکن بنے۔ اور باتفاق رائے ایک روپیہ صوبہ پنجاب کے لیے چندہ رکنیت مقرر ہوا۔ اور میرے والد صاحب قبلہ حضرت مولانا مولوی علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب مدظلہ العالی ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور حضرت صدر الافاضل کی تجویز سے صوبہ پنجاب کی سنی کانفرنس کے ناظم مقرر ہوئے۔" [الفقیہ: ۷، ۱۴/ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۵]

سنی کانفرنس پیلی کوٹھی بنارس میں صدر الافاضل کا خطاب

۱۱/ اکتوبر ۱۹۴۵ء پیلی کوٹھی بنارس میں سنی کانفرنس کا اجلاس ہوا، جس کی صدارت محدث اعظم ہند کچھوچھوی نے فرمائی۔ بہت سے مشاہیر علمانے جلسے میں شرکت کی۔ صدر الافاضل بھی شریک ہوئے۔ اور آپ نے کانفرنس کی

اہمیت وافادیت پر زبردست خطاب فرمایا۔ خطاب میں آپ نے کانفرنس کے اغراض ومقاصد بھی بیان فرمائے۔
[ماخوذ دبدبہ سکندری: ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس: ص ۷۵]

سنی کانفرنس پھپھوند میں صدرالافاضل کی تقریر

۱۱ر فروری ۱۹۴۶ء کو پھپھوند میں سنی کانفرنس کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ صدرالافاضل، صدرالشریعہ، محدث اعظم ہند، مولانا عبدالحامد بدایونی اور بہت سے علما و مشائخ نے شرکت کی اور خطابات فرمائے۔ صدر الافاضل نے اپنے خطاب میں مسلمانوں کو احکام اسلام کی پابندی کرنے اور اپنے اندر اسلامی اطاعت کا جذبہ پیدا کرنے کی تلقین فرمائی۔
[ماخوذ دبدبہ سکندری: ۱۸ر مارچ ۱۹۴۶ء ص ۶۔ بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس: ص ۱۲۶]

بدایوں میں رجبی شریف کے جلسوں میں صدرالافاضل کی شرکت وخطابت

۲۰ تا ۲۲ر رجب ۱۳۶۵ھ ۲۱ تا ۲۳ر جون ۱۹۴۶ء کو بدایوں شریف میں رجبی شریف کے جلسے ہوئے جن میں صدرالافاضل وغیرہ مشاہیر علما و مشائخ نے شرکت فرمائی۔ جلسوں میں صدرالافاضل کے بھی خطاب ہوئے۔ اجلاس میں سنی کانفرنس کے مقاصد کی تکمیل پر زور دیا گیا۔
[ماخوذ دبدبہ سکندری: ۳ر جولائی ۱۹۴۶ء ص ۸۔ بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس: ص ۱۴۰]

سنی کانفرنس چتوڑ گڑھ اور اودے پور میں صدرالافاضل کی شرکت وخطابت

۷، ۸ر رجب المرجب ۱۳۶۵ھ ۷، ۸ر جون ۱۹۴۶ء کو چتوڑ گڑھ میں سنی کانفرنس کے اجلاس ہوئے۔ صدر الافاضل نے شرکت فرمائی۔ او خطابات بھی کیے۔ اور وہیں سے آپ اودے پور میں سنی کانفرنس کے لیے تشریف لے گئے۔ [ماخوذ دبدبہ سکندری: ۳ر جولائی ۱۹۴۶ء ص ۱۰۔ بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس: ص ۱۵۳]

سنی کانفرنس اجمیر شریف میں صدرالافاضل کا خطاب

اجمیر شریف میں ۵، ۶ر رجب المرجب ۱۳۶۵ھ ر ۷، ۸ر جون ۱۹۴۶ء کو خواجہ غریب نواز قدس سرہ کے عرس کے موقع پر خانقاہ اجمیر شریف کے سجادہ نشین دیوان سید آل رسول علی کی صدارت میں سنی کانفرنس کے اجلاس ہوئے۔ ہزاروں مشاہیر علما و مشائخ نے شرکت فرمائی۔ ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان اجلاس میں حاضر تھے۔ صدرالافاضل نے بھی شرکت فرمائی اور آپ نے خطاب بھی فرمایا۔
[ماخوذ دبدبہ سکندری: ۲۰ر جون ۱۹۴۶ء ص ۳۔ بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس: ص ۱۶۹]

سنی کانفرنس مین پوری میں صدرالافاضل کی شرکت وخطابت

مین پوری کی خانقاہ رشیدیہ میں سنی کانفرنس کے اجلاس ہوئے۔جس میں صدرالافاضل نے شرکت فرمائی۔ سید اوصاف علی سکریٹری انجمن اہل سنت وصدر سٹی مسلم لیگ مین پوری کی طرف سے اس جلسہ کی روداد اخبار دبدبہ سکندری میں شائع ہوئی۔ہم اس روداد سے بس صدرالافاضل کے حوالے سے ایک اقتباس نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ملاحظہ ہو:

”۲۱ تا ۲۵/ نومبر بمقام مین پوری احاطہ خانقاہ رشیدیہ کے وسیع ہال میں ضلع سنی کانفرنس کے پر شکوہ جلسے منعقد ہوئے۔جس میں ہندوستان کے مشہور حضرات علماو مشائخ نے بکثرت شرکت فرمائی۔جس میں خصوصیت کے ساتھ **استاذ العلماء صدرالافاضل حضرت مولانا الحاج الشاہ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی**.... قابل ذکر ہیں۔ صبح نو بجے سے ۱۲/ بجے تک اور شب میں ۹۔بجے سے ایک بجے تک پر زور تقریریں ہوتی تھیں“

[دبدبہ سکندری کا شہید اعظم نمبر: ۱۷/ دسمبر ۱۹۴۵ء]

سنی کانفرنس انجمن حزب الاحناف لاہور میں صدرالافاضل کی پیش کردہ تجاویز

۴،۵،۶/ اکتوبر ۱۹۴۶ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو صدرالافاضل کی صدارت میں دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کے سالانہ اجلاس مسجد وزیر خاں لاہور میں منعقد ہوئے۔جس میں بہت سے اکابر علما نے شرکت فرمائی اس اجلاس میں آپ کی جانب سے چند اہم ریزولیوشن پیش کی گئیں جنھیں بالاتفاق پاس کیا گیا۔

اس اجلاس کی تفصیلی روداد دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف کے نائب ناظم مولانا سید محمود احمد رضوی صاحب نے مرتب فرمائی۔اور اخبار الفقیہ نے اس کی اشاعت کی۔اس روداد میں اجلاس کی مکمل کاروائی اور اجلاس میں پاس ہوئیں تمام تجاویز درج ہیں۔ہم اس روداد سے صدرالافاضل سے متعلق اقتباس اور آپ کی جانب سے پیش کردہ زکاۃ بل اور زمیندارہ بل وغیرہما سے متعلق تجاویز نقل کرتے ہیں۔

مولانا سید محمود رضوی صاحب لکھتے ہیں:

”صدرالافاضل کی صدارت میں دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کے سالانہ اجلاس مورخہ ۴، ۵،۶/ اکتوبر ۱۹۴۶ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار مسجد وزیر خاں لاہور میں نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوئے۔اس جلسے میں اکابر علمائے اہل سنت نے شرکت فرمائی۔“

اس کے بعد موصوف نے اجلاس کے پہلے دو دن کی تفصیلی روداد بیان فرمائی اور پھر تیسرے روز کے اجلاس کی کاروائی میں صدرالافاضل کی اسٹیج پر جلوہ گری اور اہم تجاویز کو بیان کیا۔ملاحظہ فرمائیں۔:

”۶؍ اکتوبر بروز اتوار بعد نماز عشاء جلسہ شروع ہوا۔ اور **حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل مولانا شاہ محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مرادآبادی ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس** بنفس نفیس اسٹیج پر جلوہ فرما ہوئے۔ تلاوت و نعت کے بعد راقم الحروف نے مسئلہ بشریت پر تقریر کی۔ اس کے بعد ان طلبہ کی دستار بندی ہوئی جنہوں نے امسال دار العلوم حزب الاحناف میں دورہ حدیث ختم کیا۔ اور ان کو سندیں تقسیم کی گئیں۔ بعد ازاں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش ہوئے۔“

موصوف نے اس کے بعد پہلی تجویز سپرد قرطاس کی جسے جناب عبد الستار صاحب نیازی ایم ایل اے نے تقریر کے دوران پیش کیا، جس میں انہوں نے جمہوریت عالیہ اسلامیہ صوبہ پنجاب سے استدعا کرتے ہوئے کہا کہ وہ جلد سنی علما کا ایک وفد مقرر کرے جو سارے پنجاب کا دورہ کر کے سنیوں کی تنظیم مضبوط کرے۔

اس کے بعد اپنی جانب سے ایک ریزولیوشن کا ذکر کیا، جس میں انہوں نے سنی کانفرنس کے ہائی کمانڈ (صدر الافاضل) پر اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے سنی کانفرنس کے نصب العین کی تائید کی۔

بعدہ محدث اعظم ہند کی جانب سے پیش کردہ تجویز نقل فرمائی۔ جس میں محدث صاحب نے حکومت حجاز کو متنبہ کیا ہے کہ وہ امریکہ یا کسی اور غیر اسلامی حکومت سے قرضہ لے کر حجاز مقدس کو زیر بار نہ کرے۔ اور حجاز مقدس کی اقتصادی و ملکی ضرورت کے لیے جس قدر روپے کی ضرورت ہو نجدی حکومت اس کا بجٹ پیش کرے۔ آل انڈیا سنی کانفرنس اس رقم کو بہم پہنچانے کی کوشش کرے گی۔

اس کے بعد مولانا محمود صاحب نے صدر الافاضل کی جانب سے پیش کردہ زکوۃ بل اور زمیندارہ بل سے متعلق دو اہم تجاویز سپرد قرطاس کیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔:

”زکوۃ بل: یہ جلسہ یوپی کونسل میں پیش ہونے والے زکوۃ بل کو نہایت ہی نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور مسلمانوں کے ناقابل برداشت مصیبت تصور کرتا ہے۔ اور مسلم ممبران کونسل سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس مصیبت عظمیٰ سے بچائیں۔ اور اس قانون کی مخالفت کرنے میں مسلم پبلک کا حق نیابت ادا کریں۔ وزیر اعظم اس مسلم کش قانون کو بحث میں لانے کی اجازت نہ دیں۔ اور گورنر و وائسرائے اس بے جا مداخلت فی الدین کو اپنی طاقت سے روک دیں۔

زمیندارہ بل: یہ جلسہ یوپی کونسل میں پیش ہونے والے زمیندارہ بل کو ظلم قرار دیتا ہے اور اس پر اپنی کامل نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ یہ تمام ریزولیوشن صدر جلسہ **حضرت صدر الافاضل دامت برکاتہم العالیہ** کی طرف سے پیش ہوئے اور تمام متفقہ طور پر پاس ہوئے۔“

[ماہنامہ الفقیہ: ۲۱، ۲۸؍ نومبر ۱۹۴۶ء ص ۸، ۹]

سنی کانفرس دین نگر مراد آباد

۲۰، ۲۱/ اپریل ۱۹۴۷ء کو دین نگر مراد آباد میں مولانا عارف اللہ میرٹھی اور مفتی اجمل حسین سنبھلی کے زیر صدارت سنی کانفرس کے اجلاس ہوئے۔ جس میں صدر الافاضل سمیت بہت سے نامور علمانے شرکت فرمائی۔ اور خطابات بھی فرمائے۔

[ماخوذ دبدبہ سکندری: ۳۰/ اپریل ۱۹۴۷ء ص ۴۔ بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس: ص ۱۸۶]

سنی کانفرنس پھاٹک جشن خاں دہلی

۲۹ تا ۳۱/ مارچ ۱۹۴۶ء کو شیخ محمد عارفین ناظم مجلس تبلیغ الاسلام دہلی کی قیادت میں عید میلاد کے سالانہ اجلاس ہوئے، جس میں سنی کانفرنس کا خیر مقدم کیا گیا۔ اس جلسے میں صدر الافاضل نے بھی شرکت فرمائی اور خطاب بھی فرمایا۔

[ماخوذ دبدبہ سکندری: ۱۲/ اپریل ۱۹۴۶ء ص ۴، ۵۔ بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس: ص ۱۹۸]

سنی کانفرنس گھوڑدوڑ ضلع مونگیر میں صدر الافاضل پر اعتماد کا اظہار

گھوڑدوڑ ضلع مونگیر میں ۱۵/ ربیع الآخر ۱۳۶۵ھ۔ ۱۹/ مارچ ۱۹۴۶ء کو گیارہویں شریف کا ایک جلسہ ہوا، جس میں مولانا عبد المصطفی اعظمی نے خطاب فرمایا۔ سنی کانفرنس کے اغراض ومقاصد بیان کیے گئے اور ساتھ ہی عوام وخواص کی طرف سے صدر الافاضل پر اعتماد کا اظہار کیا گیا۔

[ماخوذ دبدبہ سکندری: ۱۲/ اپریل ۱۹۴۶ء ص ۶۔ بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس: ص ۲۰۱]

وفد سنی کانفرس سیالکوٹ، لاہور

۱۹۴۶ء سنی کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے حضور صدر الافاضل اور محدث اعظم ہند اور چند علما کا ایک وفد مقرر کیا گیا۔ جس وفد کا مقصد بس اس قدر تھا کہ بنارس کی کانفرنس کی تیاری کی جائے اور معزز مشائخ سے مل کر سنی کانفرنس کی اجازت لی جائے۔ ۱۰/ مئی ۱۹۴۶ء ۲۶/ جمادی الاولی ۱۳۶۴ھ کو اراکین وفد امیر ملت پیر جماعت علی شاہ سے ملنے علی پور سیداں سیالکوٹ کے لیے نکلے۔ اور وہاں پہنچ کر کے جلسوں میں شریک ہو کر سنی کانفرنس کے مقاصد کی تبلیغ کی۔ اور وہاں کے اجلاس سے نمٹ کر لاہور پہنچ کر، مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد خطیب وزیر خاں مسجد لاہور کی صدارت میں ہونے والے اجلاس میں شرکت فرمائی۔ [الفقیہ: ۲۱ تا ۲۸/ مئی ۱۹۴۵ء ص ۱۱، ۱۲]

سنی کانفرنس کے قیام و سرگرمیوں پر صدرالافاضل سے متعلق مشاہیر علما و مشائخ کے تاثرات

صدرالافاضل نے ۱۹۲۵ء میں سنی کانفرنس کی بنیاد رکھی اور تاحیات اس کانفرنس کے زیر اہتمام اجلاس واحتجاجات کر کے مذہبی، ملی، قومی وسماجی خدمات ادا کرتے رہے۔ آپ کی اس نمایاں کارکردگی اور تبلیغی سرگرمی و کار گزاری سے جماعت علما، گروہ مشائخ، ارباب دانش اور عامہ اہل سنت بہت متاثر ہوئے۔ اگر وہ تمام تاثرات تحریراً جمع ہوتے تو یقیناً ایک ضخیم مجلد تیار ہوتا۔ ہمیں اس حوالے سے تحریراً جو تاثرات دستیاب ہوئے وہ ہم یہاں پیش کر رہے ہیں تاکہ سنی کانفرنس کے ضمن میں آپ کی کارگزاریوں اور تبلیغی سرگرمیوں کا قدرے اندازہ ہو سکے۔

مفتی اٹاوہ کا تعریف آمیز تبصرہ

مسلمانوں کے حالات پر تبصرہ فرماتے ہوئے نیز صدرالافاضل کی طرف سے مسلمانوں کے حالات خستہ سے متاثر ہو کر سنی کانفرنس کی بنیاد رکھے جانے والے عمل کو سراہتے ہوئے اور مسلمانوں سے سنی کانفرنس کی بقا کی درخواست پیش کرتے ہوئے، واعظ ہند مفتی اٹاوہ مفتی ابوالاسرار محمد عبداللہ صاحب نے ایک پر مغز تاثر تحریر فرمایا۔ ہم یہاں اس کے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں:

”کوئی قوم من حیث القوم اس وقت تک زندہ نہیں رہتی جب تک اس کے افراد منظم نہ ہوں ایک سلک میں منسلک نہ ہوں۔“

مزید لکھتے ہیں:

”ہر جدید فرقہ نے جو اسلام کا مدعی ہے اس نے ہم مسلمانان اہل سنت وجماعت کے قدیم فرقہ ہی میں سے لوگوں کو قادیانی وخارجی غیر مقلد و دیوبندی وغیرہ بنایا۔ کسی غیر مسلم کو اپنا ہم مذہب نہیں بنایا۔ اور یہ اس وجہ سے ممکن ہو گیا کہ مسلمانان اہل سنت وجماعت منظم نہیں کسی ایک قوت کے ماتحت جمع نہیں۔ اس درد کو محسوس کر کے مسلمانان اہل سنت وجماعت کی سراسیمگی وپریشان حالی سے متاثر ہو کر **افضل المدققین، اکرم المفسرین، امام المناظرین، استاد العلماء، صدرالافاضل، فخرالاماثل، حضرت مولانا حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب متعنا اللہ بطول بقائہ**، نے مرادآباد میں آل انڈیا سنی کانفرنس کی بنیاد قائم فرمائی۔ اور اس کا افتتاحی جلسہ ایسا عظیم الشان منعقد فرمایا جس میں تمام ہندوستان کے صرف علما و فضلا و سجادہ نشین حضرت ہی ڈھائی سو سے زیادہ جلوہ افروز تھے۔“

آگے لکھتے ہیں:

''اس کے بعد تمام ہندوستان کے مسلمانان اہل سنت وجماعت کا فرض ہے اگر وہ مذہبی طور پر زندہ وسلامت رہنا چاہتے ہیں تو ہر سال ہر صوبے میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس منعقد کریں۔ جس کے ذریعے ہر سنی مسلمان ایک سلک میں منسلک ہو کر اپنے اور جدید مذاہب سے واقف ہو کر اغیار کی دست وبرد سے بچ کر اپنا ایمان محفوظ رکھ سکے۔''

[سواد اعظم مراد آباد: ربیع الآخر، ۱۳۴۷ھ ص ۲]

سنی کانفرنس پوکھریرا میں صدر الافاضل کو ہدیہ تبریک

۱۳، ۱۴، ۱۵/ ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۶، ۱۷، ۱۸/ مئی ۱۹۲۷ء پوکھریرا ضلع مظفر نگر میں سنی کانفرنس کے اجلاس ہوئے۔ اس اجلاس سے متعلق انجمن معین الاسلام کیڈ گنج الہ آباد کے صدر محترم جناب عنایت غوری صاحب فیروز پوری صاحب نے ایک مختصر تاثر تحریر فرمایا۔ جس میں آپ نے صدر الافاضل کو ہدیہ تبریک وتحسین فرماتے ہوئے سال ۱۳۴۵ھ کے سنی کانفرنس کے صدر مستقل کی حیثیت سے کرسی صدارت پر فائز ہوئے حجۃ الاسلام کو بھی مبارک باد پیش فرمائی۔ ملاحظہ فرمائیں:

''آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس منعقدہ ۱۶ تا ۱۸/ مئی ۱۹۲۷ء بمقام پوکھریرا ضلع مظفر پور بہار کے ایمان افروز باصرہ نواز مناظر سے بے حد غایت انبساط وسرور حاصل ہوا۔.... جملہ ارباب حل وعقد الجمیعۃ العالیہ الاسلامیہ ہند کی مساعی قابل تعریف ہیں۔ ہم بخلوص قلب اپنے **بزرگ محترم صدر الافاضل، استاد العلماء حضرت مولانا حکیم حافظ محمد نعیم الدین صاحب فاضل مراد آبادی ناظم اعلیٰ الجمیعۃ العالیہ اسلامیہ ہند،** کی خدمت گرامی میں ہدیہ تبریک وتحسین پیش کرتے ہیں۔ اس سال کے لیے الجمیعۃ العالیہ کے صدر مستقل کے معزز ترین عہدہ پر حضرت عظیم البرکۃ امام العلماء حضور حجۃ الاسلام حضرت علامہ مولانا الحاج المفتی القاری الشاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری دام ظلہم العالی کا انتخاب، جذبات اسلامیہ ہند کی صحیح ترجمانی اور کرسی صدارت کی بہترین زینت افزائی ہے۔ ہم بصمیمہ قلب حضور پر نور سرکار حجۃ الاسلام حضرت علامہ بریلوی قبلہ وکعبہ دامت برکاتہم کے حضور مراسم عقیدت ولوازم تحیت بجالاتے ہیں۔ مولیٰ کریم اسلامی دنیا کو تادیر حضرت ممدوح الشان کے فیوض وبرکات سے فائض المرام کرے۔ آمین''

[السواد الاعظم مراد آباد: محرم/ ۱۳۴۶ھ، ص ۹]

اس اجلاس کی تفصیلی روداد اخبار الفقیہ: ۷/ جون ۱۹۲۷ء ص ۴، ۵۔ پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

بنارس سنی کانفرنس میں صدرالافاضل کو ہدیہ تہنیت

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے اجلاس منعقدہ ۲۴ تا ۲۷/ جمادی الاولی ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۷ تا ۳۰/ اپریل ۱۹۴۶ء میں علماے کرام کی طرف سے صدرالافاضل، محدث اعظم ہند اور مولانا عبدالحامد بدایونی، کو خصوصی طور پر ہدیہ تہنیت پیش کیا گیا، ملاحظہ کریں بنارس سنی کانفرنس کی رپورٹ کا درج ذیل اقتباس:

"آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس **حضرت صدرالافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس،** حضرت فخر ملت و طریقت مولانا سید ابوالحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند، و حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی ناظم نشر و اشاعت، کی ان مساعی جمیلہ پر جو سنی کانفرنس کے لیے فرمائی ہیں، انتہائی اخلاص و عقیدت کے ساتھ مبارک باد دیتا ہے۔ اور یقین رکھتا ہے کہ ان حضرات کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ سنی کانفرنس آج اس بلند معیار پر پہنچ رہی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان حضرات کو اجر عظیم عطا فرمائے اور آئندہ بھی کانفرنس کو ان کی رہنمائی و مساعی سے مستفید ہونے کا موقع عطا فرمائے۔"

[مختصر رپورٹ، بنارس آل انڈیا سنی کانفرنس (۱۹۴۶) ص ۳۶]

بدایوں سنی کانفرنس میں صدرالافاضل کو مبارکباد

"جنوری/ ۱۹۴۶ء ۲/ صفر المظفر ۱۳۶۵ھ کو مولانا عبدالحامد قادری بدایونی کے دولت کدہ پر سنی کانفرنس کے حوالے سے ایک اجلاس ہوا۔ جس میں سنی کانفرنس کے تبلیغی اور اصلاحی اغراض و مقاصد پیش کیے گئے، عہدے تجویز ہوئے، ممبر سازی کی گئی، چند اہم تجاویز پاس کی گئیں، انہیں میں سے ایک تجویز صدرالافاضل کو مبارک بادی پر مشتمل پاس ہوئی۔ ملاحظہ کریں:۔

"یہ جلسہ **صدرالافاضل حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی ناظم عمومی آل انڈیا سنی کانفرنس** و حضرت مولانا علامہ سید محمد صاحب اشرفی محدث کچھوچھوی مدظلہ کی گراں قدر خدمات پر جو سنی کانفرنس کی تشکیل و توسیع کے سلسلے میں انجام دے رہے ہیں، عمیق جذبات کے ساتھ مبارک باد پیش کرتا ہے۔ اور اس امر سے اتفاق کرتا ہے کہ طبقہ اہل سنت کو ایک لڑی میں منسلک کیا جائے۔ اور علما و مشائخین کرام اور مدارس و خانقاہوں کی تنظیم کرتے ہوئے تبلیغ و اشاعت دین کا عملی کام شروع کیا جائے۔ مدارس اہل سنت کے لیے ایک ایسا مفید و مشترک نصاب جاری کیا جائے جس کے بعد ہمارے طلبہ بہترین مدرس کو مفتی واعظ عالم بن کر مسلمانوں کی زندگی کے ہر شعبہ میں خدمات انجام دے سکیں۔"

[دبدبہ سکندری، ۱۶/ جنوری ۱۹۴۶ء ص ۷، بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، ص ۹۹ تا ۱۰۱]

شہراورئی سنی کانفرنس میں صدرالافاضل کی خدمات پر اظہار تحسین

۱۸؍فروری ۱۹۴۶؍شہراورئی میں سنی کانفرنس کا ایک اجلاس ہوا۔ اوراس میں کئی اہم تجاویز پاس کی گئیں۔ ان میں سے ایک تجویز میں سنی کانفرنس کو مسلمانان ہند کے لیے بہبودی وفلاح دارین کا سبب بتاتے ہوئے، صدر الافاضل کی خدمات کو سراہا گیا۔ ملاحظہ کریں۔:

''مسلمانان اورئی کا یہ جلسہ عام آل انڈیا سنی کانفرنس کے انعقاد کو مسلمانان ہند کے لیے بہبودی وفلاح دارین کا باعث سمجھتا ہے۔ اوراس کے **ناظم حضرت جناب صدرالافاضل مولانا نعیم الدین صاحب**.... کے اقدام کو بنظر تحسین دیکھتا ہے۔ اور مسلمانان ہند سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ اس کانفرنس کو کامیاب بنائیں۔''

[دبدبہ سکندری: ۲۸؍فروری، ۱۹۴۶ء ص۸، بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، ص ۱۱۲]

مدیر اخبار دبدبہ سکندری رامپور کا صدرالافاضل کو ہدیہ تبریک

مسلمانوں کے ناگفتہ بہ حالات کے پیش نظر صدرالافاضل نے سنی کانفرنس کی بنیاد رکھی تھی۔ بلاشبہ صدر الافاضل بہت بڑے نباض تھے، جنہوں نے حالات کی بروقت نبض شناسی کرتے ہوئے علاج کی تدابیر اختیار فرماکر مجروح معاشرے کے زخموں کو مندمل کرنے کی سعی جمیل فرمائی۔ آپ کی اسی مسیحائی اور مدبرانہ فکر کو سراہتے ہوئے اور سنی کانفرنس میں آپ کی خدمات پر اظہار تہنیت پیش کرتے ہوئے مدیر اخبار دبدبہ سکندری نے بڑا ہی دل نواز تبصرہ تحریر کیا ہے۔ ملاحظہ کریں:

''اس نازک دور ابتلاو فتن میں جب کہ مسلمانوں کا شیرازہ ملی بکھر گیا ہے، اور مسلمانوں میں اختلاف کروٹیں لینے لگا، مسلمان آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے، تو حضرات علمائے کرام کو بربادی ملت کا شدید احساس ہوا۔ اور تمام سنیوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی سعی بلیغ میں مصروف ہوگئے۔ ہم سنیوں کے مستحق **ہزاروں ہزار احترام وعظمت حضرت جناب استاذ العلماء صدرالافاضل مولانا مولوی مفتی حکیم الحاج سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب مد ظلہ العالی** اور دیگر حضرات اکابرین کرام بے شمار مبارک بادوں کے مستحق ہیں۔ کہ انہوں نے قوم کی دکھتی ہوئی رگوں کو پہچان لیا۔ مسلمانوں پر اترے ہوئے چہرے کو بھانپ لیا۔ اور ملت عالیہ کی کس مپرسی، ذلت، تباہی اور بربادی کا راز معلوم کرلیا اور آل انڈیا سنی کانفرنس کی تشکیل فرمائی۔ چوں کہ ملت اسلامیہ کے مفاد کے پیش نظر رکھ کر سنی کانفرنس کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور تنظیم اہل سنت اس کا مقصد تام ہے۔ اس لیے ہم نہایت مسرت سے دیکھ رہے ہیں کہ تمام ہند میں اس آفتاب عالم تاب کی شعائیں پھیل گئیں۔ اور ہر جگہ اس کا انعقاد ہونے لگا۔ جلسے جلوس میں مسلمانوں کے اتحاد واتفاق وغیرہ پر مل جل کر سوچنے کا موقع ملنے لگا۔ اخبارات ہمیں بتاتے ہیں جس سرعت سے اس جمیعۃ عالیہ نے مسلمانوں کو اپنے دامن

میں لے لیا وہ حقانیت کی دلیل بین ہے۔"

[دبدبہ سکندری: ۳۱/ دسمبر ۱۹۴۵ء ص ۳، بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، ص ۲۲۷]

۲۷ تا ۳۰/ اپریل ۱۹۴۶ء کو جو بنارس میں سنی کانفرنس کے اجلاس ہوئے ان اجلاس کے اختتام پر بے شمار اصحاب علم و فضل نے آپ کو مبارک بادی کے نذرانے پیش کیے۔ اور سنی کانفرنس کے حوالے سے آپ کی انتھک جد وجہد اور بے لوث خدمات کو سراہا۔ مدیر اخبار دبدبہ سکندری رامپور، نے بھی درج ذیل تہنیتی تاثر پیش کیا۔ ملاحظہ کریں۔ مدیر موصوف لکھتے ہیں:

"تمام جزوی و کلی انتظامات اجلاس کے لیے **حضرت قبلہ صدرالافاضل استاذالعلماء جناب مولانا الحاج حکیم حافظ سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس** اور مجلس استقبالیہ کے صدر محترم فخر ملت امام المتکلمین حضرت سیدی جناب مولانا مولوی مفتی شاہ سید محمد صاحب محدث اعظم کچھوچھوی مدظلہم کی جس قدر تعریف کی جائے، کم ہے۔ بلکہ ہم کہے دیتے ہیں کہ ان دونوں ہندوستان کے اسلامی ملت کے مایہ ناز بزرگوں اور آپ کے دست و بازو و اراکین اراکین کرام کے محاسن انتظام و سعی ملی و جدوجہد دینی کی تعریف ہماری مقدرت سے باہر ہے..... حضرات کرام رونق افزائے کانفرنس کی جو عنائتیں بالخصوص **حضرت قبلہ صدرالافاضل مدظلہ** کی جو مخصوص مہربانی ایڈیٹر دبدبہ سکندری پر ہوئی وہ تا دیر یاد رہے گی..... فقیر صابری (مدیر دبدبہ سکندری) نے تو یہ سمجھ لیا ہے کہ سنیوں کا ہندوستان کے گوشے گوشے میں ڈنکا بجے گا، جس کے لیے ہم اس کے بانی **حضرت قبلہ صدرالافاضل مدظلہ** کو انتہائی مسرت و صمیم قلب سے مبارک باد پیش کرتے ہیں"

[دبدبہ سکندری: ۱۰/ مئی ۱۹۴۶ء ص ۳، بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، ص ۲۴۰، ۲۳۹]

صاحب سجادہ اجمیر شریف کا اظہار تحسین

مسلمانان ہند کے مذہبی، مسلکی، قومی، ملی، سیاسی، سماجی، معاشرتی اور اقتصادی، حالات جب نازک ہو گئے۔ لادینیت و بدمذہبیت کے اندھیرے چاروں طرف سائیں سائیں کرنے لگے۔ اسلام اور مسلمان جب ناگفتہ بہ حالات سے دوچار ہوئے، تو صدرالافاضل نے میدان عمل میں قدم رکھ کر قوم کی قائدانہ کمی کو پورا کیا۔ ہندوستان کی مقدس و عظیم بارگاہ اور مشہور آستانہ کے صاحب سجادہ سید آل رسول علی صاحب کا درج ذیل بیان جو اخبار دبدبہ سکندری رام پور میں شائع ہوا۔ جس میں صاحب سجادہ نے سنی کانفرنس کی بنیاد کے بنیادی اسباب بیان کرتے ہوئے صدرالافاضل کی قائدانہ صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے بڑے ہی دل چسپ انداز میں صدرالافاضل کی خدمات کو سراہا ہے۔ ہم یہاں صاحب سجادہ کا مضمون نقل کرتے ہیں ملاحظہ کریں:

"یہ حقیقت مخفی نہیں ہے کہ مسلمانوں کا سواد اعظم یا بالفاظ دیگر اہل سنت و جماعت کی ملک میں ہمہ گیری، عمومیت واکثریت حنفیہ، شافعیہ، حنبلیہ، اور مالکیہ مذاہب اور چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ وسہروردیہ وغیرہ طرق وملل پر مشتمل ہے، مگر افسوس ہے کہ ان میں باہمی نظم نہ ہونے کے سبب ان کا شیرازہ غیر محکم ہے۔ اس جماعت کے تمام افراد صحیح عقائد سے بے خبر ہیں۔ اور وہ عقائد حقہ اور باطلہ کے درمیان امتیاز کی پوری قابلیت نہیں رکھتے۔ اور کوئی مکمل تنظیم نہ ہونے کے باعث ادنیٰ ادنیٰ ترغیب پر صراط مستقیم سے بھٹک کر لا مذہبیت اور گمراہی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ روز بروز ان کی تعداد کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور ان کا وقار کم ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر واحسان ہے کہ اس اہم ترین فریضہ کا احساس سب سے پہلے ہمارے **حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی الحاج حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ العالی** کو پیدا ہوا ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس کا بیڑا اٹھایا ہے کہ ملک بھر میں امکانی تدابیر کے ساتھ اس عظیم الشان جماعت کی مکمل تنظیم کی جائے۔ اس کے افراد کو لا مذہبیت اور گمراہی سے بچایا جائے۔ تبلیغ واشاعت کے ذریعہ عقائد حقہ کی ترویج وحفاظت کی جائے۔ ان کے باہمی اختلافات مٹا دیے جائیں۔ اتحاد واتفاق اور اخوت وعمل کے ساتھ اس جماعت کے وقار کو زندہ کیا جائے۔

مختصر یہ کہ احکام شرعیہ اور معمولات دین حقہ کو مسلمانوں کے ہر شعبہ زندگی کا جزو لاینفک بنایا جائے۔ اس مقصد کے لیے حضرت ممدوح نے "آل انڈیا سنی کانفرنس" کی انعقادی اطلاعات اخبارات اور پوسٹروں کے ذریعہ جاری فرمادی ہیں۔ اس کا پہلا آل انڈیا اجلاس بمقام بنارس شہر میں منعقد ہوگا۔ اس سلسلہ میں جملہ خط وکتابت حضرت مولانا موصوف کے نام نامی پر صدر دفتر مرادآباد جامعہ نعیمیہ سنی کانفرنس مرادآباد کے پتہ سے ہونی چاہیے۔ اس کے لیے تمام ملک میں ضلع وار، صوبہ وار انجمنیں قائم ہو رہی ہیں۔ ان سب کو ایک مرکز کے ساتھ منسلک کیا جائے تاکہ آئندہ بمصداق "بنیان مرصوص" اس جماعت کی ایسی محکم شیرازہ بندی ہوجائے کہ پھر کوئی مخالف قوت اس کو صدمہ نہ پہنچا سکے۔ اور نہ اس کے سیلاب ترقی کو روک سکے۔ یقین ہے کہ عامۃ المسلمین تمام اہل مذہب وملت اس اہم ترین اصلاحی تحریک میں کامل سرگرمی، ہمت وجرأت اور ذوق ایمانی کو کام میں لا کر حصہ لیں گے۔ اور اس مبارک تحریک کی تعمیر وتکمیل میں کوئی فروگزاشت نہ فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ بانی تحریک کو جزائے خیر دے۔ اور اس خاص دینی تحریک کو جلد قبولیت تامہ عطا فرمائے۔ آمین۔

خیر اندیش: فقیر دیوان سید آل رسول علی خاں سجادہ نشین آستانہ عالیہ سلطان الہند غریب نواز اجمیر شریف (راجپوتانہ)

[دبدبہ سکندری: ۳۱/ دسمبر ۱۹۴۵ء ص ۷، بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، ۲۷۳، ۲۷۴]

سنی کانفرنس فیروز پور میں صدرالافاضل پر اعتماد کلی کا اعلان

۲/ نومبر ۱۹۴۵ء مطابق ۲۶/ ذوالقعدہ ۱۳۶۴ھ کو فیروز پور پنجاب چھاؤنی میں اراکین جمعیت عالیہ رضویہ حامدیہ پنجاب کے زیر اہتمام مولانا ابوالشفاعت صوفی عنایت محمد خان غوری حامدی صدر جمعیت وصدر سیرت کمیٹی فیروز پور چھاؤنی کی صدارت میں سنی کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا، جس میں سنی کانفرنس کے حوالے سے صدرالافاضل کی ذات پر کلی اعتماد کا اعلان کیا گیا، ملاحظہ کریں:

"یہ جلسہ آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد اور **حضرت صدرالافاضل استادالعلماء مولانا مولوی مفتی حکیم حافظ سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتھم**، کی ذات گرامی پر اعتماد کلی کا اظہار کرتا ہوا برادران اسلام سے پر زور درخواست کرتا ہے کہ اجلاس بنارس کو قلمے، سخنے، اور مالی امداد سے کامیاب کریں۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۱، ۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء ص ۹، اخبار دبدبہ سکندری، ۵/ دسمبر ۱۹۴۵ء ص ۶]

سنی کانفرنس شاہجہاں پور میں صدرالافاضل پر کلی اعتماد کا اعلان

دسمبر ۱۹۴۶ء کو شاہجہاں پور میں حکیم سلطان احمد کی صدارت میں سنی کانفرنس کا ایک اجلاس ہوا، جس میں مفتی دانش علی فریدی نے سنی کانفرنس کے اغراض ومقاصد بیان کیے، زکاۃ بل کی مخالفت میں تقریر کی۔ اور ساتھ ہی بانی سنی کانفرنس صدرالافاضل پر اعتماد کلی کا اعلان کیا۔ [مرجع سابق: ۷، ۱۴/ دسمبر ۱۹۴۶ء ص ۱۰]

چاندور بازار ضلع امراوتی سنی کانفرنس میں صدرالافاضل پر اعتماد کلی کا اظہار

۲۸/ دسمبر ۱۹۴۵ء کو کچھی مسجد چاندور بازار ضلع امراوتی میں مولانا عبدالسلام باندوی صاحب کی صدارت میں سنی کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں صدرالافاضل پر اعتماد کلی کی تجویز بھی منظور ہوئی۔ ملاحظہ کریں:

"مسلمانان چاندور بازار ضلع امراوتی کا یہ جلسہ عام آل انڈیا سنی کانفرنس کے..... ناظم صدرالافاضل صاحب مرادآبادی ودیگر کارکنان پر اعتماد کلی کا اظہار کرتا ہے اور ان کے فرامین پر سر تسلیم خم۔"

[اخبار دبدبہ سکندری: ۹/ جنوری ۱۹۴۶ء ص ۸، بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس ص ۹۷]

گوٹی گاؤں سی پی سنی کانفرنس اور صدرالافاضل پر اعتماد کلی کی تجویز

۶/ اپریل ۱۹۴۶ء کو جامع مسجد گوٹی گاؤں میں ایک عام جلسہ مولانا سید محمد عبدالودود قادری جبل پوری کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس میں حسب ذیل قرارداد پاس ہوئی۔ قرارداد میں سنی کانفرنس کو ذریعہ رحمت خداوندی بتاتے ہوئے صدرالافاضل پر کامل اعتماد کا اظہار بھی کیا گیا۔ قرارداد ملاحظہ کریں:

''مسلمانان گوٹی گاؤں کا یہ جلسہ عام جمہوریت اسلامیہ آل انڈیا سنی کانفرنس کو ہندوستان کے نو کروڑ صحیح العقیدہ مسلمانوں کی مذہبی و ملی واحد نمائندہ جماعت یقین کرتا ہے۔ اور اس کے قیام کو مسلمانوں کی مذہبی و قومی ترقی کا ذریعہ رحمت و برکت خداوندی کا باعث سمجھتا ہے۔ نیز اس کے صدر محترم حضرت قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری مد ظلہ العالی اور **ناظم اعلیٰ استاذ العلماء حضرت سید صدرالافاضل دامت برکاتھم العالیہ** پر کامل اعتماد رکھتا ہے۔ اور ان کے ہر حکم وارشاد پر ہر وقت مل کرنے بلکہ ضرورت پر ہر قسم کے ایثار و قربانی کے لیے تیار ہے۔''

[دبدبہ سکندری، ۱۹/ اپریل ۱۹۴۶ء ص ۸، بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس ص ۱۴۳]

عرس شریف چنار کے جلسہ میں صدرالافاضل پر اعتماد کا اظہار

حضرت بابا قاسم سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے اجلاس میں سنی کانفرنس وغیرہ امور سے متعلق کئی اہم تجاویز پاس ہوئیں۔ انہی میں سے ایک تجویز گوٹی گاؤں والی بھی منظور ہوئی۔ اخبار دبدبہ سکندری میں اس تجویز کو شائع کیا گیا ہے ہم تکرار سے بچتے ہوئے پوری روداد سے بس ایک اقتباس پیش کر رہے ہیں۔

''یہ جلسہ...... **ناظم اعلیٰ استاذ العلماء حضرت سید صدرالافاضل دامت برکاتھم العالیہ** پر کامل اعتماد رکھتا ہے۔ اور ان کے ہر حکم وارشاد پر ہر وقت مل کرنے بلکہ ضرورت پر ہر قسم کے ایثار و قربانی کے لیے تیار ہے۔''

[دبدبہ سکندری: ۱۰/ مئی ۱۹۴۶ء ص ۸، بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس ص ۱۴۶]

سنی کانفرنس فتح پور ہسوہ میں صدرالافاضل اور سنی کانفرنس پر قیمتی تاثرات

۲۳/ فروری ۱۹۴۶ء مطابق ۲۱/ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ کو ضلع فتح پور ہسوہ کے قصبہ ایرایاں میں سنی کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا، جس میں جناب محمد عبدالواسع خاں قادری کی طرف سے تجویز پیش کی گی جو بالاتفاق منظور ہوئی۔ تجویز میں علمائے اہل سنت خصوصاً صدرالافاضل کے وجود کو رحمت الٰہی قرار دیا گیا۔ ملاحظہ کریں:

''مسلمانان قصبہ ایرایاں ضلع فتح پور ہسوہ کا یہ جلسہ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے انعقاد کو بنظر استحسان دیکھتا ہے۔ اور بطیب خاطر اس کا خیر مقدم کرتا ہے۔ اور اس کی ہر آواز پر لبیک کہنے کے لیے تیار ہے۔ اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے صدر حضرت مولانا پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری دامت برکاتھم **اور ناظم اعلیٰ حضرت صدرالافاضل استاذ العلماء جناب مولانا حافظ مولوی مفتی حاجی حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتھم مرادآبادی،** و دیگر حضرات علمائے اہل سنت و جماعت کے وجود کو رحمت الٰہی سمجھتا ہے۔ اور جمیع مسلمانان ہند سے آل انڈیا سنی کانفرنس کی اعانت اور تائید کی پرزور اپیل کرتا ہے۔''

[دبدبہ سکندری: ۱۱/ مارچ ۱۹۴۶ء ص ۵۔ بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، ص ۱۱۷]

صدرالافاضل کا ضعف ونقاہت اور سنی کانفرنس

صدرالافاضل نے سنی کانفرنس کے لیے جو قربانیاں دیں وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ سنی کانفرنس بنارس کے موقع پر آپ اپنی زندگی کے آخری پڑاو پر تھے۔ شوگر، اختلاج قلب، بخار کی شدت، اور ضعف ونقاہت کا تقاضا تو یہ تھا کہ آپ بستر استراحت پر آرام فرما ہوتے۔ مگر آپ نے دینی وملی خدمات کے لیے خود کو مکمل وقف کر دیا تھا۔ مصنف تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، اخبار دبدبہ سکندری کے حوالے سے آپ کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:-

''یاد رہے کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کے عمائدین اور زعما سب ہی اس بر محل رہنمائی پر اعزاز کے مستحق ہیں ایک سے ایک بڑھ کر صاحب بصیرت تھا، مگر **صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی** کی ذات سب سے نمایاں ہے۔ موصوف ذیابیطس، اختلاج قلب اور بخار کے ایک ساتھ حملہ سے شدید سے متاثر تھے۔

ضعف ونقاہت کا یہ عالم تھا کہ اس کے سوویں حصہ ہونے پر ڈاکٹروں کی ہدایت کے موافق بڑے بڑے لیڈر خاموش آرام گاہ میں جا بستے ہیں۔ اور تبدیلی آب وہوا کے لیے خوشگوار فضا کو تلاش کیا جاتا ہے۔ آپ کی صحت مندی اور قوت وطاقت کے لیے اخبارات میں مسلسل دعاؤں کی التجا جاری رہی۔ مگر متعدّد امراض، ضعف ونقاہت کے باوجود آل انڈیا سنی کانفرنس کے ناظم مصروف کار رہے۔ آپ کی مسلسل محنت اور بصیرت ایمانی نے اسلامیان ہند کی بر محل رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ ملت اسلامیہ آپ کی خدمات کی زیر بار احسان ہے۔''

[دبدبہ سکندری: ۲۸ر مئی ۱۹۴۷ء ص ۱، تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، ص ۲۹۳]

سنی کانفرنس کے حوالے سے خط وکتابت

صدرالافاضل کی کوششوں اور محنتوں کا ہی نتیجہ تھا کہ پورے ملک میں سنی کانفرنسیں قائم ہوئیں۔اوران کے زیرِاہتمام ہر شہر ہر گاؤں میں چھوٹے بڑے جلسے اور مجلسیں منعقد کی گئیں۔اصحاب علم وفضل،ارباب عقل وخرد،عامہ مسلمین بکثرت تنظیم سے مربوط ہوئے۔اور ہر عام وخاص نے اس میں حد بھر حصہ لیا۔مشائخ کرام،علمائے ذوی الاحترام، ائمہ مساجد،اوردانشوران قوم وملت نے بخوشی ورغبت خلوص کے ساتھ اس تنظیم میں شرکت کی۔تقریری، تحریری،مالی ہرطرح کی ضرورتوں کوپوراکیا۔ اور صدرالافاضل کے شانہ بشانہ چل کر کانفرنس کو کامیابیوں کی اعلیٰ منزلوں تک پہنچایا۔سنی کانفرنس کی کامیابی میں صدرالافاضل کی بے لوث خدمات رہیں جن کا ایک مختصر ساخاکہ گزشتہ اوراق میں پیش کیا گیاہے۔اب ہم یہاں سنی کانفرنس کے حوالے سے علماومشائخ کے نام آپ کے گرامی نامے اور آپ کے نام ارباب علم وفضل کے خطوط نیزآپ کی طرف سے شائع کردہ سنی کانفرنس کے اجلاس کے دعوت نامے جس قدر دست یاب ہوسکے پیش کرتے ہیں، تاکہ قارئین سنی کانفرنس میں صدرالافاضل کی خدمات و کارکردگی اور جدوجہد سے مزید آگاہ ہوسکیں۔

سنی کانفرنس کے حوالے سے مشاہیر کے نام صدرالافاضل کے خطوط

ہم یہاں پہلے سنی کانفرنس کے حوالے سے ارباب علم ودانش کے نام صدر الافاضل کے گرامی نامے نقل کررہے ہیں بعد میں آپ کے نام مشاہیر کے خطوط درج کریں گے۔

گرامی نامہ بنام صدرالشریعہ

کسی بھی تنظیم وتحریک میں اصل کردار دستور کا ہوتا ہے۔سنی کانفرنس کے حوالے سے کئی دستور منظرعام پر آئے۔پہلی کانفرنس میں منظور شدہ تجاویز سے ملخص دستوراساسی مفتی محمد عمرنعیمی صاحب نے ۷رشعبان المعظم ۱۳۶۴ھ کومرتب فرمایا، جومتعدّد بار شائع ہوا۔

اس سے قبل صدالافاضل نے سنی کانفرنس کے حوالے سے ایک دستور صدرالشریعہ مولاناامجد علی صاحب اعظمی سے بھی تیار کرنے کا مطالبہ کیاتھا۔یقیناًوہ دستور شائع ہواہوگا۔البتہ فقیر کوتلاش بسیار کے باوجود بھی نہ مل سکا۔ اس حوالے سے صدرالافاضل کادرج ذیل خط جوصدرالشریعہ کے نام ہے قابل ملاحظہ ہے۔:

مکتوب

حضرت محترم دام مجدکم السامی................. السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

سُنّی کانفرنس کے دستور کے لیے ملک کی سُنّی کانفرنسیں بے چین ہیں۔ تقاضے بہت زیادہ ہیں اور کام بھی رُکا ہوا ہے۔ اس لیے بہ مجبوری ۲۰/ محرم ۱۳۶۶ھ بروز یک شنبہ اس لیے مقرر کردیا ہے کہ آپ تشریف لاکر دستور کی تکمیل فرمادیں۔ اس تاریخ کے لیے حضرت مفتی اعظم دامت برکاتھم سے بھی تشریف آوری کی التجاکی گئی ہے اور حضرت محدث صاحب اور حضرت ملک العلماء کو بھی اس تاریخ کے لیے مدعو کیا گیا ہے۔ خواہش ہے کہ عرس کچھوچھہ شریف سے قبل دستور مکمل ہوجائے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے عرس شریف میں شائع ہوجائے۔ جواب فوراً ارسال فرماکر ممنون فرمائیں۔ والسلام مع الاکرام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ۔۶/ دسمبر ۱۹۴۶ء

بنام مولانا اعجاز احمد فریدی

مولانا اعجاز احمد فریدی کے نام اپنے خط میں صدر الافاضل سنی کانفرنس کی اعانت ومدد ہر سنی کے لیے لازم قرار دیتے ہوئے۔ نیز سنی کانفرنس کے قیام، اور اس کی ترویج وغیرہ کا حکم دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”آج کل آل انڈیا سنی کانفرنس کے اہتمام میں مصروف ہوں اور ہر سنی پر اس کی اعانت لازم واجب ہے۔ آپ بھی جہاں ہیں وہاں سنی کانفرنس جلد از جلد قائم کیجیے، ممبر بنائیے، صدر مقرر کیجیے، خود آپ ناظم ہوں اور آل انڈیا اجلاس کے لیے نمائندے تجویز فرمائیے اور اس کی مالی اعانت کا انتظام کیجیے، کانفرنس کے کاغذات روانہ کرتا ہوں۔ والسلام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

بنام محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد خاں

بنارس سنی کانفرنس منعقدہ ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، اپریل/ ۱۹۴۶ء میں شرکت کے لیے محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد کو درج ذیل خط آپ نے تحریر فرمایا، جس میں آپ نے مفتی اعظم پاکستان کی شرکت کو کانفرنس کی روح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ کریں۔:

مولانا المکرم سلمہ!

بنارس سنی کانفرنس کے اجلاس ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، اپریل/ ۱۹۴۶ء کو ہوں گے۔ آپ کی شرکت اس کانفرنس

کی رُوح ہے۔ ۲۶/ اپریل کی شام یا ۲۷/ دن میں بنارس رونق افروز ہو جائیے۔ مصارف سفر کے لیے حاضر کیے جائیں گے۔ حضرت مفتی اعظم دام مجدہ اور بریلی سنی کانفرنس کے اراکین کی خدمت میں بھی میری طرف سے التجائے شرکت کے لیے عرض کر دیجیے۔ جواب کا انتظار ہے۔ والسلام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ۔ از بنارس کینٹ اسٹیشن ڈیری

بنام تاج العلماء حضرت محمد میاں مارہروی

حضور تاج العلماء محمد میاں مارہروی، کو سنی کانفرنس میں شرکت کی دعوت درج ذیل خط کے ذریعے دی۔ لکھتے ہیں:

ہدیہ سینہ سینہ بکمال احترام معروض!!!

مرادآباد میں جامعہ نعیمیہ کے سالانہ جلسوں کے ساتھ ساتھ سنی کانفرنس کے اجلاس بھی ۴، ۵، ۶، شعبان ۶۴ھ بروز شنبہ، یک شنبہ، دوشنبہ منعقد ہوں گے۔ التجا کہ حضرت والا درجت ان مجالس میں شرکت فرما کر نیاز مند کو ممنون کرم فرمائیں۔ والسلام مع الاکرام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

مکتوب (۲) تاج العلماء کے نام اپنے دوسرے خط میں سنی کانفرنس کو اتحاد اہل سنت کا مقصد بتاتے ہوئے آپ لکھتے ہیں۔:

”سنی کانفرنس کا مقصود ارتباط و اتحاد اہل سنت ہے۔ اور آپ ہمارے مخدوم و محترم تو سب سے مقدم، اس ارتباط کا استحکام ہے۔ خداوند عالم نصیب فرمائے۔ آمین۔ حضرت مفتی اعظم نے مرادآباد میں سنی کانفرنس کی صدارت فرماتے ہوئے بار بار یہی ارشاد فرمایا ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ حضرت اس التجا کو پذیرا فرمائیں گے اور تشریف آوری کے لیے کوئی مناسب وقت مقرر فرمائیں گے۔ والسلام مع الاکرام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

۱۱/ رمضان مبارک روز دل افروز دوشنبہ مبارکہ

مولانا ابوالحسنات قادری کے نام صدر الافاضل کے کئی اہم خطوط

صدر الافاضل نے ابوالحسنات سید محمد احمد قادری کے نام جو خطوط ارسال فرمائے ان میں سے بس چار خطوط ہمیں دستیاب ہوئے۔ خطوط میں صدر الافاضل نے آپ سے سنی کانفرنس کے حوالے سے جمود و تعطل کی شکایت کی۔

اورانہیں سنی کانفرنس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا حکم دیا ہے۔ اوران کی طرف سے وارد شدہ شکوک وشبہات کے جوابات دیے گئے ہیں۔ نیزیہ بھی بتایا گیا ہے کہ سنی کانفرنس اور جمیعت عالیہ دراصل دوایوان پر مشتمل ہے۔ایک ایوان عام دوسرا ایوان علما۔جس کا نام جمیعت عالیہ ہے۔علاوہ ازیں سنی کانفرنس کے حوالے سے اور بھی کئی اہم امور پر کلام فرمایا ہے۔ہم وہ خطوط یہاں نقل کررہے ہیں۔ملاحظہ کریں:

مکتوب(۱)

حضرت مولانا المحترم اکرمکم الاکرام!!!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حج وزیارت کی نعمتیں مبارک۔تشریف آوری کی اطلاع کا منتظر ہی رہا،وقت پر خبر نہ ہوسکی۔اب بھی دل آپ کے دیدار کا متقاضی ہے۔سردی زیادہ ہے۔تنفس کا مرض ہے۔جس وقت بھی افاقہ ہوااور موقعہ ملا آپ کے دید و برکات سے لطف اندوز ہونے کا قصد رکھتا ہوں۔

ملک بھر میں سنی کانفرنس قائم ہوگئی ہیں اور ہورہی ہیں۔پنجاب سنی کانفرنس آپ کے ورود مسعود کے لیے چشم براہ تھی۔دنیا میں تمام جماعتیں بیدار ہیں،کیا سنیوں ہی کی قسمت میں خواب غفلت ہے؟

اُمید یہ تھی کہ آپ حضرات کے اَثرواِقتدار سے پنجاب کی سنی کانفرنس تمام صوبوں پر فائق ہوگی مگر ابھی تک جمود ہی نظر آتا ہے۔براہ کرم چشم عنایت سے کرم فرمائیے۔اور تھوڑا وقت اس دینی خدمت کی نذر کیجیے۔مولانا ابوالبرکات مولوی سید احمد صاحب سے سلام مسنون کے بعد یہی مضمون عرض کردیجیے۔والسلام۔

سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

مکتوب(۲)

عزیز محترم سلمہ!!!

دعوات دارین وسلام مسنون کے بعد مکتوب ہو کہ آپ کا خط ملا۔مسرت عظ ملا۔ماشاء اللہ آپ کا جذبہ معلوم ہوکر نہایت خوشی ہوئی۔آپ نے جمہوریت پنجاب قائم فرمائی۔جزاکم المولیٰ تعالیٰ۔آپ نے جو خط چھاپا ہے اس کی دوسو چارسو جس قدر کا پیاں آپ عنایت کرسکیں فوراً بھیج دیجیے۔دیوان صاحب اجمیر شریف آوری کا اندراج سہواً ہوگیا،اس کی اصلاح درکار ہے۔استفسارات کے جواب ذیل میں ملاحظہ کیجیے۔

① آل انڈیا سنی کانفرنس کا نام جمہوریت اسلامیہ مرکزیہ ہے یہ دوایوانوں پر مشتمل ہوگی ایک ایوان عام، ایک ایوان علما جس کا نام جمہوریت عالیہ ہے۔آپ دستوراَساسی طبع کرانے کے مجاز ہیں،اگر چھپوائیں دوہزار یہاں کے لیے بھی چھپوالیں،مصارف ادا کیے جائیں گے۔

۲) دستور پر نظر ثانی کر کے بعد اصلاح ارسال کیا جاتا ہے۔
۳) رُوداد ابھی تک طبع نہیں ہوئی مرتب کی جارہی ہے۔
۴) خطبہ استقبالیہ طبع ہورہا ہے صوبائی جمعیتیں اس کی جس قدر کاپیاں چاہیں گے مناسب قیمت پر دی جائیں گی۔
۵) پاکستان کی تجویز سے جمہوریت اسلامیہ کو کسی طرح دست بردار ہونا منظور نہیں۔ خود جناح صاحب اس کے حامی رہیں یا نہ رہیں۔ وزارتی مشن کی تجویز سے ہمارا مدعا حاصل نہیں ہوتا۔
۶) روزانہ اخبار کی ضرورت ہے، اس کے لیے کوئی باہمت تیار نہیں ہوا۔

عزیزی مولانا مولوی سید احمد صاحب سلمہ سے سلام مسنون فرمادیں۔ والسلام۔

سید محمد نعیم الدین مرادآبادی

مکتوب (۳)

عزیز القدر سلمہ!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا گرامی نامہ ملا۔ پاکستان کو شرعی پابندیوں کے ساتھ وجود میں لانا کسی طرح قابلِ اعتراض نہیں ہوسکتا۔ صوبائی سنی کانفرنس جلد قائم ہونی چاہیے تاکہ اس کے ماتحت اضلاع کی اور ان کے ماتحت مفصلات کی جمعیتیں قائم ہوسکیں۔ اور اس نظام کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے موثر مساعی عمل میں لائی جاسکیں۔

الیکشن کے موقع پر کانگریس کے حق میں رائے دینے سے مسلمانوں کو روکنا بالکل بجا ہوگا۔ اور اس میں کچھ تامل نہیں، مگر اس کے آگے قدم بڑھانے کی اجازت میں آپ کو نہیں دیتا، اور آگے بڑھنے میں ہمارے اپنے مفاد خلل پذیر ہوتے ہیں۔ جوش میں اپنے آپ کو قابو میں رکھنا مردانگی ہے۔

مولوی..... صاحب کے بچہ کو مولیٰ سبحانہ صحت عطا فرمائے۔ میں اس کے لیے دعا کرتا ہوں، براہ کرم مجھے اس کی صحت سے مطلع فرمائیے۔ مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ لیگ کانگرس سے بدتر ہے، غلط بھی ہے اور بہت خطرناک بھی۔ اگر یہ کلمے کانگرس کے کان میں پہنچ جائیں تو وہ مسلمانوں کو آزار پہنچانے میں ان سے مدد حاصل کرسکتے ہیں۔ دعا کرتا ہوں کہ حضرت کریم برحق مولوی صاحب کی ذہنیت درست فرمادے، نہ وہ کسی کی سنتے ہیں نہ کسی سے دریافت کرتے ہیں۔ اپنی رائے کو خدا جانے کیا سمجھتے ہیں۔ مولیٰ سبحانہ حق کی ہدایت فرمائے۔ ہمیں بھی اور انہیں بھی اور اپنے سب مسلمان بندوں کو۔ آمین۔ والسلام۔

سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

مکتوب(۴)

عزیزی سلمہ دعوات وافرہ وسلام مسنون!!!

فوری طور پر ایک اطلاع دے دی گئی تھی جس میں نئی وبا کا علاج مقصود تھا۔اس کی مکمل طبع شدہ آپ کے پاس خطبہ صدارت بھیج رہا ہوں ۔آپ کے خیال میں جوراہ اختیار کی وہ اس ماحول پر نظر کرتے ہوئے کچھ بعید نہیں ہے جس میں اب تک آپ ہیں۔اور رائے جیسی بھی ہو اس کا اظہار میرے نزدیک پسندیدہ ہے۔سنی کانفرنس کے شرکا کی تعداد کروڑ سے ضرور متجاوز ہو چکی ہے۔تو کیا آپ کی رائے میں مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد میں کوئی بھی ذی عقل و دماغ والا انسان نہیں۔اس میں علما بھی ہیں، انگریزی داں بھی ہیں، وکلا بھی ہیں۔اگر سب طبقے ناکارہ ہیں صرف چار ہی آدمی ایسے قابل ہیں جو سیاست کی گاڑی چلاسکیں، تب تو مسلمانوں کو صبر کر کے بیٹھ جانا چاہیے۔

میرے نزدیک تو اللہ کے فضل سے مسلمانوں میں بہت سمجھ دار لوگ ہیں جو اس کام کو بہ خوبی کر سکتے ہیں اور ان میں سے خود آپ بھی ہیں۔اس وقت جو کونسلیں حکمرانی کر رہی ہیں ان کے ارکان پر نظر ڈالیے، کیسے کیسے بے علم ہیں۔اور آپ کے علما میں بھی اللہ کے فضل سے ہر قابلیت کے لوگ موجود ہیں۔یہاں مدعا ہی اور تھا۔

بہر حال آپ غور کر لیجیے جو مضمون خط میں لکھا ہے اگر آپ کی رائے میں مناسب ہو تو تار کے ذریعے سے بھیج دیجیے۔اور آپ کی ملاقات یقیناً فائدہ بخش اور ضروری ہے۔اور اس کی بہتر تدبیر یہ ہے کہ ۲، ۳، ۴/ شعبان اجلاس بھی ہیں حضرت محدث صاحب تشریف فرما ہوں گے اور علما بھی ہوں گے۔آپ دونوں بھائی بھی تشریف لائیں تو بہت اچھا موقع گفتگو کے لیے ملے گا۔سفر خرچ تشریف آوری کے لیے پیش کیا جائے گا۔

آپ کے استفسارات کے جوابات اور آپ کے جوان مردانہ عمل پر مسرت کا اظہار میں آپ کا پہلا خط پا کر لکھ چکا ہوں۔تعجب ہے کہ آپ کو وصول نہیں ہوا۔دستور اَساسی چھاپنے کی قطعی اجازت ہے۔خطبہ صدارت آپ ملاحظہ فرمائیں اس میں سے کچھ کم نہیں کیا گیا۔والسلام۔

سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

[ماخوذ از ماہنامہ عرفات لاہور، بنام تذکرہ نعیم الدین مرادآبادی، جولائی، اگست، ۱۹۷۳ء ص ۹، ۱۰، ۱۱]

مولانا مسعود احمد صابری دہلوی کے نام

مولانا حافظ شاہ محمد مسعود احمد صابری دہلوی کے نام خط میں سنی کانفرنس کے تعلق سے مالی خستہ حالی اور اس کے سبب پیش آنے والی الجھنوں کا ذکر کرتے ہوئے صدر الافاضل لکھتے ہیں۔:

عزیز القدر سلمہ!!! السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

آپ کا محبت نامہ ملا مسرور فرمایا۔ جزاك الله تعالیٰ فی الدارین خیرا۔

سنی کانفرنس کے اجلاس ۲۷۔۲۸۔۲۹۔۳۰/اپریل کو ہوں گے۔ روپے ہمارے پاس نہیں ہے۔ اس کی ہمیں سخت پریشانی لاحق ہو رہی ہے۔ خدا کرے اجلاس عزت وآبرو کے ساتھ ہو جائیں۔ ہمیں اُمید نہیں کہ ہم تمام آنے والوں کے کھانے کا انتظام بھی کر سکیں۔ فکر میں سرگرداں ہیں۔ خداوند عالم مدد فرمائے۔ دعا کیجیے!

ایسی حالت میں ہم اخباروں کو کچھ بھی نہیں دے سکتے، نہ ان کے مصارف برداشت کر سکتے ہیں اور اب پروپیگنڈہ کا وقت بھی نہیں رہا۔

مجھے بہت افسوس ہے کہ میں اپنے بعض ایسے مخلص احباب کو جن کی شرکت میرے لیے سبب مسرت تھی، صرف اس وجہ سے دعوت دینے سے قاصر ہوں، کہ کانفرنس کے پاس زادِ راہ دینے کا انتظام نہیں ہے آپ ضرور تشریف لائیں۔ مولانا ناز اہد القادری صاحب سلمہ سے میرا سلام فرما دیجیے۔ میں ان کی ہمدردی اور محبت کا ممنون ہوں۔

والسلام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

۱۳/اپریل ۱۹۴۶ء

صدرالافاضل کے نام ارباب علم ودانشوران قوم کے خطوط

بحوالہ سنی کانفرنس

گزشتہ اوراق میں وہ خطوط پیش کیے گئے جو صدرالافاضل نے ارباب علم ودانش کے نام ارسال فرمائے۔ اب ہم یہاں سنی کانفرنس کے حوالے سے وہ خطوط جو صدرالافاضل کے نام آئے نقل کرتے ہیں۔ ان خطوط میں اکثر وہ خطوط ہیں جن میں مکتوب نگار حضرات نے اپنے اپنے علاقوں میں سنی کانفرنس کے قیام اوراس سے متعلق اجلاس وغیرہ کی تفصیل اور عہدہ داران سنی کانفرنس کے ناموں کی فہرست درج کی ہے۔ ہم حروف تہجی کے اعتبار سے خطوط نقل کررہے ہیں۔ ملاحظہ کریں۔:

مکتوب اسمٰعیل منہوری بنام صدرالافاضل

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

از منہور تھانہ!

بخدمت شریف ناظم صاحب دامت برکاتہ صدر دفتر آل انڈیا سنی کانفرنس، مرادآباد مزاج مبارک!

آج مورخہ ۲۸ ر نومبر ۵۴ء کو قصبہ منہور تھانہ کی جامع مسجد میں آل انڈیا سنی کانفرنس... قائم کرنے کے لیے حاضر شودافراد میں سے مندرجہ ذیل اشخاص کو منتظمہ کمیٹی..... چنا گیا۔

① مولانا شبیر احمد صاحب، صدر
② منشی سبحان خاں صاحب، نائب صدر
③ بندہ ناچیز محمد اسمٰعیل، سیکرٹری
④ منشی مقتدر علی صاحب، نائب سیکرٹری
⑤ سید محراب علی صاحب، خزانچی
⑥ محمد اسمٰعیل سیکرٹری، قصبہ منہور تھانہ۔

مکتوب ڈاکٹر اقبال احمد قادری

ڈاکٹر محمد اقبال قادری بن محترم بن عبدالشکور یکم جون ۱۹۲۸ء میں پیدائش ہوئی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ رٹائرڈ منصرم ججی مین پوری، دستاویز نویسی و مترجم دستاویزی پیشہ اختیار فرمایا۔ حضور اشرفی میاں

سے شرف ارادت حاصل کیا۔ مذہبی و ملی بہت سی تنظیمات میں حصہ لیا اور سنی کانفرنس مین پوری، انجمن خدام ملت وغیرہ مشہور تنظیمات میں رکن کی حیثیت سے شامل رہے۔ منزل [مطبوعہ] بلندی۔ حضرت جگر مرادآبادی مین پوری میں [اردو، ہندی]، مقصد شہادت، نذرانہ عقیدت کتابیں یادگار چھوڑیں۔ ۱۶؍ جون کو دارِ فانی سے رخصت ہوئے۔

آپ نے صدر الافاضل کے نام سنی کانفرنس کے حوالے سے درج ذیل خط تحریر فرمایا ملاحظہ ہو:

"صدر دفتر آل انڈیا سنی کانفرنس کے اعلان کے مطابق مورخہ ۱۶؍ اپریل بروز سہ شنبہ بعد نماز مغرب قبلہ حکیم محمد احمد صاحب علوی مدظلہ کے دولت کدہ پر اراکین کمیٹی اہل سنت والجماعت اور خدام ملت کی ایک مجلس انتظامیہ منعقد ہوئی، جس میں علاوہ اراکین کیمٹی کے شہر کے بااثر حضرات نے بھی شرکت کی۔ ساڑھے آٹھ بجے کارروائی کمیٹی شروع ہوئی۔ سب سے پہلے سید اوصاف نبی صاحب جنرل سیکرٹری انجمن اہل سنت والجماعت نے مجلس کے منعقد ہونے کی وجہ اور سنی کانفرنس کے مقاصد عظمیٰ پر مختصر روشنی ڈالی۔

ازاں بعد قبلہ حکیم صاحب نے جو دعوت نامہ بنارس آل انڈیا سنی کانفرنس کا آیا تھا پڑھ کر سنایا۔ جس کو ہر شخص نے بہت غور سے سنا۔ اور سنی کانفرنس کے مقاصد عظمیٰ پر پُرجوش لبیک کہا، اور ہر شخص نے قرطاس رکنیت بھر کر یہ عہد کیا کہ وہ جمہوریۃ العالیۃ الاسلامیۃ آل انڈیا سنی کانفرنس کی خدمت کو موجب سعادت دارین جانتا ہے۔ دین کی حمایت، مذہب کی حفاظت، برادران اسلام کے ساتھ محبت، دشمنان اسلام اور تمام فرق ضالہ مثلاً روافض، خوارج، وہابیہ، گاندھویہ، احراریہ اور خاکسار وغیرہم سے مداہنت، اسلام سنیت کی تبلیغ و اشاعت ضروری اور مسلمانوں کی ہمدردی و خیر خواہی فرض سمجھتا ہے۔

جمعیۃ العالیۃ الاسلامیۃ کے اَغراض و مقاصد جس نے پڑھے ہیں وہ ان سے متفق ہے۔ اور ان سب کے لیے ہر ممکن سعی کام میں لائے گا اور اپنے مقدور تک کسی خدمت سے دریغ نہ کرے گا۔ اس کے بعد یہ طے پایا کہ ہم لوگوں کا فرض ہے کہ شہر کے تمام سنی حضرات کو سنی کانفرنس کا ممبر بنائیں۔ چناں چہ اس رائے پر عمل کرنے کے لیے ہر محلے کے دو دو ذمے دار شخصوں کو منتخب کیا گیا، تاکہ وہ ممبر سازی کریں۔

اب یہ سوال درپیش تھا کہ سنی کانفرنس کی جانب سے کون کون نمائندے بنارس روانہ کیے جائیں؟

لہٰذا بالاتفاق رائے طے پایا کہ قبلہ حکیم صاحب سے بہتر کوئی اس فرض کو انجام نہ دے سکے گا۔ لہٰذا ان سے عرض کیا گیا جس کو موصوف نے بڑی خوشی سے باوجود اپنی مصروفیات کے منظور فرمالیا۔

اب قبلہ حکیم صاحب ہی مین پوری سنی کانفرنس کے نمائندے کی حیثیت سے بنارس میں تشریف لے جائیں گے۔ یہ بھی طے پایا کہ اس کی ایک نقل اخباران دبدبہ سکندری، الفقیہ، سعادت لائل پور پنجاب کو روانہ کی جائے اور ایک نقل صدر دفتر آل انڈیا سنی کانفرنس کو بنارس بھیجی جائے۔ اس کے بعد یہ مجلس انتظامیہ قریب ۱۲ بجے قریب شب

برخاست کی گئی۔

ہمیں یہ لکھتے ہوئے بہت افسوس ہوتا ہے کہ ہم طلباے رضا کاران انجمن خدام ملت بوجہ امتحان سالانہ اس اجلاس بنارس کی سعادت سے محروم رہے۔ یہ سچ ہے کہ ہم لوگ مین پوری میں ہوں گے مگر ہمارے دل بنارس کے شان دار اجلاسوں پر لگے ہوں گے، جہاں یہ مبارک اجتماع علماے کرام و مشائخ عظام کا ہوگا۔

اقبال احمد قادری۔ جوائنٹ سکریٹری انجمن خدام ملت مین پوری

مکتوب مولانا اکبر خاں میواڑ راجستھان ریاست اودیپور

مولانا اکبر خاں بن انور خاں کی پیدائش ۱۹۰۹ء کو ادیپور میں ہوئی۔ میرٹھ، علی گڑھ اور ادیپور انجمن اسلامیہ میں تعلیم پائی۔ ۱۹۳۳ سے وہیں تدریس کی خدمات انجام دی۔ حضور مفسر اعظم ہند سے شرف ارادت حاصل تھا۔ اور ان سے شرف اجازت و خلافت بھی حاصل ہوئی۔ حجۃ الاسلام اور خلیفہ اعلیٰ حضرت قطب میواڑ مفتی ظہیر الدین سے بھی اجازت و خلافت حاصل ہے۔ ۱۹۴۵ میں استاد گرامی قطب میواڑ کے حکم سے ڈونگر پور پہنچے اور وہیں رہتے ہوئے مذہبی ملی سیاسی سماجی ادبی خدمات انجام دیں۔ متعدّد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ۲۹ر جمادی الثانی بروز منگل مطابق ۲۴ر جون ۲۰۰۹ء کو وصال ہوا، اور بروز بدھ کو تدفین عمل میں آئی، اور ڈونگر پور ہی میں آپ کا مزار شریف ہے۔

آپ نے سنی کانفرنس کے تعلق سے درج ذیل خط صدر الافاضل کو تحریر فرمایا:

”بخدمت فیض درجت حضرت مولانا مولوی مفتی حکیم قبلہ نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم!

بعد ماھو ہوالمسنون: گزارش آں کہ آپ کے خطوط اور شتہارات متعلق سنی کانفرنس موصول ہوئے۔ یہاں کے علما و مشایخ نے نہایت خوشی کے ساتھ اس تحریک پر لبیک کہا اور اس کی حمایت کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔ لہٰذا آپ قرطاس ممبری روانہ فرمائیں۔ اور اخبارات وحدت والامان والفقیہ میں یہ خبر شائع فرمادیں کہ جملہ ریاست اودیپور میواڑ کے سنی مسلمان سنی کانفرنس کے زبردست حامی ہیں۔ تکلیف گوارا فرما کر مطلع فرمائیں کہ سنی کانفرنس کہاں کہاں قائم ہوئی اور کون کون سے سنی علما کانفرنس میں شرکت فرما چکے ہیں۔ فقط۔

نیاز آگیں: محمد اکبر خاں صدر مدرس مدرسہ دار الادب، اودیپور میواڑ راجپوتانہ

مکتوب ایم ٹی اسرار احمد

جناب ایم ٹی اسرار احمد نے سنی کانفرنس کے حوالے سے درج ذیل دو خط صدر الافاضل کو ارسال فرمائے۔ ملاحظہ کریں:

بخدمت فیض درجت حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی حکیم نعیم الدین صاحب مدظلہ مرادآباد یوپی!
محترم ذوالمجد والکرم زید لطفہ السلام علیکم!
بفضل المولیٰ تعالیٰ مندرجہ ذیل جگہوں میں سنی کانفرنس کی شاخیں اور بنارس کانفرنس کی کامیابی کے لیے چندہ سے کامیاب ہوا ہے۔

① شہر کوٹہ۔ جناب حکیم کریم بخش صاحب پروفیسر شفاء الہند محلہ گھنٹہ گھر کوٹہ راجستھان، ناظم سکریٹری
② مولانا محمد ادریس خطیب جامع مسجد و قاضی شہر چھائونی نصیر آباد ڈاکخانہ چھائونی نصیر آباد اجمیر، صدر
③ مولانا مولوی عبد الحفیظ صاحب صدر پیلی بھیت والے عربک معلم انگریزی کالج بوندی ریاست بوندی، صدر
④ محمد یحییٰ خان مدرس مدرسہ اسلامیہ سانگود کوٹہ اسٹیٹ ڈاکخانہ سانگود، ناظم
⑤ وکیل حیدر حسین صاحب کلیرہ کوٹہ اسٹیٹ، صدر
⑥ منشی محمد اسمٰعیل خان ولد پیر ابراہیم قصبہ منہور تھانہ کوٹہ اسٹیٹ، ناظم
⑦ بشیر احمد خان ولد رسول خان منہور تھانہ کوٹہ اسٹیٹ، نائب صدر
⑧ قاضی محبوب اللہ جامع مسجد منہور تھانہ کوٹہ اسٹیٹ، صدر
⑨ منشی وکیل خیر محمد صاحب خان پور کوٹہ اسٹیٹ، ناظم

ان اراکین کے ساتھ مندرجہ مذکورہ جگہوں میں شاخیں قائم ہوئی ہیں۔ لہٰذا آپ ان کے ساتھ بذریعہ خط وکتاب ہمدردی ہر طرح کر دیجیے۔ ہر ایک ضروری بات پر اطلاع فوراً دی جائے۔ اور اولاً ان کو اس بات پر آمادہ کر دیجیے۔ کہ دبدبہ سکندری اور الفقیہ خریدیں، جب تک نہ خریدیں آپ....خط کو نہ روکیں۔ آپ کے گرامی نامہ....اگرچہ کارڈ پر ہی ہو سہی ضرور بار بار تحریر فرمائیں۔ ان سب مندرجہ کارکنوں سے دریافت کرکے ان کی ضروریات کی چیزیں برائے اشاعت روانہ کر دیجیے۔ جلد جواب عنایت فرمانا۔ کہ بندہ کو اب کدھر جانا چاہیے۔ اور کوئی کام جو سنی کانفرنس کی بابت ہو اطلاع فرمانا۔ اور جو رقم بندہ سے دفتر میں وصول ہوئی ہے۔ اس کی تفصیل بھی تحریر کرنا۔ اور فارم ممبری جو دفتر میں وصول ہوا ہے۔ نام مع ولدیت وسکونت کافی ہے۔ فقط۔

ایم، ٹی، اسرار احمد غفرلہ۔　　۱۸/۱۲/۱۹۴۵ء۔

مکتوب (۲)

۷۸۶/۹۲-۳۱/۳/۴۶

آج مورخہ ۷/ جنوری ۱۹۴۶ء بعد نماز عشاء بمسجد محلہ چوبداران زیر صدارت جناب مولانا مولوی محمد عبد الرؤف صاحب آروی ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے مبلغ مولانا مولوی احمد صاحب ملیاری

کی تحریک کے بعد مندرجہ ذیل حضرات کی یہ کمیٹی باقاعدہ منعقد ہوئی۔

① حکیم سید اصغر علی صاحب: صدر

② مولانا مولوی عبد الرؤف صاحب: نائب صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ حنفیہ جودھپور

③ مولوی حافظ عبد الحمید صاحب سکریٹری

④ سید ریاض الحسن صاحب نائب سکریٹری

⑤ کے، ایم، غلام مصطفی صاحب خزانچی

⑥ مولوی غلام محی الدین صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ حنفیہ جودھ پور

⑦ اللہ دیا خاں صاحب ولد علی احمد صاحب مرحوم

⑧ نذیر خاں صاحب ولد امیر احمد خاں صاحب مرحوم

⑨ محمد خاں صاحب ولد امیر خاں صاحب مرحوم

⑩ عبد اللہ صاحب ولد لعل محمد صاحب مرحوم

مولوی عبد الرؤف صاحب کے پاس دو سو رسید تیار ہیں لہٰذا ان سے جلد طلب فرمانا۔

فقط العبد ایم ٹی..... احمد غفرلہ اللہ، ازمالابار۔

مکتوب مولانا ایوب سہسرامی

۷۸۶۔ سہسرام محلہ دائرہ۔ مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۹۴۶ء

حضرت سیدی دامت برکاتکم!

قدمبوسی وتحیات مسنونہ..... بکمال ادب معروض!

ضروری امر قابل گزارش یہ ہے۔ کہ سہسرام میں بحمد اللہ تعالی سنی کانفرنس محض حضور کی ادنی توجہ سے قائم ہوگئی۔ اور ۱۷ر ماہ ادارہ کو مکمل ہو کر اسی سے عہدہ داران وغیرہ عمل میں آیا جس کے متعلق مفصل خط حضرت محدث صاحب سہسرامی تحریر فرما چکے، اس وقت حسب ذیل اُمور زیر غور ہیں اور محض اسی وجہ سے کاروائی رکی ہوئی ہے۔ بہت جلد مجھے مرحمت فرمائیں۔

① یہ کہ سنی کانفرنس سہسرام ضلع شاہ باد (ارہ) کا الحاق صدر دفتر آل انڈیا سنی کانفرنس میں کر دیا جائے۔

② سنی کانفرنس سہسرام کے لیے قرطاس رکنیت جو وہاں سے آئے ہیں ان کی تعداد صرف آٹھ ہے۔ ہمیں سردست کم از کم پانچ سو چاہیے۔

③ فارم مذکورہ بالا جلد سے جلد بھیج دیں۔ یا اگر قاعدہ نہ ہو تو ضروری... تحریر فرمائیں کہ اس پر عمل کیا جائے۔

④ رسید بھی جو وہاں سے آئی ہے اس میں صرف پچاس ورق ہیں۔ یہاں کم از کم یہ بھی پانچ سو ہونا چاہیے۔ اس کے بھی ۳....درکار ہے۔

⑤ جن لوگوں سے رکنیت کے فارم پر دستخط لیے جائیں گے اس کا ایک نمونہ فارم پر زید بکر کے نام سے بھر کر مکمل صورت میں بھیج دیں۔

⑥ رسید بھی اور قرطاس رکنیت کے سرنامہ پر الجمعیۃ العالیہ تحریر ہے۔ یہاں قصبہ سہسرام کی یہ سنی کانفرنس قائم ہوئی ہے۔ یہاں کے لحاظ سے سرنامہ پر کیا عبارت ہوگی؟

⑦ اگر قرطاس رکنیت اور رسید بھی صدر دفتر سے نہ ملنے کا قاعدہ ہو اور ہر کانفرنس اپنے طریقے پر چھپوائے تو براہ کرم پانچ سو قرطاس رکنیت اور پانچ سو رسید بھی چھپوا کر بہت جلد بذریعہ وی پی بھیجنے کا انتظام فرمائیں۔ یا مطلع کو چھاپنے کا آرڈر دے کر مطلع فرمائیں تاکہ جس قدر روپیہ کی ضرورت ہو حاضر کر دیا جائے۔

محمد ایوب علی نائب ناظم سنی کانفرنس سہسرام

اسمائے گرامی عہدہ داران سنی کانفرنس سہسرام

① مولانا الحاج حکیم سید شاہ وصی احمد صاحب محدث سہسرامی، صدر

② خاں صاحب مولوی محمد عمر علی خاں، نائب صدر

③ مولانا الحاج حکیم سید شاہ صلح الامر احمد صاحب، ناظم

④ مولانا سید شاہ عبد المغنی صاحب، نائب ناظم

⑤ محمد ایوب، نائب ناظم

⑥ حضرت سید شاہ نجیح الدین احمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ بصیریہ سہسرام خازن

محمد ایوب عفی عنہ، نائب ناظم

مکتوب مولانا بشیر الزماں

۷۸۶

ضلع سنی کانفرنس، باندہ کا قیام۔ ۶ مارچ ۱۹۴۶ء

۶ / مارچ ۱۹۴۶ء بر مکان رحیم بخش صاحب باندہ سوداگر چوڑی ایک جلسہ شوری ہوا۔ جس میں ناصر الاسلام مولانا قاری سید محمد عبد السلام صاحب قادری ناظم تبلیغ آل انڈیا سنی کانفرنس نے ایک مختصر آل انڈیا کانفرنس کے اغراض

ومقاصد پر تقریر کی۔ جس پر حضار جلسہ نے دلی تائید کرتے ہوئے علماے سنی کانفرنس پر اعتماد کا اظہار فرمایا، اور حسب ذیل منتظمہ کا انعقاد ہوا۔

صدر ---------- مولانا سید عبد السلام صاحب قادری

نائبین ------ مولوی حافظ سعید الدین صاحب چشتی صابری و مولوی حکیم خلیل احمد صاحب فضل.....

ناظم ---------- مولوی بشیر الزماں خاں صاحب چشتی نظامی صفوی بقائی

نائب ناظم ------ رحیم بخش صاحب سوداگر چوڑی

ناظم نشر ------ حافظ حبیب بخش واچ میکر

خازن -------- ولی محمد صاحب سوداگر پارچہ

ممبرانِ مجلس

① ظہور محمد شاہ صاحب سوداگر تمباکو
② پیر بخش صاحب دلکش
③ منشی ظہور احمد خاں صاحب
④ غلام محمد صاحب
⑤ قطب الدین صاحب چشتی صابری
⑥ محمد علی صاحب عطر فروش
⑦ منشی فیض بخش صاحب صفوی احسانی
⑧ عبد العزیز خاں صاحب ٹیلر ماسٹر
⑨ مقبول احمد صاحب قادری
⑩ محمد موسیٰ ٹھیکیدار لاہوری
⑪ محمد ایوب لاہوری
⑫ منگل خاں صاحب سوداگر
⑬ منشی کرم الٰہی صاحب چشتی صابری
⑭ عزیز اللہ صاحب سوداگر
⑮ چودھری رسول بخش صاحب سوداگر

نوٹ: قرطاس رکنیت، دستورِ اَساسی رسید بھی نیز ہدایات متعلق سنی کانفرنس ارسال فرماکر ممنون فرمائیے۔

۶ مارچ ۱۹۴۶ء

محمد بشیر الزماں خاں بقائی ناظم سنی کانفرنس باندہ

مکتوب مولوی پی بی کنچا از ایڈاپلی

ازایڈاپلی مورخہ ۳؍اپریل

عالی مقام حضرت قبلہ صدر الافاضل دامت بر کاتھم ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس!

السلام علیکم ورحمتہ!

کل میرے پاس شمالی ملیبار کا ایک شد مسمی ''تالپرمب'' ایک خط ہماری زبان میں وہاں کے ناظم صاحب کی طرف سے وارد ہوا، جس کو اردو زبان میں تحریر کرکے دفتر میں ارسال کرنے کے واسطے میرے پاس بھیجا ہے۔ لہٰذا اس خط کی اردو تحریر حاضر خدمت ہے۔ اور آل انڈیا سنی کانفرنس کی بنارس اجلاس کی بابت خبر بذریعہ اخبار ''دبدبہ سکندری'' کل ہی فقط میرے پاس موصول ہوا ہے۔ لہٰذا بندہ ناچیز حاضر ہونے سے مجبور ہوا، اس وجہ سے معذرت پیش کرتا ہے، اور ہر مجوزہ سنی کانفرنس، بنارس میں اپنا اعتماد و اتفاق ظاہر کرتا ہے۔

خادم مولوی پی بی کنچالو ایڈاپلی

خط کی اردو تحریر یہ ہے: از تالپیرمب۔

۷۸۶۔ ۲۳؍۴؍۴۶ء

بحمدہٖ تعالیٰ کل مورخہ ۲۲؍اپریل ۴۶ء کو زیر صدارت جناب سید پی محمد کنج کویا صاحب مسجد سیدان حضرمی میں ایک جلسہ منعقد ہوا، جس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے اراکین عاملہ مندرجہ ذیل منتخب ہوئے۔

① پی پی سید محمد بن سید محمد علی صاحب... صدر
② کے سید محمد بن سید عبد الرحمن صاحب... نائب صدر
③ کے سید محمد عبد الاحد صاحب... ناظم
④ پی پی سید احمد بن سید محمد پوکویا صاحب... خزانچی
⑤ مولوی کے کنج احمد صاحب... مبلغ

اور باقی دس اراکین سمیت ایک شاخ قائم ہوئی۔

فقط ناظم کے سید محمد عبد الاحد مسجد سیدان تالپیرمب شمالی مالابار

نوٹ: دریافت امر کے لیے عربی زبان کارآمد ہے۔ ایضاً ناظم
ناظم صاحب کا پتہ انگریزی میں تحریر ہونا چاہیے۔

سید محمد عبد الاحد اٹاکویا جنگل جنگلا پلی تالی پر ملانار تھ ملابار

مکتوب اراکین انجمن جمہوریت اسلامیہ سنی کانفرنس آگرہ

حضرت قبلہ مکرمی و معظمی صدر الافاضل صاحب مد ظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد ہدیہ مسنونہ واضح یہ کہ بحمد اللہ العزیز کہ ماہ اپریل ۱۹۴۶ء کو شاخ سنی کانفرنس کا قیام بحمد اللہ العزیز آگرہ میں ہوگیا۔ حسب ذیل حضرات عہدہ داران انجمن ہذا کانفرنس میں شامل ہوں گے۔

① حضرت قبلہ مولانا مولوی مفتی ابو الفخر قمر الدین احمد صاحب اشرفی جیلانی مد ظلہ دار الافتاء اشرفیہ دربار یہ آگرہ صدر انجمن سنی آگرہ۔

② سید عبد القادر صاحب نائب صدر انجمن ہذا۔

③ جناب حکیم سید معظم علی صاحب سیکریٹری انجمن ہذا۔

④ جناب عبد العزیز خاں صاحب ممبر ورکنگ کمیٹی۔

⑤ جناب مولانا عبد الطیف صاحب نائب صدر انجمن ہٰذا۔

⑥ جناب فیاض الدین صاحب اشرفی پروپیگنڈا سکریٹری انجمن ہذا۔

المرسل: اراکین انجمن جمہوریت اسلامیہ سنی، آگرہ۔ ۴۶/۴/۲۰ء

بعالی خدمت والادرجت حامی سنت ماحی بدعت صدر الافاضل حضرت مولانا مولوی نعیم الدین صاحب جنرل سیکریٹری آل انڈیا سنی کانفرنس۔ پتہ: بمقام شہر بنارس اشرفی کینٹ

مکتوب حسن خاں ندوی اشرفی

جناب مولانا صاحب دام مجد کم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

گزارش ہے کہ مولانا ندوی صاحب یہاں صرف ۲۴ گھنٹے رہ سکے۔ ان کے برادر بزرگ مولانا عبد الرب صاحب جبل پوری زیارت حرمین شریفین سے دوسرے روز مراجعت فرما کر جبل پور پہنچنے والے تھے، اس لیے وہ

جلد ہی روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد چاہا کہ لوگوں سے جن جن کے نام وہ لکھ گئے ہیں اور بعض سے زبانی گفتگو بھی کر چکے ہیں جمع کر کے عہدہ داران اور ممبران کو مطلع کر دوں اس طرح دس روز گزر گئے اور جمع نہ ہو سکے۔ بعض لوگوں نے بتلایا کہ جب تک قائد اعظم کا حکم نہ ملے سنی کانفرنس کے متعلق وہ اپنا زاویہ نگاہ بالوضاحت پیش نہ کریں۔ ہم اس کانفرنس سے عملاً ہمدردی نہیں کر سکتے، کیوں کہ اس سے فرقہ پرستی کی بُو آر ہی ہے۔ انہیں سمجھایا گیا کہ ایسا نہیں ہے، بلکہ عام طور سے جو یہ پروپیگنڈا ہو چکا ہے کہ کانگریس میں علما شریک ہیں اور مسلم لیگ کی پشت پر علما نہیں ہیں- اس نظریہ کو غلط ثابت کرنے کے لیے تمام اہل سنت والجماعت اور صوفیاے کرام ایک مرکز پر جمع ہو کر یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ علما و صوفیا کی اکثریت مسلم لیگ کے ساتھ ہے۔ اس پر کچھ لوگوں کی سمجھ میں آیا۔ مگر عام طور پر یہی غلغلہ بلند رہا کہ قائد اعظم کا حکم ہو تو شریک ہوں ور نہ نہیں ؎

بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی است

اسی لیے اس مراسلہ کے خدمت والا میں بھیجنے کے لیے تاخیر ہوئی۔ زیادہ والسلام۔

نیاز کیش طالب دعا: محمد حسن خان ندوی نقشبندی مجددی، خطیب جامع وردھا (سی پی)

مکتوب از دفتر جامعہ محمدیہ شریف جھنگ، پنجاب

فدائے ملت اسلامیہ محترم حضرت صدرالافاضل زید مجدہ ناظم اعلیٰ کل ہند سنی کانفرنس یا مجلس جمہوریت اسلامیہ مراد آباد!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف بعافیت!

پچھلے دنوں جب آل انڈیا سنی کانفرنس (مجلس جمہوریت اسلامیہ) کے قیام کی خبر سے دلی مسرت کی لہر دوڑ گئی تھی۔ اور خداوند قدوس کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا گیا تھا، کہ عرصہ دراز کے سکوت و جمود کے بعد اب ہماری جماعت کے اکابر میں بھی وقت کے مقتضیات (مذہبی، ملّی سیاسی، معاشی ضروریات و ترقیات) کا صحیح احساس پیدا ہو چکا ہے اور مجاہدانہ اقدام کے لیے عملی تیاری ہو چکی ہے۔ جس سے بڑی بڑی اُمنگیں اور خاص توقعات وابستہ ہو چکی تھیں اور اسی ضمن میں چند ایک ضروری عرض گزاشتیں بھی جناب کے دفتر میں بھیجی گئیں، لیکن کچھ عرصہ سے نہایت بے تابی سے انتظار کے بعد دلی حسرت واندوہ کے ساتھ عرض کرنا پڑتا ہے کہ آخر وہی ہوا جس کا خطرہ تھا اور اس پر دل کی عمیق گہرائیوں سے افسوس صد افسوس کی دردمندانہ صدا بے ساختہ نکل رہی ہے کہ اے کاش! ہماری جماعت میں بھی عملی زندگی ہوتی (یا عملی زندگی حاصل کرنے کا احساس پائیدار پایا جاتا)

مولانا محترم! معاف رکھنا یہ ایک دل جلے کارکن کے دُکھیا جذباتِ محبت ہیں جو تلخ تجربہ اور حقائق پر مبنی ہیں۔

افسوس تفصیلات کی گنجائش نہیں نہ جناب کو پڑھنے سننے کی فرصت ہوگی اور نہ ہی عاجز کو اس قدر لکھنے کی فراغت ہے۔ اعیان راچہ بیان۔

راقم نے اعلان سے اس وقت تک کانفرنس کی عملی کارروائی کو حتی الامکان دیکھنے، سمجھنے دریافت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن سوائے کاغذی کارروائی (وہ بھی محدود انداز میں) کوئی ٹھوس کام نہیں معلوم ہوسکا۔ ممکن ہے راقم کی معلومات کا قصور ہو، لیکن جہاں تک ملک کے اہم ترین سیاسی معاملات کا تعلق ہے جو اخباری دنیا میں بدیہی حیثیت رکھتے ہیں۔ (ان میں نظر وفکر کی گنجائش نہیں) آفتاب طلوع ہوتا ہے تو سینکڑوں سیاہ بادلوں کے حائل ہونے سے کسی کو انکار کی مجال نہیں ہوسکتی اور اس کی روشنی دنیا کے گوشہ گوشہ میں بلا تکلف نمودار ہو ہی جاتی ہے۔

حضرت! انگریزی... غلامی میں ہماری جماعت کی عزلت پسندی (یا صرف محدود پیرایہ میں رہنے) اور دوسری جماعت کے ہر اہم کام میں مسلسل سرگرمی کے باعث ملک میں جو اثرات نمایاں ہیں وہ جناب سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

ہم ہر معاملے میں محدود (بلکہ چند چیزوں میں ہی محدود) اور وہ ہر بڑے کام (تدریس، تبلیغ، تصنیف، تالیف، نشر و اشاعت، ملی، مذہبی، سیاسی تحریکات) میں پیش پیش۔ غرض وہ ہر حیثیت سے ملک کے گوشہ گوشہ میں چھائے ہوئے ہیں۔ اور بڑی حد تک مسلمانان ہند کے دل ودماغوں پر قبضہ کیے ہوئے (تھے) اور اپنے پروگرام میں ایک حد تک کامیاب ہورہے تھے کہ یکایک قدرت الٰہی سے (ہماری جماعت کو) غیبی تائید حاصل ہوئی کہ.... جمعیت علمائے ہند ملکی سیاسیات سے پٹے ہوئے ہڑے کی طرح بچھڑ گئی۔ مسلمانوں کے عمومی مفاد سے کوسوں دُور جاپڑنے کے باعث مسلمان ان سے بیزار ہوگئے۔

الغرض علمائے اہل سنت کے لیے کام کرنے کا ایک بہترین سنہری موقعہ ہاتھ آیا۔ کاش اس اہم ترین خداداد موقع سے ہماری جماعت پورا فائدہ اُٹھا سکتی۔ اس وقت تک جس قدر ہماری جماعت کے کام (اس سلسلے میں) ہو رہے ہیں وہ صفر کے برابر ہیں۔ وقت کے اہم تقاضے کے لحاظ سے ضرورت تھی کہ ہماری جماعت ملک کی سیاسی فضا پر (ٹھوس کام کے اعتبار سے) پورے طور پر اثر انداز ہوسکتی۔ مسلمانوں کی ہمدردیاں جماعت کے ساتھ ہیں۔ اور مسلمانانِ ہند کی بہت ہی بڑی بنیادی اسلامی خدمات کی تکمیل ہوتی۔ یہ داستانِ درد بہت طویل ہے جس سے یقیناً جناب کو ہمدردی ہے اس کا اِعادہ تحصیل حاصل ہے۔

القصہ! محض اللہ تعالیٰ کی خاص امداد سے ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک مستقل ملی قومی حیثیت تسلیم ہوگئی۔ ......بس ایک حصہ (پاکستان) مختص کر دیا گیا لیکن ہمارے علما کے سیاسیات حاضرہ میں عملی حصہ نہ لینے کے باعث متوقع نقصانات رُوح فرسا منظر ابھی سے سامنے نظر آنے لگا ہے، کہ مغربی پاکستان کے لیے جو دستور ساز اسمبلی مرتب ہوئی ہے اس میں ایک بھی ایسا رکن نہیں لیا گیا جو شرعی اسلامی آئین کا پورا ماہر (یا کم از کم واقف) ہو۔ حالاں کہ مسلم لیگ

پاکستان کی حمایت و تائید مسلم عوام نے صرف علماے کرام و مشائخ عظام ہی کے ایما پر کی تھی اور پاکستان میں خالص اسلامی شرعی (قرآنی) رائج کرنے پر ووٹ مانگے (اور دیے) گئے تھے۔ اور اب اس سے انحراف کے آثار معلوم ہو رہے ہیں اگر خدانخواستہ فی الواقع ذمہ دار ارکان نے شرعی آئین کے ترتیب و نفاذ سے اعراض کیا تو عام مسلمان یہ کبھی برداشت نہ کر سکے گا۔ شدید بغاوت کا امکان ہے۔

اگر شروع ہی سے ہمارے علماے کرام مشائخ عظام مسلم لیگ کے اندر گھس کر کام کرتے اور تمام نظام پر خود قبضہ کرتے تو انگریزی خواں طبقہ کو اس قدر تصرف کی جرات نہ ہو سکتی۔ لیکن اب بھی وقت ہے کہ اگر آپ حضرات ہمہ تن سرگرم عمل بن کر مسلم سیاسیات میں چھا جائیں، تو سارا نظام آپ کے مبارک ہاتھوں میں ہو سکتا ہے۔ اس لیے دردمندانہ التماس ہے کہ خدارا اس نازک ترین وقت میں کوئی موثر کاروائی کی جائے۔ ہو سکے تو اپنی مجلس عاملہ کے خاص مخلص مجاہد افراد کو بلا کر فوراً ہی ایک مجلس صغری (سب کمیٹی) جو صدر پاکستان محترم قائد اعظم اور خاص ذمہ دار ارکان مسلم لیگ وارکان دستور ساز اسمبلی سے اس اہم ترین ملی اسلامی ضرورت پر گفتگو کرے اور ہر ممکن ذریعہ پاکستان کا آئندہ دستور صحیح اسلامی شرعی نظام کے مطابق بنوائے (اور منوانے) کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دے۔

غالباً آپ کو یقین ہو گا کہ اگر جمعیت علماے ہند.... مسلم لیگ کی موید و ہم نوا ہوتی اور اس موقع پر یہ صورت (انحراف یا تذبذب) اس کو پیش آتی تو یقیناً قیامت برپا کر دیتی۔ ارکان مسلم لیگ کو سمجھ آجاتا کہ مؤیدین و معاونین علماے کرام سے کس طرح عہد شکنی ممکن ہے؟

اگر مناسب سمجھیں (اور راقم کے خیال میں تو ایسے اہم ترین مرحلہ میں وقت کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے فروعی اختلافات سے درگزر کر کے علماے کرام کو باہمی اتحاد سے کام لینا چاہیے) جمعیت علماے اسلام کے صدر مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی سے اس اہم معاملے میں باہمی تعاون ہونا چاہیے۔ اور نیز چند مجاہد مشائخ حضرات پیر صاحب مانکی شریف ضلع پشاور اور حضرت مولانا خواجہ قمرالدین صاحب سیال شریف ضلع شاہ پور، پیر صاحب گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی، پیر صاحب علی پور شریف ضلع سیالکوٹ وغیرہم کو ساتھ ملایا جائے تاکہ علما و مشائخ کا منظم جماعتی حیثیت سے پوری مسلم لیگ و صدر پاکستان پر فوراً خاص اثر پڑ سکے۔

صاحب من! وقت بہت کم ہے اس کے لیے نہایت ہی ضروری ہے کہ فوراً میدان عمل میں (بتوکل الٰہی) مجاہدانہ اقدام رکھیے۔ اور اپنی خداداد غیرت وحمیت اسلامی سے پورا کام لیتے ہوئے پاکستان کو صحیح معنوں میں ''اسلامستان'' بنانے میں کوئی کمی باقی نہ چھوڑی جائے۔ اور ان شاء اللہ العزیز ایک وقت میں یہ پورا ملک (ہندوستان) پاکستان و اسلامستان ہو گا۔ اُمید واثق ہے کہ آپ صاحبان اس اہم ترین اسلامی خدمت میں کماحقہ مجاہدانہ جدوجہد فرما کر ایک عظیم اسلامی حکومت کے سنگ بنیاد رکھنے میں خاص حصہ دار ہوں گے۔

نوٹ۔عرض داشت ہذا کی ایک کاپی محترمی حضرت محدث صاحب کچھوچھوی زید مجدہم کی خدمت میں بھی بھیجی جارہی ہے۔اُمید واثق ہے کہ متعلقہ کارروائی سے جلد مطلع فرمایا جائے گا۔والسلام۔

آپ کا بہی خواہ.......

۹/۱۰/۱۳۶۶ھ

نوٹ ۲: اپنے ریزولیشن میں یہ الفاظ تحریر کیے جائیں تو بہتر ہوگا۔

① ’’اگر پاکستان کا دستور صحیح اسلامی شریعت کے مطابق مرتب نہ ہوا تو دوسرا کوئی دستور (غیر اسلامی) مسلم عوام ہرگز تسلیم نہ کریں گے۔

② شرعی اسلامی دستور کے مطالبہ کے ساتھ ہی اسلامی نظام تعلیم کے مستقل محکمے کے لیے کی بھرپور گزارش کی جائے تاکہ مدارس اسلامیہ عربیہ کا مستقل نظام قائم ہوسکے.....

مکتوب حکیم رفیق احمد

حضرت قبلہ مولوی مولانا الحاج محمد نعیم صاحب ناظم ادام اللہ برکاتھم!

السلام علیکم!!!

آپ کا اشتہار جس میں سنی کانفرنس آل انڈیا اجلاس بمقام بنارس تحریر تھا۔بذریعہ حضرت قبلہ آقائی و مولائی الحاج حکیم جناب عبدالقیوم صاحب منظور احمد شاہ صاحب جمالی نقشبندی مجددی ملا، اور انہیں کے زیر صدارت بمقام کٹنی میں ایک جلسہ منعقد ہوا، جس میں حسب ذیل حضرات نے فیس قرطاس رکنیت ادا کر کے ممبر ہوئے، جس کی رقم بذریعہ منی آرڈر مبلغ سترہ روپیہ ارسال خدمت ہیں اور آپ سے مؤدبانہ ملتجی ہیں کہ ۵۰ عدد قرطاس رکنیت و دیگر اعلانی اشتہارات فوراً بھیج دیجیے تاکہ اس انجمن کی مزید ترقی دینے کی کوشش کی جائے۔اور اگر جبل پور میں اس کی شاخ نہ قائم ہوئی ہو تو وہاں پر حضرت مولانا برہان الحق صاحب کو اس کی دعوت دی جائے کیوں کہ یہ حضرات اعلیٰ حضرت بریلوی کے معتقدین میں سے ہیں۔جناب محمد شاہ صاحب گیسوپوری ضلع بلند شہر کے تشریف لائے ہوئے، آپ جمیع حضرات کو سلام مسنون عرض کرتے ہیں۔پتہ:

عاجز حکیم رفیق احمد عفاعنہ نقشبندی مجددی

از کٹنی سی پی۔۱۶،۱۴۶

① جناب سیٹھ محمد اسحٰق صاحب نقشبندی مجددی جماعتی، امیر جماعت

۲ حکیم رفیق احمد نقشبندی مجددی جماعتی، صدر
۳ جناب امیر بخش رضوی، ناظم
۴ جناب غلام رسول صاحب نقشبندی مجددی جماعتی، خازن
۵ جناب صوفی محمد یونس صاحب نقشبندی مجددی جماعتی، ممبر
۶ جناب عبد الغفور صاحب نقشبندی مجددی جماعتی، ممبر
۷ جناب فضل الحق صاحب نقشبندی مجددی جماعتی، ممبر
۸ جناب منور خاں صاحب دموہ نقشبندی مجددی جماعتی، ممبر
۹ جناب غلام نبی صاحب، ممبر
۱۰ جناب محمد یعقوب صاحب نقشبندی مجددی جماعتی، ممبر
۱۱ جناب محمد یوسف صاحب نقشبندی مجددی جماعتی، ممبر
۱۲ جناب نعمت اللہ صاحب نقشبندی مجددی جماعتی، ممبر
۱۳ جناب مولانا محمد امین خاں صاحب نقشبندی مجددی جماعتی، ممبر
۱۴ جناب ماسٹر.... صاحب نقشبندی مجددی جماعتی، ممبر
۱۵ جناب عبد الستار صاحب نقشبندی مجددی جماعتی، ممبر
۱۶ جناب غلام مصطفی صاحب نقشبندی مجددی جماعتی، ممبر
۱۷ جناب محمد ہاشم صاحب نقشبندی مجددی جماعتی، ممبر

مکتوب سید الزماں نعیمی پوکھریروی

حضرت علامہ مولانا سید الزماں حمدوی نعیمی بن محمد عین الحق، پوکھریرا سیتامڑھی میں اندازاً، ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مقامی مکتب میں حاصل کی۔ متوسطات تک دار العلوم حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں مولانا مقبول احمد خاں اور مولانا مقبول احمد صدیقی سے پڑھا۔ اس کے بعد جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخل ہوئے اور یہاں صدر الافاضل اور دیگر اساتذہ سے کسب علم فرمایا۔ ۲۲/سال کی عمر میں، ۱۸شعبان المعظم ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۴/اکتوبر ۱۹۳۷ء کو جامعہ نعیمیہ سے سند فضیلت و دستار سے نوازے گئے۔

حضرت مولانا سید ابو نصر حمد اللہ کمال الدین علیہ الرحمہ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے۔ بعد فراغت ضلع مظفر پور میں کئی مدارس و مکاتب میں تدریسی خدمات انجام دی۔ عابدہ ہائی اسکول میں مظفر پور میں بحیثیت ہیڈ مولوی تقرر ہوا، ریٹائرمنٹ کے وقت تک وہیں تدریس پر مامور رہے۔ مشہور رسائل و اخبارات میں مضامین شائع ہوتے

تھے۔ متعدّد کتب تصنیف فرمائیں۔ تین مرتبہ حج وزیارت کا شرف حاصل کیا۔ بہت سے تلامذہ چھوڑے۔ مظفر پور کے محلہ امام گنج میں مدرسہ دینیہ غوثیہ کی بنیاد ڈالی اور آخر وقت تک اسی ادارہ کی خدمت میں مصروف رہے۔ شعر وسخن سے خاص تعلق تھا، ''سید'' تخلص فرماتے تھے۔ ''سید'' آپ کے نام کا جز تھا، ویسے آپ شیخ برادری سے متعلق تھے۔ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ مطابق ۳۱؍ جنوری ۱۹۹۶ء کو وصال ہوا۔ اور اپنے آبائی وطن پوکھریرا میں مدفون ہوئے۔

آپ نے سنی کانفرنس میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ فرمایا۔ اس حوالے سے صدر الافاضل کے نام آپ کا درج ذیل خط دستیاب ہوا۔ ملاحظہ کریں:

امام اہل سنت صدر الافاضل استاد العلماء مدظلہ العالی!

سلام سنت علیہ السلام خدمت عالیہ میں نیاز مندانہ پیش کرتا ہوں۔ ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

بادشاہا چہ عجب گر بنوازند گدا را

حضور کے حسب الحکم سنی کانفرنس کے لیے میں نے کوشش شروع کردی۔ مولیٰ تعالیٰ بدعاے حضور کامیابی عنایت فرمائے۔ ایک کمیٹی کی تشکیل فوری کی گئی ہے جس کے ذریعہ حرکت عمل پیدا کی جائے گی۔ ضرورت ہونے پر تغیر تبدل بھی ہوسکتا ہے۔ کمیٹی کے اراکین کے اسما اس پشت پر درج ہیں۔ دبدبہ سکندری میں اشاعت کے لیے دفتر سے بھیج دیا جائے تو مہربانی ہوگی۔ ہمارے اراکین کی راے ہے کہ ربیع الاول شریف میں یک روزہ جلسہ کیا جائے، جس میں قرب وجوار کے حضرات شریک ہوں اور ان کو سنی کانفرنس کے اغراض ومقاصد سے اچھی طرح باخبر کردیا جائے اور اس طرح اس مبارک کانفرنس کی شہرت بھی ہوگی۔

سہ روزہ جلسے کی تیاری ذرا مشکل ہے۔ دیہات میں سردی کے موسم میں رات کو لوگوں کا ٹھہرنا اہم کام ہے۔ قیام وطعام کا انتظام یک بیک یہ نوخیز جماعت نہیں کرسکتی۔ اس لیے یک روزہ جلسہ کی تجویز ہے اور یہ بھی خیال ہے کہ حضور ہی کسی ایک مقرر کو منتخب فرمادیں۔ جو اس غرض کے لیے دیہاتی فضا میں ٹھیک اُتریں اور ربیع الاول شریف میں بارہویں مقدسہ کے بعد جو تاریخ دفتر کی جانب سے مقرر کردی جائے گی اور جن مقرر صاحب کی تشریف آوری کی خبر دی جائے گی۔ اس کی پابندی اور اس کے لحاظ سے تیاری کی جائے گی۔ بغیر دفتر کی راے عالیہ کے اس کا انتظام ملتوی رہے گا۔ اسی لیے مؤدبانہ گزارش ہے کہ حضور اس کے متعلق خط ملاحظہ فرماتے ہی جواب باصواب سے شاد کام فرمائیں۔ رسید.... اور کچھ دستورِ اَساسی کی اور فردیں جلد ارسال فرمادی جائیں۔ قرطاس رکنیت واغراض ومقاصد کی کاپیاں صدر دفتر کے نمونے پہ ہزار ہزار فرد چھپوانے کا خیال ہے تاکہ رکن بنانے کا کام شروع ہوجائے چوں کہ ابھی کافی فنڈ نہیں ہے، اس لیے رسیدیں ودستور اساسی کے چھپوانے کا سردست خیال نہیں، فنڈ ہوجانے پر یہ کام ہوجائے گا۔

سنی کانفرنس کے متعلق پوسٹر جتنے بھی اور جیسے بھی چھپے ہوں اس کو کافی تعداد میں بھیجیں تاکہ تشہیر ہو سکے... بہر حال حضور اگر مناسب خیال فرماتے تو ان کو اپنے قلم فیض رقم سے ہدایت فرماتے تو بہتر ہوتا ہے، گرچہ حضور عالی کی مصروفیتوں کا خیال کر کے یہ التجا مناسب نہیں ہے... اور دستور اساسی کی کاپیاں اور پوسٹروں کا مجموعہ میرے پتہ پر بھیج دیں اور میں پوکھریرا دفتر میں ناظم صاحب کے پاس بھیج دوں گا۔ دبدبہ سکندری کو چھاپنے کے لیے لکھا....کے نام دبدبہ سکندری کا شہید نمبر آگیا۔ مجھے تشویش ہے کہ ایسا کیوں ہوا۔ اب وی پی آئے گی یا مفت آیا کرے۔ خدا جانے کیا بات ہے...

فقط طالب دعا خاک پائے حضور۔ سید الزماں

۲۳ر محرم الحرام مطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۴۵ء بوقت....

مولانا سید الزماں صاحب مدظلہ... پوکھریروی وبصدارت عالی جناب مولانا نعیم الدین صاحب نعمت فاضل شمسی، تلمیذ رشید ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین صاحب دامت برکاتھم العالیہ، مجلس شوری منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا سید الزماں صاحب نے سنی کانفرنس کے دستور اساسی واغراض ومقاصد ودیگر اُمور پر بصیرت افروز روشنی ڈالی، اور سنیوں کو ان کے فرائض سے مطلع فرمایا۔

حاضرین کرام نے اپنی دل چسپیوں کا اظہار کیا اور کانفرنس کی ہر خدمت کے ذمہ دار بنے۔ شرکاے جلسہ کی زریں رائیوں (آرا) سے مجلس منتظمہ کے حسب ذیل افراد منتخب کیے گئے۔

(۱) صدر، حضرت مولانا مولوی ولی الرحمن صاحب مدظلہم العالی
(۲) نائب صدر، حضرت مولانا نعیم الدین صاحب نعمت فاضل شمسی
(۳) ناظم، جناب مولانا عبد العزیز صاحب فیض پوری
(۴) نائب ناظم، جناب مولوی محمد ایوب صاحب حامدی رضوی
(۵) خازن، جناب حکیم محمد رفیق صاحب کمالی

ممبران مجلس منتظمہ

(۱) جناب حافظ عین الحق صاحب کمالی
(۲) جناب حافظ منظور احمد صاحب کمالی
(۳) جناب مولانا مولوی مظہر الحسن صاحب کمالی
(۴) جناب بابو محمد نذیر حسین صاحب رئیس پوکھریرا
(۵) جناب منشی عین الحق صاحب کمالی

(۶) جناب فیاض عالم صاحب حامدی رضوی
(۷) جناب مولوی محیی الدین صاحب حامدی رضوی مدنی پوری
(۸) جناب محمد اسمعیل صاحب پنڈول بزرگ حامدی
(۹) جناب منشی اسمعیل صاحب جٹھ رعیت ریاست دربھنگہ
(۱۰) جناب منشی جمیل اختر صاحب تاجر
(۱۱) جناب حکیم محمد یسین صاحب

مکتوب قاضی شمس الدین جونپوری مصنف قانون شریعت

قاضی شمس الدین جعفری مصنف قانون شریعت صدر الافاضل کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

سنی کانفرنس میں آپ کی بھی خوب خدمات رہی ہیں۔ ٹانڈہ فیض آباد میں جب آپ نے سنی کانفرنس قائم کی تو صدر الافاضل کے نام درج ذیل خط تحریر فرمایا۔ ملاحظہ کریں:

سیدی دام مجدکم وعم فیض!

شوق قدم بوسی کے بعد معروض کہ ۱۸/ اپریل ۴۶ء کو سنی کانفرنس ٹانڈہ میں قائم ہوگئی اور سر دست حسب ذیل تجاویز پاس کی گئیں:

(۱)۔ عہدہ داران کا تقرر۔ (۲)۔ رکنیت سازی۔ (۳)۔ چوں کہ اب کسی کام کا وقت نہیں رہا ہے۔ لہٰذا کانفرنس کی تمام مساعی بنارس کانفرنس کو کامیاب بنانے میں صرف کی جائے گی۔ اسی لیے عہدہ داران وارکان۔ (۴)۔ انتخاب نمائندگان

(۱) شمس الدین احمد، صدر
(۲) مولوی نذیر صاحب، نائب صدر
(۳) مولوی منیر الدین صاحب، ناظم
(۴) مولوی برکت اللہ صاحب، نائب ناظم
(۵) سیٹھ رمضان صاحب، خازن
(۶) مولوی محمد رفیق صاحب، رکن
(۷) مولوی رفیق احمد صاحب چشتی، رکن
(۸) مولوی عبد الباری، رکن
(۹) مولوی عبد الرئوف، رکن

(۱۰) مولوی عبد الجبار، رکن
(۱۱) مولوی سلیمان، رکن
(۱۲) مولوی نورالہدی، رکن
(۱۳) مولوی ولی محمد، رکن
(۱۴) مولوی محمد اسحاق، رکن
(۱۵) مولوی عبد الستار، رکن
(۱۶) مولوی محمد ایوب، رکن
(۱۷) مولوی ثابت علی، رکن

(۵) کانفرنس نے طے کیا کہ ٹانڈہ کانفرنس کی طرف سے چھ ارکان بحیثیت نمائندہ بنارس کانفرنس میں شریک ہوں گے۔

فقط خادم بارگاہ شمس الدین احمد۔ مدرسہ منظر حق ٹانڈہ ضلع فیض آباد

مکتوب مولانا شمس الاسلام بمبئی

سنی کانفرنس صوبہ بمبئی کی تشکیل۔ ۸ر محرم الحرام پاڑکا بلڈنگ بھنڈی بازار

حضرت مولانا شاہ عبد الحامد صاحب قادری بدایونی کی قیام گاہ پر زیر صدارت حضرت سید الطریقت مولانا سید احمد اشرف محدث کچھوچھوی جیلانی مدظلہ عام اجلاس منعقد ہوا، جس میں حسب ذیل تجویز منظور ہو کر سنی کانفرنس کی تشکیل عمل میں آئی:

”طبقہ اہل سنت کے باہمی تعلقات وارتباط اور مذہبی ضروریات اور اہل سنت کی ایک کڑی میں منسلک کرنے کے لیے یہ اجلاس ضروری سمجھتا ہے، کہ بمبئی کے مرکز اہل سنت میں صوبہ اور شہر میں علمائے اہل سنت اور عوام کی نمائندہ جماعت کی تشکیل کی جائے۔ وہ آل انڈیا سنی کانفرنس کے ماتحت کام کرے۔ سنی کانفرنس کی مجلس منتظمہ کی تعداد زائد از زائد... ہوگی۔ اور اس کو حق ہوگا وہ ضروریات کے مطابق مناسب اشخاص کو اپنے اندر شامل کرے۔

سر دست حسب ذیل عہدہ داران وارکان تجویز کیے جاتے ہیں:

(۱) مولانا حکیم فضل رحیم صاحب، صدر و خزانچی
(۲) مولانا محمد احمد صاحب قادری، نائب صدر
(۳) مولانا سید باعلوی صاحب بی اے، نائب صدر

۴ مولانا محمد محسن صاحب فقیہ، نائب صدر
۵ مولانا حکیم شمس الاسلام صاحب، ناظم عمومی
۶ فتح محمد حاجی رمضان صاحب، نائب ناظم
۷ مولانا حامد صاحب فقیہ...............
۸ مولانا محمد صدیق صاحب اعظمی.........

اراکین

۱ حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب قادری مدظلہ
۲ حضرت مولانا اسد الحق صاحب
۳ حضرت مولانا عبد المومن صاحب امام مسجد مدنپورہ
۴ حضرت مولانا حافظ عبد الواحد صاحب
۵ حضرت مولانا سید مرتضی صاحب
۶ حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب
۷ حضرت مولانا شمس التوحید صاحب
۸ حضرت مولانا حمید اللہ صاحب
۹ حضرت مولانا حافظ عبد الحمید صاحب
۱۰ حضرت مولانا سید یوسف صاحب رفاعی
۱۱ حضرت مولانا قاضی محبوب شاہ صاحب
۱۲ منشی فتح خاں صاحب ایڈیٹر القاب گجراتی
۱۳ ابو بکر قاسم پٹیل نل بازار
۱۴ حاجی اسمعیل تیراتی صاحب
۱۵ حاجی محمد نبیل صاحب
۱۶ احمد حاجی اسمعیل صاحب گھاس والے
۱۷ حسن علی صاحب ٹانک بندر
۱۸ اسمعیل ڈوگری صاحب
۱۹ حاجی چاند صاحب......

۲۰ حاجی غلام محمد رسول صاحب قادری قصاب ٹولہ

طے پایا کہ جلد از جلد بمبئی میں سنی کانفرنس کی رکنیت کا کام شروع کر دیا جائے۔

منجانب: ناظم عمومی سنی کانفرنس صوبہ بمبئی

مکتوب مولانا عابد شاہ رامپوری

وقت کے عظیم مدبر و مفکر، درسگاہ کے بے مثال مدرس، فقہا میں نمایاں حیثیت کے حامل، مفتی اعظم رامپور، مولانا مفتی عابد شاہ مجددی رامپوری، رامپور کی مشہور شخصیات میں سے تھے۔ سنی کانفرنس، منظر اسلام میں اس کے ابتدائی دَور میں مسندِ تدریس پر متمکّن ہوئے۔ ہندوستان کے مشہور اخبارات ورسائل میں آپ کی تحریریں بکثرت شائع ہوتی تھیں۔ رامپور میں مدرسہ رفعت القرآن جو خانقاہ صابریہ فاروقیہ محلہ بنگلہ آزاد خاں رام پور میں واقع ہے- وہاں ۱۹۳۶ء تا ۱۹۴۲ء تدریسی خدمات انجام دی، پھر یکم اگست ۱۹۴۲ء مطابق ۱۷/رجب ۱۳۶۱ھ کو مسجد گھیر نجو خاں میں ایک مدرسہ بنام منبع العلوم قائم کیا۔ اور قریب ۱۹۵۰ء تک اس مدرسہ میں تعلیم جاری رہی۔ اس کے بعد آپ مشرقی پاکستان ہجرت کر گئے جس کے سبب مدرسہ بند ہو گیا۔ (رامپور کے قدیم عربی مدارس، ص ۶۷، ڈاکٹر شعائر اللہ)

آپ نے ۱۹۴۶ء میں رامپور میں حزب اللہ الہند کے نام سے ایک تنظیم کی بنیاد ڈالی، جس کا مقصد تھا، اسلام کی حمایت و حفاظت، دشمنان اسلام کے حملوں کی مدافعت، حکومت الٰہیہ کا قیام۔

[الفقیہ: ۲۱/۲۸/ جولائی ۱۹۴۶ء ص ۸]

۱۹۴۸ء میں دائرہ شرعیہ جمعیۃ العلماء قائم کیا جس کا مقصد مسلمانوں کے تمام معاملات و تنازعات کا شرعی دائرے میں رہتے ہوئے حل نکال کر قوم کو غیر شرعی کورٹ کچہریوں سے بچانا تھا۔ [الفقیہ: ۷/۱۴/ مئی ۱۹۴۸ء]

صدر الافاضل کی نماز جنازہ و تدفین میں شرکت فرمائی۔ آپ کے تفصیلی حالات فقیر کو کہیں دستیاب نہ ہو سکے۔ سنی کانفرنس میں بھی آپ نے خوب حصہ لیا صدر الافاضل کے نام آپ کا درج ذیل گرامی نامہ جس پر شاہد ہے۔ ملاحظہ کریں:

۷۸۶

ذوالفضل والمجد والکرم دام ظلکم! ہدیہ سلام مسنون!!!

ریاست رامپور میں سنی کانفرنس قائم کردی گئی جس کی اطلاع و اشاعت اسی ہفتہ اخبار دبدبہ سکندری میں ہو رہی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب مطالعہ عالی میں آئے گی لیکن مقامی سیاست کے ماتحت ایک خاص مشکل سے قائم کی گئی ہے جیسا کہ اعلان سے ظاہر ہو گا۔ سنیان رامپور کی طرف سے بطور نمائندہ پانچ حضرات کا وفد بنارس

حاضر ہو رہا ہے جو سنی کانفرنس رامپور کے اراکین سے ہیں۔

(۱) احقر اور (۲) مدیر دبدبہ سکندری (۳) جناب مولوی سید مرشد علی صاحب (۴) جناب مولوی عبد الجبار خاں صاحب (۵) جناب ڈاکٹر سید مطلوب علی صاحب، رامپور سے ان شاء اللہ تعالیٰ ۲۷/ اپریل ۱۹۴۶ء صبح ۷/ بجے روانہ ہو کر اسی دن بوقت مغرب بنارس پہنچیں گے۔ اندازاً ۷ و ۸ کے درمیان گاڑی پہنچتی ہے۔

والسلام مع الاکرام!!! جملہ احباب کی طرف سے سلام مسنون۔ ۲۱/ اپریل ۴۶ء۔

راقم آثم۔ عابد شاہ مجددی

محدث و مہتمم مدرسہ منبع العلوم و صدر سنی کانفرنس ریاست رامپور، پیلا تالاب

مکتوب مولانا عبد الرؤف فریدی مونگیری

بتاریخ ۱۱/ ربیع الآخر سنی کانفرنس کا ایک اہم اجلاس ہونا قرار پایا ہے، جس میں حضرت مولانا مفتی سید محمد ابراہیم صاحب فریدی سمستی مدظلہ صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں اور حضرت مولانا مفتی محمد دانش علی فریدی لکھیم پوری صدر مدرس مدرسہ عالیہ شاہ جہاں پور مدعو تھے۔

جلسہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ شب میں مناقب غوث پاک پر مبسوط تقریر حضرت مولانا دانش علی صاحب فریدی نے فرمائی۔ جس میں اطراف و اکناف کے مسلمان بکثرت شریک تھے۔ صبح کو آٹھ بجے جلسہ بصدارت جناب صدر مدرس صاحب مدرسہ اسلامیہ.... مونگیر جلسہ کا آغاز ہوا، جس میں سیرت پاک کے بیان کے بعد حضرت مولانا دانش صاحب فریدی نے سنی کانفرنس اغراض و مقاصد پر تبصرہ فرمایا۔ اور سنی کانفرنس خانقاہ فریدیہ مرسیلہ مونگیر میں قائم کیا، جس کے عہدہ دار حسب ذیل ہیں، ایک مجلس عاملہ کا انتخاب عمل میں آیا جو مسلمانوں کی مذہبی، سیاسی، فلاح و بہبوی کے لیے سرگرم و کوشاں رہے گی۔ سنی کانفرنس کا ایک عظیم الشان جلوس خانقاہ سے اُٹھا، اللہ اکبر، یارسول اللہ، مفتی اعظم زندہ باد، کے نعرے لگاتے ہوئے کئی میل مسافت طے کر کے خانقاہ پر ختم ہوا۔

ایک سنی رضا کار کی تشکیل عمل میں آئی، جس کے صدر حکیم عبد الرزاق صاحب منتخب ہوئے۔

اسماے عہدہ داران

جناب علی حسین اشرفی، صدر

جناب شاہ وصی احمد صاحب فریدی، نائب صدر

جناب مولوی عبد الرؤف صاحب فریدی، سکریٹری

سالار حلقہ

بابو منظور حسین صاحب فریدی
حافظ محمد یحییٰ صاحب اشرفی
محمد عباس صاحب اشرفی

عبدالرؤف فریدی سکریٹری سنی کانفرنس سرسیلہ مونگیر

[مکتوب کی پشت پر تحریر: کارروائی جلسہ خانقاہ فریدیہ مونگیر، حضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین صاحب ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس دفتر سنی کانفرنس بنارس]

مکتوب مولانا سید محمد عبدالسلام قادری نعیمی باندوی

حضرت مولانا سید محمد عبدالسلام قادری نعیمی بن مولانا سید امانت علی شاہ قادری کی پیدائش باندہ میں ۱۹۰۵ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی اور پھر جامعہ نعیمیہ میں صدرالافاضل کی سرپرستی میں علوم مروجہ کی تکمیل کی۔ اپنے برادر معظم مولانا سید محمد عبدالرب صاحب قادری سے بیعت ہوئے اور انہیں سے خلافت واجازت حاصل کی۔ تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کی نشرواشاعت کے سیکریٹری رہے اور سنی کانفرنس میں خوب حصہ لیا۔ اگست ۱۹۴۷ء کو کراچی پاکستان پہنچے اور جمعیت علماے پاکستان کے نائب صدر مقرر کیے گئے۔ نعت وتقریر دونوں میدانوں میں کمال حاصل تھا، وہابیہ دیابنہ کے خلاف ہمیشہ محاذ آرا رہتے۔ تحریک ختم نبوت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ قادیانیوں کے خلاف کھل کر محاذ آرائی فرمائی۔ سات بار زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ تین چار مرتبہ بارگاہ غوثیت میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ کراچی میں اپنے والد گرامی کے نام سے منسوب ایک تنظیم انجمن امانت الاسلام کی بنیاد ڈالی اور اس کے تحت خود اپنی درجن بھر سے زیادہ کتب شائع فرمائیں۔ تین سال عارضہ قلب میں مبتلا رہے اور آخر ۶؍ جنوری ۱۹۶۸ء مطابق ۱۳۸۷ھ ہفتہ کے دن شام کے وقت ۶۳ سال کی عمر میں وصال ہوا۔ دوسرے روز پاپوش نگر قبرستان ناظم آبادی (کراچی) میں مدفون ہوئے۔

سنی کانفرنس کے حوالے سے صدرالافاضل کے نام آپ کے درج ذیل سات (۷) خطوط دستیاب ہوئے۔

۷۸۶

حضرت صدرالافاضل صاحب مدظلہ! آداب سلام قبول!

قصبہ کلپہاڑی سنی کانفرنس کی تشکیل ہوگئی، اسماے مجلس منتظمہ حسب ذیل ہیں:

صدر------عباداللہ صاحب
نائب------وارث بخش

ناظم-------بدیع الزماں

نائب-------قمرالدین

خازن-------حافظ الٰہی بخش

ممبران

...دانش علی، کرامت علی، شفیع محمد، نور محمد.... امیر بخش، حبیب بخش۔ فقط۔

قصبہ مینواڑی ضلع ہمیر پور میں بھی قائم ہوگئی مندرجہ ذیل اسمائے مجلس منتظمہ

صدر-------اسماعیل خاں

نائب-------سید فضل حسین

ناظم-------ناظم علی صاحب

نائب-------قاضی عبدالحمید صاحب

خازن-------عبدالواحد صاحب

ممبران

مولوی سلیم صاحب، مولوی عبدالقیوم صاحب، سید انوارالحق صاحب
محمد احمد صاحب، سید مصطفی علی صاحب، شیخ محمد ابراہیم، فضل حق صاحب
عبدالشکور صاحب، قطب علی، عبدالغفور صاحب

دستوراساسی وغیرہ اس پتے سے:

عباداللہ صاحب سوداگر۔ صدر سنی کانفرنس قصبہ کلپہاڑ ضلع ہمیر پور
محمد اسماعیل خاں صاحب صدر سنی کانفرنس قصبہ مینواڑی ضلع ہمیر پور

خادم سید عبدالسلام قادری باندوی

مکتوب (۲)

از بلند شہر۔ بحضور صدرالافاضل صاحب مدظلہ!

آداب سلام قبول ہو!

چندوسی سے واپس بلند شہر ہوا۔ اور بفضلہ یہاں بھی سنی کانفرنس قائم کردی۔ جس کے اراکین حسب ذیل ہیں۔

صدر-------مولوی شاہ سید ظہور الحسن صاحب منصرم پنشنر
نائب صدر-------جناب کفیل احمد صاحب وکیل ایڈوکیٹ
ناظم-------سید ضیاء الحسن صاحب قادری ضیاؔ
نائب-------سید تہور علی صاحب
ناظم نشر-------منشی کرامت خان صاحب
خازن-------سید نثار علی صاحب بخاری

ممبران مجلس:

سید محمد یامین صاحب، سید محمد تمکین صاحب، سید محمد اسلم صاحب، سید ذوالفقار علی صاحب، منشی عبد الرحمن صاحب، منشی عبد الرحمن خان عنایت اللہ صاحب شرقی۔

رسید بھی اور قرطاس رکنیت نیز دستور اساسی میں نے دفتر کے لیے دے دیے ہیں۔ فقط
حضرت مہتمم صاحب نیز صاحب زادگان کو سلام علیکم مسنون
جملہ خط و کتاب پتہ ذیل پر ہونا چاہئے
منشی ظہور الحسن صاحب پنشنر منصرم او پر کوٹ ٹن ٹان بلند شہر۔

ناچیز خادم سید محمد عبد السلام قادری غفرلہ

مکتوب (۳)

۷۸۶
بحضور صدر الافاضل صاحب مدظلہ!
آداب سلام قبول ہو!
۱۹ر فروری کو ضلع جالون میں سنی کانفرنس قائم کردی ہے جس کے مجلس منتظمہ کے نام حسب ذیل ہیں:
برکت اللہ صاحب متولی مسجد... صدر
محمد اسمعیل صاحب، حافظ سلمان احمد... نائب صدر
منشی رسول خاں صاحب ماسٹر... ناظم
حافظ محمد موسیٰ صاحب... نائب ناظم
محمد عیسیٰ صاحب سوداگر... خازن

ممبران: محمد عابد صاحب، محمد زاہد صاحب، عبد اللہ کاشتکار نتھو عظیم اللہ صاحب۔۔۔۔وغیرہم

اور علمائے سنی کانفرنس پر اعتماد کا ریزلیوشن پاس ہوا، قرطاس رکنیت نیز دستور اساسی اور رسید بھی حسب ذیل پتہ پر ارسال فرمادیں۔

منشی رسول خاں صاحب مدرس ناظم سنی کانفرنس جالون۔

نیز پوسٹر پروگرام اجلاس بھی۔

مرسلہ خادم سنی کانفرنس سید محمد عبد السلام قادری غفرلہ

مکتوب (۴)

عالی جناب صدر الافاضل صاحب مد ظلہ العالی!

آداب سلام قبول ہو!

کولہ سنی کانفرنس کی رپورٹ غالباً نظر سے گزری ہوگی، اب چاندور بازار ضلع امراؤتی کی حاضر ہے۔ حسب ذیل مجلس منتظمہ کے اراکین منتخب ہوئے۔

صدر-------سیٹھ محمد عباس صاحب

نائب صدر نیز خازن-------عبد النبی صاحب ٹھیکیدار

ناظم-------قاضی اکبر علی صاحب

نائب ناظم-------شیخ منیر صاحب

ممبران مجلس

شیخ محمود صاحب، وشیخ گلاب صاحب، منور خان صاحب، رحیم بخش صاحب عبد القدیر صاحب، شیخ اسماعیل صاحب، امیر علی صاحب، حسن خان صاحب، خیرات علی صاحب، خیر اللہ شاہ احمد۔

اب قرطاس رکنیت نیز رسید بھی بنام ناظم روانہ فرمائیے اور اگر اس کی قیمت رکھی ہے تو لکھیے تاکہ ارسال خدمت کی جائے لیکن یہ جلد آنا چاہیے۔

پتہ::: قاضی اکبر علی صاحب۔ ناظم دفتر سنی کانفرنس چاندور بازار ضلع امراؤتی (برار)

نوٹ: فیس داخلہ وصول ہونے پر دفتر مرکزی کے لیے ارسال کیا جائے گا۔

راقم خادم سید محمد عبد السلام قادری باندوی غفرلہ

مکتوب (۵)

ازرائصہ:
حضور صدر الافاضل مدظلہ۔ آداب سلام قبول باد!
رائصہ میں حسب ذیل سنی کانفرنس کی تشکیل ہوگئی ہے۔
صدر-------عبداللہ خان صاحب رئیس
نائب-------شیخ سکندر بخت صاحب
ناظم-------چودھری نصیر......رئیس
نائب-------محمد الیاس خاں صاحب
خازن-------سیٹھ......

ممبران

حکیم مہر خاں صاحب، منور خاں صاحب قادری، مولوی عبداللہ صاحب، مولوی رشید احمد خاں صاحب، نور محمد صاحب انصاری، امیر محمد صاحب سیکرٹری، چودھری منظور بیگ صاحب........

گزارش یہ ہے کہ اپنے پریس رضاکاروں کے لیے..... خوب صورت بھجوا دیجیے، جو ہر جگہ قیمتاً دیے جائیں گے۔ سبز جھنڈا دفتر سنی کانفرنس کے ہر جگہ فرمائش ہے، کیا کروں؟ نیز رضاکاروں کی وردیاں کس قسم کی ہوں گی۔ آل انڈیا ہر جگہ رضاکاروں کا لباس ایک ہی قسم کا ہونا چاہیے......

خادم سید محمد عبدالسلام قادری غفرلہ

مکتوب (۶)

۷۸۶
بحضور صدر الافاضل صاحب مدظلہ!
آداب سلام قبول ہو!
واردھا میں ضلع سنی کانفرنس کا قیام ہوگیا ہے۔ جس کے صدر حضرت مولانا مولوی محمد حسن خاں صاحب ندوی نقشبندی مجددی خطیب جامع ہوئے۔
نائب صدر-------حاجی سیٹھ محمد اسماعیل صاحب و حکیم امیر میاں صاحب
ناظم-------مولوی عبدالحمید صاحب امام مسجد نگینہ (زیر انتظام کچھی صاحبان)

نائبین -------ناظم محمد سراج الدین صاحب پان والے، مرزا غفور بیگ صاحب فروٹ مرچنٹ

خازن -------سیٹھ حاجی صالح محمد (میمن)

ممبران

① بابو حبیب محمد رئیس واردھا

② بابو قاسم صاحب

③ سیٹھ عبد الغنی صاحب پہلوان چمن ہوٹل والے

④ شیخ وزیر صاحب ریٹائرڈ کلکرک سیشن جج

⑤ عبد الحکیم صاحب شفتہ

⑥ شیخ امام صاحب

⑦ عقیل احمد علی صاحب

⑧ جناب سیٹھ عبد اللہ صاحب وزیریہ ہوٹل وردھا

اب حضور قرطاس رکنیت اور عدد دستور اساسی فوراً روانہ فرمادیں، تاکہ عمل درآمد ہونے میں فرق نہ ہو۔ دیر ہونے سے خراب ہوتا ہے۔ اس پتہ پر ارسال فرمادیں۔

مولانا مولوی محمد حسن خان صاحب ندوی نقشبندی مجددی خطیب جامع مسجد صدر دفتر سنی کانفرنس وردھا سی پی۔

راقم ناچیز سید محمد عبد السلام قادری غفرلہ

مکتوب ⑦

۷۸۶

بحضور صدر الافاضل صاحب و مولانا محمد عمر صاحب مد ظلہ!

آداب سلام قبول ہو!

فتح پور سنی کانفرنس کے انعقاد کی رپورٹ ارسال ہو چکی۔ الہ آباد میں جاکر قائم کردی جو حسب ذیل ہے۔

مولانا نظام الدین صاحب ناظم تعلیمات... صدر

مولانا نعیم الدین صاحب مدرس مدرسہ سبحانیہ و مولانا عبد القدوس صاحب نائبین صدر

مولانا الحاج سکریٹری دریاباد... ناظم

مولانا عبد الرب صاحب و مولانا حکیم احسن صاحب نائبین ناظم
قاری رجب علی صاحب مدرس مدرسہ مصباح العلوم... خازن
مولانا فہیم اللہ صاحب مفتی مدرسہ، مولانا حکیم محمد احسن صاحب ممبر مدرسہ سبحانیہ و قاری محمد امین صاحب خطیب جامع مسجد سرپرست

ممبران مجلس شوریٰ

مولانا حزب اللہ، مولوی اشتیاق احمد، مولوی عبد الحی، مولوی حافظ عبد الاحد، قاری ولی محمد، مولوی حکیم غلام مصطفی صاحب، شیخ سلیم، مولوی نظیر الحی صاحب، مولوی حکیم محمد یونس صاحب نوری ناظم نشر و اشاعت۔

ضروری گزارش یہ ہے کہ جب حضور کے کرم نے اس ناچیز کو ناظم تبلیغ آل انڈیا بنادیا۔ اور اس خدمت کو خادم سرگرمی سے سرانجام دے رہا ہے، تو حضور یہ بھی ضروری ہے کہ میرے عریضوں کا جواب اور دریافت طلب اُمور کا جلد از جلد ملنا چاہیے۔ حضور کی عدم موجودگی میں دفتر کو اس کا خیال رکھنا چاہیے ورنہ سارا کام خراب ہوتا ہے۔ اس طرح کام بہتر طریقہ سے انجام نہیں پاتا، نہ کوئی فائدہ ہے۔ عرصہ ہوا کہ ناچیز نے دو عدد قرطاس رکنیت مولوی سید احسان علی صاحب کا اور مولوی شاہ ۔۔۔ صاحب کا روانہ کیے۔ ان کے پانچ پانچ روپیہ میرے پاس جمع ہیں۔ دریافت کیا تھا کہ آل انڈیا رکنیت کی فیس دفتر روانہ کردوں یا ضلع کے خازن کے پاس جمع کردوں؟ علاوہ ان دونوں حضرات کے لیے پروانہ رکنیت وغیرہ طلب کیا تھا، اب تک کچھ جواب نہ ملا، لہٰذا گزارش ہے کہ مندرجہ ذیل دریافت طلب اُمور کا جلد جواب عنایت ہو۔

(۱) جن علما و مشائخ کو میں آل انڈیا کارکن بناؤں ان کی فیس داخلہ کہاں جمع کی جائے۔
(۲) کسی صاحب کو ان کے جذبہ سنیت اور کارگردگی پر سفارش کسی عہدہ کی دفتر کو کرسکتا ہوں یا نہیں؟
(۳) جن جن مقامات پر سنی کانفرنس قائم کی جائے وہاں کے لیے رسید بھی اور قرطاس رکنیت نیز دستور اساسی کہاں سے ملے گا؟ مرکز سے یا صوبہ سے یا خود چھپوائیں۔؟
(۴) ہر جگہ سے رقم فیس داخلہ سے کچھ رقم صوبہ اور مرکز کو بھی روانہ کرنا ہوگی یا نہیں؟ اور ہوگی تو کس قدر؟ دیگر ہدایات کا جو اس سے متعلق ہوں مطلع کرنا ضروری ہے ورنہ مجھے کام کرنے میں دُشواری ہوتی ہے اور وہاں رسید بھی قرطاس رکنیت وغیرہ نہ پہنچنے پر میرے پاس شکایات ہوتی ہیں۔ تاریخ آل انڈیا اجلاس بنارس سے مطلع فرمائیں۔ جواب جلد اس پتہ سے۔

مولوی سید محمد عبد السلام قادری معرفت سید فضل حسن صاحب محلہ ابونگر فتح پور۔۔۔۔

جواب اسی ڈاک پر مرحمت ہو۔

ضروری گزارش!!!

علمائے اہل سنت بالخصوص نعیمی اشرفی اکثروبیشتر سنی کانفرنس کی تبلیغ سے قطعی غافل ہیں، ان کو خصوصیت کے ساتھ ہدایت ہونی چاہیے۔

مولانا عبدالعزیز صاحب فتح پوری دھوراجی، مولانا اعجاز احمد غوثی پوری، حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب کو بھی ایک خط اڑیسہ لکھنا چاہیے۔ الہ آباد تشکیل ہوگئی، عمل درآمد نہیں ہوا۔ تاکید ہونی چاہیے۔

مولانا نظام الدین صاحب، مولانا عبدالرب صاحب، الحاج حکیم محمد یونس صاحب وغیرہم کو کہ سنی کانفرنس کو جلد از جلد کامیاب بنائیں حضور کے لکھنے سے بے حد اثر ہوگا۔ فقط۔

سید محمد عبدالسلام قادری غفرلہ

مکتوب مولانا عبداللطیف بریلوی

بخدمت عالی جناب ناظم صاحب آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

عرض یہ ہے کہ بفضلہ تعالیٰ آگرہ میں ۱۶ اپریل بروز منگل کو جناب قبلہ مفتی عبدالحفیظ صاحب ایک جلسہ ہوا۔ اوراس میں عام مسلمانان آگرہ کی رائے سے شاخ جمہوریۃ الاسلامیہ قائم ہوگئی، گلی نصیر خان آگرہ میں۔ اور حسب ذیل اشخاص عہدے دار مقرر فرمائے گئے۔

① صدر جناب مولانا مولوی مفتی قمرالدین احمد صاحب اشرفی الجیلانی نائی کی منڈی، آگرہ
② سیکرٹری جناب حکیم ڈاکٹر سید معظم علی صاحب لوہامنڈی، آگرہ
③ نائب صدر جناب مولانا عبداللطیف صاحب بریلوی امام مسجد ککو گلی نائی کی منڈی، آگرہ
④ دوسرے نائب صدر سید عبدالقادر قادری اشرفی الجیلانی لوہامنڈی، آگرہ
⑤ جائنٹ سیکرٹری جناب حافظ عبدالرشید صاحب خطیب مسجد پائیچوکی، آگرہ
⑥ خزانچی جناب مہدی حسن صاحب نئی بستی، آگرہ
⑦ پروپگنڈہ سیکرٹری محمد فیاض الدین صاحب گلی نصیر خان، آگرہ

اراکین مجلس عاملہ

① حاجی امیراللہ صاحب

② منشی عبد العزیز صاحب
③ رسول احمد صاحب
④ حکیم سید امین علی صاحب
⑤ منشی عبد الرزاق صاحب
⑥ عبد العزیز خان صاحب اشرفی الجیلانی
⑦ بشیر الدین صاحب
⑧ عبد الشکور صاحب

آگرہ سے چھ نمائندے حاضر ہوں گے۔ بروز جمعہ یہاں سے روانہ ہو کر شنبہ کو بنارس پہنچیں گے۔

① صدر مولانا مفتی قمر الدین احمد صاحب
② ناظم جناب حکیم ڈاکٹر سید معظم علی صاحب
③ نائب صدر مولانا عبد اللطیف صاحب
④ دوسرے صدر سید عبد القادر اشرفی الجیلانی
⑤ پروپگنڈہ سیکرٹری محمد فیاض الدین صاحب گلی نصیر خان آگرہ
⑥ ....خان صاحب قادری اشرفی لوہا منڈی آگرہ نائب صدر جمہوریت اسلامیہ

مکتوب علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی بن حافظ عبد الرحیم اعظمی محلہ کریم الدین پور گھوسی ضلع اعظم گڑھ میں ذو قعدہ ۱۳۳۳ھ کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد گرامی اور مقامی اساتذہ سے حاصل کی۔ درس نظامی جماعت رابعہ تک مدرسہ معروفیہ پورہ میں حاصل کی۔ ۱۰/ شوال ۱۳۵۲ھ امروہہ کے مدرسہ محمدیہ حنفیہ میں داخل ہوئے اور پھر صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی کے ہم راہ مدرسہ منظر اسلام میں آگئے اور یہاں رہ کر صدر الشریعہ، مولانا محمد رضا خاں، حجۃ الاسلام، مفتی اعظم ہند سے تحصیل علم فرمایا۔ صدر الشریعہ جب دادوں ضلع گڑھ مدرسہ حافظیہ سعیدیہ گئے تو آپ بھی ساتھ ہو لیے اور وہیں دورہ حدیث کے بعد ۱۳۵۶ھ کو فراغت پائی۔ مولانا سید مصباح الحسن مودودی کے مقدس ہاتھوں سر پر دستارِ فضیلت رکھی گئی۔ حضرت شاہ ابرار حسن مجددی شاہ جہانپوری سے مرید ہوئے اور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ دار العلوم اشرفیہ مبارکپور کے علاوہ ہندوستان کے مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ بحر العلوم علامہ عبد المنان اعظمی جیسے نام ور و مشہور تلامذہ پیدا کیے۔ سنی کانفرنس وغیرہ تحریکات میں بڑھ چڑھ

کر حصہ لیا۔ درجن بھر سے زیادہ کتابیں یادگارہ چھوڑیں۔ کتابوں میں سیرت مصطفی کو کافی شہرت حاصل ہوئی۔

۵/رمضان ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۵/مئی ۱۹۸۵ء بروز جمعرات کو دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف کوچ فرما گئے۔ سنی کانفرنس کے حوالے سے صدر الافاضل کے نام آپ کا درج ذیل خط دستیاب ہوا۔ ملاحظہ کریں:

سیدی وسندی المحترم حضرت اقدس ناظم صاحب قبلہ مرکزی آل انڈیا سنی کانفرنس دامت برکاتہم العالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ المولیٰ تعالیٰ مزاج گرامی بخیر!!!

حسب الارشاد اعظم گڑھ ضلع سنی کانفرنس کی تشکیل کردی گئی ہے اوراس کے ماتحت مقامی انجمنیں گھوسی اور مئو وغیرہ مضافات میں بعض جگہ قائم ہوچکی ہیں۔ اور بعض دوسرے مقامات میں مستقبل قریب میں قائم کردی جائیں گی۔ مرکزی کانفرنس کے ساتھ الحاق فرماکر ضروری ہدایات وکاغذات ارسال فرمائیے اور روداد وتجاویز جلسہ حاضر خدمت ہیں۔

تجاویز

آج بتاریخ ۱۹/ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ بروز یکشنبہ بوقت ۹ بجے دن دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور ضلع اعظم گڑھ میں سنی مسلمانوں کا ایک جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب قبلہ صدر المدرسین مدظلہ العالی منعقد ہوا، جس میں مبارکپور ومضافات کے ذمہ دار سنی مسلمان شریک ہوئے اور غور وخوض کے بعد مندرجہ ذیل تجاویز باتفاق پاس کی گئیں:

(۱) یہ جلسہ باتفاق رائے طے کرتا ہے کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کی تجویز کے مطابق ضلع سنی کانفرنس مبارکپور میں قائم کی جائے۔

(۲) باتفاق رائے یہ طے پایا کہ سنی کانفرنس کے دو ایوان بنائے جائیں۔ ایک ایوان خاص، جو ضلع کانفرنس کا ہوگا اور ایک ایوان عام جو مقامی ہوگا۔

ایوان خاص کے لیے مندرجہ ذیل حضرات اراکین وعہدہ داران باتفاق آرا منتخب کیے گئے۔

حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب قبلہ صدر المدرسین دارالعلوم اشرفیہ-----صدر

حضرت مولانا مولوی عبدالمصطفیٰ صاحب الازہری رضوی (فاضل ازہر مصر)----نائب صدر

حضرت مولانا مولوی عبدالمصطفیٰ صاحب اعظمی مجددی مدرس دارالعلوم اشرفیہ---ناظم

حضرت مولانا مولوی سید شمس الحق صاحب مدرس دارالعلوم اشرفیہ---------نائب ناظم

جناب مولوی فقیر اللہ وسلامت اللہ صاحبان مبارکپوری------خازن

حضرت مولانا حافظ عبدالرؤف صاحب بلیاوی مدرس مدرسہ-----نائب ناظم

مجلس عاملہ کے لیے مندرجہ ذیل حضرات اراکین نامزد کیے گئے۔

حضرت مولانا خلیل صاحب جین پور، حضرت مولانا عبد الستار صاحب ساکن گھوسی، حضرت مولانا حکیم عبد السلام صاحب ادری، حضرت مولانا محمد ثناء اللہ صاحب مئو، حضرت مولانا محمد عمر صاحب خیر آباد، حضرت مولانا محمد سعید صاحب (فتح پور تال نرجا)، حضرت مولانا شمس الحق صاحب اعظم گڑھ، حضرت مولانا عبد الحق صاحب ولید پور، حضرت مولانا علی احمد صاحب مبارکپور، جناب مولوی حکیم نذیر احمد صاحب بھیرا ں، عبد العزیز عفی عنہ۔ ۱۹/ ذی الحجہ ۶۴ھ

فقیر عبد المصطفیٰ الاعظمی المجددی عفی عنہ۔ ناظم ضلع سنی کانفرنس ضلع اعظم گڑھ

مکتوب حکیم عین النعیم اٹاوی

۷۸۶/۹۲

سیدی و مولائی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مزاج عالی! باعث تکلیف دہی یہ امر ہے کہ شہر اٹاوہ میں بھی بہ تحریک مصباح طریقہ بدر الشریعہ سیدی وسندی حضرت مولانا سید مصباح الحسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ چشتی مودودی زیب سجادہ عالیہ صمدیہ پھپھوند شریف اور بہ سعی بلیغ مخدوم ومحترم عالی جناب قاضی غلام الثقلین صاحب قادری قاضی شہر اٹاوہ مدفیوضہ مورخہ ۱۸/ جمادی الثانی ۱۳۶۰ ھجری نبوی.... مطابق ۲۱/ اپریل ۴۶ء بروز یکشنبہ جمعیۃ العالیہ الاسلامیہ کی شاخ شہر کے لیے قائم ہوگئی، اور اس وقت اس کی تشکیل حسب ذیل ہوئی۔

① بدر الشریعہ حضرت مولانا سید مصباح الحسن صاحب چشتی مودودی مدظلہ العالی، ... صدر

② سیدی و مولائی حضرت مولانا الحاج حافظ قاری محمد اسمٰعیل صاحب چشتی مودودی محمود آباد مدفیوضاتھم العالیہ صدر مدرس مدرسہ معراج العلوم اٹاوہ... نائب صدر

③ حقیر حکیم محمد عین النعیم عفی اللہ عنہ... ناظم

④ جناب داروغہ نذیر احمد صاحب... نائب ناظم

⑤ جناب شیخ حبیب اللہ صاحب چشتی سوداگر... خازن

⑥ جناب ماسٹر عبد اللطیف صاحب... نائب خازن

اس کے علاوہ مجلس منتظمہ بھی مرتب ہوگئی تھی۔ آل انڈیا اجلاس بنارس میں حضرت نائب صدر بحیثیت نمائندہ تشریف لے گئے تھے، ان کے بعد جب رجسٹر حضرت والا کی خدمت میں پیش ہوا تو آنجناب نے حسب ذیل عبارت تحریر فرمادی:

''میرے صدارتی انتخاب کا شکریہ، مگر چوں کہ یہ شہری کمیٹی بنائی گئی ہے، جس میں اُصولاً مقامی عہدہ دار ہونے چاہیے، لہٰذا اس پر کمیٹی نظر ثانی فرمائے تا نظر ثانی قبول کرتا ہوں۔''

لہٰذا جلسہ سنی کانفرنس شہر اٹاوہ منعقدہ ۱۱؍ مئی ۴۶ء میں یہ مسئلہ بھی پیش ہوا اور مخدوم و محترم عالی جناب قاضی غلام الثقلین صاحب قادری مد ظلہ العالی قاضی شہر اٹاوہ صدر منتخب ہوئے۔ علاوہ ازیں خازن صاحب علالت سیل کا عذر پیش کیا جو معقول تھا، لہٰذا ان کے بجائے ان کے خلف اکبر جناب صفی اللہ صاحب چشتی سوداگر خازن منتخب ہوئے۔ دَور موجودہ میں ایک اہم معاملہ دَر پیش ہے یعنی اس مسجد کی امامت کا مسئلہ جس میں حضرت استادی عالی جناب مولانا عبد اللہ صاحب ابو الاسرار دامت برکاتہم العالیہ زیب ممبر و مصلی رہے۔ ان کے تشریف لے جانے کا سبب یہ تھا کہ ایک خوش گلو چھپے ہوئے وہابی مولوی کو جہری تین نمازوں کی امامت دے دی گئی تھی۔ رفتہ رفتہ ان کا بالکل اصلی رنگ ظاہر ہو گیا۔ بہر حال اب وہ خود ہی چھوڑ کر چل دیے۔ جگہ خالی ہے۔ متولی صاحب کا فرمانا ہے کہ ؏

باغباں بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی

وہ مسجد قانوناً سنیوں کی ہے، ایکشن باز متولی مذبذبین میں ہے۔ اب ہم لوگ کچھ ضروری عدالتی حوالجات اور نقول کاغذات حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں مگر ابھی سے خدمت عالی میں گزارش ہے کہ یہاں کے لیے جناب والا کا انتخاب ہی قابل قبول ہو سکتا ہے۔ لہٰذا حضور والا کی رائے عالی کا انتظار رہے گا بہتر ہو کہ منتخب شدہ حضرت کی درخواست بھی آجائے۔ باقی حالات ان شاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً خدمت عالی میں پیش ہوتے رہیں گے۔

طالب دعائے مغفرت۔

کفش بردار: حکیم عین النعیم۔ محلہ ثابت گنج شہر اٹاوہ

مکتوب قاضی غلام الثقلین

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حامی سنت ماحی بدعت صدر الافاضل فخر الاماثل امام المناظرین تاج المفسرین دامت برکاتھم العالیہ!

پس از آداب و سلام غلامانہ بکمال ادب گزارش خدمت بابرکت ہے کہ حضرت کے مطبوعہ کرم نامے سے اہتمام شان آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کا اجلال و رفعت پیش نظر ہے۔ حضور کی دعاؤں کا یہ ثمرہ ہے کہ یہاں مذہب حق اہل سنت والجماعت پر مختلف عقائد کی بوچھاڑیں ہوتے ہوئے بھی کل ۱۸؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ کو بفضل مولیٰ تعالیٰ تشکیل سنی کانفرنس ہو ہی گئی، جس کی ترجمانی اور اس کے عہدیداران و ممبران کی فہرست جناب مولانا مولوی حافظ قاری محمد اسمٰعیل صاحب چشتی مودودی محمود آبادی نائب صدر شہری سنی کانفرنس اٹاوہ جو بطور نمائندہ تشریف لا رہے ہیں

، پیش کریں گے۔ حضرت مولانا صاحب ممدوح ۲۷/اپریل ۴۶ء کواپر انڈیا ایکسپریس سے اغلباً بارہ بجے دن کو بنارس کینٹ پہنچیں گے اور حضرت کے ہمراہ جناب حکیم ڈاکٹر عین النعیم خاں صاحب ناظم سنی کانفرنس اٹاوہ بھی ہوں گے۔ حقیر چند وجوہات کی بنا پر معذور ہے، حاضری سے قاصر ہے جس کا قلبی صدمہ ہے۔ معذرت پیش کرتا ہے۔ اُمید واثق ہے کہ آنجناب بہ نظر ترحم حقیر کی معذرت قبول فرماتے ہوئے غیر حاضری معاف فرمائیں گے۔ حقیر اس متبرک کانفرنس کی جمیع تجویزات واحکامات پر کامل اعتماد واتفاق کا اظہار کرتا ہے، اور قلبی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ فقط حد ادب۔ حضور کا کفش بردار:

حقیر قاضی غلام الثقلین قادری عفی اللہ عنہ

۱۱/ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ

مکتوب (۲)

مخزن علوم سبحانی معدن فیوض یزدانی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت صدر الافاضل استاذ العلماء دامت برکاتھم العالیہ!

بعد آداب وسلام غلامانہ التماس خدمت سراپا برکت ہے کہ ماقبل عریضہ ہذا ایک عریضہ کل ۲۲/اپریل ۴۶ء کو بنا بر اطلاع قیام شہری سنی کانفرنس اٹاوہ ارسال خدمت بابرکت کر چکا ہے۔ یقین ہے کہ ملاحظہ حضور سے گزرا ہوگا۔ آج صبح کی ڈاک سے ایک پیکٹ متبرک پوسٹر کانفرنس شرف صدور لایا، اس سے پیشتر بھی ۲ قطعہ پوسٹر صادر ہوئے تھے۔ جملہ پوسٹر کی حقیر نے بذات خود مساجد جامع امائذ میں اور مناسب موقع پر آویزاں وچسپاں کیا ہے۔

شہر کی کانفرنس کی تشکیل کے واسطے مخصوص برادران ملت کو خود گشت کرکے شریک جلسہ ہونے کی دعوت دی تھی، جس میں چند حضرات کسی مجبوری کی وجہ سے نہ تشریف لاسکے۔ بقیہ حضرات شریک جلسہ تھے۔

عہدیداران مندرجہ منتخب ہوئے۔

(۱) عالی جناب حضرت مولانا مولوی شاہ سید مصباح الحسن صاحب چشتی مودودی صاحب سجادہ پھپھوند... صدر

(۲) عالی جناب حضرت مولانا مولوی الحاج حافظ قاری محمد اسمٰعیل صاحب چشتی مودودی ... نائب صدر (جو سردست اٹاوہ میں قیام پذیر ہیں بہ سلسلہ صدر مدرسہ)

(۳) جناب حکیم ڈاکٹر عین النعیم خاں صاحب محلہ ثابت گنج اٹاوہ... ناظم

(۴) جناب داروغہ نذیر احمد صاحب محلہ شاہ قمر... نائب ناظم

(۵) جناب ملاں شیخ حبیب اللہ صاحب محلہ پوستی خانہ... خازن

(۶) جناب ماسٹر عبد اللطیف خاں صاحب محلہ... نائب خازن

بقیہ چھ ممبر صاحبان ہیں جن کے اسمائے گرامی جناب ناظم صاحب حاضر ہو کر پیش کریں گے۔
حقیر کے جو اور خدمت ہو دل و جان سے ہر وقت حاضر ہے۔ فقط حد ادب۔

کفش بردار۔ قاضی سید غلام الثقلین قادری عفی اللہ عنہ اٹاوہ

مکتوب مولانا غلام محی الدین

حضرت مولانا قاری غلام محی الدین رضوی بن حافظ قاری غلام جیلانی پیلی بھیت میں پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ جی محمد شیر میاں علیہ الرحمہ نے تحنیک فرمائی۔ رسم بسملہ حضرت مولا وصی احمد محدث سورتی نے کرائی۔ دس سال کی عمر میں حافظ قرآن ہو گئے تھے۔ لکھنؤ مدرسہ فرقانیہ میں قاری محمد نذر سے قراءت کی کتابیں پڑھیں۔ اور پھر درس نظامی کے لیے مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں محدث سورتی سے میزان وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد حضرت کے داماد مولانا محمد شفیع رضوی بیسلپوری سے کچھ کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد خیر آباد مدرسہ نیازیہ میں معقولات ومنقولات کی کتابیں پڑھیں۔ مدرسہ عالیہ رام پور سے درس نظامی کی تکمیل کی، اور سند حاصل کی۔ دورہ حدیث شریف کے لیے بریلی شریف پہنچے اور وہاں حجۃ الاسلام سے خصوصی طور پر شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپ کے اساتذہ میں والد گرامی کے علاوہ محدث سورتی، حجۃ الاسلام، صدر الشریعہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

شاہ جی محمد شیر میاں سے شرف بیعت وارادت حاصل کیا۔ والد گرامی جو حضرت شاہ جی محمد شیر میاں کے خلیفہ تھے۔ ان سے اور حضور مفتی اعظم ہند مصطفی رضا خاں بریلوی سے تمغہ اجازت وخلافت حاصل ہوا۔ مدرسہ آستانہ شیریہ پیلی بھیت سے تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ دادوں ضلع علی گڑھ میں نواب احمد جان کے مدرسہ میں بھی مدرس رہے، اور پھر ہلدوانی ضلع نینی تال میں مستقل مقیم ہو گئے اور وہاں ایک مدرسہ بنام اشاعت الحق قائم کیا، جہاں آج بھی تعلیم وتربیت اسلامی کا سلسلہ قائم ہے۔ چند مشاہیر تلامذہ چھوڑے۔ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ کو کراچی گئے لیکن کچھ عرصہ ٹھہر کر واپس آگئے تھے۔ ۷ ر رجب ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۸ ر فروری ۱۹۸۵ء جمعرات کے دن صبح فجر کے بعد وصال ہوا۔ دوسرے روز جمعہ کو نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ہلدوانی ضلع نینی تال ہی میں تدفین عمل میں آئی۔ مزار پاک آج بھی مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔

صدر الافاضل کے نام آپ کا ایک خط سنی کانفرنس کے حوالے سے دستیاب ہوا۔ ملاحظہ کریں:

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ہم مندرجہ ذیل نمائندے سنی کانفرنس ہلدوانی ضلع نینی تال کی طرف سے مورخہ ۲۷ کو چل کر بنارس پہنچیں گے۔ اطلاعاً عرض ہے:

اسماء۔ مولانا قاری غلام محیی الدین خاں صدر خطیب جامع ہلدوانی
حاجی سخاوت حسین صاحب نائب صدر
محمد حسین خان صاحب نائب ناظم

غلام محی الدین

۲۲/۴/۴۶۔ از ہلدوانی نینی تال

مکتوب غلام مصطفی رضوی

۳۰/ صفر ۱۳۶۵ھ بمطابق ۲۴ جنوری ۱۹۴۶ء

بعد نماز مغرب بر مکان شیخ شجاعت علی صاحب میں سنی کانفرنس کے مسائل کو خوب اچھی طرح سمجھا دیا۔ بہت سے قرب و جوار کے معزز حضرات موجود۔ سب لوگوں نے بخوشی اس میں شرکت کرنا باعث نجات اخروی سمجھا، جس میں مندرجہ ذیل حضرات اراکین مقرر ہوئے۔

① صدر... محمد حنیف الدین صاحب
② نائب صدر... منشی کرامت صاحب
③ ناظم... محمد نعیم الدین صاحب
④ نائب ناظم... محمد حبیب اللہ صاحب
⑤ خازن... علی امام صاحب
⑥ محاسب... حفیظ الدین صاحب

اور چالیس حضرات اسی وقت اس کے ممبران میں داخل ہوئے، اور بہت سے لوگوں نے وعدہ کیا۔ خدا کی ذات سے اُمید قوی ہے کہ ایک ماہ میں تمام تھانہ عمرپور میں سنی کانفرنس قائم ہو جائے گی۔ فقط والسلام۔

ناچیز غلام مصطفی رضوی

ناظم تھانہ سنی کانفرنس عمرپور مدرس اول مدرسہ خیر المدارس عمرپور
۳۰/ صفر المظفر ۱۳۶۵ھ بمطابق ۳/ فروری ۱۹۴۶ء بروز یکشنبہ

مکتوب مولانا نسیم گورکھپوری

آج بتاریخ ۱۱/ فروری ۴۶ء کو ایک جلسہ عام ضلع سنی کانفرنس کا زیر صدارت حضرت مولانا محمد ایمن صاحب

جناب مولوی محمد نسیم صاحب ایڈوکیٹ کی کوٹھی پر منعقد ہوا۔ جس میں ضلع کے معزز حضرات بکثرت شریک تھے۔
جناب مولوی محمد نسیم صاحب ایڈوکیٹ نے حاضرین جلسہ کو ضلع سنی کانفرنس کے اغراض و مقاصد بتلائے۔ اور نہایت مدلل پیرائے میں ضلع کی سنی کانفرنس کی ضرورت کو سمجھایا۔ اس کے بعد حسب ذیل عہدہ داران کا انتخاب عمل میں آیا۔ ضروری رزولیوشن پاس کئے گئے۔

صدر ضلع سنی کانفرنس:۔ طے پایا کہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب ایمن صدر ضلع سنی کانفرنس مقرر کیے گئے۔

نائب صدر: طے پایا کہ مولوی حافظ عبد العزیز صاحب خطیب جامع مسجد اونچوا، نائب صدر مقرر کیے جائیں۔

سیکرٹری: طے پایا کہ مولوی محمد نسیم صاحب ایڈوکیٹ سیکرٹری مقرر کیے گئے۔

جوائنٹ سیکرٹری: طے پایا کہ مولوی سید عارف علی صاحب سبز پوش وکیل جوائنٹ سیکرٹری مقرر کیے گئے۔

پروپیگنڈہ سیکرٹریان: طے پایا کہ مولوی شمس الضحیٰ صاحب اور مولوی الفت علی صاحب پروپیگنڈہ سیکرٹری منتخب کیے گئے۔

خزانچی: طے پایا کہ مولوی خادم حسین خزانچی مقرر کیے جائیں۔

ممبر سازی کام: طے پایا کہ ممبر سازی کا کام جلد از جلد شروع کر دیا جائے۔

آخر میں حضرت صدر صاحب نے دلکش لہجہ میں مختصر مگر نہایت مدلل تقریر فرمائی۔ جس میں بتلایا کہ اس نازک دور میں سنی مسلمانوں کی تنظیم ایک نعمت الٰہی ہے۔ ہر سنی مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس ملی تنظیم میں پوری دلجمعی سے حصہ لے کر ضلع گورکھپور کو یہ ثابت کر دے، کہ وہ ہر حیثیت سے یوپی کیا بلکہ دوسرے صوبہ جات کے کسی ضلع میں پیچھے نہیں ہے۔ اور جب آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں اس کے نمائندے بلائے جائیں اور وہاں کام کا جائزہ ہر ایک ضلع کا لیا جائے تو ضلع گورکھپور کسی ضلع سے پیچھے نہ رہے۔ اور خاص کر تعداد ممبروں میں اس ضلع کا نمبر اول رہے۔ مجھے امید ہے کہ بہت آپ حضرات ممبر سازی کا کام شروع کر کے کامیابی حاصل کریں گے۔

میں حضرت مولانا سید پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری صدر آل انڈیا سنی کانفرنس، **حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس** اور حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب محدث کچھوچھوی دامت برکاتہم کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا، کہ عین اس موقع پر جب کہ سنی مسلمان انفرادی حیثیت سے تنظیم کے لیے بے چین ہو رہا تھا۔ اپنی سعی بلیغ سے ہندوستان کے سنی مسلمانوں کو متحد کر دیا۔ اور ملک میں ہر جانب بکثرت سنی کانفرنسیں قائم کروا کر سپنوں کو عملی جامہ پہنا دیا۔

خادم سنی کانفرنس۔ محمد نسیم ایڈوکیٹ ناظم سنی کانفرنس گورکھپور

[نوٹ: برائے مہربانی نائب ناظم صاحب آل انڈیا سنی کانفرنس اس کاروائی کو اخباروں میں خصوصًا دبدبہ سکندری میں بھیج کر مشکور فرمائیں۔ محمد نسیم (صاحب) ناظم سنی کانفرنس گورکھپور۔ ۲۲/ فروری ۴۶ء]

مکتوب مولانا یعقوب ضیاء القادری بدایونی

۲۶/ رجب المرجب ۱۳۰۰ھ مطابق ۲/ جون ۱۸۸۳ء کو مدینۃ الاولیاء شہر بدایوں شریف میں ولادت ہوئی۔ تاریخی نام ''محمد فضل رحمن'' تجویز کیا گیا۔ چار سال کی عمر میں والدین کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ مولانا علی احمد خاں اسیؔر بدایونی نے تربیت کی۔ چودہ سال کی عمر تک مکمل علوم مروجہ کی تحصیل کی۔ شاعری کا شوق دس سال کی عمر سے ہی تھا اور آخر عمر تک رہا۔ قریب ۳۵ سال سرکاری ملازمت کی۔ دینی سرگرمیوں میں شامل رہے۔ نظم و نثر میں کئی اہم کتابیں یادگار چھوڑیں۔ شکیل بدایونی محشر بدایونی وغیرہ مشہور شعرا آپ کے تلامذہ کی صف میں شامل ہیں۔ پاکستان کے سب سے پہلے حاجی ہوئے۔ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء میں حج کیا اسی سفر میں بارگاہ غوثیت میں بھی حاضری کا شرف حاصل کیا۔ ۱۲/ جمادی الاخری، ۱۳۹۰ھ، ۱۵/ اگست ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ کراچی میں وصال ہوا، اور وہیں تدفین ہوئی۔

سنی کانفرنس کی خدمات میں آپ کی نمایاں سرگرمیاں رہی ہیں۔ صدر الافاضل کے نام درج ذیل خط سے اس کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ ملاحظہ کریں:

''۶/ جنوری کو حضرت علامہ الحاج مولانا شاہ عبد الحامد صاحب قادری مدظلہ کے دولت خانہ پر شہر اور بیرون جات ذمہ دار افراد کا اجتماع ہوا۔ حضرت ممدوح اور مولانا یعقوب حسین صاحب ضیاء القادری نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے مذہبی و تبلیغی و اصلاحی مقاصد بیان فرمائے۔ حاضرین نے پوری گرمجوشی کے ساتھ ضلع سنی کانفرنس کے قیام کی تجویز کو قبول و منظور کیا۔ اور حسب ذیل عہدہ داران ارکان بغیر کسی اختلاف رائے عمل میں آئے۔

حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عبد الحامد صاحب قادری مدظلہ----صدر

مولانا حکیم عبد الناصر صاحب قادری----نائب صدر

مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب سمتی پورا صدر المدرسین شمس العلوم بدایوں----ناظم عمومی

مولانا یعقوب حسین صاحب ضیاء قادری----ناظم نشر و اشاعت

مولانا محمد طاہر صاحب مدرس----نائب ناظم

مولوی جمال اللہ صاحب----خزانچی

ممبران مجلس

① مولانا خواجہ نظام الدین صاحب

(۲) حاجی حمید الدین صاحب انصاری شیخوپورہ......
(۳) مولانا محمد خلیل صاحب صدر المدرسین مدرسہ قادریہ
(۴) مولوی عبد الواجد صاحب قادری
(۵) مولوی محمد زاہد صاحب
(۶) مولانا جناب حمید الدین صاحب خطیب عید گاہ شمسی
(۷) مولانا حاجی عبد الرحیم صاحب
(۸) حکیم فضل الرحمن صاحب فاروقی
(۹) مولانا عبد الستار صاحب
(۱۰) مولانا مفتی مکرم احمد صاحب
(۱۱) مولانا حاجی عبد الجامع صاحب
(۱۲) حاجی مولوی غلام سجاد صاحب
(۱۳) مولوی سید محمد صاحب مختار
(۱۴) مولوی حکیم......
(۱۵) مولانا ابراہیم بخش صاحب
(۱۶) مولوی مسجود حسین صاحب قادری
(۱۷) مرزا نبی جان بیگ صاحب
(۱۸) مولوی اشفاق صاحب
(۱۹) حضرت مولانا ایثار علی شاہ صاحب سجادہ نشین
(۲۰) مولانا حاجی شاہ اسرار احمد صاحب
(۲۱) کلیم رئیس احمد صاحب سہسوانی
(۲۲) جناب اجمیری میاں صاحب شیخوپوری
(۲۳) قاضی عبد العلیم صاحب گنور
(۲۴) قاضی ایوب حسن صاحب بسولی
(۲۵) سید رئیس احمد صاحب قادری
(۲۶) صوفی یعقوب علی صاحب اجھیانی

(۲۷) پیرزادہ ارشد علی صاحب آستانہ حضرت سلطانجی
(۲۸) پیر جی محمد سعید خان صاحب آستانہ شاہ ولایت
(۲۹) پیر جی سید فضیل حسین صاحب سجادہ نشیں آستانہ حضرت سید احمد صاحب
(۳۰) مولوی محمد ایوب شاہ صاحب قادری
(۳۱) ملا عبد العزیز صاحب سکھانو
(۳۲) شیخ عبد الوحید سکھانو
(۳۳) قاضی یوسف حسن رحمانی

ضلع سنی کانفرنس بدایوں کی اہم تجاویز

اسلامی حکومت کے قیام اور انتخابات میں مسلم لیگ کی حمایت۔

(۱) یہ اجلاس اس امر پر اپنی دلی مسرت کا اظہار کرتا ہے کہ حضرات مشائخین و علماے اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام میں پاکستان اور متفقہ انتخاب میں مسلم لیگ کی پر جوش حمایت فرما رہے ہیں۔ اور مشرکین و نصاری کے بالمقابل اسلامی احکام کا نشر و ابلاغ فرماتے ہیں۔ اپنا فریضہ دعوت حق انجام دے رہے ہیں۔ اجلاس یقین کرتا ہے کہ آنے والے انتخابات میں بھی سابقہ انتخابات کی طرح پورے انہماک کے ساتھ کانگریس کا مقابلہ کریں گے۔

(۲) یہ جلسہ **صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی ناظم عمومی آل انڈیا سنی کانفرنس** و حضرت شاہ سید محمد اشرف محدث کچھوچھوی مدظلہ کی ان گرانقدر خدمات پر جو وہ سنی کانفرنس کی تشکیل و توسیع میں ....انجام دے رہے ہیں۔ عمیق جذبات و محبت کے ساتھ مبارک باد پیش کرتا ہے۔ اور وہیں ان سے اتفاق کرتا ہے کہ طبقہ اہل سنت کو ایک لڑی میں منسلک کیا جائے۔ اور علما و مشائخ کرام اور مدارس و خانقاہوں کی تنظیم کرتے ہوئے تبلیغ و اشاعت دین کا سچا کام شروع کر دیا جائے۔ مدارس اہل سنت کے لیے ایک ایسا مفید و مشترک نصاب جاری کیا جائے جس سے...... ایسے مخیرین مدرس مفتی واعظ عالم نکل کر مسلمانوں کی زندگی کے ہر شعبہ میں خدمات انجام دے سکیں۔

(۳) چوں کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کی جابجا شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔ اور ضلع وار شاخوں کا قیام عمل میں آرہا ہے۔ بدایوں جیسے مرکز اہل سنت میں ضلع سنی کانفرنس کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے۔ اور مجلس منتظمہ کو اختیار دیا جاتا ہے۔ کہ وہ حسب ضرورت اپنے حلقہ کو اگر اروز بان وسیع کرنا چاہے تو کر سکتے ہیں......

(۴) طے پایا کہ ہر دو ناظمان شہر ضلع میں حضرت صدر صاحب کی ہدایت کے مطابق تبلیغ و اشاعت دین کا کام

شروع کردیں۔ اور چندہ رکنیت وعطایا کی رقوم کا حساب مرتب فرماکر جناب مولوی نہال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل خزانچی کی وساطت سے مسلم یو پی یونین بینک میں جمع کرا کے سنی کانفرنس کا حساب کھول دیں۔ جس کا تمام نظم خزانچی صاحب فرمائیں گے اور حسب ضرورت صدر و ناظم کے دستخط سے رقوم برآمد فرمائیں گے۔

فقیر محمد یعقوب حسین ضیاء القادری۔ ناظم نشر و اشاعت ڈسٹرکٹ سنی کانفرنس، بدایوں

مکتوب حافظ محمد یوسف گھوسوی

حافظ محمد یوسف بن حافظ سراج الدین محلہ کریم الدین پور گھوسی میں ۲۵؍ جون ۱۹۰۰ء کو پیدا ہوئے۔ ناظرہ اور حفظ قرآن کی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اپنے آبائی پیشہ دست کاری میں مصروف ہوگئے۔ گاؤں کی جامع مسجد میں تراویح کی امامت فرماتے تھے۔ آپ کی اقتدا میں تراویح ادا کرنے والوں میں صدر الشریعہ، مولانا حکیم شمس الہدیٰ اور شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی جیسے مقتدر حضرات کے نام قابل ذکر ہیں۔ ۱۹۲۵ء سے گولا بازار ضلع گورکھپور میں تدریسی خدمات کا آغاز کیا اور یہ سلسلہ تا عمر جاری رہا۔

سنی کانفرنس وغیرہ تحریکات میں خوب سرگرم رہے۔ مذہب و مسلک کی ترویج و اشاعت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ ۱۹۶۵ء میں کالرا کا مرض لاحق ہوا۔ اور تین دن کی علالت کے بعد ۱۵؍ جون ۱۹۶۵ء کو انتقال فرما گئے۔ شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی نے غسل دیا اور نماز جنازہ پڑھائی۔ اپنے آبائی قبرستان کریم الدین پور گھوسی میں مدفون ہوئے۔ اخلاف میں خاص کر اقبال احمد اعظمی ادبی دنیا میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی حمایت میں سرگرم رہتے ہیں۔ ملک کے مشہور رسائل و جرائد میں گاہے بگاہے علمی مضامین آتے رہتے ہیں۔

حافظ محمد یوسف صاحب نے سنی کانفرنس کے حوالے سے صدر الافاضل کے نام درج ذیل خط لکھا۔ ملاحظہ کریں:

۷۸۶

آج ۱۱؍ ذی الحجہ ۶۴ء کو بعد نماز مغرب بر دولت کدہ جناب حکیم غلام مصطفی صاحب قبلہ ایک عام جلسہ بہ صدارت عالی جناب علامہ عبد المصطفیٰ صاحب فاضل از ہر مصر منعقد ہوا۔ صاحب صدر نے نیز جناب مولانا مولوی عبد المصطفیٰ صاحب اعظمی نے سنی کانفرنس کی اہمیت و ضرورت کو بتایا اور اغراض و مقاصد پر ایک جامع تقریر فرمائی۔ اور بتایا کہ کس طرح اغیار اہل سنت کے مذہبی... روایات کو مٹانے کے درپے ہو رہے ہیں اور اغیار نے اپنے کو کس درجہ منظم کر لیا ہے – ان حالات کی وجہ سے علماء اہل سنت نے ایک تنظیمی مجلس آل انڈیا سنی کانفرنس کے نام سے جاری کی ہے جس کا عظیم الشان تاریخی اجلاس بنارس میں ماہ صفر میں ہونا طے پایا ہے۔ اس لیے ضروری معلوم ہوا کہ تمام سنیوں کو متحد کرنے اور ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لیے سنی کانفرنس کی شاخ قصبہ گھوسی میں بھی قائم کی جائے جس کے

لیے حسب ذیل عہدیداران باتفاق راے مقرر ہوئے:

صدر...	جناب مولانا مولوی عبدالستار صاحب
نائبین صدر...	جناب مولانا مولوی افضال صاحب
	جناب مولانا مولوی مقبول احمد صاحب
	جناب مولانا مولوی سید منظور احمد صاحب
ناظم...	جناب مولانا مولوی محمد فاروق صاحب
نائب ناظم...	جناب حافظ محمد یوسف صاحب
خازن...	جناب سید بشیر الدین صاحب انصاری

جلسہ نے طے کیا کہ عہدیداران اپنا ایک خصوصی اجلاس کر کے مجلس عاملہ کا انتخاب کر لیں۔ جملہ خط و کتابت و مراسلات صدر صاحب کے نام ہو۔

حافظ محمد یوسف، نائب ناظم سنی کانفرنس۔ قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڑھ

مکتوب غیر معلوم الاسم

۷۸۶

سیدی و مولائی حضرت ناظم صاحب آل انڈیا سنی کانفرنس دام ظلکم العالیہ!

سلام بکمال احترام عرض!

اطلاعا خدمت اقدس میں تحریر ہے۔ کہ بکرمہ تعالیٰ ۲۳/ اپریل ۴۶ء کو سنی کانفرنس مقام مہراج گنج ضلع بہرائچ میں بصدارت حضرت مولانا مولوی عبد الاحد خاں صاحب صدر المدرسین مدرسہ اشرفیہ مسعود العلوم بہرائچ شریف قائم ہوئی۔ جس میں مندرجہ ذیل حضرات اراکین کانفرنس تجویز کیے گئے۔

① جناب مولانا محمد خلیل صاحب اشرفی کچھوچھوی-----ناظم

② جناب حافظ ابو محمد صاحب منیجر مدرسہ اشرفیہ بہرائچ-----نائب ناظم

③ جناب غلام حسین صاحب-----صدر

④ جناب بشیر صاحب و عبداللہ صاحب-----نائبین صدر

⑤ جناب مولانا محمد یسین صاحب-----خازن

بنارس سنی کانفرنس کے التوائے تاریخ کا اعلان صدرالافاضل کی طرف سے

سنی کانفرنس بنارس کے تاریخی اجلاس بڑے ہی تزک واحتشام سے ہونے جارہے تھے۔ یکم اپریل ۱۹۴۶ء طے ہوچکی تھی مگر چندوجوہات کے سبب اس تاریخ میں اجلاس مشکل ہواتوصدرالافاضل نے التوائے تاریخ کا ایک عام اعلان اخبار الفقیہ میں شائع فرمایاہم حضرت کا اعلان من وعن شائع کررہے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

”آل انڈیاسنی کانفرنس کے بنارس میں منعقدہونے والے اجلاس کے لیے یکم اپریل ۱۹۴۶ء مقرر ہوچکی تھی۔ مگرملک میں مختلف قسم کی بے چینیاں پیداہونے کے سبب چندروز کے لیے اس کانفرنس کاملتوی کرنامناسب معلوم ہوا آئندہ تاریخ مقرر ہونے پراعلان کیاجائے گا۔ آل انڈیاسنی کانفرنس میں تشریف لانے والے حضرات دوسرے اعلان کاانتظار فرمائیں۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ ناظم آل انڈیاسنی کانفرنس مرادآباد

[اخبار الفقیہ: ۷، ۱۴/ مارچ ۱۹۴۶ء ص ۱۱]

بنارس سنی کانفرنس کے اجلاس کا دعوت نامہ از صدرالافاضل

بنارس سنی کانفرنس کی تیاریاں زوروں پر تھیں۔ آپ نے اشتہارات، مکتوبات، اوردعوت ناموں کے ذریعہ ملک کے گوشہ گوشہ میں سنی کانفرنس میں شرکت کا اعلان کرانے کی کوشش فرمائی۔ اخبارات میں بھی سنی کانفرنس چرچوں میں تھی۔ آپ کے مراسلے بھی اخبار کی زینت بنے۔ اخبار دبدبہ سکندری میں درج آپ کا حسب ذیل مراسلہ ملاحظہ فرمائیں:

مکرم ومحترم.............. السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج مبارک بخیرباد!!!

بحمداللہ تعالیٰ وکرمہ، جمہوریت اسلامیہ آل انڈیاسنی کانفرنس کے عظیم الشان مبارک اجتماع کے لیے ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰/ اپریل ۱۹۴۶ء مطابق ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷/ جمادی الاولی ۱۳۶۵ھ روز شنبہ، یکشنبہ، دوشنبہ، سہ شنبہ مقرر ہوئے۔ ان بابرکت ایام میں ملت اوراہل ملت کی حمایت ونصرت کے لیے اکابراہل اسلام علمائے کرام مشائخ عظام اور تمام صوبوں کی سنی کانفرنسوں کے نمائندے ودیگر معززین تشریف لائیں گے۔

جناب والاسے التجاہے کہ اس اہم دینی اجتماع میں شرکت فرماکر کانفرنس کوکامیاب بنائیں۔ اوراگرآپ کے یہاں سنی کانفرنس قائم ہوچکی ہے توجناب بحیثیت نمائندے کے تشریف لائیں اورجتنے نمائندے آپ کی سنی کانفرنس

تجویز کرے انہیں ہمراہ لائیں۔ ہمراہیوں کی تعداد اور تشریف آوری کے وقت سے ۲۲/ اپریل ۱۹۴۶ء تک مطلع فرمائیں۔ ان مسائل کا خلاصہ بھی ارسال کیا جا رہا ہے، جو سنی کانفرنس کے لیے غور طلب ہیں۔ ان اُمور کے متعلق اگر جناب کوئی تجویز پیش کرنا چاہیں تو وہ بھی ۲۲/ اپریل ۱۹۴۶ء تک قلم بند فرما کر ارسال فرمائیں۔

اب صدر دفتر بنارس میں ہے۔ اور ۳۰/ اپریل تک یہیں رہے گا۔ لہٰذا خط و کتابت کے لیے صرف میرا نام اور سنی کانفرنس بنارس لکھ دینا کافی ہے۔ تار کا پتہ صرف اتنا ہے: اشرفی، بنارس کینٹ۔

میں آپ کی تشریف آوری سے بہت مسرور اور ممنون ہوں گا۔ والسلام مع الاکرام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

(نوٹ: جو حضرات کسی مجبوری سے تشریف نہ لا سکیں – وہ اپنی معذوری اور کانفرنس کے ساتھ اپنے کامل اعتماد و اتفاق کا اظہار بذریعہ ڈاک یا تار فرمائیں۔“)

[دبدبہ سکندری، ۱۹/ اپریل ۱۹۴۶ء ص ۵: بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، ص ۲۱۶]

سنی کانفرنس کے خلاف چند اپنوں کی محاذ آرائیاں اور صدرالافاضل کا مصالحانہ کردار

سنی کانفرنس کو ملک بھر کے علماو مشائخ کی تائید وحمایت حاصل تھی۔ اجمیر شریف، بریلی شریف اور کچھوچھہ شریف کے علماو مشائخ کھل کر سنی کانفرنس کی تائید میں تھے۔ البتہ چند علماو مشائخ سنی کانفرنس کے حوالے سے مطمئن نہیں تھے۔ انہیں سنی کانفرنس کے طریقہ کار سے اتفاق نہیں تھا۔ ان میں سے دو شخصیتیں پیش پیش تھیں۔ ایک تاج العلماء محمد میاں مارہروی اور دوسرے شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں پیلی بھیتی۔ صدرالافاضل نے تاج العلماء کو سنی کانفرنس کے دعوت نامے ارسال فرمائے، جس پر جوابی خط کے ذریعہ سنی کانفرنس کے حوالے سے چند شکوک وشبہات پیش کیے گئے، جواب میں آپ نے بڑی سنجیدگی سے سنی کانفرنس کے مقاصد بیان کرتے ہوئے سنی کانفرنس کے حوالے سے شکوک وشبہات کے ازالے کی کوشش فرمائی اور مل بیٹھ کر مسئلہ سلجھانے کی تجویز پیش فرمائی۔ مگر بات خط وکتابت سے آگے نہ بڑھ سکی اور اختلاف کی خلیج مزید وسیع ہوگئی۔ تاج العلماء اور صدرالافاضل کے مابین سنی کانفرنس کو لے کر جو مکاتبت ہوئی۔ اور صدرالافاضل نے خط وکتابت کے ذریعہ جو مصلحانہ ومدبرانہ کردار ادا کیا اسے یہاں پیش کر دینا بے محل نہ ہوگا۔ ہم ترتیب سے دونوں حضرات کے خطوط نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

صدرالافاضل کا گرامی نامہ تاج العلماء کے نام

سمو المکانۃ والمکان جلیل المرتبۃ والشان حبر حلائل فخر بیت الاماثل دامت برکاتھم!

ہدیہ سینہ سینہ بکمال احترام معروض!!!

مرادآباد میں جامعہ نعیمیہ کے سالانہ جلسوں کے ساتھ ساتھ سنی کانفرنس کے اجلاس بھی ۴، ۵، ۶، شعبان ۶۴ھ بروز شنبہ، یک شنبہ، دوشنبہ منعقد ہوں گے۔ التجا کہ حضرت والا درجت ان مجالس میں شرکت فرما کر نیاز مند کو ممنون کرم فرمائیں۔ والسلام مع الاکرام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

مکتوب (۲)

حضرت محترم دام مجد ہم!۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

کرامت نامہ کرم فرما ہوا، اگر حضرت تشریف فرما ہوتے تو اُمید قوی تھی کہ عقدے حل ہو جاتے اور اب بھی

اگر حضرت کوئی وقت مقرر فرمائیں تو بریلی میں حضرت مفتی اعظم کے دولت کدہ پر ایک مختصر اجتماع کیا جاسکتا ہے۔ اور بعونہ تعالیٰ پوری توقع ہے کہ اس اجتماع میں ہم بعون الملک الکریم بہتر نتیجہ پر پہنچیں گے۔

اسلام و مسلمین پر اس وقت دنیا میں جو فتن کے سیلاب آرہے ہیں اور جو خوف ناک خطرے سامنے ہیں وہ واجب کرتے ہیں کہ حامیانِ ملت حمایتِ دین کے لیے تمام ممکن مساعی کام میں لائیں۔ ہم حضرت والا کی ذات بابرکات سے اُمید رکھتے ہیں کہ ہماری نیاز مندانہ التجا قبول فرماکر بریلی کے لیے کوئی ایسا وقت معین فرمادیں گے جس کے لیے حضرت مفتی اعظم سے بھی بریلی موجود رہنے کی استدعا کی جاسکے۔ والسلام مع الاکرام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

۱۳/ شعبان ۱۳۶۴ھ روز پنجشنبہ

[عبارت پتہ: مارہرہ شریف ضلع ایٹہ بملاحظہ عالیہ حضرت عالی درجت مولانا المحترم المکرم حضرت مولانا سید شاہ محمد میاں صاحب دامت برکاتھم درآید]

مکتوب (۳)

حضرت سراپا برکت مجمع الفضائل والفواضل دامت برکاتھم! السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

کرم نامہ نے کرم فرمایا، مجھے قوی اُمید ہے کہ اگر ہم آپ ایک جگہ جمع ہوئے تو بعون الملک القدیر بآسانی ایک نتیجے پر پہنچیں گے۔ میں اپنے اور حضرت کے مسلک کے درمیان تباین مسلک نہیں پاتا۔ تعجب ہے حضرت نے کیوں ایسا خیال فرمایا؟ اس کے وجوہ میری نظر میں نہیں۔ تحریروں میں وقت بہت صرف ہوتا ہے پھر بھی نتیجہ پر پہنچنا دُشوار ہوتا ہے۔ اگر بریلی تشریف لانا منظور نہ فرمائیں تو فقیر خانہ کو اپنے قدوم سے شرف بخشیں۔ حضرت مفتی اعظم صاحب کو یہیں تکلیف دی جائے گی۔ دعا یہ ہے کہ کوئی خلش باقی نہ رہے۔ اور تمام سنی متفق و متحد ہو کر خدمت دین ادا کریں۔ تجربات کا جو ذکر فرمایا میں اس کی نسبت کیا عرض کروں سب کچھ دیکھ چکا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے رحمت و کرم سے بڑی اُمیدیں رکھتا ہوں۔ وھو خیر الناصرین۔ یہ اطمینان فرمائیں کہ اس اجتماع میں جو گزارش ہوگی، وہ نیاز مندانہ ہوگی۔ سنی کانفرنس کا مقصود ارتباط واتحاد اہل سنت ہے اور آپ ہمارے مخدوم و محترم تو سب سے مقدم، اس ارتباط کا استحکام ہے۔ خداوند عالم نصیب فرمائے۔ آمین۔

حضرت مفتی اعظم نے مرادآباد میں سنی کانفرنس کی صدارت فرماتے ہوئے بار بار یہی ارشاد فرمایا ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ حضرت اس التجا کو پذیرا فرمائیں گے اور تشریف آوری کے لیے کوئی مناسب وقت مقرر فرمائیں گے۔

والسلام مع الاکرام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ ۱۱/ رمضان مبارک روز دل افروز دوشنبہ مبارکہ

مکتوب(۴)

۷۸۶۔ مبسملاً و حامداً و مصلیاً و مسلماً:

حضرت محترم دام مجد ہم السامی!۔۔۔۔۔۔وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ!

مزاج مبارک بخیرباد!!!

کرامت نامہ نے کرم فرمایا ممنون ہوں۔ حضرتِ والا نے پہلے تو اجتماع ہی سے اِعراض فرمایا تھا اور رائے مبارک میں اجتماع ایک بے فائدہ چیز تھا۔اس کے بعد جناب والا نے مکاتبت کا بھی سدّباب فرمایا، یہ دونوں مضمون حضرت کی تحریر میں آچکے ہیں۔

الحمدللہ کہ اب حضرت نے اپنی سابق رائے پر نظر ثانی فرمائی اور اس فقیر کو مع معاونین کے دعوت اجتماع دی، اس کا میں شکر گزار ہوں۔مجھ جیسے ضعیف کے لیے معاون تو بہت درکار تھے مگر صرف دو ہی کی اجازت عطا فرمائی اس کا بھی شکریہ۔ حضرات معاونین کے اسمائے گرامی پیش کرنے کا حکم فرمایا۔ تعمیلاً الارشاد عرض کہ حضرت عالی درجت مفتی اعظم مولانا مولوی شاہ محمد مصطفی رضا خاں صاحب دامت برکاتھم اور فقیہ اعظم صدرالشریعہ مولانا مولوی شاہ محمد امجد علی صاحب دام مجد ہم کے اسمائے گرامی پیش کرتا ہوں، ان حضرات کے وقت معلوم کرنے کے لیے بریلی حاضر ہو گیا ہوں۔ حضرت والا پیلی بھیت میں بریلی سے نہایت ہی قریب ہیں بلکہ بریلی حضرت کے راستے ہی میں ہے، حضرت یہاں تشریف لے آئیں، ہم سب یہاں حاضر ہی ہیں اس میں بہت سہولت ہے۔درگاہ رضوی میں ہم حضرت کی زیارت و دیدار سے بھی مشرف ہو جائیں گے اور مکالمت بھی ہو جائے گی۔خدا انجام بخیر فرمائے۔

میں باوجود کثرت مشاغل دینیہ ضروریہ وقلت فرصت اس مکالمہ کے واسطے دو روز کا وقت دینے کے لیے حاضر ہوں۔اگر حضرت کل شام تک تشریف نہ لائے تو میں دن بھر انتظار کرنے کے بعد پرسوں صبح واپس ہو جاؤں گا۔ گفتگو زبانِ قلم سے ہونے کی صورت میں اجتماع کی حکمت فہم قاصر میں نہ آئی۔ خیر بہر حال اس معاملہ میں حضرت کی مرضی پھر معلوم کی جائے گی۔اب چوں کہ جناب کی طرف سے مسلمانوں کو سنی کانفرنس کی شرکت سے روکا جاتا ہے، اس لیے بحث اسی کے متعلق ہوگی اور جو مقدمات اس سے متعلق ہوں گے پیش کیے جائیں گے۔ گفتگو خواہ زبانی ہو یا تحریری بہر صورت متکلّم خاص حضرت ہوں گے، معاونین حضرت کو مشورہ دے سکتے ہیں اور اس مشورہ کے لیے حضرت جتنی چاہیں فرصت لے سکتے ہیں۔ یہ گفتگو اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی درگاہ شریف میں ہوگی۔والسلام مع الاکرام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

یکم ربیع الاول شریف ۶۵ھ

مکتوب(۵)

مبسملاً و حامداً و مصلیاً و مسلماً۔۔۔۔ حضرت محترم دام مجدہم السامی!۔۔۔۔ وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ!

یہ واقعہ ہے کہ پہلے تو حضرت نے اجتماع سے اِعراض فرمایا۔ اوراب اس دھوم دھام سے دعوت دی کہ سات آدمی دعوت نامہ لے کر آئے۔ خیر اس میں بحث غیر ضروری ہے۔ میں حضرت کی دعوت پر باوجود عدیم الفرصتی وعلالت نورِ نظر بریلی حاضر ہوا اور دو روز کامل منتظر رہا، تیسرے روز واپس چلا آیا۔ نہ حضرت تشریف لائے نہ حضرت کی طرف سے کوئی جواب آیا۔ آج پھر اسی مضمون کی ایک رجسٹری ارسال فرمادی گئی۔ عجیب بات ہے میں حاضر ہوں تو اِلتفات نہ فرمائیں۔ انتظار میں دو دن خرچ کر کے واپس آؤں تو پھر دعوت نامہ بر سر کرم ہے۔

جناب والا اس وقت تو میں پابہ رِکاب ہوں اور سفروں کا سلسلہ تا دیر جاری رہے گا۔ سنی کانفرنس کے آل انڈیا اجلاس کے بعد وقت مل سکے گا۔ اس اجلاس کی رُوداد سے اُمید ہے کہ حضرتِ والا کے شبہات رَفع ہوجائیں اور آپ اپنے حسبِ اِرشاد خود بخود سنی کانفرنس میں شریک ہوجائیں۔ فہوالمراد۔

اور اگر خدا نہ کرے پھر بھی شبہات باقی رہ جائیں اور ضرورت مفاہمت باقی ہو تو میں حاضر ہوں، کیوں کہ آپ کی طرف سے سنی کانفرنس کے خلاف اعلان ہوچکے ہیں۔ اس لیے مبحث یہی ہوگا اور وجوہ عدم جواز شرکت سنی کانفرنس دریافت کیے جائیں گے۔ آپ کے رسائل کسی طرح صلاحیت بحث نہیں رکھتے، اگر کسی نے انہیں دیکھ کر رَد کیا ہوتا تو آپ اس کو مبحث بنا سکتے تھے۔ یوہیں مقام مفاہمت بریلی درگاہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ قریب مزار شریف ہی ہوگا۔ والسلام مع الاکرام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ از مرادآباد

مکاتیب تاج العلماء محمد میاں مارہروی بنام صدرالافاضل

مکتوب(۱)

استاذ العلماء صدرالافاضل رفیع المراتب عظیم المناصب! ہدیہ سینہ سینہ خدمت عالی میں پیش کر کے نگارش۔

کل غرہ شعبان پنجشنبہ ۱۳۶۴ھ کی دوپہر کو آپ کا کارڈ دعوت نامہ شرکت اجلاس سنی کانفرنس موصول ہوا۔
آل انڈیا سنی کانفرنس کے صدر پیر حضرت جماعت علی شاہ صاحب بالقابہٖ (۱۲) ہیں اور اخباری اطلاع کے مطابق (دیکھو الفقیہ ۸،۱۵/ جمادی الاخری ۶۴ھ ۲۱،۲۸/ مئی ۴۵ء میں) سید محمود احمد صاحب ناظم سنی کانفرنس لاہور کی مراسلت زیر عنوان آل انڈیا سنی کانفرنس انہیں کی زیر اجازت یہ سنی کانفرنس کے اجلاس جابجا ہو رہے ہیں۔ پیر صاحب کی حمایت لیگ خبیث اخبارات میں شائع و مشتہر بلکہ اس میں بعض شدتیں، مثلاً

① جو حمایت لیگ کے جلسہ میں شرکت کے اقرار کے لیے ہاتھ نہ اٹھائے وہ حرامی۔

② آٹھ کروڑ مسلمانوں میں صرف جناح ہی ایک مسلمان ہے۔

③ صرف وہی ہمت کر کے اسلام کی مدد کو اُٹھا، اس کو دُنیاوی طمع لالچ نہیں کسی جھوٹے مدعی اسلام کو حرکت نہ ہوئی۔

④ آٹھ کروڑ میں مسلمان صرف ایک ہے اس کے سوا کوئی مسلمان نہیں باوثوق دیگر ذرائع سے بھی مجھ تک پہنچی ہیں۔ ایسی حالت میں جب سنی کانفرنس کا واقعی سنی کانفرنس ہونا اور دخل اغیار سے بالکل منزہ ہونا خدمت دین وسنت کے خادموں پر اچھی طرح محقق ہو جائے گا، تو دین وسنت کی حسب وسعت وقدرت خدمت کے لیے ہر سعی جماعت کے ساتھ تعاون کے لیے ان شاء اللہ المولیٰ تعالیٰ حاضر ہیں۔ اور اس ہیچ میرز کو تو بہر حال اپنی ہیچ میرزی کا اعتراف ہے۔

محمد میاں قادری از مارہرہ

۲۰/ شعبان ۱۳۶۴ھ جمعہ

مکتوب(۲)

صدرالافاضل استاذ العلماء کثیر المراتب شہیر المناصب دام بالکرم!

پس ہدائے ہدیہ سینہ سینہ پرداز نامی نامہ صادر ہوا۔ عقدہائے مابین جن کا تذکرہ فرمایا۔ ان میں ایک بہت اہم عقدہ ملغوبہ شیاطین لیگ خبیث کے بارے میں یہاں کے اور وہاں کے مسالک کا اختلاف وتباین ہے۔

یہاں کا مسلک زریں بخیہ دری، احکام نوریہ الجوابات السنیہ، غلبہ الٰہیہ وغیرہا رسائل وتحریرات میں مطبوع وشائع ہے۔ یہ تحریرات کی خدمت میں بھی حاضر کی گئیں اور اگر بعض نہ حاضر ہوئیں، تو اب طلب پر سب حاضر کی

جاسکتی ہیں۔ان کوملاحظہ فرماکران پر جو حکم شرعی ہووہ اپنے یہاں سے طبع وشائع فرمادیا جائے۔

ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ خود مستقلاً اپنے یہاں کا مسلک طبع وشائع فرمادیا جائے،اور عرس شریف رضوی ۱۳۵۸ھ کے موقع پر خود حضرت کے ترتیب دادہ سوالات ہی کے جو حضرت کے پاس محفوظ ہوں گے،ورنہ الجوابات السنیہ میں وہ سب مطبوع ہیں-جوابات شائع فرمادیے جائیں جو حسب تصریح حق اظہار اہل حق تحریر شدہ تو موجود ہی ہیں۔میں امید کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ یہ طبع واشاعت حضرت کے اس اجتماع کے لیے راستہ صاف کردے گی ورنہ تجربات عدیدہ سابقہ اسے بے سود ولا حاصل تو بتاہی چکے ہیں۔ اسلام ومسلمین پر کفار ومشرکین ومرتدین ومبتدعین اوران کے پٹھو صلح کلیوں کی کیادیوں، مکاریوں، بے ایمانیوں سے جو ہجوم فتن ومحن روزافزوں ہے-اس کی مدافعت میں یہ غریب اوراس کے مدد گار غربا کسی غیر میسر اجتماع پر محول ومنحصر نہ رکھتے ہوئے حسب استطاعت متوکلا علی اللہ تعالیٰ مساعی بجالا ہی رہے ہیں اوران شاء اللہ تعالیٰ وبعونہ جل جلالہ آیندہ بھی بجالاتے رہیں گے۔

ولا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔

آخر میں مزید عرض ہے کہ حضرت نے سنی کانفرنس میں شرکت کے لیے اس گنہگار کو مخاطب فرمایا، میں نے جواب حاضر کردیا۔دونوں میں حضرت مفتی اعظم ہند(مولوی مصطفی رضاخاں صاحب دامت معالیھم المتعالیہ) کا کوئی تذکرہ نہیں تھا،اب اس نامی نامہ میں ان کے دولت کدہ پر حاضری کی مداخلت-حضرت نے کسی مصلحت سے ہی رکھی ہوگی......والسلام خیر ختام۔

محمد میاں قادری ازمارہرہ

۶/صیام مبارک ۶۴ھ چہار شنبہ

مکتوب(۳)---۷۸۶

صدرالافاضل استاذ العلماء حضرت محترم دام بالکرم!-----وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ!

کرم نامے نے کرم فرمایا،اصل مقصود توخدمت دین وسنت ہے جس کوبھی اللہ عزوجل سچی مخلصانہ بجاآوری کی توفیق دے اس نقطہ نظر سے سنی کانفرنس اپنے آپ کومیدان عمل میں خادمان دین وسنت کے سامنے پیش کرے۔ خدام مخلصین اس کی سچی خدمات دین وسنت اور مداخلت ومزاحمت اغیار واشرار سے اس کی دُوری وبراءت دیکھ کر خود بخوداس کے مددومعاون ہوجائیں گے،اگرچہ پیشگی کوئی اجتماع ہویانہ ہواوراس گنہگار کے سے ہیچ میرزوں سے حضرت صدرالافاضل کوخامہ فرسائی کی زحمت کی حاجت نہ ہوگی۔یہی میں نے پہلے عریضے میں کہاتھا۔اور امید تھی کہ وہ کافی ہوگامگر جب کہ حضرت سنی کانفرنس کے میدان عمل میں آنے سے پہلے ہی اجتماع کی ضرورت سمجھتے ہیں تواس کے لیے راستہ صاف کرنے کی جوصورت میں نے اپنے دوسرے معروضہ میں پیش کی تھی،اب کہ حضرت اس نامی نامہ

میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس ملغوبہ شیاطین لیگ کے بارے میں حضرت اپنے اور یہاں کے مسلک میں تباین نہیں پاتے تو اس کی صورت کی تنقید و تعمیل بعونہٖ تعالیٰ بہت آسان ہے۔ یہاں کا مسلک زریں بخیہ دری، احکام نوریہ، الجوابات السنیہ، غلبہ الٰہیہ وغیرہا میں بہ تفصیل تام واضح ہے، ان سے اپنا یہی اتفاق اپنے یہاں سے طبع و شائع کر دیا جائے، ورنہ میں وہی عرض کروں گا جو دوسرے عریضے میں عرض کر چکا (کہ بار بار کا تجربہ محض صوری اجتماع اور زبانی گفتگو کو بے نتیجہ ثابت کر چکا ہے) اور بارہا کے تجربہ شدہ کے بے ضرورت تجربہ مزید کے لیے حضرت کو خامہ فرسائی کی زحمت پسند نہ رکھوں گا۔ عناد اور ہٹ دھرمی کی صورت میں رُوبرو تقریر بسا اوقات تحریر سے زائد مضر اور بے نتیجہ ہوتی ہے اور انصاف و حق پسندی ہو تو تحریر سے بھی بآسانی مفید نتیجہ برآمد ہو جاتا ہے۔ حضرت مفتی اعظم کی خدمت میں اپنی حاضری کے متعلق پہلے ہی عرض کر چکا ہوں خواہ وہ حاضری بریلی میں ہو یا کہیں بھی۔
والسلام مع الاکرام۔

محمد میاں قادری از مارہرہ

۱۵/ ماہ مبارک صیام ۶۴ھ

مکتوب (۴)

حضرت محترم صدر الافاضل استاذ العلماء مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب دامت افاداتہم!

پس از ہدیہ سینہ سینہ مزاج گرامی!

حضرت کے کرم نامہ موصولہ ۱۴/ ماہ صیام ۶۴ھ کے جواب میں میرے معروضہ ۱۶/ ماہ صیام ۶۴ھ کا جواب اب تک مجھے نہیں ملا۔ میں نے اپنی حیثیت واقعی کو (حضرت صدر الافاضل کے یہاں لائق التفات ہونے کے لیے جو سروسامان درکار ہے وہ مجھے حاصل نہیں) ملحوظ رکھتے ہوئے یہ جانا کہ میرا وہ معروضہ ناقابل التفات ٹھہرا۔ اس لیے حضرت کی خدمت میں مزید عرض معروض کی جرأت نہ کی۔ لیکن اب آخر صفر موجود میں عرس شریف حضرت سیدی و مرشدی والد ماجد قدس سرہ العزیز میں برادر دینی حاجی جمال قادری صاحب شرکت عرس شریف کے لیے حاضر ہوئے اور مجھ سے یہ کہا کہ حضرت نے انہیں تحریر فرمایا ہے کہ میں نے حضرت کے لیے دروازہ مکاتبت بھی بند کر دیا۔ مجھے تعجب ہوا اس لیے کہ میں نے اپنے اس عریضہ میں دروازہ مکاتبت بند نہیں کیا۔ بلکہ حضرت ہی کی تصریح کی بنا پر کہ لیگ خبیث کے بارے میں حضرت کے اور میرے مسلک میں حضرت کوئی تبائن نہیں پاتے یہ عرض کیا تھا۔ کہ اب میرے اس ابتدائی مخلصانہ معروضہ کی تعمیل و تکمیل کہ رد لیگ میں یہاں کے فتاوی احکام نوریہ، زریں بخیہ دری، الجوابات السنیہ، غلبہ الٰہیہ جن میں میرے مسلک کا اظہار و بیان ہے۔

ان پر حضرت کی جو کچھ رائے مبارک ہو اس کا اظہار و اعلان فرما دیا جائے بہت آسان ہے۔ جیسا کہ حضرت

نے تحریر فرمایا کہ میرا مسلک تیرے مسلک کے تباین نہیں۔ ان رسائل کے بارے میں یہ شائع فرمادیا جائے کہ ان رسائل مذکورہ میں لیگ کے متعلق جس مسلک کا بیان ہے اس سے ہمارے مسلک کو کوئی تبائن نہیں تو اس اشاعت کے بعد اس گنہگار کے لیے حضرت سے مزید عرض معروض کا راستہ آسان ہو جائے گا۔ ورنہ تجربات عدیدہ سابقہ کے پیش نظر میں مزید خط و کتابت کی زحمت حضرت کے لیے پسند نہیں کرتا۔

اس گنہگار کی فہم قاصر میں یہ مکاتبت کا دروازہ بند کرنا نہیں۔ اور اس لیے مجھے حضرت کا اس قسم کا اشکال عجیب معلوم ہوا۔ بہر حال اب میں عرض گزار ہوں۔ کہ برادر دینی حاجی آدم جی صاحب سلمہ اور ان کے ہمراہیان میرا یہ مخلصانہ معروضہ لے کر حضرت کی خدمت عالی میں آتے ہیں۔ حضرت اپنے دو معتمدین جن کو آپ ہی منتخب فرمالیں، لے کر مارہرہ تشریف لے آئیں۔ فقیر کے ہمراہ برخوردار نور الابصار حافظ مولوی حکیم سید آل مصطفی میاں سلمہ اور حضرت مولانا المکرم مولوی حشمت علی خاں صاحب رضوی دامت مکارہم ہوں گے۔ اور ایک مجلس خاص میں جس میں کسی ساتویں شخص کو بلا ضرورت و خلاف مرضِی حضرت آنے کی بھی قطعًا اجازت نہ ہوگی۔ بیٹھ کر مخلصانہ تحریری مفاہمت کرلیں جس میں فقیر سب سے پہلے ان رسائل اربعہ اور ان پر حضرت کی رائے مبارک کے تحریر اظہار کی اپنی اسی عرض داشت کو لکھ کر پیش کردے گا۔

اور حضرت سے اس کا تحریر جواب حاصل کرلے گا۔ اس کے بعد پھر دیگر مسائل حاضرہ اختلافیہ پر اسی طرح تحریر گفتگو ہوگی کہ مکالمہ زبانِ قلم سے ہوگا یا جو کچھ کہا جائے ہر فریق لکھ کر سپرد فریق کرکے اس کا... سنائے گا۔ یہاں تک کہ بعونہٖ تعالیٰ حق واضح سے واضح تر ہو جائے، اور ہم آپ ایک بار پھر خدمت دین واہانت مرتدین وفکایت مبتدعین کے لیے ایک ہو کر مل بیٹھیں۔ امید ہے کہ برادر دینی حاجی آدم، حاجی جمال و محب محترم مولانا سید عبد الاول میاں صاحب و محبی حاجی بابا لعل فرید صاحب و حاجی زکریا داؤد صاحب وابو احمد صاحب و سید عبد المجید میاں صاحب و عبد الستار صاحب جو احباب اہل سنت یہ معروضہ لے کر حاضر ہو رہے ہیں۔ انہیں کے ہمدست حضرت اپنی منظوری اور دونوں ہمراہی حضرات کے اسمائے گرامی اور تاریخ تشریف آوری کے تعیین سے تحریری اطلاع امضا فرمائیں گے، تاکہ فقیر، حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب و عزیز محترم مولانا سید آل مصطفی سلمہما ربہما تبارک وتعالیٰ کو اطلاع دے کر ان کو اس وقت بلاسکے۔ اگر یہ حاملین عریضہ حضرت کے جواب سے محروم واپس آئے تو یہ فقیر سمجھے گا کہ فقیر کے معروضات حضرت کے نزدیک ناقابل التفات ہیں۔

فقیر اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی عفی عنہ

وارد حال پیلی بھیت۔ ۲۸/ صفر ۱۳۶۵ھ شنبہ

مکتوب(۵)

مبسملاً وحامداً ومصلیاً ومسلماً:

حضرت محترم دام مجدہم السامی!۔۔۔پس از ہدیہ سینہ سینہ مزاج مبارک بخیرباد!!!

کرامت نامہ نے کرم فرمایا۔ ممنون ہوں۔ میں نے اجتماع کے بارہ میں جو پہلے دن لکھا تھا اور مکاتبت کے بارے میں جو پہلے عرض کیا تھا ان کی مراد جو میری ان تحریروں سے واضح ہے۔ اس کے صحیح جاننے پر میں اب بھی قائم ہوں اور حضرت والا خود بھی اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ میری حال کی تحریر کا کیا مطلب و منشا ہے۔

میں پھر عرض کرتا ہوں، کہ حضرتِ والا اپنے دونوں معاونین حضرت مفتی اعظم و حضرت صدر الشریعہ کو اپنے ساتھ لے کر مارہرہ شریف آجائیں اور مجھے تاریخ تشریف آوری سے مطلع فرمائیں تو میں حضرت مولانا المکرم مولانا قاری حشمت علی صاحب قادری وعزیزم محترم مولانا مولوی حکیم سید آل مصطفی میاں صاحب قادری سلمہما ربھما تبارک وتعالیٰ کو مطلع کرکے اس وقت وہاں بلا سکوں اور پھر درگاہ معلی برکاتیہ میں آپ کی خدمت میں ان رسائل اربعہ اوران کے بارے میں اپنی اسی ابتدائی عرض گذاشت کو کہ حضرت والا ان پر اپنی رائے مبارک تحریر فرمادیں۔ تحریراً حاضر خدمت سامی کرسکوں اور حضرت سے اس کا تحریری جواب حاصل کرسکوں۔ اس کے بعد پھر دیگر مسائل حاضرہ اختلافیہ پر اسی طرح تحریری مکالمہ ہوجائے جس کی مصلحت حضرت والا خود بخوبی جانتے ہیں۔ اس معروضہ کا جواب مارہرہ بھیج دیا جائے۔

فقیر اولادرسول محمد میاں قادری برکاتی عفی عنہ از پیلی بھیت

غرہ ربیع الاول شریف ۱۳۶۵ھ سہ شنبہ

مکتوب(۶)

مبسملاً وحامداً ومصلیاً ومسلماً:

حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء دامت افاداتہم! بعد ہدیہ سینہ سینہ معروض!

نامی نامہ تشریف لایا۔ یہ حقیقت ہے کہ پہلے بھی فقیر نے یہی گزارش کیا تھا کہ جب تک حضرت ادھر کے رسائل اربعہ مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری، غلبہ فتنہ قلیلہ الہیہ، واحکام نوریہ شرعیہ مسلم لیگ والجوابات السنیہ علی.... اللیگیہ کی تحریری تصدیق یا تکذیب نہ فرمائیں گے۔ اس وقت تک تجربات عدیدہ سابقہ کی بنا پر اس شفاہی مکالمت و مفاہمت کے نافع و مفید ہونے کی جس کی حضرت دعوت دے رہے ہیں۔ فقیر کو قطعاً کچھ اُمید نہیں۔

یہی مضمون فقیر نے اس خط میں عرض کیا تھا جس کو سات مسلمانان اہل سنت حضرت کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے کہ اس بالمشافہ مفاہمت میں جس کی دعوت حضرت نے دی۔

سب سے پہلے رسائل اربعہ حضرت کی خدمت میں پیش کرکے ان کی تصدیق کا تحریری مطالبہ پیش کرے گا اور اس کا تحریری جواب حضرت سے حاصل کرلے گا۔ حضرت سے اس تحریری جواب کے حاصل ہوجانے پر فقیر کو اس مفاہمت شفاہیہ کے مفید ہونے کی اُمید ہوگی۔ اور پھر دوسرے مسائل اختلافیہ پر اسی طرح تحریراً یا بالمشافہ گفتگو ہوگی۔ حضرت کا اس کو فقیر کا اجتماع سے بتانا عجیب ہے۔

(۲) پھر دعوت حضرت کی طرف سے تھی فقیر نے اسے بطریقہ مذکورہ قبول کرکے حضرت کی رضا دریافت کی تھی کہ اگر یہ طریقہ مفاہمت پسند ہو تو اطلاع فرمائیں تاکہ مارہرہ میں اس اجتماع کی ایسی تاریخ مقرر کی جائے کہ مولانا المکرم مولانا مولوی حشمت علی خاں صاحب و برخوردار مولانا حکیم سید آل مصطفی میاں صاحب کو بھی مطلع کرکے بلایا جاسکے -اس پر حضرت کا فرمانا کہ؛

''میں حضرت کی دعوت پر باوجود عدیم الفرصتی وعلالت نورِ نظر بریلی حاضر ہوا۔ دو روز کامل منتظر رہا۔ تیسرے روز واپس چلا آیا۔ نہ حضرت تشریف لائے نہ حضرت کی طرف سے کوئی جواب آیا۔''

جس کا صاف واضح مطلب یہ ہوا کہ فقیر نے حضرت کو بریلی تشریف لانے کی دعوت دی تھی۔ حضرت فقیر کی دعوت پر بریلی تشریف لائے، فقیر باوصف دعوت دینے کے بھی بریلی حاضر نہ ہوا- یہ ارشاد اور بھی اعجب ہے۔ خود حضرت اپنے چوتھے نامی نامہ میں فرما چکے ہیں کہ مفتی اعظم وصدر الشریعہ سے جنہیں حضرت نے اپنا معاون تجویز فرمایا۔ وقت معلوم کرنے کی اپنی غرض کے لیے از خود بریلی تشریف لائے ہیں مگر اس پانچویں نامی نامہ میں بریلی حضرت تاج العلماء کی دعوت پر تشریف لانا تحریر فرما رہے ہیں۔

(۳) پھر حضرت کا فرمانا کہ میں حاضر ہوں تو التفات نہ فرمائیں یعنی حضرت تو فقیر کے پاس تشریف لائے لیکن فقیر نے حضرت کی طرف کچھ التفات نہ کیا۔ حالاں کہ فقیر کی یاد میں کبھی ایسا نہ ہوا کہ مارہرہ میں یا کہیں بھی فقیر کے پاس حضرت تشریف لائے ہوں اور فقیر نے التفات نہ کیا ہو۔ پھر بھی حضرت کا یہ فرمان عجب العجاب ہے۔

(۴) رسائل اربعہ کا موضوع یہی تو ہے کہ سنی مسلمانوں پر جس طرح شرعًا ندوہ و کانگریس واحرار وخاکسار وغیرہا مجالس اشرار کی شرکت ورکنیت امداد واعانت حرام ہے۔ اسی طرح مسلم لیگ کی شرکت ورکنیت وامداد واعانت بھی شرعًا حرام ہے۔ سنی کانفرنسوں کی طرف سے بار بار مسلم لیگ کی حمایت اور اس کے .... مطالبہ پاکستان کی حمایت کے متعدّد زبردست اعلانات شائع ہوچکے۔ صدر آل انڈیا سنی کانفرنس نے مسلم لیگ کی مخالفت کرنے والوں کی تکفیر بھی شائع کردی تو ان رسائل اربعہ کا رد تو آپ کی کانفرنسوں کی طرف سے بار بار شائع کیا جاچکا۔ وہاں ان رسائل اربعہ کے دلائل باہرہ وبراہین قاہرہ کا کوئی شخص بھی مہینوں برسوں غور کرنے سوچنے سمجھنے دیکھنے بھالنے کے بعد جواب البتہ نہیں لکھ سکا۔ پھر بھی یہ فرمانا کہ آپ کے رسائل کسی طرح صلاحیت

بحث نہیں رکھتے۔ اگر کسی نے انہیں دیکھ کر رد کیا ہوتا تو آپ اس کو مبحث بنا سکتے تھے۔ اعجوبہ عظیمہ ہے۔
حضرت کی ان کانفرنسوں کے یہ اعلانات ان رسائل کو دیکھنے کے بعد ہی تو کیے گئے ہیں۔

⑤ پھر دعوت مفاہمت کی غرض تو یہ بتائی جا رہی تھی۔ کہ جو مسلمانان اہل سنت سنی کانفرنس کے مخالف ہیں ان کے شبہات دُور کر کے ان کو بھی آل انڈیا اجلاس میں شریک کیا جائے لیکن اب حضرت کا اس مفاہمت کو آل انڈیا اجلاس کے بعد پر محول فرمانا۔ اور اس سے پہلے بعذر عدیم الفرصتی اس مفاہمت سے جس کی دعوت حضرت ہی نے دی تھی۔ قطعاً انکار فرما دینا عجیب اعجوبہ عجیبہ ہے۔

⑥ فقیر پھر عرض کرتا ہے کہ اس مفاہمت کا مقام اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مرشد برحق رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی درگاہ شریف قریب مزار شریف ہی ہو گا۔

⑦ میں نے اپنے معروضہ دوم شعبان ۶۴ھ میں عرض کیا تھا کہ جب آپ کی کانفرنس اپنے آل انڈیا اجلاس کے بعد صحیح معیار سنیت پر صادق العیاء ٹھہر جائے گی تو ہم خدام حسب وسعت دین وسنت کی ہر خدمت کے لیے خود بخود حاضر ہو جائیں گے۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ آپ کی کانفرنس کے حقائق وواقعات بوضاحت تمام منظر عام پر نہیں آئے تھے۔ اب کہ سنی کانفرنس کے اکابر وعمائد، ارکان واعیان کے اعلانات وبیانات اس کے حقائق وواقعات بوضاحت تمام منظر عام پر آ چکے ہیں تو اب آل انڈیا اجلاس پر تحویل کیا محل ہے۔

باوجود اس کے کہ حضرت نے خود ہی دعوت مفاہمت دے کر پھر خود ہی اس سے انکار فرمایا۔ پھر آخری مرتبہ فقیر عرض کرتا ہے کہ اپنی ہی دی ہوئی دعوت مفاہمت سے حضرت اعراض نہ فرمائیں۔ عرض کردہ موضوع وطریق ومقام مفاہمت کی منظوری کی اطلاع ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۶۵ھ پنجشنبہ تک ضرور تحریر فرما دیں۔ ورنہ ستر باادب سوالات شائع کر دیے جائیں گے۔ فقط از مارہرہ ۱۳۶۵، ۳، ۱۵ھ

محمد میاں قادری

[صدرالافاضل اور تاج العلما کے یہ تمام خطوط مارہرہ مطہرہ سے نکلنے والے رسالے ”اہل سنت کی آواز حصہ پنجم (۱۳۶۵ھ) سے منقول ہیں۔ مزید رسالے دستیاب نہیں ہوئے۔ اور اس حوالے سے آگے کی رپورٹ تلاش بسیار کے باوجود نہیں ملی۔]

مخالفین سنی کانفرنس کے نام صدرالافاضل کا درد بھرا پیغام

سنی کانفرنس کی سرگرمیاں دن بدن تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ وہیں الجھنیں، مشقتیں، تکالیف بھی بڑھتی جا رہی تھیں۔ لیکن ان سب سے قطع نظر سنی کانفرنس کی مخالفت میں کچھ اپنوں کا کھل کر میدان میں آ جانا بہت زیادہ باعث تشویش تھا۔ صدرالافاضل نے ہر چند کوشش کی کہ سنی کانفرنس کے خلاف محاذ آرا اپنوں سے مصالحت کا کوئی راستہ نکل

آئے اوراہل سنت سب کے سب متفق ہوکراس تحریک کوآگے بڑھائیں۔ لیکن افسوس کہ بات بن نہ پائی۔اور جب مخالفت طوفان کی شکل اختیار کرنے لگی، توصدرالافاضل نے سنی کانفرنس کی مخالفت کرنے والے اپنوں کے نام مصالحت آمیز، حکمت ومصلحت میں ڈوباہواایک درد بھراپیغام بنام ”سنی کانفرنس کے سلسلے میں مہربانوں کی عنائتیں“ شائع کیا۔صدرالافاضل کے اس پیغام کوپڑھنے سے اس بات کااندازہ لگاپانامشکل نہیں ہوگاکہ مذہب ومسلک اور ملت کے لیے صدرالافاضل کس قدر فکر مند تھے۔مضمون کیاہے لگتاہے صدرالافاضل نے مذہبی وملی فکروں سے مجروح،قلب کوکاغذپر رکھ دیاہے۔ایک ایک لفظ درد کی طویل داستان بیان کررہاہے۔ہم یہاں پورامضمون من وعن قارئین کے ذوق مطالعہ کی نذر کرتے ہیں۔ملاحظہ کریں۔:

”دنیاکی تمام قومیں اور ملتیں منظم ہیں۔اوران کانظم ان کوقوی اورزبردست بنائے ہوئے ہے۔سنی پراگندہ اورمنتشرہیں، یہ درد ہمیشہ میرے دل نے محسوس کیا۔اور میں نے اس انتشار کورفع کرنے اوراہل سنت میں ربط ونظم پیداکرنے کے لیے ہمیشہ کوششیں کیں اور بکرمہ تعالیٰ اس میں بڑی بڑی کامیابیاں ہوئیں۔میں نے اسی سلسلہ میں ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۵ء میں مرادآباد میں آل انڈیاسنی کانفرنس قائم کی اس کابہت شاندارااجلاس ہوا۔صدہاعلمانے اس میں شرکت فرمائی، مگر چندسنی حضرات جواس وقت اس اجتماع میں شریک تھے ان سے یہ اجتماع دیکھانہیں جاتاتھا۔ انہیں نہایت رنج تھابہت کرب وقلق تھا۔اوراس خالص سنی اجتماع کووہ ندوہ اورناجائزبتارہے تھے۔وہ وقت توگزرگیا۔ اور پھران میں سے بعض صاحبوں نے معافی مانگی توبہ کی۔اعتراف کیاکہ انہوں نے خالص دینی کام میں رخنہ ڈالاتھامگر مجھے ان حضرات کے طریق عمل سے اتنی تکلیف پہنچی تھی کہ میں ساکت ہوگیا۔عرصے تک میں خاموش بیٹھارہا۔کئی سال ہوئے جب ایک جلسہ کے اجتماع میں پھران صاحبوں نے اہل سنت کے نظم کی استدعاکی۔میں نے عرض کیاکہ آپ اس کام کوانجام دیجیے!اس کی سربراہی فرمائیے!اور میرے لیے جوآپ ادنی سے ادنی خدمت تجویزکریں میں حاضرہوں، لیکن انہوں نے اس مقصد کے لیے کوئی عملی اقدام نہیں کیا۔فتنے روزبروززیادہ ہوتے گئے اوراہل سنت کاانتشار بڑھتا گیا۔اغیارکی چیرہ دستیوں سے اہل سنت کاوجود ہی خطرے میں نظر آنے لگا، تواس پیرانہ سالی وضعیفی اور گوناگوں امراض کے باوجود میں نے تمام ہندوستان کے اہل سنت کومنظم ومرتبط کرنے کے لیے پھرسنی کانفرنس کااحیاکیا۔

بحمداللہ ملک میں ہرطرف سے اہل سنت نے میری صداپرلبیک فرمائی اور جابجاسنی کانفرنسیں قائم ہونے لگیں۔اب ان حضرات کوپھر جوش آیاجوپہلے مخالفت کرچکے تھے اورانہوں نے اخباروں میں اشتہاروں میں اور مخصوص مراسلات میں رجسٹریوں میں میرے نام سوالات کے طومار باندھ دیے۔اوراس کثرت سے سوالات آنے شروع ہوئے کہ اگرسب کے جواب کاالتزام کیاجائے توایک دفترخاص اسی مقصد کے لیے جاری کرناپڑے۔سوالات کاانداز مجادلانہ ہے، جن صاحبوں سے مجھے یہ امید تھی کہ وہ شبہہ میں ہیں اور شبہہ دور ہونے پرراہ عنادوخلاف اختیار نہ

کریں گے انہیں میں نے جواب بھی تحریر کیے۔ جو حضرات مجادلانہ تحریریں لکھ رہے ہیں میں ان سے عرض کرتا ہوں وہ مطمئن رہیں! میں اس راہ میں قدم نہ رکھوں گا اور جدال کے لیے میرے پاس نہ وقت ہے اور نہ میں اس کو اچھا سمجھتا ہوں۔ ان بے کار مباحث میں اپنا وقت ضائع نہ کروں گا۔ میری حیثیت بحمد اللہ میری دینی و مذہبی حیثیت اس قدر واضح اور ظاہر ہے کہ تمام ملک کے اہل سنت علما و عوام اس سے خوب اچھی طرح واقف ہیں اور اس بندہ گنہگار کے ساتھ اعتماد تام رکھتے ہیں۔

اور یہ معترض حضرات بھی دنیا کو مغالطہ دینے کے لیے چاہے کچھ نہیں لیکن انہیں یقین کامل ہے کہ میں سنت کا علم بردار ہوں۔ اگر چہ گنہگار ہوں، لیکن دین خالص رکھتا ہوں۔ مذہب میں بکرمہ تعالیٰ خامی نہیں ہے۔ اور اس اس جماعت معاندین کے سرگروہوں کو میں نے سنیت کا درس دیا ہے۔ اور تمام بے دینوں اور بے دینیوں سے نفرت کے سبق پڑھائے ہیں۔ میں کسی بدمذہب کے ساتھ اختلاط وارتباط گوارا نہیں کرتا اور اسی مقصد کے لیے سنی کانفرنس قائم کی گئی ہے۔ یہ کانفرنس قائم ہولے تو اس کا کام ہی یہ ہوگا کہ تمام قابل اصلاح جماعتوں اور افراد کی اصلاح کرے یہ تو میری حیثیت ہے جو میں نے بیان کردی۔

ختم بحث: تمام مباحث کا خاتمہ اس پر ہے کہ اگر میری یہ حیثیت کسی سنی جماعت کو قابل اطمینان طور پر تسلیم نہ ہو اور وہ میرے بیان پر اعتماد بھی نہ کریں تو اپنی جماعت میں سے کسی قابل اعتماد سنی عالم کو پیش کردیں۔ میں یہ تمام کام انہیں تفویض کردوں گا۔ اب تک بہت کام ہو چکا ہے۔ بہت سی جگہ سنی کانفرنسیں قائم ہوگئی ہیں اور ہوتی جارہی ہیں۔ ملک میں عام جذبہ ہے۔ جابجا سے حضرات اہل سنت سنی کانفرنسوں کے قائم کرنے کی استدعائیں کر رہے ہیں۔ اس تمام کام کو وہ حضرات اپنے ہاتھ میں لیں، چلائیں۔ اگر میری شرکت بھی گوارا نہ کریں تو مجھے اس میں بھی اصرار نہیں۔ گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر ان کے لیے دعائیں کیا کروں گا۔ اور اہل سنت کا نظم دیکھ کر خوش ہوں گا۔ میرا مقصد صرف اہل سنت اور ان کی دینی اخلاقی معاشی اصلاح ہے وہ جس کے ہاتھ سے بھی حاصل ہو فہو المراد۔ بلکہ جو عالی ہمت بزرگ اس کام کے لیے آگے بڑھیں میں ان کا شکر گزار رہوں گا۔ اب تو بحث و جدال کی حاجت نہیں رہی۔ سوالات واعتراضات کا محل باقی نہیں رہا۔ میرے ساتھ شرکت عمل گوارا نہیں ہے تو آپ خود کام سنبھالیے! اللہ آپ کو توفیق دے۔

حضرات اہل سنت!

اگر معترض حضرات اب بھی باز نہ آئیں، نہ خود کام کریں، نہ اعتراض سے زبان روکیں۔ تو سمجھ لیجیے کہ وہ معاند ہیں۔ میں جب تک بتوفیقہ تعالیٰ اس کانفرنس کو کامیاب نہ بنالوں اور منزل مقصود تک نہ پہنچ جاؤں ہرگز ان مجادلانہ مباحث میں وقت ضائع نہ کروں گا۔ اور اس قسم کے حضرات مجھ سے اس بے کار بحث میں پڑنے کی امید نہ

رکھیں۔ وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

(از حضرت صدر الافاضل، فخر الاماثل، استاد العلماء ملک الفضلاء امام اہل سنت، ناصر دین وملت، مولانا، مولوی الحاج حافظ قاری سید محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتھم ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس)

[الفقیہ: ۲۱، ۲۸/ اکتوبر، ۱۹۴۵ء ص ۴]

تبصرہ برمضمون صدرالافاضل

یہ مضمون دبدبہ سکندری رام پور میں بھی شائع ہوا۔ اور اس مضمون پر ایک بہت ہی قیمتی تبصرہ بھی مدیر اخبار کی طرف سے شائع کیا گیا، جس میں صدرالافاضل کی تحریر کے مندرجات سے اتفاق کرتے ہوئے سنی کانفرنس کی حمایت کا اعلان کیا گیا۔ اور مخالف مضامین کی اشاعت پر پابندی عائد کرتے ہوئے صاف اعلان کر دیا گیا کہ مخالف مضمون کسی بھی حال میں شائع نہیں کیا جائے گا۔ ملاحظہ کریں، اخبار دبدبہ سکندری کا درج ذیل تبصرہ۔ مدیر اخبار لکھتے ہیں۔:

’’آج کے عنوان ’’موصولات‘‘ میں دبدبہ سکندری **حضرت قبلہ صدرالافاضل ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس دامت برکاتھم** کی ایک تحریر گرامی شائع کرنے کی عزت حاصل کر رہا ہے۔ جس میں حضرت قبلہ ممدوح نے سنی کانفرنس کے سلسلے میں مہربانوں کی عنایتوں پر تبصرہ فرماتے ہوئے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ اس قابل ہے کہ ہر دردمند ملت اس کو پڑھے اور غور کرے۔ ادارہ دبدبہ سکندری نے سنی کانفرنس کے اغراض و مقاصد کا کافی غور سے مطالعہ کیا ہے۔ اور اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ سنیوں کے انتشار کو رفع کرنے اور ان میں ربط و نظم پیدا کرنے کے لیے جو قدم **حضرت قبلہ صدرالافاضل مدظلہ** نے اٹھایا ہے وہ ایسا صحیح و برمحل ہے، کہ اس کی اصابت کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ انگلیوں پر گنے جانے والے جن چند سنی حضرات نے اس کی مخالفت پر کمر باندھی ہے اور اس کی مخالفت میں حصہ لے رہے ہیں۔ ان کا یہ رویہ پوری ملت کے لیے غیر معمولی نقصان و ابتلا و نفرت کا باعث ہے۔ اس معاندانہ سلسلے کی تحریریں اور مضامین اخبار ہذا میں اشاعت کے لیے بھیجے جاتے ہیں۔ ادارہ ہذا ضروری تصور کرتا ہے کہ اعلان کر دے کہ سنی کانفرنس کے خلاف شائع کرنے کو کسی اجرت کسی قیمت کسی طرح تیار نہیں نہ آئندہ ہوگا۔ صدق دل سے موید و حامی ہونے کے باعث وہ ایک حرف دبدبہ سکندری میں سنی کانفرنس محض حب دینی کے باعث سنی کانفرنس کے صدق و صفا کا معتقد ہے۔ اور پوری ملت کے لیے وہ سنی کانفرنس ہی کو سبب نجات تصور کرتا ہے، لہٰذا کوئی صاحب سنی کانفرنس کے خلاف کوئی تحریر دفتر ہذا میں ارسال فرمانے کی زحمت نہ فرمائیں۔‘‘

[دبدبہ سکندری: ۲۴/ اکتوبر، ۱۹۴۵ء ص ۳، بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس ص ۳۰۷]

خاتمہ اختلاف کے لیے مزید کوششیں

اس آپسی نااتفاقی اور طویل اختلاف سے اہل سنت میں ایک عجیب سے بے چینی تھی، جس کو دور کرنے کی ارباب اہل سنت نے بہت کوششیں کی مگر کامیابی نہیں ملی۔ اگر اس حوالے سے لکھا جائے تو یقیناً ایک دفتر نا کافی ہو۔ ہم یہاں جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی شریف کے ایک اہم رکن جناب حاجی عبدالشکور صاحب کے تین خطوط درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جس سے اس قدر اندازہ ہو جائے گا کہ اہل سنت کس طور پر ان اکابرین کی اس نااتفاقی سے مضطرب اور پریشان حال تھے۔ اور کس طور انہوں نے مصالحت کے لیے سعی جمیل کی۔ اور صدرالافاضل کا اس معاملے میں کیا کردار تھا۔

حاجی عبدالشکور و حاجی ہاشم قادری اشرفی نے دھوراجی میں صدرالافاضل سے ملاقات کر کے اس معاملہ سے متعلق عرض کیا تو آپ نے صاف فرمایا کہ مفتی اعظم ہند سے تاریخ لے لو، جس تاریخ کے لیے حضرت راضی ہو جائیں اسی تاریخ کو میں اور صدرالشریعہ دونوں حضرات آپ کے یہاں گونڈل حاضر ہو جائیں گے۔ ادھر حاجی عبدالشکور صاحب نے تاج العلماء وغیرہ سے بھی بات کر لی۔ اور مطمئن ہو گئے، کہ اس طرح یہ معزز اشخاص یکجا ہو کر کسی فیصلے پر اتفاق فرمالیں گے، مگر فقیر کی معلومات کے مطابق یہ مجلس مصالحت قائم نہ سکی۔ تفصیل دستیاب نہیں ہوئی کہ پیش کی جاتی۔ اس لیے بس حاجی عبدالشکور کے صدرالافاضل، مفتی اعظم ہند اور صدرالشریعہ کے نام تحریر کردہ تینوں خطوط نقل کرنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ کریں:

حاجی عبدالشکور، حاجی ہاشم اشرفی کا خط بنام صدرالافاضل

۷۸۶،۹۲۔۔ حضرت والا درجت صدرالافاضل مولانا الحاج حکیم محمد نعیم الدین صاحب دامت ارشاداتہم!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!۔۔۔۔۔۔بعد آداب نیاز مندانہ معروض!

حضور کے ارشاد کے مطابق حضرت بابرکت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب مدظلہم العالی کی خدمت عریضہ حاضر کیا ہے۔ اطلاعاً عرض ہے کہ آپ حضرت مفتی اعظم صاحب سے تاریخ مقرر کرائیں تاکہ اُن حضرات کو بھی مطلع کیا جائے اور زاد راہ حاضر کیا جائے۔ خدا تعالیٰ جلد از جلد وہ وقت لائے کہ آپ سب حضرات پہلے کی طرح متفق و متحد ہو جائیں۔ آمین۔

اطلاعاً اس عریضہ کی نقل حاضر ہے جو حضرت قبلہ مفتی اعظم دام ظلہم العالی کی خدمت میں حاضر کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ نقل عریضہ۔۔۔۔

حاجی عبدالشکور حاجی ہاشم قادری چشتی اشرفی غفرلہ۔ دستخط بقلم خود

حاجی عبد الشکور، حاجی ہاشم اشرفی کا خط بنام مفتی اعظم ہند

۹۲/۸۶/۷۔۔ حضرت بابرکت مفتی اعظم ہند مولانا الحاج شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ دام ظلہم العالی!

السلام علیکم ورحمۃ و برکاتہ!

بعد آداب نیاز مندانہ معروض۔

ایک طرف آپ اور حضرت صدر الشریعہ و **حضرت صدر الافاضل** ہیں دامت ارشاداتکم المقدسہ۔ دوسری طرف حضرت تاج العلماء و حضرت سید العلماء و حضرت شیر بیشہ سنت ہیں دامت افاداتہم المبارکتہ۔ فریقین میں آٹھ نو سال سے مسلم لیگ کی شرکت واعانت کے جواز و عدم جواز کا مسئلہ سبب اختلاف و نزاع بنا ہوا ہے، جس کی وجہ سے دوسرے علمائے کرام و عوام اہل سنت بھی دو گروہوں پر منقسم ہو گئے ہیں۔ لیکن ایک تیسرا گروہ بھی ہے جو کمال دل سوزی و نہایت دردمندی کے ساتھ ان دونوں جماعتوں کی کشاکش وآویزش کو دیکھ دیکھ کر کڑھ رہا ہے۔ اور خدا اور سول جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم سے دعا کر رہا ہے کہ ان دونوں حضرات کو کلمہ حق پر جلد اور بہت جلد متحد و مرتبط و مجتمع فرما دیں۔ آمین۔

اپنا یہی درد دل لے کر چہار شنبہ ۲۵/ فاخر ربیع الآخر شریف ۱۳۶۶ھ کو **حضرت صدر الافاضل دام ظلہم العالی** کی خدمت میں دھوراجی حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ ہر شش حضرات اکابر اہل سنت گونڈل میں مجتمع ہو کر فیصلہ کن طریقے پر اس مسئلے کا باہم تصفیہ فرمالیں۔ اور، کونوا عباد ربکم اخوانا، پر عمل کرتے ہوئے ایک مرکز حق پر آپس میں متحد و متفق ہو جائیں۔ **حضرت صدر الافاضل دام ظلہم** نے میری عرض داشت کو قبول فرما کر تعیین تاریخ کو آپ کی مرضی مبارک پر محمول فرمایا۔ لہٰذا براہ حمیت اسلام و سنیت کوئی تاریخ اس اہم ترین خدمت دین و مذہب کے لیے ایسی مقرر فرما دیجیے کہ ان پانچوں حضرات کرام کو بھی مطلع کر کے سب حضرات کی خدمات بابرکات میں زادراہ حاضر کیا جائے۔ نیز آپ حضرات کی اجازت اگر ہوگی تو مجلس مفاہمت میں حاجی ہاشم، حاجی جمال قادری و حاجی آدم حاجی جمال قادری و یوسف اسحاق رضوی و عبد الکریم میاں، حاجی ہاشم میاں رضوی اور یہ فقیر اشرفی کل چھ آدمی حاضر ہوں گے۔ اور اگر اجازت نہ ہوئی تو یہ بھی حاضر نہ ہوں گے۔ حضور پرنور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمائے ہوئے طریقہ پر مفاہمہ ہوگا۔

حاجی عبد الشکور، حاجی ہاشم رضوی چشتی اشرفی غفرلہ۔ دستخط بقلم خود

خط بنام صدر الشریعہ

۷۸۶/۹۲۔۔۔۔ حضرت والا درجت صدر الشریعہ مولانا الحاج حکیم شاہ محمد امجد علی صاحب دامت ارشاداتہم!

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ!

بعد آداب نیاز مندانہ معروض! کہ آج کل اکابر اہل سنت کی کشاکش کی وجہ سے علمائے کرام و عوام اہل سنت سب ہی پریشان ہیں۔ میں **حضرت صدر الافاضل صاحب مدظلہم العالی** کی خدمت میں دھوراجی اس لیے حاضر ہوا کہ آپ چھ حضرات گرام گونڈل میں مجتمع ہو کر آپس میں مفاہمت فرما کر ایک مرکز حق پر متحد و متفق ہو جائیں، تو بہت ہی بہتر ہو۔ اور بدمذہبوں، بددینوں کا ردو طرد پھر اسی آن بان سے کیا جائے۔ تو **حضرت صدر الافاضل دام ظلہم** نے فرمایا کہ بہتر ہے کہ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب دام ظلہم کو لکھ کر تاریخ مقرر کراؤ، تو اسی تاریخ پر میں اور حضرت صدر الشریعہ اور حضرت مفتی اعظم دامت ارشاداتہم المبارکہ گونڈل آجائیں گے۔ اور یہ مفاہمت ہو جائے گی۔ معاملہ کو مزید سمجھانے کے لیے اس عریضہ کی نقل پیش کر رہا ہوں۔ جو حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب دامت افاداتہم المبارکہ کی خدمت میں حاضر کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اور مشورہ فرما کر تعیین تاریخ سے جلد از جلد مطلع فرمائیں، تاکہ ان حضرات کو مطلع کروں۔ اور سب حضرات کی خدمات میں زاد راہ حاضر کیا جائے۔ خدا تعالیٰ جلد از جلد وہ وقت لائے کہ آپ حضرات کرام پہلے کی طرح متحد و مرتبط ہو جائیں۔ آمین۔ آمین۔

نقل عریضہ جو مفتی اعظم ہند مدظلہ کے نام نامی روانہ کیا گیا۔

حاجی عبد الشکور، حاجی ہاشم قادری چشتی اشرفی غفرلہ۔ دستخط بقلم خود

[یہ تینوں دستی خطوط فقیر کو علامہ ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی صاحب نے عنایت کیے۔ فقیر ان کا ممنون ہے]

سنی کانفرنس کے ذریعے صدر الافاضل کی رفاحی سرگرمیاں

سنی کانفرنس کے زیر اہتمام حضور صدر الافاضل نے جو رفاحی کام کیے ان کی تفصیل تو نہیں ملی البتہ جس قدر معلومات حاصل ہوئیں ان سے یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے کہ آپ نے رفاحی کاموں میں بھی خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ ہمیں جو معلومات حاصل ہوئی ہم یہاں پیش کر رہے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

مظلومین پنجاب و بہار کی بابت صدر الافاضل کی عہدیداران سنی کانفرنس کو ہدایت

۱۹۴۶ء میں مسلمانان ہند خاص کر پنجاب اور بہار کے مسلمانوں پر غیر مسلموں نے حملے کرنا شروع کر دیے، جا بجا فسادات ہونے لگے۔ محلہ در محلہ جا جا کر مسلمانوں کو قتل کیا جانے لگا۔ مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹا جانے لگا۔ خاص صوبہ بہار میں ایک مہینہ میں پچاس ہزار مسلمان شہید کر دیے گئے۔ کئی لاکھ مسلمان گھر سے بے گھر ہو گئے۔ ایسے نازک حالات میں صدر الافاضل نے مکمل طور پر اپنا حق قیادت ادا کرتے ہوئے ملک بھر کی تمام سنی کانفرنس کی شاخوں کو مظلومین بہار وغیرہ کی امداد اور ان کی حد بھر اعانت و مدد کی ہدایت کی۔ اور ساتھ ہی شہیدان ظلم و جفا کے لیے ایصال ثواب کی درخواست بھی کی۔ صدر الافاضل کا درج ذیل مراسلہ اسی ہدایت و درخواست پر مشتمل ہے۔ ملاحظہ ہو:

''میں تمام صوبہ جات کی سنی کانفرنسوں کے اعلیٰ عہدیداران سے استدعا کرتا ہوں: کہ وہ صوبہ بہار اور دیگر صوبہ جات کے شہیدانِ ظلم و جفا کے لیے قرآن کریم اور کلمے شریف کا ختم کر کے ایصال ثواب کریں۔ اور جو مظلومین اس وقت مصیبت کی حالت میں ہیں – ان کی امداد و اعانت کے لیے حوصلہ مندی کے ساتھ چندے کر کے روپیہ بھیجیں۔ یہ یاد رہنا چاہیے کہ سنی کانفرنس کے رکن اعظم ملک العلما مولانا شاہ ظفر الدین صاحب پروفیسر مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ خاص ایسے مقام (پٹنہ) میں مقیم ہیں جہاں ہزار ہا خانماں مسلمان پناہ گزیں ہیں۔ ان کے ذریعے سے روپیہ مظلومین کی امداد میں خرچ ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی اگر کوئی ذریعہ مناسب معلوم ہو تو اس سے کام لیا جائے۔ میں منتظر ہوں کہ ملک کی سنی کانفرنس ان خدمات میں اپنی اولو العزمی کا کس طرح اظہار کرتی ہیں!

محمد نعیم الدین: ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد

[دبدبہ سکندری: ۱۶/ دسمبر ۱۹۴۶ء ص ۷: بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، ص ۳۴۷]

مصیبت زدگان بہار کی امداد

بہار کے ستم رسیدہ افراد کی ہر طور مدد کی گئی۔ صدرالافاضل نے چار سو روپے بہار کے مصیبت زدہ افراد کے لیے ملک العلماعلامہ ظفرالدین صاحب کے پاس بھیجے۔ اور وہاں سے بے کس ومجبور لاچار لوگوں کو محدود تعداد میں مرادآباد بھیجنے کے لیے کہا۔ اخبارالفقیہ میں مفتی محمد عمر نعیمی اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

''سنی کانفرنس مرادآباد کی طرف سے **حضرت صدرالافاضل مولانا محمد نعیم صاحب مدظلہ ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس**، بتاریخ ۲؍جنوری ۱۹۴۷ء مبلغ چار سو روپے کی رقم بذریعہ بیمہ حضرت ملک العلماء مولانا محمد ظفرالدین صاحب بہاری پروفیسر شمس الہدی کالج پٹنہ کی خدمت میں مصیبت زدگان بہار کی اعانت کے لیے ارسال کی گئی ہے۔ اور جناب ممدوح سے یہ بھی درخواست کی گئی ہے کہ جو مظلومین بیکس ونادار رہ گئے ہیں خواہ مرد ہوں، یا عورتیں، یا بوڑھے ہوں، یا بچے، جوان نہیں۔ ایک تعداد میں یہاں بھیج دیا جائے ان کا انتظام کر لینے کے بعد پھر دوسری جماعت طلب کی جائے گی۔

مولانا محمد عمر صاحب نعیمی نائب ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد

[اخبارالفقیہ، ۲۸،۲۱؍جنوری، ۱۹۴۷ء ص،۱۱]

شہدائے بہار و گڈھ مکسیٹر

سنی کانفرنس کی طرف سے بہار، گڈھ مکٹیسر کے مصیبت زدوں اور ستم رسیدہ لوگوں کے لیے مالی تعاون کے علاوہ شہدا کے لیے ایصال ثواب کا اہتمام بھی کیا گیا۔ ملاحظہ فرمائیں اخبار کی درج ذیل خبر:

''جمہوریت اسلامیہ آل انڈیا سنی کانفرنس اور جامعہ نعیمیہ مرادآباد، کی طرف سے گڑھ مکسیٹر ودیگر مقامات ہند کے شہدا کے لیے متعدّد مجالس ایصال ثواب منعقد ہو چکی ہے، جن میں ختم کلام پاک کر کے ان مظلوموں کو ایصال ثواب کیا گیا۔ ہندوستان کے تمام سنی کانفرنسوں سے استدعا ہے کہ وہ مجالس ایصال ثواب منعقد کریں۔''

[مرجع سابق]

بہار گڈھ مکٹیسر کے مظلومین کی امداد

مظلومین بہار میں وہ لوگ جو بالکل محتاج ہو گئے۔ ان کے پاس ذریعہ معاش نہیں رہا ایسے لوگوں میں سے سر دست ۳۵۔ لوگوں کو جن میں مرد وعورت بوڑھے جوان بچے سبھی شامل تھے سنی کانفرنس کی ذمہ داری پر بلوائے گئے۔ ملاحظہ ہو درج ذیل خبر:

”بہار اور گڈھ مکٹیسر کے جو بیکس مظلوم محتاج و نادار رہ گئے ہیں اور جن کے پاس کوئی ذریعہ معاش کا باقی نہیں رہا۔ خواہ مرد ہوں یا عورتیں بچے ہوں یا بوڑھے جمہوریت اسلامیہ سنی کانفرنس ان کی امداد کے لیے کوشش کر رہی ہے۔ سر دست بہار کے (۲۵) اور گڈھ مکٹیسر کے (۱۰) بیکسوں کی خدمت کے لیے تیار ہے، اتنی تعداد یہاں بھیج دی جائے۔ ان کے قیام اور دیگر ضروریات کا انتظام کرنے کے بعد اور تعداد بعد میں طلب کی جائے گی۔ ریلیف کمیٹیاں ایسے لوگوں کو آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد کے مرکزی دفتر واقع بازار دیوان میں بھیجیں۔ اور اس کے متعلق جو اطلاع دینی ہو وہ **حضرت صدر الافاضل دامت برکاتہم ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس** کو دیں۔ اور انہیں سے خط و کتابت کریں۔

مولانا محمد عمر صاحب نعیمی نائب ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد

[مرجع سابق]

جماعت موتمر العلماء کی بنیاد

صدرالافاضل نے عوامی سطح پر سنی کانفرنس کے ذریعے کافی حد تک کامیابی پالی تھی۔ البتہ خواص کی تنظیم واجتماع کی ضرورت محسوس ہورہی تھی۔ اس کے لیے آپ نے تحریک فرمائی۔ اور ۱۹ر شعبان المعظم ۱۳۵۸ہجری مطابق ۳ر اکتوبر ۱۹۳۹ء بروز منگل جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں جلسہ دستار بندی کے موقع پر حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضاخاں قدس سرہ بریلوی نے آپ کی تحریک پر بنام موتمر العلماء تنظیم کی بنیاد ڈالی۔ حجۃ الاسلام اس جماعت کے صدر مقرر ہوئے۔ اور آپ ناظم منتخب ہوئے۔

تنظیم کے بنیادی اسباب، اور تنظیم کی بنیادی مجلس خاص میں پیش طے شدہ امور سے متعلق تفصیل بیان کرتے ہوئے صدرالافاضل اپنے ایک مراسلے میں جو آپ کے نام سے قرطاس رکنیت کے ساتھ مطبع اہل سنت برقی پریس مرادآباد، سے شائع ہوا۔ لکھتے ہیں۔:

۷۸۶۔۔۔ مکرم محترم زاد الطافہم!۔۔۔۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ پر مخفی نہ ہوگا کہ علمائے کرام اہل سنت زمانہ کے حالات کو ملاحظہ فرماکر ایک عرصہ سے علما کی تنظیم اور ان کے اجتماع کی ضرورت محسوس کررہے تھے۔ اگرچہ بحمداللہ تعالیٰ یہ تمام حضرات انفرادی طور پر خدمت دین میں مصروف ہیں۔ اور اس مقصد کے لیے وہ بڑی جانکاہیاں اور محنتیں برداشت فرماتے ہیں۔

مگر اس دور فتن میں دین وملت کی حفاظت کے لیے اجتماعی مسائل اور جماعتی نظام ناگزیر ہے۔ اسی لحاظ سے ماضی قریب میں اجتماعات کے متعدّد موقعوں پر یہ گفتگوئیں درپیش ہوئیں۔ اور اس ضرورت کو پورا کرنے کی تجویزیں زیر نظر آئیں، لیکن اس ربانی گروہ کی دنیوی بے سروسامانی سدراہ ہوتی رہی۔ تاآں کہ ۱۷، ۱۸، ۱۹ر شعبان المعظم ۱۳۵۸ ہجری کو جامعہ نعیمیہ میں دستار بندی کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسے میں چوں کہ اس فقیر کے فرزندوں کی دستار بندی بھی تھی۔ اس لیے باوجود جملہ اسباب ناکامی جلسہ امید سے زائد کامیاب ہوگیا۔ حضرات علمائے کرام اپنے اس محبت وکرم سے جو ان کو اس فقیر کے ساتھ ہے کثیر تعداد میں تشریف فرما ہوئے۔

حضرت شیخ الانام حجۃ الاسلام مولانا الحاج القاری المفتی شاہ محمد حامد رضاخاں صاحب دامت برکاتہم نے اس مقصد کے لیے علمائے موجودین کو جمع فرمایا۔ اور اس مبارک جماعت کی بنیاد قائم فرمائی اور اس کا نام موتمر العلمار کھا۔ حضرت موصوف کو علمائے موجودین نے صدر مانا۔ اور اس صدارت کو سبب کامیابی سمجھا۔ اور اس فقیر کے دوش ضعیف پر بار نظامت رکھا گیا۔ ہر چند معذرتیں کیں مگر پذیرانہ ہوئیں۔ خداوند عالم ان حضرات کی دعاؤں کی برکت سے ان خدمات کے ادا کرنے کی اہلیت وقوت عطا فرمائے۔

اب میں جناب کی خدمت میں جلسے کی روداد پیش کرتا ہوں۔ اور مستدعی ہوں کہ آپ اس جماعت کی رکنیت قبول فرمائیں۔ اور جو حضرات علما آپ کی نظر میں اس کی رکنیت کے اہل ہوں انہیں بھی رکن بنائیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس مراسلہ کے جواب سے ضرور حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ والسلام مع الاکرام۔

فقیر محمد نعیم الدین غفرلہ از مرادآباد

[قرطاس رکنیت، مطبوعہ اہل سنت برقی پریس مرادآباد صفحہ ۱]

موتمر کا پہلا اجلاس

موتمر کے زیر اہتمام دو اجلاس ہوئے۔ پہلا اجلاس ۳/ اکتوبر ۱۹۳۹ء اور دوسرا جلسہ ۴/ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو ہوا۔ اس میں صدر الافاضل کے علاوہ چالیس (۴۰) اراکین مقرر ہوئے۔ ہم پہلے اشتہار میں شائع شدہ دونوں مجلسوں کی تفصیل پیش کرتے ہیں اور اس کے بعد اراکین جماعت کے نام نقل کریں گے۔

روداد جلسہ اول موتمر العلماء

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم!

روداد جلسہ منعقدہ ۱۹/ شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ مطابق ۳/ اکتوبر ۱۹۳۹ء بمقام مرادآباد جامعہ نعیمیہ، زیر صدارت حضرت شیخ الاعلام مفتی انام حجۃ الاسلام مولانا الحاج محمد حامد رضا خاں صاحب مدظلہ مسند آرائے آستانہ رضویہ بریلی شریف۔

(۱) باتفاق رائے طے ہوا کہ علمائے اہل سنت کی ایک ایسی جماعت قائم کی جائے جو باہمی اتفاق کے ساتھ ملک کی تمام مدعی اسلام سیاسی و غیر سیاسی جماعتوں کی رہنمائی کرے۔ اور انہیں اپنی تحتِ سیادت شریعت مطہرہ کے احترام و اتباع پر مجبور کرے۔

(۲) باتفاق رائے قرار پایا کہ **حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا الحاج محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم** اس جماعت کے ناظم اعلیٰ ہیں۔ اور صدر دفتر بمقام مرادآباد رہے گا۔

(۳) تمام سنی صحیح العقیدہ علما و مشائخ اس جماعت کے رکن ہوسکتے ہیں۔ اور ان پر اس جماعت کے مقاصد کی موافقت لازم ہوگی۔

روداد جلسہ دوم موتمر العلماء

روداد جلسہ منعقدہ ۲۰/ شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ مطابق ۴/ اکتوبر ۱۹۳۹ء بمقام مرادآباد جامعہ نعیمیہ۔

زیر صدارت اعلیٰ حضرت، شیخ الاعلام، مفتی انام، حجۃ الاسلام، مولانا الحاج محمد حامد رضا خاں صاحب مدظلہ مسند آرائے آستانہ رضویہ بریلی شریف۔

(۱) قرار پایا کہ اس جماعت کا نام ''موتمر العلماء'' ہو گا۔

مقاصد موتمر العلماء

اس جماعت کے مقاصد حسب ذیل ہیں۔

(۱) اسلام و مسلمین کی ہر دینی و دنیوی خطرہ سے حفاظت کرنا۔

(۲) اسلامی نام سے جو جماعتیں ملک میں قائم ہوئی ہیں، یا آئندہ ہوں، سیاسی یا غیر سیاسی....... اصلاح میں پوری جدو جہد کرنا اور قوت کے ساتھ انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کرنا۔

(۳) مسلمان یعنی اہل حق جو اہل سنت میں منحصر ہیں ان میں باہمی روابط محبت و مودت پیدا کرنا اور ان کے باہمی نزاع کو مٹانے کی سعی کر کے ان میں اتحاد پیدا کرنا۔

(۴) دشمنان اسلام کے ظاہر اور مخفی حملوں سے مسلمانوں کو بچانا، اور ان کے دفع کی تدابیر عمل میں لانا۔

(۵) مسلمانوں کو ترغیب دینا اور اس کا عادی بنانا کہ وہ دینی امور میں علما کی طرف رجوع کریں۔ اور اپنی رائے کو اصلاً دخل نہ دیں۔ بالخصوص اخبار نویس طبقہ لیڈروں کا گروہ، کونسلوں اور بورڈوں کے ممبران اور جو لوگ بغیر علم کے اپنی رائے سے مسائل بیان کرتے ہیں، اور مسلمانوں کے لئے گمراہی کا سبب ہوتے ہیں ان کو اس طرز عمل سے روک دینا۔

(۶) اقتصادیات، تجارت، اولاد کی تعلیم و تربیت، وسائل معاش، ان جملہ امور میں مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کرنا۔

ضوابط

(۱) اس موتمر کے ماتحت ایک مقامی منتظمہ جماعت مرادآباد میں قائم کی جائے، جس کے اراکین کم از کم پانچ ہوں اور ان اراکین کے انتخاب اور نامزدگی کا اختیار ناظم کو دیا جائے۔ یہ جماعت منتظمہ قواعد و ضوابط کا مسودہ تیار کرے۔ جو موتمر کے کسی اجلاس عام میں منظوری کے لیے پیش کرے اور یہی جماعت وقتی مقامی اور دفتری کام کا انتظام کرے۔''

[مطبوعہ اہل سنت برقی پریس مرادآباد: ص ۲]

اب ہم مذکورہ موتمر کے اراکین کے اسمائے گرامی پیش کرتے ہیں۔

اسمائے گرامی حضرات علمائے موجودین جلسہ سالانہ دستار بندی جامعہ نعیمیہ مرادآباد، جو انعقاد موتمر العلماء میں تشریف فرما تھے اور اراکین تصور کیے گئے۔

(۱) حضرت حجۃ الاسلام مولانا الحاج المولوی المفتی الشاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری برکاتی صاحب سجادہ رضویہ دامت برکاتھم، بریلی شریف

۲ حضرت مفتی ہند مولانا مولوی شاہ مصطفی رضا خاں صاحب........
۳ حضرت مولانا مولوی نعمانی میاں صاحب...............
۴ تاج الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب اعظمی
۵ حضرت مولانا مولوی سید محمد صاحب محدث کچھوچھہ شریف
۶ حضرت مولانا مولوی مفتی سید احمد صاحب حزب الاحناف لاہور
۷ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد مختار اشرف صاحب صاحب سجادہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف
۸ حضرت مولانا مولوی عبد المجید صاحب آنولہ
۹ حضرت مولانا مولوی سردار احمد صاحب صدر مدرس... بہاری پور بریلی، گورداسپوری
۱۰ حضرت مولانا مولوی حبیب الرحمٰن صاحب صدر مدرس مدرسہ سبحانیہ الہ آباد
۱۱ حضرت مولانا محمد عماد الدین صاحب سنبھل
۱۲ حضرت مولانا مولوی عبد العزیز خان صاحب صدر مدرس مدرسہ دھوراجی۔ فتح پور ہسوہ
۱۳ حضرت مولانا مولوی محمد اجمل شاہ صاحب صدر مدرس اجمل العلوم سنبھل
۱۴ حضرت مولانا مولوی ابو الاسرار محمد عبد اللہ.................اٹاوہ
۱۵ ......مدرس اجمل العلوم سنبھل
۱۶ مولانا..... عبد الرشید خاں صاحب.............فتح پور ہسوہ
۱۷ ....نہٹور ضلع بجنور
۱۸ ....رسول پور
۱۹ حضرت مولانا مولوی عبد العزیز صاحب صدر مدرس مبارکپور ضلع اعظم گڑھ
۲۰ ....رئیس سنبھل
۲۱ حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب مدرس مدرسہ اجمل العلوم سنبھل
۲۲ حضرت مولانا محمد مسعود صاحب رئیس اکا، مراد آباد
۲۳ حضرت مولانا مولوی سید غلام جیلانی صاحب صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ اندر کوٹ میرٹھ
۲۴ حضرت مولانا مولوی محمد خلیل احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ محمدیہ امروہہ
۲۵ حضرت مولانا مولوی عبد المصطفی صاحب مدرسہ مدرسہ محمدیہ امروہہ
۲۶ حضرت مولانا مولوی محمد عابد شاہ صاحب رام پور

(۲۷) حضرت مولانا مولوی آل حسن صاحب مدرس مدرسہ کچھوچھہ شریف
(۲۸) حضرت مولانا مولوی محمد عارف اللہ شاہ صاحب میرٹھ
(۲۹) حضرت مولانا مولوی محمد مختار صاحب مدرس مدرسہ اجمل العلوم سنبھل
(۳۰) حضرت مولانا مولوی ساجد علی صاحب بریلی
(۳۱) حضرت مولانا مولوی اعجاز احمد صاحب فریدی باندا
(۳۲) حضرت مولانا مولوی سید شاہ وصی احمد صاحب مدرس مدرسہ جامعہ نعیمیہ مراداباد سہسرام
(۳۳) حضرت مولانا مولوی مفتی احمد یار خاں صاحب اجھیانی ضلع بدایوں
(۳۴) حضرت مولانا مولوی ظفر الدین احمد صاحب مرادآباد
(۳۵) حضرت مولانا مولوی اختصاص الدین صاحب۔۔۔۔۔
(۳۶) حضرت مولانا مولوی محمد عمر صاحب نعیمی مدرس جامعہ نعیمیہ۔۔۔۔
(۳۷) حضرت مولانا مولوی محمد یونس صاحب مدرس جامعہ نعیمیہ۔۔۔۔
(۳۸) حضرت مولانا مولوی محمد امین الدین صاحب سہسوانی مدرس جامعہ نعیمیہ۔۔۔۔
(۳۹) حضرت مولانا مولوی قاضی محمد حسین صاحب مدرس جامعہ نعیمیہ۔۔۔۔
(۴۰) حضرت مولانا مولوی قاضی احسان الحق صاحب بہرائچ
(۴۱) فقیر محمد نعیم الدین غفرلہ مرادآباد

[مطبوعہ اہل سنت برقی پریس مرادآباد ص ۲]

اس موتمر میں شمولیت کے لیے درج ذیل قرطاس رکنیت مرتب کیا گیا تھا ملاحظہ کریں۔

قرطاس رکنیت

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم!

اقرار معتبر کرتا ہوں میں.....بن.....ساکن......سنی حنفی۔ میں نے "موتمر العلماء" کے مقاصد دیکھے۔ میں ان کے ساتھ دل سے متفق ہوں۔ اور نہایت رغبت کے ساتھ اس کی رکنیت کو قبول کرتا ہوں۔ اور میں اپنے مقدور تک اس جماعت کی ترقی کی کوشش کروں گا۔ اور تجاویز کے مطابق دین کی خدمتیں بجالاؤں گا۔

واللہ ھوالموفق والمعین۔ دستخط......المرقوم..............

[مطبوعہ اہل سنت برقی پریس مرادآباد: سرورق]

تحریک زکاۃ ایکٹ اور صدر الافاضل

زکاۃ ایک اسلامی فریضہ ہے، جس کی ادائیگی اسلامی قانون کی رو سے ہی ہوگی۔ اس میں کسی کو کسی بھی طرح کی مداخلت کی اجازت نہیں ہے۔ مگر افسوس ان نام نہاد مسلمانوں پر جنہوں نے اس اسلامی فریضہ کو بھی اپنی سیاست کی بھیٹ چڑھانے کی ناپاک کوشش کی۔

یعنی ۱۹۴۶ء میں ضلع باندہ کے ایک سیاسی لیڈر خان بہادر شیخ مسعود الزمان ممبر لیجسولیٹو کونسل یوپی، نے گورنمٹ کو زکاۃ کا بل پیش کیا۔ جس میں مسلمانان ہند سے ان کی زکاۃ سرکاری طور پر لینے کی بات کہی گئی۔ مطلب یہ کہ مسلمانوں سے سال بہ سال ان کے مال پر گورنمٹ زکاۃ وصول کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ زکاۃ ایکٹ اگر پاس ہو جاتا تو مسلمانان ہند کی زندگی دو بھر ہو جاتی۔ لوگ اپنے مال سے شرعی طور پر اپنی مرضی سے زکاۃ ادا کرنے کے مجاز نہ ہوتے۔ اگر زکاۃ نہ دیتے، یا اپنی مرضی سے غریبوں، فقیروں، محتاجوں، مسکینوں، مدارس کے طلبہ، کو زکاۃ دیتے تو قانون کی خلاف ورزی کے سبب سزا کے مستحق ہوتے۔ مگر قربان جائیں صدر الافاضل کی بصیرت وقیادت پر، جنہوں نے اس بل پر آگاہ ہوتے ہی، اس کے سدباب کی تدابیر پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ اور بروقت احسن اقدام کے ذریعہ اس خلاف اسلام بل کے تانے بانے بکھیر کر رکھ دیے۔ اور مسلمانوں کو اس وبال جان قانون سے بچا کر ان پر بڑا احسان فرمایا۔ زکاۃ ایکٹ کے نفاذ اور اس کے نقصانات نیز اس کے سدباب کے لیے لائحہ عمل پر مشتمل صدر الافاضل کا ایک مراسلہ اخبار دبدبہ سکندری رام پور، اور اشتہارات میں شائع ہوا۔ علاوہ ازیں اشتہارات بھی شائع ہوئے۔ ہم اسے من وعن یہاں نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

مراسلہ صدر الافاضل بنام اخبار دبدبہ سکندری

”مکرمی، السلام علیکم۔ مزاج مبارک بخیر باد!

ایک نئی مصیبت اور بلائے ناگہانی رونما ہوئی ہے، وہ مسلم زکاۃ ایکٹ ہے، جو خان بہادر شیخ مسعود الزمان ممبر لیجسولیٹو کونسل یوپی متوطن باندہ نے پیش کیا ہے۔ اور یوپی کے تمام صوبہ پر اس کا نفاذ تجویز کیا ہے۔ اس قانون کی رو سے زکاۃ بھی مال گزاری کی طرح گورنمنٹ کا ایک ایسا مطالبہ قرار دی جائے گی جس کو گورنمنٹ کے حکام بجبر وصول کریں گے۔ زکاۃ کی ڈگریاں ہوں گی۔ ڈپٹی کلکٹر یا اس حیثیت کا کوئی افسر تشخیص کے لیے مقرر ہوگا۔ وہ اہل زکاۃ کے نام نوٹس جاری کرے گا۔ اور زکاۃ ادا کرنے والوں کو ایک مجرم کی طرح اس کے سامنے حاضر ہو کر بیان دینا ہوگا۔ پھر یہ افسر زکاۃ کی رقم مقرر کرے گا۔ کسی شخص کو اختیار نہ رہے گا کہ اپنی زکاۃ اپنی مرضی سے خرچ کرے۔ ہر شخص کو اپنے اموال

کا پورا حساب داخل کرنا ہوگا۔ اور غیر ظاہر اموال کے متعلق حلفی بیان دینا ہوگا۔ اس کے خلاف کی صورت میں زکاۃ والوں کو قید سخت بھی ہوگی اور جرمانہ بھی ہوگا۔ اور دونوں سزائیں بھی ہو سکیں گی۔ اس قانون کے ذریعے سے جو بیت المال بنایا جائے گا وہ زکاۃ کے علاوہ اور دوسرے صدقات پر بھی حاوی ہوگا۔ اس قانون کے کامیاب کرنے کے لیے بکثرت انسپکٹر اور دوسرے عہدیدار مقرر کیے جائیں گے جن کی گراں قدر تنخواہوں کا بار گراں اسی زکاتی روپیے سے ادا کیا جائے گا۔ یعنی زکاۃ کا روپیہ اہل حاجت پر خرچ ہونے کے بجائے امرا اور دولت مندوں پر خرچ ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ زکاۃ کا روپیہ اور بھی بہت سے ناجائز مصارف پر خرچ کرنے کی صورتیں نظر آ رہی ہیں۔

آپ خیال فرمائیں یہ قانون کیسی بلائے عظیم ہوگا۔ اور ہر مسلمان جو ساڑھے باون تولے چاندی کا مالک ہوگا اس قانون کا شکار بنے گا۔ پھر محکموں کے اہل کاروں کا برتاؤ تجربہ سے سب کو معلوم ہے، کیسا کیسا پریشان کرتے ہیں۔ بہرحال یہ قانون مصیبتوں اور بلاؤں کی ایک فوج ہے، جو ہر مسلمان پر ٹوٹی ہوئی ہے۔ یہ ایکٹ مخصوص لوگوں کے دیکھنے میں آیا ہے اس کی اشاعت نہیں ہوئی۔ تمام کثیر الاشاعت اخباروں میں نہیں چھپا۔ چپکے چپکے پاس کر کے جاری کر دیا جائے گا۔ اور پاس ہونے کے بعد مسلمانوں کی کوئی فریاد نہیں سنی جائے گی۔ خود انہیں کو ملامت کی جائے گی کہ پہلے کہاں سو رہے تھے۔ قانون کے پاس ہونے کے بعد مخالفت کرتے ہو ہم کبھی گوارا نہیں کرتے کہ گورنمنٹ ہمارے دینی امور میں ذرا بھی دخل دے۔ زکاۃ عبادت ہے۔ اس سے گورنمنٹ کو واسطہ اور مطلب؟

لہٰذا بہت ضروری ہے کہ ہر سنی کانفرنس اور جہاں کانفرنس نہ ہو وہاں کے سنی مسلمان جس قدر اجتماع ممکن ہو چھوٹا یا بڑا جلسہ کر کے اظہار ناراضی کریں۔ اس کی اطلاع اخباروں کو بھی دیں، اور صوبہ یوپی کی لیجسولیٹو کونسل کو بھی۔ وزیر اعظم کو بھی اور مسلم وزرا کو بھی۔ وائسرائے کو بھی اور مسٹر جناح کو بھی۔ ہرگز اس میں تاخیر نہ کیجیے!

اور جہاں سے تاروں کا انتظام نہ ہو سکے وہ اصحاب ڈاک کے ذریعہ سے ہی روانہ کریں اور اپنی کاروائی سے براہ کرم آل انڈیا سنی کانفرنس کے صدر دفتر مراد آباد کو بھی مطلع فرمائیں۔ وہ تجویز جو مسلم ممبران کونسل وزرائے وزیر اعظم گورنر وائسرائے مسٹر جناح اور نواب محمد اسمعیل صاحب صدر یوپی مسلم لیگ میرٹھ اور اخبارات کو بھیجی جائے اس کا مضمون یہ ہوگا۔

مسلمانان (مقام فلاں) کا یہ جلسہ جو بتاریخ (فلاں) زیر صدارت (فلاں) منعقد ہوا۔

زکوۃ ایکٹ پیش کردہ خان بہادر شیخ مسعود الزماں صاحب ایم ایل سی کو مسلمانوں کے حق میں نہایت بھیانک بلا اور ناقابل برداشت تصور کرتا ہے۔ اور خان بہادر کی اس تجویز کو نہایت نفرت و حقارت اور رنج و غصہ کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور مسلم ممبران کونسل اور مسلم وزرا سے مطالبہ کرتا ہے، کہ وہ مسلمانوں کو اس مصیبت عظمی سے بچائیں۔ اور اس قانون کی مخالفت کرنے میں مسلم پبلک کا حق نیابت ادا کریں۔ وزیر اعظم اس مسلم کُش قانون کو بحث میں لانے کی

اجازت نہ دیں۔ گورنراور وائسرائے اس بے جامداخلت فی الدین کواپنی طاقت سے روک دیں۔ والسلام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس جمہوریت اسلامیہ مرادآباد یوپی

[(الف) اخبار دبدبہ سکندری، ۲۱/اکتوبر ۱۹۴۶ء ص ۵، بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس ص، ۳۴۴تا۳۴۶،

(ب) اشتہار، ناقص وکرم خوردہ، مطبوعہ اہل سنت برقی پریس بازار دیوان مرادآباد]

زکاۃ بل کی مخالفت میں صدرالافاضل کی مجوزہ تجویز کے بعد عموماً ملک بھر کے سنی کانفرنس وغیرہ اجلاس میں یہ تجویز پاس کی گئی۔ جس کی تفصیل اخبار دبدبہ سکندری رامپور اور اخبار الفقیہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

انجمن حزب الاحناف لاہور کے اجلاس میں زکاۃ بل کے خلاف صدرالافاضل کی تجویز

انجمن حزب الاحناف لاہور کے اجلاس منعقدہ ۴،۵،۶/اکتوبر ۱۹۴۶ء میں صدرالافاضل نے شرکت فرمائی۔ یہ اجلاس آپ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں آپ کی جانب سے مولانا سید محمود رضوی نے زکاۃ بل کے خلاف درج ذیل تجویز پیش کی۔ ملاحظہ فرمائیں اخبار الفقیہ:

"**زکاۃ بل:** یہ جلسہ یوپی کونسل میں پیش ہونے والے زکاۃ بل کو نہایت ہی نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور مسلمانوں کے ناقابل برداشت مصیبت تصور کرتا ہے۔ اور مسلم ممبران کونسل سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس مصیبت عظمیٰ سے بچائیں۔ اور اس قانون کی مخالفت کرنے میں مسلم پبلک کا حق نیابت ادا کریں۔ وزیر اعظم اس مسلم کش قانون کو بحث میں لانے کی اجازت نہ دیں۔ اور گورنر ووائسرائے اس بے جامداخلت فی الدین کو اپنی طاقت سے روک دیں.... یہ تمام ریزولیوشن صدر جلسہ **حضرت صدرالافاضل دامت برکاتہم العالیہ** کی طرف سے پیش ہوئے اور تمام متفقہ طور پر پاس ہوئے۔"

[الفقیہ: ۲۱،۲۸/نومبر ۱۹۴۶ء ص ۹]

بالجملہ: صدرالافاضل کی اس بروقت کاروائی کا یہ اثر ہوا کہ اسلامی زکاۃ کے برخلاف گورنمنٹی زکاۃ کا قانون ہندوستان میں پاس نہ ہو پایا اور نام نہاد مسلمانوں کی اس اسلام مخالف قانون سازی کی ساری بنیادیں اکھڑ کر رہ گئیں۔

ساردا ایکٹ (قانون تحدید عمر ازدواج) اور صدر الافاضل

شوال ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۹۲۸ء اسمبلی کے ایک ممبر لیڈر مسٹر ہربلاس ساردا نے اسمبلی میں ہندو مذہب میں کم سنی میں ہونے والی شادیوں پر پابندی کا مسودا بل پیش کیا۔ اس بل میں مسٹر ساردا نے یہ قانون تجویز کیا کہ ۱۶۔ سال سے کم عمر لڑکے اور ۱۲۔ سال سے کم عمر کی لڑکیوں کی آپس میں شادی یا ۱۲۔ سال سے کم عمر کی لڑکیوں کی کسی بڑی عمر کے لڑکے کے ساتھ شادی پر قانوناً پابندی عائد کی جائے۔ اسمبلی میں اس قانون کے مسودہ پر غور کے لیے ایک کمیٹی منتخب ہوئی۔ اور اس منتخب کمیٹی نے اس قانون کو سول کے بجائے تعزیری قانون بنانے کی تجویز پیش کی۔ جس کے نتیجہ میں کئی اہم قراردادیں پیش ہوئیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

(۱) مجوزہ قانون کا نام "بچوں کی شادیوں کا انسدادی قانون مصدرہ ۱۹۲۸ء" قرار پایا۔
(۲) مجوزہ قانون کو سارے برٹش انڈیا بشمول بلوچستان و سنتھال پرگنہ جات پر وسیع کر دیا گیا۔
(۳) مجوزہ قانون کا نفاذ یکم اپریل ۱۹۳۰ء سے تجویز کیا گیا۔
(۴) بچہ سے مراد ۱۸۔ سال سے کم عمر کا لڑکا اور ۱۴۔ سال سے کم عمر کی لڑکی قرار پایا۔

علاوہ ازیں مجوزہ قانون کی خلاف ورزی پر جرمانہ، قید، یا جرمانہ اور قید دونوں سزائیں تجویز ہوئیں۔ یہ بل ۲۳/ ستمبر ۱۹۲۹ء کو اسمبلی میں اور ۲۸/ ستمبر ۱۹۲۹ء کو مجلس مملکت میں پاس ہوا۔ اس بل کا مسودہ چوں کہ مسٹر سربلاس ساردا نے پیش کیا تھا اس لیے یہ قانون ساردا ایکٹ سے مشہور ہو گیا۔

[ماخوذ از روزنامہ ہمدم لکھنؤ: ۱۰/ اپریل، ۱۴/ اپریل، ۱۹۲۸ء بحوالہ ساردا ایکٹ اور علماے حق:
مرتبہ مولانا جلال الدین قادری، ص ۶ تا ۸]

اسمبلی میں اس قانون کی مخالفت میں اور تائید میں خوب بحثیں ہوئیں۔ کچھ ہندوؤں نے اس کی مخالفت کی اور چند نام نہاد گندم نما جو فروش مسلمانوں نے اس بل کی تائید وحمایت کی۔ تائید کرنے والوں میں غیر مقلد لیڈر ممبر اسمبلی مسٹر تصدق احمد خان شروانی اور دیوبندی مولوی محمد یعقوب ڈپٹی پریزیڈنٹ اسمبلی وکیل مرادآباد نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ البتہ اہل سنت وجماعت کے جملہ علما ومشائخ اور عوام نے اس بل کی کھل کر مخالفت کی۔ اور علماے اہل سنت نے اس بل کے خلاف احتجاجی اجلاس وغیرہ بھی کیے۔ اور ایمان فروش مسلمانوں کی خوب خبر گیری فرمائی۔ اور صدر الافاضل نے ان کی بے تکی، بے وزن، غیر معیاری تحریروں اور فاسد دلائل کے مسکت جوابات دیے، جس کا ذکر ہم آگے کریں گے۔ سر دست ہم اس قانون کے خلاف بریلی شریف میں ہوئے اجلاس کی قدرے روداد پیش کرتے ہیں۔

اکتوبر ۱۹۲۹ء مطابق ۱۵/ جمادی الاولی ۱۳۴۸ھ کو بریلی شریف نو محلہ مسجد میں علماے کرام نے اس قانون کے

خلاف ایک عظیم الشان احتجاجی عام جلسہ منعقد کیا، یہ جلسہ رات کو بعد نماز عشاء حضور حجۃ الاسلام کی صدارت میں ہوا۔ البتہ اس سے قبل بعد نماز عصر علمائے کرام نے اس قانون سے متعلق ایک نجی محفل میں اپنے آرا و نظریات پیش کیے۔ اور پھر بعد نماز عشاء عوامی سطح پر ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں صدر الافاضل اور دیگر علما نے اس قانون کی خامیوں اور خرابیوں سے عوام اہل سنت کو آگاہ فرماتے ہوئے اس قانون کے خلاف آواز خلاف بلند کرنے کی اپیل کی۔ اور تمام علما نے باتفاق رائے اس قانون سے متعلق چند اہم تجاویز پاس کیں۔

اس اجلاس کے حوالے سے تفصیلی روداد اراکین جماعت رضائے مصطفی بریلی کی جانب سے مرتب کی گئی۔ جو اخبار الفقیہ میں شائع ہوئی۔ ہم وہ مکمل روداد بعینہٖ نقل کرتے ہیں، ملاحظہ ہو:

قانون تحدید عمر ازدواج کے خلاف احتجاجی اجلاس

”قانون تحدید ازدواج سے مسلمانوں میں عام اضطراب اور سخت بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ ملک کے عرض وطول میں برابر اس قانون کے خلاف صدائے احتجاج بلند ہو رہی ہے۔ اور حکومت کو متوجہ کیا جا رہا ہے کہ اس قانون کی منظوری دین میں پوری مداخلت ہے۔ جماعت مبارکہ کی جانب سے ۹/ اکتوبر ۱۹۲۹ء / ۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۸ھ بروز شنبہ ایک عظیم الشان جلسہ شہر کی سب سے بڑی مسجد نو محلہ میں منعقد ہوا، جس میں مقامی علمائے کرام کے علاوہ بیرون جات سے علمائے اسلام نے شرکت فرمائی۔ جلسہ عام کے بعد نماز عصر ایک خاص جلسہ مجلس شوریٰ کا منعقد ہوا جس میں تمام علمائے کرام اور جماعت رضائے مصطفی کے اراکین شریک تھے۔ اس کمیٹی میں اس امر پر غور کیا گیا کہ اس مہلک قانون سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو کیا تدابیر کرنی چاہیے۔ شب کو مسلمانان بریلی کا عام جلسہ زیر صدارت حضرت حجۃ الاسلام مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب مدظلہ ہوا... پھر **حضرت استاذ العلماء مولانا نعیم الدین صاحب زید فضلہ** (وغیرہ) کی نہایت موثر زبردست تقریریں ہوئی۔ جلسہ بفضلہٖ تعالیٰ بہت کامیاب ہوا۔

تقریروں میں حسب ذیل تجاویز پیش ہوئیں اور بالاتفاق پاس ہوئیں۔

(۱) مسلمانان بریلی کا یہ عظیم الشان جلسہ ساردا ایکٹ کو شریعت حقہ اسلامیہ میں صریح مداخلت اور حقوق شرعیہ کا اتلاف اور مسلمانوں کی معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے لیے سخت مضر اور ناقابل برداشت پابندی سمجھتا ہے۔

(۲) یہ جلسہ گورنمنٹ کو ملکہ وکٹوریہ کا اعلان عدم مداخلت فی الدین جس کی توثیق و تائید متعدّد بار ہو چکی ہے، یاد دلاتا ہے۔ اور وائسرائے ہند سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ اس اعلان کی پابندی کرتے ہوئے اس ایکٹ کو منسوخ کریں یا کم از کم مسلمانوں کو اس سے مستثنیٰ کر دیں۔

(۳) جو چند ناعاقبت اندیش اور شریعت سے ناواقف مسلمانوں نے اس کی تائید کی ہے یہ جلسہ ان کے اس عمل پر اظہار نفرت و حقارت کرتا ہے۔

(۴) یہ جلسہ مسلمانان ہند سے پر زور اپیل کرتا ہے:
کہ وہ ہر جگہ عظیم الشان جلسہ منعقد کر کے اس ایکٹ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں۔ اور گورنمنٹ کو جتا دیں! کہ حقیقۃً وہ دین میں مداخلت کر کے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو پامال کر رہی ہے۔

(۵) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ وائسرائے ہند کو ایک تار ان تجاویز کے متعلق روانہ کیا جائے۔

(۶) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ انگریزی و اردو اخبارات کو تحریکات بالا کی ایک ایک نقل روانہ کی جائے۔

(اراکین جماعت رضائے مصطفی بریلی)

[اخبار الفقیہ: ۷؍ نومبر ۱۹۲۹ء سرورق وصفحہ ۲]

صدر الافاضل نے اپنے ایک مضمون میں اس قانون کے مفاسد و مضرات اور کم عمری میں شادی کے فوائد بیان بیان کرتے ہوئے اسلامی اور طبی رو سے زبردست بحث فرمائی ہے، جس کا یہاں نقل کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہو گا۔ آپ لکھتے ہیں:

”Legislative (قانون ساز) اسمبلی میں ہندوؤں نے کم سنی کی شادی کو جرم قرار دینے کے متعلق ایک بل پاس کرایا ہے۔ یہ قانون ہندوؤں کی معاشرت اور ان کے مذہب پر کیا اثر رکھتا ہے اس کو تو ہندو جانیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ ہندوؤں کے دین میں کم سنی کی شادی کے متعلق کوئی آئین یا قانون ہے یا نہیں۔ اور ان کے دین نے انہیں ایسی شادی کے لیے کیا احکام دیے ہیں، مگر مشاہدہ سے اتنا معلوم ہے کہ اکثر چھوٹے چھوٹے نابالغ بچوں کے ساتھ جوان عورت کی شادی کی جاتی ہے۔ لمبی تڑنگی دلہن ننھے نادان دولہا کے دامن سے باندھی گئی ہے اور کہیں اس کا بالکل عکس ہوتا ہے۔ شاذ و نادر ہی کوئی شادی ایسی ہوتی ہو گی جس میں دلہن دولہا کی عمروں میں مناسبت ملحوظ ہو۔

چوں کہ صغر سنی کی شادی ہندوؤں کا عام دستور ہے۔ اس لیے علاوہ اور مفاسد کے ایک یہ سخت مشکل پیش آتی ہے کہ جہاں نادان دولہا کی جوانی کے طویل انتظار کی تکلیف اُٹھانے کے بعد حسرت زدہ دلہن اپنے شوہر کا شباب آتے ہی دنیا سے رخصت ہو گئی۔ اور اب دولہا صاحب اس قابل ہوئے کہ انہیں دلہن کی ضرورت ہو، تو سوائے خورد سال کے کوئی عورت انہیں میسر نہیں آتی جس سے شادی کر سکیں۔ ایک عورت کی زندگی تو ان کے انتظار میں تلف ہو چکی۔ ان کی جوانی دوسری کمسن بی بی کے شباب کے انتظار میں خشک حسرتوں کے ساتھ گزر رہی ہے۔ اگر بیوہ کی شادی بھی ہندوؤں کے رَسم و رَواج یا دین و مذہب میں جائز و رائج ہوتی تو یہ مشکل پیش نہ آتی۔ کسی بیوہ کے ساتھ ایک ہم سن رفیق زندگی بہم پہنچا سکتے تھے مگر بیوہ کی شادی کا رواج نہ ہونے سے ان کا عقدہ لاینحل ہو کر رہ گیا۔ اس لیے وہ مجبور ہیں کہ کم سنی کی شادی کو جرم قرار دے کر اس مصیبت کے پہاڑ کو اپنے سر سے ٹالیں۔

بد قسمتی سے بعض نو تعلیم یافتہ مسلمان جو ہندوؤں کی بیدار دماغی کے نہایت ہی معتقد ہیں اور کسی مسئلہ میں

ہندوؤں کی آواز اُٹھا دینے کے بعد وہ اپنے قواے عقلیہ و دماغیہ سے کام لینا بالکل غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ ایسے حضرات نے خوش اعتقادی کی بنا پر اس تجویز کو نہایت ہی نعمت سمجھا اور بڑی بلند آہنگی سے اس کی تائیدیں ہونے لگیں۔ یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ مسلمانوں کے دین اور ان کی شریعت پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔ نہ اسی پر کسی نے غور کیا کہ مسلمانوں کے حق میں یہ قانون کہاں تک مفید ہے!!!

انگریزی داں اصحاب سے تو صرف اس قدر عرض کر دینا کافی ہے کہ جن مسائل کا تعلق شریعت سے ہے ان میں وہ اپنی رائے کو پابند شریعت رکھیں۔ اور مشاہیر علماے اسلام کے کامل تحقیق کر لینے کے بعد لب کشائی فرمائیں۔

بہت ستم ہے کہ آج دینی مسائل میں رائے زنی کرنے کے لیے اخباروں کے ایڈیٹر اور بے علم لیڈر نہایت جری نظر آتے ہیں۔ مسلمانوں کی معاشرت ہندوؤں سے بالکل جدا ہے۔ رسم و رواج علاحدہ ہیں۔ اور دین کے اُصول و آئین میں تو کوئی نسبت ہی نہیں۔ پھر ہندوؤں کی تقلید میں مسلمانوں کے لیے ایسی سخت پابندی لازم کر دینا اور مسلمانوں کے منافع اور مصالح پر نظر نہ ڈالنا خطرناک غلطی ہے۔ مسلمانوں کی تمام حیثیتوں پر دینی حیثیت غالب ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ اسلام میں مداخلت ہی نہیں بلکہ شریعت کا اِبطال اور اسلام کو درہم و برہم کر ڈالنے والا مسئلہ ہے۔ شریعت طاہرہ نے اولیا کو تزویج صغار کا حق دیا ہے، اس حق کا اِبطال یقیناً شریعت کی تبدیلی ہے جسے کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لیے سننا بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ یقیناً مصلحت وہی ہے جو شریعت نے ہمارے لیے تجویز فرمائی۔ اور جو کوئی اس کے مخالف سوچتا ہے وہ مصلحت نہیں، سراسر مفسدت ہے۔ اور ایسی فرضی مصلحتوں کی بنا پر شریعت کے ظاہر فرما ہوئے حقوق سلب کیے جائیں اور انہیں جرم قرار دے دیا جائے تو سارا دین ہی تبدیل ہو جائے۔ اور قانون کے زور آور ہاتھ شریعت کے اَحکام کو یکسر مٹا ڈالیں۔

آج اولیا سے تزویج صغار کی ولایت چھینی جائے اور اس کو جرم قرار دیا جائے، کل طلاق قانوناً ممنوع قرار دی جائے، پرسوں فسخ جرم ٹھہرایا جائے اور نکاح باستثناے بعض صورتوں کے خود بھی تو مستحب ہے اس پر پابندی عائد کر دی جائے، گائے کا گوشت کھانا کون سا فرائض میں سے ہے اس کو قانوناً بند کر دیا جائے، قربانی کچھ گائے میں منحصر نہیں تو گائے کی قربانی سنگین جرم قرار دی جائے، اسی طرح سارا دین بدل ڈالا جائے۔ اس طرح کا قانون یقیناً شریعت کا مٹانے والا، اسلام کا درہم برہم کرنے والا قانون ہے۔ اور جس دلیل سے آپ آج تزویج صغار کو جرم قرار دیتے ہیں اسی دلیل سے کل اور ممکن ہے کل سے پہلے اوپر ذکر کیے ہوئے تمام اُمور اور اس سے بہت زیادہ اُمور جرم ماننے پر مجبور ہونا پڑے۔ ہر چیز کو روکنے کے لیے ایک بہت آسان کلیہ ہے کہ وہ مصلحت کے خلاف ہے اور اس سے بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔ شریعت کے دیے ہوئے اختیار کو جب چاہو اس حیلے سے سلب کر لو۔ ایسے مہلک قانون کے لیے مسلمان ہر گز راضی نہیں ہو سکتے۔ نہ کوئی مسلمانوں کا خیر خواہ ایسے قانون کو پسند کر سکتا ہے۔ اور اُمید نہیں کہ سلطنت

کے مدبرین بھی مسلمانوں کے حق میں اس قانون کو منظور کریں۔ وہ چند افراد جو اپنے آپ کو لیڈر کہتے ہیں وہ اپنی شخصی رائے پر اس قدر نازاں و مغرور ہیں کہ نہ انہیں ملک کے عام جذبات کی پرواہ ہے نہ مذہب وملت کا کچھ پاس ہے۔ نہ مسلمانوں کے انجام کار پہ کچھ نظر۔

ان کی رائے مسلمانوں کے حق میں کوئی اَثر نہیں رکھتی۔ وہ ایک ناواقف اور بے تعلق شخص کی رائے ہے جس کا مسلمانوں پر کچھ اَثر نہیں ہو سکتا۔ اس بات کو یہ اَصحاب قطعیات کی طرح سے مانتے ہیں کہ اولیا کے لیے تزویج صغار کا حق ہونا موجب فساد ہے۔ اول تو یہ ثابت کرنا ان کے امکان سے باہر ہے، بلکہ ان شاء اللہ تعالیٰ قوی دلائل باوَر کرائیں گے کہ اس کے لیے تزویج صغار کا حق عین حکمت اور اعلیٰ مصلحت ہے اور اس کا سلب سراسر مضرت و مفسدت۔

بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ضعیف العمر یا مریض ہے اور زندگی کی اُمید نہیں رہی اس کے چھوٹی چھوٹی بچیاں ہیں، اور کثیر جائیداد ہے یا بالکل کچھ جائیداد نہیں ہے، ہر دَم اس کے دل میں یہ فکر ہے سر میں سودا ہے کہ میرے بعد ان بچوں کا کون نگران ہوگا۔ جائیداد کا کون محافظ ہوگا۔ اس کو اپنا ناموس خطرہ میں نظر آتا ہے اور زندگی کا لمحہ لمحہ پیش آنے والے وقت کے تصور نے تلخ کر دیا ہے۔ نادار آدمی جو اپنے کسب سے اپنے بچوں کی پرورش کرتا تھا اور اپنے بعد کوئی جائیداد اور کوئی وجہ معاش ان کے لیے نہیں چھوڑتا، اس غم میں گرفتار ہے کہ میرا دم نکلتے ہی یہ بچیاں کس پریشانی میں مبتلا ہوں گی؟ کہاں دربدر ماری پھریں گی؟ ان کی بے کسی کا کوئی غم خوار نہ ہوگا۔ اور میری عزت خاک میں ملے گی۔ اس وقت وہ شریعت کے عطا کیے ہوئے اختیار سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ اور اپنی قوم میں کسی لائق خاندان اور نیک چال چلن کے لوگوں میں اپنی لڑکیوں کا عقد کر کے مطمئن ہو جاتا ہے، کہ ان لڑکیوں کو اس خاندان کی رفاقت حاصل ہوگی۔ اور ان کا عزت و ناموس ان سے متعلق ہو گیا، وہ اس تعلق کی وجہ سے ان کی جائیداد کی کافی نگہداشت اور خبر گیری کریں گے۔ اگر زیر تجویز قانون کا عمل دخل ہو تو باپ اپنی اولاد کے لیے کوئی انتظام تحفظ نہیں کر سکتا اور اس کو مجبوری اور لاچاری اپنے نام و ناموس اور اپنے جگریاروں کی بے کسی کا داغ قبر میں اپنے دل پر لے جانا پڑے گا۔ یہ ایک مثال ہے ایسی صدہا صورتیں بتائی جاسکتی ہیں جن میں یہ مجوزہ بل ایک ہول ناک مصیبت ثابت ہوتا ہے۔

علاوہ بریں اس ملک میں لڑکا تیرہ سال کی عمر میں عموماً بالغ ہو جاتا ہے اگر اسی وقت اس کی شادی کر دی جائے تو وہ بدچلنی و بداَخلاقی اور بدعادتوں اور ان کے خراب نتیجوں سے محفوظ ہو جائے۔ اور تندرستی برباد نہ ہو، اور جن لڑکوں کی شادی ابتدائی عمر میں کر دی جاتی ہے تو وہ ان آفات سے اَمن میں رہتے ہیں۔ اور جن لڑکوں کی شادی میں دیر کی جاتی ہے وہ طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور ایک مطب سے تعلق رکھنے کی وجہ سے مجھے یہ تجربہ ہے کہ غیر شادی شدہ لڑکے اکثر ۱۸۔ سال کی عمر میں ۸۰۔ برس کے بوڑھے کی طرح بے کار ہو جاتے ہیں۔ اور انہیں علاج کی ضرورت پیش آتی ہے اگر باقاعدہ علاج میسر نہ آیا یا مرض ناقابل علاج ہو گیا تو اب شادی ایک مصیبت اور وبال جان

ہو گئی۔ بعض حالتوں میں لڑکے جو غیرت مند ہیں جان کھونے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے واقعات ہو چکے ہیں۔ اس لیے ابتدائی عمر کی شادی کو روکنا بالکل مضر اور خلاف مصلحت ہے۔

دوئم: سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ اس قانون کی تائید و موافقت کرنے والے کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ شریعت کا دیا ہوا اختیار حکمت و مصلحت کے خلاف ہے۔ یہ شریعت اور دین الٰہی کی توہین ہے۔ کون مسلمان اس کو گوارا کر سکتا ہے۔ ہندوستان کے تمام علما اس قانون کے بالاتفاق مخالف ہیں۔ اور اس کو شریعت کی مخالفت اور نظم ملت میں دست اندازی جانتے ہیں اور ایسے قانون کا نفاذ کسی طرح جائز نہیں سمجھتے....... اوپر کے مضمون میں تو یہ ذکر کیا جا چکا کہ کم سنی کی شادی مسلمانوں کے حق میں تو مضر ہے ہی نہیں۔ اس سے جو نقصان پہنچتا ہے وہ ہندوؤں کو پہنچتا ہے، تو کیوں نہ ہندو اس بیماری کے علاج کے لیے جس کی تکلیف وہ محسوس کر رہے ہیں اسلام کے دار الشفا سے فیض حاصل کریں۔ اور جس طرح ان کی ایک جماعت نے بیواؤں کی شادی کا اُصول اسلام سے سیکھ کر رائج کیا ہے، باقی سب لوگ بھی اس سے کیوں نہ فائدہ اٹھائیں۔

لیکن ایک ایک اُصول کی طرف وقت ضرورت التجا کرنا نفع تو دے گا لیکن نفع عام و تام کیوں نہ حاصل کریں۔ اور ایک دفعہ ہی اسلام لا کر اسلام کے عالم پرور حکیمانہ اُصول کے سایہ میں آفات و مصائب سے پناہ حاصل کریں۔ یہ تو زمانہ محسوس کر رہا ہے کہ بغیر اسلامی اُصول اختیار کیے ہوئے امن و عافیت کی زندگی جس کے عواقب بخیر ہوں۔ میسر نہیں آسکتی۔ اس لیے ہندوؤں کو بتدریج اسلام کے اُصول اختیار کرنا پڑ رہے ہیں۔ پہلے انہوں نے بیواؤں کی شادی پر زور دیا، اب طلاق کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ اس طرح سے اگر وہ اپنے قانون زندگی کو مکمل کریں گے تو شاید صدہا سال میں ایک ایک کر کے اسلامی اُصول ہی کے اندر رائج کر سکیں۔ اس لیے خیر یہی ہے کہ جس دین کے اُصول آخر کار ان کی تحقیق میں بھی قابل اتباع ثابت ہوتے ہیں، انہیں ایک دفعہ ہی اختیار کر لیں۔ واللہ ھو الموفق....

حقیقۃ الامر: حقیقت حال یہ ہے کہ اسلام کی سرعت رفتار اور ہندو قوموں کا تیزی کے ساتھ اسلام کی طرف کھنچتے چلے آنا ہندوؤں کو اس بات پر مجبور کر رہا ہے، کہ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام اور کتاب اسلام کے خلاف ایک زبردست پروپیگنڈا کریں۔ اور جس طرح ہو سکے اسلام کو بدنام کر کے لوگوں کو غلطی میں ڈالیں۔ تاکہ اسلام کے محاسن کی طرف سے دنیا غلطی میں پڑے۔ اور رات دن جو ہندو قومیں اسلام کی طرف دوڑی چلی آرہی ہیں ان کی رفتار میں کچھ کمی ہو۔ اسی نتیجہ پر نظر کر کے سنجیدہ اور مہذب ہندو بھی ان کو نہیں روکتے.... اس لیے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ہر مقام پر جلسے کر کر کے حکومت کی معرفت سے گستاخوں کو سزا دینے کی پُر زور اپیل کریں۔ اخبار ہند جو آج کل اسلام، قرآن عظیم، شعائر اسلام کی توہین و تنقیص کر رہا ہے اور جس میں سخت سے سخت گندی اور گھناؤنی گالیاں اسلام کے خلاف چھپ رہی ہیں۔ اس کی نسبت مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہر جگہ جلسے کر کے گورنمنٹ سے اس کو عبرت ناک

سزا دینے کی استدعا کریں۔ اور اسلامی جذبات حمیت و غیرت کو صدمے پہنچنے اور مسلمانوں کی دل آزردگی کا اظہار کریں۔ ایڈیٹران اخبار اپنے اخباروں کے کالم اس وقت تک اس ضروری مطالبہ کے لیے وقف کردیں جب تک کہ گورنمنٹ اس امن شکن و مسلمان کُش طریقہ کے خلاف مقدمہ چلائے۔ ہر اسلامی انجمن اور ہر ایک اسلامی مدرسہ اس کے خلاف آواز اٹھائے اور جلسہ کی تجاویز گورنمنٹ اور اسلامی اخباروں کو بھیجے.....الخ"

[السواد الاعظم: صفر المظفر ۱۳۴۷ھ ص ۲ تا ۹]

ساردا قانون کی تائید میں مسٹر تصدق خاں کے مضمون کی تردید بقلم صدر الافاضل

اس ساردا ایکٹ کی تائید میں کچھ مسلمان بھی شامل تھے۔ خاص کر ممبر اسمبلی مسٹر تصدق احمد خان شروانی، جنہوں نے اسمبلی میں اس قانون کی تائید و حمایت کی۔ اور مسٹر تصدق نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس قانون کو عین شریعت کے مطابق قرار دیتے ہوئے ایک مضمون لکھا۔ اور اسے اخبارات وغیرہ میں شائع بھی کرایا۔ مسٹر تصدق کی خلاف شرع تحریر سے متعلق جب صدر الافاضل سے استفسار ہوا تو آپ نے ایک طویل، مدلل، مفصل، مسکت جواب تحریر فرمایا۔ جواب اگرچہ طویل ہے لیکن موضوع کے لحاظ سے یہاں اس کا نقل کرنا بالکل بے محل نہیں ہوگا۔ ہم صدر الافاضل کا مکمل مضمون بجنسہٖ نقل کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"تحدید عمر ازدواج یا کم سنی کی شادیوں کے انسداد کے لیے ساردا ایکٹ کے نام سے جو قانون منظور ہوا ہے، اس سے دنیائے اسلام میں ایک سنسنی پیدا ہو رہی ہے۔ اور تمام عالم اسلام بہ یک آواز فریاد کر رہا ہے۔

ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے مخالفت کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ مختلف طبقے اور فرقے اس قانون کی مخالفت میں ہم آہنگ ہیں۔ اور ہندوستان کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ہر جگہ اور ہر مقام کے مسلمان اس قانون سے مضطرب و متنفر ہیں۔ سب اس کو مداخلت فی الدین بلکہ ابطال ملت کا حربۂ اولین سمجھتے ہیں۔

یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں مسلمان متحد ہیں اور ان میں قرون اُولیٰ سے آج تک یہ مسئلہ اتفاق کے ساتھ تسلیم کیا گیا ہے۔ مسٹر تصدق احمد خان صاحب ممبر (قانون ساز Legislative) اسمبلی میں اس قانون کی تائید و موافقت کی اور مسلمانوں کے حسیات کا کچھ لحاظ نہ کیا، باوجودیکہ قوم کے نائب ہونے کی حیثیت سے ان پر مقدم تھا کہ وہ محض اپنے خیال کو پیش نظر رکھ کر قانون کی تائید نہ فرماتے بلکہ جس قوم نے انہیں منتخب کیا تھا، اس کے اعتقاد و احساسات کو پیش نظر رکھتے۔ کیوں کہ کونسل کے ممبر اپنے حلقہ کے ترجمان اور ان کے حقوق کے محافظ بنا کر بھیجے جاتے ہیں۔ اگر کسی مسئلہ میں آپ کا عقیدہ انتخاب کنندوں کے عقیدے کے خلاف ہو تو آپ کو انہیں کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ خیر یہ تو انتخاب کنندے سمجھیں گے کہ آپ نے ان کے حقوق کا کہاں تک لحاظ فرمایا اور نیابت کے فرض کو کس احساس و ذمے داری سے انجام دیا۔

ہمیں توصرف اتنا دیکھنا ہے کہ آپ نے اسمبلی ہی میں رائے دینے پر اکتفانہیں فرمایابلکہ آپ نے اس سے باہر بھی اپنے خیال کی ترویج واشاعت سے اور مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی زبردست کوشش کی ہے کہ یہ قانون دین میں مداخلت نہیں بلکہ عین شریعت ہے۔ میرے پاس مسٹر تصدق احمد خان صاحب کی اس تحریر کے متعلق جوانہوں نے سارداقانون کی حمایت میں چھاپ کر بہ کثرت شائع کی ہے، اوراخباروں میں چھپی ہے بہت سے استفسار پہنچے۔

بعض حضرات نے وہ پرچے بھی میرے پاس بھیجے جس میں شروانی صاحب کے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ اس بناپر مجھے ضرور ہوا کہ میں مسلمانوں کواس تحریر کی حقیقت اور واقعیت سے آگاہ کردوں، جوجناب شروانی کے قلم سے نکلی ہے۔ اور جس سے مسلمان رنجیدہ ہورہے ہیں۔ حقیقتاً شروانی صاحب نے ایک ایسی جرأت کی ہے جس کی نظیر کم ملے گی۔ یعنی جو مسئلہ مسلمانوں میں عہد نبوت سے آج تک بلانکیر واختلاف تسلیم ہوتا چلاآرہاتھااور جس میں کہیں بھی کوئی نزاع نہ تھا۔ اس میں آپ نے صاف انکار فرمایااوراتنے بڑے عظیم الشان اجماع کی مطلق پرواہ نہ کی۔ اسمبلی میں جوآپ رائے دے چکے ہیں، اس کو صحیح ثابت کرنے کے لیے آپ نے مسلمانوں میں ایک نئے اختلاف کی بنارکھی۔ شاید آپ کے نزدیک اس قانون کے منافع اتنے قیمتی ہوں گے جن کے لیے مسلمانوں میں ایک نیااختلاف پیداکردینا بھی گواراکیاجاسکتاہے۔

فقہ سے ترک تعلق:

شروانی صاحب اس قانون کوشرعی جامہ پہنانے کے لیے سب سے پہلے فقہ سے ترک تعلق کرنے پرمجبور ہیں۔ چناں چہ انہوں نے فقہ کی نسبت ایسے الفاظ کہے ہیں جو مقلدین کے سینوں پر نوک نشتر کاکام کرتے ہیں۔ اس سے قطع نظر کہ صراط مستقیم پر چلنے اور دین کے احکام پر حضرت شارع علیہ السلام کی منشاکے مطابق عامل ہونے کے لیے فقہ نہایت ضروری چیز ہے۔ اور یہ قرآن وحدیث کے مضامین کاوہ لب لباب ہے جو وسیع العلم جیدالفہم ماہرین کی صدہاسالہ جانکاہیوں اور عرق ریزیوں کانتیجہ ہے۔ اور ہزار برس سے زیادہ کاطویل عرصہ گزراکہ دنیاکے بہترین عقل ودماغ اوعلم وفضل والے حضرات فقہ کواپنادستورالعمل بنائے ہوئے ہیں۔ اوراطاعت خدااور رسول کے لیے اس کو بہترین ذریعہ ووسیلہ جانتے ہیں۔

بے شمار محققین نے عمریں صرف کرکے اپنی گردنیں اس کے سامنے جھکائی تھی۔ اور در حقیقت اہل کمال کی بڑی بڑی زبردست جماعتوں نے قرآن وحدیث کے معانی میں غواصی کرکے مدت ہائے درازمیں یہ قابل قدر ذخیرہ بہم پہنچایاہے اور مسلمانوں کواس پر فخرہے، ناز ہے۔ دنیاکی دوسری قومیں اس دقیقہ رَسی، سخن شناسی حکیمانہ انداز محکم نظم نفیس ترتیب اور جامعیت کودیکھ کر حیران ہیں اوراس سے اسلام کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔

یہ قرآن وحدیث کی بہترین تفسیر ہے اوراس سے اقوام عالم کوقرآن کریم کی ہدایت اوراحادیث رسول کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کی جامعیت اور دین اسلام کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ مقبولانِ امت نے دین پاک کی سب سے بڑی اور بہتر خدمت جو انجام دی ہے وہ فقہ ہے۔

فقہ اور فقہا کی فضیلت قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور اس کی جامعین علم تقوی دیانت داری راست بازی للّٰہیت میں وہ بلند پایہ رکھتے ہیں جس کا مسلمان تو مسلمان دوسری اقوام کو بھی اعتراف ہے۔ اس سے قطع نظر کہ ایسی کامل تحقیقات کے مقابل کسی ایسے شخص کا لب کشائی کرنا جو ان حضرات کے ذلہ رباؤں اور خوشہ چینوں کے سامنے بھی کوئی علمی حیثیت نہ رکھتا ہو۔ اور ایسے شخص کا اپنی رائے لگانا اور اپنی بات کو بلند سمجھنا ایک مضحکہ خیز بات ہے۔

میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کیا تصدق احمد خاں صاحب نے یہ یقین کر لیا ہے کہ دنیائے اسلام ان کے اشارہ پر غیر مقلد بن جائے گی۔ اور فقہ سے دست بردار ہو بیٹھے گی۔ اگر ایسا جان لیا ہے تو بہت تعجب خیز ہے۔ مسلمان فقہ کے ساتھ ایسا کچا اعتقاد اور خام تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج مسلمانوں کے تمام معاملات نکاح، طلاق، میراث وغیرہ کے موجودہ حکومت فقہ کے مطابق طے کرتی ہے۔ اور جب یہ بات یقینی ہے کہ مسلمانان ہند بالعموم مقلد ہیں اور ان کا فقہ سے بہت زبردست تعلق ہے اور وہ یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ فقہ قرآن وحدیث کا لب لباب اور احکام الٰہی کا ایک مشرح مجموعہ ہے۔

اور مسلمان اس کو کسی حال میں چھوڑنے والے نہیں تو فقہ پر حملہ کرنا آپ کو کیا مفید؟ فرض کیجیے! کہ آپ فقہ کے معتقد نہیں لیکن تمام ملک فقہ کا معتقد ہے تو آپ کی رائے یقیناً دنیائے اسلام کے مذہبی عقائد کے خلاف ہوئی جس زمانے میں ساری دنیا غیر مقلد ہو جائے۔ (خدا نہ کرے) اس وقت آپ کو اپنے اجتہادات پیش کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔ بشرطیکہ دنیا آپ کو مجتہد تسلیم کر بھی لے۔

ایک عام مغالطہ:

تمام بدمذہب عموماً اور غیر مقلد خصوصاً اپنے خیالات فاسدہ کی ترویج کے لیے یہ مغالطہ دیا کرتے ہیں کہ قرآن پاک کی آیات اور احادیث کریمہ کو پیش کر کے اس کے ذیل میں اپنا مطلب بیان کرتے ہیں۔ اور اس مطلب کو آیات واحادیث کی طرف بے دھڑک نسبت کر دیتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ہم قرآن وحدیث کے مقابل کسی کا قول ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اس سے ان کا مدعا یہ ہوتا ہے۔ کہ عوام یہ سمجھ لیں کہ ان کے عقائد قرآن وحدیث کے مطابق ہیں اور اہل اسلام جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ تخیل محض ہے۔ یہ ایک دام ہے۔ ایک جال ہے، جو عوام کو پھانسنے کے لیے لگایا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے عقائد پر جو نصوص ناطق ہیں، ان کو تو مخالف پیش نہیں کرتا۔ اس سے عوام کو یہ دھوکا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے اس عقیدہ کی تائید آیات وحدیث سے نہیں ہوتی۔ وہ بے چارے کیا جانتے ہیں کہ عیار نے عیاری سے دین حق پر دلالت کرنے والے آیات واحادیث کو چھپا لیا ہے۔ اور جو آیات اس نے پیش کی ہیں ان سے اس کا مدعا کسی

طرح ثابت نہیں۔ بہت سے کم فہم اس طرح شکار ہو جاتے ہیں، اور اپنا دین برباد کر بیٹھتے ہیں۔
مرزائی چکڑالوی سب یہی کرتے ہیں۔ اپنے مدعا کی تائید میں آیات و احادیث پیش کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتا۔ مگر وہ آیات اس مدعا کو ثابت نہیں کرتیں۔ اس کو جاہل بے چارے کیا جانیں۔ مصیبت میں پھنس جاتے ہیں۔ دھوکا کھا جاتے ہیں۔ یہی کام غیر مقلدین نے کیا ہے اور تعجب ہے کہ یہی راہ مسٹر تصدق احمد خان صاحب چل رہے ہیں۔ آپ نے تحدید عمر از دواج کے مسئلہ پر قلم اٹھاتے ہی آیات کثیرہ کے حوالے دے دیے کہ مسلمان کانپ جائے۔ کہ اللہ اکبر جس مسئلہ پر قرآن کریم کی اس قدر آیات ناطق ہوں وہ کیسے شریعت کے خلاف ہو سکتا ہے۔

اور حال یہ ہے کہ ان میں سے ایک آیت بھی عمر از دواج کے لیے کوئی حد نہیں معین کرتی۔ اور جس مدعا کی تائید وہ کرنا چاہتے ہیں اس کی کوئی ضعیف سے ضعیف رَمق بھی آیات و احادیث میں نہیں۔ پھر اپنے خیالات کو آیات کی طرف منسوب کرنا اور یہ کہہ دینا کہ ان آیات کے مقابل میں فقہ کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ نہایت جرأت اور فقہ پر ایک دل خراش اور دل دوز حملہ ہے۔ یعنی فقہ قرآن و حدیث کی عداوت میں بنائی گئی ہے۔ معاذ اللہ کہ اس میں قرآن و حدیث کے خلاف اَحکام دیے گئے ہیں۔ یہ الزام مسلمانوں کے دلوں کو پاش پاش کرتا ہے۔ ایک طرف فقہاے کرام کی وسیع العلم جماعتیں کی جماعتیں قرآن و حدیث میں عمریں صرف کر کے نہایت للّٰہیت و پاک بازی سے مسائل بیان کریں۔ اور ایک طرف مسٹر تصدق احمد خان صاحب آیات سامنے رکھ کر ایک نتیجہ نکالیں۔ تو دوسروں کو چھوڑیے کیا مسٹر تصدق احمد خاں صاحب کے نزدیک دنیا کے لیے ان کا استخراج ائمہ دین و فقہاے کاملین کے استنباط سے زیادہ معتبر ہوگا۔ کیا وہ اسی پائے کا علم رکھتے ہیں۔ کیا ان کا تقوی و پرہیز گاری ان کی دیانت و امانت ائمہ دین کے ہم پایہ ہے۔ کس حیثیت سے وہ یہ کہتے ہیں کہ ان آیات سے میں نے جو نتیجہ نکالا ہے اس کو مانو اور کرو۔ ان ائمہ اور علما نے جو قرآن و حدیث پر اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ قربان کرتے تھے جو کچھ نتیجہ نکالا ہے۔ وہ مت مانو اس کو چھوڑ دو۔ کیا تصدق احمد خان صاحب کے نزدیک قرآن کریم کی وہ آیات جو وہ پیش کر رہے ہیں ائمہ فقہا کی نظر سے نہیں گزری تھیں۔ کہیں چھپی ہوتی تھیں۔ کتاب الٰہی میں محفوظ نہ تھیں۔ معاذ اللہ۔ یا ان کے علم نے اور ایک دو کے نہیں لاکھوں ائمہ اور کروڑوں علما کے تیرہ سو برس تک اس نتیجہ تک رَسائی نہ کی۔ ایسے زبردست مسئلہ میں قلم اُٹھانے کی جرأت کرنا ہی عاقل کے نزدیک افسوس ناک اور ننگ و عار ہے۔

آئندہ یہ ظاہر ہو جائے گا کہ اس دعوی دانائی کے ساتھ آپ کی علمی رسائی کا کیا مرتبہ ہے۔ آپ نے بہت سی آیات کے حوالے دینے کے بعد یہ تو خود تسلیم کیا کہ تین آیتوں کے سوا باقی آیات کو مسئلہ زیر بحث سے کوئی علاقہ نہیں۔ اب رہیں تین آیتیں ان میں ایک بھی ایسی نہیں جو آپ کے مدعا پر صراحتًا یا اشارتًا دلالت کرے۔ آپ کا طریقہ استدلال تعجب میں ڈالتا ہے کہ ایک صاحب فہم و فراست کس طرح ان آیات کو اس مدعا کے لیے سند بنا سکتا ہے۔ آپ

نے ان تینوں آیتوں سے دو باتیں ثابت کی ہیں:

ایک یہ کہ ''فانکحو'' میں نا کح مخاطب بذات خود ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکالا ہے کہ اس سے ولایت مفقود ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ نکاح کے لیے النساء منتخب کی گئی ہیں۔ اس کی نسبت فرماتے ہیں کہ میرا دعوی ہے کہ نساء گو اسم جنس ہے مگر اس کا اور رجل رجال کا اطلاق ہمیشہ کاملہ اور کامل پر ہوتا ہے۔ پورے مرد اور پوری عورت پر۔ اب دونوں باتوں کو جانچ کر دیکھیے!

ان میں کہاں تک صحت واقعیت، تعمق نظر اور وسعت علم ہے۔ پہلا نتیجہ یہ کہ مخاطب نا کح بذات خود کیا گیا ہے۔ اس میں چند باتیں دریافت طلب ہیں۔ اول یہ کہ صرف ایک آیت میں یا جملہ آیات میں بر تقدیر اول حصر کا فائدہ کس چیز سے حاصل ہوا۔ بر تقدیر ثانی ثبوت شے کو نفی ماعدا کی دلیل قرار دینا کون سا اُصول علم ہے؟

دوم: کیا خطاب کی توجہ کسی خاص کی طرف دوسروں سے اس حکم کی نفی کی دلیل ہے۔

یہ کون سا علمی اُصول ہے؟

اور خیریت گزری کہ آپ کے اجتہاد نے زیادہ باریک بینی سے کام نہ لیا۔ ورنہ کہیں اگر اس پر بھی جناب کی نظر جاتی کہ مخاطب نکاح خاص مرد ہے تو نکاح اکیلے شوہر ہی کے اختیار میں دے دیا جاتا۔ اور اپنے اُصول سے آپ کو ماننا پڑے گا کہ مخاطب نکاح مرد ہے تو عورت کو اس میں کچھ دخل نہیں۔ راضی ہو یا ناراض ہو۔ کیا آپ اس کے لیے تیار ہیں؟ کہ قرآن کریم میں جہاں جہاں خطاب کے صیغے آئے ہیں ان احکام کو صرف مخاطبین تک مقصور کر دیں۔ پھر تو نماز، زکاۃ، روزہ، سب مردوں ہی کے لیے رہے گا۔ عورتیں مستثنیٰ ہو جائیں گی۔

اقیموا الصلاۃ، اتوالزکوۃ، اتموالصیام، سب مذکر کے صیغے ہیں۔ یہ ہے آپ کی فہم اور کمال علم جس پر فقہ کا مقابلہ کرنے کی ہمت ہے۔

سوم: ''فانکحوا'' جزا ہے ''ان خفتم ان تقسطوافی الیتامی'' کی تو آپ کے طرز استدلال سے نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ جواز نکاح مشروط ہو شرط سابق الذکر کے ساتھ۔ اور جس شخص کو یتامی کے حق میں عدم عدل کا اندیشہ ہو اس کے لیے نکاح ہی جائز نہ ہوا، اجتہاد ہو تو ایسا تو ہو۔

چہارم: آیت شریفہ تو آپ نے تحریر فرما دی اور اس سے استدلال کرنے کی تکلیف بھی فرمائی مگر یہ غور نہ فرمایا کہ یہ آیت جناب کے مدعا کی رَگ بھی قطع کر رہی ہے۔ اور اس سے نابالغات کا نکاح اور ولایت دونوں ثابت ہوتے ہیں، کیوں کہ فانکحوا مرتب ہے شرط مذکور پر اور وہ شرط یہ ہے کہ ''وان خفتم الا تقسطوافی الیتامی فانحکوا ماطاب لکم من النساء'' اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں۔

[القرآن، ۴، سورہ نساء، آیت ۳]

آیت شریفہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یتیم نابالغ لڑکیوں کے ساتھ اولیا کا نکاح کرلینا جائز ہے اور اگر اولیا کو اس نکاح سے عدم عدل کا اندیشہ ہو تو وہ دوسری اور عورتوں سے نکاح کرلیں۔ یہ تو شروانی صاحب کو تسلیم ہے کہ نابالغ اِذن کا اہل نہیں۔ تو نابالغ کے ساتھ نکاح کی یہی صورت ہے کہ اس کی طرف سے ولی قبول کرے۔ لہٰذا آیت سے ولایت بھی ثابت اور تزویج نابالغات بھی۔ اب میں ایک تفسیر کی عبارت بھی نقل کردوں جس سے یہ معلوم ہوجائے کہ آیت کریمہ کا جو کھلا ہوا مطلب ہے اور میں نے بیان کیا ہے یہ میری رائے مجرد نہیں ہے بلکہ تفسیریں اس کی شہادت دیتی ہیں۔ تفسیر بیضاوی میں ہے:

ان خفتم أن لا تعدلوا فی یتامی النساء اذا تزوجتم بھن، فتزوجوا ما طاب لکم من غیرھن اذ کان الرجل یجد یتیمۃ ذات مال وجمال فیتزوجھا ضناً بھا، فربما یجتمع عندہ منھن عدد ولا یقدر علی القیام بحقوقھن۔

(یعنی اگر تمہیں یتیم لڑکیوں کے ساتھ ناانصافی کا اندیشہ ہو تو تم ان کے علاوہ پسند کی شادی کرلو۔ جب کوئی مرد مال دار اور خوبصورت یتیمہ کو پاتا تو اس سے نکاح کرلیتا تو کبھی کبھی اس کے پاس کئی عورتیں ہوجاتیں اور وہ ان کے حقوق اداکرنے پر قادر نہیں ہوتا تھا۔ تفسیر بیضاوی: ۵۹/۲۔ نعیمی)

تفسیر ابوالسعود میں ہے:

انھم کانوا یتزوجون من تحل لھم من الیتامی اللاتی یلونھن لکن لا لرغبۃ فیھن بل فی مالھن ویسیئون فی الصحبۃ والمعاشرۃ ویتربصون بھن ان یمتن فیرثوھن وھٰذا قول الحسن۔

یعنی زمانہ سابق میں لوگ اپنی زیر ولایت یتیم لڑکیوں کے ساتھ ان کے مال کی وجہ سے کرلیتے تھے۔ اور ان کے ساتھ بدسلوکی کرتے تھے اور منتظر رہتے تھے کہ وہ مرجائیں تو ان کے وارث بن بیٹھیں۔

[تفسیر ابوالسعود: جلد ۲ ص ۱۴۱]

اس میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اسی تفسیر میں ایک قول زہری کا نقل فرمایا ہے:

وقیل ھی الیتیمۃ تکون فی حجر ولیھا فیرغب فی مالھا وجمالھا ویرید ان ینکحھا بادنی من سنۃ نسائھا فنھوا أن ینکحوھن الا أن یقسطوا لھن فی اکمال الصداق وأمروا ان ینکحوا ما سواھن من النساء

یعنی یہ آیت اس یتیم لڑکی کے حق میں ہے جو اپنے ولی کی تربیت میں ہو اور وہ ولی اس کے مال وجمال میں رغبت کرکے اپنی بیویوں سے کم مہر پر اس کے ساتھ نکاح کرنا چاہے ان اولیا کو منع کردیا گیا کہ وہ اپنی زیر تربیت لڑکیوں کو نکاح میں نہ لائیں۔ جب تک کہ مہر کامل کرکے ان کے ساتھ عدل نہ کریں۔ اور ایسی صورت میں انہیں حکم دے دیا گیا کہ دوسری عورتوں کے ساتھ نکاح کریں۔ [مرجع سابق]

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں دوسری عورتوں کے ساتھ نکاح کا حکم اپنی زیر ولایت لڑکیوں

کے ساتھ نکاح کر کے عدل نہ کرنے کے اندیشہ پر مرتب ہے۔ اور اگر اپنی زیر ولایت لڑکیوں کے ساتھ عدل کر سکے تو انہیں اپنے نکاح میں لے آنے کی اجازت اس سے مستفاد ہوتی ہے۔ تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک حدیث مروی ہے اس میں بھی آیت کا یہی مطلب بتایا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

روی عن عروۃ انہ قال: قلت لعائشۃ: ما معنی قول اللہ: وان خفتم ألا تقسطوا فی الیتامی فقالت: یا ابن أختی ھی الیتیمۃ تکون فی حجر ولیھا فیرغب فی مالھا وجمالھا، الا أنہ یرید أن ینکحھا بأدنی من صداقھا، ثم اذا تزوج بھا عاملھا معاملۃ ردیئۃ لعلمہ بأنہ لیس لھا من یذب عنھا ویدفع شر ذلك الزوج عنھا، فقال تعالی: وان خفتم ان تظلموا الیتامی عند نکاحھن فانکحوا من غیرھن ما طاب لکم من النساء

(یعنی حضرت عروہ سے مروی انہوں نے حضرت عائشہ سے اس آیت "**وان خفتم ألا تقسطوا فی الیتامی**" کا معنی معلوم کیا، تو انہوں فرمایا اے میرے بھانجے! وہ یتیم لڑکیاں جو کسی ولی کی زیر ولایت ہوتی تو وہ ولی اس لڑکی کے مال اور جمال کی طرف راغب ہوتا۔ البتہ وہ یہ چاہتا کہ اس سے کم مہر پہ نکاح کرے پھر جب نکاح کر لیتا تو اس کے ساتھ بدسلوکی کرتا، یہ جان کر کہ اس لڑکی کا کوئی دفاع وحمایت کرنے والا نہیں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اگر تم کو اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں سے نکاح کر کے ان پر ظلم کرو گے تو ان کے علاوہ پسند کی عورتوں سے نکاح کرو۔

(تفسیر کبیر: ۹/۹۸۵۔نعیمی)

اب بحمد اللہ تعالیٰ تفاسیر معتبرہ اور حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث سے روشن ہو گیا کہ آیت کریمہ سے ولایت اور نابالغات کی تزویج دونوں ثابت ہیں۔

مقام حیرت ہے کہ شروانی صاحب انہیں دونوں باتوں کے انکار کے لیے خاص اس آیت کو پیش کرتے ہیں یہ ہے فہم قرآن اور اس پر فقہ کو چھوڑ دینے کا ارادہ ہے۔ آیت کریمہ میں یتامی سے بالغات تو مراد لے ہی نہیں سکتے کیوں کہ اولیا کا باختیار خود ان سے نکاح کر لینا ممکن ہی نہیں۔ نہ ان کے اَموال میں تصرف کا موقع باقی، نہ مہر اپنی رائے محض سے مقرر کر سکتے ہیں۔ تفاسیر میں اس کی شہادتیں موجود ہیں۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے:

ولفظ الیتامی علی التعمیم لان الیتامی من مات ابوھم وکانوا غیر بالغین ذکورا او اناثا فھو جمع یتیم ویتیمۃ

یعنی لفظ یتامی یتیم لڑکیوں اور یتیم لڑکوں دونوں کے لیے عام ہے۔ کیوں کہ یتیم اس نابالغ کو کہتے ہیں جس کا باپ مر جائے۔ [تفسیرات احمدیہ، ص۱۴۶]

اب شروانی صاحب کے اس استدلال کا بطلان بدلائل واضحہ ثابت و روشن ہو گیا جو انہوں نے لفظ فانکحوا سے کیا تھا۔ بلکہ نہ فقط استدلال کا بطلان بلکہ ان کے دعوی کا خلاف قرآن ہونا اسی آیت سے ثابت ہے جس کو انہوں نے

پیش کیا ہے۔

فاعتبروایااولی الابصار۔ (عبرت حاصل کرواے نگاہ والو!)

شروانی صاحب کا دوسرا استدلال:

آپ کا دوسرا استدلال لفظ نساء سے ہے۔ اورآپ فرماتے ہیں کہ میرا دعوی ہے، کہ نساء گو اسم جنس ہے مگر اس کا اور رجل اور رجال کا اطلاق ہمیشہ کاملہ اور کامل پر ہوتا ہے۔ پورے مرد اور پوری عورت پر۔ آپ کا یہ دعوی تو ہے مگر اس دعوی کی کوئی دلیل آپ نے بیان نہیں فرمائی۔ ایک دو نہیں بلکہ اس سے زیادہ مثالیں اگر آپ ایسی پیش فرمادیں جس میں نساء کا اطلاق بالغات پر ہوا ہو تو یہ اس کی دلیل نہیں کہ اس لفظ کا اطلاق ہمیشہ بالغات ہی پر ہوتا ہے۔

اور دعوی بھی ہے تو سورہ نساء کی آیت (۷۷) وآیت (۱۰۰) کا پیش کردینا محض بے محل و بے فائدہ ہے۔

علاوہ بریں ان آیات میں آپ یقین کے ساتھ حکم نہیں کرسکتے کہ ولدان سے نابالغ ہی مراد ہیں۔ جیساکہ تفاسیر سے ظاہر ہے۔ تفسیر بیضاوی میں ہے:

''ان ارید به المماليك فظاهر''

(یعنی ولدان سے ممالیک کا مراد لیناظاہر ہے۔ تفسیر بیضاوی:۲/ ۹۲۔ نعیمی)

نیز اسی تفسیر میں پہلی آیت کے تحت فرمایا:

وقيل العبيد والاماء يقال للعبد وليد وللامة وليدة فغلب المذكر على المؤنث لاندراجه فيه

(یعنی کہا گیا کہ ولدان سے مراد غلام اور باندیاں ہیں۔ غلام کے لیے ولید اور باندی کے لیے ولیدۃ کہا گیا ہے تو مؤنث پر مذکر غالب ہے، اس کے اس میں شامل ہونے کے سبب۔

(الدر المصون فی علوم الکتاب المکنون:۲/ ۴۹۵۔ نعیمی)

ان تفاسیر کے اعتبار سے ولدان سے ممالیک مراد ہیں۔ خواہ مرد ہوں یا عورت اگر ولدان سے نابالغ ہی مراد لیجیے تو پہلے اسباب نزول کو ملحوظ رکھ کر دونوں آیتوں کے معنی تو بیان فرمادیجیے۔ اس کے بعد فرمائیے کہ ولدان کے رجال ونساء میں داخل نہ ہونے پر اس آیت سے استدلال کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کے استدلال کی بنا اس تخیل پر ہے کہ اگر ایک لفظ اپنے عموم سے دوسرے کو شامل ہو تو ثانی کا ذکر بعد اول بہر صورت ناجائز ہے۔ اس کے جواز کی کوئی وجہ ہو ہی نہیں سکتی، گویا ہر تخصیص بعد تعمیم آپ کے نزدیک نادرست ہے۔ مگر افسوس آپ کا یہ تخیل علم لسان کے اُصول کے بالکل خلاف ہے۔

خود قرآن کریم سے اس کی صدہا مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں اور آپ بھی اگر غور فرماتے تو یہ سمجھ لینا کچھ دُشوار نہ تھا کہ بسااوقات عام کے بعد خاص کا ذکر مخصوص فوائد کے لیے ہوتا ہے۔ اگر اتنا خیال گرامی میں آجاتا تو جناب یہ آیتیں

پیش نہ فرماتے۔ رجال و نساء کا عموم و شمول تو ایک طرف، ذکر ولدان کی توجیہ بیان کرنی پڑے گی۔

حضرات مفسرین کرام نے اس کی توجیہات بیان فرمادی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیتوں میں ولدان کا ذکر رجال و نساء کے بعد کن حکمتوں سے فرمایا گیا۔ تفسیر مدارک میں ہے:

ذکر الولدان تسجیلا بافراط ظلمهم حیث بلغ اذاهم الولدان غیر المکلفین ارغاما لابائهم و امهاتهم ولان المستضعفین کانوا یشرکون صبیانهم فی دعائهم استنزالا لرحمة الله بدعاء صغارهم الذین لم یذنبوا کما فعل قوم یونس علیه السلام۔

(یعنی ولدان کا ذکر کافروں کے زیادتی ظلم کو بیان کرنے کے لیے ہے۔ وہ بچوں کو تکلیف دیتے تھے والدین کو تنگ کرنے کے لیے۔ اور اس لیے کہ وہ کمزور اپنی دعا میں اپنے بے گناہ بچوں کو شریک کرتے تھے نزول رحمت الٰہی کے لیے۔ جیسا کہ یونس علیہ السلام کی قوم نے کیا۔ (۱/۲۴۷ سورہ نساء آیت ۷۵۔ نعیمی)

اس تفسیر میں ولدان کو ذکر کرنے کی دو حکمتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک یہ کہ کفار کے شدت ظلم کی تسجیل منظور ہے کہ ان کا ظلم اس درجہ پہنچ گیا کہ انہوں نے غیر مکلف بچوں کو بھی ایذا رسانی سے نہ چھوڑا اور ان کے ماں باپ کو ستانے اور ان کے دل دُکھانے کے لیے چھوٹے بچوں کو بھی تکلیفیں دیں۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ مستضعفین بامید نزول رحمت اپنے بے گناہ چھوٹے بچوں کو شریک دعا کرتے تھے تاکہ پروردگار ان پر رحم فرما کر اس مصیبت کو دفع فرمائے۔

غرض یہاں ذکر وجہ خاص ہے اس پر فائدہ مرتب ہے۔ اس لیے یہ کہنا صحیح ہیں کہ اگر رجال و نساء کے احاطہ میں بچے آسکتے تو ولدان کا ذکر محض بے فائدہ رہ جاتا۔ اگر شروانی صاحب غور فرماتے تو انہیں اپنے محاورات اور رات دن کی بول چال میں اس کی بہت مثالیں مل جاتیں۔ سعدی علیہ الرحمہ نے بوستاں میں فرمایا ؎

پرستارا مرش ہمہ چیز و کس
بنی آدم و مرغ و مور و مگس

(یعنی انسان، چڑیا، چیونٹی اور مکھی ہر نفس تمام چیزیں اس کا حکم ماننے والی ہیں۔ نعیمی)

اس پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ہمہ چیز میں مذکورات مابعد داخل نہ تھی یا کس میں بنی آدم کا شمول نہ تھا۔

غرض شروانی صاحب کی یہ وجہ کسی طرح قابل استدلال بلکہ لائق ذکر بھی نہیں ہے۔ اس سے عجیب تر یہ ہے کہ آپ کے نزدیک صیغہ مذکر میں ولدان (اطفال) داخل نہیں ہوتے۔ مہربانی فرما کر اطفال کے لیے کوئی اور صیغہ بنا دیا جائے۔ مذکر کا صیغہ تو جوانوں کے ساتھ خاص ہو گیا۔ یہ عجیب صرف ہے علم ادب کی تازہ جدت ایسی تو ہو لڑکوں کے لیے نیا صیغہ وضع ہو گا۔ اس سے اور زیادہ حیرت ناک آپ کا یہ نتیجہ ہے کہ ”لہٰذا ولدان کا نکاح کلام پاک سے ثابت نہیں“

اس نتیجے کی دلیل میں آپ نے فرمایا ہے "کیوں کہ رجال لفظ فانکحوا میں مضمر ہے چوں کہ صیغہ مذکر ہے" اس دلیل سے تو نتیجہ یہ برآمد ہونا چاہیے کہ ولدان اور نساء دونوں کا نکاح کلام پاک سے ثابت نہیں، کیوں کہ فانکحوا میں اگر بقول آپ کے صیغہ مذکر ہونے کی وجہ سے لڑکے لڑکیاں داخل نہ ہو سکیں تو عورتیں کیسے داخل ہو سکیں گی، اور آپ کا یہ قول کس طرح صحیح ہوگا کہ "مخاطب نکاح ولدان نہیں ہیں بلکہ رجال و نساء ہیں"

یہ عقدہ جناب حل فرمائیں کہ اب نساء کس طرح مخاطب نکاح ہو گئیں اور فانکحوا کا صیغہ مذکر ان کو کس طرح شامل ہو گیا؟ یہ دعوی کہ ولدان کا نکاح قرآن پاک سے ثابت نہیں ازبس غلط ہے۔ ذرا قرآن پاک دیکھئے فرمایا ہے:

واحل لکم ما وراء ذلکم۔

اس ماوراء سے لڑکے اور لڑکیاں کس طرح خارج ہو سکتے ہیں۔ اور آپ کے جو آیات پیش فرمائی ہیں ان میں آیت (۱) کا ترجمہ خود آپ نے یہ لکھا ہے؛

"اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف رکھ سکو گے تو نکاح کرو تم عورتوں میں سے اپنی مرضی کے مطابق"

آپ کا یہ ترجمہ پکار کر کہہ رہا ہے کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں ناانصافی کا اندیشہ نہ ہو تو ان کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ پھر آپ کیسے فرماتے ہیں کہ ولدان کا نکاح قرآن پاک سے ثات نہیں۔

بہرحال نہ آپ کا یہ دعوی درست نہ وہ کہ لفظ نساء کا اطلاق ہمیشہ پوری عورت پر ہوتا ہے۔ یہ تو آپ کے استدلال کی رکاکت ظاہر کی گئی اور آپ کا دعوی تو خود قرآن پاک باطل فرماتا ہے۔ سورۂ نساء کی پہلی آیت میں ارشاد ہوا۔

وبث منہما رجالاً کثیرا ونساء"

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام سے بہت سے رجال و نساء ظاہر فرمائے۔ آپ فرمارہے ہیں کہ اس آیت میں رجال کے اندر لڑکے اور نساء میں لڑکیاں داخل نہیں ہیں۔ تفسیر مدارک میں رجال و نساء کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: وھما الذکور والأناث۔ اسی سورہ نساء اسی رکوع میں ایک دوسری آیت میں ارشاد فرمایا:

للرجال نصیب مما ترك الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترك الوالدان والاقربون،

یعنی مردوں کے لیے حصہ ہے اسی میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے۔ اور عورتوں کے لیے حصہ اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے۔ فرمائیے کیا رجال (مردوں) میں لڑکے اور نساء (عورتوں) میں لڑکیاں داخل نہیں۔ آپ کے دعوی کے بموجب تو لڑکے لڑکیاں اپنے مورث کے ترکہ سے محروم ہوں گے۔ یہ ہے آپ کے دعوی کی حقیقت اور اس پر ہے فقہ پر اعتراض کی ہمت۔

اسی سورۃ کے دوسرے رکوع کی پہلی آیت میں ہے: فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترك وان کانت

واحدۃ فلھا النصف، یعنی پھر اگر نری لڑکیاں ہوا گر دو سے اوپر توان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس آدھا۔ اس آیت میں لفظ نساء سے اگر آپ کے دعوی کے بموجب پوری عورت مراد لی جائے تو لڑکیاں محروم۔ اس پر آپ کو یہ دعوی ہے کہ لفظ نساء ہمیشہ پوری عورت پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ مگر آپ کے اس دعوے کو قرآن پاک نے باطل کر دیا۔ یہ تو آپ کا سرمایہ علم ہے اور اس پر فقہ سے بے نیازی ہے۔

فقہ کی بے پرواہی کا یہ انجام ہے۔ شروانی صاحب کا دعوی بحمد اللہ اس قوت کے ساتھ باطل ثابت ہوا کہ انہیں لب کشائی کی جگہ نہ رہی۔ اور اب اس پر کچھ اور لکھنے کی حاجت نہیں لیکن آخر میں آپ نے اپنے اس مدعا پر لغت کی شہادت بھی پیش کی ہے۔ اس میں یہودی کے قول ”لقد تزوجت امرأۃ“ کی مراد ان لفظوں میں بیان کی ہے:

یرید امرأۃ کاملۃ کما یقال رجل ای کامل فی الرجال۔
(یعنی، مکمل عورت مراد ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ رجل یعنی کامل مرد۔ نعیمی)

یہ بات بہت زیادہ افسوس کے قابل ہے کہ آدمی لغت سے بھی صحیح نتیجہ اَخذ نہ کرے۔ اس کو دیکھنے والے بجز اس کے کیا کہیں گے کہ لغت دیکھنا بھی نہ آیا۔ پہلے تو یہ بتائیے کہ ایک کلمہ سے اس کے خاص افراد یا کوئی فرد معین مراد لینا اس کلمہ کے اطلاق کو ہمیشہ کے لیے اس میں منحصر کر دینا ہے۔ انا ارسلنا الی فرعون رسولا۔ میں لفظ رسول سے خاص حضرت موسیٰ علیہ السلام مراد ہیں، تو کیا لفظ رسول اطلاق ہمیشہ کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خاص ہو گیا اور کسی رسول کو کہا ہی نہ جائے گا۔

پھر یہ بتائیے کہ یہاں کامل اور کاملہ کس چیز سے مراد لے لیا، صرف لفظ امرأۃ سے۔ اگر یہ کہیے تو لغت میں اس پر دلالت کرنے والا کون سا لفظ ہے۔ وہ بتائیے اور اگر کوئی اور چیز اس مراد پر دلالت کرتی ہے تو لفظ امرأۃ کو آپ پوری عورت کے ساتھ ہمیشہ کے لیے کس دلیل سے خاص کرتے ہیں۔

دوسری ایک اور پُرلطف ادبی حجت جناب کی یہ ہے کہ النسوٗ، مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس کے معنی، المرأۃ المظنون بھا یرید الحمل، ہیں۔ لہٰذا ایک فصیح زبان کے قواعد کی رُو سے اگر لفظ نساء کا اطلاق ناقابل حمل عورت پر ہوتا تو اس لفظ سے قابل حمل عورت کا اشتقاق نہ ہو سکتا۔ اس کو منطق کہیں؟ ادب کہیں؟ فلسفہ کہیں، کیا کہیں؟ ہے عجیب فلسفہ۔ اس کی بنا پر ناقابل حمل عمر رسیدہ عورت بھی نساء سے خارج ہوئی۔ اب صرف جوان جوان رہ گئیں۔ قابل داد نکتہ آفرینی ہے۔ اور یہ قاعدہ تو عربی مدارس کے صرف خواں طلبہ کو بہت ہنسائے گا کہ صیغہ مبالغہ سے جو معنی حاصل ہوتے ہیں ان کا جوہر کلمہ میں ہونا ضرور ہے۔ جناب نے یہ غور نہ فرمایا کہ وہ معنی نفس کلمہ میں ہوں تو ایک فصیح زبان میں اتنے ہی معنی کے لیے مبالغہ کے صیغہ کیوں بنایا جائے۔ یہ فصاحت تو نہ ہوئی لغویت ہوئی۔ کہ معنی تو رہے جوں کے توں ان میں تو کوئی اضافہ نہ ہوا، اور صیغہ مبالغہ کا بن گیا۔ بناء میں تغیر اور صیغہ کی وضع محض بے فائدہ رہی۔

سبحان اللہ۔ کیا ادب دانی ہے۔ اس سرمایہ علم وفضل پر قرآن کریم سے بس ایسے ہی نتیجے نکالے جاسکتے ہیں۔ اس مسئلے میں شروانی صاحب کی تقریر کی جان یہی استدلالات تھے، جن بطلان بحمد اللہ بہت زبردست طریقہ سے ظاہر ہوگیا۔

آخر میں آپ نے دو آیتیں اور پیش کی ہیں ایک، وابتلوالیتامی حتی اذابلغواالنکاح، اس آیت سے آپ نے یہ نتیجہ نکالاہے کہ ”عمر نکاح بلوغ ہے“ مگر سوق آیت کا اس مقصد کے لیے نہیں نہ یہاں نکاح یا عمر نکاح کا بیان بلکہ بلغواالنکاح، کنایہ بلوغ سے ہے۔ کیوں کہ نکاح بمعنی وطی بھی آتا ہے اور بمعنی احتلام بھی۔

تو مطلب یہ ہے کہ یتیموں کی آزمائش کرو، یہاں تک کہ جب بلوغ کا وقت آجائے۔ تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال انہیں سپرد کردو۔ آیت میں اولیا کو تفویض مال یتامی کا وقت بتایا گیا ہے نہ کہ عمر نکاح۔ اور شروانی صاحب کے طور پر فرض بھی کرو کہ نکاح سے عقد مراد ہے۔ اور بلوغ سے بقول ان کے عمر معین نہیں طبیعتوں اور تربیتوں کا اختلاف اَثر رکھتا ہے۔ بعضے ہوش مند لڑکے بلوغ سے پہلے ہی اپنے نیک وبد پر نظر اور اپنی آئندہ زندگی کے اُمور پر غور وفکر رکھتے ہیں کہ انہیں ۲۵/ برس کی عمر میں بھی جیسا چاہیے احساس نہیں ہوتا۔ تو اس کے لیے عمر کا کوئی پیمانہ کس طرح معین کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے یہ کہنا تو باطل ہوگا کہ نکاح کے لیے ایک عمر معین ہے۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ نکاح کا بہتر وقت وہ ہے جن کے بچے سمجھ دار ہوجائیں اور اپنے نفع ونقصان کو سمجھنے لگیں۔ لیکن اس کی نسبت بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جوازِ نکاح کے لیے یہ وقت ہے اور اس سے پہلے نکاح جائز نہیں۔ اس معنی کو آیت کے مضمون سے کوئی بھی لگاؤ نہیں۔ اس کے بعد آپ نے آیہ:

ومن لم یستطع منکم طولاان یستنکح المحصنٰت المومنٰت فمن ماملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنٰت۔

(یعنی تم میں سے وہ شخص بے مقدوری کے سبب ایمان دار آزاد عورتوں کے ساتھ نکاح نہ کرسکے۔ تو ایمان دار کنیزوں کے ساتھ نکاح کرے۔)[القرآن، پارہ ۵۔ سورہ نساء آیت ۲۵]

اس آیت سے شروانی صاحب نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ؛

”نکاح کے لیے اس کی ذمہ داریوں کی استطاعت لازمی ہے۔ جو سب نابالغوں میں مفقود ہوتی ہے“ کہاں یہ نتیجہ اور کہاں آیت کا مضمون۔ آیت میں تو عدم استطاعت حرہ پر نکاح امہ مرتب فرمایا گیا۔ یعنی اگر ناداری کی وجہ سے حرائر کے ساتھ نکاح کی قدرت نہ ہو تو ایمان دار کنیزوں کے ساتھ نکاح کرو۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عدم استطاعت مانع نکاح نہیں۔ بلکہ ایسی حالت میں وہ عورتیں تلاش کی جائیں، جن کے مہر ونفقہ کا بار کم ہو، کہ غیر مستطیع کو بھی نکاح کی ہدایت فرمائی گی۔ شروانی صاحب اس سے برعکس نتیجہ نکالتے ہیں اور استطاعت کو شرط نکاح قرار دے دیتے ہیں اور پھر یہ تحکم کہ تمام نابالغوں کو غیر مستطیع قرار دے دیا۔ کیا آپ کے نزدیک ہر نابالغ نادار ہوتا ہے؟

قرآن پاک کے مضامین بدلنے اور غلط نتیجے نکالنے سے احتراز کرو۔ واللہ الموفق وھوالمعین۔

شروانی صاحب کی تحریر کا تمام زور اسی حصہ تحریر پر تھا جس کا تفصیلاً رد کر دیا گیا۔ اور اگر انہوں نے غور فرمایا، اور انصاف سے کام لیا تو عجب نہیں کہ وہ قبول حق میں جرأت سے کام لیں۔ اس کے بعد آپ نے چند احادیث لکھی ہیں ان سے بھی جو نتیجے برآمد کیے گئے ہیں ان کو بھی اسی پر قیاس کیجیے جو آیات میں دیکھا۔ افسوس ہے میرے پاس جو اخبار بھیجے گئے ہیں ان میں شروانی صاحب کا مکمل مضمون نہیں ہے ورنہ باقی حصے کے متعلق بھی کچھ عرض کیا جاتا۔

شروانی صاحب نے اعداد و شمار کے سلسلہ میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ہزاروں لڑکیاں پانچ سال کی عمر میں بیوہ ہو گئیں، اس سے آپ کا مدعا یہ ہے کہ عوام بیوہ کے لفظ سے پریشان ہو کر سارد اقانون کو بہتر سمجھنے لگیں۔ مگر عوام ایسے بے عقل نہیں جو یہ نہ سمجھیں کہ پانچ سال میں بیوہ ہونے والی لڑکی کا کوئی بھی حرج نہیں ہے وہ کنواری لڑکی کی طرح بیاہی جائے گی۔ لیکن جو عمر قانون نے مقرر کی ہے یعنی چودہ سال اس کے بعد بیوہ ہونے والی لڑکیاں اتنی آسانی سے شوہر نہ پاسکیں گی۔ اور ان کو ویسی جگہ حاصل کرنا دشوار ہو گی جیسی پانچ سال والی عمر کی بیوہ کو۔ اور شوہروں کی رغبت بھی ان کی طرف ان سے بدرجہا کم ہو گی۔ آپ نے بچپن میں شادیوں کو گڈے گڑیوں کا کھیل تو بتادیا، مگر اس پر لحاظ نہ کیا کہ بسا اوقات بڑے زبردست مصالح ان شادیوں کے ساتھ متعلق ہوتی ہیں۔ اور تحدید عمر کے مضرات کی طرف بالکل التفات ہی نہیں فرمایا۔ جن ممالک میں ازدواج کی ایک عمر مقرر ہے وہاں کی حرام کاریوں اور حرامی بچوں کی بھی ایک فہرست مرتب کی ہوتی۔ اور یہ بھی بتایا ہوتا کہ اس قانون کے خوف سے اتنے حمل ضائع کر دیے گئے۔ اور اتنے بے گناہ بچے مارے ڈالے گئے تو دنیا کو آپ کی بہ نسبت یہ رائے قائم کرنے کا موقع ملتا کہ اپنے مسئلہ زیر بحث کا دوسرا رُخ بالکل نظر انداز نہیں فرمادیا ہے۔ نیز اس تحدید عمر سے نوجوانوں میں جو غلط کاریاں وبدکرداریاں ترقی کریں گی اور ان سے صحتوں کو نقصان پہنچیں گے اس کی طرف آپ نے بالکل التفات نہیں کیا۔ اس قانون سے حرام کاریوں کا بازار گرم ہو جائے گا۔ کیوں کہ ایک نوجوان لڑکی کے لیے نکاح کرنا تو جرم ہے مگر بازاری زانیات سے منہ کالا کرنے پر کوئی سزا نہیں۔

غرض یہ قانون شریعت میں مداخلت بھی ہے۔ اخلاق خراب کرنے والا بھی۔ صحت کا دشمن بھی، معاشرت کے لیے مضر بھی۔ جرائم کے ارتکاب کا موجب بھی۔ مگر تعجب ہے شروانی صاحب اور اس قانون کے تمام حامی ان جملہ مفاسد سے غافل ہیں اور خلق خدا کو ترغیب دلا کر اس مہلکہ میں مبتلا ہونے کی ترغیب دلاتے ہیں۔ جب مدعیان رہنمائی کی یہ حالت ہو تو قوم کا کیا انجام ہو گا۔ واللہ تعالیٰ۔''

[السواد الاعظم: رجب و شعبان، ۱۳۴۸ھ ص ۴ تا ۱۶]

کھدر کی تحریک

بیسوی صدی کی تیسری دہائی میں گاندھی جی کی طرف سے ولایتی کپڑوں کا بائیکاٹ کیا گیا۔اور کھدر کا لباس پہننے کی تحریک چلائی گئی۔اس تحریک سے ملکی ثقافت اور تہذیب و تمدن کو بہت بڑا خطرہ تھا، جسے صدر الافاضل کی دور اندیش بصیرت نے بھانپ لیا۔اور بروقت کھدر تحریک کے خلاف محاذ آرائی فرما کر آپ نے اس تحریک کا سدباب فرمایا۔ کھدر تحریک میں پائی جانے والی خامیوں اور اس کے نتیجہ میں ملک کے ہونے والے نقصانات کے حوالے سے آپ کی درج ذیل تحریر قابل مطالعہ ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

"کھدر کی تحریک پر مسٹر گاندھی اور ان کے ہم نوا کتنا بھی فخر کریں، مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ تحریک ہندوستانیوں کے حق میں سخت توہین ہے۔ حقوق طلبی کا مدار قابلیت پر ہے۔اور اس وقت ہندوستان کا برطانوی حکومت کے اَرباب بسط و کشاد سے یہ مطالبہ ہے کہ ہم بہت لائق فائق ہو گئے ہیں، اور ہماری قابلیت اتنی ترقی کر گئی ہے کہ اپنے ملک کا نظم و نسق ہم اپنے ہاتھ میں لیں اور اپنا کام اَغیار کی معاونت کے بغیر چلائے اس دعویٰ کو "کھدر کی تحریک" نہایت مضمحل اور کمزور کرتی ہے۔

ہندوستان کی شورش کا دنیا کے مہذب اور متمدن ممالک میں چرچا ہو رہا ہے۔ جب ان کے علم میں آئے گا کہ ولایتی کپڑے کا بائیکاٹ کرنے کے لیے کھدر کی تحریک کی گئی ہے تو وہ ہندوستانیوں کو کس ذلت و حقارت کی نظر سے دیکھیں گے۔ جو کپڑا اُن ممالک میں جانوروں کی جھولوں کے قابل بھی نہیں سمجھا جاتا، وہ اِس ملک کے دعویداران حکومت وعلم برداران حریت کا لباس ہو!!! اس سے اُن کی نگاہوں میں اہل ہند کی کیا وقعت آئے گی؟؟؟

اور ان کی قابلیت کی نسبت وہ بجز اس کے اور کیا رائے قائم کر سکیں گے کہ ابھی تک ہندوستان صنعت و حرفت سے ایسا نابلد اور اپنے ضروریات زندگی بہم پہنچانے سے اس قدر عاجز ہے کہ وہ ولایتی کپڑے کا بائیکاٹ کرنے کے لیے ایسا ذلیل لباس اختیار کرنے پر مجبور ہوا، اور حقیقت میں جب اتنی قابلیت ہی نہیں ہے کہ آپ اپنے لیے اچھا لباس بھی بہم پہنچا سکیں تو دوسرے اُمور کا سر انجام جو اس سے کہیں زیادہ اہم ہیں۔آپ سے کس طرح متصور ہو سکتا ہے؟ ایک کھدر کا کرتا سینے کے لیے آپ ولایتی سوئی اور ولایتی مشین کے محتاج ہیں اور کیا وجہ ہے کہ کھدر کے کپڑے مشین سے سیئے جائیں۔ مشین کون سی ہندوستان کی بنی ہوئی ہے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ ولایت کے کارخانوں کے مقابل ایک کارخانہ ہندوستان میں ایسے وسیع پیمانہ پر کھولا جاتا جو تمام ہندوستان کو اس کی ضرورت کے قدر بہتر سے بہتر کپڑا دے سکتا۔ نہ اس کو ریلوں اور جہازوں میں روئی لاد کر دوسری ولایت میں لے جانے کی حاجت تھی۔ نہ ولایت سے پھر کپڑا تیار کر کے جہازوں اور ریلوں کے محصول سے زیر بار

ہونے کی ضرورت تھی۔

یہاں جو کپڑا تیار ہوتا اس پر خرچ کم آتا، سستا بیچا جاتا، تو ولایت کے سرمایہ داروں کا خود ہی دیوالا ہو جاتا۔ اور کمپٹنگ کے حیا سوز اور مخرب اخلاق عمل کی ضرورت پیش نہ آتی۔ جو کام مشینوں سے کیا جاتا ہے اس کو ہاتھ سے کر کے یہ اُمید رکھنا کہ ہم مشین والوں کو شکست دے دیں گے، میرے نزدیک تو بہت ہی خام خیالی ہے۔ اگر آج مسٹر گاندھی ریل کے سفر ترک کر کے پیادہ پا چلنے کی کوشش کریں اور اس کی تحریک جاری کر دیں تو کیا پیدل چلنے والے ریل میں سفر کرنے والوں پر غالب آجائیں گے۔ کتنا وقت ضائع کریں گے، کتنا روپیہ برباد کریں گے، کتنا وقت کھوئیں گے، اور عمر بھر میں کتنے کام انجام دیں گے۔ کیا دوسرے ممالک کے لوگ نہ کہیں گے کہ ہندوستانیوں کی تہذیب و شائستگی، آرام و راحت کی زندگی انگریزوں کا صدقہ تھی کہ ان سے علاحدہ ہوتے ہی ان سے تمام لباس اُتر گئے، اور اپنے حسب لیاقت کھدر پوش نظر آئے۔یہ ہندوستان کی عزت ہے یا توہین؟

[السواد الاعظم: محرم الحرام ۱۳۴۹ھ، ص ۵، ۶]

عربی درس نظامی میں کانگریس کی دخل اندازی

۱۹۴۷ء میں جب سیاسی لیڈران کی جانب سے اترپردیش کے عربی مدارس کے نصاب میں تبدیلی کی بات کی گئی، توعلمانے کھل کراس کی مخالفت کی۔ اسی سلسلے میں اجمل العلما مفتی اجمل حسین نعیمی سنبھلی کی صدارت میں ۲۱/اپریل ۱۹۴۷ء کو دین نگر مرادآباد میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں نصاب تعلیم کے حوالے سے ردوبدل کرنے کی بات کو دینی نظام میں رخنہ اندازی قرار دیتے ہوئے کھل کر اس کی مخالفت کی گئی۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اگر واقعی اس نصاب میں کچھ حذف واضافہ مقصود ہے توملک کے مشاہیر علما سے رابطہ کیا جائے اگر وہ منظور کریں تونصاب میں ترمیم منظور ہوگی ورنہ نہیں۔ ان مشاہیر علما کی فہرست میں سب سے پہلا نام صدر الافاضل کا لکھا گیا۔ ملاحظہ کریں اخبار الفقیہ سے خبر کا ضروری اقتباس:

"دین نگر پور ضلع مرادآباد کا یہ عظیم الشان اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا مفتی محمد اجمل شاہ صاحب بانی اجمل العلوم و مفتی سنبھل تجویز کرتا ہے کہ یوپی آسمبلی کے بعض اراکین عربی مدارس کے نصاب کے متعلق رائے زنی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ جلسہ درس نظامی کی حفاظت ضروری سمجھتا ہے۔ اوراس میں دخل اندازی کو مسلمانوں کے دینی نظام میں بدترین رخنہ اندازی تصور کرتا ہے۔ البتہ اگر اس نصاب میں دخل دیے بغیر کوئی اختیاری اور غیرلازمی اضافہ ملک کے معتمد اور مسلم افاضل مثل حضرات مذکورین ذیل کے منظور کریں توگوارہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت صدر الافاضل استاذ العلما مولانا مفتی محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس..."

[الفقیہ:۷، ۱۴/مئی ۱۹۴۷ء ص۹]

راجپال کی ملعون کتاب کے خلاف صدر الافاضل کی تحریک

۱۹۲۳ء میں آریہ سماجی مردودو ملعون راجپال نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص و توہین پر مبنی ایک کتاب شائع کی۔ جس سے مسلمانان ہند بے چین و بے قرار ہوگئے۔ لیکن مسلمانوں نے اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے صرف مقدمہ پر اکتفا کیا۔ لیکن مقدمہ میں مسلمانوں کو کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اور ہائی کورٹ پنجاب سے راجپال مردود کو رہائی کا پروانہ مل گیا۔ جس سے مسلمانوں کی بے چینی مزید بڑھ گئی۔ اور حالات کشیدہ ہوگئے۔ ہائی کورٹ پنجاب کے اس فیصلہ سے مسلمان دل برداشتہ ہوکر پر امن احتجاجات کرنے لگے۔

صدر الافاضل کی سرپرستی میں شائع ہونے والے رسالہ ''السواد الاعظم مرادآباد'' میں اس سے متعلق درج ذیل تفصیل شائع ہوئی۔ ملاحظہ کریں:

''آریہ جماعت جس طرح امن کی دشمن ہے، تہذیب و شائستگی سے بھی اس کو پوری پوری عداوت ہے روز مرہ اس کی طرف سے نئی نئی شرر انگیزیاں ہوتی رہتی ہیں۔ بد زبانی و گندہ دہنی اس جماعت کا طرہ امتیاز ہے۔ آج کل راج پال کی کمینہ تحریر نے جس پر پنجاب ہائی کورٹ میں مقدمہ چل رہا تھا۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو نہایت رنجیدہ اور مغموم کر دیا ہے۔ اس کتاب کا نام تک انہیں روحانی اِیذا پہنچاتا ہے، بچہ بچہ مضطرب و بے چین ہو رہا ہے۔ ہر طرف سے اس کے خلاف آہ و بکا کا شور مچ رہا ہے۔ تمام اہل اسلام غم و غصہ سے بے تاب ہے۔ ہائی کورٹ پنجاب کا فیصلہ اور راج پال کی رِہائی مسلمانوں کے قلوب کو صدمہ پہنچانے والی ہوئی۔ ہر خطہ ملک میں جلسے ہو رہے ہیں اور اس ناقص اور کمینہ کتاب اور اس کے مصنف پر نفرت و حقارت اور ہائی کورٹ پنجاب کے فیصلہ پر اظہارِ رَنج و ملال کیا جا رہا ہے۔''

[السواد الاعظم مرادآباد: محرم ۱۳۴۵ھ ص ۱۳، ۱۴]

اسی کے اگلے شمارے میں لکھا ہے:

''راج پال کی ملعون کتاب جس کے متعلق پنجاب ہائی کورٹ نے مسلمانوں کے خلاف فیصلہ دے کر راج پال کو رِہا کر دیا ہے۔ اس کتاب نے عالم اسلام میں تہلکہ مچا دیا ہے اور مسلمانوں کی زندگی مکدر ہوگئی ہے۔ ہندوستان کے گوشے گوشے اور چپے چپے سے مسلمانوں کی فریادوں کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور وہ ایسے گستاخ بدلگام کو سزا نہ دیے جانے سے نہایت مغموم و مضطرب ہیں۔ جب تک اس کو سخت سے سخت سزا نہ دی جائے گی مسلمانوں کا غم و غصہ قلق و اضطراب کم نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ زیادہ عرصہ ہونے اور ہندوؤں کی طرف سے نمک پاشیوں کا سلسلہ جاری رہنے کے سبب ممکن ہے کہ مسلمانوں کی بے چینی اور بڑھ جائے۔ راج پال نے اس کتاب کا نام بھی ایسا رَنج دہ رکھا تھا جس کے تلفظ سے بھی مسلم قلب کو اِیذا ہوتی ہے مگر سمجھانے کے لیے تجویزوں اور ریزولوشنوں میں اس کتاب کا وہی نام

لیا جاتا ہے لفظ 'رسول' کے ساتھ "رنگیلا" کا ملانا مسلم قلب سے برداشت نہیں ہو سکتا۔ اور اس توہین کے کلمہ کا بار بار اِعادہ بھی سخت تکلیف کا موجب ہے اس لیے اہل اسلام سے استدعا ہے کہ وہ اس کے متعلق جس قدر جلسے کریں، ریزولوشن بنائیں ان میں کہیں اس کتاب کو اس نام سے ذکر نہ کریں بلکہ اس کو "راج پال کی ناپاک کتاب "ملعون کتاب" کے لفظوں سے تعبیر کیا کریں۔"

[مرجع سابق: صفر ۱۳۴۶ھ ص ۸]

اسی حوالے سے یکم محرم ۱۳۴۶ھ کو ایک احتجاجی اجلاس صدرالافاضل کی تحریک پر مولانا مولوی اکرام الحق صاحب اشرفی کی صدارت میں جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں بھی ہوا۔ جس میں حسب ذیل قرارداد منظور کی گئی:

"یہ جلسہ کتاب "رنگیلا رسول" کے مقدمہ کے متعلق ہائی کورٹ پنجاب کے آخری فیصلہ پر نہایت رَنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اور یقین کرتا ہے کہ اس فیصلہ سے مقدس بزرگانِ مذہب کے حق میں بدزبانی کرنے والوں کو براءت ہوگی اور ملک کی فضا مسموم ہو جائے گی۔ مسلمان اپنے پیشوا کی شان میں کوئی ناقص کلمہ برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لیے گورنمنٹ کے مستدعی ہیں کہ مسلمانوں کے ایمانی و روحانی جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے مناسب تدبیر اختیار کرے۔

محرک-------**صدرالافاضل حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب**

موید--------حکیم مولوی ابرارالحق صاحب

مرسلہ مولوی محمد عمر ناظم انجمن اہل سنت مرادآباد

[مرجع سابق: محرم ۱۳۴۶ھ ص ۱۴۔ اخبار الفقیہ: ۲۸/ جولائی ۱۹۲۷ء ص ۱۱]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جعلی تصویر چھاپنے پر صدرالافاضل کا احتجاج

۱۹۲۹ء میں کفار نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جعلی وفرضی تصویر شائع کی، جس سے مسلمان بے چین ہو اٹھے۔ علماے اہل سنت خاص کر صدرالافاضل نے کفار کی اس خبیث حرکت کے خلاف پر زور مذمت فرمائی۔ اس سلسلے میں بریلی شریف میں تاج العلماء مارہروی کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا، جس میں صدرالافاضل نے بہت ہی زبردست خطاب فرمایا۔ روداد جلسہ جماعت رضاے مصطفی بریلی، کے حوالے سے جلسہ کی روداد ملاحظہ ہو:

یک شنبہ کے روز صبح کے وقت ایک جلسہ منعقد ہوا، اور صدر جلسہ مولانا محمد میاں مارہروی نے تمام تجاویز مذکورۃ الصدر مع تشریح پیش فرمائیں۔ جلسہ نے بہت گرم جوشی کے ساتھ سب سے اتفاق کا اظہار کیا۔ یہ جلسہ صبح کو ختم ہوگیا، مگر حاضرین جلسہ علماے کرام کے بیانات سننے کے مشتاق تھے۔ ان کی بڑھتی خواہش کے پیش نظر نماز عصر کے بعد جلسہ منعقد ہوا، جس میں خصوصیت کے ساتھ مولانا ابوالکمال اشہد الدین مرادآبادی نے ایک فصیح وبلیغ تقریر میں حالاتِ حاضرہ اور مصائبِ نازلہ پر مسلمانوں کو توجہ دلائی، اور دشمنانِ اسلام جو مسلمانوں کے دوست بن کر انہیں دھوکہ دے رہے ہیں، اور ان کے اسلام وشعائر اسلام کے مٹا دینے کے درپے ہیں، اسے واضح کیا اور مسلمانوں کو تمام کفّار ومشرکین سے اجتناب اور اعراض کلّی کی ضرورت بتاتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کیا۔ اس کے بعد **مولانا نعیم الدین مرادآبادی** نے مسلمانوں کو اس کھلی ہوئی توہین سرکار رسالت علیہ السلام پر توجہ دلائی، جو بعض خبیث مشرکین نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک گڑھی ہوئی تصویر چھاپ کر کی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی اس کھلی ہوئی توہین پر مسلمانوں نے سخت نفرت ولعنت کا اظہار کیا۔ مولانا مرادآبادی نے تقریر میں فرمایا:

”اس وقت ان ہندو پرست لیڈران قوم کی ہندو پرستی سے انہیں جرأت پیدا ہوئی، اور وہ اسلام ومسلمین کو قطعاً حقیر وذلیل سمجھنے لگے ہیں۔ دیکھو! اپنے پکے دشمنوں تمام کفّار ومشرکین، اور ان کے پس رو لیڈرانِ قوم سے قطعاً علاحدگی اختیار کرو، اور ان کی زبانی جھوٹی ہمدردی کی واقعی حقیقت کو جان لو۔“

مولانا مرادآبادی کی تقریر پر جلسہ ختم ہوگیا۔“

[روداد جلسہ جماعت رضائے مصطفی بریلی: جولائی ۱۹۲۲ء بحوالہ تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ: ص۱۱۸]

اخبار پیرسن ویکلی کے خلاف صداے احتجاج

اخبار پیرسن ویکلی نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیم برہنہ تصاویر معاذاللہ اپنے اخبار میں چھاپنے کی ناپاک جسارت کی۔ اوران ذوات علیا کی بارگاہوں کے تقدس کو پامال کرنے کی کوشش کی۔ جس کے رد عمل میں، ۲۴/ مارچ ۱۹۳۴ء ہفتہ کے دن صبح آٹھ بجے انجمن نوجوانان اہل سنت شہر کہنہ بریلی شریف کے زیر اہتمام حضرت حجۃ الاسلام کے زیر صدارت رئیس بریلی جناب شیخ ریاض الکریم صاحب کیفی کے مکان پر ایک احتجاجی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں دیگر علماے کرام کے علاوہ صدر الافاضل نے بھی شرکت فرمائی۔ اور اپنے غم وغصہ کا اظہار فرماتے ہوئے اخبار اور مدیر اخبار کے خلاف صداے احتجاج بلند فرمائی۔ اس اجلاس میں چند تجاویز بھی پاس کی گئیں۔ اخبار کی درج ذیل خبر ملاحظہ فرمائیں:

”انجمن نوجوانان اہل سنت شہر کہنہ بریلی کی جانب سے اخبار پیرسن ویکلی کے خلاف زبردست احتجاج بتاریخ ۲۴/ مارچ ۱۹۳۴ء بروز شنبہ بوقت ۸/ بجے بر دولت خانہ جناب شیخ ریاض الکریم صاحب کیفی رئیس بریلی زیر صدارت حضرت حجۃ الاسلام شیخ الانام قدوۃ السالکین کاسرأس المتدعین جانشین اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت جناب مولانا مولوی حاجی قاری شاہ محمد حامد رضاخاں صاحب بریلوی دامت برکاتھم، اخبار پیرسن ویکلی کے خلاف مسلمانان بریلی کا ایک عظیم الشان احتجاجی جلسہ منعقد ہوا، **جس میں استاذالعلماء حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب اشرفی مرادآبادی** اور صدر الشریعہ جناب مولانا امجد علی صاحب اعظمی رضوی اور گل گلزار غوثیت شاہزادہ خاندان برکاتیہ اولادرسول حضرت مولانا مولوی شاہ محمد میاں مارہروی نے اس اخبار اوراس مضمون نگار کے خلاف غیر معمولی غم وغصہ کا اظہار کیا۔ اور حسب ذیل تجاویز پیش ہوکر پاس ہوئیں۔

(۱) یہ جلسہ پیرسن ویکلی کے اس ناپاک مسلم آزار طرز عمل پر لعنت وملامت کرتا ہے، جواس نے حضور اقدس سید عالم علیہ الصلوۃ والسلام اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس میں سخت دریدہ دہنی وگستاخی اوران کی فرضی بدنما نیم برہنہ تصاویر شائع کرکے مسلمانوں کی انتہائی دل آزاری کی۔ مسلمان ایسی ناپاک سخت ترین توہین توکیا ادنیٰ سی ادنیٰ توہین بھی ایک لمحہ کے لیے برداشت نہیں کرسکتے۔ گورنمنٹ کو یقین کرنا چاہیے!

کہ جب تک پیرسن ویکلی اوراس کے ہمنوا اخباروں کے ذلیل وناپاک ایڈیٹروں اور مضمون نگاروں کو ساری دنیا میں ذلیل کرکے ان پر مقدمہ نہیں چلائے گی، تو ہماری صداے احتجاج ایوان حکومت سے برابر ٹکراتی رہے گی۔ اور مسلمان کبھی چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

یہ جلسہ گورنمنٹ سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ پیرسن اور ایسے اخبار جن میں فتنہ انگیز اور مسلمانوں کے جذبات مشتعل اور دلوں کو پاش پاش کردینے والا مضمون ملعون شائع ہوا ہے اس کی وہ کاپیاں ممنوع الاشاعت قرار دے کر سب ضبط کرے۔

(عبد اللطیف جنرل سکریٹری انجمن نوجوانان اہل سنت شہر کہنہ محلہ مروہی ٹولہ بریلی)

[اخبار الفقیہ: ۷/اپریل ۱۹۳۴ء ص ۵،۶]

لڑکیوں کی جبریہ تعلیم کے خلاف صدرالافاضل کی تحریک

۱۹۳۳ء میں جب مرادآباد میونسپل بورڈ کی طرف سے لڑکیوں کی جبریہ تعلیم کی تحریک پیش آئی تو مسلمانان مرادآباد بے قرار ہو اٹھے۔ علمائے اہل سنت خاص کر صدرالافاضل نے اس تحریک کے خلاف صدائے احتجاج بلند فرمائی۔ اوراس سلسلہ میں آپ کی صدارت میں ایک جلسہ میں مرادآباد میں منعقد ہوا، جس میں لڑکیوں کی جبریہ تعلیم کے خلاف تجاویز پاس کی گئیں۔ نیز گوشت کی مارکیٹ بنانے کے خلاف بھی تجاویز پاس ہوئیں۔ اس حوالے سے شیخ وجیہ الدین مرادآبادی کی جانب سے ایک اشتہار **"پبلک میں لڑکیوں کی جبریہ تعلیم کے خلاف اضطراب کی لہر"** کی سرخی سے شائع کیا گیا۔ جس میں جلسہ کی قدرے روداد اور تجاویز کی نقل پیش کی گئی۔ اشتہار مرزا اسحاق بیگ کے پبلک پریس سے چھپ کر عام ہوا۔ ہم جلسہ کی روداد اشتہار سے من وعن پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"جب سے لوگوں کو معلوم ہوا ہے کہ میونسپل بورڈ مرادآباد میں لڑکیوں کی جبریہ تعلیم کا معاملہ پیش ہونے والا ہے اور بعض اشخاص اس کے اجرا کی موافقت میں کوشش کر رہے ہیں۔ پبلک میں اضطراب کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔ جس کے نتیجہ میں لڑکیوں کی جبریہ تعلیم کی مخالفت کے لیے جلسے ہو رہے ہیں۔ جن میں ممبران سے مطالبہ کیا جارہا ہے کہ ایسی حالت میں جب کہ لڑکیوں کی جبریہ تعلیم کا منظور و نامنظور کرنا میونسپل بورڈ کے اختیار کی بات ہے۔ اور گورنمنٹ کو اس کے اجرا پر کوئی اصرار نہیں ہے، تو پھر اس کو نامنظور ہی کر دینا چاہیے۔

چناں چہ ۳۱/ جولائی ۱۹۳۳ء **کو حضرت صدرالافاضل مولانا مولوی حکیم نعیم الدین صاحب ناظم انجمن اہل سنت والجماعت** کی صدارت میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں حسب ذیل تجاویز منظور ہوئیں:

(۱) مسلمانان مرادآباد کا یہ جلسہ لڑکیوں کی جبریہ تعلیم کو اپنے مذہب و دین کے خلاف جانتا ہے۔ اور اسے نہایت نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے ہوئے اس سے اپنی کامل ناراضی کا اظہار کرتا ہے۔

(۲) مسلمانان مرادآباد کا یہ جلسہ گوشت کا مارکیٹ بنائے جانے کی پُرزور مخالفت کرتا ہے۔ اور اس کو مسلمانوں کے لیے نہایت تکلیف دہ اور نقصان رساں یقین کرتا ہے۔

(۳) مسلمانان مرادآباد کا یہ جلسہ ممبران میونسپل بورڈ کو آگاہ کرنا چاہتا ہے کہ وہ لڑکیوں کی جبریہ تعلیم اور گوشت کے مارکیٹ کی تجاویز میں ہماری نمائندگی کا حق ادا کریں اور پوری طاقت کے ساتھ ان چیزوں کی مخالفت کریں اور کرتے رہیں ورنہ ہم ان کو اپنا نمائندہ تسلیم نہ کریں گے۔

(۴) ان تجاویز کی ایک ایک نقل ممبران میونسپل بورڈ چیئرمین اور مقامی اخبارات کو روانہ کی جائے۔"

[اشتہار، مملوکہ فقیر]

پیر صاحب مانکی شریف کی گرفتاری پر صدر الافاضل کا احتجاج

جنگ آزادی اور سنی کانفرنس کے مقاصد کی تکمیل میں سرگرم رکن مانکی شریف پشاور کے سجادہ نشین مولانا پیر سید زین الحسنات قادری کو ۲۸ مارچ ۱۹۴۷ء گرفتار کر لیا گیا۔ ساتھ ہی ڈیرہ اسماعیل خان زکوڑی شریف کے پیر صاحب چوبیس احباب کے ہمراہ گرفتار کر لیے گئے۔ نیز سیال شریف سرگودھا کے سجادہ نشین خواجہ محمد قمر الدین ۲۹ر جنوری ۱۹۴۷ء کو گرفتار کیا گیا۔ ان کے علاوہ پیر گولڑہ شریف، مولوی ابراہیم چشتی، سجادہ نشین تونسہ شریف، پیر صاحب مکھڈ شریف اور کئی بہت سے ذمہ داران اہل سنت کو گرفتار کیا گیا۔ ان علما و مشائخ کی گرفتاری پر ملک بھر میں احتجاج ہوئے۔ صدر الافاضل نے بھی پر امن احتجاج فرمایا۔ حکومت سے ان اکابر کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ اور حکومت کے اس ناروا سلوک کی کھل کر مذمت فرمائی۔ صدر الافاضل کا درج ذیل مراسلہ جو اخبار الفقیہ میں شائع ہوا، ملاحظہ کے لیے پیش ہے:

"تمام دنیائے سنیت اس خبر سے مغموم ہے کہ پیر صاحب مانکی شریف اور اس طبقہ کے دوسرے بزرگ گرفتار کیے گئے ہیں۔ پیر صاحب کی جدوجہد مصلحانہ ہے۔ اور یہ طبقہ مسلمانوں میں مذہبی حیثیت سے بہت ہی محترم سمجھا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کی عقیدتیں تمام طور سے انہیں سے وابستہ ہیں۔ حکومت نے انہیں قید کر کے تمام مسلمانوں کو رنج و صدمہ پہنچایا ہے۔ اور جب تک یہ حضرات رہا نہ کیے جائیں گے مسلمان مغموم اور مضطرب رہیں گے۔ حکومت کا یہ فعل عام مسلمانوں کی نگاہوں میں قابل ملامت اور ناعاقبت اندیشانہ ہے۔ ہم حکومت کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ جلد از جلد ان حضرات کو چھوڑ کر مسلمانوں کے آتش رنج و غم کو سرد کریں۔

محمد نعیم الدین ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد

[الفقیہ: ۷، ۱۴ر اپریل ۱۹۴۷ء ص ۱۲]

مسلمانوں کو ہتھیار رکھنے سے متعلق صدرالافاضل کی تجویز

ہندوستان میں مسلمانوں پر آئے دن ظلم وستم ہوتے رہتے تھے۔ دن دہاڑے قتل وغارت گری ہوتی۔ مسلمان مارے جاتے اور کوئی ان کا پرسان حال نہ ہوتا۔ غیر مسلموں کو ہتھیار رکھنے کی اجازت تھی۔ البتہ مسلمانوں کو اس کی اجازت نہ تھی وہ اس کے پابند تھے۔ اس لیے ضرورت تھی کہ مسلمانوں کو کم از کم اپنی جان کی حفاظت کی خاطر ہتھیار رکھنے کی اجازت دی جائے۔ جس کے لیے سنی کانفرنس کے مرکزی عہدیداران خصوصاً صدرالافاضل کی طرف سے پہل کی گئی۔ اور حکومت ہند سے اس کا مطالبہ کیا گیا کہ مسلمانوں کو ہتھیار رکھنے کی اجازت دی جائے۔ یہ مطالبہ بشکل تار حکومت کو روانہ کیا گیا۔

علاوہ ازیں ملک مختلف صوبوں کے گورنروں اور سیاسی لیڈران کے نام بھی یہ تار روانہ کیا گیا۔ مفتی محمد عمر نعیمی نے صدرالافاضل اور محدث اعظم ہند کے حوالے سے درج ذیل تار اخبارات میں شائع کرایا۔ ملاحظہ ہو:

”گزارش ہے کہ مسلم اقلیت غریب ونادار بھی ہے، صلح پسند بھی ہے۔ حکومت کے اہل کاروں اور افسروں میں بھی اس کا عنصر بہت قلیل ہے۔ اکثریت تعصب کے ہولناک مظاہرے کر چکی ہے۔ اس لیے مسلمان نہایت خوف زدہ ہیں۔ اور ان کے پاس حفاظت جان ومال ومسکن وعیال واطفال کا کوئی ذریعہ بھی نہیں۔

اکثریت اور اس کے موافقین کے پاس تباہ کاریوں کے کثیر سامان ہیں۔ اس لیے ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں اور اپنی حفظ جان ومال اور ناموس کے لیے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو ہتھیار رکھنے کی اجازت دی جائے۔ کیوں کہ مسلمانوں کو ہتھیار رکھنے کا دینی حکم بھی ہے۔ ورنہ ہندوستان سے مسلمانوں کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے گا۔ اگر کسی وجہ سے حکومت ہتھیار رکھنے کی اجازت نہ دے تو فوج اور پولیس کے سوا سب کے ہتھیار اور تباہی انگیز سامان ضبط کر لیے جائیں۔ اور اس میں کسی کا استثنا نہ ہو۔“

سید محمد (محدث) صدر آل انڈیا سنی کانفرنس۔ محمد نعیم الدین ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس

از مرکزی دفتر مرادآباد

[ماخوذ دبدبہ سکندری: ۹؍ جون ۱۹۴۷ء بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، ص ۳۶۲]

جبری رجسٹری نکاح اور صدرالافاضل

۱۹۲۷ء میں ہندوستان میں جبری رجسٹری نکاح کے قانون کا معاملہ اٹھا۔ جس میں نکاح کی قانونی رجسٹری کرانا لازمی گردانا گیا۔ نکاح، مہر اور جہیز وغیرہ نکاح کی مکمل تفصیلات گورنمنٹی دفتر میں درج کرادینا ضروری قرار دیا گیا۔ اور اس پر عمل درآمد نہ ہونے کی صورت میں سزا کا سجھاو، پاس کرنے کی بات چلی۔ تو ہندوستان بھر کے علما نے اس کے خلاف آوازِ حق بلند کی۔ اخبارات میں اس کے خلاف مضامین شائع ہوئے۔ صدرالافاضل نے بھی اس کے خلاف آوازِ حق بلند فرمائی۔ اور اس قانون کی مذمت کرتے ہوئے اس کے عدم جواز کا حکم صادر فرمایا: اس حوالے سے اخبار الفقیہ میں غلام محی الدین جیلانی دادوں علی گڑھ کے مضمون کا درج ذیل اقتباس ملاحظہ ہو:

"نکاح کی جبری رجسٹری شرعاً ناجائز ہے۔ تمام سنی علما اس پر متفق ہیں .... اس کے علاوہ ہندوستان میں حنفیوں کی دو بڑی اور مرکزی انجمنیں ہیں، حزب الاحناف اور آل انڈیا سنی کانفرنس... حزب الاحناف تو اپنے عظیم الشان جلسہ لاہور میں اس رجسٹری کے خلاف رزولیوشن پاس کر کے اعلان کر چکے ہیں کہ ایسی رجسٹری شرعاً ناجائز ہے۔ **آل انڈیا سنی کانفرنس کے ناظم حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب**..... بھی جبری رجسٹری کو جائز نہیں سمجھتے۔"

[اخبار الفقیہ: ۷، ۱۴ر مئی ۱۹۲۷ء ص ۵]

بریلی میں مخلوط انتخاب کی پر زور مخالفت

۱۱ر مئی ۱۹۳۱ء میں جداگانہ انتخاب کی حمایت اور مخلوط انتخاب کی مخالفت میں جماعت رضائے مصطفی بریلی کے زیر اہتمام اور جناب نواب وحید احمد خاں صاحب ایم،اے،ایل،ایل،بی وکیل ومیونسپل کمشنر بریلی کی صدارت میں نومحلہ مسجد میں ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا، جس میں صدر الافاضل نے شرکت فرمائی اور خطاب بھی۔اس جلسے میں حکومت کی خلاف مذہب تجاویز کی کھل کر مذمت کی گئی۔اور مخلوط انتخاب کے مہلک نتائج سے مسلمانوں کو آگاہ کیا گیا۔ ملاحظہ فرمائیں اخبار الفقیہ امرت سر اور ماہنامہ یادگار رضا بریلی، کی درج ذیل خبر:

جداگانہ انتخاب کی حمایت میں زیر اہتمام جماعت رضائے مصطفی بریلی وزیر صدارت جناب وحید احمد خاں صاحب ایم،اے،ایل،ایل،بی وکیل ومیونسپل کمشنر بریلی بتاریخ ۱۱ر مئی ۱۹۳۱ء مسلمانان بریلی کا عام جلسہ نومحلہ بریلی میں منعقد ہوا۔ **استاذالعلماء حضرت مولانا مولوی حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی** نیز بعض مقامی حضرات کی جداگانہ انتخاب کی حمایت میں پر زور تقریریں ہوئیں۔مخلوط انتخاب کے مہلک نتائج سے مسلمانوں کو مطلع کیا گیا۔چند تجاویز جداگانہ انتخاب کی حمایت، یا صوبہ سندھ کی علاحدگی اور صوبہ شمال مغربی کی اصلاح کے بارے میں پیش ہو کر بالاتفاق پاس ہوئیں۔نیز تجویز بھی پاس ہوئی، کہ مسلمان کسی حالت میں اپنے مذہب میں کسی قسم کی کوئی مداخلت گوارا نہیں کر سکتے۔اور اس تجویز کی سخت مخالفت کرتے ہیں، کہ مذہبی معاملات میں تین چوتھائی ممبران کی رائے سے زیر بحث ہو سکتے ہیں۔لہٰذا مسلمانوں کا مطالبہ ہے کہ آئندہ نظام حکومت میں کوئی حق کونسل یا اسمبلی کو مذہبی معاملات پر بحث کرنے کا نہ دینا چاہیے۔"

(نیاز مند سکریٹری جماعت رضائے مصطفی بریلی)

[اخبار الفقیہ، ۲۱ر مئی ۱۹۳۱ء ص ۹۔ماہنامہ یادگار رضا: شوال ۱۳۴۹ھ۔ص ۳۲]

کالج مغلپورہ میں خلاف اسلام کتاب کے نصاب میں شامل کیے جانے کے خلاف صدر الافاضل کی احتجاجی تقریر

۱۹۳۱ء میں پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی کے نصاب میں جرمنی مصنف کی خلاف اسلام کتاب شامل کی گئی۔ کالج مغل پورہ کے پرنسپل نے جو نام کا مسلمان تھا اس نے یہ کتاب کالج مغلپورہ میں داخل نصاب کردی جس پر مسلم طلبہ نے اعتراض کیا تو ان کے ساتھ سختی برتی گئی۔ بریلی شریف میں حضور حجۃ الاسلام کی صدارت میں ۱۳؍ جولائی ۱۹۳۱ء کو اس سلسلے میں منعقد ہوا، جس میں صدر الافاضل اور آپ کے علاوہ بہت سے علما نے شرکت فرمائی۔ اور مجمع بھی دس ہزار کے قریب رہا۔ صدر الافاضل نے اس کتاب کے مصنف اور ان نام نہاد مسلم پرنسپل و ماسٹروں کے کتاب کو داخل نصاب کرنے کی کھل کر مذمت فرمائی۔ ماہنامہ یادگار رضا بریلی، میں اس اجلاس کی مکمل روداد شائع ہوئی، ہم یہاں صدر الافاضل کے حوالے سے اقتباس نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

"**حضرت استاد العلما مولانا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی مدظلہ** نے تقریر فرمائی۔ اور آپ نے اپنی تقریر میں ہمسایہ قوم کی طرف سے مسلمانوں کے دین و مذہب اور ان کی سیاسی زندگی کو فنا کردینے کے لیے جو ناپاک پروپیگنڈے آئے دن جاری رہتے ہیں ان کی پول کھولتے ہوئے مسلمانوں کو ظاہر فرمایا کہ ان کو ان ناپاک درندوں سے ہمیشہ اپنے آپ کو علاحدہ رکھنا چاہیے۔ یہ خونخوار وحشی قوم کسی مسلمان کی دوست نہیں ہو سکتی۔

نیز آپ نے بیان فرمایا کہ اسلام کے مخالفین یہ یاد رکھیں کہ اسلام ایک اٹل اور غیر فانی حقیقت ہے۔ جس کو کوئی نہیں مٹا سکتا۔ مٹانے والے خود مٹ جائیں گے۔ اور الحمد للہ مٹ رہے ہیں۔ چناں چہ باوجود مسلمانوں کی اس گری ہوئی حالت کے کہ آج ان کے پاس نہ طاقت ہے اور نہ دولت، لیکن ان کی تعداد میں روزانہ اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

آخر میں آپ نے پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی کے نصاب میں جرمنی مصنف کی جو کتاب مقرر کی گئی ہے۔ (اور جس میں مسلمانوں کے دینی احترام کا خون کیا گیا ہے۔ اس کے مترجم اور نصاب تعلیم میں اس کتاب کو داخل کرنے کی سفارش کرنے والے، جو کہ نام نہاد و مذہب فروش مسلمان ہیں۔ نیز ٹیکسٹ بک کمیٹی کے خلاف ایک قرارداد پیش فرمائی۔ جس میں دکھایا گیا تھا کہ مسلمان اس قسم کے مسلمانوں سے جو مذہب کو اغیار کی خوشنودی کی خاطر برباد کرنے پر تل جاتے ہیں) جو تمام حاضرین اجلاس کے متفقہ فیصلہ سے پاس کی گئی۔"

[ماہنامہ یادگار رضا بریلی: ذی الحجہ ۱۳۴۹ھ و محرم ۱۳۵۰ھ۔ ص ۵]

بابری مسجد کی بے حرمتی و پامالی پر صدر الافاضل کا احتجاج

۱۹۳۴ء میں ہندوؤں کی طرف سے ایودھیا کی قدیم و مشہور بابری مسجد کی بے حرمتی اور پامالی کی کوشش کی گئی تھی۔ مسجد کے بیرونی دروازہ کو توڑ دیا گیا تھا۔ اس کے اوپر ایک بڑا سا پتھر نصب تھا جس میں کلمہ طیبہ کندہ تھا وہ غائب کر دیا گیا تھا۔ دروازے پر ٹوٹی ہوئی عمارت کا ملبہ اینٹ وغیرہ جمع تھا۔ مسجد کی اندرونی احاطہ کی دیوار بھی منہدم کر دی گئی تھی۔ منبر بھی بالکل توڑ دیا گیا تھا۔ اور منبر کے پاس ایک پتھر نصب تھا جس پر مسجد کی تاریخ تعمیر کا کتبہ تھا وہ بھی وہاں سے نکال کر غائب کر دیا گیا تھا۔ مسجد کے گنبد توڑ دیے گئے تھے۔ دیواریں بھی خستہ کر دی گئی تھیں۔ زینہ بھی کافی حد تک توڑ ڈالا گیا تھا۔ بلکہ مسجد میں رکھے ہوئے قرآن شریف بھی جلائے گئے تھے۔ الغرض بابری مسجد کے منہدم کرنے کی ہر سعی کی گئی تھی، مگر علمائے اہل سنت نے بروقت آواز احتجاج بلند کی تو یہ ظلم کا زور کچھ تھم سا گیا تھا۔ صدر الافاضل نے اس معاملے میں خود ایک وفد کے ساتھ ایودھیا جاکر تحقیق حال فرمائی۔ اور وہاں کا جائزہ لے کر حکومت وقت سے مسجد توڑنے والوں کے خلاف سخت کاروائی کا مطالبہ کیا۔ اور مسجد کی حفاظت اور اس کی مرمت کی تجویز رکھتے ہوئے حکومت سے اس پر عمل کرنے کا مطالبہ رکھا۔ آپ ایودھیا ۱۴؍ مئی ۱۹۳۴ء میں تشریف لے گئے تھے۔ قاضی احسان الحق نعیمی بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے صدر الافاضل کے اس احتجاجی سفر کی قدرے تفصیلی روداد تحریر فرمائی۔ مناسب ہوگا کہ وہ روداد یہاں نقل کر دی جائے۔ آپ لکھتے ہیں:

''۱۴؍ مئی ۱۹۳۴ء کو علمائے اہل سنت کا ایک وفد بابری مسجد کے واقعہ ہائلہ کی تفتیش کے لیے زیر سیادت **حضرت صدر الافاضل واستاد العلما جناب مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ العالی** فیض آباد پہنچا۔ جس میں فقیر کاتب الحروف بھی شامل تھا۔ اول یہ وفد حاجی محمد یٰسین صاحب سوداگر فیض آباد سے ملا، جو ایک نہایت نیک سیرت، نیک دل اور باحمیت مسلمان ہیں۔ اور درد سے متاثر ہونے والا دل اپنے سینے میں رکھتے ہیں۔ قومی اور ملی خدمات میں آپ کی مساعی نے مسلمانوں کو بہت فائدے پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں ان کے امثال پیدا کرے۔ اور انہیں دارین کی دولتیں اور نعمتیں عطا فرمائے۔ حاجی صاحب نے اس وفد کی بلند حوصلگی کے ساتھ میزبانی کی اور بہت جلد حاکم ضلع سے اجازت حاصل کر کے، موٹر میں اس وفد کو اجودھیا لے گئے۔ راستے میں مسلمانوں کے جلے ہوئے مکان دیکھے جن کو ہندو سورماؤں نے آگ لگا کر تاراج کیا تھا۔ جلی ہوئی دیواریں، آثار سوختگی کی زبان سے اہنسا کی مدعی ہندو قومیت کی سفاکانہ بے رحمیوں کا وظیفہ پڑھ رہی تھیں۔ قریب کے درخت تک جل گئے تھے۔ ہندو لیڈروں میں سے کون ایسا ہے جس نے ان انسانیت سوز مظالم پر اظہار نفرت و حقارت کیا ہو۔ اور ہندو قومیت کو کمینہ حرکات سے عار دلائی ہو۔ ہم یہ دیکھتے ہوئے اور پولیس اسٹیشن سے حسب قاعدہ ایک کانسٹبل لے کر اس مقام پر پہنچے۔ جہاں

مسلمانوں کا ایک بڑا قبرستان اور شہنشاہ بابر کی تعمیر کردہ مسجد واقع ہے۔ اس کے قرب وجوار میں کسی مسلمان کا مکان نہیں ہے۔ اور ہر طرف ہندوؤں کی بڑی بڑی عمارتیں ہیں۔

مسجد بلندی پر واقع ہے۔ اور دور سے نظر آتی ہے۔ جہاں سے اس پر نگاہ پڑی وہیں سے بیرونی دروازہ کی توڑی ہوئی عمارت کا بقیہ حصہ حسرت ویاس کے آنسو بہاتا نظر آیا۔ اس دروازے کی بلندی پر ایک پتھر نصب تھا جس پر کلمہ طیبہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ، مکتوب تھا۔ ہندوؤں نے وہ دروازہ توڑ ڈالا۔ اور خدا جانے وہ پتھر کہاں لے گئے۔ دروازے پر اینٹوں کا انبار پڑا ہوا ہے۔ مسجد کے اندرونی احاطہ کی دیوار مسمار کر ڈالی گئی۔ عمارت مستحکم تھی اس کے گرانے میں صدہا آدمیوں کی جمعیت کو طویل عرصہ تک مصروف رہنا پڑا۔ پھر بھی ایک ایک اینٹ نہیں اکھڑی۔ بلکہ بڑے بڑے ٹکڑے گرائے گئے، جن کا دھماکہ دور تک پہنچا ہوگا۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ کاروائی ایک منظم جماعت کی ہے۔ جس نے پہلے تجویزیں کرلی تھیں اور اس کی پشت پر کوئی ہمت دلانے والی قوت موجود تھی۔ ہندو سفاکوں کی یہ جماعت کثیر افراد پر مشتمل تھی۔ ایک گروہ بیرونی دروازہ توڑتا رہا۔ ایک بڑا گروہ اندرونی احاطہ مسمار کرنے میں مشغول رہا۔ ایک گروہ منبر کو توڑ تا رہا۔ اس نے منبر کو بالکل توڑ ڈالا۔ اس منبر میں ایک پتھر نصب تھا جس میں مسجد کی تعمیر کا کتبہ تھا وہ بھی ہندو غنڈے نکال کرلے گئے۔ مسجد کے عالیشان گنبدوں کو بے طرح نقصان پہنچایا گیا ہے۔ جسے دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ جابجا ان گنبدوں کو توڑ ڈالا ہے اور خدا جانے توڑنے میں کون سے سخت آلات استعمال کیے گئے، جن کا اثر دیواروں تک نے لیا۔ زینہ بھی کسی قدر توڑا گیا ہے۔ مسجد میں خاکستر کا ایک انبار بھی لگا دیکھا۔

کہا جاتا ہے کہ قرآن کریم میں بھی آگ لگائی گئی اور وہ بھی جلایا گیا۔ حکومت کو اس وقت دادگسترانہ تحقیق کرنی چاہیے۔ اور مجرموں کو ایسی عبرتناک سزا دینی چاہیے جس سے آئندہ کے لیے ایسے واقعات کا انسداد ہوجائے۔ آئندہ کے لیے اس مسجد کی حفاظت کے واسطے ایک پولیس کی چوکی قائم کردی جائے۔ اور اس کے مصارف کا بار وہاں کے ہندوؤں پر ڈالا جائے۔ مسجد کی مرمت نہایت عمدہ طریقہ پر بہت جلد ہونا چاہیے۔ گورنمنٹ نے اس کے لیے کیا انتظام کیا ہے۔ اس سے مسلمانوں کو خبردار کیا جائے۔

قاضی محمد احسان الحق نعیمی

ناظم محکمہ تبلیغ آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد یوپی

[السواد الاعظم مرادآباد: ربیع الآخر و جمادی الاولی ۱۳۵۲ھ ص ۴۲]

خاتمہ باب:

صدرالافاضل نے پوری حیات تبلیغی سرگرمیوں میں گزاری۔ بہت سی تحریکات میں حصہ لیا۔ بہت سی تنظیمیں تشکیل دیں۔ باطل طاقتوں کے خلاف بہت سے احتجاجات کیے۔ افسوس صدرالافاضل کی ان سرگرمیوں کی مکمل تفصیل دستیاب نہیں ہوئی۔ احقر کو تلاش بسیار کے بعد جو معلومات حاصل ہوئیں اس باب میں انہیں کو جمع کردیا گیا ہے۔

اس باب میں درج مختصر سی تحریر سے صدرالافاضل کی سرگرمیوں کا کماحقہ بیان تو متصور نہیں ہاں البتہ آپ کی ان مساعی جمیلہ کا یہ مختصر ساخاکہ بھی قوم مسلم کی رہبری ورہنمائی کے لیے کافی کارآمد ومفید ثابت ہوگا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

مناظرانہ سرگرمیاں

گل گلزار آل مصطفیٰ صدر الافاضل ہیں
ریاض گلستان مرتضیٰ صدر الافاضل ہیں
محرر بھی مناظر بھی مقرر بھی مفسر بھی
حکیم و حافظ و شمع ہدیٰ صدر الافاضل ہیں
تمامی فرقہائے باطلہ جن سے لرزتے تھے
بفضل ایزدی سیف خدا صدر الافاضل ہیں

مولانا عبدالسلام باندوی

۵

صدرالافاضل بحیثیت مناظر

صدرالافاضل کو فن مناظرہ میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ دور طالب علمی سے ہی آپ کو مناظرے کا شوق تھا۔ اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی یہ خاص عنایت تھی کہ آپ مناظرہ میں کبھی ناکام نہیں ہوئے۔ ہمیشہ فتح کا سہرا آپ ہی کے سر رہتا تھا۔ عیسائیوں، آریہ سماجیوں، ہندو پنڈتوں، غیر مقلدوں اور دیابنہ و نجدیہ سے آپ کے بہت سے مناظرے ہوئے۔ بہت سے مناظروں میں آپ شریک ہوئے۔ اور بہت سو میں آپ نے بنفس نفیس بحث فرمائی۔ بہت سے مناظرے تحریر تک ہی منحصر رہے۔ اسلام مخالف زور آوروں کو بارہا چیلنج مناظرہ دیا کیے مگر وہ تاب مقابلہ نہ لا سکے۔ ہم یہاں آپ کی مناظرانہ سرگرمیوں کا کچھ حصہ قلم بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

مرادآباد کے آریوں سے صدرالافاضل کی مناظرانہ چھیڑ چھاڑ

صدرالافاضل کے دور طالب علمی میں آریہ سماجی پنڈتوں اور دیوبندی وغیرہ بدمذہب جماعتوں کے مولوی بازاروں، چوراہوں اور بھیڑ بھاڑ کی جگہوں میں کھڑے ہو جاتے اور لوگوں کو اپنے مذہب و مسلک کی طرف دعوت دیتے۔ یہی نہیں بلکہ مذہب اسلام اور اہل سنت کے خلاف اشتعال انگیزی کرتے اور عام سادہ لوح مسلمانوں کو بہکانے کے لیے ہر ناپاک سعی کرتے۔

صدرالافاضل اکثر ایسے مقامات پر پہنچ کر ان مخالفین اسلام و مذہب اہل سنت کی ابلیسانہ چالوں کو بے کار کر دیتے۔ اور عوام الناس کو ان کی عیاریوں، مکاریوں اور ابلہ فریبیوں سے آگاہ کر کے رہنمائی کا فریضہ بخوبی انجام دیتے۔ مخالفین و معاندین مذہب و مسلک آپ کی مجاہدانہ معرکہ آرائی کی تاب نہ لا کر میدان چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے۔ اس طرح کے چند واقعات جو تاریخ میں محفوظ ہیں ہم یہاں نقل کرتے ہیں تاکہ قارئین پر آپ کی مناظرانہ شان صحیح طور پر ظاہر ہو جائے۔

زید بن حارثہ کے متبنیٰ ہونے پر آریہ پنڈت سے بحث

آپ ایک بار قلعہ مسجد سے نماز جمعہ سے فارغ ہو کر واپس آرہے تھے کہ راستے میں بازار چوک پر بھیڑ دیکھی۔ قریب جا کر دیکھا، تو پتہ چلا کہ ایک آریہ پنڈت مدرسہ شاہی کے ایک مدرس مولوی قدرت اللہ سے بحث کر رہا ہے۔ موضوع بحث صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پنڈت کا سوال یہ تھا کہ زید بن حارثہ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا تو ان کی مطلقہ بیوی سے خود نکاح کیوں فرمایا؟ اس

کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بہو سے نکاح کیا۔ دیوبندی مولوی نے کئی جوابات دیے، لیکن آریہ پنڈت نے ان جوابات کو اپنے دلائل سے کمزور ثابت کرتے ہوئے کچھ ایسے سوالات قائم کر دیے جن کے دیوبندی مولوی قدرت اللہ معقول و مدلل جوابات نہ دے سکے۔ اور وہاں سے شرمندہ ہو کر چلے گئے۔ جس پر آریوں نے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ پنڈت جی بھی خوب خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ دیکھو مولوی صاحب میرے سوال کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

آپ یہ سارا منظر ملاحظہ فرما رہے تھے۔ آپ نے جب دیکھا کہ پنڈت غرور و گھمنڈ کے نشے میں چور ہیں اور اس معمولی سے اعتراض کا معقول جواب نہ پاکر خود کو بہت بڑا دانشور سمجھ بیٹھے ہیں، تو آپ پنڈت جی کے پاس پہنچ گئے اور مناظرانہ تیور میں للکارتے ہوئے فرمایا: پنڈت جی مجھ سے سوال کرو! میں جواب دوں گا۔

پنڈت جی نے کہا: کہ آپ نے دیکھا نہیں؟ ابھی ایک مولوی صاحب میرے سوال سے عاجز آکر بھاگنے پر مجبور ہوگئے۔ آپ نے فرمایا: مجھے ان سے مطلب نہیں۔ آپ مجھے اپنا اعتراض تو بتائیں! میں آپ کو اس کا تسلی بخش جواب دوں گا۔ پنڈت نے اپنا وہی بے ہودہ اعتراض کہ آپ کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے بیٹے زید کی بیوی سے نکاح کیا، آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ نے جواباً فرمایا: پنڈت جی! ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح ہی نہیں فرمایا۔ کیوں کہ زید نبی کے منہ بولے بیٹے تھے اردو میں جسے متبنیٰ اور لے پالک بھی کہا جاتا ہے۔ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی بیٹے نہیں تھے۔ اور اسلام میں منہ بولے بیٹے پر حقیقی بیٹے کے احکام نافذ نہیں ہوتے۔ نہ اسے ورثہ سے حصہ ملتا ہے نہ اس کا ورثہ منہ بولا بیٹا بنانے والے کو ملے۔ پنڈت جی نے کہا کہ ہندو مذہب میں تو منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا ہی ہوتا ہے۔ اس کو ورثہ میں حصہ ملتا ہے۔ آپ نے عقلی و نقلی دلائل کی روشنی میں پنڈت جی کو بہت سے جوابات دیے۔ اور یہ ثابت کیا کہ صرف زبان سے کہہ لینے سے کوئی حقیقی بیٹا نہیں ہو جاتا۔ مگر پنڈت جی ضد پر اڑے رہے۔ اور ایک بھی سننے کو تیار نہ ہوئے۔ وہاں جو لوگ جمع تھے وہ بھی آپ کے بیان کردہ دلائل سے مطمئن ہوگئے مگر پنڈت جی نہیں مانے۔ اور پھر جب آپ کو یقین ہو چلا کہ پنڈت جی اس طرح نہیں ماننے والے تو آپ نے مجمع کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے پنڈت جی سے مخاطب ہو کر کہا کہ پنڈت جی!

تم میرے بیٹے ہو۔ اور یہ الفاظ آپ نے بر سر مجمع باآواز بلند تین مرتبہ دہرائے۔ اور پھر فرمایا: کہ اب میرے کہنے سے تم میرے منہ بولے بیٹے ہوگئے۔ اور خود تمھاری دلیل سے منہ بولے بیٹے کے تمام احکام ثابت مانے جائیں گے۔ تو اب چوں کہ بیٹے کی بیوی حرام ہوتی ہے لیکن بیٹے کی ماں حلال ہوتی ہے۔ لٰہذا تمہاری بیوی مجھ پر حرام ہوئی مگر تمھاری ماں مجھ پر حلال ہوگئی۔

پنڈت جی آپ کے اس عقلی و الزامی جواب سے بوکھلا گئے۔ اور کہنے لگے: کہ آپ مجھے گالی دے رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا پنڈت جی! اگر یہ گالی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ منہ بولا حقیقی بیٹا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اب تک آپ اسی بات پر بضد تھے۔ اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوتا، اور اس پر حقیقی بیٹے کے احکامات نافذ نہیں ہوتے تو پھر آپ کا یہ اعتراض بھی غلط ثابت ہو گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کیا۔

آپ کی اس مناظرانہ گفتگو سے پنڈت جی کے ہواس باختہ ہو گئے۔ اور بوکھلاہٹ میں کچھ سے کچھ بکنے لگے۔ اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے بھاگے کہ مولوی صاحب (مولوی قدرت اللہ مدرس شاہی مدرسہ مرادآباد) چلے گئے تھے اب میں جاتا ہوں۔ پنڈت جی چلے گئے۔ اور مجمع ان پر تالیاں پیٹنے لگا۔ اور وہاں موجود لوگ آپ کی مناظرانہ شان دیکھ کر داد و تحسین کے صدائیں بلند کرنے لگے۔

[ماخوذ از حیات صدرالافاضل نمبر، ہفت روزہ سواد اعظم لاہور:
۱۲، ۱۹/ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ ۱۹، ۲۶/ جون ۱۹۵۹ء، ص ۷، ۸]

آواگون پر آریہ پنڈت کو صدرالافاضل کا جواب

یوں ہی ایک آریہ پنڈت مرادآباد کے محلہ گل شہید کے قبرستان کے قریب کھڑا ہو کر قبرستان میں فاتحہ پڑھنے آنے والے لوگوں کو روک کر انہیں فاتحہ پڑھنے سے روکتا۔ اور دلیل میں کہتا کہ ان مردوں کی روح دوسرے قالب میں پہنچ گئی ہے، تو ان کے لیے فاتحہ پڑھنا بے سود ہے۔ حاجی ملا محمد اشرف شاذلی نے آپ سے آکر بتایا۔ تو آپ ملا جی کے ساتھ قبرستان پہنچ گئے۔ وہاں جا کر قبروں کے پاس فاتحہ پڑھنے لگے، تو پنڈت نے حسب عادت حضرت کو بھی فاتحہ سے روکنے کی کوشش کی۔ اور وہی باتیں جو لوگوں سے کرتا تھا آپ سے بھی کرنا شروع کر دیں۔ آپ نے اس کی بات سن کر اس سے روح سے متعلق چند سوالات کیے۔ جس کا کوئی جواب سوائے خاموشی اس کے پاس نہیں تھا۔ پھر آپ نے تناسخ کے بطلان پر علمی، تحقیقی، منطقی و فلسفیانہ انداز میں دلائل بیان فرمائے جسے سن کر پنڈت مبہوت ہو کر رہ گیا۔ اور حیرانگی میں بولا کہ میں نے آج تک کوئی ایسا محقق فلسفی نہیں دیکھا۔ آج میری تسلی ہو گئی۔ اب آئندہ میں کسی کو فاتحہ پڑھنے سے نہیں روکوں گا۔ [مرجع سابق]

بریلی شریف میں پنڈت رامچندر سے صدرالافاضل کا مناظرہ

دہلی کا رام چندر آریہ پنڈت بہت ہی چرب زبان، دریدہ دہن، شاطر اور فتنہ پرور تھا۔ غیر مقلدین نے اسے قرآن کریم کی چند سورتیں یاد کرادی تھیں جو وہ اچھے انداز میں پڑھ لیتا تھا۔ اس نے بریلی میں آکر مسلمانوں کو چیلنج مناظرہ دے دیا۔ لوگوں نے حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں بریلوی سے آکر عرض کیا: کہ رام چندر چیلنج مناظرہ کر رہا ہے، ہمیں ایک عالم چاہیے۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی مرادآباد صدرالافاضل کو تار دے دو۔ رات تک صدرالافاضل تشریف لے آئیں

گے اور صبح کو مناظرہ شروع ہو جائے گا۔ حسب حکم تار دے دیا گیا۔ لیکن تار کسی سبب تاخیر سے پہنچا۔ ٹرین کا وقت نکل گیا اور آپ وقت مقررہ پر نہ پہنچ سکے۔

حجۃ الاسلام نے جب دیکھا کہ آپ کو آنے میں تاخیر ہو گئی ہے، تو حجۃ الاسلام نے مولانا ظہور الحسین رامپوری، سابق صدر مدرس منظر اسلام بریلی شریف، کو مناظر مقرر فرما کر مناظرہ کی کاروائی شروع کرنے کا حکم دے دیا۔ مناظرہ کی اصل بحث روح و مادہ سے متعلق تھی۔ دوران مناظرہ آپ بھی مناظرہ گاہ میں پہنچ گئے۔ آپ نے دیکھا کہ مولانا ظہور الحسین صاحب علمی دلائل دیے جا رہے ہیں لیکن رام چندر پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے۔ اور عوام بھی اس علمی بحث و مباحثہ سے کوئی نتیجہ اخذ نہیں کر پا رہی ہے، تو آپ نے حجۃ الاسلام سے کہا: کہ اگر میں اس وقت درمیان میں کچھ بولتا ہوں تو رام چندر یہ کہے گا کہ میں نے مسلمانوں کے ایک مناظر کو شکست دے دی، اس لیے دوسرا میدان میں آیا ہے۔ آپ ایسا کریں کہ بحیثیت صدر یہ اعلان کر دیں کہ گرمی زیادہ ہے گیارہ بج گئے ہیں بقیہ بحث رات کو ہو گی۔ حجۃ الاسلام نے جب یہ اعلان فرمایا تو فوراً آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ آپ تمام لوگ کچھ دیر کے لیے ٹھہر جائیں، تاکہ میں آپ کو یہ بتا سکوں کہ اب تک کی مناظرانہ بحث سے کیا نتیجہ نکلا۔

سب لوگ ٹھہر گئے تو آپ نے پنڈت رامچندر سے پوچھا پنڈت جی آپ کا کہنا یہ ہے کہ روح انسانی اور روح حیوانی میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں ایک ہی ہیں۔ صرف نوعیت کا فرق ہے۔ پنڈت جی نے اقرار کیا کہ ہاں میرا یہی دعوی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مولانا صاحب کا ماننا یہ ہے کہ دونوں میں صرف صورت ہی کا فرق نہیں بلکہ دونوں میں بہت فرق ہے۔ جس پر مولانا ظہور الحسن صاحب نے فرمایا: ہاں میرا یہی ماننا ہے۔

پھر آپ نے مجمع سے پوچھا کہ اس بحث سے آپ لوگ کچھ سمجھے؟ مجمع سے آواز آئی نہیں۔ تو پھر آپ نے فرمایا کہ پنڈت جی کہتے ہیں کہ آدمی اور گدھے میں روحانی کچھ فرق نہیں۔ گدھا اور آدمی ایک ہی ہیں۔ ان میں بس صورت کا فرق ہے۔ جیسا کہ تمھارے سامنے پنڈت جی نے اقرار کیا ہے، کہ روح انسانی اور روح حیوانی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں ایک ہی ہیں۔ اتنا سننا تھا کہ مجمع میں حاضر لوگ قہقہہ مار کر ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ پنڈت جی اور گدھے میں فقط صورت کا فرق ہے ورنہ دونوں ایک ہی ہیں۔ اور پھر آپ کی مناظرانہ مہارت کی داد دینے لگے اور دعائیں دینے لگے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ و سلامت رکھے، جنہوں نے دو لفظوں میں سارے مناظرے کا نچوڑ ہمیں سمجھا دیا۔ اور اس طرح یہ مناظرہ مسلمانوں کے حق میں ختم ہوا۔

رامچندر سے دوسرا مناظرہ بریلی میں

رامچندر نے شکست کھانے کے باوجود شام کو مندر میں آ کر مناظرہ کرنے کے لیے کہا اور بولا کہ اس وقت میں آپ کے یہاں آیا ہوں شام کو آپ مندر میں آئیں اور مجھ سے مناظرہ کریں۔ آپ نے اس کی دعوت مناظرہ قبول

فرمالی۔ اور وعدہ کر لیا کہ شام کو مندر میں آکر مناظرہ کروں گا۔ اس کے بعد آپ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت آپ کی اس مناظرانہ کامیابی پر بہت خوش ہوئے۔ اور پھر فرمایا کہ کیا شام کو آپ مندر میں جائیں گے مناظرہ کے لیے؟ آپ نے عرض کیا: جی تبلیغ اسلام کے لیے مندر میں جاؤں گا۔ اعلیٰ حضرت نے کامیابی کے لیے دعا فرمائی۔

آپ رات کو حسب وعدہ مندر پہنچ گئے۔ بحث شروع ہوئی تو رامچندر نے سب سے پہلے یہ بات رکھی کہ مولانا! آپ مجھ سے کیا بحث کریں گے۔ مجھے آپ کے قرآن کے پندرہ (۱۵) پارے یاد ہیں آپ مجھے میرے وید کے پندرہ اوراق سنادیں۔ آپ نے فرمایا: پنڈت جی یہ بات دوبارہ نہ کہنا اس میں آپ ہی کی ذلت و رسوائی ہے۔ اس نے جواب میں کہا: واہ جناب الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ آپ میری کتاب سے کچھ نہ پڑھ سکیں نہ سنا سکیں اور اس میں میری ہی ذلت ہو۔ اس میں تو آپ ہی کی ذلت ہوگی میری نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں ذلت تمہاری ہی ہوگی۔ اور یہ بات میں بڑی مہربانی سے کہہ رہا ہوں۔ اگر آپ نے یہ بات دوبارہ کہی تو یقیناً آپ کی بڑی ذلت ہوگی۔ پنڈت نے کہا اس میں میری ذلت بھلا کیوں کر ہوگی؟ آپ نے فرمایا: کہ پنڈت جی آپ میری کتاب قرآن مقدس تو پندرہ پارے یعنی آدھا قرآن سنا سکتے ہیں۔ کیا اپنی کتاب آدھی یا چہارم سنا سکتے ہیں؟ ۱۵؍ ورق بلکہ ۵؍ ورق ہی سنادو۔ مجھے پتہ ہے کہ بالکل نہیں سنا سکتے۔ پھر فرمایا کہ خود جب آپ کو اپنی کتاب سے کچھ یاد نہیں اور قرآن مجید کے پندرہ پارے یاد ہیں تو اسی سے قرآن پاک کی صداقت ثابت ہوگئی۔ اور ثابت ہوگیا کہ مخالف کی زبان پر قرآن کا یہ فیض ہے کہ وہ پندرہ پارے سنانے کے لیے تیار ہے۔ اور ماننے والا یعنی مسلمان خواہ کتنا ہی بڑا جاہل ہو اسے قرآن پاک سے کچھ نہ کچھ ضرور یاد ہوتا ہے۔ خواہ ایک آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم، ہی ہو۔ قرآن پاک کا دعوی ہے کہ ھدی للناس، یہ کتاب سارے جہان کے لیے ہدایت ہے۔ یہ دعوی پنڈت جی تمھارے قول سے ثابت ہوگیا۔ اور قرآن مقدس کا سارے عالم کے لیے ہدایت ہونا آفتاب سے زیادہ روشن ہوگیا۔ آپ نے یہ بات اس قدر عمدہ پیرایہ میں بیان کی کہ مجمع میں موجود ہندو بھی قرآن پاک کو کتاب الٰہی ماننے پر مجبور ہوگئے۔ مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر و رسالت کی صدائیں بلند کیں۔

پنڈت رامچندر شرمندہ ہو کر کہنے لگا کہ یہ مکان جلسہ کے لیے عاریۃً لیا گیا تھا، وقت زیاد ہو چکا اب میں جلسہ ختم کرتا ہوں باقی گفتگو کل ہوگی۔ آپ اور جملہ مسلمان مناظرہ گاہ سے کامیابی کے ساتھ نعرے لگاتے ہوئے رخصت ہوئے۔ اور اس طرح پنڈت رامچندر کو ایک دن میں دوبار شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ دوسرے روز پتہ چلا کہ رامچندر رات ہی بریلی چھوڑ کر دہلی بھاگ گیا ہے۔ [مرجع سابق: ص ۸، ۹]

مفتی احمد یار خاں نعیمی نے تفسیر نعیمی میں اس واقعہ کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے لکھتے ہیں:

''ایک بار رام چندر آریہ نے **حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** سے عرض کیا کہ مجھے قرآن کریم کے چودہ پارے یاد ہیں بتائیے آپ کو میرا وید کتنا یاد ہے؟ حضرت موصوف نے فرمایا: یہ تو میرے قرآن کا کمال ہے کہ

دوست تو دوست دشمنوں کے سینوں میں بھی پہنچ گیا۔ اور تیرے وید کی یہ کمزوری ہے کہ دوستوں کے دل میں بھی گھر نہ کر سکا۔ اور بقول تمہارے دنیا میں وید کو آئے ہوئے کروڑوں برس ہو چکے لیکن ہندوستان سے آگے نہ نکل سکا۔ مگر قرآن کریم چند صدیوں میں تمام عالم میں پہنچ گیا۔" [تفسیر نعیمی پہلی جلد: سورہ بقرہ۔ ص ۷]

بریلی میں صدر الافاضل کا رام چندر آریہ سے تیسرا مناظرہ

۲۶؍ اپریل ۱۹۲۰ء کی شب میں بریلی شریف میں آپ سے مقابلے کے لیے آریوں کی طرف سے رامچندر پھر پھر مناظرہ کے لیے پہنچ گیا۔ حالں کہ رامچندر اس سے پیشتر کئی بار آپ کے ہاتھوں شکست کھا چکا تھا۔ مگر ؏

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

پچھلے مناظروں میں رامچندر نے وید کے الہامی ہونے پر بحث کی تھی مگر ثابت نہ کر سکا تھا۔ اور آخر مجمع عام میں اقرار کیا تھا کہ میں ویدوں کے الہامی ہونے پر آپ کے قابل قبول کوئی دلیل نہیں پیش کر سکتا۔ اس بار جب آپ نے یہ بحث چھیڑی تو آریوں نے کہا کہ ہمیں قرآن کے تعلق سے اعتراض پیش کرنے کی اجازت دیں اور آپ ان کے جوابات دیں۔ صدر الافاضل نے ان کی بات مان لی اور انہیں قرآن کے غیر الہامی ہونے پر دلائل پیش کرنے کی اجازت دے دی۔ اور پھر ان کے دلائل سن کر آپ نے انہیں مسکت جوابات دیے جسے سن کر وہ حیران ہو گئے۔ اور ہر بار کی طرح اس بار بھی آپ کو مناظرہ میں کامیابی حاصل ہوئی۔

ماہنامہ السواد الاعظم مراد آباد کی درج ذیل خبر سے مناظرہ کی قدرے تفصیل ملاحظہ ہو:

"انجمن اہل سنت و جماعت بریلی کے سالانہ جلسے ۱۴؍ اپریل ۱۹۲۰ء سے شروع ہوئے۔ آریوں نے بذریعہ تحریر مناظرہ کی درخواست کی ۲۶؍ اپریل کی شب میں انہیں مناظرہ کے لیے موقع دیا گیا۔ سال گزشتہ میں آریوں کی طرف سے پنڈت رام چندر دہلوی مناظر تھے۔ انہوں نے مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی مناظر اسلامی کے مقابلہ میں عاجز ہو کر مجمع عام میں اقرار کیا کہ میں ویدوں کے الہامی ہونے پر آپ کے قابل قبول کوئی دلیل نہیں پیش کر سکتا۔ چوں کہ امسال بھی اہل اسلام کی طرف سے مولانا موصوف ہی مناظر تھے لہٰذا انہوں نے فرمایا: کہ اگر آریوں نے ایک سال کے عرصہ میں ویدوں کے الہامی ہونے کی کوئی دلیل بہم پہنچائی ہے تو پیش کریں۔ لیکن آریہ کسی طرح وید کے متعلق بحث کرنے پر راضی نہ ہوئے۔ اور یہی کہتے رہے کہ ہمیں اعتراض کی اجازت دیجیے، تب مولانا نے اظہار عجز پر اعتراض کی اجازت دی۔ انہوں نے قرآن پاک پر اعتراض کیے۔ مولانا نے وہ جواب دیے کہ حیران ہو گئے۔ جواب قابل دید ہیں۔ انجمن اہل سنت بریلی کی روداد میں مفصل۔۔۔۔۔"

[السواد الاعظم مراد آباد: رجب ۱۳۳۸ھ ص ۳۳]

تحریک شدھی کے بانی پنڈت شردھانند آریہ کو صدرالافاضل کا چیلنج مناظرہ

شدھی سبھا کی لگام پنڈت شردھانند کے ہاتھوں میں تھی اس لیے شدھی کے سدباب کے لیے شردھانند کا محاسبہ بہت ضروری تھا۔ آپ نے پہل فرماتے ہوئے شردھانند کی خبر گیری شروع فرمادی۔ اور جگہ جگہ اس کو مناظرہ کا چیلنج دینا شروع کر دیا۔ تحریری شکل میں بھی آپ نے چیلنج مناظرہ دیا۔ جسے رامپور کے مشہور اخبار دبدبہ سکندری نے شائع کیا۔ اس میں آپ نے شردھانند کو بڑے سے بڑے رشی مہاتما بلکہ دنیا بھر کے تمام آریوں کے ساتھ آکر مناظرہ کرنے کا چیلنج دیا مزید آپ نے فرمایا: کہ وہ اپنے مذہب کی دعوت دینے سے پہلے اپنے دین کی حقانیت تو ثابت کرے۔ اس کے ویدک دھرم میں اتنادم ہی نہیں ہے کہ وہ اور اس کے سارے مہاتما مل کر بھی اس کی حقانیت کو ثابت کر پائیں۔ آپ کے چیلنج مناظرہ سے متعلق تحریر جو اخبار میں شائع ہوئی درج ذیل ہے:

پنڈت شردھانند کو مناظرہ کا چیلنج

(از جناب فضیلت انتساب مولانا مولوی مفتی حکیم محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مرادآبادی از صدر دفتر مرکز وفود اسلام جماعت رضائے مصطفی آگرہ رکابگنج)

اشدھی سبھا کے بانی مبانی پنڈت شردھانند جو تمام عالم کے مسلمانوں کو ہندو بناڈالنا چاہتے ہیں۔ اور جو ہندوستان کے سات کرور مسلمانوں کو ہندو دھرم میں داخل کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جابجا اشدھی سبھائیں قائم کر کے عالم میں ایک بے چینی اور تلاطم پیدا کر رہے ہیں۔ کیا ان کا فرض نہیں ہے کہ وہ دعوت دینے سے قبل اپنے مذہب کے صدق اور حقانیت کا ثبوت دیتے۔ اس لیے میں اعلان دیتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ویدک دھرم کی حقانیت اور وید کے کتاب الٰہی ہونے کا ثبوت دیں۔ اگر انہوں نے اس سے گریز کی تو یہ ان کے بطلان مذہب کی ایک روشن شہادت ہوگی۔ اور پھر ایک ایسے مذہب کی تمام عالم کو دعوت دے ڈالنا جس کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے وہ تیار نہ ہوں نہایت بے جا ہوگا۔ میں اجازت دیتا ہوں کہ پنڈت شردھانند اس مقابلہ میں تمام جہان کے آریوں سے مدد لیں۔ یہ گفتگو کسی صدر مقام پر فیصلہ کن طریقہ پر ہوگی اور نتیجہ برآمد ہونے تک جاری رکھی جائے گی۔ خواہ اس میں کتنا ہی زمانہ صرف ہو۔ فریقین کی تقریریں ہر جلسہ میں چھاپ کر تقسیم کی جائیں گی۔ تاکہ روداد ساتھ ساتھ مرتب ہوتی رہے۔ اور کسی فریق کو اس میں دست اندازی کا موقع نہ ملے۔

(تاکید) پھر بتاکید کہا جاتا ہے کہ پنڈت شردھانند اپنی پوری طاقت جمع کر کے سامنے آئیں۔ اور ہندوؤں کے بڑے سے بڑے رشی اور مہاتما کو اپنی اعانت کے لیے بلالیں، تاکہ کمزوری ظاہر ہونے پر اس عذر کا موقع نہ رہے

کہ اگر فلاں شخص ہوتا تو شاید کچھ ہماری بگڑی بنا سکتا۔ مگر کہے دیتا ہوں کہ ویدک دھرم میں اتنا دم ہی نہیں ہے کہ پنڈت اوران کے سارے مہاتما مل کر وید کے کتاب الٰہی ہونے کا ثبوت دے سکیں۔ ؎

پھرتے ہو کیا تیغ باندھے اے حسینوں ناز سے
سامنے مردوں کے آؤ امتحاں ہو جائے گا

[دبدبہ سکندری: ۳۰/ جولائی ۱۹۲۳ء، ص۶]

بریلی میں پنڈت بلدیو پرشاد اور پنڈت رام چندر دہلوی سے صدر الافاضل کا مناظرہ

آپ کے اس چیلنج مناظرہ کا پنڈت شردھانند پر تو کچھ اثر نہ ہوا۔ البتہ پنڈت بلدیو پرشاد اور پنڈت رامچندر دہلوی میدان مناظرہ میں آنے کے لیے تیار ہو گئے۔ مناظرہ کے لیے بریلی شہر کا انتخاب کیا گیا۔ آپ اس وقت شہر آگرہ میں شدھی تحریک کے سدباب میں مصروف تھے۔ اطلاع ملتے ہیں فوراً بریلی شریف پہنچ گئے۔ مناظرہ شروع ہوا۔ آپ کے سامنے بھلا ان بے علموں کی کیا حیثیت تھی جو زیادہ دیر پیر جما پاتے۔ آپ نے ذرا سی دیر میں دونوں پنڈتوں کے سارے کس بل ڈھیلے کر دیے۔ اور وید اور ویدک دھرم کے بطلان پر وہ علمی وعقلی شواہد پیش فرمائے کہ خود مناظر پنڈت رامچندر بر سرعام یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ

”وید سرچشمہ علوم نہیں ہے اور میں وید کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت پیش نہیں کر سکتا“

[مرجع سابق: ۱۰/ ستمبر ۱۹۲۳ء، ص۸]

اور اس طرح یہ مناظرہ مسلمانوں کی فتح و کامرانی کے ساتھ اختتام کو پہنچا۔

شردھانند کو صدر الافاضل کا دوبارہ اعلان مناظرہ بذریعہ اشتہار

آپ بریلی میں آریہ مناظروں کو ذلت و رسوائی کے قعر عمیق میں دھکیلنے کے بعد پھر آگرہ پہنچے۔ اور ایک بار پھر آپ نے باطل مذہب کے ٹھیکیدار کو للکارا۔ شردھانند کو پھر آواز دی۔ اس مرتبہ آپ نے باضابطہ ایک اشتہار شردھانند کے خلاف شائع کیا، جس میں آپ نے شردھانند سے کچھ اس طرح خطاب کیا۔ ملاحظہ کریں:

”جب آپ ویدک دھرم کا پرچار اور آریہ مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اور دنیا کی اقوام کو اپنی طرف آنے کی دعوت دیتے ہیں، تو آپ کا پہلا فرض تھا کہ آپ اپنے مذہب کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے تیار ہوتے۔ اور اپنے خیالی دو ارب سے زیادہ عمر والے مذہب کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے دنیا کو چیلنج دیتے نہ کہ آپ سے مطالبہ کیا جائے اور آپ خاموش ہوں“

[روداد جماعت مبارکہ ۱۳۴۲ھ بحوالہ تاریخ جماعت رضائے مصطفی: ص۲۵۲]

صدرالافاضل کا چیلنج مناظرہ اور پنڈت منتری ستیہ پال

آپ کے ہاتھوں آریہ مشہور پنڈتوں کی شرمناک شکست کو ابھی کچھ وقت بھی نہ گزر پایا تھا کہ بریلی سے ایک آریہ سماجی پنڈت منتری ستیہ پال نے ایک اشتہار شائع کر دیا۔ جس میں اس پنڈت نے اپنے جھوٹے مذہب کو بچانے کے لیے، اپنے پنڈتوں کی شکست فاش پر جھوٹی فتح کا لیبل لگا کر شکست کا رخ آپ کی طرف موڑ دیا۔ اور آپ کی طرف سے دیے جانے والے دعوت مناظرہ کو منظور کر لیا۔ جب یہ اشتہار حضور شیر بیشہ اہلسنت مولانا حشمت علی خاں کے ہاتھوں میں پہنچا تو آپ نے اس پنڈت کو دنداں شکن جواب دیتے ہوئے آپ کے ہاتھوں ان پنڈتوں کی جو درگت ہوئی اس کی صحیح منظر کشی فرمائی۔ اور اس پنڈت کے چیلنج مناظرہ کی منظوری پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ مزید آپ نے مناظرہ کی تاریخ ۲۰/ستمبر ۱۹۲۳ء بھی مقرر فرمادی۔ ملاحظہ ہو درج ذیل مراسلہ جو اخبار دبدبہ سکندری میں شائع ہوا۔"

پنڈت شردھانند مناظرہ کے لیے حاضر ہوں!

(از محترم جناب عبید الرضا مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی لکھنوی

از دفتر مرکز وفود اسلام جماعت رضائے مصطفی بمقام آگرہ)

آج ۷/محرم ۱۳۴۲ ہجری کو ہمیں منتری ستیہ پال آریہ سماج بریلی کا اشتہار ملا۔ جو انہوں نے تہذیب کا خون کر کے لکھا ہے۔ اور ہر شخص جیسی تعلیم پاتا ہے ویسا ہی کلام اس کی زبان سے نکلتا ہے۔ ہمیں ان کی تعلیوں کی طرف التفات نہیں۔ وہ اس سے زیادہ تعلیاں کریں۔ مگر ان کی ایسی غلط بیانی پر ضرور افسوس ہے، جس کی انہوں نے جرأت کی۔ ماسٹر بلدیو پرشاد اور پنڈت رامچندر صاحب دہلوی **حضرت صدرالافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی حکیم نعیم الدین صاحب قبلہ مدظلھم العالی** کے مقابل جس طرح لاجواب ہوئے۔ اور مجمع عام میں اپنے عجز کے اقرار کیے۔ وہ منظر ہزارہا آدمیوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

تمام بریلی کے وہ لوگ جو اس جلسے میں شریک تھے جانتے ہیں، کہ ماسٹر بلدیو پرشاد کے تمام رفقا ان کی نازک حالت دیکھ کر ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے تھے۔ اور ان بیچارے کی یہ حالت تھی ہمت ہارے ہوئے کئی کئی منٹ کے بعد اٹھتے تھے۔ جس پر مضحکہ ہو رہا تھا۔ اور پنڈت رامچندر صاحب تو ایسے عاجز ہوئے کہ انہوں نے ہزارہا آدمیوں کے مجمع میں صاف اقرار کیا کہ "وید سرچشمہ علوم نہیں ہے اور وید کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت نہیں پیش کر سکتا" کیا یہی **حضرت صدرالافاضل** کی زک ہے؟ کیا اسی کو **حضرت استاذ العلماء** کی شکست فاش کہتے ہیں؟ اگر زک اور شکست فاش کے یہی معنی ہیں تو ایسی زک اور شکست فاش آپ ہمیں ہزار بار دیجیے۔

آپ پنڈت شردھانند سے مجمع عام میں اقرار کرا لیجیے، کہ وید کتاب الٰہی نہیں۔ اور کہہ دیجیے کہ ہم نے مسلمانوں کو زک اور شکست فاش دے دی، ہم اس سے بہت خوش ہوں گے۔ یہ واقعے تو آریہ سماج کے لیے ایسے شرم ناک تھے کہ آریہ ان کا ذکر بھی اپنی زبانوں پر نہ لاتے مگر اپنی اپنی حیا۔

میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا وید کی ایسی ہی سچائی ثابت کی جائیں گی جیسی ان واقعات میں ظاہر کی گئی ہے؟ خیر یہ تو آپ جانیں۔ جھوٹ سچ بولیں آپ کو اختیار ہے۔ آپ کا مذہب جیسی تعلیم دے وہ کیجیے۔ لیکن ہم اس پر اظہار مسرت کرتے ہیں کہ آپ نے چیلنج مناظرہ کی منظوری کا اعلان دیا۔ اس لیے تاریخ مقرر کی جاتی ہے۔

چوں کہ آپ نے بریلی سے اعلان شائع کرایا ہے۔ اس لیے ۲۰؍ستمبر ۱۹۲۳ء کو پنڈت شردھانند صاحب بریلی میں مناظرہ کے لیے تشریف لائیں اور ہمارے چیلنج کے مطابق حقانیت وید کے ثبوت پیش کریں۔ تعلیوں کی ضرورت نہیں۔ میدان مناظرہ میں باطل کا راز فاش ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس تاریخ میں **حضرت سیدی صدر الافاضل استاذ العلماء جناب مولانا نعیم الدین صاحب قبلہ مدظلہم العالی** بھی بریلی میں تشریف فرما ہوں گے۔ آپ کو چاہیے کہ پنڈت شردھانند کی تشریف آوری کی اطلاع ایک ہفتہ قبل بذریعہ رجسٹری آپ دیں۔"

[دبدبہ سکندری: ۱۰؍ستمبر ۱۹۲۳ء، ص۸]

بجائے اس کے کہ آریہ سماجی میدان مناظرہ میں پہنچتے۔ ایک اور اشتہار صدر الافاضل کے خلاف شائع کیا گیا، جس میں کھل کر آپ کے خلاف دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا گیا۔ شیر بیشہ اہل سنت نے اس اشتہار کا تفصیلی جواب تحریر فرمایا جو دبدبہ سکندری میں شائع کیا گیا۔ ہم اس کا وہ حصہ جس کا تعلق صدر الافاضل کی ذات گرامی سے ہے نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

آج ہمیں ستیہ پال منتری آریہ سماج بریلی کا دوسرا اشتہار ملا، جس میں انہوں نے بدستور سابق دریدہ دہنی سے کام لیا ہے ہم... ان سب باتوں سے قطع نظر کر کے اصل ذکر پر پنڈت جی کو توجہ دلاتے ہیں۔ **حضرت سیدی صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مدظلہم العالی** نے پنڈت شردھانند کو مناظرہ کا چیلنج دیا وہ بذریعہ رجسٹری پنڈت شردھانند کو گیا، اس میں مضمون و شرائط مناظرہ مفصل بتا دیے گئے۔ رسید پنڈت شردھانند کی ہمارے پاس پہنچ گئی۔ آپ کون تھے؟ آپ کو قابل خطاب ہی کس نے گنا ہے؟ آپ کو کیا حق تھا کہ اس کے جواب میں گالیوں بھرا اشتہار شائع کراتے؟ ہمارے چیلنج مناظرہ پر جو پنڈت شردھانند کے نام تھا آپ نے کیوں منظوری کا اعلان دیا؟ اور جب آپ دے چکے تو ازانجا کہ آپ قابل خطاب نہیں۔ اگرچہ آپ کے سماج بھر میں کوئی بھی **حضرت استاد العلماء مدظلہ العالی** کے مقابل آنے کے قابل نہیں، مگر چوں کہ پنڈت شردھانند نے علم اشدھی اس وقت ہاتھ میں لیا ہے۔ اور تمام سماجیں ان کے پیچھے ہو لیے ہیں اس لیے ہم نے دوسرا اشتہار آپ کی منظوری پر پھر انہیں کے نام شائع

کیا۔ اوراس میں مقام مناظرہ بریلی بھی مقرر کر دیا۔ اور پنڈت شردھانند تک بذریعہ رجسٹری پہنچا دیا۔ اس دوسری مرتبہ بھی رسیدان کی ہمارے پاس آگئی۔ ہماری طرف سے ۲۰؍ستمبر مناظرہ کے لیے مقرر ہے۔ **حضرت استاذالعلماء مدظلہ العالی** اس تاریخ کو بریلی تشریف فرما ہوں گے ... اگر تاریخ مذکور پر پنڈت شردھانند مناظرے کے لیے حاضر نہ ہوئے تو ویدک دھرم کی شکست فاش اور آریہ سماج کا فاحش فرار ہوگا‘‘

[دبدبہ سکندری: ۱۷؍ستمبر ۱۹۲۳ء، ص۸،۹]

سراج گنج بنگال میں صدرالافاضل اور شردھانند

اس مقررہ تاریخ پر بھی پنڈت شردھانندیا اس کا کوئی حواری میدان مناظرہ میں نہیں پہنچا۔ مگر آپ نے بھی جیسے قسم کھالی ہو کہ جب تک شردھانند ہاتھ نہیں آئے گا چین کی سانس نہیں لوں گا۔ آپ جابجا اس کا پیچھا کرتے رہے۔ آپ کو پتہ چلتا کہ وہ آج فلاں گاؤں میں گیا ہے آپ وہیں پہنچ جاتے۔ مگر اس سے پہلے کہ آپ اس کو پکڑ پاتے وہ فرار ہو جاتا۔ اوراس طرح لوگوں پر یہ بات آشکار ہوتی چلی گئی کہ شردھانند مناظرہ کرنے کے لائق نہیں ہے۔ آریوں کو یہ بات بڑی ندامت آمیز محسوس ہوئی۔ اسی پس منظر میں انہوں نے آپ کو سراج گنج بنگال میں آکر شردھانند سے مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ آپ تو پہلے ہی سے موقع کی تلاش میں تھے۔ فوراً سراج گنج بنگال روانہ ہوگئے۔ جب آپ مناظرہ گاہ میں پہونچے تو شردھانند آپ کو دیکھتے ہی فرار ہو گیا۔ جماعت اشاعۃ الحق مرادآباد سے شائع شدہ ایک اشتہار میں اس کا خلاصہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

’’**حامی دین ملت ناصر شریعت حضرت مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب**.... لالہ شردھانند کے مقابلے کے لیے سراج گنج بنگال بلائے گئے تھے۔ وہاں تشریف لے گئے۔ اورالحمدللہ ہیبت حق کا یہ اثر ہوا کہ شردھانند صاحب اپنا جلسہ بھی چھوڑ کر روانہ ہوگئے۔ وہاں کی پبلک نے حق کی صولت اپنی آنکھوں سے دیکھی‘‘

[اشتہار، بعنوان ’’مسلمانوں کی حالت اور اظہار افسوس‘‘]

نیز دبدبہ سکندری میں بھی اس کے فرار کا ذکر ان الفاظ میں موجود ہے:

’’سراج گنج کو تار دے دیا گیا کہ علمائے کرام روز سہ شنبہ پہنچیں گے۔ یہ خبر وہاں بہت تیزی کے ساتھ پھیل گئی۔ اور جب پنڈت شردھانند کو معلوم ہوا کہ جو مصیبت ہندوستان میں پیش تھی وہی بنگال میں آنے والی ہے۔ تو وہ رات ہی کو اپنی مہاسبھا کے اجلاس ناتمام چھوڑ کر سراج گنج سے روانہ ہوگئے۔ اور مسلمانوں کو حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں بغیر مناظرے کے محض حقانی رعب سے فتح مبین حاصل ہوئی‘‘

[دبدبہ سکندری: ۳۰؍جون ۱۹۲۴ء، ص۷]

مفتی محمد عمر نعیمی لکھتے ہیں:

''نواحِ متھرا اور آگرہ میں شردھانند نے جب فتنہ ارتداد شروع کیا، حضرت نے اسے مناظرے کی دعوت دی، اس نے دعوت قبول کی۔ حضرت دہلی تشریف لے گئے۔ وہ دہلی سے بھاگا اور بریلی پہنچا۔ حضرت نے بریلی جاکر اسے چیلنج کیا، وہ وہاں سے لکھنؤ بھاگا۔ حضرت لکھنؤ پہنچے، وہاں سے وہ پٹنہ پہنچا۔ حضرت نے پٹنہ اس کا تعاقب کیا، وہاں سے وہ کلکتہ روانہ ہوا۔ حضرت نے وہاں جاکر اسے پکڑا، تو اس نے مناظرے سے صاف انکار کر دیا۔''

[ہفت روزہ سوادِ اعظم لاہور: ذوالحجہ ۱۳۷۸ھ، ص۹]

آرہ ضلع بہار میں آریوں کے خلاف صدرالافاضل

آریوں کی شرانگیزی ''بہار'' میں زوروں پر تھی۔ اور وہاں کے مسلمان کافی حد تک پریشان ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنے شہر کے عالم حضرت مولانا عبدالغفور صاحب کے توسط سے جماعت رضائے مصطفیٰ سے استدعا کی کہ ان کی رہنمائی اور باطل کی سرکوبی کے لیے علما کا ایک وفد یہاں بھی روانہ فرمائیں۔ جماعت کی طرف سے مولانا عبدالغفور کی درخواست پر ایک وفد آرہ بہار روانہ کیا گیا، جس میں حضور اشرفی میاں اور صدرالافاضل بھی شامل تھے۔ وہاں اس وفد کا بہترین استقبال کیا گیا۔ اخبار دبدبہ سکندری میں حضرت قاضی احسان الحق صاحب نعیمی نے اس کی تفصیلی رپورٹ تحریر فرمائی ہے۔ ہم یہاں اس کا اقتباس پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

''ایک وفد ۱۸ر فروری ۱۹۲۴ء کو آرہ روانہ ہوا، جس میں مرشدی مولانا سید شاہ ابواحمد علی حسین صاحب اشرفی سجادہ کچھوچھہ شریف اور **حامی دین وملت حضرت مولانا حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتھم** اور خاکسار ناظم مرکز وفود اسلام شامل تھے۔ دوسرے روز شام کو ہم آرہ پہنچے۔ مسلمانان آرہ نے اس وفد کا گرمجوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ اور تکبیر کے نعرے بلند کرتے ہوئے قیام گاہ تک لائے... ہمارے جلسے شروع ہو گئے... ہندو، مسلمان کثیر تعداد میں حاضر تھے۔ **استاذ العلماء امام المناظرین حضرت مولانا مولوی حافظ سید محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتھم** نے ایک اسلام مذہب حق کے عنوان پر زبردست تقریر فرمائی۔ اور براہین عقلیہ سے ثابت کیا کہ مذہب حق صرف اسلام ہے۔ اور معیار حقانیت پر کوئی دوسرا مذہب پورا نہیں اترتا۔ دلائل کی قوت نے ہر شخص کو اس مدعا کے تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جن لوگوں نے حضرت استاذ العلماء کے بیانات سنے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان کے بیان کی خصوصیات میں سے ہے کہ مخالف کا دل بھی اس دعوی کے تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے جس پر وہ دلائل قائم کرتے ہیں۔ غرض اس تقریر سے ہر شخص نتیجہ پر پہنچ گیا کہ اسلام کے مقابلہ میں کوئی مذہب دلیل نہیں رکھتا...... پھر شب میں **استاذ العلماء کی مولوی حافظ سید محمد نعیم الدین صاحب** کی آخری معرکہ آرا تقریر ہوئی، جس میں انہوں نے مذہب

اسلام کا ویدک دھرم سے مقابلہ کر کے ثابت کیا کہ ویدک دھرم اس قابل بھی نہیں کہ مذہب کی صف میں اس کو جگہ بھی دی جائے۔ چہ جائے کہ اسلام کے مقابل اس کو پیش کیا جائے۔ آریوں نے اپنے جلسوں میں اسلام پر اعتراض کیے تھے سب کے جواب دے کر یقین دلادیا، کہ اسلام پر اعتراض کرنے والا خود اپنی جہالت کی شہادت دیتا ہے۔ پھر اسلامی توحید وعرفان کے دل پذیر نکات بیان فرماکر ویدک دھرم کی خداشناسی کا منظر پیش کیا، تو مجمع حیرت میں آگیا۔ اور تعجب ہوا کہ اس روشنی کے زمانے میں کس طرح آریہ اس مذہب کے ساتھ گرویدگی رکھتے ہیں۔

الحمد للہ اسلام کی فتح نمایاں ہوئی اور دشمنان اسلام کو ندامت اٹھانی پڑی"

[دبدبہ سکندری رامپور: ۱۷/ مارچ ۱۹۲۴ء، ص ۶،۷]

سیوان ضلع چھپرا میں آریوں سے صدر الافاضل کی مناظرانہ گفتگو

۱۱/ سے ۱۴/ مارچ ۱۹۲۴ء تک قصبہ سیوان ضلع چھپرا میں انجمن اشاعت الحق گشتی کے زیر اہتمام بارہواں عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا، جس میں آریوں سے علمائے کرام خصوصاً صدر الافاضل نے فیصلہ کن گفتگو فرمائی۔ اور نتیجے میں مسلمانوں کو بحمد اللہ فتح نصیب ہوئی۔ قاضی احسان الحق نعیمی اس اجلاس کی روداد بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں "ہماری جماعت کے رکن رکین جناب مولوی سید غلام قطب الدین صاحب برھمچاری نے انہیں اطراف میں حلقہ کا جلسہ تجویز کیا۔ چناں چہ بتواریخ ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴/ مارچ ۱۹۲۴ء قصبہ سیوان ضلع چھپرا میں جلسہ بہت آب و تاب اور نہایت شان و شوکت کے ساتھ ہوا۔ کثرت سے افاضل وعلما اور مرکز وفود اسلام کے اراکین جمع ہوئے تھے۔ میں خود بھی اس جلسے میں شریک تھا۔ جابجا کے مسلمان شرکت جلسہ کے لیے آئے تھے۔ ان کے اشتیاق کا عالم بیان میں نہیں آتا۔ معلوم نہیں انتظار کی ساعتیں انہوں نے کس بے کلی میں گزاری ہوں گی۔ تخمینا چار ہزار یا زائد آدمیوں نے نہایت گرم جوشی کے ساتھ ہمارا خیر مقدم کیا۔ اور تکبیر کے نعرے بلند کرتے ہوئے موٹر میں علما کو اپنے قیام گاہ میں لائے۔ باوجودیکہ نصف شب گزر چکی تھی مگر مخلوق خدا تھی کہ ٹوٹی پڑتی تھی۔ ہجوم میں موٹر کا راستہ ملنا دشوار تھا۔ یہاں بھی آریوں نے حسب دستور مسلمانوں کی دل آزاری اور اسلام کی توہین میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا۔ لیکن قدرت نے بھی جواب انہیں یہاں بھی دیا کہ اپنے جلسوں میں وہ ہماری توہین کرتے ہیں اور ہمارے جلسوں میں ان کے لوگ داخل اسلام ہوتے ہیں۔

ایک روز آریوں کی ایک جماعت ہمارے جلسہ میں مناظرہ کے لیے آگئی۔ اور انہوں نے شرائط مناظرہ کے لیے گفتگو شروع کی۔ ہماری طرف سے اس کا جواب دیا گیا کہ تہذیب سے کلام کرنا شرط ہے، باقی اور کچھ شرط نہیں۔ مگر یہ شرط بھی ان کے لیے ایسی دشوار تھی کہ اس میں انہیں مزید گفتگو کی ضرورت محسوس ہوئی مگر اہل عقل وخرد کے

سامنے ایسی بحث کیا چل سکتی تھی ۔ چوں کہ یہ معلوم تھا کہ آریہ شرائط میں بہت وقت کھویا کرتے ہیں اس لیے اور کوئی شرط ہی نہیں پیش کی گئی ۔ اب تعیین مبحث پر کلام شروع ہوا۔ ان سے کہا گیا کہ وید کلام الٰہی ہونا آپ کو ثابت کرنا پڑے گا ۔ اور قرآن کا کتاب الٰہی ہونا ہم ثابت کریں گے ۔ اس پر جس قدر آپ اعتراض کریں گے سب کے جواب دیں گے ۔ مگر وید کے کتاب الٰہی ہونے کا زیر بحث آنا آریوں کے لیے سخت مصیبت تھی وہ کسی طرح اس کے لیے تیار نہ ہوسکتے تھے ۔ بے کار عذر تلاش کرتے رہے ۔ کبھی کہتے کہ ہم مہمان ہیں۔ آپ ہمیں اعتراض کرنے دیجیے ۔ اور ہم سے کچھ نہ پوچھیے ۔ اس پر **حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء** نے فرمایا:

کہ نہ آپ ہمارے مہمان ہیں اور نہ ہم آپ کے مہمان ہیں ۔ آپ اور ہم دونوں اس قصبے میں وارد ہیں ۔ اور اپنے اپنے مذہب کی دعوت دے رہے ہیں ۔ یقیناً آپ کا اور ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ اپنے اپنے دعوی کے ثابت کرنے کے لیے تیار ہوں ۔ اور اگر آپ مہمان بھی ہوتے ، تو کیا اپنے مذہب اور اعتقاد کو گھر چھوڑ آتے ؟ جب آپ وید کے کتاب الٰہی ہونے کا اعتقاد اپنے ساتھ رکھتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اس کا ثبوت دینے سے گھبراتے ہیں ۔ مہمان سے بھی اگر اس کے دعوے کا ثبوت مانگا جائے تو یہ کچھ توہین یا حق تلفی نہیں ۔ اس پر آریوں نے پھر یہی کہا۔ اگر وید کی نسبت آپ کو کچھ دریافت کرنا تھا تو آپ ہمارے جلسے میں آکر دریافت کرتے ، ہمارے جلسے ختم ہو چکے ، اب ہم سے کچھ دریافت کرنے کا وقت نہیں ہے ۔ اس پر **استاذ العلماء صدر الافاضل مدظلہ** نے فرمایا: میں نہیں مانتا کہ ویدکی حقانیت ایسی چیز ہے کہ جس کا ثبوت آپ اپنے جلسے میں دے سکتے ہیں ۔ کیا اپنے جلسے سے تھوڑی دور آکر دلائل میں کمزوری آگئی ہے ؟ جس کے پیش کرنے کے لیے آپ تیار ہی نہیں ہوتے ۔ مگر ایک نہ ہزار نہ وہ کسی طرح اس کے لیے تیار نہ ہوئے ۔ بمجبوری انہیں اعتراض کی اجازت دی گئی ۔ وہ قرآن شریف کھول کر بیٹھے ہی تھے کہ پولیس نے مناظرہ کی کاروائی کو روک دیا اور کہا کہ جب تک مجسٹریٹ سے اجازت نہ لے لی جائے مناظرہ نہ کیا جائے ۔ یہ موقع آریوں کے لیے بہت غنیمت ہوا“

[دبدبہ سکندری رامپور: ۳۱؍مارچ ۱۹۲۴ء، ص ۴،۵]

فیروز پور پنجاب میں آریوں سے صدر الافاضل کا مناظرہ

فیروز پور پنجاب کے آریہ سماجی پنڈت دھرم بھکشو اور دوسرے آریہ سماجی شرپسند عناصر مسلمانوں کے لیے دردسر بنے ہوئے تھے ۔ اور روز بروز ان کی ریشہ دوانیوں میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ ان کی روز روز کی اشتعال انگیزی سے تنگ آکر دین کا درد رکھنے والے ایک عالم باعمل حضرت علامہ مولانا احمد مختار صاحب صدیقی رضوی میرٹھی نے فیروز پور پنجاب کے مسلمانوں کے ساتھ مل کر اور سب کی اتفاق رائے سے رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ میں حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں زیب سجادہ خانقاہ رضویہ بریلی شریف اور صوفی باصفا حضرت سید شاہ جماعت علی محدث علی پور کے

زیر سرپرستی ایک انجمن بنام انجمن حنفیہ کی بنیاد ڈالی۔ اور پھر اس کے تحت علمائے اہل سنت کو آریوں کی چیرہ دستیوں کے سدباب کے لیے فیروز پور بلانے کا پروگرام بنایا۔ اور خود ہی پنجاب سے بریلی تک کا سفر کیا۔ اور یہاں سے حضور حجۃ الاسلام کے حکم سے حضور شیر بیشہ اہل سنت کو ساتھ لیا۔ اور پھر مرادآباد جاکر صدر الافاضل اور مفتی محمد عمر نعیمی، دونوں حضرات کو ساتھ لیا۔ اور فیروز پور پنجاب روانہ ہو گئے۔

چار افراد پر مشتمل یہ مختصر سا قافلہ ۲۳؍ ذی القعدہ جمعہ کے دن فیروز پور پنجاب پہنچ گیا۔ مسلمانان فیروز پور نے ان حضرات کا بہترین خیر مقدم کیا۔ صدر الافاضل نے فیروز پور کی جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھائی۔ اس دن نماز میں لوگوں کی اتنی کثرت تھی کہ مسجد کے زیریں حصہ اور بالائی حصہ مکمل بھر چکا تھا۔ اور لوگوں نے مسجد کے باہر سڑک پر بھی صفیں قائم کر لیں تھیں۔ اس سے پہلے نماز جمعہ میں اتنی تعداد کبھی نظر نہیں آئی۔ نماز جمعہ کے بعد آپ جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔

آریوں نے مسلمانوں سے مناظرے کے لیے دو دن مقرر کیے تھے۔ اور وقت رات کے گیارہ بجے سے دن کے بارہ بجے تک کا طے ہوا تھا۔ مناظرہ کے پہلے دن آپ میدان مناظرہ میں وقت مقررہ سے پہلے ہی تشریف لے گئے اور وہاں موجود ہزار ہا ہزار کے مجمع میں آپ نے 'اسلام اور ویدک دھرم کا مقابلہ' کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹہ زبردست معرکۃ الآراء خطاب فرمایا۔ اس خطاب میں آپ نے ویدک دھرم کی بخیہ دری فرماتے ہوئے اسلام کی حقانیت اور کلام اللہ کی شان و شوکت کو اس پیرائے میں بیان فرمایا کہ سامعین عش عش کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اور مجمع میں ہر طرف سے نعرہ تکبیر و رسالت کی صدائے بلند ہونے لگیں۔

ہم ذیل میں آپ کی اس کفر سوز، ایمان افروز تقریر کا اقتباس نقل کر رہے ہیں ملاحظہ ہو۔ آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا:

"مجھے افسوس ہے میں کس طرح اسلام کا ویدک دھرم سے مقابلہ کروں۔ کاش مجھ سے کہا جاتا کہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ کا شرائع ابراہیمیہ و موسویہ و عیسویہ علی اصحابہا السلام والتحیۃ سے مقابلہ کر کے دکھاؤ! تو میں بتاتا کہ اس شریعت طاہرہ میں ان شرائع کے مقابل کیسی کیسی خوبیاں، کیا کیا آسانیاں ہیں۔ میں مقدس اسلام کے مقابل ویدک دھرم کو سامنے کیوں کراؤں جو مذہب کہلانے کا بھی مستحق نہیں۔

میں کیوں کر اس دھرم کو اسلام کے مقابل پیش کروں جس نے بقول پنڈت مہی دھر، گھوڑے کو ایک خاص کام کا آلہ بنا رکھا ہے۔ اور اس کی لذت سے اب تک ہونٹ چاٹ رہا ہے۔ یا بقول پنڈت دیانند اس کی تہذیب نے یہاں تک ترقی کی ہے کہ ایشور کی ذات و صفات کے اہم مسائل گھوڑے کے جماع اور اس کے آلات وغیرہا کے مہذب الفاظ، شائستہ استعاروں میں بیان کرتا ہے۔ (دیکھو رگ وید آدی بھاشہ بھومکا) میں کیوں کر ایک لعل بے بہا کا جو فخر

تاج شہنشاہان ہو کنکر پتھر سے مقابلہ کروں۔"

صدرالافاضل کا خطاب ختم ہوا۔ اورادھر مناظرہ کا وقت بھی ہو چکا تھا۔ آپ نے آریہ مناظروں کو للکارا۔ مگر اسد اللہ کی دھاڑ سن کر آریوں کے پسینے چھوٹ گئے۔ اور کسی آریہ میں مجال دم زدن نہ تھا۔ کوئی بھی آگے بڑھنے کو تیار نہ تھا۔ بلکہ سارے آریہ مناظر وہاں سے یہ کہتے ہوئے فرار ہو گئے کہ ہم تو تقریر سننے آئے تھے مناظرہ کرنے کے لیے نہیں۔ مگر واہ رے واہ! آریوں کی بے حیائی اور بے شرمی کہ میدان مناظرہ میں ہوتے ہوئے مناظرہ کو تیار نہیں ہوئے۔ اور شکست کی کالک ماتھے پہ مل کر جانے کے باوجود دوسرے روز اخبار میں بہاری لال منتری کو یہ لکھتے ہوئے ذرہ بھر ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوئی کہ چیلنج میں وید کو مقدس نہیں لکھا۔ اور ویدک دھرم کو مذاہب باطلہ میں شمار کر کے ہماری توہین کی۔ پہلے مسلمان اپنے الفاظ واپس لیں تو ہم مناظرہ کریں گے۔

خیر مناظرہ کے دوسرے دن رات کو وقت مقررہ پر پھر فریقین اکھٹا ہوئے۔ مسلمانوں کی جانب سے آپ نے مورچہ ہاتھ میں لیا۔ آریوں کی طرف سے بہاری لال منتری موجود تھے۔ آپ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

کہ ہمارے اور تمہارے درمیان بحث تو یہی ہے کہ ہم وید کو نامقدس ویدک دھرم کو باطل جانتے ہیں تمہیں برا لگتا ہے تو وید کو مقدس اور ویدک دھرم کو حق ثابت کردو۔ اور یہ عجیب بات ہے جب ہم وید کو مقدس اور ویدک دھرم کو حق مان لیں گے تو پھر کیا وید کو نامقدس اور وید دھرم کو باطل ثابت کرنے کے لیے آریہ ہم سے مناظرہ کریں گے غرض کوئی بات بھی عقل کی کہی۔ صدرالافاضل نے انہیں بہت للکارا کہ وید کو مقدس اور ویدک دھرم کی حقانیت ثابت کرو مگر کوئی بھی آریہ منہ کھولنے پر آمادہ نہ ہوا۔ اور ایک بار پھر حق کی حقانیت وصداقت کے سامنے باطل گھٹنے ٹیکتا نظر آیا۔ اور اس طرح یہ مناظرہ حق کی فتح پر اختتام کو پہنچا۔ تیسرے روز آپ نے ان پنڈتوں کو بلا شرط مناظرہ کرنے، وید اور ویدک دھرم کی صداقت ثابت کرنے کے لیے پھر میدان میں بلایا مگر کوئی بھی اس اسلامی سپہ سالار کے سامنے آنے کی ہمت وجسارت نہ کر سکا۔ اور اس طرح پنڈت دھرم بھکشو اور بہاری لال منتری اور سبھی آریہ شکست خوردہ ہوئے۔ اور مسلمان ہمیشہ کی طرح فتح وکامیاب ہوئے۔ [ماخوذ از مجاہدہ شیر بیشہ اہل سنت: ۱۱۶تا۱۱۹]

اس واقعہ کا قدرے تذکرہ شمس المطابع مرادآباد کے مطبوعہ اشتہار بنام "مسلمانوں کی حالت اور اظہار افسوس" میں بھی درج ہے۔ اس میں لکھا ہے:

"اور اسی ماہ میں فیروزپور پنجاب میں آریوں سے مناظرہ کے لیے بلائے گئے جہاں مسلمان بہت پریشان تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا کرم کہ آریہ جلسے میں حاضر رہے۔ اور انہیں بار بار پکار پکار کر کہا: کہ ہے کچھ حوصلہ ہے تو آجاؤ! سامنے اور جس مسئلہ پر چاہو بحث کرلو! مگر کسی میں دم نہ تھا کہ گفتگو کر سکتا مناظرہ سے انکار کر گئے گفتگو کی تاب نہ لائے"

[اشتہار، بعنوان "مسلمانوں کی حالت اور اظہار افسوس" مطبوعہ شمس المطابع مرادآباد]

مناظرہ بریلی میں آریوں کی شکست کا ایک دل چسپ واقعہ خود صدرالافاضل کی زبانی

بریلی شریف میں آریوں سے ہوئے کسی مناظرہ میں ایک دل چسپ مناظرانہ بحث کا ذکر آپ نے خود اپنی کتاب ''احقاق حق''میں، جو اسلام کے خلاف لکھی جانے والی، آریہ سماجی پنڈت دیانند سرسوتی، کی کتاب ''ستیار تھ پرکاش'' کے جواب میں آپ نے تحریر فرمائی تھی، کیا ہے۔ ہم وہ مناظرانہ واقعہ وبیان یہاں نقل کررہے ہیں تاکہ قارئین آپ کی مناظرانہ اقدار اور مہارت سے لطف اندوز ہوں۔ آپ لکھتے ہیں:

''اس موقع پر ایک واقعہ کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔ عرصہ ہوا کہ بریلی میں آریہ اس فقیر سے مناظرہ کرنے آئے تھے۔ ان کے پنڈت نے یہ اعتراض کیا کہ توریت، انجیل، زبور اور قرآن شریف یہ چار کتابیں الگ الگ زبانوں میں کیوں نازل ہوئیں؟ ایک ہی مرتبہ، ایک مکمل کتاب کیوں نازل نہ کردی گئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کتاب نازل کرنے کے وقت (معاذاللہ) خدا سے بھول ہوئی جب یاد آیا کہ فلاں فلاں بات رہ گئی ہے تو دوسری کتاب نازل کی، اس میں بھی بھول سے کچھ باتیں رہ گئیں، تو تیسری اور چوتھی کتاب نازل کی۔ اگر وہ سب باتیں پہلے ہی یاد ہوتیں تو ایک ہی مرتبہ مکمل کتاب نازل کردیتا۔

پنڈت جی نے بڑے تفاخر سے اچھل اچھل کر اس اعتراض کو پیش کیا اور انھیں یقین تھا کہ ان کا مقابل لاجواب ہوجائے گا اور میدان انکے ہاتھ رہے گا۔

فقیر، نے کہا: کہ پنڈت صاحب یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ حکیم کے افعال حسب اقتضا حکمت و مصلحت ہوتے ہیں، جس وقت جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے اسی کو کام میں لاتا ہے۔ ایک حاذق طبیب ایک وقت مریض کے لیے منضج کا نسخہ لکھتا ہے، پھر وہی اس نسخہ کو موقوف کرکے مسہل کا نسخہ دیتا ہے۔ اس کے بعد اس کو بھی موقوف کرتا ہے تبریدیں پلاتا ہے، پھر انہیں موقوف کرکے مصفیات دیتا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ منضج کا نسخہ لکھتے وقت اس کو مسہل یاد نہ تھا اور مسہل تجویز کرتے وقت تبرید کا علم اس کو نہ تھا اور تبرید دیتے وقت وہ نہ جانتا تھا کہ آخر کار مصفیات دینے ہوں گے، بلکہ یہ سب کچھ حسب اقتضاے حکمت ہے، وہ حکمت اگر آپ کی سمجھ میں نہ آئے تو آپ کے علم وعمل کا قصور ہے، حکیم پر اعتراض بے جا ہے۔

یہ مضمون میں نے اس تفصیل و توضیح کے ساتھ بیان کیا اور بحمداللہ جلسہ کے دل نشیں ہوگیا، مجمع سے آفریں آفریں اور مرحبہ مرحبہ کی صدائیں آنے لگیں، مگر پنڈت جی بہت برہم ہوے، بہت بگڑے، بڑے جوش میں کھڑے ہوئے تیوری چڑھ گئی، کہنے لگے: ہم جانتے تھے کہ آپ کے پاس اس اعتراض کا کچھ جواب نہیں ہے اور آپ یہی کہیں گے کہ دین کی بات میں عقل کا کچھ دخل نہیں، اپنی حکمت کو خدا جانے، مگر یہ کہ دینے سے میرا اعتراض نہیں اٹھا آپ

اعتراض کا جواب دیجیے۔ اس کے ساتھ پنڈت جی نے بڑی تعلی وغیرہ کے کلمات کہے۔

میں نے کہا کہ پنڈت جی بات تو میں نے معقول کی اور مجمع کے دل نشین بھی ہوگئی میری تقریر پر آپ کوئی جرح بھی نہیں کر سکے اور اس کا کوئی لفظ آپ سے غلط ثابت نہ ہوسکا اس پر اتنا غصہ ہے، ٹھنڈے دل سے اس پر غور کیجیے آپ کے اعتراض کا جواب شافی پیش کر دیا گیا ہے۔

اس متانت کی گفتگو نے پنڈت صاحب کو بہت زیادہ گرم کر دیا اور انہوں نے بہت سخت لب و لہجہ میں پھر اپنے اعتراض کو پیش کر کے جواب طلب کیا۔ میں نے کہا کہ پنڈت جی جواب تو میں شافی دے چکا اور مجمع سمجھ گیا۔ مگر آپ کہتے ہیں کہ جواب نہیں ہوا تو اب میں آپ کی فہم کے لائق جواب عرض کرتا ہوں۔ قرآن پاک کو تو آپ مانتے ہی نہیں، مگر یہ تو آپ کو تسلیم ہے کہ آپ کو تو آپ کے ایشور نے ہی پیدا کیا ہے۔ اس وقت تو آپ کا قد پانچ چھ فٹ لمبا ہے، منہ پر مونچھیں تاؤ کھا رہی ہیں، دانت، داڑھیں موجود ہیں لیکن جب آپ پیدا ہوئے تھے اس وقت نہ آپ کے منہ میں دانت تھے، نہ داڑھیں، نہ یہ لمبی لمبی مونچھیں، نہ یہ قدو قامت، تو کیا آپ کے اعتقاد میں اس وقت ایشور ان سب چیزوں کو بھول گیا تھا۔ آپ کی تو صرف زبان ہلتی ہے، آپ آسانی سے کہہ سکتے ہیں کہ ایشور سے بھول ہوگئی تھی، لیکن پنڈت جی! اگر آپ کی پیدائش کے وقت جناب کا یہ قدو قامت ہوتا تو والدہ صاحبہ کی شامت تھی۔

یہ جواب سن کر آریہ تو چل دیے اور پنڈت جی اکیلے رہ گئے، نہ ان سے اٹھا گیا نہ زبان سے ایک لفظ نکل سکا اور مجمع میں تحسین و آفریں کا شور مچ گیا۔ اس پنڈت کی یہ گفتگوے نادانی بھی انہیں استاد کی تعلیم کا نتیجہ تھی جس پر اس کو انتہا درجہ کی شرمندگی اٹھانا پڑی۔“

[احقاق حق: ص۱۸۰ تا ۱۸۲۔ مطبع ادارہ سواد اعظم لاہور]

صدرالافاضل کی چند مناظرانہ موشگافیاں

آپ مناظرے عموماً علمی گفتگو فرماتے تھے۔اور مدمقابل اگر اس کا تحمل نہ کرپاتا تو پھر دلائل عقلیہ سے اسے پست کرتے۔اور اگر کہیں ضرورت محسوس فرماتے توالزامی جوابات کے ذریعے اسے لاجواب کردیتے تھے۔آپ کی اس طرح کی چند مناظرانہ موشگافیاں پیش ہیں۔ملاحظہ کریں:

آریہ پنڈت کا وید پر تھوکنا

"ایک بار آریوں سے مناظرہ فرمارہے تھے۔کتابیں آپ کے پاس رکھی ہوئی تھیں۔ان کتابوں پر قرآن مجید کو رکھا گیا تھا۔کسی بات پر ہندو دھرم کی کتاب اٹھاکر مناظر پنڈت کو حوالہ دکھایا پھر اس کو بجاے اس کی جگہ رکھنے کے بے خیالی میں قرآن پاک کے اوپر رکھ دیا۔بس پھر کیا تھا آریہ مناظر پنڈت مونچھوں پر تاؤدے کر اٹھ پڑا اور بولا: بس بس مولانا! مناظرہ کا فیصلہ ہوگیا۔اور آپ نے ہی نے ہندو دھرم کی برتری ظاہر کردی۔وہ دیکھیے! آپ کے ہاتھوں ہمارا وید قرآن کے اوپر پہنچ گیا ہے، جو ہماری برتری کی دلیل ہے۔یہ دیکھ کر مسلمان بدحواس اور شرم وندامت سے ڈوب گئے، آپ نے برجستہ فرمایا: کہ میں نے دیدہ دانستہ کیا ہے وہ اس لیے کہ تجھ نابکار کے منہ سے جو غلاظت نکلے وہ تیرے وید ہی پر پڑے اور ہمارا قرآن اس سے محفوظ رہے۔یہ سن کر سارے مسلمان دوبارہ مسرت وشادمانی کی لہروں میں کھو گئے اور آریہ اکھڑ کر بھاگ گیا"

[العتیق والنعیم: ص۴۶]

بے گناہ انسان کس جون میں جاتا ہے؟

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی نے رامچند ردہلوی سے آپ کی ایک مناظرانہ دل چسپ بحث کا تفصیلی ذکر کیا ہے ہم اس بحث کو قارئین کی لطف اندوزی کے لیے نقل کررہے ہیں۔ملاحظہ کریں:

"ایک بار **حضرت صدرالافاضل مرشدی واستادی مولانا محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مرادآبادی علیہ الرحمۃ** کا مناظرہ رامچند ردہلوی سے ہوا۔حضرت نے دریافت فرمایا کہ مہاشہ جی! کوئی دنیا میں ایسا بھی گزرا ہے کہ جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو؟ کہنے لگے لاکھوں۔سب سے بڑے تورشی منی گزرے ہیں۔جن پر وید آئے۔

حضرت نے فرمایا ایسے بے گناہ انسان کو کس "جون" میں جانا چاہیے۔ان کو تو ایسی جون میں جانا چاہیے کہ جہاں ہر طرح کی راحت اور آرام ہو تو اس نے کہا بے شک۔فرمایا: بتاؤ! کہ وہ جون کون سی ہے؟ کہا کہ ایسے لوگ بادشاہ بن کر آتے ہیں۔فرمایا کہ بادشاہ سے بڑھ کر تو دنیا میں کوئی مصیبت میں نہیں۔سب کو فکر نان، اس کو فکر جہان۔غریب

لوگ رات کوآرام سے سوئیں اور وہ فکر سے تارے گن گن کے گزارے۔ یہ توبڑاظلم ہے۔کہ خداتعالیٰ ان کوایسی مصیبت میں ڈالے۔تومہاشہ جی فوراًبولے کہ وہ تارک الدنیاسنیاسی بن کرآتے ہیں۔فرمایا:واہ!ان کی نیکیوں کا یہ بدلہ دیاکہ سرپرٹوپی،نہ پاؤں میں جوتا،نہ تن پہ کپڑا،نہ بدن پہ لنگوٹا۔سب توجاڑوں میں عمدہ عمدہ لباس پہنیں یہ مصیبت کا ماراآگ تاپ کررات کاٹے۔مہاشہ جی گھبرا گئے بہت سے پلٹے کھائے۔مگرکوئی جون ایسی نہ ملی جو بالکل راحت وآرام کی ہوتی۔حضرت نے فرمایاکہ مہاشہ جی!اگرہماری بات مانوتوہم بتائیں کہنے لگے بتاؤ؟فرمایاکہ ان کورنڈی بن کرآناچاہیے کہ دنیامیں یہی آرام سے رہتی ہے۔دن رات نیالطف اٹھائے دوسرے کمائیں یہ مزے سے کھائے۔مہاشہ جی گرم ہوگئے اورکہادیکھیے آپ گالیاں دیتے ہیں۔فرمایایہ تمہارے مذہب کی کمزوری ہے۔قرآن کومان لو۔جنت ہی جزاکی جگہ بن سکتی ہے نہ کہ دنیا۔“

[تفسیرنعیمی پہلی جلد:پارہ۱۔سورہ بقرہ۔ص۶۶،۶۷]

مناظرہ عربی منظوم وغیر منقوط

علامہ ہمدم القادری گونڈوی تحریرفرماتے ہیں:

”ایک مرتبہ ایک دیوبندی مولوی غرورعلم کے نشے میں چور،عربی دانی کی ترنگ میں محمود مرادآبادآیا۔اور **صدر الافاضل** کومناظرہ کاچیلنج دے کرایک شرط بھی لگادی کہ مناظرہ عربی میں ہوگا۔آپ نے منظور فرماکے دوشرطیں اپنی بھی بڑھادیں کہ عربی میں ہومگرنظم میں اورالفاظ غیرمنقوط استعمال ہوں۔یہ سن کردیوبندی مولوی کے غرور کاشیش محل گرکے چورچور ہوگیا۔پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔آخررات کی سیاہی میں ایسابھاگاکہ پھردوبارہ مرادآباد کااجالادیکھنا اسے نصیب نہ ہوا۔“[العتیق والنعیم:ص۴۵]

کلمہ اس کوپڑھاؤ!جوتیجہ نہ کرتاہو

علامہ حسن علی میلسی صاحب محدث اعظم پاکستان علامہ سرداراحمدخاں کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”وہابیوں،دیوبندیوں کی تبلیغی جماعت کاایک جتھہ صدرالافاضل کے سامنے آیاجوبھولے بھالے سنیوں کو کلمہ پڑھنے کے نام پرمغالطہ دے رہاتھا۔**حضور صدرالافاضل** نے آگے بڑھ کر**فرمایا”ارے کلمہ تم اس کوپڑھاؤ!جو تیجے کے ختم شریف میں سوئم کاقائل وعامل نہ ہو۔ہم ستراسی ہزاربلکہ اس سے بھی زیادہ لاکھوں کی تعدادمیں تیجے کے دن چنوں پرکلمہ پڑھتے اورپڑھواتے ہیں۔کلمہ اس کوپڑھاؤجوتیجہ نہ کرتاہو“**

[تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدرالافاضل:ص۱۴۴]

فاحشہ کے گھر میلاد اور اس کی برکت

آپ ایک بار ایک جلسے میں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عنوان پر خطاب فرمارہے تھے۔ کہ کسی بدمذہب نے ایک بے ہودہ اعتراض کردیا۔ وہ کہنے لگا کہ اگر کسی رنڈی کے گھر پر میلاد ہوتو کیا وہاں بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری ممکن ہے؟ تو آپ نے بدمذہب کو مسکت و دندان شکن جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر خلوص کے ساتھ محفل سجائی جائے گی تو وہاں بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری ممکن ہے۔ اور اگر وہاں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوجائے گی تو پھر وہ فاحشہ نہ فاحشہ رہے گی اور نہ وہ کوٹھا، کوٹھا رہے گا۔ بلکہ فاحشہ پرہیزگار بن جائے گی اور وہ کوٹھا اس کے لیے عبادت گاہ اور عشاق کے لیے مرکز انوار تجلی ہوجائے گا۔

[ہم میلاد کیوں مناتے ہیں، مصنفہ حافظ سعید الرحمٰن: ص ۶۴]

دیوبندیوں، نجدیوں کے خلاف صدرالافاضل کی مناظرانہ کاوشیں

صدرالافاضل نے دیوبندی و نجدی فرقے کے پیشواؤں سے بھی بہت سے معرکۃ الآار مناظرے کیے۔ اور الحمدللہ ہمیشہ فتح یاب رہے۔ بہت بار مخالف گروہ کے رہنماؤں کو چیلنج مناظرہ دیا مگر وہ سامنے آنے کی ہمت نہ کر سکے۔ ہم یہاں فرقہ نجدیہ ودیابنہ کے خلاف آپ کی تقریری وتحریری مناظرانہ کوششوں اوران کی ابلہ فریبیوں، جعل سازیوں اور فتنہ انگیزیوں کی تردید میں آپ کی سرگرمیوں کی قدرے تفصیل پیش کررہے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

دنیا بھر کے غیر مقلدوں کو دعوت مناظرہ

اللہ پاک نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان وما یکون کا علم عطا فرمایا ہے۔ اہل سنت وجماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے قائل ومعتقد ہیں۔ اوران کا یہ عقیدہ قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے۔ اس کے برعکس دیوبندی، نجدی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے منکر ہیں۔ اوراپنے اس باطل عقیدے کا خوب پرچار کرتے ہیں۔ اوراپنا حق پر ہونا ظاہر کرتے ہیں۔ نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب ماننے والوں مشرک قرار دیتے ہیں۔

۱۰ر مئی ۱۹۱۲ء میں غیر مقلدین کے ایک نامور مولوی ثناء اللہ امرت سری نے اپنے اخبار ''اہل حدیث'' میں علم غیب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ایک مضمون لکھا، جس میں علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قائلین کو جاہل و کافر قرار دیا۔ علاوہ ازیں لاہور میں اہل سنت کے عظیم مفکر خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ ہدایت رسول رامپوری سے ہوئے ایک مناظرہ کی جھوٹی روداد بیان کی ہے۔ صدرالافاضل نے جب یہ خباثت آمیز اور کذب بیانی پر مبنی مضمون ملاحظہ فرمایا تو اخبار اہل فقہ امرت سر میں اس کا جواب لکھ کر شائع کیا۔

لاہور کے مباحثہ میں چوں کہ آپ خود موجود تھے۔ اس لیے آپ نے پہلے مباحثہ کی اصل روداد بیان کی جس میں مولوی ثناء اللہ امرت سری کی شرمناک وذلت آمیز شکست کی تفصیل ہے۔ اور پھر اس کے بعد علم غیب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مولوی ثناء اللہ امرت سری کی خباثت آمیز تعلیوں اورڈینگوں کے جواب میں مولوی امرت سری سمیت دنیا بھر کے غیر مقلدوں نیز مولوی انبیٹھوی، مولوی اشرف علی تھانوی اوران کے چھوٹے بڑے سب حمایتیوں کو چیلنج مناظرہ دیتے ہوئے میدان مناظرہ میں آنے کی دعوت دی۔ ہم یہاں اخبار اہل فقہ کے حوالے سے آپ کا تحریر کردہ مباحثہ لاہور اور دنیا بھر کے وہابیوں کو آپ کی طرف سے دیے گئے اعلان مناظرہ کو من وعن پیش کررہے ہیں۔

ملاحظہ ہو:

لاہور کا مباحثہ اور مولوی ثناء اللہ صاحب

صدر الافاضل رقم طراز ہیں:

’’۱۰۔ مئی کے اہل حدیث میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے لاہور کے مباحثہ کا ذکر فرمایا ہے، میں خود اس جلسے میں موجود تھا۔ مولوی صاحب موصوف کے خصائل جو میں اخبار اہل فقہ میں مدت سے دیکھا کرتا ہوں اس مباحثہ کا تذکرہ دیکھ کر میرے لیے یقینی ہو گئے۔ میں مولوی صاحب کے حسن کمال کا قائل ہوں، کہ مجمع کی بات کو بھی جس طرح چاہتے ہیں رنگ لیتے ہیں۔ آج اخبار میں تو مولوی صاحب نے یہ کرّوفر دکھلایا ہے، کہ گویا آپ مرد میدان ہی بنے ہوئے تھے۔ مگر میری نگاہوں میں مولوی صاحب کی صورت مبارک کا نقشہ کھنچا ہوا ہے، جو میں نے لاہور میں چشتی صاحب کے دولت خانہ پر دیکھا تھا، کہ مولوی صاحب کے لب خشک تھے۔ خصیم کو جواب دینا تو در کنار جواب کا نام لینے سے قافیہ تنگ ہوتا تھا۔ وہ گھبراہٹ کا وقت خدا کی پناہ۔ مولوی صاحب کی عجیب مضطربانہ حرکتیں۔ بار بار اٹھ کر کھڑا ہونا۔ اور واسطے پر واسطے دینا، کہ مجھے جواب سے بچاؤ! یہ کیا ستم ہے کہ مجھ سے سوال کیے جاتے ہیں۔ اہل سنت کے لیے عجیب طرب کا وقت تھا۔ بات بات کے جواب میں شیر پنجاب کا گھبرا کر انکار کرنا کہ میں تو اس کا جواب نہیں دیتا بہت لطف دکھا رہا تھا۔

حواس کا یہ عالم تھا کہ بات زبان سے نکالتے تو بار بار واپس لیتے۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ واپسی بھی واپس۔ خود ہی ایک بات فرماتے خود ہی کچھ سوچ کر اس کو واپس لیتے۔ پھر اس پر خصم کا بے ساختہ تبسم ملاحظہ کر کے شرماتے تو جلدی سے واپسی کو واپس فرماتے۔

سبحان اللہ! عجب مناظرہ تھا۔ اور مولوی صاحب عجیب طرح کے مناظر ہیں۔ میں مولوی صاحب کی نسبت یہ بدگمانی تو پسند نہیں کرتا، کہ وہ بدزبان ہیں۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ وقت ضرورت کے لیے انہوں نے پہلے ہی سے مصلحتیں سوچ رکھی ہیں۔ جب انھوں نے دیکھا کہ خصم زبردست ہے، تو تعریفیں، طنزیں، پھبتیاں اڑانی شروع کیں۔ کہ اس کو غصہ آئے اور وہ بھی ایسی ہی سخت کلامی کرے۔ لڑائی جھگڑے میں مباحثہ آپ ہی بند ہو جائے گا۔ چناں چہ ابو الوفا صاحب کی طنزیں سنتے سنتے جب نہ رہا گیا تو مولانا مولوی محمد ہدایت الرسول صاحب کو منع کر دیا کہ آپ صبر کریں اور ایسی باتوں کا جواب نہ دیں۔ میں ابو الوفا صاحب سے بھی عرض کیے دیتا ہوں کہ ایسے اشتعال انگیز کلمات سے احتیاط فرمائیں۔

یہ تو خود مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار میں اقرار کیا ہے کہ جب ان کے خصم شمس العلماء مولوی ولی محمد صاحب نے سوال کیا کہ آپ مقلد ہیں یا مجتہد؟ تو انہوں نے صاف فرما دیا، کہ میں اس سوال کا جواب نہیں دیتا۔

ناظرین سمجھ لیں گے کہ پھر کس لیے شیر پنجاب صاحب امرت سر سے نکل کر میدان مناظرہ میں تشریف لائے تھے۔ ابوالوفا صاحب نے ہر سوال سے خائف ہو کر یہی فرمایا ہے کہ میں جواب نہیں دیتا۔ چھ گھنٹہ کی گفتگو میں ابو الوفا صاحب کو ایک سوال کا جواب دینا نصیب نہیں ہوا۔ چناں چہ خود ان کے اخبار اہل حدیث سے بھی یہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر انکار کریں تو اب فرمادیں۔ کہ کون سے سوال کا انہوں نے جواب دیا؟ بھلا اسی کا نام مناظرہ ہے۔ اور یہی شیر پنجاب ہیں۔ جو ہر سوال سے کانپ جائیں۔ جواب سے جان چھڑائیں۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

لطیفہ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی تقریر میں بنا سوچے سمجھے یہ فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اور یہ مسئلہ مسلمہ ہے۔ جب خصم نے کہا کہ تم کو علم باری کے متعلق سوالات کے جوابات دینا پڑیں گے۔ کیوں کہ تم نے اقرار کیا ہے کہ یہ مسئلہ مسلمہ ہے۔ تو کہنے لگے: کہ میں ان الفاظ کو **"کہ یہ مسئلہ مسلمہ ہے"** واپس لیتا ہوں۔ مولوی ہدایت الرسول صاحب نے فرمایا: سبحان اللہ! ابھی تک تو صراحت کے ساتھ حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام ہی کے علم کا انکار تھا، آج مولوی ابوالوفا صاحب نے اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کا بھی صریح انکار کردیا۔ اور مولوی ولی محمد صاحب مسکرائے۔ تب تو مولوی ابوالوفا صاحب کی جو حالت ہوئی کیا عرض کروں بے چارے پسینہ پسینہ ہوگئے۔ اور اس قدر شور مچایا کہ مکان گونج اٹھا۔ پکار پکار کر فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے میرے حال پر رحم کرو! چشتی صاحب خدا کے واسطے رحم کیجیے! یہ لوگ مجھے کافر بنائیں گے۔ میں اس واپسی کو واپس لیتا ہوں۔ پھر کہا کہ میں اس کو واپس نہیں لیتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کا منکر نہیں ہوں۔ چشتی صاحب نے ان کی رعایت فرمائی۔ اور ان کے کلام کی یہ تاویل کردی کہ واپس لینے سے ان کی مراد یہ ہے کہ میں اس کو معرض بحث میں نہیں لانا چاہتا۔ مگر چشتی صاحب معاف فرمادیں یہ ان کی مہمان نوازی اور بندہ پروری ہے۔ ورنہ مولوی ابوالوفا صاحب کے الفاظ چشتی صاحب کے لیے اس تاویل کو صحیح نہیں ہونے دیتے۔ انھوں نے یہ بھی فرمایا تھا:

کہ میں اپنے ان آخری الفاظ کو **"یہ مسئلہ مسلمہ ہے"** واپس لیتا ہوں۔ اہل زبان اور ارباب انصاف غور فرمائیں! کہ مسئلہ مسلمہ ہونے کو واپس لے رہے ہیں۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں، کہ باری تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا جو میں نے مسئلہ مسلمہ بتایا ہے، اس کو واپس لیتا ہوں۔ یعنی اب مجھے (ثناء اللہ) کو باری تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا مسلم نہیں۔

بحث کا یہاں کیا تذکرہ۔ بالفرض اگر یہی مراد ہو کہ معرض بحث میں نہیں لانا چاہتا، تو پھر اس واپسی کو واپس لینے کے کیا معنی ہوں گے؟ کیا یہ مطلب ہے کہ اب معرض بحث میں لانا چاہتا ہوں ایسا ہے تو ان کے پہلے کلمہ کے **"کہ مسئلہ مسلمہ ہے"** یہ معنی ہوں گے، کہ میں جس کو معرض بحث میں لانا چاہتا ہوں۔

اس سے مولوی ابوالوفا صاحب کے حواس کا اندازہ ہوتا ہے۔ کہ ایک ایک بات کو تین تین مرتبہ بدلتے

تھے۔ یعنی پہلے کہ میں معرض میں لانا چاہتا ہوں۔ پھر کہا نہیں لانا چاہتا۔ پھر کہا چاہتا ہوں۔ انہیں حواسوں سے مباحثہ ہوتے ہیں۔ مگر سب کچھ سہی تاویل اب بھی صحیح ہوتی نظر نہیں آتی۔ کیوں کہ مسئلہ مسلمہ ہونے سے اگر معرض بحث میں لانا مراد ہے۔ تو کس نے ان سے دریافت کیا تھا کہ آپ اس کو معرض بحث میں لانا چاہتے ہیں یا نہیں؟ اور قطع نظر اس میں بھی شیر صاحب فرما چکے تھے۔ کہ چوں کہ یہ مسئلہ مسلمہ ہے۔ اس لیے اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور مسئلہ مسلمہ ہونے کے معنی ان کے ہاں معرض بحث میں لانا چاہتا ہوں۔ اس لیے اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیا معقول بات فرمائی ہے۔ اور کیوں نہ ہو قرآن وحدیث کے عالم ہیں نہ اور اصول وفروع سے واقف بھی ؎

دعوے دانائی کے کرتا ہے وہ ناداں دل ربا
دیکھیے عشاق کی تقدیر کیا ہونے کو ہے

اس سے بھی قطع نظر ہم تھوڑی دیر کے لیے آپ کی مان لیں، کہ آپ کی مراد یہی تھی، کہ معرض بحث میں نہیں لانا چاہتا ہوں۔ تو پھر جو اس کو آپ نے واپس لیا تو اس کی یہ وجہ ہوئی کہ معرض بحث میں لانا چاہتا ہوں پھر آپ نے کیوں گریز کی؟ اور کیوں شمس العلماء مولوی ولی محمد صاحب کے سوال کا جواب نہ دیا۔ یا آپ کے نزدیک بحث اسی کا نام ہے کہ ٹکر ٹکر دیدن ودم نکشیدن۔ آپ پر اعتراضوں کی بوچھار ہو رہی تھی اور آپ دم نہ مار سکتے تھے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب مطمئن رہیں کہ ان کے اس کلام کی کوئی تاویل صحیح نہیں ہو سکتی۔

چشتی صاحب نے جو ان کے حال پر عنایت فرمائی اور ان کو خصم کی چھین جھپٹ سے بچا لیا اس کا اُن کو شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ مگر وہ الٹا بجائے شکر کے شکایت کرتے ہیں۔ اور چشتی صاحب کو الگ ایک نیا خصم بنا لیتے ہیں۔ چشتی صاحب پر طرف داری کا الزام بالکل بے جا ہے۔ خود اپنی تحریک سے آپ نے تو ان کو صدر بنایا۔ اور انہوں نے حد سے زیادہ آپ کی طرف داری کی۔ آپ جہاں گرفتار ہوتے چشتی صاحب کو خدا کے واسطے دلاتے فوراً انہیں رحم آتا تھا اور وہ زبردستی آپ کے خصم کو دبا کر آپ کو بچا لیتے تھے۔ اگر چشتی صاحب آپ کی مدد پر نہ ہوتے تو مولوی ثناء اللہ! آپ کا اس سے بھی زیادہ قافیہ تنگ ہوتا۔ آپ فرماتے ہیں، کہ انہوں نے اپنے اختیار سے زیادہ دخل دیا یہ بالکل صحیح ہے۔ مگر اس سبب سے کہ آپ کے طرف دار بن کر آپ کے خصم کو دبا دیا۔ آپ برابر ہر سوال کا جواب دینے سے انکار کیے چلے جاتے تھے۔ اور انہوں نے کبھی آپ پر سخت گیری نہ کی۔ بلکہ آپ کے خصم کو رد کا۔ اور کبھی ان کے سوال کو غیر متعلق بتلایا کبھی محدود کیا۔ یہ آپ کی خاطر اور مہمان نوازی اور بندہ پروری تھی۔ آپ کے نزدیک انہیں یہ حق حاصل نہ تھا۔ مگر واہ رے آپ کی دیانت! آپ کو معلوم تھا، کہ انہیں یہ حق حاصل نہیں اور پھر آپ انہیں اپنے لیے پریشان کرتے تھے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مناظرہ کے حالات بیان کرنے میں راست گوئی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ واقعہ کچھ کا کچھ دکھلانا چاہا ہے۔ میں ابھی اس کی صراحت نہیں کرتا ہوں۔ ہاں اگر مولوی ابوالوفا صاحب چاہیں گے، تو بتلا دوں گا۔ **ان شاء**

اللہ تعالیٰ۔

ابھی تک مولوی ثناء اللہ کے نزدیک گویا مناظرہ شروع بھی نہیں ہوا تھا، مگر کچھ ایسی ہیبت طاری ہوگئی کہ بیان دعویٰ کرتے وقت اپنی اونچی اڑان بھول گئے۔ پہلے تو غیب کا مطلقاً انکار تھا۔ پھر فرماتے ہیں مگر میں السلب الکلی کا قائل نہیں، سلب الکلی کا ہوں۔ سبحان اللہ اپنی بات کا خود ہی رد فرمادیا۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے کچھ اس طرف توجہ فرمائی تو دیکھنا بہت سے لطف آئیں گے۔ فقط۔

راقم محمد نعیم الدین۔ از مرادآباد

دنیا بھر کے وہابیوں کو دعوت مناظرہ

۱۰ مئی کے پرچہ اہل حدیث میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری (مولوی فاضل) نے ایک مضمون لکھا ہے، جس میں عامہ حناف کرام اور تمام اہل سنت کثرہم اللہ تعالیٰ کو حضور اقدس نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کے علم عظیم کا اثبات کرنے پر جاہل و کافر قرار دیا ہے۔ اور انجمن نعمانیہ اور اس کے اراکین پر خصوصیت کے ساتھ حملہ کیا ہے۔ الفاظ ایسے دلخراش ادا کیے ہیں، جنہیں دیکھ کر خواہ مخواہ طبیعت میں جواب دینے کا جوش پیدا ہوتا ہے۔ لہذا میں گزارش کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب حق طلبی کا قصد کریں تو ان کو بھی مفید ہو۔ اور دوسروں کو بھی۔ مگر اس طریق پر جس سے وضوح حق کی امید ہوسکے۔ سخت کلامی اور گالی گلوچ کو کوئی فریق اپنی کمزوری کا پردہ نہ بنائے۔ ہر ایک بات شائستگی اور سنجیدگی کے ساتھ ادا کی جائے۔ لاہور کے مناظرہ کی طرح اس کا بھی موقع نہ دیا جائے، کہ پیش آیا کچھ اور چھاپ دیا کچھ۔ قلم اپنے ہاتھ میں ہے۔ مجمع کی بات کی بھی کچھ پروانہ کی جو چاہا لکھ دیا۔

بلکہ مناظرہ تحریری ہو۔ پہلے ایک مضمون چھپ کر اخبار میں شائع ہو۔ اور مخلوق کی نگاہوں تک پہنچ جائے پھر اس کا جواب اسی طرح شائع کیا جائے، تاکہ کسی فریق کو انکار کرنے، بات بدلنے حاشیہ چڑھانے کا موقع ہی نہ مل سکے۔ اس وقت میں تمام وہابیہ جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ وہ مستعد ہوکر مناظرہ شروع کردیں۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی امداد کریں۔ یا اگر مولوی ثناء اللہ پر بھی کسی کو ترجیح دیتے ہوں، اس کو پیش کریں۔ پھر یہ نہ ہو کہ فلاں صاحب رہ گئے۔ مسئلہ کا تہذیب کے ساتھ طے کر لینا کوئی گناہ نہیں ہے۔ آپ لوگوں کی جماعت میں جو سب سے بڑا ہو۔ اس کو لائیے! اور آپ سب اس کی اعانت فرمائیں۔ ان شاء اللہ العزیز نیت درست ہے، تو حق واضح ہے اور واضح تر ہوجائے گا۔ میرا جہاں تک خیال ہے، مولوی ثناء اللہ اور مولوی اشرف علی یا مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی زیادہ مشہور ہیں۔ اور ان صاحبوں کی تصانیف میں بھی اس مسئلہ کی بحثیں ہیں۔ بہتر ہو کہ انہیں میں سے کوئی تیار ہوں۔ یہ وہ مناظرہ نہیں ہے، جس میں عذر معذرت کر کے ٹال جانے کا موقع ملے۔ یا واقعہ کچھ کا کچھ دکھلایا جاسکے۔ اس میں ان شاء

اللہ تعالیٰ سچ اور جھوٹ کی قلعی کھلنے والی ہے۔ جو صاحب ہمت رکھتے ہوں تیار ہو جائیں۔ اور سامنے آئیں۔ ورنہ کبھی اس مسئلہ میں گفتگو کرنے کا نام نہ لیں۔ دیکھو دیکھو قدم نہ ہٹانا۔ اقرار کرو تو شرائط مناظرہ لکھی جائیں۔ اور اہل فقہ اور اہل حدیث کے کالم مناظرہ کے مضامین سے پر نظر آئیں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ از مرادآباد

(اخبار اہل فقہ: ۲۹؍ جولائی ۱۹۱۲ء ص ۵ تا ۷]

آپ کے چیلنج مناظرہ کے بعد گروہ مخالف پر سکتہ طاری ہو گیا۔ مولوی ثناء اللہ امرت سری جو بڑی بڑی ڈینگیں مار رہے تھے غار سکوت میں پناہ گزیں ہو گئے۔ مگر بڑے بڑے بہے جائیں گڑریے پوچھیں کتنا پانی، کے مصداق ایک معمولی، غیر مشہور و غیر معتبر، نوعمر و نوآموز غیر مقلد لڑکے کی طرف سے ایک اشتہار شائع کیا گیا، جس میں آپ کے خلاف کھل کر بد تہذیبی، دریدہ دہنی اور زبان درازی کا مظاہرہ کیا گیا تھا۔ ظاہر ہے آپ سے اس بد تمیز و بد تہذیب لڑکے کا کیا مقابلہ؟ وہ نہ آپ کا مخاطب تھا نہ مقابل۔ اور اس کی بساط ہی کیا تھی کہ وہ آپ سے تاب مقابلہ رکھتا۔ آپ تو آپ آپ کے کسی شاگرد کے مقابلے کی حیثیت اس میں نہیں تھی۔ اس لیے آپ کی طرف سے اس اشتہار کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ البتہ اس اشتہار کی آڑ لے کر جن لوگوں نے یہ ناپاک حرکت کی تھی ان کو جواب دینا بھی ضروری تھا، اس لیے اخبار اہل فقہ میں مولانا شفقت نعیمی مرادآبادی کی طرف سے اس اشتہار کی تردید شائع ہوئی۔ جس میں اُن پردہ پوش غیر مقلدین کی بد تہذیبی و بد تمیزی کا معقول جواب دیا گیا، ساتھ ہی اکابر نجدیہ کو میدان مناظرہ میں خود آکر مقابلہ کرنے کی صدر الافاضل کی دعوت یاد دلائی گئی۔ اور ان معمولی بے وزن و غیر معیاری نااہل نوجوانوں کا سہارا لے کر اس طرح کی شرمناک حرکتوں پر تنبیہ بھی کی گئی۔ اور یہ باور کرایا گیا کہ غیر مخاطب اگر مناظرہ کرنا چاہیں تو ان کے لیے صدر الافاضل کا کوئی بھی شاگرد مناظرہ کرنے تیار ہو گا۔ البتہ اس کی شکست اکابر کی شکست مانی جائے گی، اس طرح کی تحریر لائے گا تو مناظرہ کیا جائے گا۔ ورنہ نہیں۔ ملاحظہ کریں مولانا شفقت نعیمی کا درج ذیل بیان:

"ایک مضمون بعنوان دنیا بھر کے وہابیوں کو دعوت مناظرہ **حامی دین و ملت ناصر سنت و شریعت استاذ العلماء المدرسین۔ قدوۃ الفضلاء الکاملین قامع اساس المبتدعین سیدنا حضرت مولانا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب لازال مظفراً و منصوراً**، کا اہل فقہ امرت سر میں شائع ہو چکا ہے، جس میں حضرت نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کو مسئلہ علم نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم میں مناظرہ کا اعلان دیا تھا۔ اور اجازت دی تھی کہ وہ جس سے چاہیں مدد لیں۔ اور جو کوئی ان کا بڑا معتمد ہو اس کو بھی ساتھ لے لیں۔ مناظرہ کا وہ طریق بتلایا تھا جس میں عذر کا محل نہیں۔ اور بات بدلنے کا، حاشیہ چڑھانے، غلط واقعات چھاپنے کا کسی فریق کو موقع نہیں مل سکتا۔ یعنی مناظرہ تحریری ہو۔ اور نہایت شائستہ الفاظ میں تقریری مناظرہ کے لیے تو

بہت سے عذر، اجازت حکام اور اندیشہ فساد وغیرہ کے نکل آتے ہیں۔ اور اس میں غلط واقعات دکھلانے کا موقع بھی ملتا ہے۔ اور سخت کلامی میں اصل بحث ہی گاؤ خورد ہو جایا کرتی ہے۔ اس کے لیے تحریری مناظرہ ہو اور تہذیب سے۔ حضرت مولانا صاحب کے اس اعلان کے جواب میں آج تک کوئی آواز نہ آئی۔ کسی مناظرہ کے شائق نے دم نہ مارا، کسی مرد میدان نے سر نہ اٹھایا۔ دنیا کے غیر مقلدین شہر خموشاں بنے ہوئے رہے ہوئی ہے کہ صدائے بر نمی خیزد ؎

کچھ ایسے سوئے ہیں سونے والے
کہ جاگنا حشر تک قسم ہے

مگر ہفتہ گذشتہ میں مراد آباد کے ایک کم سن صاحبزادے، کے نام سے ایک اشتہار شائع ہوا، جس میں حضرت مولانا صاحب کو سخت سخت کلمات کہے ہیں۔ اور مناظرے کے لیے ان صاحبزادہ کی آمادگی ظاہر کی ہے۔ گو وہ حضرت کا جواب نہیں، کیوں کہ مخاطبین ساکت ہیں۔ اور جو مضمون پردہ کی آڑ میں لکھا گیا ہے، اس میں نہایت سخت کلامی اور گندہ دہنی کام میں لائی گئی ہے۔ حضرت موصوف پہلے ہی شرط کر چکے ہیں، کہ جو بحث ہو۔ نہایت شائستگی اور متانت سے۔ لیکن میں پھر مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی اشرف علی صاحب اور مولوی خلیل احمد صاحب کو مطلع کرتا ہوں کہ اگر وہ مسئلہ علم غیب کے متعلق ہمارے دلائل کا جواب یا دعوی عدم علم کے دلائل رکھتے ہیں، تو تیار ہو کر سامنے آئیں۔ ورنہ غلطی کا اقرار کریں اور تائب ہوں۔ اور مناظرہ لڑکوں کا کھیل نہیں ہے جو ایک بچے پر ٹالا جائے۔ حضرات آپ کو مناظرہ کرنا پڑے گا۔ یا آپ کا عجز کھل کر رہے گا۔ یہ تدبیریں ہرگز کام نہ آئیں گی۔ آخر آپ کو پس و پیش کیا ہے۔ خوف کس کا ہے مولوی ثناء اللہ صاحب...... اور مولوی اشرف علی صاحب کے لیے چوڑے دعوے کہاں گئے؟ جو لڑکوں کی آڑ لی جاتی ہے۔ جن سے عقلا کو کلام و خطاب بھی پسند نہیں۔ حضرات مذکور میں اگر کسی طرح ہمت نہ پڑتی ہو۔ اور آپ اسی لڑکے کو آگے کرنا چاہتے ہوں، تو پہلے یہی چھاپ کر شائع کر دیجیے کہ ہماری طرف سے وہ مناظر ہے۔ اس کا سکوت، قبول، عدول، نکول سب ہمارا ٹھہرے گا، تو مولانا صاحب بھی ان شاء اللہ العزیز اپنے مدرسہ کا ایک ایسا طالب علم میدان مناظرہ میں پیش کر دیں جو اَن کہی کھلا ہی چھوڑے۔ کیوں اب کیا دیر ہے۔ کیا عذر ہے؟ اب خاموشی چہ معنی؟ اگر آپ لب نہیں ہلاتے نہ ہلائیں۔ جس لڑکے کو یا اور جس کو پسند کیا ہو پیش فرمائیں۔ آپ کا عجز تو ظاہر ہو چکا۔ اب بھی اگر سکوت رہا۔ تو ظاہر تر ہو جائے گا۔

محمد شفقت حسین

مولانا شفقت حسین نعیمی کے مندرجہ بالا بیان پر مدیر اہل فقہ علامہ غلام احمد اخگر امرت سری نے اپنی درج ذیل رائے کا اظہار کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

''اس مضمون کی آخری تجویز کے پہلے حصے سے تو ہمیں اتفاق ہے۔ لیکن اگر کسی غیر مقلد یا دیوبندی عالم کی طرف سے کسی لڑکے کو ایسی سند مل جائے کہ اس کا سکوت قبول وعدول وغیرہ سب ان کا ہے، تو **حضرت مولانا مولوی نعیم الدین صاحب** کو خود ایسے لڑکے کو مخاطب بنانا ضروری ہے، کیوں کہ اس صورت میں وہ مباحثہ یا مناظرہ دراصل اس لڑکے سے نہیں، بلکہ ان بزرگوں سے ہوگا جنہوں نے اس کو اپنا وکیل اور مختار مقرر کیا۔

دفتر اہل فقہ میں بھی اس کے متعلق ایک تحریر مولوی محمد معظم علی صاحب متعلم مدرسہ عربیہ دیوبند کی طرف سے موصول ہوئی تھی، مگر اس میں نفس مسئلہ پر تو کوئی بحث نہ تھی۔ البتہ ہمارے فرقہ کو عموماً اور حضرت مولانا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی کو خصوصاً دل کھول کر گالیاں دی گئی تھیں۔ اور ہم سے خواہش کی گئی تھی، کہ ہم اس کو اہل فقہ میں درج کریں۔ ہم نے صاحب مراسلت کو اس کے جواب میں یہ کہہ دیا تھا کہ آپ کے مضامین آپ کے ہم مشرب اخبار اہل حدیث میں درج ہونے چاہیے۔ جواب ہم اپنے پرچہ میں چھاپ دیں گے۔ صاحب موصوف نے یہ بھی لکھا تھا کہ ہم نے یہ مضمون دفتر اہل حدیث میں بھی بھیج دیا ہے ہم منتظر تھے کہ اہل حدیث میں وہ مضمون نکلے تو ہم جواب دیں گے۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں امید نہ تھی کہ پراگندہ اور غیر مہذب مضمون درج اہل حدیث ہو۔

چناں چہ اس مضمون کو اہل حدیث میں جگہ نہ ملی۔ اور اس امر کا بین ثبوت ہے کہ یہ مضمون بد تہذیبی اور گالی گلوچ میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ اگر معمولی بد تہذیبی ہوتی، تو ضرور اہل حدیث میں درج ہو جاتا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک اور مضمون عنایت فرمایا جس کی نسبت انہوں نے دعوی فرمایا۔ کہ جادہ تہذیب سے اس میں انحراف نہیں۔ مگر مضمون کی تمہیدی عبارت میں اہل فقہ کے ایک نامہ نگار کی ذات پر حملہ موجود ہے جو کسی صورت میں شیوہ تہذیب نہیں۔

دوسری بات جو صاحب مضمون نگار نے لکھی ہے وہ یہ ہے کہ ہم حنفی ہیں اور اہل فقہ حنفی اخبار ہے۔ اس لیے ہمارا حق ہے، کہ ہم اس میں مضامین درج کرائیں۔ مگر افسوس کہ ہم ان کو حنفی نہیں مانتے۔ اگر کسی شخص کا دعویٰ دوسروں کے لیے حجت ہو، تو غیر مقلدین کو واقعی اہل حدیث اور چکڑالویوں کو واقعی اہل قرآن ماننا پڑے گا۔ جس کے لیے یقیناً دیوبندی جماعت تیار نہ ہوگی۔ ہاں اتنا ہم مانتے ہیں کہ آپ اپنے آپ کو مقلد بتاتے ہیں۔

اور یہی ایک امر ان میں اور غیر مقلدین میں مابہ الامتیاز ہے، ورنہ عقائد میں کوئی فرق نہیں۔ اور ہونا بھی نہیں چاہیے۔ کیوں کہ سر چشمہ تعلیم ایک ہی ہے۔ یعنی تصانیف مولوی اسمٰعیل دہلوی۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب ایک سلسلہ مضمون بعنوان مسئلہ ''علم غیب'' شروع کرنے والا ہوں جس کے ضمن میں اپنے دیوبندی دوست کے مضمون کا وہ حصہ جو بحث مسئلہ کے متعلق ہے درج ہوگا۔'

'[اہل فقہ: ۱۴/ اکتوبر ۱۹۱۲ء ص ۶، ۷]

وہابیہ کی مزید شرانگیزیاں

صدرالافاضل کے دعوت مناظرہ کے بعد وہابیہ کی جانب سے کوئی مثبت ردعمل نہیں ہوا۔ہاں البتہ گاہے بگاہے مرادآباد سے معمولی اور بے حیثیت افراد سے شرانگیزیاں ضرور ظاہر ہوتی رہیں۔گزشتہ تحریر میں ایک غیر مہذب اشتہار کا ذکر کیا گیا۔اسی تناظر میں دو مزید اشتہار وہابیہ کی طرف سے مغلظات سے بھرے ہوئے شائع کیے گئے۔صدر الافاضل نے جس کا مہذب دوٹوک جواب دے کر مخالفین کے سارے منصوبے خاک میں ملا دیے۔ملاحظہ کریں اخبار دبدبہ سکندری کی درج ذیل خبر۔اخبار لکھتا ہے:

مخالفین نے اس موقع پر بھی اپنی کوششیں اٹھا نہ رکھیں۔چناں چہ دو اشتہار ایک مرزا اسحاق بیگ کے نام سے دوسرا اہل حدیث کی طرف مباحثہ کی درخواست میں انجمن کے جلسہ میں تقسیم کیے گئے۔لیکن انجمن نے صبر و تحمل سے کام لیا۔اور اپنی سلاست روی کی روش نہ چھوڑی۔ **حضرت قبلہ مولانا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب ناظم انجمن،** نے جلسہ میں بھی اعلان کر دیا کہ انجمن کے جلسے کسی بحث مباحثہ کے لئے وقف نہیں ہیں۔ہمیں ترویج علوم کی کوششوں سے اس قدر فرصت نہیں ہے کہ وقت ضائع کرنے کے لیے کوئی بحث مباحثہ چھیڑیں۔اور ہم انہیں مرادآباد اور پھر سہارن پور اور میرٹھ میں خوب دیکھ چکے ہیں کہ مباحثات کیا شے ہیں اور مباحثہ کی درخواست کیا معنی رکھتی ہے۔البتہ اگر ہمارے مخالفین کو اشد ضرورت ہے تو وہ باضابطہ مناظرہ کی اجازت لے کر جلسہ منعقد کریں۔پھر ہمیں دعوت دیں۔اس سے پہلے ہم ان کی طرف مخاطب نہیں ہیں، ہمارے ہم مذہب دوستوں کو مطلع ہونا چاہیے کہ وہ ایسی شورش انگیز باتوں سے ہمیشہ محترز و مجتنب رہیں۔اور جو کچھ دریافت کرنا ہو اپنے علما سے تحقیق و دریافت کریں۔افسوس کہ گھر بیٹھے ہوئے لوگوں کو یوں چھیڑا جاتا ہے۔جو جلسہ تحصیل علوم اور ثنائے مصطفی علیہ التحیتہ والثناء کے لیے منعقد کیا گیا، اس میں ایسے اشتہاروں کی بوچھار۔

اور جب اس کے جواب میں بھی خاموشی اختیار کی گئی تو پھر ۴ جولائی کے "المشیر" میں برے الفاظ کے ساتھ انجمن کے جلسہ کو یاد کیا گیا۔اور انجمن کے حامیوں کو تفرقہ پرداز اور سنی علمائے کرام کو ناسمجھ مُلا اور فتنہ وفساد کی تخم ریزی کرنے والا بتایا گیا۔حب رسول اور ذکر علیہ التحیۃ والثنا کو شرک فی التوحید اور شرک فی الرسالۃ قرار دیا گیا۔"المشیر" کے یہ الفاظ سنی طبقہ کی دل آزادی کے لیے تیر بلا کا حکم رکھتے ہیں۔

مسلمانو! کیا انجمن کی اس سلاست روی کا نام فتنہ وفساد کی تخم ریزی ہے؟ ارباب انصاف غور فرمائیں ؎

ہفتاد و دو فریق حسد کے عدد سے ہیں
اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہیں

[دبدبہ سکندری: ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۳ء ص ۷]

مدیر اخبار اس خبر پر اپنا تبصرہ یوں پیش کرتے ہیں:

"مناظرہ کو ٹھہرانا اب ایک فضول بات معلوم ہوتی ہے۔ مناظرہ کے میدان کے ذمے جیسے یہ حضرات مرد ہیں وہ دنیا کو معلوم ہے۔ بجز تضیع اوقات نتیجہ کچھ نہ نکلانہ نکلنے کی امید۔ اور انجمن کو خلوص وصداقت کی روشنی میں کام کرتے رہنا چاہیے۔ آسمان کا تھو کا منہ ہی پر آئے گا۔ مخالفین کی فکر آپ نہ کریں، یہ خود پشیمان ہو ہی چکے ہیں۔ رہے سہے اور ہوں گے۔ اور اللہ ہمیشہ حق کی معاونت فرمائے گا۔" [مرجع سابق]

عبد العزیز والی نجد اور مولوی ثناء اللہ امرت سری کے ساتھ صدر الافاضل کی مناظرانہ کاروائی کی سرگزشت حالات حجاز کے تناظر میں

۱۹۲۴ء میں جب والی نجد عبد العزیز ابن سعود نے حرمین شریفین کی بے حرمتی، مآثر، مقابر اور مساجد کا انہدام، تبرکات کی پامالی، مسلمانوں کی تضلیل وتکفیر، قتل وغارت گری حرمین شریفین کی عفت مآب خواتین کی عزت وآبرو کے ساتھ کھلواڑ اور بھی بہت سے غیر شرعی، حرام بلکہ کفریہ افعال کا ارتکاب کیا۔ اور طرہ یہ کہ ابن سعود کی ان غیر شرعی حرکتوں کے ذمہ دار اس کے ٹکڑوں پہ پلنے والے وہابی علما تھے، جو اس کی ہر غیر شرعی حرکت کو شرعی قرار دینے کی قسم کھائے بیٹھے تھے اور کھل کر اس کی ناپاک حرکتوں پر اسے داد وتحسین سے نواز رہے تھے۔ بالکلیہ ابن سعود کو وہابی علما کی پشت پناہی حاصل تھی جس کے سبب وہ یہ ساری حرکتیں کیے جا رہا تھا، اور انہیں شریعت قرار دینے کی ناپاک کوشش میں لگا ہوا تھا۔ تو ضروری تھا کہ ایسے موقع پر جب کہ ان سارے افعال شنیعہ کو مشروع قرار دیا جا رہا تھا ابن سعود اور اس کے حواریوں کی ناک میں نکیل ڈالی جائے۔

لہٰذا علمائے اہل سنت خاص کر صدر الافاضل نے اس کے رد عمل میں سخت سے سخت کاروائیاں کیں، جس کا قدرے تفصیلی ذکر ہم نے "تحریک التوائے حج" کے باب میں کیا ہے قارئین وہیں ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں ہم موضوع کے مطابق ابن سعود اور وہابیوں کے خلاف صدر الافاضل کی مناظرانہ کاروائیوں کا بیان قلم بند کریں گے۔

آپ نے ابن سعود کی حرکتوں کے رد عمل میں اسے اور اس کے علما کو چیلنج مناظرہ دیا اور فرمایا کہ جب تک فیصلہ کن مناظرہ نہ ہو جائے تم حرمین شریفین کے مقامات مقدسہ کے انہدام وغیرہ غیر شرعی حرکات سے باز رہو۔ آپ نے اعلان مناظرہ پر مشتمل تحریر بذریعہ ڈاک والی نجد کے نام روانہ فرما دی۔ مزید اسے ہندوستانی اخبارات میں بھی بغرض اشاعت روانہ کر دیا۔ اور وہ اعلان مناظرہ مختلف اخبارات میں شائع ہوا۔ ہم اسے اخبار الفقیہ امرت سر کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

اعلان مناظرہ

منجانب: حضرت صدرالافاضل مولانا مولوی سید محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم

بنام ابن سعود والی نجد

الحمد للہ کفی و سلام علی عباد الذین اصطفی!

امابعد! والی نجد کو معلوم ہو کہ مقابر و مساجد کا ڈھانا، مشاہد کی اہانت، مسلمانوں کا قتل اور انہیں کوٹنا اور ان کی تکفیر اور ارض حجاز پر تسلط اور اس میں بادشاہ بن بیٹھنا وغیرہ تمام افعال جن سے تمام عالم اسلامی زیر و زبر ہو رہا ہے، شرعاً بالکل ناروا اور ناجائز ہیں۔ اخباروں سے معلوم ہوا کہ تم نے یہ افعال اپنے علما کے امر سے کیے۔ ہم تمہیں مطلع کرتے ہیں کہ وہ علما باطل پر ہیں۔ اور ہم ان سے مناظرہ کے لیے آمادہ ہیں۔ اگر انہیں ہمت ہو اور وہ اپنے آپ کو حق پر گمان کرتے ہوں تو ہم سے مناظرہ کرلیں۔ اور جب تک فیصلہ کن مناظرہ نہ ہولے تم اس قسم کے افعال سے باز رہو۔

محمد نعیم الدین ناظم جماعت عالیہ مرکزیہ ہند مراد آباد

[اخبار الفقیہ: ۲۸/ دسمبر ۱۹۲۶ء، ص ۶۔ السواد الاعظم: جمادی الاولی ۱۳۴۵ھ، ص ۴]

آپ کے اس اعلان مناظرہ کے حوالے سے اخبار الفقیہ میں تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی لکھتے ہیں:

"ابن سعود نجدی نے اپنے وحشیانہ وظالمانہ افعال کی نسبت بار بار یہی کہا ہے کہ وہ اس نے شرع کے مطابق اور اپنے علما کے حکم واصرار سے کیے ہیں۔ اس لیے اس کو یہ بتانا ضروری تھا کہ یہ اس کا خیال غلط ہے۔ یہ تمام افعال شرعاً نہایت قبیح و ناجائز ہیں۔ اور اتباع شرع کے دعوے کے ساتھ ان افعال کا ارتکاب بالکل باطل ہے۔ بلکہ ضرورت تھی کہ جن علما پر وہ اعتماد کرتا ہے ان کو دعوت مناظرہ دے دی جاتی، تاکہ نجدی کے لیے یہ حیلہ باقی نہ رہ جاتا کہ میں نے جو کچھ کیا علما کے حکم سے کیا۔ اور علما اگر غلطی پر تھے تو ان سے کوئی مناظرہ کے لیے آمادہ نہ ہوا۔ اس حیلے کو قطع کرنے اور حجت کو جو نجدی پر قائم ہو چکی ہے، اس کو انتہا تک پہنچانے کے لیے **صدرالافاضل حضرت مولانا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دامت برکاتہم**، نے نجدی کو اعلان مناظرہ دے دیا، جس کا مضمون درج ذیل ہے۔:

"حمد و صلاۃ کے بعد:

والی نجد کو معلوم ہو کہ مسجدوں، مقبروں کا ڈھانا، مشاہد کی اہانت، مسلمانوں کا قتل وغارت اور ان کو کافر جاننا حجاز مقدس کی سرزمین پاک پر تسلط کرنا اور بادشاہ بننا آپ کے ان تمام افعال سے عالم اسلامی مضطرب ہے۔ یہ شرعاً حرام ہیں اور کسی طرح جائز نہیں۔ اخباروں سے معلوم ہوتا ہے کہ تم نے یہ افعال قبیحہ اپنے علما کے امر سے کیے ہیں تو

ہم تمہیں آگاہ کرتے ہیں کہ وہ باطل پر ہیں۔ اور ہم ان کے ساتھ مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر انہیں اس کی جرأت ہو۔ اور وہ اپنے حق پر ہونے کا گمان بھی رکھتے ہوں۔ اور تم پر لازم ہے کہ تم ایسے افعال سے باز رہو! یہاں تک کہ اس مناظرہ سے تم پر حق ظاہر ہو جائے۔ جواب جلد دو۔"

عمر نعیمی از مراد آباد

[اخبار الفقیہ: ۷ اکتوبر ۱۹۹۶ ص ۸]

اس دعوت مناظرہ کا ابن سعود یا نجدی، سعودی کسی عالم کا کوئی جواب تو نہیں آیا۔ البتہ ہندوستان میں موجود فضلہ خواران ابن سعود، وہابیہ، نجدیہ آپ کے خلاف میدان عمل میں اتر آئے۔ اور اپنی تمام تر توجہ آپ کی طرف کردی۔ یہاں یہ بات بھی بتانا ضروری ہے کہ غیر مقلدین کے پیشوا مولوی ثناء اللہ امرتسری اور اس کے حواریوں نے اس اعلان سے قبل تحریک التواے حج کی در پردہ مخالفت کی تھی لیکن اس اعلان کے بعد نا یہ کہ تحریک التواے حج کی کھل کے مخالفت پر آمادہ ہو گئے، بلکہ ابن سعود کے دفاع میں آپ کے مد مقابل آنے کی ناپاک جسارت بھی کردی۔ اور اخبارات میں آپ کے چیلنج مناظرہ کو قبول کر کے خود اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنے کی غلطی کر بیٹھے۔

وہابی پیشوا مولوی ثناء اللہ امرت سری نے اس تحریر مناظرہ کے جواب میں آپ کو درج ذیل رجسٹری روانہ کی، جس میں سعودی علما کی طرف سے آنجناب نے مناظرہ کے لیے آمادگی ظاہر کی تھی۔ ملاحظہ فرمائیں:

مکتوب مولوی ثناء اللہ امرت سری بنام صدر الافاضل

بخدمت حضرت استاد العلماء صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مدظلہ العالی

دفتر سیکریٹری آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس امرت سر ۲۳ ربیع الاول ۴۵ھ

بخدمت مولوی محمد نعیم الدین صاحب زاد عنایتہ!

سلام علیکم!

آپ کا تار بنام جلالۃ العلم ابن سعود اخبار سیاست مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۶ء میں تھا، جس میں آپ نے مسائل اختلافیہ میں علمائے نجد کے ساتھ مباحثہ کرنے کی درخواست کی ہے۔ اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ نہ علمائے نجد یہاں آئیں، نہ آپ وہاں جائیں۔ اس لیے آسان صورت یہ ہے کہ یہاں ہی مباحثہ کرلیں!

علمائے نجد کی طرف سے خادم توحید و سنت حاضر ہے۔ اختلافی مسائل کی فہرست پہلے لکھی جائے گی۔ استدلال میں قرآن و حدیث پیش ہوں گے۔ اور تائید میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول پیش ہو سکے گا۔ امید ہے کہ آپ اس صورت کو تسلیم کرلیں گے۔ اور اگر علمائے نجد پر ہی اصرار کریں گے تو لوگ کہیں گے ؎

تا تریاق از عراق آوردہ شود
مار گزیدہ مردہ شود

راقم خادم دین اللہ ابوالوفا ثناء اللہ امرت کفاہ اللہ امرتسری ناظم اہلحدیث کانفرنس۔ یکم اکتوبر ۲۶ء

[اخبار الفقیہ: ۲۸/ دسمبر ۱۹۲۶ء، ص ۶۔ السواد الاعظم مراد آباد، جمادی الاولیٰ ۱۳۴۵ھ، ص ۴]

آپ نے ثناء اللہ امرت سری کی اس آمادگی مناظرہ پر مشتمل تحریر کے جواب میں درج ذیل رجسٹری ارسال فرمائی۔ جس میں آپ نے آنجناب کی تحریر کا تنقیدی جواب دیتے ہوئے فرمایا:

"جناب کا یہ خیال کہ علمائے نجد مناظرہ کے لئے نہ آئیں گے ممکن ہے صحیح ہو۔ اور آپ کو ان سے قریب کے سفر میں جو تجربے ہوئے ہیں ان سے نتیجہ نکالنے میں آپ حق بجانب ہوں۔ لیکن میری نسبت یہ حکم کر دینا کہ میں بھی نہ جاؤں گا علم غیب کا غلط دعوی ہے۔ نجدی مناظرہ کے لیے تیار ہو تو جو مقام مناظرہ مقرر ہو وہاں میں مناظرہ کے لیے حاضر ہونے کے واسطے بے تامل تیار ہوں"

اور پھر آپ نے مولوی ثناء اللہ سے مناظرہ کی بات کو اس شرط پر چھوڑ دیا کہ ابن سعود یا سعودی علما اگر آں جناب کو اپنا مناظر منتخب کریں اور آپ کا تمام ساختہ پرداختہ قول، فعل، سکوت قبول، نکول، عدول جو کچھ ہو گا وہ بعینہٖ خود کے لیے تسلیم کریں تو میں مناظرہ کو تیار ہوں۔ صدر الافاضل کا گرامی نامہ ملاحظہ فرمائیں:

مکتوب صدر الافاضل بنام ثناء اللہ امرت سری

بنام جناب مولوی ثناء اللہ صاحب ناظم اہلحدیث کانفرنس

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی حبیبہ خاتم النبیین!

آپ کی رجسٹری محررہ ۲۳/ ربیع الاول ۴۵ھ ۲۴/ ماہ مبارک بروز شنبہ سہ پہر کو ایسے وقت میں موصول ہوئی کہ رجسٹری روانہ کرنے کا وقت نہ رہا تھا۔ دوسرے دن یکشنبہ تھا، جس میں ڈاکخانہ رجسٹری نہیں لیتا۔ آج جواب حاضر کرتا ہوں۔ اخباروں کو جو اطلاع دی گئی تھی اس میں انگریزی کرنے والے نے اعلان کا خلاصہ لکھ دیا ہے۔ میں آپ کے پاس اصل اعلان کا ترجمہ بھیجتا ہوں جو ابن سعود کے پاس بھیجا گیا ہے۔

جناب کا یہ خیال کہ علمائے نجد مناظرہ کے لئے نہ آئیں گے ممکن ہے صحیح ہو۔ اور آپ کو ان سے قریب کے سفر میں جو تجربے ہوئے ہیں ان سے نتیجہ نکالنے میں آپ حق بجانب ہوں۔ لیکن میری نسبت یہ حکم کر دینا کہ میں بھی نہ جاؤں گا علم غیب کا غلط دعوی ہے۔ نجدی مناظرہ کے لیے تیار ہو تو جو مقام مناظرہ مقرر ہو وہاں میں مناظرہ کے لیے حاضر ہونے کے واسطے بے تامل تیار ہوں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آپ اس اعلان پر نظر ڈالنے کے بعد اگر مسائل مذکورہ اعلان میں مناظرہ کے لیے تیار ہیں اور اطمینان دلائیں کہ آپ کا قبول وعدول ابن سعود کو مسلم ہوگا، اور اگر آپ اس کے افعال کو شرعاً حق ثابت نہ کر سکے تو ابن سعود ان سے باز رہے گا، اور جن میں تلافی ممکن ہے ان کی تلافی کرے گا۔

مسائل مذکورہ میں اس کا تسلط حجاز بھی ہے، اگر آپ اس کو حق ثابت نہ کر سکے تو ابن سعود اپنا تسلط اٹھالے گا، اور اس پر حجت تمام ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں آپ سے بھی مناظرے کے لیے تیار ہوں۔ امید ہے کہ آپ ایسا اطمینان دلانے میں جلدی کریں گے۔ اور مجھے مطلع کریں گے کہ ابن سعود کی جانب سے آپ کی کیا حیثیت ہے۔

محمد نعیم الدین از مراد آباد ۲۶ ربیع الاول ۴۵ھ

[اخبار الفقیہ: ۲۸ دسمبر ۱۹۲۶ء، ص ۶]

مولوی ثناء اللہ امرت سری کو شیر بیشہ اہل سنت کا جواب

صدر الافاضل نے والی نجد کو خط لکھا تھا لیکن مولوی ثناء اللہ امرت سری نے بے جا مداخلت کی اور والی نجد کی اجازت کے بغیر اس کی طرف سے مناظرہ کی آمادگی کا اظہار کر دیا۔ صدر الافاضل نے جس کے جواب میں خط لکھا جو ابھی پیچھے نقل ہو چکا۔

مزید شیر بیشہ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خاں نے بھی مولوی ثناء اللہ امرت سری کی بے جا مداخلت اور صدر الافاضل کے مقابلے پر آنے کی گستاخی پر مولوی ثناء اللہ امرت سری کی اچھی خاصی خبر لی۔ اور مولوی امرت سری کی کئی مقامات پر ذلت آمیز شکستوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ تم جیسوں کے لیے ہم کافی ہیں۔ صدر الافاضل کی شان بڑی ہے تم توان کے کسی طالب علم سے بھی بحث کی طاقت نہیں رکھتے۔ شیر بیشہ اہل سنت کی تحریر منیر ملاحظہ ہو:

”نجدی کے افعال شنیعہ سے تمام عالم اسلام بے چین ہو رہا ہے۔ اور نجدی نے اس کی معذرت میں یہ کہا ہے کہ یہ افعال اس نے اپنے علما کے حکم سے کیے۔ اس لیے **حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء جناب مولانا مولوی حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی دامت برکاتہم**، نے نجدی کو اعلان دیا کہ وہ علما باطل پر ہیں اور اس کے اعتقاد میں حق پر ہوں۔ تو ہم ان سے مناظرہ کے لیے تیار ہیں۔ ہم سے مناظرہ کر لیں اور جب تک مناظرہ ہو نجدی اس قسم کے افعال سے باز رہیں۔ اس پر جناب مولوی ثناء اللہ امرت سری نے ایک رجسٹری حضرت ممدوح کی خدمت میں بھیجی، جس میں مناظرہ کی استدعا کی ہے۔ لطف یہ ہے کہ نہ آپ کو نجدی نے وکیل کیا، نہ آپ کے قبول وعدول کو اپنا قبول وعدول مانا، نہ آپ کے ہار جانے پر اپنے افعال سے تائب ہونے اور ان کی تلافی کرنے کا قابل اطمینان ذمے لیا۔ مگر آپ ہیں کہ خود ساختہ وکیل۔ اور مناظرہ بھی کس سے کرنا چاہتے ہیں ؎

تو کار زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

پادرہ متعلقہ بڑودہ کی شرمناک شکست جسے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے اور جس مناظرہ کی تحریریں میری اور آپ کی دونوں قلم بند ہیں، اب کس ہمت پر مناظرہ کا اعلان کر رہے ہیں۔ جس سے آپ نے مناظرہ کا ارادہ کیا ہے اس کے ایک طالب علم سے بھی آپ کو مجال گفتگو نہیں۔ میں آپ کی خدمت کے لیے پھر حاضر ہوں۔ اگر آپ کو شوق ہو تو آپ اپنے اور ہم مذہبوں کو پشت پر لے لیجیے۔ کیوں کہ آپ تو بذات خود بہت شرمناک شکست کھا چکے ہیں۔ اپنے چھوٹے بڑوں کو ساتھ لے کر کچھ ہوس اور باقی رہ گئی ہو تو نکال لیجیے! مجھے یقین ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ اپنا ایمان بھی ثابت نہ کر سکیں گے جیسا کہ مناظرہ پادرہ تعلقہ پڑودہ میں نہیں ثابت کر سکے اور ذرہ اس پر بھی روشنی ڈالیے کہ تب یا ثناء اللہ جو مشہور ہے اس کا کیا واقعہ ہے؟

خاکپاے حضرت استاد العلماء مدظلہم العالی

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہ

[الفقیہ: ۱۴؍ اکتوبر ۲۶ء ص ۷، السواد الاعظم مراد آباد، جمادی الاولیٰ ۱۳۴۵ھ، ص ۵]

صدر الافاضل نے والی نجد کو جو خط لکھا تھا اس کی ایک کاپی حجاز مقدس عبد العزیز ابن سعود کو بھیج دی گئی تھی۔ اور ہندوستان کے مشہور اخبارات میں بھی اس چیلنج مناظرہ پر مبنی خط کو شائع کرا دیا گیا تھا۔ مگر والی نجد نے اس خط کا کوئی جواب نہیں دیا۔ البتہ مولوی ثناء اللہ امرت سری نے حق نمک ادا کرنے کے لیے از خود والی نجد کی طرف سے مناظرہ کی آمادگی کا اعلان کر دیا۔ جس کا منہ توڑ جواب حضور صدر الافاضل اور شیر بیشہ اہل سنت کی طرف سے دے دیا گیا۔ جس کے بعد مولوی ثناء اللہ امرت سری لاجواب ہو کر خاموش ہو بیٹھے۔ اور اس طرح والی نجد اور اس کے ہوا خواہوں کی حقیقت پوری دنیا پر منکشف ہو گئی۔ اس گزشتہ روداد کی تفصیل تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی نے لکھی ہے، جسے یہاں نقل کرنا بے سود نہ ہوگا۔ ملاحظہ کریں لکھتے ہیں:

”نجدی اور اس کی ذریت کے وحشیانہ افعال مسجدوں، مقبروں کا انہدام، مشاہد و مآثر کی بے حرمتی و توہین، بے گناہ مسلمانوں کا قتل و غارت، ارض حجاز پر ظالمانہ قبضہ و تسلط، ان خونخوار ظالموں کے وہ ستمگارانہ افعال ہیں، جنہوں نے عالم اسلام میں تلاطم پیدا کر دیا ہے۔ ہر دل گھائل اور ہر آنکھ خون چکاں بنا دی ہے۔ اس پر بھی آج تک ابن سعود اور اس کے حامیوں کو ان فتنہ انگیزیوں پر ندامت و شرمندگی نہیں ہے۔ بلکہ وہ ان وحشیانہ و ظالمانہ افعال کو شریعت کا اتباع اور اپنے علما کے حکم کی تعمیل بتاتے ہیں۔ ان کے اس دعوی کا اظہار و بطلان ضروری تھا۔ اس لیے **صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتھم**، نے ماہ گزشتہ میں ابن سعود کو مناظرہ کا اعلان دیا جو

ہمدم، سیاست وغیرہ کثیر الاشاعت اخباروں میں چھپ چکا ہے۔ اس میں نجدیوں کو بتایا ہے کہ ان کے ہر افعال شرعًا باطل ہیں۔ اگر ابن سعود کو خیال ہو کہ ان کے علما ان امور کو حق ثابت کر سکیں گے تو وہ ان کو مناظرہ کے لیے سامنے لائیں اور جب تک ایسا فیصلہ کن مناظرہ نہ ہو ابن سعود اس قسم کے افعال سے باز رہے۔ یہ اعلان اخباروں میں چھپا تھا، کہ غیر مقلد گروہ کے مشہور رکن مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہل حدیث امرت سر نے جو اہل حدیث کانفرنس کے ناظم بھی ہیں اور امسال ایام حج میں ابن سعود کی تردعوتوں سے فیض یاب بھی ہو چکے ہیں۔ اس کا حق نمک ادا فرمانے کے لیے **حضرت صدر الافاضل مدظلہ العالی** کی خدمت میں ایک رجسٹری بھیجی، جس میں نجدیوں کی طرف سے تحریری مناظرہ کی درخواست کی ہے۔

آپ کے نزدیک ابھی تک مبحث بھی متعیّن نہیں بلکہ مسائل مبحوثہ کی فہرست تیار کیے جانے کا خیال ظاہر کیا ہے۔ کس قدر ہمت کی بات ہے کہ ابن سعود کی طرف سے مناظرہ کے لیے تیار ہوں مگر اس کے جن افعال نے عالم میں ہلچل ڈال دی ہے انہیں فراموش کر کے کچھ اور مسائل بحث کے لیے ڈھونڈیں۔ دنیا اس سے اس نتیجہ پر بھی پہنچ سکتی ہے کہ نجدیوں کے افعال کو حق ثابت کرنا مولوی ابوالوفا صاحب کے نزدیک بھی ان کے قبضہ کا کام نہیں۔ مولوی ابوالوفا صاحب کا نجدیوں کی طرف سے پیش ہونا بھی نہایت عجیب خود ساختہ وکالت ہے۔ **حضرت استاد العلماء مدظلہ العالی** نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو جواب دے دیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر آپ نجدیوں کے افعال کو حق ثابت نہ کر سکنے کی شکل میں ان کی ممکن تلافی کا اطمینان دلا سکیں تو آپ سے بھی مناظرہ کے لیے تیار ہوں نیز یہ کہیں کہ نجدیوں کی طرف سے آپ کی کیا حیثیت ہوگی۔

اس کے بعد مکرمی جناب مولانا مولوی حافظ قاری ابوالفتح محمد حشمت علی خاں صاحب لکھنوی نے ثناء اللہ صاحب کو اس مضمون کا ایک اعلان دیا: کہ میرے مقابلہ میں بمقام پادرہ شرمناک شکست کھا چکے ہو اور اپنا اسلام نہ ثابت کر سکے۔ تمہاری کیا حیثیت کہ تم **حضرت استاد العلماء مدظلہ الاقدس** کے مقابل آسکو۔ اگر پھر شوق مناظرہ ہوا ہے تو میں حاضر ہوں لیکن تم ہار چکے ہو۔ اس لیے اپنے سے کسی زیادہ لیاقت والے کو اپنے ساتھ لو!

مولوی ثناء اللہ کی طرف سے اب کسی تحریر کا کوئی جواب نہیں۔ ان کے منہ کو مہر سکوت لگ گئی۔ شاید انہوں نے سمجھ لیا کہ نجدی کے نان و نمک کا اتنا ہی حق تھا۔ یہاں **حضرت صدر الافاضل دامت برکاتھم** کے ڈیڑھ سو سے زیادہ تلامذہ عالم فاضل سرگرم درس وافتا و بحث و مناظرہ ہیں۔ ان میں سے اکثر تیار ہیں۔ ذرا ثناء اللہ صاحب میں جنبش پیدا ہو تو صفیں کی صفیں مناظروں کی ان کے لیے موجود ہیں۔ ایسی قدر بھی ان کی کبھی نہیں ہوئی ہوگی وہ کیوں جان بچا رہے ہیں۔ مناظرہ کا نام لیا تھا تو مستعدی سے آمادہ ہو جانا چاہیے تھا۔ یہ سکوت واغماض انہیں کہاں تک بچائے گا۔ میں بجائے اس کے کہ اپنی طرف سے ایک اور مناظرہ کا اعلان دوں اور مولوی ثناء اللہ صاحب اس کو بھی اپنے سکوت

سے ٹال جائیں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ بحث کا آغاز کروں۔

اب میں **حضرت سیدی و مولائی صدر الافاضل مدظلہ** کا اعلان مناظرہ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریر اور اس کے جواب بجنسہ نقل کر کے ایک مختصر بحث پیش کرتا ہوں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب باطمینان تمام ہندوستان بھر کے غیر مقلدین کے مشورہ سے اور اگر ضرورت سمجھیں تو نجدیوں کی اعانت سے اس کا جواب پیش کریں! اگر وہ اس بحث کو طے کر سکے تو پھر دوسری بحث شروع کر دی جائے گی۔ یہ کیا بات ہوئی کہ مناظرے کا نام لیا اور ٹھنڈے ہو گئے۔ ہمت نہ تھی تو آپ کو پہلے ہی سے خاموش رہنا تھا۔"

[السواد الاعظم: جمادی الاولی ۱۳۴۵ھ، ص ۳، ۴]

مولوی ثناء اللہ صاحب سے بحث کا آغاز

تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی نے والی نجد کے نام حضور صدر الافاضل کا اعلان مناظرہ اور پھر مولوی ثناء اللہ کا خط اور جواب میں حضور صدر الافاضل کا خط نقل کرنے کے بعد بحث کا آغاز کرتے ہوئے لکھا:

نجدی کا اسلام

میں اپنے صدر مضمون میں آغاز بحث کا عزم ظاہر کر چکا ہوں۔ اس لیے میں سب سے پہلے مسئلہ نجدی اور اس کے ہم مذہبوں کا اسلام بحث کے لیے تجویز کرتا ہوں۔ اس مسئلہ پر متعدّد وجوہ سے بحث کی جائے گی۔

ایک بحث آج پیش کرتا ہوں اور یہ نجدی کا اپنے اسلام کے متعلق اپنا تسلیم کیا ہوا فیصلہ ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے اعوان و انصار سے مدد لے کر اس کا جواب تحریر فرمائیں اور یہ گفتگو ختم ہو تو میں اسی مسئلے کے دوسرے وجوہ پیش کروں۔

ابن سعود نجدی اور اس کے ہم عقیدوں کے کارناموں کا ایک منظر

(۱) ۱۹۱۶ء میں بمقام کرپٹ انگریزوں اور ابن سعود کا معاہدہ ہوا۔ اور ۱۹۲۲ء کے معاہدہ میں اس کو تسلیم کیا گیا ہے اس معاہدہ کی رو سے ابن سعود نے یہ چند خاص قیدیں اپنے اوپر عائد کی ہیں۔

(۲) یہ کہ اس کے ورثہ جب ہی اس کے جانشین ہو سکتے ہیں جب کہ وہ کسی طرح گورنمنٹ برطانیہ کے مخالف نہ ہوں۔

(۳) ابن سعود کا یہ عہد و وعدہ کہ وہ کسی غیر قوم یا سلطنت کے ساتھ کسی قسم کی گفتگو یا سمجھوتہ اور معادہ سلطنت برطانیہ کی بے اجازت کے نہ کرے گا۔

(۴) ابن سعود کا یہ عہد کہ وہ اپنے ممالک یا اس کے کسی حصہ کو حکومت برطانیہ کی رضامندی حاصل کیے بغیر بیچنے

رہن کرنے مستاجری یاٹھیکہ پر دینے کا مجاز نہ ہوگا۔ابن سعود کا یہ وعدہ کہ وہ ہمیشہ گورنمنٹ کے مشورہ کا بے استثناء اتباع کرے گا۔

⑤ اس معاہدہ کے مکمل ہونے کے بعد گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے ابن سعود کو ستارۂ ہند کا خطاب دیا گیا۔ اور سرپرستی کاکس نے اسٹارآف انڈیا کا تمغہ ان کو دیا یہ تمام واقعات اخباروں میں آچکے ہیں اوارس کے فوٹو بھی کھچے ہوئے موجود ہیں جو وفد خدام الحرمین کی رپورٹ میں بھی وہ فوٹو ہے جس میں ابن سعود اور سرپرسی کاکس اور دوسرے انگریزوں اور ہندوستانی فوج کے سکھ سپاہیوں کے سےتھ ابن سعود کھڑا ہوا ہے اور مس بیلی بھی موجود ہے۔

⑥ ابن سعود کا بیٹا فیصل، نصاریٰ کے علاقوں میں پھر رہا ہے۔ لندن میں اس نے حاضری دی ہے۔ وہاں انگریزوں کے ساتھ خوب مجالست و مخالطت رہی ہے۔ ہوائی جہازوں میں پروازوں کے مزے اڑائے ہیں۔ شاہی دربار میں باریابی کی عزت حاصل کی ہے۔ اور سی ایم جی کا خطاب پایا ہے۔ اور حکومت برطانیہ اور بادشاہ کا عربی زبان میں شکریہ ادا کیا ہے۔ اور اقرار کیا ہے کہ انہیں کی عنایت سے ارض حجاز کی جدید تنظیم عمل میں آئی (خدا کے سوا دوسروں پر اعتماد) چلتے وقت ابن سعود کے فرزند فیصل نے رپورٹ کے نمائندہ سے کہا کہ جس شان کے ساتھ ہر مجسٹی ملک معظم نے میرا خیر مقدم کیا ہے اس کو مدت العمر نہ بھولوں گا۔

⑦ انہی صاحبزادہ نے ملکہ ہالینڈ کے دربار میں باریابی حاصل کی۔ اور وہاں سے گرانڈ کراس آف آرینج اور ناسر کا نشان اور اعزاز پایا۔ (کافر کے عورت کے دربار میں حاضر ہونا اور آداب شاہی بجالانا)

⑧ پیرس میں پہنچ کر پریزیڈنٹ فرانس کی بارگاہ میں رسائی پائی اور وہاں ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس قسم کے نجدی اور نجدیوں کے بہت سے احوال بنظر اختصار ترک کیے جاتے ہیں۔

⑨ ہمارے مخاطب جناب مولوی ثناء اللہ صاحب خود اپنے طریقہ عمل اور کفار کے ساتھ اختلاط اور ان کے احترام و تکریم تائید و موافقت کو بھی یاد فرمائیں۔

⑩ مولوی ثناء اللہ صاحب اس بات کو بھی یاد رکھیں کہ وہ دو نصرانیوں کے دیار میں رہتے ہیں۔

اب دریافت طلب یہ ہے کہ جن صاحبوں کے یہ احوال ہوں وہ خاص نجدی مذہب میں بھی مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں یا نہیں۔ اور نجدی دین پر بھی ان کا اسلام ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب:

نجدی مذہب کی سب سے زیادہ معتبر اور مستند کتاب مجموعۃ التوحید ہے، جس میں محمد عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید بھی داخل ہے۔ اس مجموعہ کو خود ابن سعود نجدی نے بھی دو سال ہوئے کہ مکہ مکرمہ میں چھپوایا ہے۔

نجدیوں اور وہابیوں کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا حجت ہو سکتی ہے۔ اسی کتاب سے نجدیوں کے مذکورہ بالا احوال کا حکم معلوم کیجیے۔

مجموعۃ التوحید ص ۵۲ رسالہ محمد بن عبدالوہاب، جس میں مسائل جاہلیت یعنی کفر قدیم کے مسائل کے شمار میں نمبر ۱۲۱ میں کفر اور کافروں کی دوستی شمار کی ہے۔ اصل عبارت یہ ہے۔

الحادو العشرون بعد المائۃ مودتھم الکفر و الکافرین، مجموعۃ التوحید ص ۸۱ رسالہ اوثق عزی الایمان۔

ان اللہ افترض علی المومنین عداوۃ المشرکین من الکفار و المنافقین۔

(اللہ تعالیٰ نے مومنین پر مشرکین اور کفار کی عداوت فرض کرد)۔ اسی صفحہ میں ہے:

قال بعض المفسرین انھوان یوالو الکافرین بقرابتہ بینھم اوصداقتہ قبل الاسلام اوغیرذلک من الاسباب التی بتصادق بھاو یتعاشر،

(یعنی بعض مفسرین نے کہا کہ رشتہ داری اور اسلام سے پہلے کی دوستی اور اس کے علاوہ دوستی اور معاشرت کے اور اسباب کے باعث کفار سے موالات کی ممانعت کی گئی ہے)

اسی کتاب کے صفحہ ۸۳ میں ہے۔

نفی سبحانہ و تعالیٰ الایمان عمن ھٰذا شانہ ولوکانت مودتہ و محبتہ و مناصحتہ لابیہ و اخیہ و ابنہ ونحوھم فضلاعن غیرھم

(اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو خارج از ایمان بتایا جو دشمنان خدا اور سول سے دوستی کرنی چاہے۔ وہ دوستی و محبت و خیر خواہی اپنے باپ بیٹے بھائی وغیرہ ہی کے ساتھ کیوں نہ ہو چہ جائے کہ غیر کے ساتھ)

اسی بیان میں لکھا ہے:

من لات لھم دواۃ او بری لھم قلما اوناولھم قرطاساد خل فی ھذا

(یعنی جس شخص نے فساق اور فجار کے لیے دوات تیار کی، یا قلم بنایا، یا انہیں کاغذ دیا، وہ اس وعید میں داخل ہے)

اسی صفحہ میں ہے:

و مصاحبتھم و مجالستھم وزیارتھم و مداھنتھم و رضاء باعمالھم و التشبہ بھم و التزی بریھم و مد العین الی زھرتھم و ذکر بمافیہ تعظیم لھم

(امور ممنوعہ میں سے فجار کفار کی صحبت و ہم نشینی ان کی زیارت اور ان کے ساتھ نرمی ان کے اعمال کے ساتھ رضامندی ان کے ساتھ تشبہ ان کا فیشن (مثل تمغہ اسٹار آف انڈیا) ان کی زیب و زینت کی طرف نظر ڈالنا اسی طرح ان کا ذکر کرنا کہ اس میں ان کی تعظیم نکلے یہ سب ممنوع ہیں)

اسی کتاب کے صفحہ ۸۶ میں ہے۔

قدنهى الله سبحانه عن موالات الكفار وشدد فى ذلك واخبران من قولهم فهومنهم وكذالك جاء ت الاحاديث عن النبى صلى الله عليه وسلم واخبرالنبى ان من احب قوماحشر منهم

(اللہ تعالیٰ نے کفار کی دوستی کی ممانعت فرمائی اوراس میں تاکید کی۔ اور خبر دی کہ جوانہیں دوست بنائے وہ انہیں میں سے ہے۔ ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث آئیں۔ اورآپ نے خبر دی کہ جو کسی قوم کودوست رکھے گا انہی کے ساتھ حشر کیا جائے گا)

اس کے بعد بیس چیزیں ایسی شمار کی ہیں جن کو غضب الٰہی کا موجب اور عذاب الٰہی کا موجب اور عذاب نار کی وعید کا سبب بتایا ہے۔ ان میں سے چند نمبر پیش کرتا ہوں۔

الرابع مداهنتهم ومدارتهم- الخامس طاعتهم فيمايقولون وفيمايشيرون- السابع مشاورتهم فى الامور العاشر مجاستهم ومنارتهم والدخول عليهم الحادى عشر البشاشة لهم والطلاقته- السادس عشر اتباع اهوايه- السابع عشر مصاحبتهم ومعاشرتهم- الثامن عشر الرضاباعمالهم والشبه بهم واتزى بريهم التاسع عشر ذكر مافيه تنظيم كشيتهم سادات وحكماكمايقال للطواغيت السيدفلان اويقال لمن يدعى العلم الطب الحكيم العشرون السكنى معهم فى ديارهم-

(۴)ان کے ساتھ نرمی اور مدارات (۵)ان کا کہنا ماننا ان کے مشوروں کی اطاعت کرنا (۷)ان سے امور میں میں مشورے لینا (۱۰)ان کی ہم نشینی اور زیارت ان کے پاس جانا (۱۱)ان کے لیے خوش دلی اور کشادہ روی (۱۶)ان کی مرضی ماننا (۱۷)ان کے ساتھ ہمنشینی اور معاشرت (۱۸)ان کے کاموں پر رضامندی اوران کے ساتھ تشبہ اوران کا فیشن اختیار کرنا۔ (۱۹)ان کا ایسا ذکر جس میں تعظیم نکلے جیسے انہیں سر اور ڈاکٹر کہنا جیسے طواغیت کو سید فلاں کہا جاتا ہے یا جس طرح علم طب کے مدعی کو ڈاکٹر کہتے ہیں (۲۰)ان کے ساتھ ان کے شہروں میں رہنا)۔

سر دست اتنے ہی حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اور تمام وہابی نجدی صاحبان بنظر انصاف دیکھیں اور غور فرمائیں کہ نجدی اوراس کے متبعین خود اپنے مسلم فیصلہ سے بے دین خارج از ایمان ثابت ہوئے۔ اوران کی کتاب نے انہیں کافر مرتد جہنمی مستحق عذاب الیم قرار دیا۔ اور جتنے وہابی نجدی نصاری کے شہروں میں ان کے ساتھ سکونت رکھتے ہیں نجدی کے مذکورہ بالا احوال پران کی کتاب کے احکام کو منطبق کیجیے۔

میری التجا۔　　مولوی ثناء اللہ صاحب غصہ سے نہیں انصاف سے کام لیں۔ اوراگر گالیوں کی بجائے ممکن ہوسکے توجواب دیں میں منتظر ہوں۔ ؎

اپنے سایے سے کہیں آپ ہی جائے نہ جھجک

او پریوش تو ادھر ناز سے آتا کیا ہے
چٹکیوں ہی میں اڑادوں ترا جوبن تو سہی
او بت پردہ نشیں تو مجھے سمجھا کیا ہے

[الفقیہ: ۲۸/ دسمبر ۱۹۲۶ء ص ۶ تا ۸۔ السواد الاعظم، جمادی الاولیٰ ۱۳۴۵ھ ص ۶ تا ۹]

اہل سنت کی فتح مبین

صدر الافاضل کے اعلان مناظرہ، شیر بیشہ اہل سنت کے جواب اور مفتی محمد عمر نعیمی کی نجدی عقائد و نظریات پر مشتمل نجدیت و وہابیت کُش تحریر کے بعد مولوی ثناء اللہ امرت سری اور دیگر ہوا خواہان ابن سعود لاجواب ہو کر بیٹھ گئے۔ کسی میں ہمت نہیں ہوئی کہ صدر الافاضل یا ان کے تلامذہ و مستفیضین کے سامنے آئے۔ تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی لکھتے ہیں:

''گزشتہ ایام میں **فخر الاماثل صدر الافاضل.... طاذ الفضلا استاذ العلماء حضرت مولانا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب مد ظلہ العالی** نے ابن سعود نجدی کو مناظرہ کا اعلان دیا تھا۔ نجدی تو کیا جواب دیتا مگر اس کے حمایتیوں میں سے جناب مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب نے حضرت موصوف کی خدمت میں ایک رجسٹری بھیجی، جس میں تحریری مناظرہ کی آمادگی ظاہر کی۔ اور نجدی کے وحشیانہ و ظالمانہ و ملحدانہ افعال کو فراموش کر کے مسائل زیر بحث کچھ اور ہی تجویز فرمانے کی رائے ظاہر فرمائی۔ ان کی رجسٹری کا جواب حضرت ممدوح نے فوراً دیا۔ جس کا محصل یہ تھا اگر آپ کو نجدی کی قائم مقامی حاصل ہے تو میں مناظرے کے لیے تیار ہوں۔

ایک جواب برادر عزیز مولانا ابوالفتح مولوی حافظ حشمت علی خاں صاحب کی جانب سے گیا کہ میں گفتگو کے لیے تیار ہوں۔ مگر صدائے برنخاست۔ پھر ابوالوفا صاحب کو جواب کی ہمت نہ ہوئی۔ اور وہ آمادگی سرد ہو کر رہ گئی ہے۔ میں نے یہ دیکھ کر بحث کا آغاز کر دیا اور اس کے نجدی و ہندوستانی ہم عقیدوں کا کفر انہیں کے مسلمات اور خود ابن سعود نجدی کی چھاپی ہوئی کتاب مجموعۃ التوحید سے ثابت کر دیا۔ اور صراحت کے ساتھ دکھا دیا، کہ نجدی اپنے عقیدہ اور مذہب کی رو سے خود بھی خارج از اسلام ہے اور اس کے متبعین بھی اس کے خنجر تکفیر کے بسمل ہیں۔

یہ وہ مضمون تھا جس نے نجدی مذہب کی آبرو پر پانی پھیر دیا۔ ہر نجدی عقیدہ والے کا فرض تھا کہ وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اپنی ذات اور اپنے نجدی طاغوت کو اپنی کتاب سے تو مسلمان ثابت کرتا۔ اور جو شرک خود ان کی کتاب نے ان پر ثابت کیا ہے، اس سے خلاص کی کوئی راہ نکالتا۔ مگر تمام ہندوستان کے وہابی ششدر ہیں۔ اور وہابستان شہر خموشاں بنا ہوا ہے۔ کسی میں جرات نہیں ہے کہ دم مار سکے، یا لب ہلا سکے۔ الحمدللہ یہ حق کی فتح مبین اور وہابیہ نجدیہ کی سخت رسوائی ہے۔

کذالک العذاب ولعذاب الآخرۃ اکبرلوکانوایعلمون۔

افسوس ضد اور ہٹ اس قدر وضوح حق کے بعد بھی باقی ہے۔ اب بھی توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔ اب بھی رجوع وانابت کے لیے بارگاہ الٰہی میں سر نہیں جھکا سکتے۔ اب تک اسی باطل کی حمایت باقی ہے جس نے تمام عالم پر کفرو شرک کا حکم لگادیا ہے۔ اور جس کے اس حکم عام سے خود بھی نہیں بچ سکتے‘‘

[السواد الاعظم: جمادی الاخری، ۱۳۴۵ھ ص ۹]

مزید لکھتے ہیں:

’’جن ایام میں کہ نجدیوں نے سرزمین حجاز میں مزارات کی بے حرمتی کا طوفان برپا کر رکھا تھا۔ اور صحابہ کرام وبزرگان دین کے مزارات کے ساتھ وہ بے حرمتی کررہے تھے۔ قبے گراتے تھے۔ قبریں توڑتے تھے۔ مسجدیں ڈھاتے تھے۔ اور طرح طرح کی بے ادبیاں کرتے تھے۔ اس زمانہ میں **حضرت صدرالافاضل مدظلہ العالی** نے نجدی کو مناظرہ کی دعوت دی تھی۔ اور ابن سعود والی نجد کو تحریک کی گئی تھی کہ اگر ان کا خیال یہ ہے کہ قبروں کا توڑنا اور گنبدوں کا گرانا اور اس قسم کے افعال جو نجدی کررہے ہیں جائز اور موافق شرع ہیں اور شریعت اسلامیہ سے ان کا کوئی ثبوت مل سکتا ہے، تو وہ اپنے ملک اور عقیدے کے علما کو جمع کرکے مجھے حجاز میں طلب کرلیں۔ اور اپنے سامنے مناظرہ کرالیں۔ اگر اس مناظرہ میں وہ علما ان افعال کا کوئی ثبوت دے سکیں تو نجدیوں کے لیے دنیائے اسلام کے سامنے پیش کرنے کے واسطے ایک عذر مل جائے گا۔ اور اگر وہ علما ان امور کو جائز ثابت نہ کرسکیں اور عاجز رہیں تو پھر حکومت نجد کو ان حرکات سے باز آنا چاہیے۔ یہ تحریک نہایت ہی معقول تھی اور اس مناظرہ کا مطالبہ بالکل بجا تھا۔ بلکہ حکومت نجد کے لیے ضروری تھا کہ وہ ایک ایسی مجلس مناظرہ منعقد کرتی جس سے یا تو اس کو ہی معلوم ہو جاتا کہ مزارات کے ساتھ اس قسم کا طرز عمل شریعت میں جائز نہیں۔ تو وہ اس سے باز آتی اور دنیائے اسلام میں اس کی طرف جو ناگواری ونفرت پیدا ہوئی وہ نہ ہوتی۔ اور اگر بالفرض وہ یہ ثابت کرسکتے کہ شریعت کا یہی حکم ہے تو پھر دنیا اس کے افعال پر معترض نہ ہوتی۔ لیکن حکومت نجد نے اس کی طرف التفات نہ کیا۔ مگر مولوی ثناء اللہ امرت سری نے اپنی شہرت کے لیے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ **اور حضرت صدرالافاضل مدظلہ** کے مقابل اس مبحث پر مناظرہ کی آمادگی کا اظہار کیا۔ اس کے اعلان چھاپے۔ **حضرت صدرالافاضل مدظلہ** کی طرف سے بھی اس کا جواب دیا گیا۔ اور یہ بھی منظور فرمالیا گیا کہ اگر علمائے نجد اس مناظرہ کے لیے تیار نہ ہوں، آپ ہوں آپ ہی سہی۔ لیکن والی نجد سے آپ اجازت حاصل کریں! تاکہ اگر یہ ثابت کردیا جائے کہ مزارات کے متعلق نجدیوں کے افعال شرعاً ناجائز ہیں اور آپ تسلیم کرلیں تو وہ اس پر پابند ہوسکیں، اور مناظرہ نتیجہ خیز ہو۔ اس پر مولوی ثناء اللہ صاحب سکوت میں آگئے۔ پھر **حضرت صدرالافاضل مدظلہ** کے تلامذہ نے ہر طرف سے انہیں گھیرا۔ اور بغیر کسی شرط کے مناظرہ کے لیے بلایا گیا۔ مگر آپ نے جو دم سادھا

ہے تو آج تک خبر نہ لی۔ یہ بھی دکھایا گیا کہ نجدی مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرت سری کو کافر گمراہ خارج از اسلام کہتے ہیں اس پر بھی دم نہ مارا۔ چون وچرا نہ کی وہ تمام جذبہ مناظرہ سرد ہو گیا۔ یہ اعلان السواد الاعظم وغیرہ میں چھپتے رہے۔ مگر مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرت سری کو آج تک جرات نہ ہوئی۔" (از مدیر)

[السواد الاعظم: ربیع الآخر و جمادی الاولیٰ، ۱۳۵۲ھ ص ۸،۹]

الغرض والی نجدیا اس کا کوئی نمائندہ صدر الافاضل کے مقابلے کے لیے تیار نہیں ہوا۔ ایک بے چارے مولوی ثناء اللہ امرت سری نے کوشش بھی کی، لیکن صدر الافاضل کی علمی جلالت، رعب و دبدبے کا ان پر اس قدر خوف طاری ہوا کہ ان کو بھی خاموشی میں ہی عافیت دکھائی دی۔ اور وہ بالکل خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ اور اس طرح ایک بار اور باطل پر حق کی فتح ہوئی۔ اور اس فتح کا سہرا صدر الافاضل کے سر رہا۔

مرادآباد کا تاریخی مناظرہ اور صدرالافاضل کی سرگرمیاں

۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں سرزمین مرادآباد میں دیوبندی مکتبہ فکر اور جماعت اہل سنت کے مابین ٹکراو کی صورت پیدا ہوگئی۔ دیوبندی مولوی، اہل سنت کے خلاف تقریریں کرنے لگے۔ اور اپنی تقریروں میں اپنے پیشواؤں کی عبارات کی تاویلات فاسدہ ومفسدہ اور امام اہل سنت کی کتاب ''حسام الحرمین'' کے مندرجات کی تغلیط کرنے لگے۔ دوسری طرف سے علمائے اہل سنت خصوصاً صدرالافاضل نے بھی جواب الجواب تقریریں کرنا شروع کردیں۔ اور پھر اس کے نتیجہ میں مرادآباد میں اعلیٰ حضرت اور تھانوی جی کے مابین مناظرہ طے پایا۔ صدرالافاضل کے زیر اہتمام یہ مناظرہ بہت ہی معرکۃ الآرا ثابت ہوا۔ امام اہل سنت اور دیگر علمائے اہل سنت میدان مناظرہ میں پہنچے مگر دیوبندی جماعت کا ایک بھی مولوی مناظرہ گاہ نہیں پہنچا۔ چارروزہ اس تاریخی مناظرہ کی تفصیلی روداد فقیر کی کتاب ''فتوحات رضویہ'' میں ملاحظہ کریں۔ یہاں اس مناظرہ کے حوالے سے چند اہم اور ضروری واقعات قلم بند کیے جارہے ہیں۔

دیوبندی مولوی ابراہیم کی چیرہ دستیاں اور صدرالافاضل

۱۹۱۱ء کے اوائل میں دیوبندی جماعت کے مولوی ابراہیم نے مرادآباد کی جامع مسجد وغیرہ میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے خلاف زہرافشانی اور فتنہ انگیزی شروع کی۔ اور امام اہل سنت کی کتاب مستطاب ''حسام الحرمین'' کی تردید اور اپنے مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب حفظ الایمان کے دفاع میں سنی علما کو چیلنج کرنا شروع کردیا۔ کہ آؤ ثبوت پیش کرو! اور اپنا انعام لے جاؤ۔ شدہ شدہ جب یہ خبر صدرالافاضل تک پہنچی تو آپ فوراً ثبوت دینے کے لیے آمادہ ہوگئے اور مولوی صاحب کے پاس دلائل وشواہد پر مبنی تحریر روانہ فرمادی، جانب مخالف سے بھی جواباً تحریر بھیجی گئی۔

مولانا عبیدالمغنی جو اس مناظرے کے عینی شاہد ہیں وہ اپنی کتاب ''دافع الفساد عن مرادآباد'' میں لکھتے ہیں:

''آخر گزشتہ ہفتہ میں مولوی ابراہیم صاحب ولد مولوی محمد حسین صاحب تبتی فقیر وارد ہوئے اور علی الاعلان اپنے وعظوں میں کہا کہ کہاں ہیں ثبوت دینے والے حضرات آئیں ثبوت دیں، ہم نوہزار (۹۰۰۰) دیے دیتے ہیں۔ مولانا مولوی نعیم الدین صاحب کو جب خبر پہنچی تو وہ ثبوت دینے کو مستعد ہوئے اور آپس میں تحریرات شروع ہوگئیں''

[دافع الفساد عن مرادآباد: ص،۲]

مزید مخبر عالم کی خبر بھی ملاحظہ ہو اخبار لکھتا ہے:

''مولوی محمد ابراہیم صاحب دہلوی نے جب مرادآباد آکر جابجا اپنا وعظ کہنا شروع کیا، تو مولوی احمد رضا خاں صاحب کے مطبوعہ فتاوی کی بھی کچھ نہ کچھ تردید بیان کرنا شروع کی۔ جس پر مولانا احمد رضا خاں صاحب کے معتقدین

کی طرف سے کچھ رقعہ بازی شروع ہوئی۔ اس پر مولانا موصوف نے ۲۴ر فروری کو جامع مسجد مراد آباد میں اپنے اور علمائے دیوبند اوران کے جملہ شاگردان کی طرف سے وہی خیالات ظاہر کیے جو ایک مقلد شخص کے ہوتے ہیں۔ اور مولوی احمد رضا خاں صاحب کی تحریروں کو غلط ثابت کیا۔ چوں کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کا بھی اصل منشا یہی پایا جاتا ہے کہ وہ کتب جس میں کہ بعض عبارات خلاف تقلید درج ہیں خارج کی جائیں اور عقائد درست کیے جائیں -وہ خواہش اس وعظ سے حاصل ہوگئی تھی۔ اور مولوی محمد ابراہیم صاحب موصوف نے صاف طور پر ہر ایک قابل اعتراض امر سے انکار کر دیا تھا۔ اس وعظ کے بعد امید تھی کہ یہ قدیمی جھگڑا طے ہوگیا اور مولوی احمد رضا خاں صاحب کی ہی کوشش کسی نہ کسی درجہ مفید اور کامیاب ثابت ہوئی۔"

[اخبار مخبر عالم: جلد ۹، یکم ر مارچ ۱۹۱۱ء]

یہ اختلافی سلسلہ ابھی جاری ہی تھا کہ اس واقعہ کی خبر بریلی شریف پہنچ گئی۔ اور پھر بریلی شریف سے ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری، مولانا فاروق احمد محمد رحم الٰہی اور مولانا عبید المغنی صاحب مراد آباد تشریف لے آئے۔ اور براہ راست مولوی ابراہیم سے ملاقات کی۔ ملک العلماء نے مولوی ابراہیم سے کہا: کہ جناب ہم نے سنا ہے کہ آپ ثبوت دیکھنے اور نو ہزار روپے دینے کو تیار ہیں۔ توجناب یہ کوئی **مولانا نعیم الدین صاحب** اور مولوی در بھنگی کا ذاتی مناظرہ تو ہے نہیں کہ انہیں تک محدود رہے، یہ مذہبی مناظرہ ہے ہر شخص اس میں مخل ہونے کا اختیار رکھتا ہے۔ اگر آپ مولوی در بھنگی کی طرف سے نو ہزار روپے دینے کو تیار ہیں تو ہم بھی مولانا صاحب کی طرح لینے کو تیار ہیں۔ جواباً مولوی ابراہیم بولے کہ دراصل یہ مناظرہ مولانا احمد رضا خاں صاحب اور مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کا ہے۔ اس لیے جو فائدہ ان دونوں حضرات کے درمیان باہم مناظرہ کرنے سے ہوگا وہ ہماری گفتگو و مباحثہ سے نہیں ہو سکتا! ملک العلماء نے فرمایا کہ اگر مولوی اشرف علی تھانوی مناظرہ کو تیار ہوجائیں تو اس سے بہتر کیا ہوگا۔

مولانا عبید المغنی فرماتے ہیں:

"جب یہ خبر بریلی پہنچی تو فقیر بارگاہ قدیر ہمراہ رکاب استاذی جناب مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب قادری و جناب مولانا مولوی فاروق احمد عرف مولوی محمد رحم الٰہی صاحب مدرس مدرسہ اہل سنت بریلی مراد آباد پہنچے مولانا ممدوح نے ایک مختصر تمہید کے بعد مولوی ابراہیم سے فرمایا کہ **مولانا نعیم الدین صاحب** کا جو مطالبہ مولوی مرتضی حسن صاحب سے ہے، میں نے سنا ہے کہ آپ نو ہزار دینے اور ثبوت دیکھنے پر مستعد ہیں اگر ایسا ہے تو بسم اللہ میں اسی لیے بریلی سے حاضر ہوا ہوں، اس لیے کہ **مولانا نعیم الدین صاحب** اور مولوی مرتضی حسن صاحب کا ذاتی مناظرہ تو ہے نہیں کہ انہیں دونوں تک محدود رہے۔ یہ تو مذہبی مناظرہ ہے جس طرح آپ در بھنگی صاحب کی طرف سے روپے دینے پر آمادہ ہیں میں **مولانا نعیم الدین صاحب** کی طرح لینے کو تیار ہوں" [دافع الفساد عن مراد آباد: ص، ۲]

اعلیٰ حضرت اور تھانوی کے مابین مناظرہ پر فریقین کا معاہدہ

اسی دوران امام اہل سنت اور تھانوی کے مابین مناظرہ طے پایا گیا۔ اور ایک معاہدہ ہوا۔ یہ معاہدہ ۱۲؍ صفر ۱۳۲۹ھ / ۱۲ فروری ۱۹۱۱ء کو محلہ رفعت پورہ میں شیخ فیض بخش صاحب کے مکان پر مولوی ابراہیم اور مولانا ظفر الدین قادری صاحب کے مابین اس بات پر ہوا کہ مولانا احمد رضا خان صاحب اور مولوی اشرف علی تھانوی صاحب باہمی مکاتبت کے ذریعہ حفظ الایمان پر حسام الحرمین کے مواخذات سے متعلق خود مناظرہ کرلیں یا اپنا کوئی وکیل مقرر فرما لیں۔ اور مناظرہ کی تاریخ آپس میں طے کر کے ۲۷؍ صفر تک مہر اور دستخط کے ساتھ مرحمت فرمائیں۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب کی جانب سے جو جواب ہو وہ مولانا ظفر الدین صاحب مولوی ابراہیم کے پاس بذریعہ رجسٹری دہلی ارسال کریں اور مولوی اشرف علی تھانوی کی طرف سے جو جواب آئے وہ مولوی ابراہیم صاحب مولانا ظفر الدین صاحب کے پاس بذریعہ رجسٹری بریلی ارسال کریں۔ اور ان دونوں جوابات کا ۲۷؍ صفر (۲۷ فروری ۱۹۱۱ء) تک پہنچنا ضروری ہے، نیز مولانا ظفر الدین صاحب اور مولوی ابراہیم صاحب میں سے جو صاحب بھی رجسٹری نہیں بھیجیں گے یا انکاری جواب بھیجیں گے وہ مغلوب سمجھے جائیں گے۔ ذیل میں ہم اس معاہدہ کو بعینہٖ نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

نقل معاہدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی ختم المرسلین

آج بتاریخ ۱۲؍ صفر مظفر ۱۳۲۹ ہجری روز یک شنبہ عرصہ کے بعد ہم مولوی ظفر الدین بریلوی و مولوی محمد ابراہیم دہلوی مرادآباد محلہ رفعت پورہ میں برمکان شیخ فیض بخش صاحب کے جمع ہوئے اور نہایت متانت اور خوبی سے گفتگو کرنے کے بعد ایک متوسط جلسے میں یہ طے کیا کہ مولوی اشرف علی صاحب و مولوی احمد رضا خان صاحب کو اس مضمون کے خطوط بھیجے جائیں کہ آپ دونوں صاحب مواخذات حسام الحرمین بر حفظ الایمان کے متعلق خود مناظرہ کرلیں، یا اپنا ایسا وکیل مطلق جس کا تمام ساختہ پرداختہ قبول سکوت نکول عدول موکل کا ٹھہرے، مقرر کرلیں۔ اور تاریخ اس مناظرہ کی معین فرما کر ۲۷؍ صفر مظفر ۱۳۲۹ ہجری (۲۷ فروری ۱۹۱۱ء) تک اپنا مہری و دستخطی جواب دیں۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب کا جواب مولوی ظفر الدین صاحب مولوی ابراہیم کے پاس بذریعہ رجسٹری دہلی بھیج دیں اور وہ اس کے ذمہ دار ہیں۔ اور مولوی اشرف علی صاحب کا جواب مولوی محمد ابراہیم صاحب مولوی ظفر الدین صاحب کے پاس بذریعہ رجسٹری بریلی بھیج دیں اور وہ اس کے ذمہ دار ہیں۔ یہ دونوں جواب ۲۷؍ صفر تک ضرور پہنچ جائیں، ہم دونوں میں سے جو کوئی حسب معاہدہ ۲۷؍ صفر تک رجسٹری نہ بھیجے یا جواب انکاری بھیجے وہ مغلوب سمجھا جائے گا۔ فقط۔

محمد ابراہیم بقلم خود ۱۲؍ صفر ۱۳۲۹ھ

فقیر محمد ظفر الدین قادری عفی عنہ بقلم خود د ۱۲؍ صفر روز یکشنبہ ۱۳۲۹ھ
عبدالرحمن، کان اللہ لہ ولوالدیہ ولجمیع المومنین۔ خادم طلبہ مدرسہ اسلامیہ مسجد شاہی مراد آباد
[دافع الفساد عن مراد آباد: ص، ۳،۴]
بالجملہ حسب معاہدہ اعلیٰ حضرت اور مولوی تھانوی کے درمیان مناظرے کی تاریخ ۲۷؍ صفر ۱۳۲۹ھ مقرر کردی گئی۔

اعلیٰ حضرت کی مرادآباد آمد اور صدرالافاضل کی طرف سے والہانہ استقبال

۲۶؍ صفر اتوار کے دن یعنی مقررہ تاریخ سے ایک روز قبل حضور اعلیٰ حضرت بارادہ مناظرہ بریلی سے مرادآباد کے لیے روانہ ہوئے۔ ہزار ہا ہزار معتقدین آپ کو رخصت کرنے کے لیے آپ کے ساتھ اسٹیشن تک جلوس کی شکل میں آئے۔ آپ وہاں سے روانہ ہوکر کچھ دیر کے لیے رام پور بھی ٹھہرے - جہاں رامپور کی عوام کے علاوہ مولانا شاہ محمد سلامت اللہ صاحب نقشبندی حنفی رامپوری، مولانا ابوالوقت شاہ محمد ہدایت الرسول صاحب حنفی قادری، مولانا سید شاہ خواجہ احمد میاں صاحب قادری اور منشی محمد فضل حسن صاحب سب ایڈیٹر اخبار دبدبہ سکندری، خلف مولانا شاہ محمد فاروق حسن صاحب وغیرہم علماے رامپور کی جماعت نے بھی آپ کا بہترین خیر مقدم واستقبال کیا اور پھر آپ وہاں سے مرادآباد کے لیے روانہ ہوئے۔

وہاں سے علماے رامپور بھی آپ کے ہم راہ ہولیے۔ آپ جب مرادآباد پہنچے تو وہاں صدرالافاضل اور اہل سنت کا عظیم قافلہ آپ کی آمد کا پہلے ہی سے منتظر تھا اسٹیشن ماسٹر نے اس قدر بھیڑ کو دیکھتے ہوئے پلیٹ فارم ٹکٹ کے بغیر ہی اندر داخلے کی اجازت دے دی، پلیٹ فارم کھچا کھچ بھر چکا تھا۔ اعلیٰ حضرت جیسے ہی گاڑی سے اُتر کر پلیٹ فارم پر آئے۔ لوگ آپ کی دست وقدم بوسی کے لئے دیوانہ وار قریب قریب سمٹ آئے۔ اس کے بعد صدرالافاضل نے آپ کو اور دیگر علما کو مخصوص گاڑیوں میں بٹھایا۔ قریب پچاس ساٹھ گاڑیوں کا انتظام تھا- اس کے بعد اہل سنت کا یہ جلوس بڑے ہی شان وشوکت کے ساتھ درگاہ شاہ بلاقی کے لیے روانہ ہوگیا؛ جہاں صدرالافاضل نے علماے کرام کے ٹھہرنے کا انتظام اور جلسہ دستار بندی کا اہتمام کیا تھا۔ نیز وہیں پر مناظرہ ہونا بھی طے پایا تھا۔ راستے میں نعت ومنقبت پڑھتے ہوئے یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا کہ اچانک اعلیٰ حضرت کے دیوانوں نے مدرسہ شاہی کے سامنے جلوس کو روک لیا اور وہاں کھڑے ہوکر کافی دیر تک اعلیٰ حضرت کا درج ذیل شعر گنگناتے رہے ؎

یہ رضاؔ کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

بالآخر اہل سنت کا یہ جلوس اپنی مکمل آن بان شان کے ساتھ شہر کی مشہور راہوں سے گزرتا ہوا قریب عصر کے وقت خانقاہ حضور شاہ بلاقی علیہ الرحمہ میں پہنچ گیا۔

اخبار مخبر عالم لکھتا ہے:

"ان گرما گرم اشتہاروں اور متواتر کوششوں سے مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی مناظرہ پر آمادہ ہو کر مع مولوی ہدایت رسول صاحب ودیگر علمائے بیرون جات ۲۵/ فروری کو مرادآباد میں تشریف لائے، جن کا استقبال نہایت شان وشوکت کے ساتھ کیا گیا۔ ریلوے اسٹیشن سے شہر تک آدمیوں کا تانتا لگا ہوا تھا صدہا آدمی مولوی صاحب موصوف کی گاڑی کے پیچھے اپنی اپنی گاڑیوں میں آرہے تھے اور ہزار ہا آدمی پیدل تھے مولوی صاحب موصوف اس جلوس کے ساتھ اپنی فرودگاہ پر پہنچے اور مناظرہ کی خبریں چاروں طرف مشہور ہو گئیں اور دُور دُور کے آدمی آگئے۔"

[اخبار مخبر عالم: جلد۹، یکم / مارچ ۱۹۱۱ء]

رامپور کے مشہور ہفتہ وار اخبار دبدبہ سکندری میں عرس مرادآباد ومناظرہ کے حوالے سے مذکورہ بالا واقعہ کو قدرے تفصیل سے بیان کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

عرس مرادآباد ومناظرہ

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

الحمدللہ کہ ۲۶/ صفر یوم یکشنبہ کو دن کے ایک بجے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مأۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ جناب تقدس مآب حاجی الحرمین الشریفین مولانا مولوی مفتی قاری شاہ محمد احمد رضا خان صاحب حنفی قادری برکاتی بریلوی مدظلھم الاقدس جلسہ دستار بندی (جامعہ نعیمیہ) اور ایک دینی خدمت کے لیے (جو مناظرہ کی صورت فرقہ غیر مقلدین سے تھی) بریلی سے مرادآباد روانہ ہوئے بریلی کے اسٹیشن پر اعلیٰ حضرت کے فدائی اعلیٰ حضرت کو ؎

بسفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی و باز آئی

کہنے کے لیے حاضر آئے تھے۔ اعلیٰ حضرت جب اسٹیشن رامپور پہنچے تو حضرت مولانا مولوی ابوالذکا شاہ محمد سلامت اللہ صاحب نقشبندی حنفی رامپوری اور حضرت جناب مولانا مولوی ابوالوقت شاہ محمد ہدایت الرسول صاحب حنفی قادری احمد رضائی وحضرت جناب مولانا مولوی سید شاہ خواجہ احمد میاں صاحب قادری حنفی اور منشی محمد فضل حسن صاحب صابری قادری سب ایڈیٹر اخبار دبدبہ سکندری خلف حضرت ابوالفضل والکمالات مولوی شاہ محمد فاروق حسن صاحب صابری چشتی قادری حنفی اور ایک مجمع کثیر نے اعلیٰ حضرت کی بکمال اخلاص قدم بوسی حاصل کی اور باستثنائے منشی محمد فضل حسن صاحب کے یہ تمام حضرات وغیرہ اعلیٰ حضرت کے ہم راہ مرادآباد آگئے۔ جب ٹرین مرادآباد اسٹیشن

پر داخل ہوئی تو پلیٹ فارم پر مشتاقین و مخلصین کا اس قدر ہجوم تھا کہ پلیٹ فارم ٹکٹ ملنا محال ہو گیا اور آخر ش مسٹر کانر صاحب اسٹیشن ماسٹر نے براہ نوازش بغیر ٹکٹ سب کو اندر آنے کی اجازت دے دی ہر شخص اعلیٰ حضرت کی قدم بوسی کے اشتیاق میں ہمہ تن محو تھا اور ان سب کا اخلاص و جوش عقیدت پکار پکار کر اس شعر کا مضمون بیان کر رہا تھا ؎

اے آمدنت باعث آبادی ما
ذکر تو بود زمزمہ شادی ما

اعلیٰ حضرت جب اسٹیشن سے باہر تشریف فرما ہوئے تو یہاں عجیب منظر تھا۔ ہزار ہا خلق خدا کا ازدحام اعلیٰ حضرت کی تمنائے قدم بوسی میں تھا۔ اور پچاس ساٹھ گاڑیاں روسائے شہر کی موجود تھیں۔ **جناب مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب حنفی سنی** نے تمام مہمان حضرات کو بحیثیت پریزیڈنٹ جلسہ دستار بندی مدرسہ اہل سنت مرادآباد (جامعہ نعیمیہ) گاڑیوں پر سوار کرایا- پہلی گاڑی پر اعلیٰ حضرت سوار تھے اور آگے پیچھے تمام حضرات تھے۔ غرض کہ عجیب شان دار منظر تھا۔ یہ جلوس چوک بازار سے نکلتا ہوا کوٹھی جناب خان بہادر ننھے خان صاحب ٹھیکہ دار و رئیس اعظم مرادآباد پر ٹھہرا۔ اور ذرا دیر ٹھہر کر پھر یہ جلوس درگاہ پاک حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سیدنا شاہ بلاقی شاہ ولایت قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف چلا- وہاں منتظمین جلسہ نے قبل سے اس شان دار مہمان داری کے لیے ڈیرے اور خیمے وغیرہ استادہ کر رکھے تھے۔ اعلیٰ حضرت مع تمام خدام ان ہی خیموں میں فروکش ہو گئے۔"

[دبدبہ سکندری: نمبر ۱۰ جلد ۶، ۷۔ ۴؍مارچ ۱۹۱۱ء ص ۸، ۹]

مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب رقم طراز ہیں:

"(اعلیٰ حضرت) والد محترم کی دستار بندی کے موقع پر مرادآباد تشریف لائے تو اہل مرادآباد نے والہانہ استقبال کیا۔ چار گھوڑوں کی گاڑی میں جلوس کی شکل میں اسٹیشن سے قیام گاہ تک لایا گیا۔ راستے میں نعرہ ہائے تکبیر و رسالت بلند کرتے ہوئے جب مدرسہ شاہی کے سامنے آئے تو منشی احمد حسن صاحب (جو انتہائی جہیر الصوت تھے) نے گاڑی رُکوائی اور فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا یہ شعر بلند آواز سے پڑھا ؎

یہ رضاؔ کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

[ماہنامہ رضائے مصطفیٰ: اکتوبر ۱۹۸۸ء ص ۴۲، ۴۳، مضمون از قلم مفتی اطہر نعیمی شہزادہ تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی]

اعلیٰ حضرت کی آمد پر مخالف اخبار "نیّر اعظم" کی بوکھلاہٹ

یہاں ہم اس بات کی وضاحت بھی کرتے چلیں کہ اعلیٰ حضرت اور علمائے اہل سنت کی آمد پر جہاں اہل سنت و جماعت خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے وہیں مخالفین کھل کر مخالفت پر آمادہ تھے۔ چناں چہ مخالف مکتبہ

فکر کے ترجمان اخبار نیر اعظم نے اعلیٰ حضرت کے خلاف ایک مضمون بھی شائع کیا، جس میں آپ کے خلاف زہر افشانی کی گئی جس کے جواب میں اخبار مخبر عالم نے تردیدی تحریر شائع کی، اخبار لکھتا ہے:

”اس مناظرے سے ایک عام اندیشہ تھا کہ کہیں آپس میں کچھ فساد نہ ہوجائے جس سے متاثر ہوکر ہمارے لوکل ہم عصر نیر اعظم نے بھی محض اپنے عقیدہ وخیال کی وجہ سے مولوی احمد رضا خاں صاحب ومولوی ہدایت رسول صاحب کے آنے اوران کی نگرانی کیے جانے کے متعلق لوکل میں ایک مختصر مضمون لکھا تھا جو ضرور یک طرفہ بات تھی۔ اگر دراصل ہم عصر موصوف کو اس معاملہ میں اندیشہ تھا تو طرفین سے وہ حفظ امن کی ضمانت وچلکے لیے جانے کی کوشش کرتا۔ نہ کہ ایک گروہ موافق اور دوسرے کے خلاف کوشش میں سرگرم ہوتا۔ ہم خود اس بحث ومباحثہ کے خلاف ہیں۔ لیکن پھر بھی انصاف کے خلاف ہے کہ ایک دوسرے علماے بیرون جات کے خلاف کچھ لکھا جائے۔ ہاں ہمیں دونوں کے ساتھ یکساں برتاو کرنا چاہیے“

[اخبار مخبر عالم: جلد۱، ۹/ مارچ ۱۹۱۱ء]

علماے اہل سنت کا عظیم الشان اجلاس

الغرض حضور اعلیٰ حضرت اور دیگر علماے اہل سنت عصر کی نماز کے قریب درگاہ شاہ بلاقی پہنچے اور تھوڑی دیر قیام کے بعد نماز عصر ادا فرمائی۔ بعد نماز احاطہ درگاہ میں ایک محفل منعقد کی گئی، جس میں علماے کرام کے بیانات ہوئے۔ مجلس کے اختتام پر مخالف جماعت کی جانب سے مناظرہ کرنے سے متعلق ایک تحریر پیش گئی جس میں دوسرے روز ۲۷/ فروری کی صبح کو مناظرہ کرنے کا مطالبہ کیا گیا، علماے حق نے ان کی اس درخواست پر قبولیت کی مہر لگاتے ہوئے انہیں صبح کو میدان مناظرہ میں آنے کا پیغام پہنچا دیا۔

اخبار دبدبہ سکندری لکھتا ہے:

”عصر کے بعد جناب مولانا مولوی حاجی محمد احمد صاحب حنفی سنی ساکن پیلی بھیت کا بیان شروع ہوا جب وعظ کی صحبت ختم ہوگئی تو معلوم ہوا کہ فریق ثانی غیر مقلدین نے ایک خط بھیجا کہ ہم مناظرہ کریں گے اور اس سے قبل ایک تار بریلی بھی دیا گیا تھا کہ ہم مناظرہ کو تیار ہیں الحمد للہ کہ اہل سنت والجماعت نے بھی اس کا جواب اثبات میں دیا اور گویا صبح کو مناظرہ قرار پا گیا۔“ [دبدبہ سکندری: ۶/ مارچ ۱۹۱۱ء ص، ۹]

بعد نماز عشاء بھی علماے اہل سنت کے بیانات ہوئے۔ ستر سے زیادہ علماے کرام تشریف لائے تھے۔

اخبار دبدبہ سکندری میں ہے:

”شب کو بعد نماز عشاء جناب مولانا مولوی شاہ محمد فاخر صاحب الہ آبادی کا وعظ ہوا- آپ کا طرز وعظ کے لیے مابہ الامتیاز ہے۔ آپ نے حضور پُرنور حبیب اکرم شہنشاہ دوعالم صاحب علم ماکان ومایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

فضائل وکمالات پر دیر تک گہر ریزی کی۔ مناظرہ کے شوق و احقاق حق کے اشتیاق میں علماء کرام اہل سنت والجماعت دُور دراز مقامات سے مرادآباد تشریف لائے تھے۔ جن کی تعداد ستر (۷۰) سے تجاوز کرگئی تھی۔

مقامات ذیل سے سب یہ حضرات تشریف لائے تھے۔

آگرہ، کانپور، علی گڑھ، بریلی شریف، رامپور، پیلی بھیت، بدایوں شریف، الہ باد، پور بندر، شاہجہاں پور۔ اور بعض حضرات نے تار دیے تھے کہ ہم حاضری سے معذور رہنے کا سخت افسوس ظاہر کرتے ہیں۔ غرض یہ مجمع علمائے کرام اہل سنت والجماعت کا بہت زور وشور سے وعظ کی پاک صحبتیں منعقد کرتا رہا۔" [مرجع سابق]

مفتی محمد اطہر نعیمی تحریر فرماتے ہیں:

"رات کو شاہ بلاقی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ سے متّصل وسیع وعریض میدان میں جلسہ ہوا، یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ وہی تاریخ ہے جس میں مولوی اشرف علی تھانوی صاحب سے ان کی قابل اعتراض تحریروں کے سلسلے میں گفتگو (جس کو عرف عام میں مناظرہ کہا جاتا ہے) ہونی تھی لیکن ان حضرات نے حسب عادت پولیس سے نقض امن کے اندیشہ کے پیش نظر مناظرہ منسوخ کرا دیا تھا۔"

[ماہنامہ رضائے مصطفیٰ: اکتوبر ۱۹۸۸ء ص ۴۲، ۴۳، مضمون از قلم مفتی اطہر نعیمی شہزادہ تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی]

اعلیٰ حضرت اور علمائے اہل سنت میدان مناظرہ میں

صبح کو متعیّنہ وقت پر اعلیٰ حضرت کی معیت میں بریلی، بدایوں، مرادآباد، آگرہ، علی گڑھ، پیلی بھیت، شاہجہاں پور، رامپور، کانپور، الہ باد اور پور بندر سے تشریف لائے قریب ستر (۷۰) مشاہیر علمائے اہل سنت کا عظیم قافلہ میدان مناظرہ میں اپنی مکمل آن بان شان کے ساتھ رونق افروز ہوگیا۔

کافی دیر گزر گئی مگر مخالفین کا ابھی تک کوئی پتہ نہیں تھا۔ علما اسی انتظار میں تھے کہ اچانک شہر مرادآباد کے کوتوال جناب محمد سعید صاحب اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ مجھ سے ابھی فریق مخالف نے بتایا ہے کہ آپ (اعلیٰ حضرت) ان کے اوپر چڑھائی کے ارادے سے آئے ہیں۔ اور یہ کہ اگر آپ مناظرہ کریں گے تو شہر میں فساد ہوجائے گا۔ اس لیے آپ مناظرہ نہ کریں گے۔ حضرت علامہ ہدایت رسول صاحب حضور اعلیٰ حضرت کی بارگاہ ہی میں حاضر تھے۔ آپ نے کوتوال صاحب کو بتایا کہ فریق مخالف نے ہمیں تحریر دے کر بلایا ہے۔ آپ نے غیر مقلدین ودیابنہ کی وہ تحریریں جو چیلنج مناظرہ پر مشتمل تھیں، کوتوال صاحب کو دکھائیں اور فرمایا کہ آپ ان سے کہیں کہ اگر وہ مناظرہ نہیں کرنا چاہتے تو ایک مستند تحریر ہمیں دیں، جس میں وہ لکھیں کہ ہم مناظرہ نہیں کریں گے۔ کوتوال صاحب بات سمجھ گئے۔ وہ وہاں سے اُٹھ کر مخالفین کے پاس گئے اور ان سے علمائے اہل سنت کی مطلوبہ تحریر لے آئے۔

اور اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں پیش کردی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اہل سنت کو ایک عظیم فتح عطا فرمائی۔ ملاحظہ فرمائیں اخبار دبدبہ سکندری کی درج ذیل تحریر:

''۲۷؍ فروری کو جب روز روشن نے منھ دکھایا تو حضرات علماے کرام اہل سنت والجماعت اس امر کے منتظر رہے کہ فریق ثانی مناظرہ کے لیے آئے۔ لیکن بجائے فریق ثانی، جناب محمد سعید صاحب کوتوال شہر مرادآباد اعلیٰ حضرت مد ظلہم الاقدس کے پاس آئے۔ اور یہ فرمایا کہ فریق ثانی (غیر مقلدین) ہمارے پاس آئے اور انھوں نے کہا کہ مولوی احمد رضا خان ہمارے اوپر چڑھ آئے ہیں۔ اور ہم سے مناظرہ کریں گے، تو لوگوں میں سخت فساد ہو جائے گا اور نقض امن ہو جائے گا۔ اس واسطے مولوی احمد رضا خاں صاحب کو روک دیجیے۔ یہ کہہ کر کوتوال صاحب نے فرمایا کہ آپ مناظرہ نہ کریں۔ جناب مولانا ابوالوقت مولوی محمد ہدایت الرسول صاحب حنفی سنی قادری نے فرمایا کہ فریق ثانی کا ہمارے پاس بریلی تار گیا تھا کہ ہم مناظرہ کو تیار ہیں۔ اور یہاں بھی دستخطی و مہری خط موجود ہے کہ ہم مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو اب کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم ان سے مناظرہ نہ کریں۔ ہم تو ان کے بلائے ہوئے آئے ہیں۔ ہاں اگر فریق ثانی کو فساد اور نقض امن کا اندیشہ معلوم ہوتا ہے تو ایک خط اپنے لوگوں کے دستخط کرا کر ہمارے پاس روانہ کریں کہ ہم مناظرہ نہیں کریں گے کہ باعث فساد و نقض امن ہے۔ اس صورت میں ہم لوگ مناظرہ نہیں کریں گے۔

چناں چہ جب لائق کوتوال صاحب کو اس امر سے اطلاع ملی کہ علماے کرام اہل سنت والجماعت فریق وہابیہ کے بلائے ہوئے آئے ہیں، تو آپ نے ان کی اس کارروائی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور فریق غیر مقلد کو بلا کر کہا کہ آپ لوگوں نے تو ہم سے یہ ظاہر کیا تھا کہ علماے اہل سنت ہم پر چڑھ کر مناظرہ کرنے کو آئے ہیں۔ حالاں کہ بلایا تو آپ نے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ لوگ نقض امن کرانا چاہتے ہیں۔ اب آپ لوگ لکھ دیں کہ ہم مناظرہ نہیں کریں گے تو ہم علماے اہل سنت سے بھی منع کر دیں گے۔ چناں چہ جناب کوتوال صاحب کے حکم پر انھوں نے لکھ دیا کہ ہم مناظرہ نہیں کریں گے۔ جس پر ان لوگوں کی دستخط اور مہر بھی تھی۔ وہ تحریر کوتوال صاحب لے کر اعلیٰ حضرت کے پاس تشریف لائے۔ اور کہا کہ وہ مناظرہ نہیں کریں گے لہٰذا آپ بھی مناظرہ التوا فرمادیں۔ یہ سن کر مولانا مولوی ابوالوقت شاہ محمد ہدایت الرسول صاحب حنفی سنی قادری سلمہ اللہ تعالیٰ نے علماے اہل سنت والجماعت کی طرف سے فرمایا کہ جب وہ مناظرہ نہیں کریں گے تو ہم کو بھی ضرورت نہیں۔ چناں چہ ضابطہ کے بموجب کوتوال صاحب نے علماے اہل سنت سے اس قول پر دستخط کرا لیے، بدیں وجہ کہ نقض امن نہ ہونے پائے اور مناظرے کی کیفیت کا خاتمہ اس طرح ہو گیا۔''

[دبدبہ سکندری: ۶؍ مارچ ۱۹۱۱ء ص ۹، ۱۰]

مولوی اشرف علی تھانوی میدان مناظرہ میں آنے سے قاصر

مذکورہ رُوداد سے قارئین کو یہ پتہ چل گیا ہوگا کہ تھانوی صاحب کے حواریوں نے معاہدہ کے مطابق تھانوی صاحب کے حوالے سے خط میں تین وکیلوں کا ذکر کیا تھا۔لیکن تعجب خیزبات یہ ہے کہ میدان مناظرہ میں نہ ہی ان حواری مولویوں میں سے کوئی آیا،نہ تھانوی صاحب کا کوئی وکیل میدان مناظرہ میں پہنچا اور تواور خود تھانوی صاحب مرادآباد میں موجود ہونے کے باوجود میدان مناظرہ میں نہیں پہنچے۔جیساکہ مرادآباد کے مشہوراخبار مخبر عالم کی یہ خبر اس بات کی صاف گواہی دے رہی ہے-ملاحظہ فرمائیں:

”چناں چہ اس سے پہلے چند ہی دنوں کاذکر ہے کہ یہی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مرادآباد میں مولوی احمد رضاخاں صاحب بریلوی سے مباحثہ کے لیے تشریف لائے تھے جنہوں نے علماے عرب مدینہ منورہ ومکہ معظمہ کے فتاوی آپ کے خلاف ایک بڑی ضخیم کتاب کی صورت میں چھاپ کرشائع کردیے ہیں۔مولوی احمد رضاخاں صاحب نے وقت مقررہ پروعظ کہا۔لیکن نہ کوئی مباحثہ کوگیانہ مباحثہ ہوا....کیااچھاہوتاکہ یہ دونوں فریق ہمیشہ کوہم خیال ہوکرترقی اسلام میں دوش بدوش کوشش کرتے“

[اخبار مخبر عالم:۲۳/اپریل ۱۹۱۱ء ص ۳]

میدان مناظرہ میں اعلیٰ حضرت کی للکاراور مخالف جماعت کافرار

اعلیٰ حضرت نے اس موقع پرایک خطاب فرمایاجس میں آپ نے مولوی اشرف علی تھانوی کومیدان مناظرہ میں آنے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایاکہ انہیں یہاں لے آؤ!اگرمیرے سامنے وہ مبہوت نہ ہوجائیں تووہ جیتے میں ہارا۔آپ کے اس چیلنج کے باوجودبھی تھانوی صاحب میدان مناظرہ میں آنے کی ہمت نہ کرسکے۔البتہ ان کاایک حمایتی محفل میں آیااور بولاکہ تھانوی صاحب تشریف لاناچاہتے ہیں۔آپ نے فرمایاکہ پھراجازت واطلاع کی کیاضرورت ہے؟وہ بولاکہ آپ انہیں تحریری طورپربلائیں۔آپ نے فرمایاکہ اس سلسلے میں ان کی کوئی تحریرلے کرآئے ہو۔اس نے کہانہیں آپ نے فرمایازبانی بات کاجواب زبانی ہی ہوتاہے۔اس کامقصد آپ کی تحریرلے کرخلفشارپیداکرناتھا؛ آپ نے اپنی فراست سے جان لیااس لیے آپ نے اس وقت تحریردینے سے منع فرمادیا،تحریرتوآپ پہلے ہی بریلی سے تھانوی صاحب تک پہنچاچکے تھے-اب تحریرکی کیاضرورت تھی۔

مفتی اطہرنعیمی صاحب تحریرفرماتے ہیں کہ فاضل بریلوی نے اپنی تقریر میں فرمایا:

”مسلمانو!وہی وقت وہی تاریخ اوروہی مقررجگہ ہے میں موجود ہوں تھانوی صاحب نے پولیس کی مدد سے مناظرہ سے جان بچالی ہے لیکن میں یہ اعلان کرتاہوں کہ انہیں یہاں لے آؤ!اگرمیرے سامنے وہ مبہوت نہ ہوجائیں

تو وہ جیتے میں ہارا۔لیکن مولانا صاحب تشریف نہ لائے۔ البتہ ایک صاحب نے آکر کہا کہ مولانا تھانوی صاحب جلسے میں تشریف لانا چاہتے ہیں، فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے فرمایا پھر اجازت اور اطلاع کی کیا ضرورت ہے ؟ اُن کو تو یہاں آنا ہی تھا وہ تشریف لائیں۔ لیکن قاصد نے کہا کہ آپ تحریری طور پر بلائیں۔

فاضل بریلوی نے فرمایا کیا آپ ان کی اس سلسلے میں میرے پاس کوئی تحریر لے کر آئے ہیں ؟ قاصد نے کہا کہ نہیں۔ تب فاضل بریلوی نے فرمایا کہ زبانی بات کا جواب زبانی ہی ہوتا ہے، وہ تحریری طور پر اطلاع دیتے تو میں بھی تحریر دے کر بلا لیتا۔ اور یہ سب کچھ اس لیے کہا جارہا تھا فاضل بریلوی سے تحریر لے کر پولیس کو بتایا جائے کہ یہ تحریریں بھیج کر بلاتے ہیں۔ تاکہ شہر کی فضا کو مکدر کیا جائے، لیکن فاضل بریلوی کی فراست کہ انہوں نے اس بات کو سمجھ لیا اور تحریر نہ دی۔"

[ماہنامہ رضائے مصطفی: اکتوبر ۱۹۸۸ء ص ۴۳، ۴۲، مضمون از قلم مفتی اطہر نعیمی شہزادہ تاج العلماء مفتی عمر نعیمی]

مرادآباد میں اعلیٰ حضرت کا یادگار خطاب

اس عظیم کامیابی کے بعد سہ پہر کو علمائے کرام نے ایک اجلاس کا انعقاد کیا جس میں اعلیٰ حضرت نے نماز عصر کے بعد سے عشاء کے وقت تک ایک یادگار خطاب فرمایا۔ اخبار دبدبہ سکندری لکھتا ہے:

"سہ پہر کو اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کا درگاہ پاک ہی پر وعظ شریف ہوا، سبحان اللہ وبحمدہٖ حضرت کے وعظ شریف کی کچھ بھی تعریف کرنا بالکل چھوٹا منھ اور بڑی بات کے مصداق ہے۔ اعلیٰ حضرت کا وعظ شریف اعلیٰ درجے کے نکات، بے بدل سے مملو ہوتا ہے غرض کہ بعد عصر سے شروع ہوا تھا اور عشاء کے وقت ختم ہوا۔"

[اخبار دبدبہ سکندری: ۶/ مارچ ۱۹۱۱ء ص ۱۰]

۲۸/ فروری کی صبح کو پھر مجلس منعقد ہوئی، علمائے کرام کے بیانات ہوئے اور جلسہ بارہ بجے اختتام پذیر ہوا۔ بعدہ جملہ علمائے اہل سنت حضرت قاضی امداد حسین صاحب کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے وہاں بھی مختصر سی محفل سجائی گئی۔ اخبار لکھتا ہے:

"۲۸/ فروری کو بعد طلوع آفتاب پھر جلسہ شروع ہو گیا جو دن کے بارہ بجے تک ہوتا رہا۔ دوپہر کو تمام حضرات علمائے کرام اہل سنت والجماعت کو مرادآباد کے مشہور و معروف رئیس اور پکے حنفی سنی عالی جناب مولانا حضرت قاضی امداد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دولت خانہ پر مدعو کیا تھا۔ ان تمام حضرات نے قاضی صاحب ممدوح کی مبارک خواہش کو پورا فرمایا گویا قاضی صاحب کے دولت خانہ پر علمائے ربانی کا ایک مختصر جلسہ ہو گیا۔ اور یہ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہو گیا۔" [مرجع سابق]

مرادآباد سے اعلیٰ حضرت کی روانگی

۲۸؍فروری کو فتح و کامرانی کے بعد شام پانچ بجے اعلیٰ حضرت اور جملہ علماے کرام کا یہ عظیم قافلہ مرادآباد سے روانہ ہو گیا۔ اخبار دبدبہ سکندری میں ہے:

’’شام کے پانچ بجے اعلیٰ حضرت مد ظلھم الاقدس مع الخیر والعافیت بریلی روانہ ہو گئے اور تمام حضرات علماے کرام اہل سنت والجماعت اپنے اپنے مقامات کو تشریف لے گئے‘‘[مرجع سابق]

اعلیٰ حضرت کی روانگی نیز مخالفین کی غلط بیانی کی تردید کرتے ہوئے کہ اعلیٰ حضرت مناظرہ پسند نہیں فرماتے اور اہل سنت اور دیوبندی اختلافات کا سبب بیان کرتے ہوئے اخبار مخبر عالم لکھتا ہے:

’’علماے دیوبند و بریلوی رخصت ہو گئے - مناظرہ نہیں ہوا، مگر پبلک کو یہ ضرور ظاہر ہو گیا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب تحریری اور تقریری ہر طرح کے مناظرہ کو موجود ہیں۔ اور وہ خیال غلط ہے کہ مولوی صاحب موصوف مناظرہ پسند نہیں کرتے۔ آپ نے عام طور پر علماء دیوبند وغیرہ کی کتب کی وہ عبارتیں جو خلاف عقائد اہل سنت والجماعت ہیں۔ چھاپ کر اس پر علماے مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کے فتاوی اُن کے خلاف حاصل کر کے مشتہر کر دیے۔ جن کو دیکھ کر ہر مسلمان حیران ہے۔ گو مولانا موصوف کی اس کوشش سے ان عقائد سے زبانی انکار کیا جاتا ہے مگر تحریری اقرار سے ہنوز انکار ہے اور یہی باعث اختلاف ہے‘‘[اخبار مخبر عالم:۸؍مارچ ۱۹۱۱ء ص۱۱]

بالآخر اعلیٰ حضرت اور دیگر علماے اہل سنت وقت مناظرہ گزار کر میعاد انتظار پوری فرما کر اپنی فتح کا اعلان کر کے تشریف لے گئے۔ اور اس طرح الحمدللہ اہل سنت ایک بار پھر فتح کے تمغے سے سرفراز ہوئے۔

حضور صدر الافاضل کو ہدیہ تہنیت

یہ مناظرہ چوں کہ صدر الافاضل کے زیر اہتمام ہوا۔ اور اس کی تمام تر کارروائی کا بوجھ آپ کے مبارک کاندھوں پر تھا۔ اس لیے اخبار دبدبہ سکندری رامپور میں آپ کو ہدیہ تبریک پیش کیا گیا۔ اور آپ کے اس تاریخی کارنامے کو سراہا گیا۔ اخبار کی درج ذیل خبر ملاحظہ فرمائیں:

’’**جناب مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب حنفی بانی** جلسہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ آپ نے کمال علو ہمتی اور جاں فشانی سے اس جلسہ کو نہایت اعلیٰ پیمانہ پر انجام دیا۔ اور نیز دوسرے اراکین جلسہ بھی قابل تحسین ہیں کہ باوجودیکہ اتنا بڑا جلسہ تھا مگر کسی فرد کو ذرا سی بھی شکایت کا موقع نہ دیا۔ اور جلسہ خوب آراستہ کیا‘‘

[دبدبہ سکندری: نمبر ۱۰۔ جلد ۴۷۔ ۶؍مارچ ۱۹۱۱ء ص۹]

گھوسی اعظم گڑھ میں صدرالافاضل اور تھانوی جی کا مناظرہ

۱۳۵۲ھ میں گھوسی اعظم گڑھ میں اہل سنت اور دیابنہ کے مابین جب آپسی ہنگامہ آرائی طوفان کی شکل اختیار کرنے لگی تو اہل سنت نے دیوبندی حضرات سے ایک فیصلہ کن مناظرہ کرنے کی اپیل کی۔ اور فریقین نے یہ طے کیا کہ اہل سنت کی جانب سے صدرالافاضل اور دیابنہ کی طرف سے مولوی اشرف علی تھانوی جی کو مدعو کیا جائے وہ مناظرہ کریں۔ اگر خود نہ آئیں تو اپنا وکیل مقرر کردیں۔ اگر فریقین میں کسی فریق کی جانب سے مقرر کردہ مناظر یا ان کا مقرر کردہ وکیل میدان مناظرہ میں نہیں آیا تو یہ اس کی شکست تسلیم کی جائے گی۔ اس معاہدے پر فریقین نے دستخط کردیے۔ اور تاریخ مناظرہ ۶ر شوال ۱۳۵۲ھ طے ہوگئی۔

فریقین نے مناظرے کی اطلاع اپنے اپنے علما کو پہنچادی۔ آگے کی رُوداد اس واقعہ کے چشم دید گواہ مولوی عبد الاحد نعیمی اعظمی (جو اس واقعہ سے پہلے دیوبندی جماعت سے وابستہ تھے اور انہیں کے مدرسے میں عالمیت کی تعلیم پا رہے تھے اور یہ ان کی تعلیم کا آخری سال تھا لیکن اس واقعہ سے جب ان پر حق واضح ہوا تو انہوں نے دیوبندی مذہب سے توبہ کی اور پھر اس واقعہ کے اہم کردار اور عظیم فاتح کی بارگاہ میں زانوے ادب طے کرنے جامعہ نعیمیہ حاضر ہوگئے اور وہیں رہ کر اپنی علمی تشنگی بجھانے میں مصروف ہوگئے) کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

"ضلع اعظم گڑھ میں وہابیہ کی بہت کثرت ہے۔ یہاں ان صاحبوں نے ایک طوفان برپا کر رکھا ہے۔ رات دن اہل سنت کو طعن و تشنیع تبرا و بدزبانی ان کا شیوہ ہے۔ ہر وقت فتنہ انگیزی کی فکر میں رہا کرتے ہیں۔ اہل سنت مدتوں طرح دیتے رہے لیکن جب ان صاحبوں کی ایذا رسانی حد سے گزر گئی تو انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ فیصلہ کن مناظرہ ہی کر لیجیے۔ چناں چہ باتفاق فریقین یہ قرار پایا، کہ قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڑھ میں مولوی اشرف علی تھانوی **اور حضرت عظیم البرکت صدرالافاضل مولانا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی** کے درمیان مناظرہ ہوجائے۔ فریقین کو اختیار ہے کہ خود آئیں یا اپنا قائم مقام بھیج دیں۔ اگر کوئی فریق نہ آئے یا اپنا قائم مقام نہ بھیجے تو یہ اس کی ناقابل انکار شکست ہوگی۔ اس مناظرہ کی تاریخ ۶ر شوال ۱۳۵۲ھ مقرر ہوئی۔

اور یہ معاہدہ تحریری ہوگیا۔ اور اس پر فریقین کے دستخط ہوگئے۔ ہر فریق نے اپنے اپنے علما کو اطلاع دے دی۔ تمام ضلع میں شہرت ہوگئی۔ وقت مقررہ پر ضلع کے ہزارہا آدمی مناظرہ دیکھنے کے لیے گھوسی میں جمع ہوگئے۔ **حضرت صدرالافاضل مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دامت برکاتھم** کی طرف سے دو قائم مقام حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب صدر مدرس منظر حق ٹانڈہ ضلع فیض آباد، حضرت مولانا الحاج مولوی محمد حبیب الرحمن صاحب صدر مدرس مدرسہ عالیہ اہل سنت و جماعت مرادآباد رونق افروز ہوئے۔ ان دونوں صاحبوں کے پاس حضرت کی طرف سے

وکالت کی مہری ود ستخطی سندیں تھیں۔ اور **صدرالافاضل مدظلہ** نے فرمادیا تھا کہ اگر مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کا کوئی وکیل آئے تو ان دونوں صاحبوں میں سے کوئی صاحب مناظرہ کریں۔ اور اگر مولوی اشرف علی صاحب خود آئیں تو مجھے تار دیجیے، میں خود آکر مناظرہ کروں گا۔ مناظرہ کی تاریخ پر **حضرت صدرالافاضل مدظلہ العالی** کی طرف سے تو بجائے ایک کے دو وکیل موجود تھے مگر کوئی اشرف علی کا نہ نام لیوا تھا نہ پانی دیوا۔ نہ خود تشریف لائے نہ کسی کو وکیل بناکر بھیجا.... ایک ایک شخص نے وہابیہ کا عجز اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ علمائے اہل سنت کے جلسے ہوتے رہے۔ حق کا علم بلند ہوا، وہابیت باطلہ کی سخت ذلت و رُسوائی ہوئی۔ وہابیہ نے بہت پیچ و تاب کھائے اور خدا جانے کتنے تار مولوی اشرف علی کے پاس بھیجے آدمی روانہ کیے، کیا کیا تجویزیں کیں مگر ایک کارگر نہ ہوئی۔ **پیشوائے اہل سنت حضرت صدرالافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ** کے نام سے ان کا دل لرزتا تھا کیا مجال تھی وہ آنے کی جرأت کرتے.... بالآخر علمائے اہل سنت تاریخ مناظرہ گزار کر میعاد انتظار پوری فرماکر اپنی فتح کا اعلان کرکے تشریف لے گئے۔“

اس کے بعد وہابیہ نے کافی کوشش کرکے مولوی عبدالشکور سے منت و سماجت کی، تو مولوی عبدالشکور نے اپنے بھائی مولوی عبدالرحیم کو بھیجا۔ ادھر اہل سنت کی جانب سے حضور محدث اعظم ہند تشریف لے آئے وہ آئے تو دراصل اہل سنت کے جلسہ فتح کی صدارت کے لیے۔ لیکن جب مولوی عبدالرحیم مناظرہ کے ارادے سے گھوسی آئے تو محدث اعظم ہند مناظرہ کے تیار ہوگئے۔ اور علم غیب پر مناظرہ ہوا۔ مناظرہ میں کیا ہوا اور اس کا انجام کیا ہوا مولوی عبدالاحد صاحب نعیمی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

”مسئلہ علم غیب میں گفتگو شروع کی۔ وہابیہ اگر کہیں پھنس جاتے ہیں تو پھر مسئلہ علم غیب کو مبحث بناتے ہیں، تاکہ سائل بنے رہیں۔ سوالات کیے جائیں جوابات کی ذمہ داری نہ آئے۔ حضرت محدث صاحب مدظلہ کو یہ منظور تھا کہ کسی طرح یہ گفتگو تو کریں۔ اس لیے آپ نے ان کا نیا تجویز کیا ہوا مبحث بھی منظور فرمالیا اور ان کے لایعنی شرائط سے بھی انکار نہ کیا۔ مگر باوجود اس کے جواب کے وقت بغلیں جھانکتے تھے۔ کتابوں کے اوراق اُلٹتے تھے۔ عبارت ہاتھ نہ آتی تھی اور سراسیمگی میں بے محل عبارت پڑھنی شروع کردیتے تھے، تو عبارت صحیح نہیں پڑھی جاتی تھی۔ ایسی ایسی اعرابی غلطیاں ہوتی تھیں جن پر مبتدی طالب علم کو بھی ہنسی آجائے۔ اور اس طرح پر بھی گفتگو جاری نہ رکھ سکے۔ ان کے اوضاع واطوار سے اندیشہ ہوتا تھا کہ مجمع میں سے بھاگ جائیں گے۔ کبھی پیشاب کے حیلہ سے اور کبھی کسی بہانہ سے۔ پیشاب کے لیے گئے چار آدمی ان کی نگرانی کے لیے ساتھ گئے تاکہ کہیں بھاگ نہ جائیں۔ آخر کار مجبور ہوکر انہوں نے اپنی شکست تسلیم کرلی۔ اور عجز کی تحریر دے کر رہائی حاصل کی...

اس واقعے کے بعد سے ضلع بھر میں بدنام ہوگئے۔ اور ہر شخص کی زبان پر تھا کہ مولوی اشرف علی ہار گئے۔ اور لکھنوی مولویوں کی بڑی ذلت کے ساتھ شکست ہوئی.... بہت سے وہابیہ نے توبہ کی اور سُنّی ہوگئے۔ میں خود بھی

انہیں لوگوں میں سے ہوں جو ہمیشہ وہابیہ کی حمایت کرتا تھا۔ اور اس وقت تک وہابیہ کے مدرسوں میں وہابی استادوں سے تعلیم پاتا تھا۔ لیکن جب میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہابیہ کے اکابر و اصاغر اہل سنت کے مقابلے سے بالکل عاجز ہیں۔ اور انہیں ان حضرات کے سامنے مناظرہ کے لیے آنا موت سے زیادہ دُشوار و مصیبت معلوم ہوتا ہے۔ اور باوجود ہزارہا کوششوں کے وہ کسی طرح علمائے اہل سنت کے سامنے آنا گوارا نہیں کرتے اپنی قوم کی اور اپنی ایسی ذلت عام اور شہرہ آفاق رُسوائی تو گوارا ہے مگر مناظرہ کے نام سے تھرّاتے ہیں۔ تو مجھے ان کی طرف سے تنفر پیدا ہوا، اور میں نے وہابی خیالات سے توبہ کی۔ اور وہابیہ مدرسہ چھوڑ کر **مدرسہ عالیہ اہل سنت و جماعت مراد آباد** میں داخل ہوا۔ الخ"

[السواد الاعظم، بابت ماہ ربیع الآخر و جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ۔ ص ۲۰ تا ۲۲]

ادری کا مناظرہ اور صدر الافاضل

۲۰/ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ کو مئو کے ایک گاؤں ادری میں حضور صدر الافاضل اور شیر بیشہ اہل سنت بغرض تقریر تشریف لے گئے۔ یہ جلسہ میلاد، مولانا عبدالاحد نعیمی ادروی کے اہل خانہ کی طرف سے مولانا نعیمی کی اس سال جامعہ نعیمیہ سے ہونے والی دستار فضیلت کی خوشی میں رکھا گیا تھا۔ صدر الافاضل، شیر بیشہ اہل سنت اور مفتی محمد عمر نعیمی کو ساتھ لے کر ۲۰/ جمادی الاخریٰ بدھ کے دن دوپہر ایک بجے اندارا اسٹیشن پہنچے۔ جہاں سے ادری آدھ میل پر رہتا جاتا ہے۔ وہاں آپ کا بہت ہی تزک واحتشام کے ساتھ استقبال کیا گیا۔ آپ کی آمد کی خبر جب وہابیہ دیابنہ کے کانوں تک پہنچی تو وہ بے چین ہو گئے۔ انہیں اپنے خود ساختہ مذہب و مسلک کی بنیادی متزلزل ہوتی دکھائی دینے لگیں۔ رات کو صدر الافاضل اور شیر بیشہ کی زبردست تقریریں ہوئیں۔ دوران جلسہ دیابنہ نے انتشار کی کوشش کی لیکن انتظامیہ کی اعلیٰ کارکردگی کی وجہ سے جلسہ بخیر وخوبی اختتام کو پہنچا۔

دوسرے دن قریب دس بجے پھر جلسہ ہوا اور اس دوران بھی دیوبندی مولوی شرانگیزی کے لیے جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔ شیر بیشہ سے کافی دیر بحث ہوئی۔ دیوبندی کہنے لگے کہ ہمیں تمہاری تقریر میں چند باتوں پر شبہہ ہے ان شبہات کا ازالہ فرمائیں۔ شیر بیشہ نے چوں کہ دیوبندی کفریات بیان فرمائے تھے، اس لیے شیر بیشہ اہل سنت کا یہی کہنا تھا کہ میرے بیان میں تمہاری جماعت کے اکابر کے کفریات بیان ہوئے ہیں تمہیں اگر میری تقریر پر مناظرہ کرنا ہے تو انہیں کفریات پر کر لو۔ لیکن منظور نعمانی اور دیوبندی چند بڑے مناظرہ جو وہاں موجود تھے اپنے اکابر کے کفریات سے متعلق مناظرہ پر آمادہ نہ ہوئے۔ اور بات وہیں ختم ہوگئی۔ شب کو پھر اجلاس ہوا جس میں صدر الافاضل کا ایمان افروز باطل شکن خطاب ہوا۔ شیر بیشہ کی وہابیت کُش تقریر ہوئی۔ اور یہ اجلاس بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

دوسرے روز صدر الافاضل کو امرت سر کے ایک جلسے میں شرکت کے لیے روانہ ہونا تھا، اس لیے آپ شیر بیشہ اہل سنت کو وہاں چھوڑ کر امرت سر روانہ ہو گئے۔ اور پھر انہیں ایام میں مولوی منظور نعمانی سے علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر آپ کا زبردست مناظرہ ہوا۔ اور الحمد للہ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اہل سنت کو فتح نصیب ہوئی اور دیوبندی جماعت ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوئی۔

مولانا عبدالاحد جو ادری کے ہی رہنے والے تھے اور اس وقت جامعہ نعیمیہ میں زیر تعلیم تھے وہ اس سفر میں آپ کے ساتھ تھے بلکہ یہ تاریخ آپ ہی کی درخواست پر طے ہوئی تھی۔ آپ نے صدر الافاضل کے ادری اجلاس اور شیر بیشہ کے مناظرہ کی کافی تفصیلی روداد تحریر فرمائی، جو السواد الاعظم کے شمارہ بابت ربیع الآخر و جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوئی۔ ہم اس روداد سے بس صدر الافاضل کے حوالے سے تحریر نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

"ان اطراف کے مسلمانوں کو **حضرت** کے ساتھ دیرینہ عقیدت و محبت ہے۔ اور مدتوں سے وہ دلوں میں تمنائے دیدار رکھتے تھے۔ میرے یہاں آنے کے بعد ان کا یہ شوق اور زیادہ ہوا۔ اور انہوں نے خواہش کی کہ ماہ ربیع الاول میں **حضرت موصوف** یہاں کرم کریں اور حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات آپ کی زبان مبارک سے سننے میسر آئیں۔ اپنے اہل وطن کی یہ التجائیں میں **حضرت** کی خدمت میں عرض کرتا رہا۔ لیکن **حضرت** کے مشاغل کثیرہ اور قلت وقت کے باعث تاخیر ہوتی رہی۔ قسمت کی یاوری کہ ماہ جمادی الاخریٰ میں یہ موقع میسر آیا کہ **حضرت** نے ایک شب کا وقت ادری کے لیے عنایت فرمایا۔ اور **حضرت** جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے ہیں بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ اتنا ہی وقت دے سکتے ہیں۔ اور مشتاقان عقیدت کیش اس کو بہت غنیمت جانتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو فائدہ عظیمہ حاصل ہوتا ہے۔ میں نے اپنے اعزا و احباب کو اطلاع دی کہ **حضرت مدظلہ العالی** کا صرف ایک شب کا وقت مل سکتا ہے۔ اگر آپ اس پر قناعت کریں تو میں **حضرت** کو تکلیف دوں ان سب نے اس بات کو بخوشی منظور کیا۔ اور وہ مبارک تاریخ آئی کہ **حضرت** ادری رونق افروز ہوئے۔ استقبال کرنے والے تو اعظم گڑھ تک پہنچے اور مئو جنکشن پر تو استقبال کنندوں کا بڑا اژدہام تھا۔

وہابیہ کے مولوی، **حضرت** کے دیدار کے واسطے آئے تھے۔ اہل سنت کا ایک انبوہ کثیر جھنڈیاں لیے موجود تھا۔ تکبیر کے نعروں سے فضا گونج رہی تھی۔ اندارہ کے اسٹیشن سے ادری تک بڑی شان و شکوہ کے ساتھ جلوس رہا۔ شیر بیشہ سنت حضرت مولانا ابوالفتح مولوی حشمت علی خاں صاحب سلمہ بھی رکاب سعادت میں تھے۔ اور خاکسار نیاز مند بھی۔ شب میں اول شیر بیشہ سنت مولانا ابوالفتح مولوی حافظ حشمت علی خاں صاحب مدظلہ کی تقریر ہوئی۔ اس کے بعد **حضرت مدظلہ** رونق افروز ہوئے۔ جلسہ گاہ کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ ہزارہا آدمیوں کا مجمع تھا۔ **حضرت صدرالافاضل** نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص پر ایک ایسی دل آویز تقریر فرمائی جس سے قلوب منور ہو گئے۔ اور جلسہ گاہ تحسین و مرحبا کی صداؤں سے گونج اٹھی۔ تقریر دو گھنٹہ جاری رہی۔

مزاج ناساز ہو گیا تھا۔ حرارت آ گئی تھی درد سر کی شدت تھی۔ علالت کے باعث تقریر ختم ہوئی۔ اور قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ جلسہ ختم ہوا۔ مولوی محمد امین امام جامع مسجد نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کر کے معافی نامہ تحریر کر دیا.... دوسرے روز **سیدی استادی حضرت صدرالافاضل مدظلہ** مرادآباد روانہ ہو گئے۔ اگرچہ مزاج زیادہ ناساز ہو گیا تھا۔ لیکن پھر بھی آپ نے بجائے ایک دن کے دو روز قیام فرما کر باشندگان ادری کو ممنون کرم فرمایا۔ روانگی کے وقت **حضرت** نے حضرت شیر بیشہ سنت سے فرمایا کہ جب تک وہابیہ موجود رہیں گے آپ یہاں تشریف رکھیں۔ اور اگر وہابیہ آمادہ ہو جائیں اور مناظرہ کی دعوت دیں تو آپ ان سے مناظرہ کریں۔ حضرت شیر بیشہ سنت نے باوجود نہایت عدیم الفرصتی کے اس کو منظور کیا اور جن جن مقامات کے لیے آپ اوقات مقرر فرما چکے تھے وہاں اطلاعیں دیں۔

حضرت کی روانگی کے وقت پھر جلوس اٹھا، **مجمع** تکبیر کے نعرے بلند کرتا ہوا اسٹیشن تک حاضر ہوا۔ بہت سے لوگ مئو جنکشن تک ساتھ گئے۔ اور خاکسار اعظم گڑھ تک ہمراہ رہا۔ پھر **حضرت** کی اجازت سے واپس آیا۔"

[السواد الاعظم: ربیع الآخر و جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ۔ ص ۳۲ تا ۲۵]

صدر الافاضل کے چلے جانے کے بعد دیوبندیوں سے شیر بیشہ اہل سنت کا مناظرہ ہوا، جس کی روداد السواد الاعظم میں بھی شائع ہوئی۔ البتہ اس کی تفصیلی روداد مولانا ابوطاہر طیب داناپوری نے ترتیب دی ہے۔ ہم یہاں اس روداد سے چند اہم مطلوبہ اقتباسات نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

شاہ گنج جنکشن سے جاتے ہوئے مئو سے اگلا اسٹیشن اندارہ ہے۔ اُندارہ اسٹیشن سے آدھ میل پر موضع "اَدْرِی" ہے۔ جہاں اہل سنت پٹھانوں کی زمین داری ہے۔ مگر مؤ کے قرب کے سبب آٹھ دس روز کے بعد کوئی نہ کوئی دیوبندی مولوی ادری میں بھی آجاتا اور دیوبندیت کی نجاست وغلاظت پھیلا جاتا۔ اسی موضع ادری کے ایک زمین دار جناب عبد الرشید خان صاحب کے فرزند ارجمند جناب مولانا عبد الاحد خان صاحب (زیدت محاسنھم وبارك الله تعالىٰ في عمرهم وعلمهم) دار العلوم انجمن اہل سنت وجماعت مرادآباد میں تعلیم پارہے ہیں اور اسی سال بعونہ تعالیٰ فارغ التحصیل ہوکر دستار فضیلت وسند تکمیل پانے والے ہیں۔ یہ خبر فرحت اثر پاکر مولانا موصوف زید مجد ہم کے والد ماجد اور چچا جناب غلام رسول خان صاحب نے اپنے یہاں اس خوشی میں جلسہ میلاد شریف منعقد کیا۔ اور **حضرت استاذ العلماء صدر الافاضل، امام المناظرین، مولانا مولوی حافظ مفتی سید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ فاضل مرادآبادی دام ظلھم العالی، ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس** کی خدمت میں دعوت بھیجی۔ **حضرت استاذ العلماء دام ظلھم العالی** نے دعوت قبول فرمائی اور شیر بیشہ سنت جناب مولانا مولوی حافظ قاری مفتی مناظر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی لکھنوی دام مجد ہم کو بھی ہم راہ چلنے کے لیے طلب فرمالیا۔ اور چہار شنبہ ۲۰/ جمادی الآخر ۱۳۵۲ھ کے دن کو ایک بجے اُندارہ اسٹیشن پر جلوہ فرما ہوئے۔

حضرت استاذ العلماء دام ظلھم الاقدس کی خبر تشریف آوری سن کر دور دراز مقامات کے مسلمانان اہل سنت اپنے دینی مقتدا، نائب رسول کی زیارت کے لیے جمع ہوگئے تھے۔ جیسے ہی ریل اسٹیشن پر ٹھری اللہ اکبر اور یارسول اللہ کے فلک بوس نعروں سے اسٹیشن کے میدان اور گرد کے جنگل گونج اُٹھے۔ اور اہل سنت اپنے آقا و مولا کے وارث علوم پر پروانہ وار نثار ہونے لگے۔ مصافحہ ودست وپابوسی کے بعد شاہانہ تزک واحتشام کے ساتھ قیام گاہ پر لائے.... چناں چہ گوپال گنج، گھوسی، فتحپور، تال نرجا ادری، مئو، وغیرہ مقامات کے وہابیوں دیوبندیوں کے پیٹوں میں چوہے دوڑنے لگے۔

سنا گیا ہے کہ مبلغ وہابیہ ایڈیٹر انجم ملکی شیخ جی عبد الشکور کاکوروی و مرتضیٰ حسن دربھنگی وحسین احمد اجودھیاباشی کو

تار دیے گئے۔ مگر ان میں سے کسی کو آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ بالآخر مادر دیوبندیت کے لخت جگر، تمام اصاغر و اکابر ملّت دیوبندیہ کے منظور نظر، مولوی منظور نعمانی سنبھلی کو دس روپے کا تار بھیج کر بلوالیا۔ شب کو جلسہ گاہ میں پہلے شیر بیشہ سنت کا بصیرت افروز بیان ہوا، جس میں آپ نے اپنے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل جلیلہ و محامد جمیلہ ایسے دلکش انداز میں بیان فرمائے، جنھوں نے مسلمانوں کے ایمانوں کو منور اور قلوب کو تازہ کر دیا۔ آپ کے بعد **حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء دامت برکاتہم القدسیہ** جلوہ افروز ہوئے اور حضور اقدس کے علم غیب و میلاد اقدس پر ایسے ایمان افروز دلائل بیان فرمائے، جنھوں نے حاضرین جلسہ کے اذہان میں مسائل نظریہ کو بداہت کے درجہ تک پہنچا دیا۔ تقریر پُر تنویر کے ختم ہوتے ہی دیوبندی تہذیب اپنی انوکھی اداؤں کے ساتھ اُچھل کر میدان میں آگئی۔ اور ایک جہالت کا مجسمہ، جہل کا پُتلا، مجھول لونڈا، محمد امین جو دیوبندی ضلالت یونیورسٹی سے جہالت و ضلالت کی سند لے کر آیا ہے اور ادری کی جامع مسجد کا امام بنا ہوا ہے، کھڑا ہو گیا اور حضرات علمائے اہل سنت دامت برکاتہم کی خدمت میں نہایت گستاخی کے ساتھ کہنے لگا کہ ''آپ ہمارا وعظ سن کر جائیے ورنہ آپ کا فرار ہو گا۔''

بانیان جلسہ نے اس کو اس بے تمیزی سے روکا۔ اور اس سے پرزور مطالبہ کیا کہ تو نے بغیر ہماری اجازت کے ہمارے جلسے میں آکر ہمارے علمائے کرام کی شان میں بے ادبی کی ہے۔ یا تو، تو خود شیر بیشہ سنت کے سامنے مناظرے کے لیے تیار ہو جا! اور اپنا اور اپنے پیشوایان دیوبندیہ کا کفر و ارتداد دفع کر۔ اور تجھ میں اتنی طاقت نہیں، تو ان گستاخانہ الفاظ سے تحریری معافی مانگ۔ جب اس طفل بے تمیز نے اپنے اندر مناظرے کی سکت نہ پائی، تو اُس نے ایک پرچہ لکھ کر دیا کہ میں نے حضرات علمائے اہل سنت کی شان میں جو یہ الفاظ کہے تھے کہ ''آپ لوگ ہمیں اظہار حق کا موقع دیجیے، ورنہ آپ کا فرار ہو گا'' ان الفاظ کو واپس لیتا ہوں اور مسلمانان اہل جلسہ کی میرے ان کلمات سے جو دل آزاری ہوئی ہے، اس کی معافی چاہتا ہوں۔

دوسرے دن صبح آٹھ بجے سے حضرت شیر بیشہ سنت کا بیان مبارک ہوا۔ دس بجے کے وقت مئو کے دیوبندیہ وہابیہ ڈیڑھ سو کے قریب جلسہ میں آگئے۔ منظور سنبھلی، ایوب اور عبد اللطیف اور حبیب الرحمن یہ چاروں مولوی آگے آگے تھے۔ ان کے پیچھے دو آدمی اپنے سروں پر کرسیاں رکھے ہوئے تھے۔ اس شان سے جلسہ میں نہایت بے تمیزی کے ساتھ بیٹھے۔ درمیان جلسہ میں دونوں کرسیاں ڈال کر ان پر منظور سنبھلی اور عبد اللطیف مئوی بیٹھے اور ان دونوں کا استاد حبیب الرحمن بے چارہ دونوں کرسیوں کے درمیان نیچے فرش پر بیٹھ گیا۔ اس وقت دیو کے بندوں کی اس ادا سے ہر موافق و مخالف کو معلوم ہو گیا کہ دیوبندی دھرم اپنے بزرگوں کی بے ادبی و گستاخی کا نام ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جو ناپاک قوم اللہ و رسول جل جلالہ کی رفیع و عالی سرکاروں میں دریدہ دہن اور بے ادب ہو چکی ہے، وہ اپنے استادوں کا کیا ادب کرے گی؟ حضرت شیر بیشہ سنت دام ظلہم العالی نے وہابیہ کی آمد دیکھ کر فوراً عنان بیان دیو کے بندوں کے عقائد

کفریہ کی طرف پھیری اور تقویت الایمان و صراط مستقیم وحبط الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر نانوتوی و فتاوی گنگوہیہ کے اقوال خبیثہ ایسے واضح بیانات کے ساتھ پیش فرمائے کہ ہر خاص و عام برملا دیوبندی دھرم پر لعنت کرنے لگا۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اگر دیوبندی مولویوں کو اپنے اکابر کے قطعی یقینی کفر وارتداد میں کچھ بھی شبہ، ذرا سا بھی شک ہو، تو بسم اللہ! ہمیں میداں، ہمیں چوگاں، ہمیں گوئے۔ اس جلسے میں جتنے حاضرین پہلے سے موجود ہیں، ان کی ذمہ داری ہم لیتے ہیں۔ دیوبندی مولویوں کے ساتھ جتنی جماعت آئی ہے، اس کی ذمے داری وہ لیں۔ ہم اپنی ذمہ داری کی تحریر لکھ دیں اور دیوبندی مولوی اپنی ذمے داری کی تحریر ہم کو دیں اور اسی وقت ابھی اسی جگہ کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ شروع ہوجائے۔

اس اعلان کے ساتھ ہی دیوبندی مولویوں پر قہر الٰہی کی برق خاطف گر پڑی اور عبد اللطیف کھڑے ہو گئے اور منظور سنبھلی کی تلقین پر بولنے لگے کہ ہم کفر و اسلام پر مناظرہ نہیں چاہتے۔ ہمیں آپ کے بیان کے بعض مضامین پر شبہہ ہے۔ ان پر مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ شیر بیشہ سنت نے فرمایا کہ میں نے اپنے بیان میں دیو کے بندوں کا قطعی یقینی کفر وارتداد بھی واضح کیا ہے۔ بتائیے! آپ لوگوں کو اس میں شبہ ہے یا نہیں؟ اگر واقعی آپ کو اس میں کوئی شک نہیں، تو بسم اللہ اس کی ایک تحریر لکھ کر ہم کو دے دیجیے، کہ ہم کو نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی کے قطعی یقینی کافر مرتد ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ پھر ہم بعونہٖ تعالیٰ آپ کو اپنا دینی بھائی سُنی مسلمان سمجھ کر، آپ کے تمام شبہات کو رفع کریں گے اور اگر آپ کو دیوبندیوں کے کفر وارتداد میں بھی شبہ ہے، تو پہلے یہی شبہ ہم سے رفع کرا لیجیے، کیوں کہ یہ کفر و اسلام کا معاملہ ہے۔ جو دوسرے تمام مسائل فرعیہ سے اہم ہے۔ اس کا جواب کچھ سمجھ میں نہ آیا اور دیوبندی مولوی اپنی جماعت کو لیے ہوئے اپنی کرسیاں اوندھی اپنے سروں پر رکھے ہوئے جلسہ گاہ سے شور مچاتے ہوئے چل دیے کہ ہم کو اپنے جلسے میں مناظرہ کی اجازت نہیں دیتے۔ تمام حاضرین جلسہ ان کے اس دروغ بررو (کھلم کھلا جھوٹ بولنے) پر نفریں و ملامت کر رہے تھے......

پھر شب کو بعد عشاء جلسہ ہوا جس میں شیر بیشہ سنت کے بعد **حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء دامت برکاتہم القدسیہ** نے اپنے کلمات طیبات سے مسلمانان اہل سنت کے قلوب میں محبت و عظمت خدا اور رسول جل وعلا و علیہ الصلاۃ والسلام کے انوار چمکا دیے۔ اور حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کے ذکر میلاد پاک و قیام و صلاۃ و سلام پر جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔'' [روداد مباحثہ اہل سنت و وہابیہ (مناظرہ ادری) ص ۲۱ تا ۲۶]

اخبار الفقیہ میں مولانا عبد الحی خاں نقشبندی مجددی اعظمی ناظم انجمن اصلاح العقائد معلم مدرسہ محمدیہ حنفیہ محلہ گزری امروہہ مراد آباد کی طرف سے مناظرہ کی درج ذیل روداد شائع ہوئی۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ بعینہٖ روداد نقل کر دی جائے۔ ملاحظہ ہو اخبار الفقیہ میں درج مناظرہ کی روداد۔ مولانا عبد الحی لکھتے ہیں:

"یہ مناظرہ ضلع اعظم گڑھ ڈاک خانہ اندارہ موضع ادری میں ہوا۔ یہ موضع چند گھروں کی بستی ہے۔ باشندگان موضع مذکورہ پٹھان صاحب جائدادوذی اثر حضرات ہیں۔ونیز کچھ حصہ مومن برادری کا ہے۔ اس چھوٹی سی جگہ میں بھی آپ کو متعدّد علما ملیں گے، جو علم کی دولت سے مالامال ہیں۔ ان ممتاز ہستیوں میں مولوی عبدالاحد خاں صاحب فاضل مرادآباد و مولوی حکیم عبدالسلام صاحب فاضل لکھنؤ ہیں۔ کچھ عرصہ سے یہاں دیوبندی علما بھی پیدا ہو گئے ہیں مگر ابتداءً ان لوگوں کا تو ہب ظاہر نہ ہوا تھا، کیوں کہ یہ لوگ در پردہ تقیہ میلاد شریف وقیام وغیرھا امور میں کافی حصہ لیتے تھے۔ مگر بعدہ ان لوگوں نے رفتہ رفتہ اپنے عقائد کا اظہار کرنا شروع کیا۔ نوبت بایںجار سید کہ گزشتہ سال مدرسہ فیض الغربا موضع ادری میں مولوی عبدالجبار صاحب دیوبندی کی زبان سے اعلیٰ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات پر بجائے تعلیم کتب درسیہ کے طلبہ کے سامنے دووقت تبرابازی ہونے لگی۔ قاعدہ سی پارہ پڑھنے والے بچوں کو سبق یاد نہیں مگر شرک وبدعت کی تعریف زبان پر جاری ہے۔ اس نئے فتنے کو دیکھ کر عالی جناب حکیم مولوی عبدالسلام صاحب بیدار ہوئے۔ اوران کو اس شنیع حرکت سے منع کیا مگر انہوں نے اپنی بدطینتی نہ چھوڑی۔

بعدہ ان سے گفتگوے مناظرہ شروع ہوئی۔ ان دیوبندی صاحب کی تعلیاں تو یہاں تک ہوئیں کہ بولے کہ میں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب سے **واستاذالعلماء مولانا مولوی نعیم الدین صاحب** سے مناظرہ کروں گا۔ ان کے بڑے تھانوی صاحب تو خاموش درخواب بیہوش پڑے ہیں۔ اٹھارہ رجسٹریاں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ان کے پاس بھیجی مگر تھانوی صاحب نے واپس کردی۔ جس کو اس میں شک ہو وہ بریلی آکر دیکھ لے! وہ رجسٹریاں اب تک محفوظ رکھی ہیں۔ اس کے علاوہ جمال بھائی قاسم بھائی نے پادرہ سے طرفین کے علما کو مناظرہ کے لیے بلایا تھا، مگر تھانوی صاحب خاموش بیٹھے رہے۔ اور مولوی عبدالجبار صاحب یہ باتیں بناتے ہیں۔ اپنے بڑوں کا حال دیکھیں کہ مناظرہ کے نام سے کس قدر حیران وششدر ہوتے ہیں۔ بالآخران دیوبندیوں کے مقابلہ کے لیے جناب مولانا مولوی غلام جیلانی صاحب اعظمی فاضل لکھنؤ بریلی و مولوی فاضل الہ آباد مدرس مدرسہ محمودیہ حنفیہ امروہہ مدعو ہوئے۔ مولانا کا ادری میں آنا تھا کہ دیوبندی مذکور گھبرا گئے اوریا مولوی عبداللطیف دیوبندی، الغیاث یا مولوی حبیب الرحمن دیوبندی المدد کا نعرہ لگایا۔

اپنے دونوں استادوں کو بلانے کے لیے قصبہ مئو ایک آدمی کو بذریعہ سائیکل بھیجا۔ مولانا غلام جیلانی صاحب قبلہ دوسوآدمی کو ہمراہ لے کران کی قیام گاہ پر پہنچے۔ دیوبندی صاحب نے مناظرہ سے پہلوتہی کے لیے بہانے ڈھونڈے کہ یہاں کے نمبردار کی اجازت نہیں ہے۔ میں تو مدرس ہوں میرے سپرد صرف پڑھانے کا کام ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ جب ان پر ہر طرف سے پھبتیاں اڑیں تو مقام مناظرہ میں گئے۔ اوروہاں جاکر ایک مکھیا کی پناہ لی اور بولے کہ چیلنج مناظرہ میں نے نہیں دیا۔ نہ اس کا آغاز میری طرف سے ہے۔ مکھیا کو ان کے حال زار پر ترس آیا اور

لوگوں کو سمجھایا کہ جب ایک شخص اس قسم کے الفاظ کہتا ہے تو اب یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس نے اپنے چیلنج کو واپس لیا۔ وہاں سے دیوبندی صاحب جان بچا کر بھاگے۔

چوں کہ عوام پر ان کا توہب ظاہر ہو چکا تھا۔ لہٰذا ان کو مدرسہ سے نکال دیا۔ قصبہ مئو کے دیوبندیوں کو اس کا سخت صدمہ ہوا کہ موضع ادری میں ان کا ہوتا ہوا قبضہ جاتا رہا۔ اب گزشتہ ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ حکیم صاحب موصوف نے، **استاذ العلماء حضرت مولانا مولوی نعیم الدین صاحب** اور شیر بیشہ اہل سنت ابوالفتح مولانا مولوی حشمت علی خاں صاحب کو بغرض وعظ مدعو کیا تھا۔ دوراندیش وہابیوں نے سوچا کہ اب تو ہماری حقیقت کے راز زیادہ کھل جائیں گے۔ قسمت کی لکھی ہوئی ذلت رسوائی کا داغ ضرور پیشانی پر ظاہر ہو جائے گا۔ مئو کے دیوبندی نے اپنے کاروبار چھوڑ کر حملہ شیرانہ سے بچنے کی پناہ ڈھونڈی۔ قصبہ مذکور کے دیوبندی علما مولوی عبداللطیف و مولوی حبیب الرحمن صاحبان غیر مقلدوں کی انجمن میں گئے۔ اور ان کے سرغنہ مولوی عبداللہ صاحب مدرسہ مدرسہ فیض عام قصبہ مئو سے سنگھٹن قائم کیا۔ بولے کہ ہمارا اور آپ کا تمام مسائل میں اتفاق و اتحاد ہے صرف مسئلہ تقلید میں بادی النظر میں فرق ہے، مگر بہ نظر حقیقت اس میں بھی چنداں اختلاف نہیں۔ ہم آپ کے بھائی بھائی ہیں امداد کیجیے، زور لگائیے، ہم کو سنبھالیے۔ الغیاث یا مولوی عبداللہ یا مولوی عبداللہ۔

غیر مقلدوں نے ہر قسم کی امداد کا وعدہ کیا۔ یہاں سے عہد و پیمان کے بعد مولوی منظور احمد سنبھلی کو تار دیا وہ آئے۔ اور دو سو دیوبندی اور غیر مقلد اشخاص کے ساتھ موضع ادری آئے۔ شیر بیشہ اہل سنت کی تقریر ہو رہی تھی ان لوگوں نے جلسہ کو منتشر کرنا چاہا۔ مگر فاضل نوجوان مولوی عبدالاحد خاں صاحب نے تڑپ کر کہا کہ آپ لوگ ہمارے جلسہ کو ہرگز نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر مناظرہ کرنا ہو تو باقاعدہ چیلنج دیجیے۔ پھر وہابی جماعت خاموش ہو گئی۔ بعد اختتام جلسہ عالی جناب عبدالرشید خاں صاحب نے وہابیوں سے کہا کہ اگر مناظرہ کے لیے آئے ہو تو تحریری چیلنج دو! بدقت تمام انہوں نے چیلنج لکھ کر دیا۔ ادھر سے شیر بیشہ اہل سنت اور وہابیوں کی طرف سے سنبھلی صاحب مناظر مقرر ہوئے۔ مناظرہ ۱۵،۱۶/ بروز یکشنبہ دوشنبہ کو ہوا۔ سامعین کی تعداد تقریباً آٹھ ہزار کی تھی۔ دیوبندی اور غیر مقلد علما ایک طرف اور دوسری طرف صرف اہل سنت کے عالم تھے اس کا عوام پر یہ اثر ہوا کہ وہ لوگ کہنے لگے کہ ہمیں یقین ہو گیا کہ دیوبندی اور غیر مقلد مذہباً ایک ہیں۔ اور سب کے سب وہابی ہیں، ورنہ کیا وجہ تھی کہ سنبھلی صاحب مولوی عبداللہ صاحب سے بار بار مبحوثہ مسائل کے دلائل دریافت کیا کرتے تھے۔

وہابیوں کو ان دنوں میں جتنی مہلت ملی سب اس بات کے تلاش میں صرف کی، کہ کہیں توہین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت مل جائے، جس سے ان کی حقیقت عوام پر خوب ظاہر ہو گئی۔ مناظرہ کا موضوع کفریات دیوبند تھا۔ شیر بیشہ اہل سنت نے حفظ الایمان کی عبارت دکھا کر ثابت کر دیا کہ یہ لوگ ایسا ہی علم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کو مانتے ہیں جیسا معاذ اللہ ہر صبی و مجنون وجمیع حیوانات و بہائم کو۔ پہلے ہی روز مناظر اہل سنت نے اکیانوے اعتراض وہابی پر کیے۔ مگر وہابی صاحب نے ایک پر بھی ہاتھ نہ لگایا۔ دوسرے روز تک کل اعتراض ڈیڑھ سو ہو گئے تھے وہ سب لاجواب رہے۔ دوسرے ہی روز وہابیوں کی حالت زار ایسی ہوئی کہ بولے یا پولیس الغیاث یا داروغہ دہائی! عبد الاحد ہم لوگوں کو مار ڈالے گا اور چار رپٹ یکے بعد دیگرے ان کے نام دائر کر دی۔ داروغہ نے آکر ضمانت طلب کی اہل سنت کی طرف سے لوگوں نے اقرار کیا۔ وہابیوں میں سے کسی نے اس کی تیاری نہ کی۔ ان کا مطلب ہی یہ تھا کہ کسی صورت سے جان بچا کر بھاگیں گے اور یہ کہہ دیں گے کہ گورنمنٹ نے مناظرہ بند کر دیا، مگر کیا پبلک بے وقوف ہے؟ وہ سب لوگ ہوشیار ہیں وہابیوں کی چالوں کو سمجھ گئے۔ اور دیکھ لیا کہ وہابی کس طرح دم دبا کر بھاگے۔

مضمون مناظر بہت طول طویل ہے۔ اس لیے ہم صرف نتیجہ مناظرہ پر اکتفا کرتے ہیں جو فتح و شکست کا معیار ہے۔ روداد مناظرہ کے طبع ہو جانے پر ہم ناظرین کو مطلع کریں گے۔ اختتام مناظرہ پر تمام پبلک وہابیوں پر تف تف کرنے لگی۔ پبلک علمائے اہل سنت کے گرد مثل پروانہ کے نعرہ تکبیر لگاتے ہوئے قیام گاہ پر گئے۔ موضع ادری کی حالت بفضلہ تعالیٰ خوب سدھر گئی۔ بہت سے لوگوں نے وہابیت سے توبہ کر لیا۔ وہابیوں کی مخصوص چھ مسجدوں سے وہابی امام نکال دیے گئے۔ اور ان پر اہل سنت کا قبضہ ہو گیا۔ خلاصہ یہ کہ پیش امام جامع مسجد ادری نے بھی توبہ کر لی اور ایک توبہ نامہ تحریری دستخطی لکھ کر دیا۔ جو عن قریب شائع ہونے والا ہے۔ یہ پیش امام صاحب ادری میں دیو بندی علما کے داعی تھے۔ سات روپیہ کا تار انہیں کی کوششوں سے سنبھلی صاحب کو دیا گیا تھا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فتح ہوگی، کہ اس موضع میں ان کے چوٹی کا عالم پیش امام تائب ہو جائے۔ مسلمانو! لگاؤ اس فتح پر نعرہ تکبیر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر۔

اس کے بعد شیر بیشہ اہل سنت مولانا مولوی حشمت علی خاں صاحب کی تقریر کئی روز تک اس ضلع کے مختلف دیہاتوں اور قصبات میں ہوتی رہیں۔ ان کی پر اثر تقریر نے ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیا۔ وہابی دنیا میں ہلچل پڑ گئی، مگر لوگوں کے اشتیاق میں کمی نہ ہوئی بلکہ شوق عوام روز بروز بڑھتا ہی گیا۔ مگر چوں کہ مولانا موصوف نے کہیں کا وعدہ فرما لیا تھا اس لیے وہ رک نہ سکے اور ماہ شعبان میں واپسی کا وعدہ کر کے خرمن وہابیت میں آگ لگا کر تشریف لے گئے۔ اب ہم مندرجہ ذیل اشخاص کو اولاً تحفہ مبارک پیش کرتے ہیں اور ثانیاً ان کا شکر کرتے ہیں۔ اس لیے کہ اس مناظرہ میں ان لوگوں نے بہت کچھ مالی قربانیاں کی ہیں۔

عالی جناب حامی ملت مولانا مولوی ابو المحامد احمد علی صاحب مئوی
جناب مولانا مولوی حکیم عبد السلام صاحب قادری۔
جناب مولانا مولوی حکیم محمد یوسف صاحب
جناب مولانا مولوی عبد الاحد خاں صاحب نعیمی

جناب حکیم عبدالعزیز صاحب
جناب مولانا حکیم محمد شمس الہدیٰ صاحب
جناب محمد رسول خاں صاحب ہیڈ
عالی جناب عبدالرشید خاں صاحب
وجناب حکیم عبدالعزیز خاں صاحب
جناب محمد سلیم خاں صاحب
جناب بازید خاں صاحب
جناب حاجی ولی اللہ صاحب
جناب عبدالاحد صاحب ابن عبدالصمد صاحب وغیرہ

اللہ تعالیٰ ان مقدس ہستیوں سے اپنے دین کی خدمت لیتا رہے۔ اوران کو وجمیع اہل سنت کو ایسی فتح و کامرانی کے منظر دکھاتا رہے۔ نیز ہمارے شیر بیشہ اہل سنت کو قائم ودائم رکھے۔ اوران کی وہابی شکن تقریروں سے وہابیوں کو برباد کرے اوراہل سنت کو آباد کرے۔

احقر العباد عبدالحی خاں نقشبندی مجددی اعظمی ناظم انجمن اصلاح العقائد

متعلم مدرسہ محمدیہ حنفیہ محلہ گزری امروہہ مرادآباد

[الفقیہ: ۷/ نومبر ۱۹۳۳ء، ص ۱۱،۱۰]

صدرالافاضل کی ادری سے امرت سر روانگی اور دیابنہ کی عیاری

۲۲/ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ جمعہ کی صبح کو صدرالافاضل ادری سے امرت سر کے لیے روانہ ہو گئے۔ امرت سر میں چوں کہ امام اعظم عرس مبارک کی تقریب میں شرکت ضروری تھی۔ اس لیے آپ کو روانہ ہونا پڑا۔ ادری کے مسلمانوں نے پر شوکت جلوس کے ساتھ آپ کو رخصت کیا۔

مولانا ابو طیب طاہر لکھتے ہیں:

”چوں کہ **حضرت صدرالافاضل استاذ العلماء دام ظلہم الاقدس** کو امرت سر تشریف لے جاکر، سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک میں شرکت فرمانا ضروری تھا۔ اس لیے صبح بروز جمعہ ۲۲ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ مسلمانان اہل سنت کے پُرشوکت جلوس کے ساتھ مراجعت فرمائے وطن ہو“ [مرجع سابق ص ۲۷]

مولانا عبدالواحد نعیمی سے پیچھے ہم نے نقل کیا کہ صدرالافاضل، مرادآباد کے لیے روانہ ہوئے۔ اور یہاں

امرت سر کے لیے روانگی کا ذکر ہے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں کیوں کہ ہو سکتا ہے پہلے مرادآباد وطن مراجعت فرمائی ہو اور پھر وہاں سے امرت سر تشریف لے گئے ہوں۔

خیر صدر الافاضل تو رخصت ہو گئے مگر شیر بیشہ اہل سنت دیوبندیوں کی ریشہ دوانیوں کے سدباب کے لیے وہیں ٹھہر گئے۔ اور انہیں ایام میں آپ نے منظور نعمانی وغیرہ دیوبندی مولویوں کو کھل کر چیلنج مناظرہ دیا۔ جس کے جواب میں مرتے کیا نہ کرتے کی حالت میں دیوبندیوں نے منظور نعمانی کو مناظرے کے لیے آمادہ کر لیا۔ اور پھر کیا تھا سنبھل وغیرہ علاقے میں شیر بیشہ کے ہاتھوں جو درگت نعمانی کی ہو چکی تھی اس سے بھی برا حال ادری میں ہوا۔ اور الحمد للہ اہل سنت کو ہمیشہ کی طرح اس بار بھی فتح نصیب ہوئی۔ اور دیوبندیوں کو ہمیشہ کی طرح اس بار بھی ہار کا سامنا کرنا پڑا، مگر
ع

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

دیوبندیوں نے شکست کھا کر توبہ کرنے کے بجائے جا بجا اپنی شکست کو فتح کا نام دے کر ”ادری ضلع اعظم گڑھ میں رضاخانیوں سے عظیم الشان مناظرہ اور اہل سنت کی زبردست فتح“ اور ”فاتح قلعہ رضاخانیت حضرت مولانا منظور صاحب کے مقابلہ سے مولوی نعیم الدین صاحب رضاخانی کی شرمناک فرار“ کے عنوان سے اشتہارات شائع کر دیے جن میں منظور نعمانی کے مقابلے صدر الافاضل کی شکست و فرار کا جھوٹ بیان کیا گیا تھا۔ منظور نعمانی جو صدر الافاضل کے تلامذہ سے مناظرہ کی طاقت نہیں رکھتا وہ بھلا صدر الافاضل کو کیا شکست دیتا۔ مگر جو جھوٹ نہ بولے وہ دیوبندی ہی کیا!!!

صدر الافاضل کے خلاف جھوٹی افواہ اور اس کا جواب

صدر الافاضل کے خلاف ان اشتہارات میں کذب بیانیوں کی بھرمار تھی۔ جس سے ہر منصف مزاج واقف تھا، لیکن دیوبندیوں کی ابلہ فریبیوں اور کذب بیانیوں کو طشت از بام کرنا بھی ضروری تھا۔ اس لیے ضلع مئو کے مشہور عالم دین صاحب قلم، مولانا ابوالحامد احمد علی حنفی مئوی اعظم گڑھی نے یہ ذمہ داری اپنے ذمہ لی۔ اور صدر الافاضل کے خلاف دیوبندیوں کی دریدہ دہنی کا منہ توڑ جواب مرحمت فرمایا۔ نیز اصل واقعہ کا بھی اجمالی ذکر فرمایا۔

دیوبندیوں کی کذب بیانی اور دریدہ دہنی اور مولانا مذکور کی طرف سے اس کا مکمل جواب اخبار الفقیہ کے حوالے سے پیش ہے ملاحظہ ہو۔ مولانا ابوالحامد لکھتے ہیں:

”ان دنوں ہمارے قصبے کے مکانوں کی دیواروں اور عام گزر گاہوں پر ایک اشتہار چسپاں نظر آتا ہے۔ جس کے عنوان میں جلی خط سے عبارت مندرجہ ذیل لکھی ہوئی ہے:

''ادری ضلع اعظم گڑھ میں رضاخانیوں سے عظیم الشان مناظرہ اوراہل سنت کی زبردست فتح'' فاتح قلعہ رضا خانیت حضرت مولانا منظور صاحب کے مقابلہ سے مولوی نعیم الدین صاحب رضاخانی کی شرمناک فرار۔ ؎

اسی دل گردہ پر یہ خنجرلے کے آئے تھے
ہم نہ کہتے تھے کہ لہو دیکھ کے حیراں ہوں گے

برادران ملت! چوں کہ اس اشتہار کا مضمون نمبروار۔۱تا۱۰۔لکھا ہوا ہے۔اور مجھے صرف۔۱تا۵۔پیش کرنا ہے۔آپ حضرات ذرا بغور ملاحظہ فرمائیں۔

① ۱۰/ اکتوبر کو **مولوی نعیم الدین صاحب** وغیرہ ادری پہنچے۔اور میدان خالی دیکھ کر اکابر علمائے اسلام حضرت اسماعیل صاحب شہید و حضرت علمائے دیوبند کے متعلق بہت زہر اگلا اور خوب مناظرے کی ڈینگیں ماریں۔مگر جب مسلمانان ادری کے اصرار پر سلطان المناظرین حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی ۱۳/ اکتوبر کو ادری پہنچے اور آپ نے مناظرہ کے لیے رضاخانیوں کے جلسے میں پہنچنے کی تیاری کی اور **مولوی نعیم الدین صاحب** کو اس باطل شکن حملے کی اطلاع ہوئی۔ تو آپ عافیت در خلوت کے اصول پر عمل پیرا ہو گئے۔اور باوجودیکہ آج کے لیے آپ کی تقریر کا اعلان ہو چکا تھا، مگر معاملہ بگڑتا دیکھ کر تقریر درکنار اپنے جلسے کی شرکت سے بھی انکار کر دیا۔اور سینکڑوں کی تعداد میں جو شائقین صرف حضرت مولانا محمد منظور صاحب اور مولوی نعیم الدین صاحب کا مناظرہ دیکھنے کی امیدیں لے آئے تھے۔اس بے محل پردہ نشینی نے ان سب کی تمناؤں کا خون کر دیا۔اور بے چارے مولوی صاحب موصوف اور ان کی خلوت نشینی کو درازی عمر اور طول بقا کی دعائیں دیتے اور زبان حال سے یہ شعر پڑھتے چلے گئے ؎

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پر تماشانہ ہوا

② ۱۲/ اکتوبر کو دن سے دس بجے **مولوی نعیم الدین صاحب** کی اس خلوت نشینی کی اطلاع حضرت مولانا محمد منظور صاحب کو ملی۔اس وقت ملی جس کہ آپ اپنی جماعت کے ساتھ انتظار فرما رہے تھے کہ مخبر نے آکر خبر دی کہ **مولوی نعیم الدین صاحب** جلسہ میں پہنچ گئے۔اور ہم فوراً وہاں جا نازل ہوں ۔ مولانا ممدوح کو اپنے اس شکار کے نکل جانے کا انتہائی افسوس ہوا۔اور ہونا بھی چاہیے تھا کیوں کہ آپ کا یہ سفر صرف **مولوی نعیم الدین صاحب** ہی کی امید پر تھا۔اور تار میں بھی انہیں کا نام لکھا گیا تھا۔مگر شکار گاہ میں پہنچنے کے بعد آپ نے بالکل خالی ہاتھ واپس آجانا ہی مناسب نہ سمجھا۔اور اس خیال سے رضاخانیوں کے جلسے میں پہنچ گئے کہ تیتر نہیں تو بٹیر سہی۔جس وقت علامہ ممدوح جلسہ گاہ میں پہنچے، تو مولوی حشمت علی کی تقریر ہو رہی تھی۔مگر نہ

معلوم حضرت مولانا کو دیکھ کر مولوی حشمت علی کو کیا کیا یاد آیا۔ اور ان کے دل پر کیا گزری۔ (میرے خیال میں تو حضرت فاتح قلعہ دیوبندیت شیر بیشہ سنت مد ظلہ کو ضرور یاد آ گیا ہوگا کہ مناظرہ سنبھل میں جب یہ دیوبندی کرسی سے گرا تو اس کے اوپر ایک بڑے توندوالا آدمی چڑھ بیٹھا اور اس کی ٹانگیں کرسی کے کھمبوں پر تھیں۔ اور لوگوں نے بمشکل فرش زمین سے اٹھایا۔ اور شیر بیشہ سنت کے دل پر یہ بات گزری ہوگی، ادری کے مناظرہ میں کہیں سنبھلی دیوبندی گر کر مرے نہ، اب تو غالباً دیوبندی مناظر کا بھی شک رفع ہو گیا ہوگا)

دیکھنے والوں نے صرف اتنا دیکھا کہ ان کی زبان میں نہ وہ شوخی رہی اور نہ آواز میں وہ تیزی۔ اور خدا ہی جانے کس مشکل سے دل تھام کے بے چارے نے اپنی تقریر کو جاری رکھا۔ چند منٹ انتظار کرنے کے بعد اہل سنت کی طرف سے مناظرہ کا مطالبہ کیا۔ جواب ملا کہ ہم اپنے جلسہ میں ہرگز مناظرہ کی اجازت نہیں دیتے۔ اہل سنت کی طرف سے بڑی دیر تک اصرار کیا گیا مگر وہاں سے نفی میں جواب ملتا رہا۔ اخیر میں ان لوگوں نے کہا: کہ اللہ کے واسطے معاف کیجیے۔ اور تشریف لے جائیے، آپ جیتے اور ہم ہارے! ان سے کہا گیا کہ یہاں ہار جیت کا سوال نہیں۔ اسلام، کفر، ہدایت وضلالت کا سوال ہے۔ مگر وہ کسی طرح مناظرہ کے لیے آمادہ نہ ہوئے۔ جب مناظرہ سے بالکل مایوسی ہوگئی۔ اور حق کی سربلندی اور باطل کی پستی۔ یہ عجیب وغریب منظر لوگوں نے دیکھ لیا تو حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ آپ حضرات حیران ہوں گے کہ یہ کیا انقلاب ہے کہ کل تک مولوی حشمت علی صاحب مناظرے کے چیلنج دے رہے تھے اور آج مناظرہ نام بولنا حرام۔ (دروغ گو را حافظہ نباشد جواب تو نفی میں ملتا رہا چیلنج کس نے دیا تھا) آپ حضرات کی یہ حیرت کہ محمد منظور سے مناظرہ کا انجام اچھا نہیں ؎

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

(۳) اس کے بعد وہیں اعلان کیا گیا کہ آج بعد نماز ظہر حضرت مولانا محمد منظور صاحب تقریر فرمائیں گے۔ **مولوی نعیم الدین صاحب** اور مولوی حشمت علی صاحب کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ تشریف لائیں اور ہم پر جو اعتراض ہو پیش کریں۔ چناں چہ بعد نماز ظہر حضرت مولانا کی تقریر ہوئی جو عصر تک جاری رہی، مگر کسی کو آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ موت سے مقابلہ آسان نہیں۔

(۴) ختم تقریر پر پھر اعلان کیا گیا کہ نماز عشاء کے بعد اسی مقام پر مولانا کی تقریر ہوگی۔ اور رضاخانی موذی صاحبان کو پھر رفع شکوک کا موقع دیا جاتا ہے۔ اور **مولوی نعیم الدین صاحب** (جو بخوف مناظرہ آج صبح سے پردہ نشین ہو گئے ہیں) میدان میں آنے کی جرأت کریں تو وعدہ کیا جاتا ہے کہ عزت واکرام کے ساتھ ان کے اعتراضات کا جواب بھی دیا جائے گا۔ اور بطور نذرانہ یا فیس فی سوال مبلغ دس روپے بھی دیے جائیں گے۔ چناں چہ

حسب اعلان شب کو حضرت مولانا کی ایمان افروز اور باطل سوز تقریر ہوئی۔ جو تقریباً تین گھنٹے جاری رہی۔ مگر کوئی مقابلہ میں نہ آیا۔ اور اگلے روز صبح ہی **مولوی نعیم الدین صاحب** تو ٹکٹ لے کر روانہ ہو گئے اور بے چارے مولوی حشمت علی کو اکیلا چھوڑ گئے۔

⑤ ادری کے جن رضاخانیوں نے اپنا کافی روپیہ صرف کر کے ان مولوی صاحبان کو بلایا تھا (جھوٹوں کے منہ میں ....) جب ان سے پیہم ذلتیں نہ دیکھی گئیں تو انہوں نے مولوی حشمت علی صاحب کو مناظرہ کے لیے مجبور کیا (جھوٹوں کے اوپر خدا کی لعنت) تو مولوی صاحب نے یہ حیلہ تراشا کہ اگر مولانا محمد منظور صاحب میرے پاس باضابطہ تحریری، دستخطی، چیلنج مناظرہ بھیجیں تو میں مناظرہ سے انکار نہ کروں گا، اس کا مقصد یہ تھا کہ مولانا اس بے کار اور لغو ضد کو پورا نہ کریں گے اور میری گلو خلاصی ہو جائے گی۔ مگر مولانا نے یہ ضد بھی پوری کر دی اور اپنا دستخطی چیلنج بھیج دیا۔ اب کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ اور ناچار بے چارے کو مناظرہ منظور ہی کرنا پڑا۔ اور ۱۵؍ اکتوبر بروز یکشنبہ یہ مناظرہ شروع ہوا۔

المشتہر... خادم الاسلام محمد امین۔ فقط۔

نالہ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

حضرات! اس اشتہار کے مشتہر کی چنڈو خانہ کی غپ آپ نے سنی۔ تمام دنیا کے جھوٹے مر کر اپنے مقر کو گئے مگر اس مشتہر کو بخار تک نہیں آیا۔ **حضرت صدر الافاضل مدظلہ العالی** نے رات کے وقت اپنے وعظ میں سوائے جلالت شان احدیت و عظمت شان سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی دوسرا کلمہ بھی زبان مبارک سے ارشاد نہ فرمایا تھا۔ اور یہ مشتہر غیر مقلدین مئو اور جہال دیوبندیوں کی کی خوشنودی کے لیے کیا کیا خرافات بک کر اپنی اور اپنے بڑوں کی خبث باطنی کا اظہار کر رہا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ ہماری دیوبندی اردو اور حفظ الایمان کی عبارت کفریہ کی طرح کسی کی سمجھ میں نہ آئے گی۔ مگر اس کو یاد رہے ؎

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

مشہور مثل ہے۔ **حضرت صدر الافاضل مدظلہ العالی** کی اعلیٰ و ارفع شان میں کہیں پردہ نشین اور کہیں نذرانہ و فیس کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ اچھا تو ذرا خود بھی سنئے! ابھی کل کی بات ہے۔ ۱۵؍ شوال المکرم ۱۳۵۲ھ کو جو مناظرہ دیوبندیوں کے حکیم الامت صاحب تھانوی اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہ العالی سے لاہور میں ہونے والا تھا۔ اس میں حکیم الامت صاحب کی محض رونمائی کا مبلغ ایک ہزار روپیہ مقرر

تھا۔ ابھی چڑھاوافیس نذرانہ توالگ ہے۔ حضرت حجۃ الاسلام بالقابہ توبے تابانہ شوق دیدار میں تاریخ معینہ پرلاہور تشریف فرماہوئے اورباوجودیکہ بدفعات سنبھل کی متعدّدکھاریاں تھانہ بھون بلانے اورمنانے بھی گئیں مگرحکیم الامت نے حجلہ مبارکہ سے قدم تک باہرنہ نکالا۔ حضرت حجۃ الاسلام بے نیل ومرام حسرت دیدار میں کلیجہ تھامے ہوئے واپس بریلی تشریف لے گئے۔ اورجولوگ صرف حکیم الامت کے مناظرہ دیکھنے کے شوق میں آئے تھے حکیم الامت کی طول حیات وبقاکی دعائیں کرتے چلے گئے۔ میں بتلادوں کہ مشتہر کواس اشتہار کے لکھنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ ملاحظہ ہو۔

جس طرح فرعون مصری کے جادوگروں نے اپنی ساری سحربازیاں ختم کرلیں توعصاے موسوی نے اژدہابن کرایک دم میں سب کاصفایاکردیا۔ توساحرین فرعون یہ کھلامعجزہ دیکھ کرفوراًایمان لے آئے۔ اورعقائدفرعونیہ سے توبہ کرلیا، توفرعون نے طیش میں آکرساحرین سے کہاکہ چوں کہ تم نے میرے حکم دینے کے قبل ہی ایمان لاکرتوبہ کرلیا۔ اس لیے میں تمہیں پھانسی دے دوں گا۔ یاہاتھ پاؤں کٹوادوں گا۔ اسی طرح سے جب مناظرہ ادری میں ساحرین دیوبندنے اپنی سب کارگزاریاں پوری کرلیں اور حضرت شیربیشہ سنت نے چشم زدن میں سب کاملیامیٹ کردیااور مشتہرنے حضرت شیربیشہ سنت کی یہ کھلی کرامت دیکھ کرفوراًاپنے عقائدباطلہ سے توبہ کرلی اورایک تحریری دستخطی توبہ نامہ لکھ کربرادران اہل سنت کے حوالہ کردیا۔‘‘

[الفقیہ:۲۱،۲۸،اپریل ۱۹۳۴ء ص۷،۸]

بجنور نجیب آباد میں تھانوی سے مناظرہ

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مناظرہ کے لیے عموماً اپنے خلفا و تلامذہ کو بھیجا کرتے تھے۔ اور خلفا میں خاص کر صدر الافاضل کو۔ اس وقت جب کہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی تعلیاں حد سے بڑھیں تو اعلیٰ حضرت اور آپ کے معتمد خلفا و تلامذہ نے اس کا ناطقہ بند کر کے رکھ دیا۔ مگر جناب مختلف علاقوں میں عوام کو بہکانے کی نیت سے اور اپنا ماحول ساز گار کرنے کے لیے اعلیٰ حضرت وغیرہ کو چیلنج کر دیا کرتے تھے۔ مگر جب کوئی بھی عالم ان سے مناظرہ کرنے وہاں پہنچتا تو وہ اطلاع پاتے ہی فرار ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ جب بجنور نجیب آباد سے تھانوی صاحب نے سر اٹھایا اور مناظرہ کی بات آئی، تو اعلیٰ حضرت نے صدر الافاضل کو مناظرہ کے لیے روانہ فرمایا۔ مگر جب آپ وہاں پہنچے تو تھانوی صاحب مناظرہ گاہ میں حاضر نہ ہوئے۔ بلکہ وہاں سے راہ فرار اختیار کر گئے۔ تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی تحریر فرماتے ہیں:

"جناب احمد حسن صاحب رضوی نے نجیب آباد سے اعلیٰ حضرت کو تار دیا کہ اشرف علی یہاں آیا ہوا ہے، ہم نے مناظرہ کی دعوت اسے دی ہے آپ فوراً مناظر بھیجیے! اعلیٰ حضرت نے صدر شریعت مولانا امجد علی صاحب اور حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کو روانہ کیا اور فرمایا کہ مراد آباد اتر کر **صدر الافاضل** کو اپنے ہم راہ لے کر نجیب آباد جاؤ! اور **صدر الافاضل** کو ضرور ہم راہ لینا۔ حجۃ الاسلام نے بریلی سے تار دیا اور حضرت کو ہم راہ لے کر نجیب آباد پہنچے۔ وہاں پہنچ کر اشرف علی کو خط لکھا، تھانوی صاحب نے صبح جواب دینے کا وعدہ کیا۔ اور راتوں رات نجیب آباد سے بھاگ گئے۔ دوسرے دن صبح کو معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ روانہ ہو گئے۔ وہاں فتح کا جلسہ کر کے یہ حضرات واپس ہوئے۔"

[سواد اعظم لاہور کا حیات صدر الافاضل نمبر: ۱۲۔۱۹/ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ۔ مطابق ۱۹۔۲۶/ جون ۱۹۴۹ء۔ ص ۱۰]

بھاگلپور میں مولوی محمد علی مونگیری سے مناظرہ

مولوی محمد علی مونگیری جوندوہ کے ایک سرگرم رکن تھے اور مکہ معظمہ کے مدرسہ صولتیہ میں بیس سال تک تدریسی خدمات انجام دیں۔ انہوں نے بھاگلپور میں علماے اہل سنت کو چیلنج مناظرہ کردیا وہ بھی اس طور پر کہ جو چاہے مجھ سے عربی میں مناظرہ کرلے۔ اعلیٰ حضرت نے مولوی محمد علی مونگیری کے مقابلے کے لیے صدر الافاضل اور صدر الشریعہ کو بھیجا۔ مناظرہ مسجد خلیفہ باغ، میں ہونا تھا۔ مولوی محمد علی مونگیری اور مولوی محمد غنیمت حسین مناظر تھے۔ صدر الافاضل کو جب خبر ملی کہ مولوی مونگیری کی شرط ہے کہ عربی میں مناظرہ ہوگا تو صدر الافاضل نے بھی دو شرطیں رکھ دیں کہ ہم منظوم اور غیر منقوط عربی میں مناظرہ کریں گے۔ جب یہ دو شرطیں مولوی مذکور تک پہنچی تو پھر مناظرہ گاہ میں آنے کی ہمت ہی نہ ہوئی اور پولیس کا سہارا لے کر مناظرہ ختم کرادیا۔ اور اس طرح اپنی شکست از خود تسلیم کرلی۔

[ماخوذ فقیہ اسلام: ۲۸۸۔ حیات صدر الشریعہ مرتبہ بحر العلوم اعظمی ص ۷۲]

علامہ نذیر الاکرم نعیمی مرادآبادی اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

”بھاگل پور میں وہابیہ نے شرانگیزی کی اور مولوی محمد علی صاحب مونگیری کو بلوایا، جو مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ میں بیس سال تک مدرس رہے تھے اور انہیں یہ گھمنڈ تھا کہ ان کی مثل ہندوستان میں کوئی عربی نہیں بول سکتا۔ انہوں نے اپنے اسی زعم کی بنا پر اہل سنت کو یہ چیلنج دیا کہ اہل سنت میں جو چاہے مجھ سے عربی زبان میں مناظرہ کرلے۔ وہاں کے اہل سنت نے اعلیٰ حضرت کو تار دیا۔ اعلیٰ حضرت نے **حضرت صدر الافاضل** اور حضرت صدر الشریعہ قدس سرہما کو وہاں بھیج دیا۔ **حضرت صدر الافاضل** نے وہاں پہنچتے ہی جواب دیا کہ وہابیہ کی یہ شرط کہ مناظرہ عربی زبان میں ہوگا ہمیں منظور ہے لیکن اسی کے ساتھ دو شرطیں ہماری طرف سے بھی ہیں۔ مناظرہ عربی میں ہوگا، منظوم ہوگا، غیر منقوط ہوگا۔ یہ سنتے ہی مولوی محمد علی صاحب اور تمام وہابیہ پر موت طاری ہوگئی۔ اور وہ خائب وخاسر ہوکر وہاں سے بھاگے۔ اہل سنت نے فتح وظفر کا جلسہ منعقد کیا۔ جس میں **حضرت صدر الافاضل قدس سرہ** نے نہایت فصیح وبلیغ اور برجستہ تقریر فرمائی۔“

[ماہنامہ پاسبان الہ آباد کا مجدد نمبر: نومبر، دسمبر ۱۹۵۵۔ ص ۷۱، ۷۲]

تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی نے اس واقعے کی تفصیل درج ذیل الفاظ میں تحریر فرمائی ہے۔ ہم یہاں من وعن پوری تفصیل نقل کررہے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

”بھاگلپور میں حضرت حامی سنت جامع شریعت وطریقت عالم نبیل فاضل جلیل مولانا الحاج الشاہ احمد اشرف صاحب کچھوچھوی کے مریدین میں مولوی عبد الشکور کاکوروی وغیرہ نے جاکر اہل سنت کے خلاف تقریریں کیں اور

میدان خالی دیکھ کر مناظرہ کا چیلنج دیا۔ ان لوگوں نے حضرت والا درجت مولانا شاہ احمد اشرف صاحب کو اس کی اطلاع دی۔ حضرت موصوف نے اعلیٰ حضرت کو یہ واقعہ تحریر کیا اور خود بھاگلپور تشریف لے گئے۔ اور مناظرہ کی دعوت قبول کی۔ اور خلیفہ باغ کی مسجد مناظرہ کے لیے مقرر ہوئی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے صدر شریعت مولانا امجد علی صاحب اور **صدر الافاضل علیہ الرحمہ** کو بھاگلپور بھیجا۔ وہابیہ نے گیدڑ بھپکیاں شروع کیں، پہلے المدد یا پولیس پکار۔ اور داروغہ کو بھیجا، کہ مناظرہ بند کردو! **صدر الافاضل** نے فرمایا انسپکٹر صاحب آپ کو مناظرہ بند کرنے کا اختیار نہیں۔ یہ اختیار مجسٹریٹ کو ہے۔ اس کا حکم لائیے! انسپکٹر صاح نے کہا مجھے نقض امن کا اندیشہ ہے۔ حضرت نے فرمایا: اس کا میں ذمے دار ہوں۔ میں جیسا کہوں گا مجمع اسے تسلیم کرے گا۔ میں آپ کو تحریر لکھے دیتا ہوں۔ داروغہ صاحب مجبوراً واپس ہوئے۔ اور وہابیہ کی یہ تدبیر کامیاب نہ ہوئی، تو خلیفہ باغ کی مسجد کے متولی کو بھیجا کہ وہ متولی ہونے کی حیثیت سے مناظرہ موقوف کردیں، متولی صاحب نے آکر کہا کہ میں مناظرہ بند کرتا ہوں۔ مسجد میں مناظرہ کی اجازت نہیں دیتا۔ **حضرت صدر الافاضل** نے ارشاد فرمایا کہ متولی صاحب اپنی تولیت کی خیر منائیے اور تشریف لے جائیے۔ وہابی کی شکست پر ان حیلوں سے پردہ نہیں پڑ سکتا۔ متولی صاحب نے کہا کہ وہ مناظرہ کے لیے تیار ہیں۔ حضرت نے فرمایا: پہلے انہیں میدان مناظرہ میں لائیے پھر کچھ فرمائیے! اس پر متولی صاحب نے کہا میں مناظرہ بند کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: مسلمانو! تم ایسے متولی کو جو مسجد میں اللہ کے ذکر کو روکے متولی ہونے سے معزول کرتے ہو۔ مجمع پکار اٹھا ہم نے اس متولی کو معزول کیا۔ حضرت نے فرمایا: رائے عامہ متولی کو موقوف کر سکتی ہے۔ تشریف لے جائیے آپ کی تولیت باطل ہوئی۔ متولی صاحب روانہ ہوئے، تو وہابیہ نے یہ فریب کیا کہ ایک شخص کو بھیجا کہ مولی محمد علی صاحب مونگیری جو وہابیہ کی طرف سے مناظر ہیں کہتے ہیں کہ مناظرہ عربی زبان میں ہوگا۔ حضرت نے فرمایا منظور۔ اور دو شرطیں ہماری طرف سے اور زیادہ ہیں۔ عربی میں ہوگا اور غیر منقوط زبان میں ہوگا اور نظم میں ہوگا۔ یہ سن کر وہابی حیران ہوگئے۔

ان میں یہ قابلیت کہاں تھی وہ تو دھوکے بازی کے لیے شرط لگا رہے تھے کہ علمائے اہل سنت اس شرط کو منظور نہ کریں گے۔ جب یہ فریب بھی نہ چلا تو خائب و خاسر ہو کر بھاگے۔ اور **حضرت صدر الافاضل** اور حضرت صدر شریعت اور حضرت سراپا برکت مولانا سید احمد اشرف صاحب نے فتح کے جلسے کرکے مظفر و منصور واپس آئے۔“

[سواد اعظم لاہور کا حیات صدر الافاضل نمبر: ۱۲۔۱۹ / ذی الحجہ ۱۳۶۸ھ۔ مطابق ۱۹۔۲۶ / جون ۱۹۴۹ء۔ ص ۱۰]

میانوالی میں مناظرہ اور صدرالافاضل

۱۹۲۷ء میں میانوالی اوراس کے قرب وجوار میں علم غیب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف وہابیہ ودیابنہ نے شرانگیزی شروع کی۔ توعلاقے کے علمانے ان کی سرکوبی فرمائی۔ اور مزید ان کی ریشہ دوانیوں کے سدباب کے لیے ملک کے نامور علما خصوصاً صدرالافاضل کو مدعو کیا۔ تین روزہ اجلاس منعقد کئے گئے۔ صدرالافاضل نے بھی ان اجلاس میں شرکت فرمائی۔ وہابیہ ودیابنہ میں سے کوئی بھی مناظرہ کے لیے آمادہ نہ ہوا۔ اوراس طرح یہ اجلاس کامیاب ہوئے۔ اس مناظرانہ کاروائی کو اخبارالفقیہ میں جناب محمد امیر علی کی جانب سے شائع کیا گیا۔ ہم بس ایک اقتباس پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

"اور ہر مناظرے کے لیے میانوالی ایک عام جلسہ اہل حق نے مقرر کیا۔ جس میں ہندوستان کے علمائے کرام سے **مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی**..... خصوصیت سے قابل ذکر ہیں... سہ روزہ اجلاس میں بار بار کہا گیا کہ اصلاح چاہیے مسلمانوں کو حضور علیہ السلام کی شان میں کلام کرنا آپ کو دائرہ ایمان سے خارج کرنا ہے۔ ہاں اگر تسلی نہ ہو تو مرد میداں بنیے اور آکر مناظرہ کر لیجیے مگر اہل باطل میانوالی کے ضلع سے بھی نکل گئے۔"

[اخبار الفقیہ: ۷، ۱۴ر مئی ۱۹۲۷ء ص ۱۰]

مناظرہ ابراہیم پور پانجی پارہ کشن گنج

غالباً ۱۹۴۴ء میں کشن گنج تھانہ کے ابراہیم پور پانجی پارہ میں بدمذہبوں سے ایک مناظرہ طے ہوا۔ مفتی محمد یوسف علیمی رشیدی کی صدارت پر فریقین متفق ہوئے۔ مفتی موصوف نے صدرالافاضل کو مناظرہ کے لیے مدعو کیا۔ آپ تشریف لے گئے، مگر بدمذہب گروہ نقض امن کا بہانہ بناکر فرار ہوگیا۔ اوراس طرح ہر بار کی طرح صدرالافاضل کے اس مناظرہ میں اہل سنت کو فتح نصیب ہوئی۔ علامہ ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی صاحب نے اس مناظرہ کا قدرے تفصیل سے ذکر کیا ہے مناسب ہوگا کہ ہم یہاں نقل کردیں۔ ملاحظہ کریں:

"ابراہیم پور بستی، پانجی پارہ کے پاس ہے۔ آزادی سے قبل یہاں کا تھانہ کشن گنج تھا۔ تھانہ کا داروغہ سنی مسلمان تھا۔ جو پٹنہ کا رہنے والا تھا۔ یہ کوئی ۱۹۴۳ء یا ۱۹۴۴ء کی بات ہے۔ وہاں مذہبی تنازعہ شروع ہوا۔ ہوتے ہوتے بات مناظرہ تک پہنچی۔ فریقین نے جلالۃ العلم (مفتی محمد یوسف علیمی رشیدی) کی صدارت پر اتفاق کیا۔ چوں کہ جلالۃ العلم کا علم اخلاق، دیانت، تقوی، بزرگی، ولایت ہر اعتبار سے ہر ایک کو مسلم تھی۔ لیکن دو ایک ہٹ دھرم تو ہوتے ہی ہیں۔ طے یہ پایا کہ مناظرہ باہر سے بلایا جائے۔ چناں چہ جلالۃ العلم نے **صدرالافاضل** کو بلایا۔ فریق مخالف کے بھی کئی

علما آئے، مگر جلالۃ العلم کے علمی رعب سے مرعوب ہوگئے۔ نقض امن کا بہانہ بناکر مخالفوں نے مناظرہ کینسل کرانا چاہا۔ جلالۃ العلم یہاں دودھ کا دودھ پانی کا پانی کردینا چاہتے تھے۔ داروغہ جو جلالۃ العلم کا معتقد تھا انہوں نے اپنی اسٹار والی ٹوپی (کیپ) اپنے سر سے اتاری، جلالۃ العلم کے قدموں میں رکھ دی اور گزارش کی کہ آپ تقریر کریں، آپ کا مدعو مہمان تقریر کرے، مگر اتنی بات مان لیجیے، کہ صرف جگہ بدل دیجیے! تاکہ قانون شکنی نہ ہو۔ بداعتقاد روباہ صفت لوگ دبکے گھروں میں بیٹھے رہے۔ جگہ بدل کر جلالۃ العلم اور **صدرالافاضل** نے ابطال باطل اور احقاق حق کے موضوع پر بے مثال تاریخی تقریریں کیں۔ اس تنازعہ کی شہادت بوڑھے لوگ جو آج بھی خال خال موجود ہیں دے سکتے ہیں"[کاملان پورنیہ: ج۱ص۱۹۳، ۱۹۴]

نینی تال میں صدرالافاضل صدر مناظرہ

تلمیذ رشید حضرت علامہ ہدایت رسول رامپوری، حضرت علامہ مفتی محمد یوسف علیمی رشیدی، کا نینی تال میں بدمذہبوں سے ایک مناظرہ طے ہوا۔ جس کی صدارت کے لیے صدرالافاضل کو منتخب کیا گیا۔ آپ بنفس نفیس مناظرہ میں پہنچے اور صدارت فرمائی۔ مناظرہ اہل سنت کے ہاتھ رہا۔ مفتی یوسف علیمی رشیدی نے بدمذہب مناظر کو علمی دلائل سے اس قدر مرعوب کیا کہ وہ زیادہ دیر آپ کے سامنے ٹھہر نہ سکا۔ بالآخر مفتی موصوف کو فتح و کامیابی نصیب ہوئی۔ صدرالافاضل نے آخر میں اپنی صدارتی تقریر میں مفتی یوسف صاحب کو مبارکبادی پیش کرتے ہوئے وقت کے بخاری و بوحنیفہ کے خطاب سے یاد فرمایا۔ اس حوالے سے تفصیلی روداد تو دستیاب نہیں ہوئی ہاں البتہ علامہ ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی صاحب نے مختصراً اس مناظرہ کا ذکر اپنی کتاب کاملان پورنیہ میں کیا ہے۔ ملاحظہ کریں۔ وہ لکھتے ہیں:

"قطب العصر جب جونپور میں زیر تعلیم تھے۔ جونپور سے شاہ مفتی محمد یوسف پہنچے۔ **صدرالافاضل** صدارت کررہے تھے۔ مفتی محمد یوسف مناظرہ کررہے تھے۔ سوال و جواب ہوتا رہا۔ قاضی محمد یوسف جواب الجواب تو دے دیے۔ پھر سوال پہ سوال جڑ دیے۔ دلائل کے انبار، سوالوں کی بوچھار کے آگے مقابل زیادہ دیر ٹک نہ سکا۔ **صدر الافاضل** نے صدارتی تقریر کی۔ اسی موقع پر **صدرالافاضل** نے مفتی محمد یوسف کو وقت کے بخاری و بوحنیفہ کے خطاب سے یاد کیا۔"

[کاملان پورنیہ: ج۱ص۱۹۱]

صدرالافاضل کی مناظرانہ شان اور چند ارباب علم کے تاثرات

مفتی نذیر الاکرم نعیمی

’’اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت کو مناظرہ میں ایسا ملکہ تامہ عطا فرمایا تھا کہ مخالف دم زدن میں ان کہی بول اٹھتا تھا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو مناظر عیسائیوں سے مناظرہ کی مہارت رکھتے ہیں وہ آریوں سے مناظرہ نہیں کر سکتے، جو آریوں سے مناظرہ میں ماہر ہوتے ہیں وہ قادیانیوں وہابیوں وغیرہم سے مناظرہ نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ حضرت صدرالافاضل قدس سرہ ہی کی خصوصیت تھی کہ اگر عیسائیوں کا کوئی مایہ ناز مناظر سامنے آتا تو تھوڑی ہی دیر میں لاجواب ہو گیا۔ آریوں کا بڑے سے بڑا مناظر مقابلہ پر آیا تو دم زدن میں خاموش ہو کر فرار ہوا۔ وہابیوں، غیر مقلدوں، قادیانیوں وغیرہم کو تو کبھی مقابلہ پر آنے کی جرأت ہی نہ ہوئی ہمیشہ نام سن کر ہی بھاگ گئے۔‘‘

[ماہنامہ پاسبان الہ آباد کا مجدد نمبر: نومبر، دسمبر ۱۹۵۵ء۔ ص ۲۷]

علامہ عبدالحکیم شرف قادری

’’آپ کو مناظرہ میں زبردست کمال حاصل تھا۔ بڑے بڑے مناظر کو چند جملوں میں لاجواب کر دینا آپ کے لیے معمولی سی بات تھی۔‘‘ [ماہنامہ النعیمیہ لاہور: فروری ۲۰۰۴ء۔ ص ۱۴]

پروفیسر اشتیاق طالب کراچی

’’تبلیغ کے سلسلے میں صدر الافاضل کو آریہ سماجی، دیوبندی نیز علماے غیر مقلدین سے مناظرے کرنے پڑے۔ مناظروں میں صرف زور خطابت، الفاظ کے کرتب اور شخصیت کی کرشمہ سازی نہیں چلتی بلکہ دلائل و براہین سیدھی سادی مثالیں اور منطقیانہ استدلال کا جادو چلتا ہے۔ صدر الافاضل کے مناظروں کی بہت مثالیں ہیں۔‘‘

[تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل: ص ۱۰۰]

مفتی محمد حسین نعیمی سنبھلی

’’دشمنان دین سے کثیر مناظرے کیے۔ بالخصوص کفار اور آریہ دھرم کے پنڈتوں سے مناظرے کرنے میں خصوصی امتیازی شان رکھتے تھے۔ تبلیغ کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو آپ نے اختیار نہ فرمایا ہو۔‘‘

[ہفت روزہ سواد اعظم لاہور کا حیات صدر الافاضل نمبر: ۱۹، ۱۲/ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ
مطابق ۲۶، ۱۹/ جون ۱۹۵۹ء۔ ص ۳۶]

باب ۱۶

مصالحانہ کارکردگی

حسینی فیض کے آب رواں صدر الافاضل ہیں
مدینے کے فلک کی کہکشاں صدر الافاضل ہیں
امام احمد رضا کو ناز تھا جن کے تدبر پر
معارف کے وہ مَہرِ حق نشاں صدر الافاضل ہیں
بصیرت آپ کی شیرازہ بندِ قوم و ملت ہے
مسلماں کی اخوت کے نشاں صدر الافاضل ہیں
وہ سنی اجتماعات محبت کون بھولے گا
پیام اتحاد موماناں صدرالافاضل ہیں
فلاح قوم و ملت کا طبیعت میں جنوں ایسا
مسلسل بہر حق، عزم جواں صدر الافاضل ہیں

مولانا محمد سلمان رضا فریدی، صدیقی، مصباحی بارہ بنکوی

صدر الافاضل بحیثیت ایک عظیم مصلح

صدر الافاضل ایک عظیم مفکر و مدبر ہونے کے ساتھ مخلص و بے لوث مبلغ، داعی اور مصلح بھی تھے۔ آپ کی تبلیغی سرگرمیوں، داعیانہ کاوشوں و کوششوں اور مصالحانہ کارکردگیوں سے کون واقف نہیں!

امت کے خارجی و داخلی معاملات حل کرنے کے لیے ہمیشہ فکر مند رہتے تھے۔ بد مذہب جماعتوں کی اصلاح کا کام ہو یا اہل سنت و جماعت کے آپسی اتحاد و تنظیم کا معاملہ صدر الافاضل ہر محاذ پر سب سے آگے نظر آتے ہیں۔ اجمیر معلیٰ، بریلی شریف، بدایوں شریف لکھنؤ وغیرہ خانقاہوں کے مشائخ، مدارس کے مدرسین اور ائمہ مساجد کے مابین جب بھی کبھی انتشار و افتراق کا ماحول پیدا ہوا صدر الافاضل نے ہمیشہ پہل کرتے ہوئے آپسی اتفاق، اتحاد اور مصالحت کے لیے سعی جمیل فرمائی۔

یہ کہنا بالکل غلط نہ ہوگا کہ اپنے دور میں امت کی تنظیم، مسلمانوں کے مابین مصالحت اور آپسی اتحاد و اتفاق کے معاملے میں جو کلیدی کردار آپ نے ادا کیا اس میں کسی اور کا ساجھا نہیں ہے، سنی کانفرنس جس کی واضح دلیل ہے۔ علامہ عبد الحامد بدایونی کا بیان یہاں نقل کرنا فائدے سے خالی نہیں ہوگا، ملاحظہ کریں اور صدر الافاضل کی تنظیمی کوششوں اور مصالحانہ کاوشوں کا اندازہ لگائیں۔ آپ لکھتے ہیں:

"تنظیمی کوشش:۔ **حضرت استاذ العلماء مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی** کی ایک ایسی عظیم شخصیت تھی، جو ہندوستان کے حلقہ اہل سنت اور اس کے علماے و مشائخ کی تنظیم و اتحاد کی علم بردار تھی ان کا ایک عرصے سے خیال تھا کہ جس طرح ہو سکے حضرات علماے اہل سنت اپنے بکھرے ہوئے شیرازے کو مجتمع کریں ان کا ایک متحدہ پلیٹ فارم ہو جس پر تمام عناصر اہل سنت یکجا ہو کر کام کریں، تنظیم و یکجہتی اتحاد و یگانگت رسمی طور پر تو بہت اچھے الفاظ و نام ہیں لیکن ان عناوین پر عمل کرانا شدید مشکل ہے۔ خصوصاً ایسی فضا میں جب کہ بعض بعض مسائل میں باہم دیگر اختلافات حد کو پہنچ گئے ہوں اور ایک دوسرے کے پاس بیٹھنا بھی ناگوار ہو چکا ہو ایسے ماحول میں **حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ** کا علما و مشائخ اہل سنت کو یکجا اور متحد کرنا وقت کا نازک ترین مسئلہ تھا۔ پھر سیاسی ہنگامہ آرائیوں اور تحریکات قومیہ نے نظریاتی اور اساسی حیثیت سے باہمی خلیج پیدا کر دی تھی بہت سے علماے اہل سنت جو سیاست میں ایک بلند مقام حاصل کر چکے تھے اور علماے بریلی اور مرادآباد سے ان علائق ظاہری میں بون و بعید پیدا ہو چکا تھا۔ الخ"

[سواد اعظم لاہور، حیات صدر الافاضل نمبر: ۱۹، ۲۶/ جون ۱۹۵۹ء۔ ص ۳۷]

حضرت سید آل رسول علی خاں سجادہ نشین آستانہ عالیہ اجمیر شریف آپ کی تنظیمی خدمات کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

”یہ حقیقت مخفی نہیں ہے کہ مسلمانوں کا سواد اعظم یا بالفاظ دیگر اہل سنت وجماعت کی ملک میں ہمہ گیری، عمومیت واکثریت حنفیہ، شافعیہ، حنبلیہ، اور مالکیہ مذاہب اور چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ وسہروردیہ وغیرہ طرق وملل پر مشتمل ہے، مگر افسوس ہے کہ ان میں باہمی نظم نہ ہونے کے سبب ان کا شیرازہ غیر محکم ہے۔ اس جماعت کے تمام افراد صحیح عقائد سے بے خبر ہیں۔ اور وہ عقائد حقہ اور باطلہ کے درمیان امتیاز کی پوری قابلیت نہیں رکھتے۔ اور کوئی مکمل تنظیم نہ ہونے کے باعث ادنیٰ ادنیٰ ترغیب پر صراط مستقیم سے بھٹک کر لامذہبیت اور گمراہی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ روز بروز ان کی تعداد کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور ان کا وقار کم ہورہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر واحسان ہے کہ اس اہم ترین فریضہ کا احساس سب سے پہلے ہمارے **حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی الحاج حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ العالی** کو پیدا ہوا ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے اس کا بیڑا اٹھایا ہے کہ ملک بھر میں امکانی تدابیر کے ساتھ اس عظیم الشان جماعت کی مکمل تنظیم کی جائے۔ اس کے افراد کو لامذہبیت اور گمراہی سے بچایا جائے۔ تبلیغ واشاعت کے ذریعہ عقائد حقہ کی ترویج وحفاظت کی جائے۔ ان کے باہمی اختلافات مٹادیے جائیں۔ اتحاد واتفاق اور اخوت وعمل کے ساتھ اس جماعت کے وقار کو زندہ کیا جائے۔“

[دبدبہ سکندری: ۳۱/دسمبر ۱۹۴۵ء ص ۷، بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، ۲۷۳، ۲۷۴]

مفتی حسن علی رضوی میلسی ملتان، کا درج ذیل تاثر بھی ملاحظہ فرمائیں۔ تحریر فرماتے ہیں:

”حضور صدر الافاضل علیہ الرحمۃ اہل سنت میں وسیع تر اتحاد کے لیے ہمیشہ سرگرم عمل رہے۔ باہمی اختلافات وتنازعات کو ختم کرنا کرانا ان کے حسن تدبر اور وسیع النظری کا ادنیٰ سا کرشمہ تھا۔

اب ایسی کوئی دوسری شخصیت نظر نہیں آتی کہ اہل سنت کے باہمی وجزوی فروعی اور تنظیمی اختلافات کو اپنے اخلاص اور حسن تدبر سے ختم کراسکے۔ اور اختلافی امور میں سب کو ایک نقطہ نظر پر لاکر کھڑا کرسکے۔“

[تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل: ص ۱۵۰]

مدیر اخبار دبدبہ سکندری فضل حسن صابری لکھتے ہیں:

”اس نازک دور ابتلا وفتن میں جب کہ مسلمانوں کا شیرازہ ملی بکھر گیا ہے، اور مسلمانوں میں اختلاف کروٹیں لینے لگا، مسلمان آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے، تو حضرات علمائے کرام کو بربادی ملت کا شدید احساس ہوا۔ اور تمام سنیوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی سعی بلیغ میں مصروف ہوگئے۔ ہم سنیوں کے مستحق **ہزاروں ہزار احترام وعظمت حضرت جناب استاد العلماء صدر الافاضل مولانا مولوی مفتی حکیم الحاج سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ العالی** اور دیگر حضرات اکابرین کرام بے شمار مبارک بادوں کے مستحق ہیں۔ کہ انہوں نے قوم کی دکھتی ہوئی رگوں کو پہچان لیا۔ مسلمانوں پر اترے ہوئے چہرے کو بھانپ لیا۔ اور ملت عالیہ کیکس مپرسی، ذلت، تباہی اور بربادی کا راز معلوم کرلیا

اورآل انڈیاسنی کانفرنس کی تشکیل فرمائی۔چوں کہ ملت اسلامیہ کے مفاد کے پیش نظر رکھ کر سنی کانفرنس کی بنیاد ڈالی گئی۔اور تنظیم اہل سنت اس کا مقصد تام ہے۔"

[دبدبہ سکندری: ۳۱/دسمبر ۱۹۴۵ء ص ۳، بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، ص ۲۲۷]

صدر الافاضل کی تنظیمی کوششوں اور کاوشوں سے متعلق جامعہ نعیمیہ کے سابق مہتمم علامہ یامین نعیمی کا گراں قدر تاثر بھی ملاحظہ فرمائیں۔لکھتے ہیں:

"حضرت صدرالافاضل ایک زبردست قائد تھے۔سیاسی، مذہبی وسماجی باتوں پر بڑی غائرانہ نظر رکھتے تھے۔ اوران کی اصلاح کے لیے ہمہ دم کوشش کرتے رہتے تھے۔ان کی زبردست کوشش تھی کہ سارے متحدہ ہندوستان کے مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوجائیں اوراس سلسلے میں آپ برابر ہندوستان بھر کا دورہ کرتے رہتے تھے۔ان کی اس لگن اور جدوجہد نے مسلمانوں کو ایک جگہ کردیا۔"

[سہ ماہی سواد اعظم دہلی: اکتوبر تا دسمبر ۲۰۱۲ء۔ص ۵۹]

اب ہم یہاں آپ کی داعیانہ ومصلحانہ کارکردگی کے حوالے سے چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔پہلے اہل سنت کے مابین اتفاق واتحاد اور صلح جوئی کے حوالے سے آپ کی خدمات کی تفصیل پیش ہے اس کے بعد بغرض اصلاح بد مذہبوں سے آپ کی ملاقات، مکالمات ومذاکرات وغیرہ کا ذکر کریں گے۔ملاحظہ کریں:

اعلیٰ حضرت اور علامہ عبدالباری کے مابین شرعی اختلاف اور صدر الافاضل کا مصالحانہ کردار

علامہ عبد الباری لکھنوی کا تعلق فرنگی محل لکھنؤ کے ایک معزز علمی خاندان سے ہے۔ بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں گاندھی اور دیگر سیاسی لیڈروں کی سنگت نے آپ کو اس قدر متاثر کیا کہ آپ سے چند خلاف شرع اقوال وافعال سرزد ہو گئے۔ یہاں تک کہ گاندھی کی محبت میں آپ نے یہ تک کہہ دیا:

"فقیر نان کوآپریشن میں بالکل پس رو گاندھی صاحب کا ہے، کیوں کہ اس طریق کار کا واقف نہیں ہے، ان کو اپنا رہنما بنالیا ہے، جو کہتے ہیں وہی مانتا ہوں، میرا حال تو سر دست اس شعر کے موافق ہے ؎

عمرے که بآیات و احادیث گزشت
رفتی و نثار بت پرستی کردی

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت نے آپ کے اقوال وافعال غیر مشروعہ پر شرعی مواخذہ فرمایا اور خط وکتابت کے ذریعے اصلاح کی کوشش کی لیکن کوئی نتیجہ بر آمد نہیں ہوا۔ اور اختلاف مزید بڑھ گیا۔ امام اہل سنت کے حکم سے صدر الافاضل اور چند علما نے علامہ عبد الباری سے مل کر مفاہمت کا ارادہ کیا۔ اور لکھنؤ پہنچ گئے۔ اور آخر کار صدر الافاضل کی خصوصی کوشش سے ہی علامہ عبد الباری رجوع و توبہ پر آمادہ ہوئے۔ اور توبہ نامہ تحریر کیا۔ اس واقعے کی تفصیل مفتی غلام معین الدین نعیمی کے الفاظ میں ملاحظہ کریں۔ فرماتے ہیں:

"چناں چہ اس مفاہمت کے لیے اعلیٰ حضرت نے اپنے بڑے صاحب زادے جلیل القدر حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب اور حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب قدس سرہما کو **حضرت استاد العلماء صدر الافاضل شیخ الشیوخ مرادآبادی قدس سرہ** کی معیت میں روانہ فرمایا۔ وہاں پہنچنے کے بعد اس وفد میں گفتگو کے لیے **حضرت صدر الافاضل** کو منتخب کیا گیا۔ گفتگو ایسے خوش گوار ماحول میں ہوئی کہ مولانا فرنگی محلی جھکتے چلے گئے حتیٰ کہ اعتراف حق کے ساتھ اظہار حق کے لیے کاغذ اٹھایا۔ اور اپنا نامہ غلطی ہائے ماضیہ پر لکھنا شروع کیا کہ اتنے میں حضرت مولانا صاحب کا ایک متمول خادم خاص جو وہاں کے بوچڑوں میں سے تھے۔ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے کہ حضور اس میں ہماری سخت ذلت ہے، مقابلے کے لیے یہ چک بک سامنے ہے، لاکھ دو لاکھ جتنا چاہیں خرچ فرمائیں، مگر توبہ نامہ نہ لکھیں۔ اللہ غریق رحمت فرمائے، حضرت مولانا فرنگی محلی کو کہ انھوں نے نہایت بے نیازانہ طور پر اسے جواب دیا کہ کمرے سے باہر چلے جاؤ! کیا تم میرا ایمان چک بک کے اوپر خریدنا چاہتے ہو۔ مجھے اپنے ایمان

کی پڑی ہے۔ تجھے اپنی دولت کا غرہ ہے میں ایسے ہی لوگوں کو شیاطین الانس سمجھتا ہوں۔ میری یہ توبہ اپنے خاتمے کو درست کرنے کے لیے ہے نہ کہ کسی شخصیت سے مرعوب ہوکر۔

حضرت صدر الافاضل نے بروقت نہایت متانت سے فرمایا: حضرت یہ تحریر صرف شہادت ملائکہ تک ہے، یا ہم تینوں اس کے شاہد ہیں۔ یہ پریس میں نہیں جائے گی۔ اس کی اشاعت ہرگز نہیں ہوگی۔ تو حضرت مولانا فرنگی محلی صاحب نے فوراً جواب دیا کہ جب میں اپنے رب کے حضور خوف و خشیت سے تائب ہو رہا ہوں تو اشاعت کا مجھے کوئی خطرہ نہیں۔ مجھے دنیا کی ذلت کے مقابلے میں اخروی ذلت سے خطرہ ہے۔ الخ۔"

[حیات صدر الافاضل نمبر۔ مشمولہ سواد اعظم لاہور: ۱۹، ۲۶/ جون ۱۹۵۹ء۔ ص ۱۹]

مولانا حفیظ نیازی مدیر ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، نے بھی اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"جب **حضرت حجۃ الاسلام و حضرت صدر الافاضل علیہما الرحمہ** اپنے رفقا کے ساتھ مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی کے ساتھ ایک مسئلہ کے تصفیہ کے لیے لکھنو تشریف لے گئے، تو مولانا عبد الباری صاحب نے اپنے بڑے مال دار روسا مریدین و معتقدین کے ساتھ حضرت حجۃ الاسلام کا شان دار استقبال کیا۔ لیکن جب آپ حضرت حجۃ الاسلام کے ڈبے کے پاس پہنچے اور مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا، تو حضرت حجۃ الاسلام نے اپنے ہاتھ مبارک روک لیے اور مصافحہ نہ کیا۔ بلکہ فرمایا: مصافحہ تو ہوگا مگر پہلے وہ مسئلہ شرعی طریقہ سے طے ہو جانا چاہیے، جس کی وجہ سے آپ کی ہم سے اور ہماری آپ سے علاحدگی ہوئی ہے..... حضرت مولانا عبد الباری صاحب و آپ کے مریدین و معتقدین کو **حضرت حجۃ الاسلام** کی یہ بات سخت ناگوار گزری اور وہ واپس چلے گئے۔ مولانا کی یہ ناگواری و ناراضگی دیکھ کر **حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ** ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اور فرمایا مولانا! آپ کو ناگوار خاطر نہ ہو۔ اس میں ناراضگی کی کوئی بات نہیں۔

چوں کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا یہ شرعی فتوی ہے کہ جو اس تحریک میں شامل ہوا اس سے میل جول منع ہے، اس لیے حضرت حجۃ الاسلام نے اس شرعی ذمہ داری کو بنا بر محض دین کی خاطر ایسا کیا ہے۔ اگر انہیں دنیا رکھنی منظور ہوتی تو وہ لکھنو میں آپ کی وجاہت اور آپ کے ساتھیوں (رئیسوں نوابوں) کی کثرت دیکھ کر ضرور آپ سے مصافحہ فرما لیتے، مگر انہوں نے اس کی قطعاً پروا نہیں کی بلکہ شرعی فتوی کا احترام فرمایا ہے۔ اور حکم شرعی پر علانیہ عمل کر کے دکھایا ہے (او کما قال)

حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی اس تقریر پر تاثیر کا مولانا عبد الباری صاحب پر گہرا اثر ہوا۔ اور انہوں نے اس سے متاثر ہو کر نہایت اخلاص کے ساتھ توبہ نامہ تحریر فرما دیا۔ جب یہ توبہ نامہ **حضرت حجۃ الاسلام** حضرت مفتی اعظم و آپ کے رفقا کے پاس پہنچا تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اور سب کی آنکھوں میں مسرت کے آنسو چھلکنے لگے۔ ادھر مولانا عبد الباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً کاروں کا انتظام فرمایا اور **حضرت حجۃ الاسلام** و مولانا عبد الباری

صاحب کا آپس میں معانقہ و مصافحہ ہوا۔ وہ منظر نہایت ہی پر کیف، ایمان افروز و قابل دید تھا۔ **حضرت حجۃ الاسلام** کی استقامت علی الشریعت **حضرت صدر الافاضل** کی تقریر پر تاثیر و حضرت مولانا عبد الباری صاحب علیہم الرحمۃ کے خلوص نے مل کر ایک عجیب نورانی سماں باندھ دیا۔"

[ہفت روزہ رضائے مصطفی کا حجۃ الاسلام نمبر: ۱۸/ جمادی الاولی ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۰/ نومبر ۱۹۵۹ء ص ۸]

مفتی محمد اعجاز رضوی کا بیان بھی پیش ہے ملاحظہ کریں۔ وہ لکھتے ہیں:

"علمائے فرنگی محلی سے جب مصالحت کا سوال پیش ہوا تو یہی **تاج دار اہل سنت** کی ذات گرامی تھی، جس نے ایسے نازک معاملے کو نہایت خوش اسلوبی سے طے کرا دیا۔ اور ۱۳۳۹ھ میں خدام الحرمین کے تاریخی اجتماع میں حضرت برہان العلم والدین مولانا عبد الباری صاحب اور حضرت حجۃ الاسلام شیخ الانام مولانا الحاج الشاہ محمد حامد رضا خان صاحب قدس سرہما العزیز الکریم المنان میں صلح و صفائی **حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ** ہی کی کوشش ہے۔"

[سواد اعظم لاہور، حیات صدر الافاضل نمبر: ۱۹، ۲۶/ جون ۱۹۵۹ء۔ ص ۳۷، ۳۸]

مشائخ بدایوں وبریلی میں مصالحت اور صدر الافاضل کا کردار

بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں جمعہ کی اذان ثانی داخل مسجد یا خارج مسجد ہونے سے متعلق علمائے کرام کے درمیان اختلاف رونما ہوا۔ اور نوبت بایں جا رسید کہ علمائے بدایوں کی طرف سے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت اور ان کے صاحبزادے و قار حجۃ الاسلام کے خلاف بدایوں کچہری میں مقدمہ دائر کر دیا گیا۔ ستمبر ۱۹۱۵ء سے اپریل ۱۹۱۷ء تک یہ مقدمہ جاری رہا اور آخر کار بدایوں کچہری میں جج نے امام اہل سنت کے حق میں فیصلہ سنایا۔

اس مقدمے کی وجہ سے خانقاہ بریلی شریف اور خانقاہ بدایوں شریف کے درمیان تلخیاں بڑھ گئیں۔ اور ایک طویل عرصے تک کوئی رابطہ نہیں رہا۔

صدر الافاضل نے دونوں خانقاہوں کے مشائخ کے مابین مصالحت کے لیے جدوجہد شروع فرمائی اور کافی حد تک اس میں آپ کو کامیابی بھی ملی یعنی دونوں خانقاہوں کے آپسی تعلقات استوار ہو گئے۔ اور ایک دوسرے کے یہاں آنا جانا شروع ہو گیا۔

حضور شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں اس تعلق سے رقم طراز ہیں:

”چہار شنبہ ۴؍ شوال ۱۳۶۴ھ کو **خود حضرت والا (صدر الافاضل)** بدایوں تشریف لے گئے۔ اور بدایوں و بریلی کے درمیان جس قدر اختلافات تھے ان سب کو عارضی اختلافات بتایا.......اور علمائے بریلی و بدایوں کے باہم متحد ہو جانے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ اور پھر علمائے بدایوں کے مشہور و معروف نمائندے مولوی عبد الحامد صاحب بدایونی جو مسلک لیگ کے بھی آل انڈیا لیڈر رہیں بریلی تشریف لائے اور حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب کے ساتھ دن بھر غایت محبت و اخلاق سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ اور بالآخر دونوں میں کوئی خلیج اختلاف باقی نہیں رہی۔“ [ستر با ادب سوالات: ص ۲۹]

اس تعلق سے اخبار الفقیہ امرت سر کی درج ذیل خبر بھی ملاحظہ فرمائیں:

”نوید سعید: مسلمانان ہندوستان عموماً اہل سنت و جماعت میں خصوصاً یہ خبر انتہائی مسرت و شادمانی کے ساتھ سنی جائے گی، کہ حضرت مولانا عبد الحامد صاحب بدایونی اس ہفتے آستانہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران تشریف فرما ہوئے۔ حضرت مفتی اعظم مد ظلہ نے مولانائے محترم کی اس ایثار نفسی کی قدر فرماتے ہوئے نہایت ہی اخلاص و محبت کے ساتھ گلے لگا لیا۔ بہر کیف اب بھی دائرہ رضویہ کا ہر ہر متنفس اس ارمان کے ساتھ مسرور و شاداں ہیں۔ بریلی اور بدایوں کے قدیمی ٹوٹا ہوا رشتہ جوان کی ابتدا تو حضرت مولانا عبد القدیر صاحب اور میرے محترم مولانا خواجہ غلام نظام الدین صاحب بدایونی شروع کر چکے تھے، جس کی تکمیل اب مولانا عبد الحامد صاحب نے فرما دی۔ چناں چہ اب قوی

امید ہے کہ اعلیٰ حضرت علامہ بریلوی اور مولانا عبد القادر صاحب بدایونی قدس اسرارہم کے زمانے کی یادہ تازہ ہوجائے گی۔ اور اخوت بزرگان کا پرچم متحدہ کوششوں سے بلند ہوکر اسلامیان ہندوستان کے سروں پر سایہ گستر ہوکر ملت اسلامیہ کی زبردست تقویت کا باعث ہوگا۔ (مرزا تاجیک بریلوی)۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۱، ۲۸/ستمبر ۱۹۴۵ء۔ ص ۱۱]

علامہ عبد الحامد بدایونی کا بیان بھی یہاں نقل کرنا دلچسپی خالی نہیں۔ ملاحظہ کریں وہ لکھتے ہیں:

"ایسی نازک ترین فضا میں جب کہ باہمی علائق کی زنجیریں ٹوٹ چکی تھیں، حضرت ابو الحامد مولانا سید محمد صاحب اشرفی کچھوچھوی مد ظلہ العالی اور **حضرت استاذ العلماء مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی** نے اپنے اخلاص اور جماعتی مفادات کی خاطر علمائے بدایوں و بریلی کے دیرینہ اختلافات کے مٹانے اور ایک نقطہ نظر پر لانے کی تحریک شروع فرمائی۔ ہر دو بزرگوں کی مخلصانہ جدو جہد نے عرصہ دراز کے افتراق و اختلاف کو مٹادیا۔ علمائے بدایوں جماعتی تنظیم اہل سنت کی ترقی و سربلندی کی تحریک کے مؤید ہوگئے اور شانہ بشانہ تنظیم اہل سنت کی تحریکات میں شریک ہوکر متحرک ہوگئے۔"

[سواد اعظم لاہور، حیات صدر الافاضل نمبر: ۱۹، ۲۶/جون ۱۹۵۹ء۔ ص ۳۷، ۳۸]

مولانا جوہر علی، مولانا شوکت علی کی اصلاح

گاندھی کی خلاف شرع تحریکوں میں ملک کے کئی نامور مسلم علما اور لیڈران شریک رہے۔ ان میں دو بہت مشہور تھے ایک نام مولانا محمد علی جوہر اور دوسرا مولانا شوکت علی رامپوری کا۔

ہندو مسلم اتحاد اور دوسری مخالف شرع تحریکوں میں گاندھی کے شانہ بشانہ چل کر بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ بطور متبع و پیرو کار ساتھ رہنے والوں میں ان دونوں حضرات کا نام سرفہرست آتا ہے۔

علمائے اہل سنت نے ہر طرح انہیں سمجھانے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ملی۔ آخر میں صدر الافاضل نے اصلاح کی نیت سے دہلی ان کے مکان پر ان سے ملاقات کی اور قرآن و احادیث کی روشنی میں ان کی خلاف شرع حرکتوں کو واضح کیا اور انہیں توبہ پر آمادہ کیا۔ اللہ کا کرم ہوا کہ مولانا جوہر علی نے فوراً توبہ کرلی۔ تین ماہ انتقال ہوگیا ور فلسطین میں انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والتسلیمات کے مزارات مقدسہ کے قریب تدفین ہوئی۔

اور پھر چند ماہ بعد مولانا شوکت علی نے خود مرادآباد پہنچ کر صدر الافاضل کے کاشانہ نور میں توبہ کا شرف حاصل کیا۔ اس پورے واقعہ کو تفصیل سے مفتی غلام معین الدین نعیمی نے بیان کیا ہے ہم یہاں نقل کرتے ہیں ملاحظہ کریں۔ وہ لکھتے ہیں:

”اسی طرح **سیدی صدر الافاضل قدس سرہ** اتمام حجت اور خوف آخرت سے ہشیار کرنے کے لیے مولانا محمد علی جوہر مرحوم کے مکان پر دہلی تشریف لے گئے۔ مولانا کو اسلامی احکام سے روشناس کراتے ہوئے آخرت کے عذاب و خسران سے ڈرایا اور کفار و ہنود، غیر مسلموں سے اتحاد و وداد کے نتیجے سے آگاہ فرمایا۔ خدا کی شان ہے کہ وہ ایسا وقت سعید تھا کہ حضرت کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہوئے ایک ایک حرف نے ان کے دل میں اثر کرلیا۔ وہ کہنے لگے، **مولانا!** آپ گواہ رہیں، میں اب توبہ کرتا ہوں، آئندہ کبھی ہنود و غیر مسلموں سے اتحاد و وداد نہ رکھوں گا۔

حضرت نے فرمایا: میری دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائے۔ لیکن مجھے کس طرح معلوم ہو کہ آئندہ کلیتًہ آپ مجتنب ہوگئے ہیں؟

کہنے لگے، **مولانا!** میں نے ہندوؤں کے ساتھ اب تک میل جول رکھ کر مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچایا ہے دعا فرمائیے کہ مابقی عمر میں اس نقصان کی تلافی کرسکوں۔ اب میں گاندھی کے پاس جارہا ہوں آپ دیکھیں گے کہ یہ میری اس سے آخری ملاقات ہوگی۔ اور اس سے اب اتمام حجت کے بعد انقطاع ہوجائے گا۔۔

چناں چہ حسب وعدہ گاندھی کے پاس گئے، مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے رسماً چند فارمولے بتائے۔۔۔ اس نے ماننے سے صاف انکار کردیا۔ نتیجے میں مولانا اس سے لڑکر واپس آگئے اور اپنی بیزاری کا اعلان کردیا۔ خدا کی قدرت

اس توبہ سے تین مہینے بعد لندن میں گول میز کانفرنس کے موقع پر ان کا انتقال ہو گیا اور مقابر انبیا علیہم السلام فلسطین میں دفن کیے گئے۔ مولیٰ تعالیٰ مولانا مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ اور ان کے تمام عیوب و کوتاہیوں سے درگزر کرے آمین۔

مولانا شوکت علی مرحوم نے بھی اسی طرح مرادآباد آکر **حضرت قدس سرہ** کے دست حق پرست پر توبہ کی اور اپنی آخرت سنواری۔

چناں چہ مولانا شوکت علی مرحوم جب بغرض توبہ مرادآباد آئے تو اچانک **سیدی قدس سرہ** آستانہ اقدس پر بلا اطلاع چلے آئے چوں کہ **حضرت قدس سرہ** کی نشست بالائی منزل پر ہوتی تھی اور زینہ بہت تنگ تھا اور مولانا عظیم الجثہ تھے، ایک آدمی کے ذریعے اوپر اپنی آمد کی اطلاع کرائی چناں چہ اوپر سے چند کرسیاں نیچے لائی گئیں۔ **حضرت سید قدس سرہ** نیچے تشریف لائے اور مولانا نے نہایت فراخ دلی سے گاندھی گردی اور خلافت کمیٹی، سلسلہ ہندو نوازی اور احکام اسلامی سے انحراف، سب سے توبہ کرلی۔"

[حیات صدر الافاضل: مرتبہ مفتی غلام معین الدین نعیمی: ص ۱۷۲ تا ۱۷۴]

صدر الافاضل کی اصلاح پسندی اور امیر ملت کا رجوع

۱۹۴۶ء میں سنی کانفرنس بنارس کے موقع پر ملک بھر کے علما و مشائخ ایک جگہ جمع تھے۔ مشاورتی اجلاس ہو رہا تھا کہ اسی درمیان مسلم لیگ کے لیڈر محمد علی جناح کے حوالے سے بحث چھڑ گئی۔ دوران بحث امیر ملت پیر جماعت علی شاہ نے جناح صاحب کو ولی بتادیا جس پر جماعت علما نے برہمی کا اظہار کرتے ہوئے مجلس کا بائیکاٹ کر دیا۔ ایسے نازک وقت میں علما کا آپسی نزاع اصل مسئلہ پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتا اس لیے صدر الافاضل نے بڑی ہی حکمت و مصلحت کے ساتھ علما و مشائخ کو سنبھالا اور امیر ملت سے اس طرح خلوص آمیز انداز میں بات کی کہ امیر ملت رجوع کے لیے تیار ہو گئے۔ یہ واقعہ بھی صدر الافاضل کی اصلاح پسندی اور جذبہ تنظیم کی بڑی مثال ہے۔

بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی جو کہ اس کانفرنس میں موجود تھے، انہوں نے مولانا ظفر علی نعمانی کے حوالے سے اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے ملاحظہ کریں، وہ لکھتے ہیں:

”بنارس فاطمان باغ میں آل انڈیا سنی کانفرنس کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہو رہا تھا، شدہ شدہ اس میں بھی کسی نے یہ اختلافی مسئلہ اٹھایا۔ طرفین سے رد و قدح ہو ہی رہی تھی کہ صدر جلسہ حضرت سراپا برکت مولانا شاہ پیر جماعت علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ آپ لوگوں کو ان کے اسلام میں اختلاف ہے اور میں تو جناح صاحب کو بحکم قرآن عظیم ولی سمجھتا ہوں۔ ارشاد الٰہی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔

(بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ان کے لیے رحمٰن محبت کر دے گا)

تو محمد علی جناح صاحب کا مسلمانوں میں یہ قبول عام، سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ کی روشن مثال ہے۔ اور یہ ان کی ولایت پر دال ہے۔

پیر صاحب کی زبان سے یہ بات سنتے ہی ساری مجلس علما مشتعل ہو گئی اور ان کے ہوا خواہوں کو چھوڑ کر تقریباً سب نے مجلس شوریٰ سے بائیکاٹ کیا۔ اس وقت پوری جماعت علما میں صرف دو شخص جن کی پریشانی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ **حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ**...... حضرت مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ آپ دونوں بزرگوں نے ایک ایک کی خوشامد کی ہاتھ پکڑ پکڑ کر بٹھایا۔ جانے والوں کو راضی کر کے واپس لائے اور حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کر کے انہیں قائل کیا، کہ جناح صاحب کے تو، الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ ہونے میں ہی اختلاف ہے۔ اسی کے متعلق لوگوں کے سوالات کا جواب مشکل ہے، تو سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ تک بات کب پہنچی ہے؟

پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نیک سیرت اور سادہ دل، مومن بندگان خدا میں سے تھے۔ بات آپ نے نے فوراً تسلیم کی اور اپنے قول سے رجوع کیا۔

یہ پورا واقعہ مجھ سے حضرت مولانا ظفر علی صاحب نعمانی مفتی پاکستان نے مجلس شوریٰ ہال سے باہر آتے ہی بیان کیا تھا۔ جس سے اس سلسلے میں **حضرت صدرالافاضل** کی مساعی جمیلہ اور ان کی دل سوزی کا پتہ چلتا ہے۔"

[مقدمہ اطیب البیان: ص ۱۶۰، ۱۶۱]

اس پورے واقعے کے عینی گواہ علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی نے بھی اس واقعہ کو اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے جسے ہم نے معاصرین کے باب میں محدث اعظم ہند کے تذکرے میں نقل کر دیا ہے۔ یہاں بس ایک اقتباس پیش ہے ملاحظہ کریں:

"اجلاس آل انڈیا سنی کانفرنس کے موقع پر حضرت امیر ملت پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہ العزیز کی زبان سے کوئی ایسا جملہ نکل پڑا جو قابل رجوع تھا۔ علمائے کرام میں کھلبلی مچ گئی۔ ہر طرف اظہار بیزاری اور کانفرنس سے مقاطعہ کی تیاری ہونے لگی، اتنے میں حضرت علیہ الرحمۃ نے مجھے اپنے کیمپ میں طلب فرمایا، وہاں اس وقت **حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمۃ**، و حضرت مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی علیہ الرحمۃ، حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ مصروف مشورہ تھے۔......... محدث اعظم ہند و **حضرت صدرالافاضل** و حضرت مولانا عبد العلیم صدیقی علیہم الرحمۃ و دیگر علمانے کچھ اس انداز سے جب گفتگو فرمائی کہ حضرت امیر ملت علیہ الرحمہ نے فوراً اپنے کلمات سے رجوع فرمالیا اور پھر نہایت خوب صورتی کے ساتھ آل انڈیا سنی کانفرنس کا تاج صدارت بھی حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے زیب سر ہو گیا اور تمام اختلافات رفع دفع ہو گئے۔ میں مبارک باد پیش کرنے کے لیے حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا کہ یہ ایک عقدہ لم ینحل تھا جس کو **حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمۃ** کے ناخن تدبیر نے حل فرما دیا، دراصل مبارک باد کے وہ مستحق ہیں۔"

[ماہنامہ جام نور: اپریل ۲۰۱۱ء۔ محدث اعظم ہند نمبر۔ ص ۴۸]

صدرالافاضل اور مولانا معین الدین اجمیری کے درمیان مکالمہ

بسلسلہ اذان ثانی جمعہ

۱۹۱۶ء میں جمعہ کی اذان ثانی خارج مسجد ہونے یا قریب المنبر ہونے کی بحث زوروں پر تھی۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت نے اس تعلق سے مدلل ومفصل فتاوی تحریر فرمائے۔ اوران کی مخالفت میں چند علما نے بھی خوب زورآزمائی کی۔ انہیں میں ایک مدرسہ معینیہ عثمانیہ کے صدرالمدرسین مولانا معین الدین اجمیری بھی تھے۔

یہ بحثیں گرم ہی تھیں کہ اسی دوران صدرالافاضل خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کے دیار مقدس میں حاضر ہوئے۔ اور مفاہمت ومصالحت کی نیت سے مدرسہ معینیہ عثمانیہ جاکر، مولانا اجمیری سے بھی ملاقات فرمائی۔

اس ملاقات میں جمعہ کی اذان ثانی کے سلسلے میں صدرالافاضل اور مولانا معین الدین اجمیری کے مابین ایک معرکۃ الآرابحث ہوئی۔ مولانا اجمیری کا موقف تھا کہ اذان عندالمنبر ہونا چاہیے نہ کہ خارج مسجد۔ اور صدرالافاضل کا موقف اذان ثانی کے خارج مسجد ہونے کا تھا۔ مولانا اجمیری کا موقف خودان کے دلائل کی روشنی میں کمزور ثابت ہوا۔ اور صدرالافاضل کا اذان خارج مسجد ہونے کا مسئلہ واضح سے واضح تر ہوگیا۔

یہ واقعہ ۱۵ر محرم ۱۳۳۵ھ مطابق نومبر ۱۹۱۶ء کو پیش آیا۔ اس مجلس مذاکرہ میں مفتی محمد عمر نعیمی آپ کے ساتھ تھے۔ جنہوں نے وہاں سے آکر من وعن پورا مکالمہ سپرد قرطاس فرمایا، جو ۴ر دسمبر ۱۹۱۶ء کو اخبار دبدبہ سکندری رامپور، میں شائع ہوا۔ ہم یہاں پورا مکالمہ نقل کرتے ہیں تاکہ قارئین مسئلہ اذان ثانی کی حقیقت سمجھنے کے ساتھ صدرالافاضل کے جذبہ اتحاد اور مصالحانہ کارکردگی کا بھی اندازہ لگاسکیں۔

مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی اور مولوی معین الدین اجمیری کے درمیان مسئلہ اذان ثانی جمعہ پر ایک دلچسپ مکالمہ

الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ اجمعین:

۱۵ر محرم الحرام ۱۳۳۵ھ کو **حامی دین متین حامل علوم سید المرسلین حضرت مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی دامت برکاتہم** حاضر آستانہ فیض کاشانہ حضور سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے۔ آستانہ بوسی کے بعد دارالعلوم معینیہ عثمانیہ کے معائنہ کے لیے تشریف لے گئے۔ صدر المدرسین مدرسہ معینیہ عثمانیہ جناب مولانا مولوی معین الدین صاحب، **استاذ العلماء**

حضرت مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ العالی سے جو گفتگو مسئلہ اذانِ جمعہ میں ہوئی، اس کو ذیل کی سطور میں ملاحظہ فرمائیے۔

صدر المدرسین: آپ کا کیا نام ہے؟ کہاں دولت خانہ ہے؟

استاذ العلماء: **نعیم الدین** نام ہے، مراد آباد غریب خانہ ہے، جناب سے ایک مسئلہ میں کچھ دریافت کرتا ہے، اگر زیادہ حرج نہ سمجھیے تو عرض کروں۔

صدر المدرسین: اگر وہ مسئلہ زیادہ بحث طلب ہو تو بعد عصر ورنہ ابھی فرمائیے۔

استاذ العلماء: میں مسافر ہوں اور آج ہی نو بجے شب کی گاڑی سے جانے والا ہوں، بہتر ہو گا کہ مجھے ابھی وقت دیا جائے۔

صدر المدرسین: بہت مناسب، فرمائیے۔

استاذ العلماء: اذانِ خطبہ کے داخلِ مسجد ہونے کی کوئی تصریح کتبِ فقہ میں جناب کی نظر سے گزری ہے؟

صدر المدرسین: آپ تصریح دریافت فرماتے ہیں؟

استاذ العلماء: جناب! جی ہاں!!

صدر المدرسین: میں ایک تمہید عرض کرلوں، فقہانے یہ التزام فرمایا ہے کہ ایک ایک جزئیہ کو کتابوں میں جابجا مذکور فرمایا ہے اور اگر اس میں ذرا بھی کسی عبارت میں احتمال نکلتا ہے تو "نبود" کے اضافے فرمائے ہیں، تاکہ کوئی شخص دوسرے معنی کی طرف نہ جاسکے۔ اب جہاں کہیں کہ فقہانے تصریح نہیں فرمائی ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا، کہ وہ امر ایسا معلوم و معروف ہے کہ اس میں حاجت گفتگو ہی نہیں۔

استاذ العلماء: آپ کا دوسرا مقدمہ دوسرے مقدمہ سے مضمحل ہوگیا۔ پہلے مقدمے سے یہ نتیجہ نکال لینا بالکل غلط ہے کہ فقہا کے نزدیک عدم ذکر ذکر موکد ہے، بلکہ جب آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ جہاں ذرا بھی احتمال ہوتا ہے، فقہا اس پر قیود کا اضافہ کرتے ہیں، یہ صاف بتاتا ہے کہ تمام کتابوں میں کسی مسئلے کو اس طرح ذکر کرنا کہ کہیں قید نہ ہو، آپ کے مقدمے کی بنا پر عدم احتمال کی دلیل کافی ہے۔

صدر المدرسین: بہت سے مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ فقہا عرف پر اکتفا فرماتے ہیں اور اس کی تصریحات چھوڑ دیتے ہیں۔ چناں چہ عورت کے لیے سینہ پر چھاتی کے نیچے ہاتھ باندھنا، ایسا معمول ہے کہ اب اس کی کہیں تصریح نہیں۔ میں مہینہ بھر کی مہلت دیتا ہوں، کتب خانہ موجود ہے، آپ نکال تو دیجیے، ہم ایسی بات نہیں کہہ دیا کرتے ہیں، ہم نے مدّتوں کتابیں چھانی ہیں۔

استاذ العلماء: آپ کا علم و فضل زیر بحث نہیں، مسئلہ جو جناب نے فرمایا، میرے خیالِ ناقص میں صحیح نہیں ہے، نہ کتب

فقہ اس سے ساکت ہیں، لیکن قطع نظر اس سے میں آپ کے کلام سے اس نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ فقہانے اذان کے داخل مسجد ہونے کی کہیں تصریح نہیں فرمائی، آیا آپ کے کلام کا یہی نتیجہ ہے یا کچھ اور؟

صدر المدرسین: جی ہاں! یہی نتیجہ ہے اور عرف و رواج بتا رہا ہے کہ اذان مسجد کے اندر ہی ہے۔

استاذ العلماء: اس اذان سے جناب کون سی اذان مراد لیتے ہیں؟

صدر المدرسین: مطلق اذان جو پنج وقتہ اور اذان خطبہ کو شامل ہے۔

استاذ العلماء: جب کہ کتبِ فقہ میں اذان کے داخلِ مسجد ہونے کی تصریح نہیں اور خارجِ مسجد ہونے کی تصریح موجود ہے۔ "لا یوذن فی المسجد" تو آپ کو کیا جائے گفتگو باقی ہے۔

صدر المدرسین: تو اب آپ تصریح چاہتے ہیں تو آپ کو تصریح ہی بتا دوں۔ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ حضرت بلال مسجد شریف کی چھت پر اذان کہتے تھے اور سقف مسجد، مسجد ہے۔

استاذ العلماء: آپ نے اپنے رسالہ "القول الاظہر" میں لکھا ہے کہ سوائے مجتہد کے کسی کا حق نہیں ہے کہ حدیث سے کوئی حکم ثابت کرے، پھر آپ اس حدیث کے پیش کرنے کے کیوں کر مجاز ہوئے؟

صدر المدرسین: مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کی طرف سے اس فرعی مسئلہ میں بہت سختی کی گئی ہے، اس لیے یہ بطریق الزامی جواب کے لکھا گیا۔ میری کتاب میں الزامی اور تحقیقی دونوں قسم کے جواب ہیں۔

استاذ العلماء: جب آپ الزام دیتے ہیں تو آپ کا الزام اگر آپ پر لوٹا دیا جائے، تو کیا بے جا ہے؟

اس پر ذرا مولوی معین الدین صاحب کے تیور بدلے، **حضرت مولانا مولوی نعیم الدین صاحب مدظلہ** نے فرمایا: مولانا! میرے مزاج میں طالب علمانہ شوخی ہے، پھر مولوی معین الدین صاحب نرم ہو گئے اور فرمایا: جو آپ فرمائیے، مَیں بُرا نہیں مانتا ہوں، جب میرے منع کرنے سے مولانا احمد رضا خان صاحب باز نہ آئے اور انہوں نے حدیث سے استفادہ کیا، تو مَیں کیوں نہ کروں؟ انہوں نے جو حدیث پیش کی ہے، اس کے راویوں میں محمد بن اسحاق نا معتبر، مجروح و مطعون ہیں کہ امام مالک نے ان کو دجّال کہا ہے "کان دجالا من الدجاجلۃ۔"

استاذ العلماء: مولانا احمد رضا خان صاحب نے فرمایا ہو تو ان پر الزام ہو سکتا ہے، نہ کہ آپ کے قول سے، خصوصًا ایسا قول جس کو وہ صحیح ہی نہ مانتے ہوں، تو اُن پر کیوں عمل کریں، لیکن آپ کو اپنے قول پر ضرور عمل کرنا پڑے گا۔ رہے محمد بن اسحاق، اوّل تو امام مالک سے ثابت نہیں کہ انہوں نے ایسا فرمایا ہو، امام ابن ہمام نے اس کا انکار کیا ہے اور بفرض تسلیم توثیق ان کی کس قدر قوی ہے اور اس کے مقابلے میں جرح و مجروح ہے، کیا آپ محمد بن اسحاق کی جرح کو راجح و معتبر مانتے ہیں؟

صدرالمدرسین: میں نے تو اپنی کتاب میں جرح و تعدیل دونوں ذکر کردی ہیں اور میں امام ابن حجر کا یہ فیصلہ مانتا ہوں کہ سیر و مغازی میں تو ابن اسحاق معتبر ہیں اور حلال و حرام میں نہیں۔

استاذالعلماء: اس تقدیر پر یہ مطلب ہوگا کہ جہاں ظنیات کافی ہیں، وہاں تو اعتبار ہے اور جہاں قطعیات درکار ہیں، جیسے حلال و حرام کا معاملہ، وہاں دوسرے ادلّہ درکار ہوں گے، یہاں تو کراہت کی بحث ہے، وہ تو حدیث ضعیف سے ہی ثابت ہوجاتی ہے۔

صدرالمدرسین: یہ معاملہ تو حلال و حرام سے بھی اہم ہے، کیوں کہ اذان شعائر دین میں سے ہے۔ حتیٰ کہ اس پر جہاد کیا جاسکتا ہے۔

استاذالعلماء: اذان شعائر دین میں سے ہے یا اس کا داخلِ مسجد و خارج مسجد ہونا اور بلند و پست آواز سے ہونا بھی؟

صدرالمدرسین: جی ہاں! اذان اور اس کے تمام احکام داخلِ مسجد اور خارجِ مسجد ہونا اور بلند و پست آواز سے ہونا، یہ سب شعائر دین سے ہیں۔

استاذالعلماء: دلیل لائیے۔

صدرالمدرسین: تو آپ مجھ سے ہر ہر بات کی دلیل طلب کریں گے؟

استاذالعلماء: اگر یہ خوف ہے تو پھر ایسے دعوے نہ فرمائیے، جو محتاجِ ثبوت ہوں ؏

و لیکن چوں گفتی دلیلش بیار

صدرالمدرسین: بہت اچھا! آپ کو تو مَیں ابھی سمجھائے دیتا ہوں، یہ تو میرے بائیں ہاتھ کے کھیل ہیں، آپ فرمائیے کہ یہ شعائر دین ہے یا شعائر دنیا، دو حال سے خالی نہیں، آپ شعائر دنیا مانتے ہیں؟

استاذالعلماء: ناخنوں کی تراش کا داہنے ہاتھ کی سبابہ سے شروع کرنا، پانی دونوں ہاتھوں سے لے کر تین مرتبہ میں پینا، جوتا پہننے میں داہنے سے شروع کرنا، یہ سب شعائر دین ہیں یا شعائر دنیا؟

صدرالمدرسین: میں کسی بات کا جواب نہ دوں گا، میری بات کا جواب دیجیے۔

استاذالعلماء: تو آپ جملہ اُمور کا شعارِ دین و دنیا میں حصر ثابت کیجیے اور ایسی دلیل قائم فرمائیے جو یہ ثابت کردے کہ جملہ اُمور دو حال سے خالی نہیں ہوسکتے، شعارِ دین میں ہوں گے یا شعارِ دنیا سے۔ آپ ایسے فاضل سے بہت بعید ہے کہ بغیر حصر ثابت کیے یہ سوال کردے۔

صدرالمدرسین: (ذرا رُخ پھیر کر اور کچھ بے التفاتی کی سی شکل بناکر) لیجیے! اب میں آپ کو دوسری طرح سمجھاؤں۔ کلام اللہ میں ”وتوفی عنہا زوجہا“ کی عدّت چار مہینے دس دن وارد ہوئے اور حاملہ کی عدت وضع حمل۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا گیا کہ ایک عورت حاملہ کا شوہر مر گیا، تو اس کی کتنی عدّت

ہے ؟تو ’’ابعد الاجلین‘‘ عدّت فرمائی۔

اسی طرح اس مسئلے میں بھی ’’لا یؤذن‘‘ عام ہے۔ اذان پنج گانہ اور اذانِ خطبہ کو اور ’’بین یدیہ‘‘ عام ہے۔ داخلِ مسجد اور خارجِ مسجد کو، پس اس میں دونوں کو اپنے عموم پر برقرار رکھنا چاہیے، اذان پنج گانہ تو بیرونِ مسجد ہو اور اذانِ خطبہ داخلِ مسجد، قریب منبر۔

استاذ العلماء: اس تقدیر پر ’’لا یؤذن‘‘ کا عموم کہاں باقی رہا؟ اذانِ خطبہ اور اذان پنج گانہ دونوں بیرونِ مسجد ہوں تو ’’لا یؤذن‘‘ اور ’’بین یدیہ‘‘ دونوں پر عمل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ’’ابعد الاجلین‘‘ مقرر کرنے سے دونوں آیتوں پر عمل ہوتا تھا اور جو صورت آپ نے بیان فرمائی ہے اس تقدیر پر ’’لا یؤذن‘‘ اپنے عموم پر نہیں رہتا۔

صدر المدرسین: اس تقدیر پر ’’بین یدیہ‘‘ اپنے عموم پر نہیں رہتا، بلکہ آپ اسے خارجِ مسجد کی قید سے مقید کرتے ہیں۔

استاذ العلماء: عموم پر تو کسی طرح نہیں رہتا، آپ اسے داخلِ مسجد کی قید سے مقید کرتے ہیں اور آپ یہ قید نہ لگائیں تو آپ کے نزدیک اذانِ خطبہ کا داخلِ مسجد اور خارجِ مسجد ہونا، دونوں جائز ہے۔ اب آپ کے نزدیک بھی اذانِ خطبہ کا خارجِ مسجد ہونا جائز بلا کراہت ہوا۔ گو کہ ابھی تک آپ داخلِ مسجد بھی جائز کہتے ہیں لیکن صراحت سے جواز کا خارجِ مسجد کا اقرار کیجیے تو اذان داخلِ مسجد کی نسبت کچھ عرض کروں۔

صدر المدرسین: میں داخلِ مسجد اور خارج اذان کو جائز مانتا ہوں۔

استاذ العلماء: اتنا تحریر کر دیجیے۔

صدر المدرسین: یہ تو مَیں نے تنزلاً کہہ دیا تھا۔

استاذ العلماء: آپ تنزلاً کچھ نہ فرمایا کریں، ہر ایک بات ترفعاً و تعلیاً ہو۔

صدر المدرسین: آپ کو لحاظ رکھنا چاہیے اور یہ بات بھی آداب میں سے ہے کہ کسی شخص کے پاس جائے تو اس کی عزت و آبرو کا لحاظ رکھے۔ مجمع میں کسی شخص کی توہین کرنا کیا مناسب ہے؟ یہاں طلبہ موجود ہیں، آپ مجھ سے تنہائی میں گفتگو کر سکتے تھے، مَیں نے کہا تھا کہ بعد عصر تشریف لائیے۔

استاذ العلماء: حضرت! میں نے تو آپ کی اجازت سے گفتگو شروع کی تھی، یہ خیال تھا تو آپ نے اجازت نہ دی ہوتی۔ میں گفتگو کر کے مسئلہ صاف کرنا چاہتا تھا، ہوا خیزی میری نیت تو نہ تھی۔

صدر المدرسین: آپ میری ہوا خیزی کر ہی کیا سکتے ہیں۔

استاذ العلماء: میں عرض کرتا ہوں کہ میری یہ نیت ہی نہیں اور مَیں کر بھی کیا سکتا ہوں، یہ سچ ہے۔ لیکن لمبے چوڑے دعوے کر دیا کرتے ہیں۔ بہر حال میری بات کا جواب عنایت ہو۔

صدر المدرسین: اب میں آپ کو شامی دکھادوں گا کہ سقف مسجد، مسجد ہے اور سقف مسجد پر اذان جائز ہے، اب میں جاتا ہوں، کتاب تلاش کرکے لاتا ہوں، آپ ظہر کی نماز پڑھ لیجیے۔

حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ ''بہتر'' فرماکر نماز پڑھنے مسجد شریف تشریف لائے اور مولوی معین الدین صاحب مکان تشریف لے گئے۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد مولوی معین الدین صاحب واپس تشریف لائے، کچھ عرصہ تک غلام مرشد صاحب طالب علم کا انتظار کیا، جب وہ آئے تو فرمایا کہ اگر آپ کو فقہ میں یہ دکھادوں کہ سقف مسجد مسجد ہے اور سقف مسجد پر اذان جائز، تو آپ داخلِ مسجد اذان ہونا تسلیم کر لیں گے؟

استاذ العلماء: جواز مع الکراہۃ تو اب بھی تسلیم کرتا ہوں، بلا کراہت جب بھی تسلیم نہیں کروں گا، بلکہ اس میں بہت جائے گفتگو ہے، لیکن آپ اپنے اقرار سے اس عبارت کے دکھانے پر مجبور ہیں، دکھائیے۔

اس پر مولوی معین الدین صاحب نے شامی کھولی، ''سقف'' کی شرح میں یہ نکالا کہ حضرت بلال نے ظہر مسجد پر اذان فرمائی، فرمایا: اب تو آپ تسلیم کر لیجیے کہ اذان فوق المسجد کا جواز فقہ سے ثابت ہو گیا۔

استاذ العلماء: بندہ نواز! یہ حدیث ہے، جس سے اذان علی ظہر المسجد ثابت ہوتی ہے، فقیہ نے اس کو صرف اس لیے ذکر کیا ہے کہ اذان کے بالا مقام پر کہے جانے کے لیے یہ حدیث اصل ہے۔ اس حدیث سے اذان کے مسجد میں داخل ہونے پر استدلال نہیں کیا اور آپ تو حدیث سے سَندلا ہی نہیں سکتے، کیوں کہ القول الاظہر میں مقلّد کے لیے حدیث سے استدلال آپ خود ناجائز کر چکے ہیں۔ حدیث کا فقہ کی کتاب میں لکھا ہونا آپ کے لیے کافی نہیں۔

صدر المدرسین: دیکھیے! آپ نے یہ بات کہہ دی، میں پہلے ہی سمجھا ہوا تھا، پھر شاگرد رشید کے مشورے سے فرمایا کہ آپ اس قدر لکھ دیجیے کہ اذان علی ظہر المسجد شامی کی نقل کردہ حدیث سے ثابت ہوئی۔

استاذ العلماء: بندہ لکھنے کے لیے حاضر ہے، جناب کچھ تقریریں فرما چکے ہیں، وہ بھی قلم بند فرمادیجیے۔

صدر المدرسین: (اس پر تو بہت ہی برافروختہ ہوئے، فرمانے لگے) میری تمہاری کیا برابری ہے، تم نے مجھ سے کیا حکم کہہ دیا۔ میں اپنی شان کے خلاف باتیں سننے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ آپ بہت متجاوز ہو چکے ہیں، اپنی حد کے اندر رہ کے بات کیجیے۔ ذرا طلبہ کی طرف بھی آنکھیں نکالیں اور غصّے کے لب و لہجہ سے مرعوب کرنا چاہا۔

استاذ العلماء: مولانا! آپ کی شان سے خود ستائی اور اپنے منہ سے اپنی مدح سرائی کرنا کوئی پسندیدہ بات نہیں۔ کیا آپ میری مسافرت پر نظر کرکے دھمکیوں سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں؟ میں بھی جناب کو اس نظر سے دیکھتا ہوں، جس نظر سے آپ مجھ سے گفتگو فرمارہے ہیں، کیا وجہ ہے کہ مجھ سے لکھنے کے لیے کہہ دیجیے، جب تو

تجاوز، ترکِ ادب کچھ نہ ہوا اور مَیں لکھنے کے لیے کہوں تو اس قدر ناگوار گزری۔ اگر آپ مجھ سے ایک حرف لکھوانا چاہیں تو آپ کو اپنی پوری تقریر قلم بند کر دینا چاہیے۔ بلکہ لکھنا آپ ہی پر ضروری ہے اور مجھ پر بالکل لازم نہیں، کیوں کہ اس وقت آپ مجیب کی حیثیت رکھتے ہیں اور میں مانع کی۔

صدرالمدرسین: (ذرا نرم ہو کر) اچھا! اب آپ دوسری عبارت دیکھیے، ہدایہ میں ہے:

ویکرہ المجامعة فوق المسجد و البول و التخلی لان سطح المسجد له حکم المسجد۔

دیکھیے! پہلی عبارت سے سقف مسجد پر اذان ہونا ثابت ہوا اور دوسری سے سقف مسجد کا مسجد ہونا، دیکھیے کیسا مدعا ثابت ہوا۔ مجھ سے تو جو مناظرہ کرے گا اس کا یہی نتیجہ ہوگا، جو آپ کا ہوا۔ مولوی احمد رضا خان صاحب کو فقہ میں بہت نظر ہے، اس کا مَیں اقرار کرتا ہوں اور اس کا انکار کمینہ پن بھی ہے، لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ اُن کی طرف داری کرنے کے لیے جو کوئی بھی آئے، وہ بھی ایسا ہی وسیع النظر ہو۔ مولانا! میری نظر بہت دور تک ہے اور مَیں جو کچھ کہتا ہوں بہت تحقیق کر کے کہتا ہوں۔

استاذالعلماء: آپ جتنی بھی تعریفیں کیجیے، صرف اپنا دل خوش کرنے کی باتیں ہیں۔ دوسرا آپ کی خودستائی سے آپ کو اس رتبے کا نہیں سمجھ سکتا، نہ آپ خود ہی بڑھ سکتے ہیں۔ شامی کی روایت پیش کرنے کا آپ کو کوئی حق ہی نہیں تھا، کیوں کہ وہ حدیث ہے اور حدیث سے جناب صراحتًا دست بردار ہو چکے ہیں، اب رہی ''ہدایہ'' کی عبارت، وہ خود بتا رہی ہے کہ سقف مسجد، مسجد نہیں، بلکہ بعض اُمور میں اس کو حکم مسجد دیا جاتا ہے اور یہ تو فرمائیے کہ مسجد میں پاخانہ پھرنے کا کیا حکم ہے؟

صدرالمدرسین: مسجد میں پاخانہ پھرنا حرام ہے۔

استاذالعلماء: مولانا! جب نہ ہوا تھا، اب فیصلہ ہو گیا کہ مسجد میں پاخانہ پھرنا حرام اور سقف مسجد میں مکروہ تحریمی، اس سے صاف ظاہر ہے کہ سقف مسجد عین مسجد نہیں، ورنہ جملہ احکام اوصاف کا اتحاد ضروری تھا۔ ''لایؤذن'' کی ایسی زبردست صراحت کے مقابلے میں آپ یہ کیا اوہام وتخیل پیش کر رہے ہیں؟

صدرالمدرسین: (اس وقت مولانا کے چہرہ پر کچھ ندامت وشرمندگی کے آثار پائے جاتے تھے اور کھسیانے لہجہ میں باتیں فرماتے تھے۔ توضیح نکال کر گھبرا کر کہا) شیخین کے نزدیک تو کراہت وحرمت میں کوئی فرق ہی نہیں، اس مکروہ سے حرام مراد ہے۔

استاذالعلماء: جناب مولانا! مَیں اس میں تو بحث ہی نہیں کرتا کہ کراہت وحرمت میں شیخین کیا فرماتے ہیں اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کیا؟ اور کبھی کراہت حرمت کے معنی میں مستعمل ہوتی ہے یا نہیں۔ میں تو یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ نے تخلی فی المسجد کی تو حرمت کا اقرار فرمایا اور ''ہدایہ'' میں تخلی فرق المسجد

کی کراہت کا حکم دیا اور اس کراہت سے حرمت ہرگز مراد نہیں لائے۔ ''فتح القدیر'' ملاحظہ فرمالیجیے، اس میں لکھا ہے کہ اس جگہ کراہت سے تحریم مراد نہیں۔ مولانا! اس فیصلے پر آپ کی زبان شاہد ہو چکی ہے، اب کوئی مخلص کی صورت نہیں۔

صدرالمدرسین: میں نے شیخین کا قول دکھایا۔ میری وہاں تک نظر ہے، آپ ایسے وسیع النظر نہیں تو میرے توجہ دلانے سے توجہ کیجیے۔

استاذالعلماء: جناب مولانا! آپ کے مقابلے میں کچھ مَیں ہی کوتاہ نظر نہیں ہوں، بلکہ آپ کی وسعتِ نظر کے سامنے تو امام ابن ہمام بھی کوئی چیز نہیں، جہاں جناب کی نظر پہنچی ہے، اُن کی نظر بھی نہیں پہنچی۔

صدرالمدرسین: شیخین کے مقابلے میں امام ابن ہمام کیا ہیں؟

استاذالعلماء: ہدایہ میں اس خاص موقع پر جو کراہت کا لفظ آیا ہے، اُس کی شرح میں شیخین نے یہ فرمایا ہے کہ اس کراہت سے اس خاص مقام پر حرمت مراد ہے، تو آپ خود پیش کیجیے۔ امام ابن ہمام تو اس خاص لفظ کی شرح فرمارہے ہیں اور یہ بتارہے ہیں کہ اس خاص مقام پر کراہت بمعنی تحریم نہیں۔ دوسرے مقام پر کراہت کا استعمال کسی معنی پر ہوا ہے، یہ زیرِ بحث نہیں۔ آپ اپنے قول سے ملزم ہو چکے۔

صدرالمدرسین: (اپنے طلبہ سے متوجہ ہو کر) میرا جو کام تھا، میں کر چکا، جس عبارت کا وعدہ تھا وہ میں نے پیش کر دی۔

استاذالعلماء: خاک ہی نہیں پیش کر دی، اللہ کی شان آپ کی زبان سے اقرار کرا دیا کہ سقفِ مسجد، مسجد نہیں۔

صدرالمدرسین: نہیں مولانا! مَیں نے کب اقرار کیا ہے؟

استاذالعلماء: اور کوئی اقرار کے سینگ ہوتے ہیں یہ آپ نے ہی فرمایا کہ مسجد میں تخلی حرام اور سقفِ مسجد میں مکروہ، اس سے صاف ظاہر ہے کہ جس جگہ تخلی مکروہ ہے، وہ یقیناً غیر ہے، اس جگہ کا جہاں تخلی حرام ہے۔

صدرالمدرسین: خیر مولانا! مَیں تو عبارت پیش کر چکا، اس سے زیادہ اور کیا کر سکتا ہوں۔

منتظم دارالعلوم: حضرت مولانا صاحب! مَیں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر جواب عنایت فرمائیں تو آج قیام فرمائیں اور غریب خانے پر نان جویں تناول فرمائیں اور اگر کوئی امر بحث طلب باقی رہ گیا ہو تو آپ حضرات تنہائی میں طے کر لیں۔ یہاں مجمع عام ہے، طلبہ بھی، عوام میں سے ہوتے ہیں، ان کی نظر میں ایک عالم کی وقعت کم ہو جاتی ہے۔ اس کا آپ کو بھی درد رکھنا چاہیے۔

ایک فرعی مسئلہ کی وجہ سے آپ ایسی باتیں کیوں گوارا کریں۔ دن بھر پڑھاتے پڑھاتے جناب مولوی معین الدین صاحب کا دماغ درست نہیں رہتا اور آپ تازہ دم وارد ہوئے تھے۔ آپ کی تو ایسی مثال ہے جیسے ایک پہلوان دوسرے سے کُشتی لڑنے کے لیے چھ مہینے سے تیار ہوا ہو اور مولوی معین الدین صاحب کی ایسی

حالت ہے جیسے کوئی پہلوان روز مرہ معمولی کُشتی لڑتا ہو تو یکایک اس سے مقابلہ ہو جانا ایک اچانک بات ہے، جس کے لیے یہ تیار نہیں تھا۔

اسی وجہ سے جو لفظ مولانا کی زبان سے بے جا نکلا ہو مَیں آپ سے اس کی معافی چاہتا ہوں اور بہتر ہو گا کہ اس معاملے میں جو مزید گفتگو کرنا ہو تو بذریعہ تحریرات کے طے کر لیا جائے اور باہمی تحریریں شائع نہ ہوں، جب تک کہ آپس میں مسئلہ طے نہ کر لیا جائے۔

طلبہ دار العلوم: حضور عالی! ہم لوگوں کے عادات و سکنات سے جو بات ناگوار گزری ہو ہم اس کی معافی چاہتے ہیں۔

استاذ العلماء: (طلبہ کی طرف متوجہ ہو کر) آپ طالب علم ہیں اور آپ کو ضرور اپنے استاذ کی طرف داری کرنا چاہیے۔ میں آپ سے ناخوش نہیں، البتہ مولوی صاحب کے اخلاق کی ضرور شکایت ہے۔ ایک قابل آدمی کو ایسے اخلاق ہرگز نہ رکھنا چاہیے۔ مولوی صاحب کی کوئی بات ادعا سے خالی نہیں ہوتی۔ میں اس سے پہلے مولوی صاحب کو جس نظر سے تولتا تھا، اتنے دعوے سننے کے بعد اس سے کچھ اچھی نظر سے نہیں تولتا ہوں، نہ اپنے زبانی دعوے سے کوئی شخص بڑا ہو سکتا ہے۔ بلکہ مولوی صاحب کو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ بجائے ان کی اپنی زبان کے دوسری زبانیں اُن کی تعریف کریں۔

(منتظم صاحب کی طرف متوجہ ہو کر): جناب کی رائے سے مجھے بالکل اتفاق ہے۔ گفتگو تو الحمد للہ ہو چکی۔ اب مولانا کے رسالے "القول الاظہر" کے متعلق کچھ اُمور دریافت طلب باقی ہیں۔ اس کے متعلق مولوی صاحب اگر آج ہی طے کرنے کا وعدہ فرمائیں تو میں شہر جانے کے لیے حاضر ہوں اور دعوت بھی قبول ہے۔

صدر المدرسین: بہتر یہی ہو گا کہ کتاب سے طے کر لیا جائے اور ہم آپ ایک ہی ہیں، کوئی بات قلم سے ایسی نہ نکلے گی جو خلافِ مزاج ہو۔ اب آپ چائے پی لیجیے اور مَیں اپنا رسالہ "القول الاظہر" حاضر کرتا ہوں، اس کو لے جائیے۔

استاذ العلماء: مولانا! مَیں نے اب تک آپ کو وہابی قرار نہیں دیا ہے، اب تک جو گفتگو کی گئی، اس نیت سے ہرگز نہ کی گئی کہ آپ کی تذلیل کی جائے، لیکن آپ نے جو 'اعلانِ مناظرہ' کے نام سے مضمون چھاپا ہے، اس میں دیکھیے کہ کیا سختی کی ہے۔

صدر المدرسین: مولانا احمد رضا خان صاحب نے مجھ پر "اجلی انوارِ رضا" میں گیارہ وجہ سے کفر ثابت کیا ہے۔

استاذ العلماء: اس پر آپ کو غور کرنا چاہیے، اگر آپ کے کلام میں ایسے وجوہ پائے جاتے ہیں کہ بیش تر خطا سے خالی نہیں، تو آپ کو توبہ میں جلدی کرنا چاہیے، یہ کوئی بُرا ماننے کی بات نہیں۔

منتظم دار العلوم: اچھا! تو اب آپ تشریف لے چلیں اور کھانا ملاحظہ فرمالیں۔ اس پر جلسہ برخاست ہوا اور مولوی

احمد حسین خان صاحب رام پوری، **حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ** کو اپنے مسکن پر لے گئے۔ حضرت مولانا مدظلہ العالی نے دن بھر کھانا بھی تناول نہ فرمایا تھا، شام کے پانچ بجے کے قریب کھانا تناول فرمایا، لوگ جوق در جوق آتے تھے اور کہتے تھے: الحمد للہ! آپ تشریف لے آئے اور مسئلہ اذان میں حق واضح ہو گیا۔"

[اخبار دبدبہ سکندری: ۴؍ دسمبر ۱۹۱۶ء ج ۵۳ نمبر ۶۔ ص ۳ تا ۶]

تاثرات علما بحوالہ مکالمہ

۴؍ دسمبر ۱۹۱۶ء کو اخبار دبدبہ سکندری میں مکالمہ شائع ہوا۔ اس کے بعد کئی ماہ تک مکالمے کے حوالے سے مثبت و منفی کوئی تاثر دیکھنے میں نہیں آیا۔ اور پھر اچانک ۱۲؍ مارچ ۱۹۱۷ء کو اخبار دبدبہ سکندری میں خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ ہدایت رسول رامپوری کے شاگرد رشید مولانا محمد علی اطہر کا درج ذیل تاثر شائع ہوا۔

تاثر مولانا محمد علی

مولانا محمد علی شاہ پوری کا درج ذیل تاثر جس سے صدر الافاضل کے موقف کی تائید ہو رہی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں:

"گرامی قدر صدر المدرسین کا باوجود اطناب کلام و مزید تعدی بلاضرورت نام و بلا نیل و مرام رہ جانا، کیوں؟ افسوس ناک مطالعہ نہیں، جب کہ فحوائے سوال دلالت کرتا ہے کہ اذانِ خطبہ اندر مسجد خلافِ محل و ناقابلِ عمل ہے، جس پر روایت "لا یوذن فی المسجد" دلیلِ اوّل ہے۔ و فحوائے جواب از قسم نعم ولا سے ساکت، پس تطویل لا طائل و مدعائے جواب غیر ثابت، اس خصوص میں کاش اگر جناب صدر المدرسین صاحب اپنے عدم ملاحظہ تصریح کا اقرار فرما ہوتے، تو بلاشک یہاں اقرارِ عدم العلم دلیل کمال العلم اپنا نورانی جلوہ نمایاں کرتا۔"

[اخبار دبدبہ سکندری: ۱۲؍ مارچ ۱۹۱۷ء۔ جلد ۵۳ نمبر ۲۰۔ ص ۶]

مولانا محی الدین اجمیری

صدر الافاضل اور مولانا معین الدین اجمیری کے مابین مکالمہ ۱۵؍ محرم ۱۳۳۵ھ نومبر ۱۹۱۶ء کو ہوا۔ اور اس کے چار ماہ بعد مولانا محمد علی صاحب کا تاثر جو صدر الافاضل کی حمایت میں شائع ہوا۔ اور اس کے اگلے ماہ ۲۳؍ اپریل ۱۹۱۷ء کو مولانا محی الدین اجمیری جو حضرت مولانا معین الدین اجمیری کے حقیقی بھائی تھے۔ اور اُس وقت وہ دار العلوم میں زیر تعلیم تھے۔ ان کا ایک مضمون صدر الافاضل کی تردید اور اپنے بھائی و استاذ کی حمایت و صفائی میں شائع ہوا۔ ہم وہ مضمون اصل سرخی کے ساتھ بعینہ نقل کر دیتے ہیں ملاحظہ ہو:

مسئلہ اذان ثانی جمعہ کے متعلق استفسار اور اس کا شافی جواب

”۴؍دسمبر ۱۹۱۶ء کے دبدبہ سکندری میں **مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی** اور مولوی معین الدین صاحب اجمیری کے درمیان مسئلہ اذان ثانی جمعہ پر ایک دل چسپ مکالمہ شائع کیا گیا تھا۔ اس مکالمہ کو مرادآباد کے کسی بزرگ نے قلم بند کر کے بنابر اشاعت اخبار ارسال فرمایا جو انہیں کی ذمہ داری سے اشاعت پذیر ہوا۔

اب مولوی محی الدین صاحب کوئی بزرگ ہیں وہ اجمیر شریف کے کوچہ لنگر خانہ سے تحت عنوان بالا ایک مضمون میں اس واقعہ کو غلط اور اس کی تصویر کو مسخ بتاتے ہیں اور جوابی رجسٹری شدہ خط میں ایڈیٹر دبدبہ سکندری سے خواہش ظاہر کرتے ہیں کہ اصول اخبار نویسی کا پاس ولحاظ فرماتے ہوئے شافی جواب کو بھی درج اخبار فرما دیجیے۔ یہ خواہش ایسی ہے کہ جس نے ہمیں مجبور کر دیا ہے اور ہم شافی جواب کو بجنسہٖ درج کرتے ہیں اور اپنی کوئی رائے قائم کرنا نہیں چاہتے کیوں کہ فریقین کی طرف احتمال کذب و یاوہ گوئی منافی احترام علما ہے۔

اس مسئلہ کو فریقین پر محتمل کر کے اتنا ضرور عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہم **مولوی حکیم شاہ نعیم الدین صاحب مرادآبادی دام فیضہ** کی ذات ستودہ صفات میں زیادہ رسوخ رکھتے ہیں۔ اور انہیں ایک راست باز اور متدین عالم تصور کرتے ہیں بہر حال ناظرین کرام موافق و مخالف مضامین سامنے رکھیں اور فیصلہ کر لیں۔ یہ چوں کہ ہم فاضل اجمیری کے حضور میں شرف ملازمت نہیں رکھتے اس لیے ممدوح کی ذاتی متانت کے بارے میں بھی کوئی رائے نہیں قائم کر سکے۔ شافی جواب ۵؍اپریل ۱۹۱۷ء کو لکھا گیا اور اسی تاریخ درگارہ بازار اجمیر شریف کے پوسٹ آفس سے ۸۹۔ نمبر پر رجسٹرڈ کیا گیا۔ (اڈیٹر)

جناب مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی، اتفاق سے مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف میں وارد ہوئے۔ اور درس گاہ حضرت فخر الحکما والمتکلمین مولانا مولوی معین الدین صاحب کے مدرسے میں حاضر ہو کر مؤدبانہ طلبہ کی صف میں بیٹھ گئے۔ مولوی صاحب موصوف نے حضرت علامہ اجمیری سے درسوال اس اس وقت باز کیا جب کہ ان کی موجودگی میں حضرت علامہ کو توضیح تلویح کے سبق سے فراغت ہو چکی تھی۔ سوال صرف یہ تھا کہ (میں جمعہ کی اذان ثانی کے متعلق آپ سے کچھ استفسار کرنا چاہتا ہوں۔ اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کروں)

اس پر حضرت علامہ نے بلحاظ آداب و مروت ان کا نام و نشان دریافت کیا۔ لیکن نہ معلوم کس مصلحت سے انہوں نے اس کے اظہار سے پہلوتہی کی اور اصرار پر بھی اپنے کو گمنام ہی رکھا اور بس یہی فرمائے گئے کہ میں ایک ادنیٰ طالب علم ہوں جب ان کی پان کے ساتھ تواضع کی گئی تو ادباً پان نوش فرمانے سے بھی انکار کیا۔ آخر ان کو استفسار کی اجازت ملی تو انہوں نے کہا کہ میں جمعہ کی اذان ثانی کے داخل مسجد ہونے کے متعلق کتب معتبر واحناف سے تصریح چاہتا ہوں۔ ان کے اس سوال پر ان کی تسکین خاطر کے لیے شامی منگا کر فی الفور تصریح دکھا دی۔ شامی کی تصریح پر

جناب مولوی صاحب کو شبہ ہوا کہ اس سے صرف اس قدر ثابت ہوا کہ حضرت بلال سقف مسجد پر اذان دیا کرتے تھے۔ لیکن سقف مسجد، مسجد کے حکم میں نہیں ہے۔ اس پر ہدایہ کی عبارت پیش کردی کہ ''سقف المسجدله حکم المسجد'' کہ جو بطور کلیہ کے وارد ہوئی ہے۔ جناب مرادآبادی نے ایسی زبردست تصریح دیکھ کر جب کلام میں گنجائش نہیں دیکھی تو، بحکم الغریق یتشبث بالحشیش (ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی ہے) بے محل حرام ومکروہ تحریمی کے فرق کو چھوڑ دیا۔

اس فرق کو حضرت علامہ اجمیری نے باطل کردیا اور فرمایا کہ یہ فرق شیخین کے نزدیک نہیں ہے۔ اور توضیح تلویح کی عبارت اس کی سند میں پیش کردی۔ اس سے مقصود صرف **جناب مرادآبادی** کی بے محل گفتگو کا خاتمہ کرنا تھا اس طور سے بہت جلد ہوگیا اور **جناب مرادآبادی صاحب** دم بخود ہوگئے۔ اور اتنا بھی نہ پوچھا کہ واقعی طور پر عبارت توضیح تلویح سے یہ ثابت بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ ان پر ایسی ہیبت طاری تھی کہ وہ سکوت ہی کو اپنے حق میں مفید سمجھے۔ حالاں کہ اگر وہ وسیع النظر ہوتے یا کم یا کم از کم اس کتاب کو سمجھ کے پڑھا ہوتا بلکہ سرسری طور پر بھی تو اس عبارت توضیح تلویح میں بہت کچھ کلام کو گنجائش تھی اپنے اس سکوت کو خود انھوں نے اپنی مطبوعہ تحریر میں نہایت خوبصورتی کے ساتھ تسلیم کیا ہے، کہ (مولانا میں اس میں تو بحث نہیں کرتا کہ کراہت وحرمت میں شیخین کیا فرماتے ہیں) ان کی اس استعداد پر طلبہ کو بے حد تعجب ہوتا اگر وہ اس وقت یہ کہہ لیتے کہ یہ سمجھ لیتے کہ یہ **مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبای** ہیں گو کہ در حقیقت اس قدر بھی معلوم کرنے کے بعد بھی تعجب کی کوئی وجہ نہ تھی لیکن ان کو جب کہ کسی طریق سے یہ معلوم نہ ہوسکا کہ کون صاحب ہیں تو پھر تعجب کیسا؟

بات صرف اس قدر تھی اور اس کو **جناب مرادآبادی صاحب** نے اپنے نتائج افکار کی امداد سے کہاں سے کہاں پہنچایا ہے۔ اور کمال یہ کیا کہ محض اپنے مؤدبانہ استفسار کو مناظرہ کے رنگ میں ظاہر کر کے اپنے کو فتح مند ظاہر کیا ہے۔ اب راقم ان کی مطبوعہ تحریر پر چند تنقیحات قائم کرتا ہے۔ جس سے واضح ہوجائے گا کہ خود ان کا کلام ہی ان کی تردید کے لیے کافی ہے۔ خارجی شہادت کی ضرورت نہیں۔

تنقیح اول: **جناب مرادآبادی صاحب** کی تحریر میں ہے کہ (آپ نے اپنے رسالہ القول الاظہر میں لکھا ہے کہ سوائے مجتہد کے کسی کا حق نہیں کہ حدیث سے کوئی حکم ثابت کرے پھر آپ اس حدیث (مندرجہ شامی) کے پیش کرنے کے کیوں کر مجاز ہوئے۔)

اس سوال کو ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ کس قدر معقولیت اپنے میں رکھتا ہے۔ حضرت علامہ اجمیری کا منشا یہ تھا کہ مقلد بطور خود محض اپنی طرف سے کوئی حکم حدیث سے استنباط نہیں کرسکتا۔ ان کے لیے ... کتاب کی تصریح کی ضرورت ہے۔ اب اس کا مطلب سمجھ لینا کہ اگر کتب فقہ سے بھی صراحت دکھادی جائے کہ جس کی تائید خود صاحب کتاب نے حدیث صحیح سے بھی کردی تو وہ بھی ناقابل اعتبار ہوگی۔ سراسر ظلم ہے۔ فرض کیجیے اس موقع پر کہ علامہ شامی

صرف مسئلہ تحریر کردیتے کہ سقف مسجد پر اذان دینا جائز ہے تو جب کہ یہ کتاب عام طور سے **مسلم** ہو چکی ہے تو ایک حنفی کو اس کے تسلیم کرنے میں کیا عذر ہونا چاہیے ....نے اس کو حدیث صحیح سے مدلل و مبرہن کردیا.... ہوگئی کہ یہ کہ حدیث صحیح اگر کسی فقہی کتاب میں تائید مسئلہ میں آجائے تو گویا وہ.... کافی حجت ہے۔ جب کہ **جناب مرادآبادی صاحب** اسے بدیہی فرق سمجھنے سے اس قدر قاصر ہیں کہ محض حدیث صحیح سے اپنی رائے کو دخل دے کر استنباط کرنے اور فقہی باب کے استدلال کو جو حدیث صحیح سے کیا گیا ہے۔ دونوں کو ایک سمجھنے کے لیے بالکل تیار ہیں۔ جس کے لیے معمولی استعداد والا متعلم بھی تیار نہیں ہو سکتا تو نہ معلوم ایسے زبردست علامہ سے خواہ مخواہ الجھنے میں انہوں نے کیا مصلحت پیش نظر رکھی ہے۔

بہر حال ان کے اس کلام سے یہ ضرور معلوم ہو گیا کہ معتبر فقہی کتاب ردالمختار میں حضرت علامہ نے تصریح دکھادی کوئی مجرد حدیث پیش کر کے اجتہاد کو دخل نہیں دیا۔ جیسا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب سے مسئلہ اذان میں صادر ہوا۔ الحمد للہ علی ذالك۔ ولنعلم ماقال الفضل ما شهدت به الاعداء۔

تنقیح دوم: مطبوعہ تحریر میں بجز اس کے کہ **مولوی مرادآبادی صاحب** کے استفسارات درج ہیں اور کچھ نہیں جس قدر استدلالات کی نہریں نکلی ہیں وہ سب علامہ اجمیری کے قلزم فیض سے برآمد ہوئی ہیں۔ **مرادآبادی صاحب** سے بجز لا نسلم ولم، کے کوئی بات ظاہر نہیں ہوئی۔ مگر یہی مایہ ناز و سرمایہ افتخار ہے تو پھر اس میں ان کی کیا تخصیص ہے اس قسم کے مناظرہ و بحث کی تو دنیا بھر میں.... موجود ہے۔ ہمارے اس دعوی کے شاہد خود ان کی تحریر ہے۔

چناں چہ اس میں مرقوم ہے (دلیل لائیے اذان شعائر دین میں سے ہے یا اس کا بلند و پست ہونا بھی اذان سے ،جناب کون سی اذان مراد لیتے ہیں۔ کیا آپ محمد بن اسحاق کی جرح کو راجح و معتبر مانتے ہیں۔ آپ مجیب کی حیثیت رکھتے ہیں میں مانع کی۔ یہ فرمائیے کہ مسجد میں پاخانہ پھرنے کا کیا حکم ہے۔ بلا کراہت جب بھی نہیں تسلیم کروں گا وغیرہ وغیرہ۔) اس پر اخیر میں یہ بے جا فخر کہ ان کے اجمیر شریف آنے سے حق واضح ہو گیا۔ سبحان اللہ۔

تنقیح سوم: مطبوعہ تحریر میں ہے کہ جمیع طلبہ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ نے **جناب مولوی صاحب مرادآبادی** سے عرض کیا کہ (حضور عالی ہم لوگوں کے عادات و سکنات سے جو بات ناگوار گزری ہو اس کی معافی چاہتے ہیں) اس کی تردید کی ہم کو ضرورت نہیں۔

ناظرین کرام! خود اپنے ذوق سلیم سے اس کا تصفیہ فرما سکتے ہیں۔ کہ طلبہ کو ایسی کیا مجبوری دامن گیر ہو گئی تھی کہ وہ خواہ مخواہ عفو تقصیر چاہتے خصوصاً جب کہ ان کی خطا و تقصیر کا اظہار بھی اس تحریر میں نہیں ہے۔ اور وہ بھی ایسی حالت میں کہ ان کے استاد مکرم بزعم **جناب مرادآبادی صاحب** قاصر الحجت ہو گئے ہوں۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ طلبہ نے بیٹھے بٹھائے اپنے استاد کی توہین میں اضافہ کردیا اور **مرادآبادی صاحب** کی عزت میں چار چاند لگا دیے۔ اور اگر طلبہ نے محض

نے محض اپنے اخلاق حمیدہ سے ایسی معذرت کی جب کہ ان سے کوئی خطاظاہر نہ ہوئی تو پھر سمجھ لیناچاہیے کہ ان کے استاد میں کس قدر خلق ہونے کی ضرورت ہے کہ جس کی نورانیت طلبہ کے عادات پر پرتوفگن ہوگئی ہے کہ ایک غیر معروف شخص (گواپنی جگہ کسی شان کا ہو) کے سامنے زانوے ادب طے کرکے طالب معافی ہوئے، کہ جوان کے استاد سے حریفانہ مقابلہ کررہاتھااس سے بڑھ کرکوئی نمونہ خلق پیش کرسکتاہے۔لیکن جہاں ان کی اس پچھلی تحریر سے حضرت علامہ کامتواضع وخلیق ہوناسمجھاجاتاہے وہیں چند سطور پہلے حضرت علامہ کی بدخلقی کاخاکہ کھینچاگیاہے کہ (بہت ہی برافروختہ ہوئے، میری تمہاری کیابرابری ہے، میں اپنی شان کے خلاف باتیں سننے کامستحق نہیں ہوسکتا۔آپ بہت متجاوز ہوچکے ہیں۔اپنی حد کے اندررہ کربات کیجیے۔غصہ کے لب ولہجہ سے مرعوب کرناچاہا۔میری نظر بہت دور تک ہے۔میں جوکچھ کہتاہوں بہت تحقیق کرکے کہتاہوں۔وغیرہ وغیرہ)

اب اگر ضدین کی جمع کرنے کی کسی میں قوت ہے یاکم ازکم اس کے مخالف تسلیم کرنے میں اس کوکلام ہے تووہ بالراس والعین **جناب مرادآبادی صاحب** کی تحریر کوبھی.... صحت علماکرسکتاہے۔ورنہ ہم میں اتنی مقدرت نہیں کہ اس امرکی جسارت کرسکیں۔تحریر مطبوعہ واقعیت سے کوسوں دور ہے۔اوراغلاط سے پُر۔اس کی کامل تردید نہ ہم کومقصود تھی نہ اس کی ضرورت۔ناظرین کوصرف ان کی سچائی اوردیانت کامرقع اُلٹ کردکھاناتھاسوبحمداللہ اس فرض منصبی سے سبک دوش ہوگئے۔اورخودان کے کلام نے ان کے خلاف ڈگری دے دی۔ورنہ یوں توہرشخص عام طورپراپنے کوصادق ظاہر کرنے کاخوگرہے۔اوردوسرے کی تردید کاعادی۔فقط۔

رقیمہ نیاز خاکسار محی الدین عفی عنہ

ازاجمیر شریف..... لنگرخانہ ۵/اپریل ۱۹۱۷ء۔

[اخبار دبدبہ سکندری:۲۳/اپریل ۱۹۱۷ء۔ص ۴تا۶]

مولانامحی الدین اجمیری کی تردید میں مولاناعبدالخالق کی تحریر

مولانامحی الدین اجمیری کے مضمون کارد مولاناعبدالخالق نے درج ذیل الفاظ میں کیا۔وہ لکھتے ہیں:

"درحقیقت یہ تحریر (مضمون مولانامحی الدین مطبوعہ ۲۳/اپریل) مولانامعین الدین صاحب کے عجز کی تصدیق اور اُن کی مجبوری کی دوسری دلیل ہے اُن کاتمام بحث کوچھوڑکران فضولیات کودلیل بنانامولانامعین الدین صاحب کے عجز کی ایک دلیل بین ہے۔مولوی محی الدین صاحب نے پانچ گھنٹے کے مباحثہ کودوچار لفظوں میں محدود کرکے واقعات پرپردہ ڈالناچاہاہے، اگروہ ایسانہ کرتے تواپنے بھائی کی اعانت بھی ممکن نہ تھی۔"

[اخبار دبدبہ سکندری:۲۱/مئی ۱۹۱۷ء۔ص ۷]

صدرالافاضل کی حمایت میں ایک عینی گواہ کا بیان

صدرالافاضل اور مولانا معین الدین اجمیری کے مابین مکالمہ کی مجلس میں طلبہ کے علاوہ اور بھی لوگ موجود تھے انہیں میں ایک آستانہ اجمیر معلی کے خادم سید شاہ نور محمد بھی تھے۔ مولانا محی الدین اجمیری کے بیان کے بعد سید شاہ نور محمد صاحب کا بیان بھی اخبار میں شائع ہوا۔ سید صاحب کا بیان مکمل صدرالافاضل کی تائید و حمایت میں تھا۔ ہم وہ بیان من وعن یہاں نقل کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

''چند ماہ زیادہ ہوئے کہ جناب مولوی معین الدین صاحب مدرسہ اجمیر شریف اور **مولانا مولوی حکیم نعیم الدین صاحب مدرس ومہتمم مدرسہ اہلِ سُنّت مراد آباد** کے درمیان مدرسہ معینیہ اجمیر شریف میں اذانِ ثانی جمعہ کے متعلق کئی گھنٹہ گفتگو رہی تھی۔ اوّل الذکر صاحب نہایت تشدد اور غضب ناک اور تعلّی آمیز فقرات سے آخر تک کام لیتے رہے، برخلاف اس کے **مولانا مولوی حکیم نعیم الدین صاحب** نہایت درجہ حلم و بردباری سے سوال و جواب کرتے رہے۔ مدرّس اوّل صاحب مدرسہ معینیہ اجمیر شریف نے کوئی مسکت جواب تو درکنار، آخر وقت تک ایک بھی ایسا جواب نہ دیا جس سے اُن کا مدعا پوری طرح ثابت ہوتا، یا سائل کے سوال کا معقول جواب کہلایا جاسکتا۔ مدرس اوّل مدرسہ معینیہ اجمیر شریف کے آخر تک غصہ ناک، لب و لہجہ سے ہر شریک جلسہ کو جو طلبِ حق کے لیے سراپا گوش بنا ہوا تھا، یہی ثابت ہوا کہ اوّل الذکر مولوی صاحب لاجواب ہو کر دفع الوقتی کی غرض سے اپنے تشدد و تفیض سے کام لے رہے ہیں۔

خاکسار راقم اس جلسہ مناظرہ میں اوّل سے آخر تک شریک تھا، اس کی پوری تفصیلی کیفیت ایک صاحب (مفتی محمد عمر نعیمی) مناظرہ کے کچھ ہی (دن) بعد ''دبدبہ سکندری'' میں شائع کرا چکے ہیں۔ کئی ماہ بعد اس کے برخلاف مولوی محی الدین صاحب طالب علم مدرسہ معینیہ جو مدرس اوّل صاحب کے حقیقی برادر ہیں ''دبدبہ سکندری'' میں اپنی تحریر شائع کرا کے **مولانا مولوی نعیم الدین صاحب** کا ساکت ہونا تحریر کرتے ہیں۔ مگر بالکل خلاف واقعہ ہے۔ اتفاق وقت سے جلسہ مناظرہ میں جناب مولانا مولوی احمد حسین رام پوری ممبر کمیٹی مدرسہ معینیہ بھی موجود تھے۔ گفتگو کی مفصل کیفیت ان سے بخوبی معلوم ہوسکتی ہے۔ اُن کی خدمت میں گزارش کی جائے کہ وہ ''دبدبہ سکندری'' کے آئندہ کسی نمبر میں اس مناظرہ کی پوری کیفیت شائع کرا کے اہلِ سُنّت کو مطلع کریں گے''

[اخبار دبدبہ سکندری: ۲؍ جولائی ۱۹۱۷ء۔ جلد ۵۳ نمبر ۳۶۔ ص ۸۔]

اہل سنت بریلوی اور دیوبندی جماعت کا مسئلہ اتحاد اور صدر الافاضل

علمائے دیوبند کے کفریہ اور باطل عقائد و نظریات کے خلاف جب علمائے اہل سنت نے حکم تکفیر بیان فرمایا تو علمائے دیوبند نے رجوع و توبہ کے بجائے انانیت کی زد میں آکر علمائے حق کی مخالفت شروع کردی۔ اور اس اختلاف ایمان و کفر کو ذاتی اختلافات بتاکر سیدھے سادے مسلمانوں کو دام تزویر میں پھنساکر مستقل ایک فرقہ تیار کرلیا۔ جسے آج دیوبندی کہا جاتا ہے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت نے بھی حد بھر کوشش فرمائی کہ کسی طرح علمائے دیوبند اپنے کفریہ عقائد سے توبہ و رجوع کرلیں۔ آپ نے بہت سے خطوط و کتابوں کے ذریعہ مسئلے کو بیٹھ کر سلجھانے کی حتی الامکان کوشش فرمائی مگر کارگر نہ ہوئی۔ علمائے دیوبند کسی صورت اتفاق و اتحاد کو تیار نہیں ہوئے۔ آپ کی اس روش کو اپناتے ہوئے صدر الافاضل نے بھی علمائے دیوبند سے رابطہ کرکے اختلافی مسائل کو سلجھاکر اتحاد و اتفاق کی راہ ہموار کرنے کی سعی بلیغ فرمائی مگر کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ یہاں ضروری سمجھتے ہیں کہ اس حوالے سے صدر الافاضل کی مساعی جمیلہ کا ذکر کردیا جائے۔

صدر الافاضل کا دورہ سہارنپور بغرض اصلاح و اتحاد

۱۹۱۲ء میں دیوبندی جماعت کے سرخیل عالم مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب سے صدر الافاضل نے خود ان کے مدرسے میں جاکر ملاقات کی فقط اس غرض سے کہ وہ اپنی عبارت فاسدہ و باطلہ سے رجوع کرکے تائب ہوجائیں اور ایک ایسا فتنہ جس سے امت کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے ممکن ہے ختم ہوجائے۔ دیابنہ کی اصلاح ہوجائے اور امت میں اتحاد کی فضا ہموار ہوجائے۔

صدر الافاضل نے حد بھر کوشش فرمائی مگر مولوی خلیل انبیٹھوی صاحب نے اپنی انانیت و ضد کے آگے مجبور ہوکر قبول حق سے انکار کردیا۔ صدر الافاضل نے وہاں سے مایوس ہوکر مراجعت فرمائی۔

ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ صدر الافاضل کے اس خلوص و اصلاح آمیز سفر، اتحاد و مصالحت پر مبنی بحث اور خیر سگالی و خیر خواہی کے جذبات سے بھرے ہوئے اس واقعہ کو اخبارات قدیمہ کی روشنی میں تفصیل سے پیش کریں، تاکہ قارئین کو صدر الافاضل کے مصلحانہ و داعیانہ کردار اور ان کے مخلصانہ جذبہ اتحاد کا بخوبی اندازہ ہوجائے۔ ملاحظہ کریں:

صدر الافاضل اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے درمیان مکالمہ

صدر الافاضل ۲۶/ دسمبر ۱۹۱۲ء مطابق ۱۶/ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ کو انجمن نعمانیہ لاہور کے ایک جلسے میں شرکت کی غرض سے مرادآباد سے روانہ ہوئے۔ مفتی محمد عمر نعیمی، حکیم محمد یعقوب خاں بلاسپوری اور دفتر سواد اعظم کے منشی

شوکت حسین بھی ساتھ تھے۔ درمیان میں سہارن پور کا اسٹیشن آیا تو دیوبندی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی سے ان کی کتاب براہین قاطعہ کے حوالے سے گفتگو کرنے ،اس کتاب کی کفریہ عبارت سے متعلق اعلیٰ حضرت کے مواخذات کے جوابات لینے اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو رجوع الی الحق کی تلقین کرنے کی غرض سے آپ وہیں اتر پڑے۔ اور ان کے مدرسہ ''مظاہر العلوم'' میں ان سے ملاقات فرمائی۔ وہاں ان سے اس سلسلہ میں ایک طویل مکالمہ ہوا۔

مولوی خلیل انبیٹھوی آپ کے سوالات کے جوابات نہ دے سکے اور ادھر اُدھر کی ہانکتے رہے۔ غیر مہذب لب ولہجہ، غیر معقول باتیں، جہالت آمیز سلوک اور غیر اخلاقی کا مظاہرہ کرنے لگے، مگر آپ بڑی ہی حلم و بردباری کے ساتھ، پروقار انداز اور تہذیب آمیز لب ولہجہ میں قائدانہ شان کے ساتھ عالمانہ کلام فرماتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انبیٹھوی جی آپ کے جوابات دینے سے عاجز و تنگ آ گئے اور خود ہی اس کا اعتراف بھی کر بیٹھے کہ وہ جواب دینے سے عاجز ہیں۔

بالآخر آپ وہاں سے فتح و کامرانی کے ساتھ، دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر کے اور احقاق حق وابطال باطل کا فریضہ انجام دے کر واپس ہوئے۔ اور انجمن نعمانیہ لاہور کے جلسے میں شرکت کے لیے روانہ ہو گئے۔ مفتی محمد عمر نعیمی نے واپس آ کر اس مکمل مکالمے کو من وعن سپرد قرطاس فرمایا اور اخبار دبدبہ سکندری اور اخبار اہل فقہ امرت سر'' میں شائع کرایا۔ ہمیں یہ پورا مکالمہ رضا لائبریری میں اخبار اہل فقہ امرت سر اور اخبار دبدبہ سکندری کی فائلوں سے حاصل ہوا۔ پورا مکالمہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے اس لیے ہم یہاں اسے من وعن پیش کرتے ہیں، ملاحظہ کریں:

عالمِ ربانی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا مکالمہ

۱۶ر محرم الحرام ۱۳۳۱ھ مطابق ۲۶ر دسمبر ۱۹۱۲ء روز پنج شنبہ ۱۰ر بجے دن کے میں اور میرے دفتر کے منشی اور جناب مولانا مولوی حکیم محمد یعقوب خان صاحب حنفی سنی بلاس پوری اور **حضرت استاذی قبلہ جناب مولانا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب سُنّی حنفی مراد آبادی عم فیضہٗ** کے ہمراہ بعزم شرکت جلسہ ''انجمن نعمانیہ'' لاہور، مراد آباد سے روانہ ہوئے۔ جب گاڑی سہارن پور پہنچی، تو حضرت قبلہ نے سہارن پور اُترنے کا اس نیت سے ارادہ فرمایا کہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھی مصنف ''براہینِ قاطعہ'' خلیفہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے مل کر اُن کی کتاب ''براہینِ قاطعہ'' پر جو اعلیٰ حضرت امام اہل سُنّت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ حضرت مولانا مولوی مفتی حاجی قاری احمد رضا خاں صاحب حنفی سُنّی قادری برکاتی مدظلہم الاقدس کے مواخذات ہیں اُن کے جوابات دریافت کیے جائیں، تاکہ اُن کے معتقدین کے اس عذرِ باطل کا بھی راز کھل جائے کہ مولانا (یعنی خلیل احمد) نے ایسے کلمات ہی نہیں لکھے یا اُن کا یہ مطلب نہیں ہے، بلکہ یہ معنی اُن کی تحریر کے لوازمِ بعیدہ میں سے بھی نہیں ہیں۔ اور کیا عجب ہے کہ مولوی خلیل احمد

صاحب انصاف کا کچھ خیال دل میں لاکر تائب ہوں، تو اس صورت میں دینی نفع مقصود ہے۔

حضرت قبلہ کا یہ خیال پاکر ہم سب نے اُن کی رائے سے اتفاق کیا اور اپنا اسباب اسٹیشن سہارن پور پر رکھ کر ''مدرسہ مظاہر العلوم'' میں پہنچے۔ نمازِ مغرب کے بعد مولوی خلیل احمد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے **حضرت قبلہ مدظلہ** سے دریافت کیا: آپ کا اسم شریف کیا ہے؟

فرمایا: **نعیم الدین**۔

دریافت کیا: مکان کہاں ہے؟

فرمایا: مراد آباد۔

پوچھا: خاص مراد آباد؟

فرمایا: ہاں!

پوچھا: کیسے تشریف لانا ہوا؟

جواب دیا کہ اثنائے سفر میں اس خیال سے سہارن پور اُترا کہ جناب سے دریافت کروں کہ براہینِ قاطعہ کی عبارتوں پر جو اعلیٰ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب مدظلہ العالی کے مواخذات ہیں، آپ اُن کا کیا جواب دے سکتے ہیں؟

اس پر مولوی خلیل احمد نے دریافت کیا کہ کیا ''براہینِ قاطعہ'' آپ کے پاس ہے؟

فرمایا: نہیں، مَیں مکان سے یہ ارادہ کر کے نہیں چلا تھا۔

کہا: بہتر، میں منگاتا ہوں۔

مولوی خلیل احمد صاحب نے ایک لڑکے سے کہا کہ مولوی یحییٰ صاحب سے ''براہینِ قاطعہ'' لے آؤ۔ وہ براہینِ قاطعہ لے آیا۔ اس میں مولوی خلیل صاحب نے ایک موقع نکال کر کہا کہ کیا اسی کی نسبت آپ فرماتے تھے؟

فرمایا: نہیں، یہ وہ مقام نہیں ہے۔

پھر انہوں نے کتاب حضرت مولانا صاحب کو دے دی اور کہا: خود نکال لیجیے۔

مولوی صاحب قبلہ نے اس میں سے نکال کر دکھلایا کہ آپ نے یہ لکھا ہے کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ (براہینِ قاطعہ، ص۵۱)

کہا: ہاں! یہ میں نے بے شک لکھا ہے۔

فرمایا: تو آپ اس نقل کی صحت کے ذمّے دار ہوئے۔

کہا: ہاں! ضرور ہوا۔

حضرت قبلہ نے یہ فرمایا: تو یہ روایت مجھے دکھلائیے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کہاں لکھا ہے؟ یہ کلمہ سنتے ہی مولوی خلیل احمد صاحب کے ہوش اُڑ ہوگئے اور چہرہ فق پڑ گیا۔ گھبرا کر کہنے لگے کہ مجھے یاد نہیں رہا۔

فرمایا کہ عالم کی شان سے بعید ہے کہ کوئی عبارت کسی کی طرف منسوب کر دے اور دریافت کرو تو کہہ دے کہ صاحب! ہمیں تو یاد نہیں رہا، جناب! تو پھر آپ نے شیخ کی تصنیف کا حوالہ کیوں نہیں دیا کہ فلاں کتاب میں ہے۔

کہنے لگے: یہ غلطی ہوئی، آئندہ احتیاط رکھوں گا۔

اسی درمیان میں اُن کے نوجوان طلبہ و مدرسین بھی گرداگرد آکر بیٹھ گئے۔ اس میں ایک صاحب، مولوی صاحب کے مقابل بیٹھے تھے اور اغلب یہ ہے کہ اُن کا نام مولوی یحییٰ صاحب تھا، وہ کچھ فرمانے لگے۔

اس پر ہمارے حضرت مد ظلہ نے فرمایا کہ آپ کے نزدیک اگر مولوی خلیل احمد صاحب میرا جواب دینے کی قابلیت نہیں رکھتے ہیں اور آپ کی تعلیم کے محتاج ہیں تو پہلے آپ انہیں تعلیم دے لیں، جب وہ مجھے جواب دینے کے قابل ہو جائیں گے تو جواب دے لیں گے۔

وہ کہنے لگے کہ مَیں تو تعلیم نہیں دیتا، تعلیم تو آپ دیتے ہیں۔

حضرت قبلہ مد ظلہ نے فرمایا کہ ہاں! مَیں تو ہدایت کرتا ہوں اور راہِ راست دکھلاتا ہوں۔ آپ خاموش رہیے، آپ سے میرا مخاطبہ نہیں ہے اور یہ ادب سے دُور ہے کہ آپ اپنے بڑوں کو اصلاح دینا چاہتے ہیں۔ کیا وہ آپ کے علم میں کچھ کم ہیں؟

یہ سُن کر وہ تو خاموش ہو گئے، پھر **حضرت قبلہ** نے مولوی خلیل احمد صاحب سے فرمایا کہ "مدارج النبوۃ" منگوائیے، اس میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ "ایں سخن یقینے ندارد و روایت بداں صحیح نشدہ است" غضب ہے کہ شیخ عبدالحق صاحب محدث تو کہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور اس کی روایت صحیح نہیں ہے اور آپ لکھیں کہ شیخ نے روایت کی ہے۔

اس پر فرمایا کہ "مدارج النبوۃ" تو اس وقت نہیں مل سکتی۔

فرمایا: کیوں نہیں مل سکتی، آپ مدرسے میں بیٹھے ہیں، کتب خانہ کھلوائیے اور کتاب نکلوائیے۔

کہا: کیا ضرورت؟ مَیں تسلیم کرتا ہوں کہ اس میں ایسا لکھا ہو تو کیا ہوا؟

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ تم ہی بتلاؤ کہ اس کو کیا کہتے ہیں؟

اس پر کئی مرتبہ اصرار ہوا، آخر الامر **حضرت قبلہ** نے فرمایا کہ یہ خیانت ہوئی۔

تو کہا: ایسی خیانتیں "ہدایہ" (۱) میں بہت ہیں۔ تو میرا وہی رتبہ ہوا جو صاحبِ ہدایہ کا ہے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ آپ کہاں اور صاحبِ ہدایہ کہاں؟ چہ نسبت خاک را با عالم

پاک۔ صاحبِ ہدایہ پر تو یہ تہمت کہ انہوں نے بھی ایسی خیانتیں کی ہیں، یہ بالکل جھوٹ ہے، منگاؤ تو ہدایہ۔

کہا: اس وقت تو نہیں آسکتی، مگر ہدایہ میں بہت روایات ہیں جو ضعاف ہیں اور علما نے ان کو لا اصل لہ کہا ہے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا: اوّل تو آپ کتاب نہیں دکھلاتے، زبانی دعویٰ اور بالفرض علما نے ضعیف کہا یا لا اصل لہ فرمایا تو بنا بر اپنی تحقیق کے، پھر یہ کہ منقول عنہ میں تھا کہ یہ روایت صحیح نہ ہوں اور انہوں نے کہہ دیا کہ فلاں شخص نے روایت کی ہے۔

مولوی خلیل احمد نے کہا: وہ بھی یہی بات ہے۔

حضرت نے فرمایا: سبحان اللہ! مولانا! آپ کیا کہہ رہے ہیں، آپ نے تو بالکل منقول عنہ کے خلاف اور صریح خلاف نقل کیا کہ شیخ (عبد الحق) جس بات کا شدّ و مد سے انکار کر رہے ہیں، آپ اسی کو کہتے ہیں کہ شیخ نے اس کا اقرار کیا۔ ''ہدایہ'' کے کسی نقل میں یہ احتمال بھی نہیں ہو سکتا۔

اس پر مولوی خلیل احمد صاحب نے سکوت کیا، پھر وہی صاحب جو غالبًا مولوی یحییٰ صاحب تھے، یا کوئی اور ہوں، ہمارے **حضرت قبلہ** سے ایک بات عرض کرنے کی اجازت اور اس پر زیادہ اصرار کیا۔ **حضرت قبلہ** نے اجازت دے دی، تو فرماتے کیا ہیں کہ مولانا صاحب (یعنی مولوی خلیل احمد) کا منشا یہ ہے کہ شیخ عبد الحق بمنزلہ رسول اللہ کے ہیں۔ (معاذ اللہ)

یہ سنتے ہی حضرت مولوی خلیل احمد صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا، فرمایا کہ مولانا! آپ کا یہی مطلب تھا؟

اب مولوی خلیل احمد صاحب ہیں کہ زبان پر ایک حرف نہیں لا سکتے، چپ بیٹھے منہ تک رہے ہیں اور کچھ نہیں فرماتے۔ بے چارے کی عاجزی اور مجبوری قابلِ دید تھی۔ پھر **حضرت قبلہ مد ظلہ** نے ان صاحب سے فرمایا: حضرت آپ نے یہ کہہ تو دیا، لکھ بھی تو دیجیے، فرمانے لگے: یہ باتیں تو ٹھیک نہیں ہیں۔

پھر مولوی خلیل احمد صاحب نے حضرت سے کہا کہ آپ ہماری تکفیر کریں گے؟

فرمایا: ابھی تک تو مَیں نے آپ کی خیانت نقل عبارت میں پکڑی ہے۔

کہا: پھر تو آپ اسی کلمہ کو کیوں لکھاتے ہیں؟

فرمایا: مَیں نے تو ابھی تک کوئی حکم اس پر نہیں کیا، لیکن آپ نے تجویز کر لیا ہے کہ وہ کلمہ اسی قابل ہے کہ اس پر تکفیر کی جائے۔

مولوی خلیل احمد صاحب نے کہا: معاف فرمائیے اور زیادہ گفتگو مَیں نہیں کر سکتا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا: ابھی تو مجھے آپ سے بہت کچھ دریافت کرنا ہے، یہ چھوٹا سا مواخذہ تھا، جس میں یہ لطف آیا، آپ مجھے اجازت دیجیے تا کہ مَیں آپ سے اور کچھ دریافت کروں۔ یہ سُن کر مولوی خلیل احمد صاحب بہت گھبرائے،

پہلو بدلے اور کہنے لگے: حضرت مَیں آپ، معاف کیجیے مَیں آپ کی بات کا جواب نہیں دے سکتا۔

فرمایا: تو آپ پر وہی حکم کروں جو مولانا احمد رضا خان صاحب مد ظلہ العالی نے کیا ہے اور مکّہ مکرمہ سے تصدیق ہو کر آ رہا ہے، تو اس میں آپ کو کوئی گنجائش عذر کی نہ ہوگی، بلکہ آپ اس سے راضی ہوں گے۔

کہا کہ آپ اس سے زیادہ حکم کیجیے، مَیں کوئی جواب نہیں دے سکتا۔

اب تو حجت تمام ہوگئی اور مولانا خلیل احمد صاحب کی قلعی کھل گئی، تو **حضرت قبلہ مد ظلہ العالی** نے فرمایا کہ پھر اب میں رخصت ہوتا ہوں، آپ تو جواب دینے کی ہمت رکھتے نہیں۔ یہ فرما کر **مولانا صاحب قبلہ** کھڑے ہو گئے، اس وقت وہی صاحب (جو غالبًا مولوی یحییٰ تھے) خفت مٹانے کے لیے **حضرت قبلہ** سے یہ عرض کرنے لگے کہ جناب کو معلوم نہیں ہے، مولانا (خلیل احمد صاحب) کئی روز سے علیل ہیں اور طبیعت درست نہیں ہے۔

فرمایا: خیر معلوم شد۔

مسلمانو! دیکھا، یہ ہیں وہابیہ کے علماے مستند کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی (معاذ اللہ) توہین کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھتے، جب کچھ بن نہیں پڑتی تو اپنی بات بھاری کرنے کے لیے اکابر کی پشت کر دیتے ہیں اور جب مطالبہ ہوتا ہے تو بغلیں جھانکتے، منہ چھپاتے ہیں اور عجب عجب خرافات زبان پر لاتے ہیں، کہیں اپنے کو مثل صاحبِ ہدایہ کے بتاتے ہیں، کہیں شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بمنزلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہتے ہیں اور لکھ دینے کو کہا جاتا ہے تو انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ حکمِ کفر لگانے کے لیے لکھوانا چاہتے ہیں۔ یعنی خود بھی جانتے ہیں کہ یہ الفاظ کفریہ ہیں۔

مگر چوں کہ ”لا یعودون“ کی مہریں اُن کے دلوں پر ثبت ہو چکی ہیں، اسی وجہ سے ان کو کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوتی، اب مناظرہ کے غیر واقعی دعاویٰ کا بھی راز فاش ہو گیا کہ میاں زید و بکر صاحب دنیا بھر میں شور مچاتے ہیں کہ ہم مناظرہ کے لیے آمادہ ہیں، بس یہی آمادگی، مناظرہ کے میدان میں آنا تو کارے دارد۔ ان کے گھر جا کر گھیرو تو حواس کا یہ حال ہوتا ہے، جو آپ نے ملاحظہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہدایت فرمائے۔ آمین۔

بندہ محمد عمر مدرس و مہتمم مدرسہ اسلامیہ انجمن اہلِ سنّت و جماعت، مراد آباد

[اخبار اہل فقہ: ۲۷/ جنوری ۱۹۱۳ء ص ۴، ۵۔

اخبار دبدبہ سکندری: ۳/ فروری ۱۹۱۳ء جلد ۴۹ نمبر ۸ ص ۴، ۵، ۶]

اہل سنت و دیوبندی مسئلہ اتحاد اور صدرالافاضل

و جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودی

تحریک شدھی کے دوران صدرالافاضل سے جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودی نے ملاقات کر کے جب اس مسئلہ اتحاد پر گفتگو کی تھی تب بھی صدرالافاضل نے دیوبندی جماعت کے مسائل ما بہ الاختلاف کے حوالے سے تصفیہ کی کوشش پر اتفاق فرمایا تھا۔ مولانا مودودی نے اپنے ایک مضمون میں اس کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ البتہ انہوں بعد میں صدرالافاضل کے حوالے سے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ ہم یہاں ضروری سمجھتے ہیں کہ پہلے مولانا مودودی کے مضمون کا ضروری حصہ یہاں نقل کر دیں۔ اور اس کے بعد اس پر اپنا تبصرہ پیش کریں۔

مولانا مودودی اپنے مضمون بعنوان ''علمائے بریلی اور دیوبند کا اتحاد'' میں طویل تمہید کے بعد لکھتے ہیں:

''ہمارا سب سے پہلا قدم یہ تھا کہ آگرہ میں ہم نے **جناب مولانا نعیم الدین صاحب** سے اس مسئلہ پر تبادلہ خیالات کیا۔ جو اس وقت بریلوی جماعت کی طرف سے فتنہ ارتداد کے دفعیہ میں مشغول تھے۔ اور اس طرح ہمارے ان کے درمیان ایک مقصد کا اشتراک موجود تھا۔ چند ملاقاتوں میں **مولانا** ہم سے اس باب میں متفق ہو گئے کہ دیوبند اور بریلی کے درمیان جو مسائل ما بہ النزاع ہیں ان کا تصفیہ ہو جانا امت کے لیے ایک عظیم الشان باعث برکت ثابت ہوگا۔ اور اس کے بعد یہ بات طے پائی کہ ہم دیوبندی جماعت کو اور وہ بریلوی جماعت کو اتحاد پر آمادہ کر کے جہاں تک ممکن ہو گا ان کے درمیان ایک باقاعدہ صلح نامہ کرا دینے کی کوشش کریں گے۔ اس قرارداد کے مطابق ہم نے جناب مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کو اس جانب توجہ دلائی اور ان سے درخواست کی کہ وہ اپنی جلیل القدر جماعت کو مصالحت کے لیے آمادہ فرمائیں۔ **مولانا کی ذات مبارک** سے ہم کو کامل توقع تھی کہ وہ اس درخواست کو ہرگز رد نہ فرمائیں گے۔

چناں چہ امید کے مطابق جواب میں ہمیں مولانا کا گرامی نامہ ملا جس میں ہماری تجویز کا حسب ذیل ابتہاج انگیز فقرات سے خیر مقدم کیا گیا تھا..... جناب مولانا کی اس مصالحانہ آمادگی نے ہماری جرات اور توقعات میں اور زیادہ اضافہ کر دیا۔ اور ہم نے اس بھروسہ پر جماعت دیوبند کے مقتدر ارکان سے مصالحت کے بنیادی شرائط پر گفتگو کی جس کے نتائج اور بھی زیادہ حوصلہ افزا برآمد ہوئے۔ اور اکابر دیوبند نے نہایت مسرت کے ساتھ اتحاد کا خیر مقدم کیا۔ اور فرمایا گیا کہ حضرت مولانا اسمٰعیل شہید، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، وغیرہ ائمہ جماعت کی جن تحریرات پر جماعت بریلی نے کفر کا فتوی دیا ہے اگر ان عبارتوں کا وہی مطلب لیا جائے جو علمائے بریلی نے ان سے اخذ کیا ہے

توان کا قائل ہمارے نزدیک بھی اسی طرح کافر ہے جس طرح اُن کے نزدیک ہے۔ لیکن دراصل نہ ان عبارتوں کا وہ مفہوم یہ جوان سے لیا گیا ہے، نہ لکھنے والے بزرگوں کا وہ منشا تھا جوان کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور نہ ہم ان معانی پر اعتقاد رکھتے ہیں جوان سے نکالے گئے ہیں۔ تاہم اگر صرف انہی عبارتوں کے نکال دینے پر ہمارے اور علمائے بریلی کے درمیان اتحاد ہوسکتا ہے تو ہم وحدت کلمہ اسلام کی خاطر انہیں خوشی کے ساتھ حذف کردینے کے لیے تیار ہیں۔ اور ہم کو یقین ہے کہ خودان بزرگوں کی ارواح بھی اس پر خوش ہوں گی جوامت کی بھلائی اور اسلام کی فلاح کو اپنی ہر چیز سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

علمائے دیوبند کی اس پر جوش آمادگی نے ہمارے کام کے نصف حصے کو پایہ تکمیل تک پہنچادیا۔ اب اس کے بعد دوسرا نصف حصہ یہ تھا کہ علمائے بریلی بھی مصالحت کی جانب اتنا ہی اقدام کریں۔ اور پھر باہم ایک معاہدہ ہوجائے اس مقصد کے لیے ہم نے **جناب مولانا نعیم الدین صاحب** کو متعدّد خطوط لکھے، مگر افسوس ہے کہ انہوں نے ہمارے مخلصانہ معروضات پر کوئی توجہ نہ فرمائی۔ اور اگر توجہ فرمائی بھی تو ایسے انداز میں جو نہایت غیر مصالحانہ اور ہماری ان کی مفاہمت کے بالکل خلاف تھا۔

ان کی بارگاہ سے مایوس ہونے کے بعد دوسری مایوسی اس وقت ہوئی جب مرادآباد میں جمیعۃ العلماء کے اجلاس خصوصی کے موقع پر جماعت بریلی نے صلح وآشتی کے تمام امکانات کو ٹھکرا کر جمیعت کے خلاف اہل شہر میں مقاطعے کی زبردست تحریک شروع کردی تھی۔ اور باوجود دوستانہ استدعاؤں کے اس نے اپنے رویہ پر اصرار کیا تھا۔ اس کے بعد بھی ہمیں کچھ تھوڑی امید باقی تھی مگر جب اس شہر مرادآباد میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا۔ اور اس میں جماعت بریلی کے موجودہ سردار مولانا حامد رضا خان صاحب نے صدر کی حیثیت سے نہایت صفائی کے ساتھ مدعی اسلام فرقوں سے اتحاد کرنے کو نہ صرف ناممکن بلکہ اپنے مذہب کے لیے نقصان دہ بتلایا۔ تو ہماری توقعات پر پانی پھر گیا اور ہمیں یقین ہوگیا کہ ابھی مسلمانوں کے بھلے دن نہیں آئے ہیں۔“

[ماہنامہ الجمیعۃ: ۲۶ر مئی ۱۹۲۵ء۔ ۲ر ذی قعدہ ۱۳۴۳ھ۔ بحوالہ صدائے رستاخیز: ص ۱۸۵ تا ۱۹۰۔ مولانا مودودی کے مضمون کا خلاصہ الجمیعۃ کے حوالے سے اخبار مخبر عالم مرادآباد بابت، یکم جون ۱۹۲۵ء ص ۲۔ میں بھی شائع ہوا ہے۔ ہم یہاں بوجہ تکرار اس سے صرف نظر کرتے ہیں]

مولانا مودودی صاحب کا پورا مضمون جانب دارانہ وغیر ذمہ دارانہ انداز پر مبنی ہے۔ مضمون میں صدر الافاضل کا ذکر جس انداز میں کیا گیا ہے ارباب علم ودانش کے لیے اس سے اندازہ لگا پانا کوئی مشکل نہیں ہے کہ ضرور صدر الافاضل نے ایسی مبنی بر حق بات خط میں ذکر کی ہوگی جس سے آنجناب کے فیصل وحکم ہونے پر زد پڑی ہو یا باطل وفاسد طبیعت پر گراں گزری ہو۔ جماعت دیوبند کے خط کو بھی نقل کیا گیا اور ان کی طرف سے بیان کی گئی باتوں کو بھی خوب حسین

انداز میں پیش کیا گیا۔ البتہ صدرالافاضل کے خطوط یا ان کے مندرجات کو نقل کرنے سے صاف گریز کیا۔ اور غیر مصالحانہ واپنی مفاہمت کے خلاف قراردے کر یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ علماے بریلی اتحاد نہیں چاہتے۔

یقیناً یہ مولانا مودودی کی فریب کاریوں اور ابلہ فریبیوں کی ہی کارفرمائی تھی کہ عقائد ونظریات میں اپنی ہم نوا و ہم خیال جماعت کی کھل کر طرف داری کی۔ ورنہ مولانا مودودی کا مطالعہ اس قدر محدود بھی نہیں ہوگا کہ انہیں علم نہ ہو کہ کس قدر کتابیں اور خطوط او شتہارات علماے دیوبند سے مصالحت واتحاد کے حوالے سے لکھے گئے، علماے اہل سنت خاص کر امام اہل سنت نے کس قدر اتحاد واتفاق کی کوششیں فرمائیں۔ کیا کیا جتن نہ کیے کہ علماے دیوبند کسی مجلس میں بیٹھ کر اپنی کفریہ عبارات پر علماے اہل سنت کے مواخذات کے جوابات دیں اور اپنی صفائی میں دو لفظ بولیں مگر برا ہوا نانیت، ضد اور ہٹ دھرمی کا کہ اس نے علماے دیوبند کو اپنے باطل نظریہ پر اڑے رہنے پر مجبور کردیا۔ امام اہل سنت کے رسائل جو خود امام کی حیات مبارکہ میں بارہا شائع ہو چکے تھے، مولانا مودودی سے چھپے نہ رہے ہوں گے۔ مولانا مودودی نے ان میں ضرور پڑھا ہوگا، کہ کس طرح امام اہل سنت نے کفریہ عبارات لکھنے والے علما سے خط وکتابت کے ذریعے رسائل ومضامین کے ذریعہ بیٹھ کر مسئلہ سلجھانے کی دعوت پیش کی۔ لیکن مایوسی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔

مولانا مودودی سے ہندوستان کے مشہور اخبارات کی اسلامی خبریں پوشیدہ نہ رہی ہوں گی انہوں نے ضرور پڑھا ہوگا کہ جس مرادآباد کا وہ ذکر کر رہے ہیں اسی شہر مرادآباد میں ۱۹۱۱ء میں کس طرح دیوبندی جماعت نے مسلمانوں میں فتنہ وانتشار برپا کیا تھا۔ اور پھر شہر کے معززو ذمہ داروں نے دونوں جماعتوں کے سرخیل علما کو مناظرہ کے لیے مدعو کیا تھا۔ مگر افسوس کہ امام اہل سنت اور علماے اہل سنت چار روز تک شہر میں جلسے کرتے رہے مگر تاریخ مقررہ اور اس کے بعد بھی علماے دیوبند خاص کر مولوی اشرف علی تھانوی مناظرہ گاہ نہ پہنچ سکے تھے۔ مرادآباد اور رامپور کے اخبارات میں اس مناظرے کی پوری روداد اور علماے اہل سنت کی اس اتحاد واتفاق پر پہل اور دیوبندی جماعت کی وعدہ خلافی وگریزپائی کو بخوبی ملاحظہ کیا ہوگا۔ اور انہیں صدرالافاضل نے آگرہ میں مودودی صاحب کو یہ ضرور بتایا ہوگا کہ مرادآباد میں، میں نے اتحاد واتفاق کی ایک بڑی کوشش ۱۹۱۱ء میں کی تھی مگر نتیجہ صفر رہا۔

اور پھر میں خود اتحاد واتفاق کی نیت سے ہی مسئلہ مابہ النزاع پر بات کرنے سہارنپور مظاہر العلوم تک جا پہنچا اور مولانا خلیل احمد انبیٹھوی صاحب سے میں نے بات بھی کی مگر وہ مرغے کی ایک ٹانگ پر ہی اڑے رہے۔ حد تو یہ کہ بدتمیزی پر بھی اتر آئے۔ اخبار اہل فقہ امرت سر اور اخبار دبدبہ سکندری کے اوراق جس پر گواہ ہیں۔ اور ہاں مولانا مودودی صاحب نے اپنے مضمون میں صدرالافاضل کی بارگاہ سے مایوسی ہو جانے کے بعد ایک بار پھر امید اتحاد پیدا ہونے کا ذکر کیا ہے۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ وہ بھی یہاں نقل کر دیا جائے۔ مولانا مودودی صاحب لکھتے ہیں:

''لیکن، کل امر مرھون باوقاتہا، ہر کام کے لیے ایک وقت مقرر ہوتا ہے اور خداے علیم وخبیر کی مصلحتیں جس کام کے لیے جو وقت مقرر کردیتی ہیں اس سے پہلے انسان خواہ کتنی ہی کوششیں کرڈالے اس کا پورا ہونا ناممکن ہے۔ خدا کی شان دیکھیے کہ جس چیز کے لیے ہم نے لاکھ سعی کی وہ ہماری کوششوں سے حاصل نہ ہوئی مگر ایک مدت گزرنے کے بعد اب خداے کارساز نے کچھ ایسی چارہ گری فرمائی کہ خود بخود ہمیں حاصل ہوتی نظر آرہی ہے۔

چناں چہ اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ علماے بریلی میں وقت کی نزاکت، اسلام کی زبوں حالت اور تجویز اتحاد کی دینی اہمیت کا کافی احساس پیدا ہوگیا ہے۔ اور جمعیت رضاے مصطفی اور اس کے ہم خیال علما کے زیر اہتمام لاہور میں ایک حزب الاحناف کا جلسہ ہورہا ہے۔ جس کے ارکان علماے بریلی کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے صحیح اسلامی تدبر کو کام میں لاکر اتحاد کے مقصد جلیل کی طرف خود اقدام کیا ہے اور ان کے ناظم مولانا حبیب اللہ صاحب کی جانب سے ایک اعلان شائع ہوا ہے جس میں اہل سنت کی دو جلیل القدر جماعتوں کے اختلافات کو موجودہ خطرات کے زمانہ میں اسلام کے لیے سخت نقصان رساں بتلاکر علماے دیوبند کو مصالحت کی دعوت دی گئی ہے۔ یہ اقدام ہمارے لیے بے حد مسرت افزا ہے۔ جیسا کہ قارئین کرام کو معلوم ہوچکا ہے۔

علماے دیوبند پہلے ہی مصالحت کے لیے آمادہ ہوچکے ہیں اب اس کے بعد صرف علماے بریلی کے آمادہ ہوجانے کی کسر تھی۔ سو الحمد للہ کہ اب وہ بھی دوستی کا ہاتھ بڑھانے کے لیے تیار ہوگئے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ علماے دیوبند ان کی اس دعوت کو ضرور قبول فرمائیں گے۔ اور بہت جلد ہمیں تمام اسلامی ہند بلکہ سارے عالم اسلامی کو یہ مژدہ جانفزا سنانے کا شرف حاصل ہوجائے گا کہ علماے امت کی جو دو جلیل القدر جماعتیں گوناگوں اختلافات کی بدولت آپس کے تفرقوں میں مبتلا ہوگئی تھیں، وہ اسلام کی رفیع شان اور اعلاے کلمۃ الحق کی خاطر اب ایک ہوگئی ہیں۔ اور ان شاء اللہ اب ان کی قوتیں ایک دوسرے کے خلاف صرف ہونے کے بجاے اسلام کی خدمت اور اعداے اسلام کے مقابلے میں صرف ہوں گی۔''

مولانا مودودی کی مذکورہ بالا عبارت میں بھی دیوبندی جماعت کی طرف داری صاف ظاہر ہے۔ مولانا مودودی نے اتحاد کے تعلق سے لکھا کہ دیوبندی جماعت پہلے ہی سے آمادہ ہے مودودی صاحب کو یقیناً معلوم ہوگا کہ دیوبندی جماعت کبھی اتحاد پر آمادہ ہوئی ہی نہیں۔ صرف کہہ دینا کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ سچ ثابت کرنے کے لیے ثبوت درکار ہوتے ہیں، جو کبھی مل ہی نہیں سکتے۔ کیوں کہ جب بھی کبھی قوم نے دونوں جماعتوں کو ملانے کی کوشش کی اور مل بیٹھ کر شرعی مسائل سلجھانے اور فتنے کو ختم کرنے کی درخواست پیش کی تو دیابنہ نے حتی الامکان پہلوتہی کی اور اگر مجبوراً کہیں مناظرہ ومباحثہ طے ہوگیا تو یا تو پہنچے ہی نہیں، یا پھر نقض امن کا بہانہ لے کر پولیس کو درمیان میں ڈال کر مناظرے سے راہ فرار اختیار کرگئے۔ یا کبھی جن اکابرین دیوبند سے مناظرہ طے ہوا وہ خود نہ پہنچے بلکہ اکابرین اہل سنت کے خلاف اپنے غیر

معیاری ولفاظ مولوی مناظر پنا کر بھیج دیے جو مناظرہ گاہ میں کبھی مخلصانہ جذبے کے ساتھ آئے ہی نہیں اور بارہا شکست کھاکر بھی قبول حق کو تیار نہ ہوئے۔کیااسی کواتحاد پر آمادہ ہونا کہتے ہیں؟؟؟؟

علاوہ ازیں مولانامودودی نے یہ مضمون لکھنے کے بعد یہ بھی معلوم کرلیا ہوگا کہ حزب الاحناف کی طرف سے جس دعوت اتحاد پر موصوف خوشی کا اظہار کررہے تھے ہزار قول وقرار کے بعد بھی دیوبندی جماعت اس دعوت پر وقت مقررہ پر نہیں پہنچی۔اس دعوت اتحاداور دیوبندی جماعت کی شکست وفرار کی داستانیں بھی مودودی صاحب نے بعد میں اخبارات میں ضرور ملاحظہ کی ہوں گی مگر حق بیانی کی جرات نہ کرسکے،کہ بعد میں الجمیعۃ کے کسی مضمون میں اسی عنوان پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے لکھ دیتے کہ علماے بریلی توہمیشہ دعوت اتحاد دیتے ہیں اور دعوت گاہ میں وقت سے پہلے پہنچتے ہیں مگر دیوبندی جماعت ہی راہ فرار اختیار کرتی ہے۔اور پھر اس دیوبندی جماعت کے گریز وفرار پر افسوس جتاتے ہوئے دوآنسو بہاتے تو ہمیں بھی پتہ چلتا کہ مولانامودودی صاحب کے پاس انصاف نام کی کوئی چیز بھی ہے۔

خیر مولانامودودی کے مضمون سے اس قدر خبر تو ملی کہ صدرالافاضل نے دیوبندی مختلف فیہ مسائل کے معاملے میں تصفیہ ہوجانے اور دیوبندی اتحاد سے متعلق اتفاق کا اظہار فرمایا تھا۔اگر مولانامودودی صدرالافاضل کے خطوط نقل کردیتے تو تصفیہ کی شرطیں،اوراتحاد کے اصول وضوابط بھی معلوم ہوجاتے۔اوراندازہ بھی ہوجاتا کہ مولانا مودودی جسے غیر مصالحانہ قراردے رہے ہیں دراصل اسی کے ساتھ مصالحت وابستہ ہے ورنہ تومداہنت ہے۔

باب ۱۷

جلسوں میں شرکت و خطابت و مختلف اسفار

غریق بحر عشق مصطفیٰ صدر الافاضل ہیں
علوم معرفت کے آشنا صدر الافاضل ہیں
اگر احمد رضا ہیں ہند کے خورشید تابندہ
تو ماہ تام عرفان ہدیٰ صدر الافاضل ہیں
سواد اعظم ان دونوں کو آنکھوں میں بٹھاتا ہے
رضا کے بعد دیں کے پیشوا صدر الافاضل ہیں

مولانا حافظ محمد پیر بخش بلوچ مدرسہ انوار العلوم ملتان

صدر الافاضل اپنے وقت کے عظیم مفکر، دانشور، مدرس، قائد، مصنف، لیڈر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم خطیب بھی تھے۔ آپ کو خطابت میں ملکہ حاصل تھا۔ دور طالب علمی ہی سے آپ کی خطابت کا شہرہ تھا۔ اور ہر سو تھا۔ علما وعوام میں یکساں مقبولیت حاصل تھی۔ آپ کا خطاب مذہبی، شرعی، علمی، تاریخی، تحقیقی، سیاسی، سماجی، ملی تمام مسائل پر ہوتا۔ عموماً آپ حالات حاضرہ پر خطاب فرماتے تھے۔ انداز خطابت اس قدر عمدہ کہ عوام کے ساتھ علما بھی عش عش کر اٹھتے۔ آسان الفاظ اور مختصر سے وقت میں بڑی بڑی باتیں کہہ جاتے تھے۔ آپ میدان خطابت کے بہترین شہسوار تھے۔ پیشہ ور خطیب ومقرر نہ تھے کہ چند تقاریر رٹ لیں اور پوری زندگی انہیں کو ہر محفل میں دہراتے رہے۔ آپ کی تقریر قرآن واحادیث اقوال فقہا وفرامین اولیا کی آئینہ دار، فصاحت وبلاغت، متانت وسنجیدگی سے لبریز، اخلاص اور علم وحکمت کا سرچشمہ ہوا کرتی تھی۔ آپ مافی الضمیر کو عوام وخواص کے قلوب میں اتارنے کا ہنر جانتے تھے۔ نباض ایسے کہ وہی بیان کرتے جسے عوام وخواص سب پسند کرتے۔ سخت سے سخت بات کو آسان انداز میں بیان کرنے کی صلاحیت اللہ نے آپ کو ودیعت فرمائی تھی۔ آپ کی تقریر نکتہ سنجیوں، علمی باریکیوں، ادبی موشگافیوں سے مزین ہوا کرتی تھی۔ عقلی ونقلی دلائل کی بہتات ہوتی۔ عوام وخواص اپنے اور بے گانے سبھی آپ کے کمال خطابت کے معترف ومداح تھے۔ پورے ملک میں خطابت کے لیے آپ کے بلاوے آتے تھے۔ اور آپ نے پورے ملک میں کثرت سے بحثیت خطیب دورے فرمائے ہیں۔ عمر کے آخری پڑاو تک آپ نے جلسوں میں شرکت وخطابت فرمائی ہے۔

تاثرات مشاہیر

ہم پہلے آپ کی خطابت کے حوالے سے اہل علم کے قیمتی تاثرات نقل کرتے، جس سے آپ کی خطیبانہ شان کا اندازہ کیا جاسکے۔ اس کے بعد ملک بھر میں بحثیت خطیب جلسوں میں آپ کی شرکت وخطابت کی تفصیل پیش کی جائے گی۔ ارباب علم ودانشوران قوم کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں:

مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی

”ہمارے وفد کے **بہتر رکن حضرت مولانا المحترم مولوی محمد نعیم الدین صاحب زیدت برکاتہ** نے اسلام کی شان وشوکت اور موجودہ حالت پر دل گداز تقریر فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجمع ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا۔ اور مسلمانوں کے دل اسلامی جوش سے لہریں مار رہے تھے...... جلسے کے ختم کے بعد جابجا اس وعظ کے چرچے تھے“

[اخبار دبدبہ سکندری: ۱۹ر فروری دوشنبہ ۱۹۲۳ء ص، ۸]

ملک العلماء علامہ ظفر الدین رضوی بہاری

''**حضرت صدرالافاضل، استاذ العلما، جامع معقول و منقول، حاوی فروع واصول، واعظ شیریں زباں، مقرر جادوبیاں، مجی مخلصی جناب مولانا مولوی حافظ حکیم حاجی سید نعیم الدین صاحب اشرفی رضوی پرنسپل جامعہ نعیمیہ مرادآباد**...... میں یقین کرتا ہوں کہ آج کی تقریر سے دس سال کی کلفت ہم لوگوں کی دور ہو جائے گی۔ اور آپ کی تقریر ہماری دینی، ایمانی، روحانی مسرتوں کا باعث ہوگی۔'' [تنویر السراج فی ذکر المعراج۔ مخطوطہ: ص ۲،۳]

تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی مرادآبادی

''تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی آپ کی خطیبانہ شان کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

تقریر میں وہ تسخیر ہے کہ دشمن بھی مدح کرنے پر مجبور ہوتا ہے قوت دلیل زور بیان کے سامنے کسی سرکش کی مجال نہیں کہ گردن اٹھا سکے۔ ہندوستان کے بڑے بڑے مشہور افاضل جن کے علمی فیض کے احاطے بہت وسیع ہیں انہوں نے عام مجمعوں میں **حضرت صدرالافاضل** کا وعظ سن کر بے تکلف فرمادیا ہے کہ یہ حقائق یہ علوم یہ طرز بیان **حضرت صدرالافاضل** کے ساتھ خاص ہے۔ آج تک ان علوم سے کان آشنا نہ ہوئے تھے۔ قرآنی علوم کے بیان کرنے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت کی زبان مبارک کو ایک خاص منزلت عطا فرمائی ہے۔ ہر گوشہ ہند کے مسلمان تقریر سننے کی تمنا میں رہتے ہیں۔ اور جہاں حضرت کی تقریر کا اعلان ہوتا ہے دور دور سے طالبان صادق سفر کر کر کے پہنچتے ہیں۔''

[ماہنامہ السواد الاعظم: ذیقعدہ و ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ ص ۱۴]

اور فرماتے ہیں:

''جن صاحبوں کو **حضرت مدظلہ** کی تقریر سننے کا اتفاق ہوا ہے وہ جانتے ہیں کہ ان کی تقریر کی خصوصیات میں سے یہ بات ہے کہ جو کلمہ زبان مبارک سے ادا ہوتا ہے دلوں میں گھر کرتا چلا جاتا ہے۔ مخالفین اور غیر مسلم لوگ بھی اس بات کے معترف ہیں کہ حضرت کا زور بیان اور قوت دلیل دلوں کو اس مضمون کے تسلیم کرنے پر مجبور کرتی ہے جو وہ بیان فرماتے ہیں، جس مسئلہ پر تقریر فرمادی دل نشین ہوگئی۔ مجمع کے قلوب کے لیے ان کی تقریر عمل تسخیر ہے۔ حاضرین کے خیالات اتباع کرتے چلے جاتے ہیں اگر کوئی متردد آتا ہے تو بیان سننے کے بعد مطمئن ہو کر اٹھتا ہے۔ مجمع تعریف کرتا ہوا لوٹتا ہے۔ اور ایک ایک وعظ کے مدتوں چرچے رہتے ہیں۔ آج اللہ کے فضل سے **حضرت** کی زبان مبارک نے ہندوستان میں علوم کی وہ گہر افشانی فرمادی ہے کہ خطہ خطہ اسلامی دولتوں سے مالا مال ہوگیا۔ الحمد للہ کہ طوفان وہابیت نے جو فتنہ پیدا کیا تھا اس کی آگ ٹھنڈی پڑ گئی۔ اور وہابیہ نے استعانت کے طور پر اپنے جن طواغیت کو بلایا اور جمع کیا ان کی تمام تار پود کنسج العنکبوت نیست و نابود ہوگئی۔ اب وہابیہ کے لیے بجز اس کے اور کوئی چارہ کار باقی

نہ رہا کہ وہ گھر میں بیٹھ کر کوسا کریں، یا غصہ میں آکر گالیاں دیا کریں۔ یا اپنے پہلوں کے طریقہ پر افترآت سے کام لیں۔ بہر حال اس وقت تو سناٹا ہے۔ اہل شہر کی تمناؤں نے مجبور کیا جو حضرت مدظلہ کو اتنے طویل عرصہ مسلسل تقریروں کی تکلیف برداشت فرمانی پڑی۔ ورنہ بحمد اللہ تعالیٰ حضرت مدظلہ العالی کے متوسلین ونیاز منداس قدر کثرت سے ہیں اور ماشاء اللہ ایسا علم وفضل رکھتے ہیں کہ مخالف ان کے سامنے دم نہیں مار سکتے۔"

[ماہنامہ السوادالاعظم: شوال وذیقعدہ ۱۳۵۰ھ۔ ص۱۶ تا ۱۸]

اور فرماتے ہیں:

"ملک نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ آج سرزمین ہند میں **حضرت موصوف** کے زبان وقلم کو اللہ تعالیٰ نے جو کمال دیا ہے اس کی نظیر موجود نہیں ہے، اس کا مخالفین کو بھی اعتراف ہے۔ غیر مسلموں کو بھی اقرار ہے۔ جہاں جس مجمع میں کسی مبحث پر تقریر فرمادی، دل تسخیر کرلیے۔ اور بڑے بڑے نامدار افاضل اور شہرہ آفاق متبحر علما کو یہ کہتے سنا کہ جو مضامین **حضرت** نے بیان فرمائے ان سے کبھی کان آشنا نہ تھے۔ دلائل کے زور وقوت کا یہ عالم کہ مخالف کو سر اٹھانے کی تاب باقی نہیں رہتی۔ اور ہر صاحب علم وانصاف یہ کہنے کے لیے مجبور ہوجاتا ہے کہ جو آپ فرماتے ہیں وہ واجب التسلیم ہے۔ حسن بیان اور لذت کلام کا لطف تو سننے والوں ہی سے پوچھیے جو حضرت کی یاد میں تڑپتے رہتے ہیں اور ملک کے گوشے گوشے کو تمنائیں رہتی ہیں۔ اور **حضرت** اپنی عدیم الفرصتی کے باعث وقت نہیں دے سکتے۔ دور دراز مقامات کے لیے بھی جب بہت سے اصرار مجبور کرتے ہیں تو ایک تقریر کا وقت بمشکل انہیں دیا جاتا ہے۔ اور وہ لوگ اس کو بہت غنیمت جانتے ہیں۔ اور مدتوں تک اس ایک تقریر کے مزے لیتے رہتے ہیں۔ **حضرت** کو اتنا وقت دینا بھی بہت دشوار ہے اور اس میں بہت نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ دور دراز کے لوگ **حضرت** کے بیان کے لیے جس قدر بھی شوق رکھیں کم ہے۔ مرادآباد میں تو روزانہ بعد فجر بیان ہوتا ہے، اس پر بھی سامعین پروانے کی طرح بے تاب ہوتے ہیں۔ اوراور تمام مجمع وارفتہ بنا رہتا ہے۔ خدا جانے کلام میں کیا تاثیر ہے، بیان میں کیا کشش ہے، کہ روز سننے والے بھی تشنہ رہتے ہیں۔ ایسی حالت میں دور والوں کو حضرت کی تقریر مبارک سے بہرہ اندوز بنانے کا فخر السوادالاعظم کو حاصل ہے۔"

مزید فرماتے ہیں:

"منقولات کو معقولات کے پیرایہ میں بیان کرنا اور روایات کو عقلیات کے لباس میں جلوہ دینا کارے دارد! مشکل ہے۔ اور اتنا مشکل کہ **حضرت صدرالافاضل مدظلہ** کے سوا آج تک ہم نے کسی دوسری زبان کو یہ کام انجام دیتے نہیں دیکھا۔ مگر **حضرت** کو اللہ تعالیٰ نے یہ ملکہ عطا فرمایا ہے کہ منقولات کو جب آپ عقلی پیرایہ میں ادا فرماتے ہیں تو کٹے سے کٹا نیچری جو روایات پر اپنی کم علمی اور خشک دماغی سے تمسخر کرنے کا عادی ہوتا ہے وہ بھی گردن جھکا دیتا ہے.... ان

کے لیے ایسے ہی علامہ کی ضرورت ہے کہ جو اسلامی روایات کو ایسے انداز سے ثابت کرے کہ تفلسف کے غریق بھی حق بجا پکار اٹھیں۔ اور ان کے اوہام کی ظلمتیں دلائل کی روشنی سے نیست و نابود ہو جائیں..... الحمد للہ ہمارے سر پر ابھی تک ایسے حامی اسلام اور پیشوائے دین موجود ہیں جو ہماری اس مایوسی کو دور کر دیتے ہیں اور حیرت ناک منظر ہمارے سامنے پیش کر دیتے ہیں اور ان کی تقریر سے روایات کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔"

[ماہنامہ السواد الاعظم: جمادی الاخریٰ ۱۳۵۳ھ۔ ص ۷،۸]

قاضی احسان الحق نعیمی بہرائچی

قاضی احسان الحق نعیمی آپ کی گوناگوں مصروفیات، جلسوں میں آپ کی شرکت و خطابت، آپ کی خطیبانہ شان، بلیغانہ انداز، فصیحانہ تکلم، ساحرانہ لب و لہجہ کی دل آویز جلوہ سامانیوں او جلسوں میں آپ کے ورود مسعود پر اہل محبت کی شادمانیوں کا حسین و دل کش نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں:

"**حضرت صدر الافاضل مدظلہ** کے مشاغل بہت زیادہ ہیں۔ ایک ذات ہے اور اس کے لیے کاموں کا ہجوم ہے۔ ہندوستان بھر کے استفتے چلے آتے ہیں۔ مدرسہ کی نگرانی۔ ان طلبہ کی تعلیم کا سرانجام جو **حضرت** ہی کی امید پر اپنے وطن ترک کر کے غربت و سفر اختیار کرتے ہیں۔ تصنیف و تالیف، وعظ و تقریریں، مطب کے مشاغل اور دوسرے ضروری دینی کام۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے اس کا کرم اپنے جس بندے سے جو چاہے کام لے، ورنہ اس قدر کاموں کا ہجوم انسان کو متحیر کر دیتا ہے۔ کیا کرے کیا نہ کرے۔ بضرورت **حضرت** نے سفر کم کر دیے ہیں۔ اور بہت سی استدعاؤں پر عدیم الفرصتی کی معذرت کرنا پڑتی ہے۔ اور بہت سے مقامات پر **حضرت** اپنے تلامذہ اور نیاز مندوں کو بھیج دیتے ہیں۔ پھر بھی جس ذات کے ساتھ ہندوستان بھر کی عقیدت وارادت مندی کا تعلق ہے کس طرح ممکن ہے کہ وہ قطعاً سفر موقوف کر سکیں۔ بسا اوقات اس طرح کے اصرار اور التجائیں ہوتی ہیں اور اکابر ملت و مخلص احباب کے زور ڈالے جاتے ہیں جن سے **حضرت** کو مجبور ہی ہونا پڑتا ہے۔

اور ہونا بھی چاہیے کیوں کہ **حضرت** کی تقریر میں وہ تسخیر قلوب ہے کہ مخالف تک بھی اس کے معترف ہیں۔ قوت دلائل و زور بیاں کا یہ عالم ہے کہ ہر شخص پر مسئلہ کی حقانیت واضح ہو جاتی ہے۔ اور شک و اشتباہ تردد و تامل کا نام و نشان باقی نہیں رہتا۔ جو براہین **حضرت** کسی مدعا پر قائم فرماتے ہیں، وہ سننے والے کو پہاڑ سے زیادہ وزنی معلوم ہوتی ہیں۔ جس مقام پر **حضرت** کی ایک تقریر ہو گئی ہے وہاں کے لوگ برسوں اس کے مزے لیتے رہتے ہیں۔ بڑے بڑے علما اور اکابر فضلا کو یہ کہتے سنا ہے کہ ان حقائق و دقائق سے کان آشنا نہ تھے۔ جہاں **حضرت** کی تشریف آوری کا اعلان کر دیا جاتا ہے وہاں قرب و جوار کے مسلمان **حضرت** کے شوق میں اس کثرت سے پہنچتے ہیں کہ جلسہ گاہیں تنگ ہو جاتی ہیں۔ جابجا کے لوگ **حضرت** کے نام نامی سے فائدہ اٹھانے کے لیے ایسا ہی کرتے ہیں کہ منظوری سے قبل ہی **حضرت**

کی تشریف آوری کی امید شائع کر دیتے ہیں۔ اور اس سے مجمع بڑھانے کا فائدہ اٹھاتے ہیں، ایسا نہ کرنا چاہیے۔ اور جب تک حضرت وعدہ نہ فرمالیں تشریف آوری کی اطلاع ہرگز شائع نہ کی جائے۔ جہاں تشریف لے جاتے ہیں اطلاع ملنے پر راستہ کے درمیانی اسٹیشن پر جماعتیں کی جماعتیں دیدار کے لیے پہنچتی ہیں۔ اور قدم بوس ہوتی ہیں جہاں تشریف لے جاتے ہیں وہاں بڑی شوکت وشان کے ساتھ جلوس نکالے جاتے ہیں۔ کہیں حضرت کی خدمت میں سپاس نامے پیش کیے جاتے ہیں۔ کہیں مدحیہ قصائد پڑھے جاتے ہیں۔ ورود مبارک سے گھر عید ہو جاتی ہے۔ اور شادمانی سے دل باغ باغ نظر آتے ہیں۔ اگرچہ حضرت اپنی قلت فرصت کے باعث بہت ہی کم وقت عنایت فرماتے ہیں اور بیشتر ایک ہی تقریر کا وقت دیا جاتا ہے۔ مگر وہ ایک تقریر دوسروں کے مہینوں کے مسلسل بیانوں سے زیادہ نافع ہوتی ہے۔ ماہ ربیع الاول، ربیع الآخر، رجب، شعبان یہ ایسے مہینے ہیں کہ ملک کا گوشہ گوشہ حضرت کے ورود مسعود کا تمنائی اور آرزومند ہوتا ہے۔"

[ماہنامہ السواد الاعظم مرادآباد: صفر ۱۳۵۲ھ۔ ص ۱۵، ۱۶]

ابوالحسنات علامہ سید محمد احمد نعیمی

راناڈھول پور میں آپ کی خطابت کے حوالے سے علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد نعیمی لاہوری رقم طراز ہیں:

"حضرت کی پہلی تقریر نے راناڈھولپور کے آزاد طبقہ کو مسخر کیا۔ اور بداعتقاد جماعت کے افراد کو اتنا مسحور فرمایا کہ دوسری تقریر میں ہماری نظروں نے دیکھا کہ ایک کافی اجتماع ایک طرف سے آیا اور جلسہ گاہ میں بیٹھ گیا.... مبحث تقلید کا تھا اور اسی پر آپ کی تقریر تھی۔ مگر اس طرح اس کو دلچسپ بنایا کہ سامعین میں سے موافق و مخالف سب حیرت جلوہ گری بنے ہوئے تھے۔.... پھر تقریر ہوئی تو میرا خیال اگر غلطی نہیں کرتا تو میں یہ کہوں گا کہ یہ تقریر اپنی جامعیت میں اپنی مثال آپ میں تھی۔" [ہفت روزہ سواد اعظم لاہور کا حیات صدر الافاضل نمبر: ۱۲، ۱۹/ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹، ۲۶/ جون ۱۹۵۹ء۔ ص ۳۴، ۳۵]

مولانا سید شاہ رشید الدین فردوسی بہار

خانقاہ رشیدیہ بہار کے سجادہ نشین مولانا سید شاہ رشید الدین فردوسی رقم طراز ہیں:

"حالات حاضرہ پڑھ کر بے حد دل خوش ہوا۔ آنکھیں کھل گئیں۔ آپ نے اس اجمال میں ساری باتوں کا فیصلہ کر دیا ہے منصف مزاج کے لیے یہ تقریر کافی ہے۔ میں حالات حاضرہ کو پڑھ کر خوشی سے لوٹ پوٹ ہو گیا۔ اور دل باغ باغ ہو گیا۔ واللہ آپ کی تقریر عجیب پر تاثیر ہوتی ہے۔ آپ پر میں قربان جاؤں یہ سحر بیانی آپ کا حصہ ہے۔ زبان لطیف و شیریں اس پر علمی زور اور پھر اردو نہایت بلیغ و فصیح۔ ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

فقیر رشید الدین [ماہنامہ السواد الاعظم: ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ۔ ص ۲]

فخر ملت مولانا نذیر الاکرم نعیمی مراد آبادی

خطیب یورپ وایشیا فخر ملت حضرت علامہ نذیر الاکرم نعیمی مراد آبادی، آپ کے خطیبانہ رنگ وآہنگ کو اپنے الفاظ میں اس طرح بیان کرتے ہیں لکھتے ہیں:

"آپ کی تقریر بھی اگرچہ اس میں اشعار وغیرہ کی رنگینی نہیں ہوتی تھی لیکن دلکشی اور جاذبیت کا یہ عالم تھا کہ تقریر کا ایک جملہ بھی چھوڑنے کو کسی کا دل گوارا نہیں کرتا تھا۔ معلوم یہ ہوتا تھا کہ علم وعرفان کی بارش ہو رہی ہے فیض کا دریا موجیں مار رہا ہے۔ آیات کریمہ واحادیث شریفہ سے فضائل رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے ایسے ایسے نکات استنباط فرماتے تھے کہ بڑے بڑے علما دنگ رہ جاتے تھے۔ ایک ایک آیت پر ہر مرتبہ نیا ہی مضمون، نیا ہی بیان ہوتا تھا۔ آپ کی تقریر کے بعد سامعین کو کسی دوسرے مقرر کی تقریر پسند نہیں آتی تھی۔

یہی وجہ تھی کہ جلسوں میں **حضرت علیہ الرحمہ** کی تقریر بالعموم سب سے آخر میں رکھی جاتی تھی۔ جس موضوع پر تقریر فرماتے تھے حقائق واسرار کے دریا بہا دیتے تھے۔ ایک ایک لفظ سامعین کے دلوں میں اترتا ہوا چلا جاتا تھا۔ اسی اسی لیے ہر جگہ لوگ آپ کی تقریر سننے کے لیے اس طرح مشتاق اور بے تاب رہتے تھے جس طرح پیاسا پانی کے لیے۔ غرض ہر علم وفن میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ فلسفہ ومنطق کے ادق اور دشوار ترین عقدوں کو اشاروں میں حل کر دینا، شریعت وطریقت کے پیچیدہ مسائل کو آسانی سے سلجھا دینا آپ کی ایک معمولی بات تھی۔ مخالفین بھی آپ کی قابلیت کا لوہا مانے ہوئے تھے۔ اور پر زور الفاظ میں اس کا اعتراف کرتے تھے۔"

[ماہنامہ پاسبان الہ آباد کا مجدد نمبر: نومبر، دسمبر ۱۹۵۵۔ ص ۷۲، ۷۳]

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کا تاثر

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے "ماہنامہ النعیمیہ" میں اپنے عنوان "میں نے صدر الافاضل کو دیکھا" کے تحت صدر الافاضل کی خطیبانہ شان بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"میرا طالب علمی کا زمانہ تھا۔ لاہور کے سیاسی اور مذہبی جلسوں میں برصغیر کے شعلہ بیان مقررین آتے اور حد نگاہ تک پھیلے ہوئے مجمع کے سامنے تقاریر کرتے۔ انجمن مرکزی انجمن حزب الاحناف کے سالانہ جلسے لاہور کی تاریخی مسجد وزیر خاں میں ہوتے، علمائے اہل سنت کے خطابات سے دل زندہ ہو جاتے۔ مسجد کا صحن لبالب بھرا ہوا ہوتا۔ پیر سید جماعت علی شاہ، حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی، مولانا امجد علی اعظمی، مولانا حامد رضا بریلوی، **مولانا سید نعیم الدین**

مرادآبادی تقریریں کرتے۔ مسجد وزیر خاں کے جلسے دیدنی اور تقاریر شنیدنی ہوتی تھیں۔ علمائے کرام کی جلسہ گاہ میں آمد ایک ایمان افروز منظر ہوتا تھا۔ اور اسٹیج پر تقریباً تین سو علما و مشائخ تشریف فرما ہوتے تھے۔

صدرالافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی بڑی وجیہ شخصیت کے مالک تھے۔ کرتہ اور چوڑی دار (علی گڑھی) پاجامہ زیب تن فرماتے۔ اور سر پر انابی رنگ کی بڑی سی دستار ہوتی۔ اس دور میں آج کل کی طرح طرز لگا کر تقریریں کرنے کا رواج نہیں تھا، لیکن تقریریں سادہ ہونے کے باوجود بڑی پر اثر ہوا کرتی تھیں۔ **حضرت صدرالافاضل** تقریر شروع فرماتے تو خطبہ کے ساتھ ہی اشک بار ہو جاتے اور سیرت رسول پاک کے واقعات اتنے پر سوز انداز اور گلو گیر آواز میں بیان کرتے مجمع کو تڑپا کر رکھ دیتے، خود بھی جتنی دیر تقریر کرتے اشک بار رہتے اور لوگوں پر بھی رقت طاری رہتی۔" [ماہنامہ النعیمیہ: ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ مطابق فروری ۲۰۰۴ء۔ ص ۲۲]

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی

شارح بخاری جنھوں نے آپ کے خطابات سنے ہیں اور آپ کی تقریروں سے خوب مستفیض ہوئے، وہ آپ کی خطیبانہ شان و مقررانہ مقام کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"**حضرت صدرالافاضل فخر الاماثل استاذ العلماء علامہ نعیم الدین صاحب قدس سرہ العزیز** باں فضل و کمال کے علم و فضل کے ساتھ ساتھ خطابت کے بادشاہ تھے۔ گاندھویوں نے اپنی مطلب برآری کے لیے مسٹر ابوالکلام آزاد کو تقریری میدان میں بہت شہرت دی اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ ایک جادوگر مقرر تھا۔ لیکن حقیقت میں اپنے وقت کے **ابوالکلام حضرت صدرالافاضل** تھے۔ تقریر کرتے تو ایسا محسوس ہوتا کہ کوثر و تسنیم کے جام چھلکا رہے ہیں۔ زبان ایسی شیریں، شستہ کہ معلوم ہوتا کہ ذہن مبارک سے الفاظ نہیں نکل رہے ہیں رحیق مختوم کی پھوہار برسا رہے ہیں۔ ایسی گرجدار آواز اور پر کشش کہ سننے والا دم بخود رہ جاتا۔" [صدرالشریعہ نمبر، ماہنامہ اشرفیہ: اکتوبر، نومبر ۱۹۹۵ء۔ ص ۵۰ تا ۵۲]

محترم افضل ایڈوکیٹ لاہوری

صدر الافاضل کے خادم خاص محترم افضل اشرفی ایڈوکیٹ کا بیان ہے:

"اکثر میں نے ان کو سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی تقریر کرتے سنا۔ اور تقریر کے دوران جیسے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے تو بے اختیار رونے لگتے اور سامعین بھی آپ کی تقریر سنتے تو ایسا اثر ہوتا کہ سامعین بھی اشک بار ہو جاتے تھے۔ ہر موضوع پر تقریر کرتے تھے سیاسی موضوعات پر بھی گفتگو ہوتی رہتی۔ لیکن زیادہ تر سیرت پر بولا کرتے تھے۔ تیاری کی ان کو ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ ویسے جب بھی کہیں جانا ہوتا تو ضرور مطالعہ فرماتے تھے۔" [ماہنامہ النعیمیہ لاہور: فروری ۲۰۰۴ء۔ ص ۳۲]

مولانا محمد بخش لاہوری

مولانا محمد بخش مسلم بی اے لاہوری آپ کی خطیبانہ شان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”**حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی طاب اللہ ثراہ**، بہت بڑے مفسر، ممتاز، محدث، اعلیٰ درجہ کے فقیہ، فاضل، مناظر اور منور الفکر واعظ و مقرر تھے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ مبارک میں نے مسجد وزیر خاں میں سنا ہے، آپ نے قرآنی نکات اس انداز سے بیان فرمائے کہ علما کے ساتھ عوام بھی بے حد اثر پذیر ہوئے۔ آپ کی باتیں میٹھی تھیں، ہدایتیں بزرگانہ تھیں۔ جن سے اختلاف تھا ان کا ذکر یوں کیا کہ جیسے طبیب بیمار کا علاج کر رہا ہے اور ایک راستہ شناس اس شخص سے جو پگڈنڈی سے ہٹا ہوا غلط راہ پر گامزن ہے محب انسانیت رہبر یہ کہہ رہا ہے کہ ؎

ترسم کہ بکعبہ نہ رسی اے اعرابی
کیں راہ کہ تو می روی بہ ترکستان است

کلام میں استدلال کی پختگی بہت تھی، مگر دل آزارانہ رنگینی تلخی اور تیزی نہیں تھی۔ رنج ہے کہ ان کے ارادت کیشوں میں سے کسی نے ان کے مواعظ حسنہ کو قلم بند نہ کیا۔ اگر وہ مطبوعہ صورت میں ہوتے تو ملت کے کام آتے۔“ [سواد اعظم لاہور، حیات صدر الافاضل نمبر: ۱۹، ۲۶ر جون ۱۹۵۹ء۔ ص ۳۷، ۳۸]

مفتی اعظم راجستھان مفتی اشفاق حسین نعیمی

”میں اگر متاثر ہوں تو ان کی ایک تقریر سے متاثر ہوں، اس وقت غالباً ہدایۃ النحو پڑھتا تھا۔ وہ مدرسہ اہل سنت اجمل العلوم کے جلسے میں تشریف لائے تھے۔ اس تقریر کی لذت میں آج بھی محسوس کرتا ہوں۔ افسوس کہ وہ تقریر ریکارڈ نہیں ہو سکی۔ ڈیڑھ گھنٹہ بولے، ایسے نکات بیان کیے جو آج تک میرے ذہن میں محفوظ ہیں۔ اس کے بعد تو میرا یہ حال ہو گیا کہ جہاں جہاں ان کی تقریر ہوتی میں سننے کے لیے پیدل وہاں جاتا تھا۔“

[معارف مفتی اعظم راجستھان: ص ۴۱۴]

علامہ عبد الحکیم شرف قادری

”فن خطابت میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ اشعار تحت اللفظ پڑھتے تھے مگر گفتگو اتنی پر اثر ہوتی کہ مخالفین کو بھی اعتراف فضیلت کرنا پڑتا۔ حق بیان کرنے میں کسی کو خاطر میں نہ لاتے۔“

[ماہنامہ النعیمیہ لاہور: فروری ۲۰۰۴ء ص ۱۵]

جلسوں میں شرکت وخطابت

اکابر علما و دانشوران قوم کے مذکورہ تاثرات پڑھنے کے بعد یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں کہ صدرالافاضل اپنے دور کے ممتاز و منفرد خطیب اور بے مثال مقرر تھے۔ فراغت کے بعد آپ نے باضابطہ جلسوں میں شرکت و خطابت شروع کردی تھی۔ افسوس کہ آپ کے خطابات محفوظ نہ کیے جاسکے۔ ورنہ ایک بہت ہی علمی و تاریخی ذخیرہ ہمارے پاس ہوتا۔ جس سے ایک جہاں مستفید ہوتا۔ ہم نے حتی المقدور کوشش کی کہ آپ کے خطابات حاصل ہوں مگر خاطر خواہ کامیابی نہ مل سکی۔

ہاں البتہ ہندو پاک کے جلسوں میں آپ کی شرکت و خطابت کے حوالے سے کچھ خبریں اخبارات و رسائل سے حاصل ہوئیں، جن میں کہیں کہیں آپ کی خطابت کے کچھ الفاظ بھی منقول ہیں۔ اس طرح آپ کے خطابات کا معمولی حصہ منقول شکل میں میسر آیا۔ ہم یہاں بحیثیت خطیب آپ کے دورے اور جلسوں میں آپ کی شرکت و خطابت کی تفصیل اخبارات و رسائل کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

شہر مرادآباد کے جلسوں میں شرکت وخطابت

مرادآباد آپ کا آبائی وطن ہے۔ یہیں سے آپ نے اپنا خطیبانہ سفر شروع کیا ہے۔ ہم بھی یہیں سے آغاز کرتے ہیں۔ اور مرادآباد کے جلسوں میں آپ کی شرکت و خطابت کی تفصیل پیش کرتے ہیں۔ ہم یہاں انہیں جلسوں کی تفصیل پیش کریں گے جن کا تفصیلی بیان دوسرے ابواب میں نہ ہوا ہو۔

جامعہ نعیمیہ میں صدرالافاضل کا خطاب اور چند غیر مسلموں کا مشرف باسلام ہونا

انجمن اہل سنت و جماعت یعنی جامعہ نعیمیہ مرادآباد، میں ۲۰ر فروری ۱۹۱۵ء کو ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں صدرالافاضل نے نہایت ہی ایمان افروز خطاب فرمایا۔ خطاب کے دوران جامعہ نعیمیہ میں آپ کے ہاتھوں پانچ ہندوؤں کے ایمان لانے کا واقعہ بھی بیان فرمایا۔ اور نومسلموں کے معاشی مشکلوں کے حل کی بہترین تجویز پیش کی۔ اور انجمن کی طرف سے ان کی تجارتی معاونت کی ذمہ داری بھی لی۔ ساتھ ہی جامعہ نعیمیہ کے امتحان میں طلبہ کی اعلیٰ کارکردگی اور محنتوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔ اور ممتحن حضرات سے مدرسے کے طلبہ کی صلاحیتوں کو بیان کرنے کی درخواست کی۔ آپ کی تقریر کے بعد ممتحن حضرات نے بچوں کی محنتوں، صلاحیتوں کو خوب خوب سراہا، اور خوب تعریف کی۔

اس جلسے کی مکمل روداد تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی مہتمم مدرسہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد نے تحریر فرمائی۔ جسے ہم من وعن نقل کررہے ہیں ملاحظہ ہو:

"۲۰ر فروری ۱۹۱۵ر کو انجمن اہل سنت وجماعت مرادآباد کا غیر معمولی اجلاس انجمن کے مکان میں بصدارت عالی جناب نواب حکیم حامی الدین خاں صاحب رئیس مرادآباد بوقت ۷ر بجے شام منعقد ہوا۔ مجمع کثیر تھا۔ قرآن پاک کی تلاوت سے جلسہ کا افتتاح ہوا۔ اس کے بعد شہر کے نعت خوانوں نے سردار دوعالم علیہ الصلاۃ والسلام کی نعت سے حاضرین کے دل ودماغ کو تازہ کیا۔ سب سے پہلے جناب مولانا مولوی عبد الحمید علی حیدر صاحب نے تقریر فرمائی، جس سے حاضرین کو عمدہ عمدہ نصائح ہاتھ آئے۔ ان کے بعد جناب مولانا مولوی صوفی حکیم محمد انوار صاحب متوطن پیلی بھیت نے حقانیت اسلام پر ایک مبسوط اور مدلل تقریر فرمائی۔

مولانا صاحب موصوف کا طرز بیان سلاست الفاظ، بندش عبارت، عرض ادلہ، دلنشین اور قابل ستائش ہے۔ پھر **عالی جناب مولانا مولوی حافظ حکیم قاری محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مدظلہ ناظم انجمن** نے پہلے اسی مضمون پر تقریر فرمائی۔ اور یہ بتایا کہ اسلام اور بانی اسلام تبلیغ وارشاد میں کسی کے دست نگر نہیں۔ آج بھی وہ گنبد سبز سے ہاتھ نکال کر مشارق ومغارب سے تسخیر قلوب کررہے ہیں۔ اس کا مجسم ثبوت یہ پانچ نفوس ہیں جن کو میں آپ کے سامنے پیش کررہا ہوں۔ یہ قوم کے کایستھ ہیں۔ موضع بھورا ضلع بدایوں ان کا وطن ہے۔ مذہبی عقیدت کی امنگیں ان کو ہریدوار لے گئی تھیں۔ لیکن سلطان مدینہ کی تابش جمالی نے اپنی طلب میں دیوانہ کرکے ہردوار سے انجمن اہل سنت وجماعت مرادآباد میں پہنچاکر مشرف باسلام کیا۔ اور اپنی غلامی کا دبقہ ان کی گردن میں ڈال دیا۔ یہ رام رام جپنے والے آج، لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے بلند کررہے ہیں یہ کہہ کر حضرت موصوف مدظلہ نے نومسلموں کو پیش کیا۔

دیبی پرشاد نے جس کا اسلامی نام غلام رسول رکھا گیا ہے۔ بیان کیا کہ میں اپنے گھر سے اماوس کا اشنان کرنے کے لیے مع اہل وعیال کے ہریدوار گیا۔ وہاں میری عورت کا انتقال ہوگیا۔ میرے پاس اپنی ضرورت کے قدر کافی روپیہ تھا، جو پنڈتوں نے ترکیب کے ساتھ سب خرچ کرالیا۔ میں غم واندوہ کی حالت میں واپس ہوا۔ راستے میں میں نے خواب دیکھا کہ ایک عالی شان عمارت بنی ہوئی ہے۔ اور سناٹا سا ہے۔ وہیں مجھے ایک نورانی صورت کے بزرگ نظر آئے۔ اور انہوں نے مجھ سے فرمایا: کہ تو پھر اسی دریا میں غوطہ لگائے گا۔ یہ خواب دیکھ کر میں بے چین ہوگیا۔ اور مرادآباد اتر کر جامع مسجد پہنچا جہاں مجھے **انجمن اہل سنت وجماعت** کا پتہ بتایا گیا۔ میں یہاں آکر مسلمان ہوگیا۔ میں نہ کسی کا وعظ یا لکچر سن کے مسلمان ہوا ہوں بلکہ میرے دل میں اسلام کی سچائی اور محبت خود بخود گھر کرگئی ہے۔ میرے ساتھ میرے چار بچے بھی مسلمان ہوگئے ہیں۔ ہمارے اسلامی نام غلام رسول، غلام احمد، غلام محمد کنیز حوا، کنیز فاطمہ، رکھے

گئے ہیں۔ میں یہ بھی عرض کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں کسی طمع سے مسلمان نہیں ہوا۔ اور نہ میں آپ صاحبوں سے سوال کرنے کے لیے راضی ہوں۔ گو کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں کئی کئی دن ہوگئے ہیں آج تک میرے تمام مصارف انجمن اٹھا رہی ہے۔ لیکن یہ بھی انجمن کا اصرار ہے مجھے گوارا نہیں۔ میں اپنی معاش کے لیے آپ صاحبوں کو تکلیف دینا پسند نہیں کرتا۔

پھر **حضرت موصوف مدظلہ** نے اپنی تقریر کا سلسلہ شروع کیا اور یہ فرمایا کہ یہ بالکل ظاہر ہے کہ مسلمان ہونے پر اس شخص کے پچھے تعلقات منقطع ہو گئے۔ اور ان کی مال اور جائدادیں دوسروں کے قبضہ میں پہنچ گئیں۔ جن کا واپس لینا اور حاصل کرنا بہت دشوار ہے۔ یہاں وہ ضرور بے کس ہے۔ اور بے کسی کا لازمی نتیجہ سوال۔ اور اکثر نومسلم اسی بلا میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں کسی عالم کی تحریر، سائل ہونے یا دریوزہ گری کی دستاویز سمجھی جاتی ہے۔ اور یہ ضرور ہمارا قصور ہے۔ کیا معنی جب ایک شخص اپنے تمام عزیز و اقارب کو چھوڑ آیا تو ہم کیوں نہ اس پر باپ اور بھائی کی طرح شفیق ہوں۔

کیا ہم گوارا کرسکتے ہیں کہ ہمارے بھائی یا بیٹے ایک کاغذ لے کر دریوزہ گری کیا کریں؟ ہمیں غیرت چاہیے۔ نو مسلموں کی اخلاق و معاشرت کی تباہی کے ساتھ ہی یہ بھی ایک برا نتیجہ نکلتا ہے کہ دوسری اقوام کے جو افراد اسلام کی محبت اپنے دلوں میں رکھتے ہیں وہ بسا اوقات اس غرض سے اسلام لانے کی جرأت نہیں کرسکتے کہ مسلمان ہو کر انہیں بھی خانہ بدوشی اور گداگری کرنا پڑے گی۔ لہٰذا انجمن کی تجویز ہے کہ نومسلموں کو ایک معمولی سرمایہ دے کر تجارت کرادی جائے۔ جس سے یہ خورد و نوش اور ضروری حوائج میں کسی کے محتاج نہ ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ حضرات انجمن کی اس تجویز سے خوش ہوں گے۔ اور آئندہ کوشش کی جائے گی کہ نومسلموں کے ساتھ اسی قسم کے سلوک کیے جائیں۔ میں آپ کو وعدہ دیتا ہوں کہ کل یعنی ۲۱ر فروری ۱۹۱۵ء کو انجمن ان لوگوں کو کوئی سرمایہ دے کر تجارت شروع کرادے گی اور ہفتہ عشرہ میں ان کے بچوں کے ختنہ بھی کرادیے جائیں گے۔

عالی جناب مولانا مدظلہ کی یہ تقریر نہایت وقعت سے سنی گئی اور انجمن کی اس تجویز پر تحسین و آفرین کے نعرے بلند کیے گئے۔ اس کے بعد **حضرت موصوف مدظلہ** نے مدرسہ انجمن کے تعلیمی حالات بیان کیے اور اسی ضمن میں یہ فرمایا: کہ آج تیسرا روز ہے کہ حضرت مولانا صوفی سید محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی تقریب سے بیرون جات سے بہت سے علما تشریف لائے تھے جن میں سے جناب مولانا مولوی نظام الدین صاحب دہلوی اور جناب مولانا مولوی سید محمد زکریا صاحب میرٹھی اور جناب مولانا مولوی حکیم محمد انوار صاحب پیلی بھیتی اور جناب مولانا مولوی عبدالحمید علی حیدر صاحب نرولوی صبح آٹھ بجے مدرسہ انجمن میں تشریف لائے۔ حضرات موصوفین نے تشریف آوری سے پیشتر مہتمم کو کوئی اطلاع نہیں دی تھی یکایک تشریف لائے، اور طلبہ کے امتحان کا شوق ظاہر فرمایا۔

چناں چہ اسی وقت معقول و منقول کی معرکۃ الآرا اور مشکل کتابوں کا امتحان لیا۔ اور جہاں جہاں سے چاہا دریافت فرمایا۔ یہ میں اپنی زبان سے بیان کرنا نہیں چاہتا کہ اس امتحان کا کیا نتیجہ رہا۔ اس جلسہ میں وہ علما تشریف رکھتے ہیں بہتر ہو کہ خود بیان فرمادیں۔ یہ فرما کر **حضرت موصوف مد ظلہ** بیٹھ گئے۔

جناب مولوی حکیم محمد انوار صاحب نے کھڑے ہو کر بیان فرمایا: کہ ہم لوگ یکایک بے اطلاع مدرسہ میں پہنچے اور ہم نے حسب منشا **جناب مولانا مولوی حافظ حکیم قاری محمد نعیم الدین صاحب مد ظلہ ناظم انجمن** کی جماعت اولیٰ کا امتحان لیا۔ منطق کی وہ مشکل کتابیں جن کے لیے اساتذہ راتوں مطالعہ میں عرق ریزی کرتے ہیں اس مدرسہ کے طلبہ بر زبان رکھتے ہیں۔ مجھے تو حیرت ہوگئی اور میں امتحان لیتے وقت طلبہ سے جھجک جاتا تھا۔ اور کئی مرتبہ یہ خیال ہو گیا کہ اگر ان میں سے کوئی صاحب (غالب ہے کہ ممتحن صاحب نے یہ اشارہ مولوی قاضی احسان الحق صاحب متوطن بہرائچ کی طرف کیا) مجھ سے سوال کر بیٹھے تو مشکل ہوگی۔ معقولات کی مشکل ترین کتابوں میں یہ جماعت بیان مطلب کے لیے کتاب دیکھنے کی محتاج نہیں۔ فی الواقع یہ اعلیٰ قابلیت کے علما ہیں جو اس مدرسہ میں جماعت اولیٰ کے طلبہ شمار کیے جاتے ہیں۔ یہ تمام نتیجہ ہمارے **مخدوم محترم جناب مولانا مولوی حکیم حافظ قاری محمد نعیم الدین صاحب متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ** کی سعی کا ہے، جنہوں نے اپنی عمر اس مدرسے کے لیے لوجہ اللہ وقف کر رکھی ہے۔ آخر میں حضرت مولانا مولوی صوفی سید محمد زکریا صاحب نے انجمن کی کارروائیوں پر دل پذیر پیرایہ میں تقریر فرماتے ہوئے بہت شائستہ عنوان سے تحریک چندہ پیش کی اور کچھ چندہ ہوا بھی اور جلسہ بخیر و خوبی دعا پر ختم کیا گیا۔“

[دبدبہ سکندری: یکم مارچ، ۱۹۱۵ء ص ۹]

جامعہ نعیمیہ کے سالانہ جلسے: ۱۳۴۵ھ

۲۰ تا ۲۲ / شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ کو جامعہ نعیمیہ کے سالانہ اجلاس ہوئے۔ جس میں ۱۳/ طلبہ کی دستار بندی ہوئی۔ علما کے خطابات ہوئے۔ دستار بندی کے بعد آپ نے طلبہ سے ایک نصیحت ورقت آمیز خطاب فرمایا۔ اس اجلاس کی تفصیلی روداد مفتی محمد عمر نعیمی مدیر رسالہ نے قلم بند فرمائی۔ ہم یہاں اس تفصیلی روداد سے بس ایک اقتباس پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

”دستار بندی کے بعد **حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب مد ظلہ** نے طلبہ سے مخاطب ہو کر ایک ایسی تقریر فرمائی جس نے دل ہلا دیے۔ طلبہ کی ہڑکیاں بندھ گئیں۔ مجمع تمام رو رہا تھا۔ اور خود **حضرت صدر الافاضل مد ظلہ** بھی رقت سے بے قرار تھے۔ اس تقریر میں طلبہ اور طلب علم کی فضیلت، طلبہ کی محنت اور زمانہ تعلیم کی مشقتیں طلب علم کا مقصد اور غایت بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ ہم آپ کے مراتب سے واقف ہیں، مگر ہم

اعتراف کرتے ہیں کہ ہم آپ کی خدمت گزاری کا قرض اچھی طرح ادا نہیں کر سکے۔ اورآپ کے زمانہ تحصیل میں ہم سے خدمت شایان انجام کو نہ پہنچ سکی۔ اس وقت کہ آپ رخصت ہورہے ہیں، ہم آپ سے اپنی فروگزاشتوں کی معافی چاہتے ہیں، ان کلموں نے تمام مجمع کو بے تاب کردیا۔ ہر شخص زار وقطار رورہا تھا۔ اس کے بعد طلبہ کو ہدایتیں فرمائیں۔ اور ارشاد فرمایا: کہ ہماری بہت امیدیں تمہاری اس کامیابی کے ساتھ وابستہ تھیں۔ فضل الٰہی سے یقین ہے کہ اب وہ پوری ہوں گی۔"[ماہنامہ السوادالاعظم: رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ۔ ص ۱۳، ۱۴]

جامعہ نعیمیہ کے سالانہ جلسے: ۱۳۵۰ھ

۲۶ تا ۲۸/ شعبان ۱۳۵۰ھ جامعہ نعیمیہ کے سالانہ اجلاس ہوئے، جس میں معزز علمائے کرام کے خطابات ہوئے۔ اور ۱۳/ فارغ التحصیل طلبہ میں سے ۹/ کی دستار بندی ہوئی۔ تین طلبہ کسی سبب حاضر نہ ہوسکے۔ اخیر روز صدر الافاضل کا ناصحانہ خطاب ہوا۔ ماہنامہ السوادالاعظم میں اس اجلاس کی تفصیلی روداد شائع ہوئی۔ ہم یہاں صدرالافاضل کی تقریر کے حوالے سے اقتباس پیش کررہے ہیں۔ مدیر رسالہ لکھتے ہیں:

"دس بجے کے قریب **حضرت صدرالافاضل دامت برکاتھم** تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت جناب مولانا مولوی قاضی محمد احسان الحق صاحب نعیمی کی پرزور تقریر ہورہی تھی اور مجمع بہت کیف حاصل کررہا تھا۔

حضرت کی تشریف آوری پر قاضی صاحب نے اپنی تقریر ختم کردی..... دستار بندی کے بعد طلبہ کو نصیحت کے طور پر **حضرت صدرالافاضل دامت برکاتھم** نے ایک تقریر فرمائی۔ ایام علالت کے بعد مرادآباد میں **حضرت** کی یہ پہلی تقریر تھی۔ اور اہل مرادآباد **حضرت** کی تقریر کے لیے تشنہ ہورہے تھے۔ مجمع ہمہ تن گوش بن گیا۔ کلمہ کلمہ پر مجمع.... . عجب سماں بندھ رہا تھا۔ وہ حقائق ودقائق بیان فرمائے جن سے افسردہ قلوب کو حیات تازہ حاصل ہوئی۔ اور ایمانی روشنیوں کو فروغ ہوا۔ شب کے بارہ بجے تک حضرت کی تقریر جاری رہی۔ اہل مجمع نے بھی حرف حرف یاد کرلیا۔ جو لفظ زبان سے نکلا سامعین کے قلوب نے محفوظ کرلیا۔ اس دن سے جابجا لوگ اس وعظ کے تذکرے کررہے ہیں۔ اور مزے لے رہے ہیں۔ جلسہ دو بجے تک جاری رہا۔ اور نہایت کامیابی سے صلاۃ وسلام پر ختم ہوا۔"

[ماہنامہ السوادالاعظم: رجب وشعبان ۱۳۵۰ھ ص ۳۴]

جامعہ نعیمیہ مرادآباد کا سالانہ جلسہ: ۱۳۵۳ھ

۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ رجب ۱۳۵۳ھ کو جامعہ نعیمیہ کے سالانہ اجلاس ہوئے۔ جس میں ملک کے مشہور علما ومشائخ نے شرکت فرمائی۔ اور تین دنوں تک علما کے خطابات ہوئے۔ آخری روز یعنی ۱۲/ رجب کو خاص کر صدرالافاضل کا خطاب نایاب ہوا، جسے سننے کے لیے عوام وخواص پہلے روز ہی سے منتظر تھے۔ یہ ایک تاریخی خطاب تھا۔ صدر

الافاضل کے اس خطاب کو سن کر جہاں عوام اور طلبہ آبدیدہ ہو گئے تھے، وہیں ارباب منبر علما و مشائخ کی بھی آنکھیں آپ کی تقریر سے نم ہو گئی تھیں۔ تقریر سے جہاں علم و عرفان کے چشمے پھوٹ رہے تھے وہیں مدرسہ کے تئیں آپ کے جذبات و احساسات بھی ظاہر ہو رہے تھے۔ نیز مدرسہ کے طلبہ کے ساتھ حسن سلوک، اور مربیانہ و مشفقانہ الطاف بھی خوب اجاگر ہو رہے تھے۔ آپ کی اس تقریر پر تنویر کی تفصیل بیان کرتے ہوئے تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی یوں رقم طراز ہیں:

"مجمع کئی روز سے انتظار کر رہا تھا کہ **حضرت صدر الافاضل دامت برکاتہم** کی تقریر دل پذیر سے مستفیض ہو۔ بار بار لوگ بھی اصرار کرتے تھے کہ حضرت کی تقریر کب ہوگی؟ اس وقت وہ مراد کی ساعت آئی۔ دستار بندی کے بعد **حضرت** نے طلبہ کو مخاطب فرما کر ایک مختصر تقریر فرمائی، جس میں طلبہ سے یہ خطاب فرمایا:

کہ ہمیں اعتراف ہے اور افسوس ہے کہ ہم آپ کے زمانہ قیام میں آپ کی خاطر مدارات کا حق ادا نہیں کر سکے۔ اور جو آسائشیں پہنچانی ضروری تھیں وہ ہم سے بہم نہ پہنچیں۔ ضرور زمانہ تحصیل میں آپ کو تکلیفیں ہوئیں اور ان کے صدمے ہمارے دل پر ہیں، لیکن ہم آپ کے اخلاص و محبت سے استدعا کرتے ہیں کہ آپ ہماری فروگذاشتوں کو معاف کیجیے۔ آپ نے علم دین کے لیے ترک وطن کیا۔ اپنے اعزا اقربا کو چھوڑا۔ والدین کے سایہ شفقت و عاطفت سے دور ہوئے۔ غربت و بے وطنی کی تکلیفیں برداشت کیں۔ ہمیں آپ کا مرتبہ معلوم ہے، اور بارگاہ الٰہی میں جو آپ کے اس عمل نیک کی جزائیں ہیں اس سے ہم باخبر ہیں۔ لیکن آپ کے اس مبارک سفر میں اور آپ کے زمانہ تحصیل کی مشقتوں میں ہم آپ کی خاطر خواہ ہمدردی و قدردانی نہیں کر سکے ہیں اس کا ہمارے دل پر قلق ہے۔ اور اس جدائی کے وقت یہ صدمہ ہمارے دل کو مضطرب کر رہا ہے۔

اس کے بعد حضرت نے نئے علما کی جماعت کو پھر خطاب کر کے فرمایا:

کہ آج سے آپ کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ دین دار طبقہ کی توقعات آپ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اس وقت جو دستار آپ کے سر پر باندھی گئی ہے یہ دینی ذمہ داریوں کا ایک بار عظیم ہے۔ اے میرے جگر گوشو! آج میں تمہیں اپنے ساتھ سے جدا کر کے دین کی راہ میں جاں فروشی کرنے کے لیے روانہ کر رہا ہوں۔ تمھارا قدم صراط مستقیم سے لغزش نہ کرے۔ دنیا کی طاقتیں تم پر ٹوٹیں گی، مطاعن کے سہام و سناں کے تم نشانہ بنائے جاؤ گے، مصائب کی کالی گھٹائیں تمہیں اپنی ڈراونی شکل دکھائیں گی، زمانہ کی ناسازگاری تمھاری حوصلہ شکنی پر کمربستہ ہوگی، خدمت دین کے صلہ میں تمہیں گالیاں دی جائیں گی، تم سے عداوتیں کی جائیں گی، مگر اے مردان راہ خدا! کسی مصیبت سے نہ ڈرنا۔ اور رضائے الٰہی کے لیے حمایت دیں میں ثابت قدم رہنا۔ ہر ایک دشواری کا صبر و استقلال کے ساتھ مقابلہ کرنا۔ جو کچھ کرنا اللہ کے لیے کرنا نفس کو درمیاں حائل نہ ہونے دینا۔

میں تمھیں کیا دے رہا ہوں:۔

میرے نونہالوں میں تمھیں اس وقت کیا دے رہا ہوں؟ فقیر و بے نوا ہوں۔ متاع دنیا کا کوئی ایسا ساز و سامان میرے پاس نہیں ہے۔ اور ہوتا تو میں اس کو اس قابل نہ سمجھتا کہ رخصت کے وقت ہدیے کے طور پر تمھیں دیا جائے۔ لیکن اس وقت جو نعمت میں تمھیں دے رہا ہوں دنیا کی سلطنتیں اس کا پاسنگ نہیں ہو سکتیں۔ وہ علوم دینیہ کی یہ سند ہے جو مجھ سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وبارک وسلم تک متصل ہے۔ اور آج ایسی معتمد اور اعلیٰ سند تمھیں ہندوستان کی کسی دوسری درسگاہ سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ فضل الٰہی سے میرے ایک شیخ ہندوستان میں تھے۔ باقی تمام مشائخ اور پورا سلسلہ عرب میں چلتا ہے۔ اور عرب میں بھی ان وسائط کے ساتھ جن پر سند میں عرب اور مصر دونوں کو ناز ہے۔

اس کے بعد **حضرت** نے اپنی سند شریف کا علو درجت اور اس کے خصوصیات بہ تفصیل بیان فرمائے۔ اور ارشاد فرمایا:

کہ میرا ابھی ایک ہدیہ ہے جو تمہارے لیے دنیا و آخرت میں کار آمد ہے۔ اور بارگاہ حق میں مقبولیت کا ذریعہ ہے۔ اور آج میری وساطت سے تمھیں حضور پر نور سرور انبیا حبیب خدا سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے ساتھ غلامی کا ایک رابطہ خاصہ حاصل ہوتا ہے۔ اس نعمت کی قدر کرنا تمہارے فرائض میں ہے۔

یہ تقریر حضرت نے ایسے الفاظ اور ایسے لب ولہجہ سے ادا فرمائی کہ علما تو روتے روتے بے خود ہو ہی گئے۔ تمام مجمع زار و قطار رونے لگا۔ کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو بہ نہ گئی ہو۔ کوئی دل ایسا نہ تھا جو تڑپ نہ گیا ہو۔ طلبہ کی ہڑکیاں بندھ گئیں۔ **حضرت** کی تقریر ختم ہونے کے بعد کئی منٹ تک رقت طاری رہی اور سکوت رہا۔ علما کی اس نئی جماعت نے بہ کوشش اپنے دلوں کو سنبھالا۔"

[ماہنامہ السواد الاعظم مراد آباد: رجب و شعبان ۱۳۵۳ھ۔ ص ۱۸ تا ۲۰]

مسجد شہید گنج کا جلسہ

۲۰؍ستمبر ۱۹۳۵ء کو مراد آباد کی مسجد شہید گنج میں ایک اجلاس منعقد ہوا، جس میں آپ نے شرکت فرمائی۔ اخبار الفقیہ کی درج ذیل خبر ملاحظہ ہو:

"**۲۰؍ستمبر** کو مراد آباد میں **حضرت مولانا مولوی حافظ قاری محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ العالی** جلسہ مسجد شہید گنج منعقد ہوا۔ انجمن خدام الصوفیہ کی طرف سے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کی سعی کی گئی۔ بلے مفت تقسیم کیے، جس پر مسجد شہید گنج پائندہ باد لکھا تھا۔ ۲۷؍ستمبر کو بارہ قرآن پاک ختم ہو کر شہدائے لاہور کو ایصال ثواب کیا گیا۔ روزانہ انجمن خدام الصوفیہ کی طرف سے ختم خواجگان پڑھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے حضرت قبلہ عالم

امیر ملت دام فیضہ کا فرمان عالیشان جلد از پورا فرمائے۔

(شفقت علی جماعتی نائب ناظم انجمن خدام الصوفیہ)

[اخبار الفقیہ:۲۱،۲۸/ اکتوبر ۱۹۳۵ء، ص۲۱،۲۲]

محلہ ٹاؤن ہال میں ذکر شہادت کے اجلاس

مرادآباد کے محلہ ٹاؤن ہال میں ذکر شہادت کے اجلاس میں آپ کی صدارت وخطابت کا اعلان اخبار مخبر عالم میں شائع ہوا۔ ملاحظہ ہو:

”قاضی شہاب الدین صاحب آنرناظم جلسہ ذکر شہادت اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۵/ جنوری کو ٹاؤن ہال میں ذکر شہادت کا شاندار جلسہ منعقد ہوگا۔ جس کی صدارت **استاد العلماء حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی الحاج حافظ محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دامت برکاتھم** نے منظور فرمائی ہے۔ موصوف شہادت پر ایک بصیرت افروز تقریر بھی فرمائیں گے۔ نیز دیگر علما کے بیان بھی ہوں گے۔“[اخبار مخبر عالم: یکم جنوری۔ ۱۹۴۴ء۔ ص۸]

جلسہ کی اجمالی روداد بھی ملاحظہ ہو۔ اخبار لکھتا ہے:

”۵/ جنوری ۸/ محرم الحرام ۱۳۶۳ھ کی رات کو ساڑھے آٹھ بجے، ٹاؤن ہال میں ذکر شہادت کا شان دار جلسہ منعقد ہوا، جس کا افتتاح قرآن خوانی سے ہوا۔ شعرانے سلام وغیرہ پڑھے۔ اس کے بعد مولانا قاضی احسان الحق صاحب بہرائچی نے محبت اہل بیت اور **حضرت صدر الافاضل استاد العلماء مولانا مولوی الحاج حکیم حافظ محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتھم**، نے شہادت کے عنوانات پر اپنے مخصوص انداز میں جامع تقاریر فرمائیں۔ ہال اور برآمدے سامعین سے بھرے ہوئے تھے۔ کہیں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ تقریباً گیارہ بجے یہ جلسہ ختم ہوا۔“

[مرجع سابق:۸/ جنوری ۱۹۴۴ء ص۸]

عرس شاہ بلاقی مرادآباد میں صدر الافاضل کا خطاب

مقرب پور مرادآباد میں حضرت شاہ بلاقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس کی تقریبات ہر سال بڑے ہی اہتمام کے ساتھ منعقد ہوتی تھیں۔ آپ عرس کے ایام میں خصوصی اجلاس کا اہتمام فرماتے تھے۔ ان ایام میں خصوصاً آپ کا خطاب ہوتا تھا۔ جسے سننے کے لیے لوگ سال بھر انتظار کرتے تھے۔ ۲۵،۲۶،۲۷/ صفر ۱۳۳۳ء کے ایک عرس کی روداد اخبار دبدبہ سکندری سے ہمیں دستیاب ہوئی۔ روداد تفصیلی ہے لیکن ہم یہاں اس روداد کا بقدر ضرورت حصہ نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"الحمدللہ کہ ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۷ر صفر ۱۳۳۳ ہجری یومہائے سہ شنبہ، چہار شنبہ، پنجشنبہ کو تقریب عرس مبارک حضرت مولانا شاہ بلاقی صاحب شاہ ولایت مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بخیر و خوبی عمل میں آئی۔

مرادآباد میں جس شان و شوکت کے یہ عرس ہوتا ہے ایسا دوسرا کوئی عرس نہیں ہوتا۔ جس میں اتنا اجتماع اور اتنی چہل پہل ہوتی ہو..... عرس میں خاص طور پر جو دینی کام کیا جاتا ہے وہ انعقاد اجلاس انجمن اہل سنت مرادآباد ہے۔ جس کا خاص نیک مقصد جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ رکھا گیا کہ ہے کہ چوں کہ عرس میں اکثر قرب و جوار کے مواضعات کے وہ ناخواندہ مسلمان جن کو اسلامی معمولی تعلیمات بھی بہرہ نہیں ہوتا شریک ہوتے ہیں۔ اس لیے علماے انجمن سلمہم اللہ تعالیٰ اسلامی ضروری تعلیمات سے ان کو بہرہ ور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور الحمدللہ یہ ان کی کوشش کامیاب ہو رہی ہے۔

مسلمانوں کو اس بار خاص میں **مکرمی جناب مولانا مولوی حکیم حافظ شاہ نعیم الدین صاحب قبلہ مدظلہ** کا شکر گزار ہونا چاہیے، جن کی دلی توجہ سے عرس میں ایک ایسی پاکیزہ مجلس ہو جاتی ہے، جس کے برکات لا بیان ہیں۔ چناں چہ اس دفعہ خود **حضرت مولانا مدظلہ** نے اپنے بیان میں قرآن عظیم کے برکات پر فاضلانہ بحث کرتے ہوئے اس کی تاویلات اس کی زیارت کے فوائد عام فہم اردو میں حاضرین کے ذہن نشین کیے۔ اور بتایا کہ قرآن عظیم کیسی نعمت الٰہی ہے۔ علاقہ کے اکثر لوگوں نے مجھ سے ملتے وقت **جناب مولانا مدظلہ** کے کارآمد نصائح کا ذکر خیر کیا۔ ان میں ایک اردو حرف شناس تھے وہ کہنے لگے کہ اگر ہر مہینے حضرت شاہ بلاقی صاحب کا عرس ہوا کرے اور یہ جلسہ وعظ بھی منعقد کیا جائے تو ہم لوگوں کو دینی بڑا نفع حاصل ہو۔ میں نے سمجھا دیا کہ خاص لطف اسی چیز میں ہے جو اشتیاق اور انتظار کے بعد ملے۔ آپ لوگوں کے لیے یہی مناسب ہے کہ ایک بزرگ کے حسنات عرس سے بھی مستفید ہوں اور مجلس وعظ کے برکات بھی حاصل کریں۔ **حضرت مولانا مدظلہ** بعد مجلس ختم بھی کیا کرتے ہیں۔ چناں چہ اس دفعہ بھی وہ بابرکت صحبت ہوئی۔ **حضرت مولانا مدظلہ** اسلام اور سنت کے لیے اپنے پہلو میں سچا دل رکھتے ہیں۔ اور اشاعت دین کے خاص فرائض جو آپ ایسے لوگوں کے ذمے مالک حقیقی عزمجدہ نے عائد کیے ہیں انجام دے رہے ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ کریم مطلق **حضرت مولانا مدظلہ** کو اسلامی خدمات کے لیے تادیر ہم میں سلامت باکرامت رکھے۔ آمین۔" [اخبار دبدبہ سکندری: ۱۸ر جنوری ۱۹۱۵ء۔ ص ۳]

ٹاؤن ہال میں اجلاس عید میلاد النبی اور صدر الافاضل کی تقریر

۸ر فروری ۱۹۲۴ء کو مرادآباد محلہ ٹاؤن ہال میں میلاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر آپ کا ایک گھنٹہ خطاب ہوا۔ اخبار مخبر عالم کی درج ذیل

خبر ملاحظہ ہو:

”رات کو ساڑھے نو بجے سے ٹان ہال میں ایک بہت بڑا جلسہ ہوا جس میں ہر طبقہ و ہر عقیدے کے ہزاروں آدمی شریک تھے۔ سب سے پہلے مولوی محمد عمر نعیمی صاحب نے سیرت مبارکہ اور اسوہ صحابہ کرام پر مفصل تقریر فرمائی۔ آخر میں **حضرت صدر الافاضل استاد العلماء مولانا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب مد ظلہ العالی** نے جو اسی وقت دہلی سے تشریف لائے تھے تقریباً ایک گھنٹہ ولادت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔“

[اخبار مخبر عالم: ۸؍ مارچ ۱۹۲۴ء ص ۸]

جمیعۃ علمائے ہند مرادآباد کے خلاف صدر الافاضل کے خطابات

دیوبندی جماعت کی جمیعت مرادآباد میں بھی تشکیل دی گئی۔ اور اس کے زیر اہتمام مرادآباد میں جلسے ہونے لگے، تو اس کی تردید میں آپ کی طرف سے خوب جلسے ہوئے، جن میں آپ کے مسلسل خطاب ہوتے تھے۔

اخبار مخبر عالم لکھتا ہے:

”مرادآباد میں استقبالیہ کمیٹی جمیعۃ علمائے ہند کے قائم ہوتے ہی جمیعۃ علمائے ہند کی مخالفت کی بھی بنیاد رکھی گئی تھی۔ ایک طرف کمیٹی مذکور کا انتظامی جلسہ ہوتا تھا تو دوسری طرف اس کی مخالفت میں مواعظ کا سلسلہ جاری تھا۔ جمیعۃ کی جانب سے اگر ایک اشتہار شائع ہوا تو مخالفت میں دو پمفلٹ کی اشاعت ہوتی تھی۔ اور عام طور پر شہر میں وہابیت و حنفیت کی چھیڑ چھاڑ شروع ہو گئی تھی۔ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمیعۃ و مولانا فخر الدین صاحب نے جمیعۃ کی موافق اگر روزانہ وعظ فرمائے تو مولانا برم چاری صاحب و **مولانا حافظ محمد نعیم الدین صاحب** نے وہابیت کے خلاف روزانہ سلسلہ وعظ قائم فرما دیا تھا۔“ [مرجع سابق: ۱۵؍ جنوری، ۱۹۲۵ء ص ۳]

مرادآباد میں وہابیہ کی شرانگیزی کے سدباب میں صدر الافاضل کے مسلسل خطابات

سن ۱۳۵۰ھ میں مرادآباد کے وہابیوں نے بڑا طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا تھا۔ جگہ جگہ وعظ کے لیے کھڑے ہو کر عقائد اہل سنت اور مراسم اہل سنت کی تردید و مخالفت میں زور صرف کرنے لگے تھے۔ تو اہل سنت کے اصرار پر آپ نے شہر میں مختلف مقامات پر خطابات فرمائے۔ آپ کے خطابات اہل شہر بہت ہی دل جمعی اور شوق سے سنتے تھے۔ اور آپ کے خطاب کا کافی اثر رہتا تھا۔ آپ کی مسلسل تقریروں سے وہابیوں کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے۔ سال بھر کی محنت آپ کے دو چند خطابات سے ضائع ہو گئی۔ تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی مدیر رسالہ السواد الاعظم نے اس حوالے سے ایک طویل مضمون **”پرانی وہابیت میں نیا جوش“** کے عنوان سے تحریر فرمایا۔ ہم اس مضمون سے صدر الافاضل کی تقریر کے حوالے سے اقتباس پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

”مرادآباد میں وہابیہ سال بھر تک یہ دھوم مچاتے رہے۔اگرچہ ان کی مجالس میں اتباع نہایت قلیل رہے۔ مخصوص وہابی شرکت کیا کرتے۔مگر وہ اس کو بھی اپنی بڑی کامیابی سمجھتے تھے۔حتی کہ لوگ ان کے جلسوں سے تنگ آگئے اور ایسے جلسوں کو منع کرنے لگے۔بجابجاوہابی خوشامد کرتے پھرتے ہیں کہ ہمارا جلسہ کرالیجیے!مگر سننے والے راضی نہیں۔صاف منع کردیتے ہیں۔اور **حضرت صدرالافاضل مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ** کے بیانات کے لیے خلق بے چین ہورہی ہے۔صبح سے شام تک استدعا کرنے والوں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ سفارشیں لاتے ہیں،زوردیتے ہیں،منت سماجت کرتے ہیں۔

آخر کار **صدرالافاضل دامت برکاتہم العالیہ** کو مجبور کرلیتے ہیں۔اب شہر میں **حضرت صدرالافاضل مدظلہ العالی** کی تقریریں شروع ہوئیں۔سلسلہ بندھ گیا۔جن مسائل میں وہابیہ نے تلبیسیں کی تھیں،عوام کو غلطی میں ڈالا تھا، برسوں تک مغالطے دیے تھے ان کا کشف حقیقت فرمایا۔اور قرآن وحدیث کی روشنی میں مسائل کی شان جیسی تھی ظاہر فرمادی۔جلسوں میں **حضرت** کے لفظ لفظ پر تکبیر ومرحبا کے شور بلند ہوجاتے ہیں۔قلوب کو انشراح ہوا۔دل مطمئن ہوئے۔لوگوں میں دینی جذبات پیدا ہوئے۔اور وہابیہ کے مغالطہ کی کالی گھٹائیں پرزہ پرزہ ہوگئیں۔سنیت کے عروج نے وہابیت کی شوخیوں کو فنا کے گھاٹ اتاردیا۔اور جس طرح طلوع آفتاب کے شب دیجور کا پیراہن وجود پارہ پارہ ہوجاتا ہے اسی طرح سنیت کی حقانی تابشوں سے بطالت وہابیت کی چادر شب تار پرزہ پرزہ ہوگئی۔ایک ایک مسئلہ کی وہ تنقیح ہوئی کہ شک وشبہ کی گردوکدورت باقی نہ رہی۔ایسے ایسے قاہر براہین قائم فرمائے،جس نے وہابیت کو متحیر کردیا۔اب کون تھا جو سر اٹھاتا یا زبان ہلاتا۔

ایک مہینے سے زیادہ **حضرت قبلہ مدظلہ العالی** کی روزانہ تقریریں رہیں۔سننے والوں کے شوق کا یہ عالم کہ پیہم جلسے ہورہے ہیں مگر ان کو سیری نہیں ہوتی۔بڑے بڑے عظیم الشان مجمع ہیں۔اور شب کو ایک بجے بھی مجمع نہیں چاہتا کہ تقریر ختم ہو۔جن صاحبوں کو **حضرت مدظلہ** کی تقریر سننے کا اتفاق ہوا ہے وہ جانتے ہیں کہ ان کی تقریر کی خصوصیات میں سے یہ بات ہے کہ جو کلمہ زبان مبارک سے ادا ہوتا ہے دلوں میں گھر کرتا چلا جاتا ہے۔مخالفین اور غیر مسلم لوگ بھی اس بات کے معترف ہیں کہ **حضرت** کا زور بیان اور قوت دلیل دلوں کو اس مضمون کے تسلیم کرنے پر مجبور کرتی ہے جو وہ بیان فرماتے ہیں۔جس مسئلہ پر تقریر فرمادی دل نشین ہوگئی۔مجمع کے قلوب کے لیے ان کی تقریر عمل تسخیر ہے۔حاضرین کے خیالات اتباع کرتے چلے جاتے ہیں اگر کوئی متردد آتا ہے تو بیان سننے کے بعد مطمئن ہوکر اٹھتا ہے۔ مجمع تعریف کرتا ہوا لوٹتا ہے۔اور ایک ایک وعظ کے مدتوں چرچے رہتے ہیں۔آج اللہ کے فضل سے حضرت کی زبان مبارک نے ہندوستان میں علوم کی وہ گہرافشانی فرمادی ہے کہ خطہ خطہ اسلامی دولتوں سے مالامال ہوگیا۔الحمدللہ کہ طوفان وہابیت نے جو فتنہ پیدا کیا تھا اس کی آگ ٹھنڈی پڑگئی۔اور وہابیہ نے استعانت کے طور پر اپنے جن طواغیت

کوبلایا اور جمع کیا ان کی تمام تار پود کنسج العنکبوت نیست ونابود ہوگئی۔ اب وہابیہ کے لیے بجز اس کے اور کوئی چارہ کار باقی نہ رہا کہ وہ گھر میں بیٹھ کر کوسا کریں، یا غصہ میں آکر گالیاں دیا کریں۔ یا اپنے پہلوں کے طریقہ پر افترآت سے کام لیں۔ بہر حال اس وقت توسناٹا ہے۔ اہل شہر کی تمناؤں نے مجبور کیا جو **حضرت مدظلہ** کو اتنے طویل عرصہ مسلسل تقریروں کی تکلیف برداشت فرمانی پڑی۔ ورنہ بحمد اللہ تعالیٰ **حضرت مدظلہ العالی** کے متوسلین ونیاز منداس قدر کثرت سے ہیں اور ماشاء اللہ ایسا علم وفضل رکھتے ہیں کہ مخالف ان کے سامنے دم نہیں مار سکتے۔‘‘

[السوادالاعظم: شوال وذیقعدہ ۱۳۵۰ھ۔ ص ۱۶ تا ۱۸]

ناٹکوں اور سینماؤں کے خلاف خطابات

مفتی محمد عمر نعیمی لکھتے ہیں:

’’مرادآباد میں بھی کچھ عرصہ سے ناٹکوں اور سینماؤں کی گرم بازاری ہورہی ہے۔ **حضرت صدرالافاضل مولانا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتھم** نے اپنی متواتر تقریروں میں اس مفسدت کو روکنے کی پوری کوشش کی۔ اور تحریری اعلان بھی چھاپ چھاپ کر شائع کیے۔ اور ابھی سلسلہ جاری ہے۔ فضل الٰہی سے امید ہے کہ مسلمان ان مہالک سے بچیں گے اور اپنی اصلاح کریں گے۔ عام فائدہ کی غرض سے اس اعلان کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

شریعت کا احترام

مسلمانو! اسلامی احکام کے سامنے گردن جھکاؤ۔ شریعت کا احترام اور دین کی پاسداری، تمھارا فرض ہے۔ وقت کی نزاکت کو پہچانو۔ اپنی حالت کو دیکھو اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو تباہ نہ کرو۔ شریعت کے مجرم نہ بنو اپنی آبرو پیسہ وقت ضائع نہ کرو۔ ہر اخلاق خراب کرنے والی مجلس سے دور بھاگو۔

کھیل تماشے

شریعت نے کھیل تماشے لہوولعب ناجائز کیے ہیں۔ تھیٹر، سینما بائیسکوپ دیکھنا ناجائز ہے۔ اور اس میں بہت سے گناہ ہوتے ہیں۔ تم ان چیزوں کے پاس نہ جاؤ ان میں مال بھی ضائع ہوتا ہے، وقت بھی، اخلاق بھی خراب ہوتے ہیں اور دین کو بھی صدمہ پہنچتا ہے۔ تمھاری تماشہ بینی کو نحوست تماشہ کی کمپنیوں کو جرأت دلاتی ہے کہ وہ اسلامی روایات کے خاکے اڑاتے اور سانگ بناتے ہیں تم اسلام کی بے حرمتی کا باعث نہ بنو۔

پیسہ

جو پیسہ تم نے تماشے میں خرچ کرنے کے لیے رکھا ہے اس سے اپنے اہل وعیال کو آرام پہنچاؤ! اگر ضرورت سے زیادہ پیسہ تمھارے پاس ہو گیا ہے، تو اپنے قرابتی اور محلہ دار حاجت مند مسلمانوں کی دستگیری کرو۔ خدا کی نعمت حرام میں مت اڑاؤ۔ خداوند عالم تمہیں توفیق خیر دے۔ آمین۔

خادم دین محمد نعیم الدین عفی عنہ

[ماہنامہ السواد الاعظم: ربیع الاول والآخر ۱۳۴۸ھ ص ۶]

نوٹ: سنی کانفرنس کے بہت سے اجلاس مرادآباد میں ہوئے جن میں صدرالافاضل نے شرکت فرمائی اور خطاب فرمایا۔ ہم نے ان کی تفصیل تحریکات کے باب میں **"سنی کانفرنس" کے ضمن** میں پیش کردی ہے۔ وہیں ملاحظہ کریں۔

مختلف شہروں کے جلسوں میں صدرالافاضل کی شرکت و خطابت

اب ہم ہندوستان کے مختلف شہروں میں ہونے والے جلسوں میں آپ کی شرکت و خطابت کا ذکر کریں گے۔ ملاحظہ کریں اور محظوظ ہوں:

بریلی شریف کے مختلف اجلاس میں شرکت و خطابت

بریلی شریف کے بہت سے جلسوں میں آپ شریک ہوئے اور عموماً تمام جلسوں میں آپ کا خطاب ہوتا تھا۔ امام اہل سنت کے وصال کے بعد تاحیات عرس مبارک کی تقریب میں شرکت فرماتے رہے۔ عرس کی تقریبات میں بھی آپ کے خطابات ہوتے تھے۔ ہمیں جن اعراس واجلاس میں آپ کی شرکت و خطابت کا اجمالی یا تفصیلی ذکر میسر آیا ہم یہاں ان کی روداد یہاں پیش کررہے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

عرس اعلیٰ حضرت میں شرکت و خطابت: ۱۳۴۲ھ

۱۳۴۲ھ میں جس وقت 'تحریک شدھی' زوروں پر تھی، آپ اس کے انسداد کے لیے جابجا سرگرداں تھے۔ گاؤں گاؤں شہر شہر مسلمانوں کے دین وایمان بچانے میں مصروف تھے؛ اسی اثنا میں عرسِ اعلیٰ حضرت کی تاریخ آگئی۔ آپ بریلی شریف پہنچے اور عرس کی تقریب میں شرکت فرمائی۔ اور تحفظ اسلام اور انسداد فتنہ ارتداد پر بہترین خطاب فرمایا۔ اخبار دبدبہ سکندری نے عرس کی روداد شائع کی، جس میں آپ کے خطاب کا ذکر کیا ہم خبر سے ضروری حصہ نقل کررہے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

''بریلی آستانہ مقدسہ رضویہ پر حضور پرنور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلِ سُنّت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا شاہ محمد احمد رضاخاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ عنہ کا عرس رضوی زیر سیادت سیدی و مرشدی حضرت مولانا مولوی حاجی مفتی قاری شاہ محمد حامد رضاخاں صاحب قادری دامت برکاتہم و حضرت جناب مولانا مولوی مفتی شاہ محمد مصطفی رضاخاں صاحب قبلہ مدظلہم العالی باہزاراں ہزار شان و شکوہ منعقد ہوا۔ اکنافِ ہند سے مقتدر و مستند علماے کرام وصوفیاے عظام ومشائخ فخام ومشاہیرِ اسلام شمولیتِ عرس کے لیے تشریف لائے تھے...

حضرت شیخ المشائخ جناب مولانا سید شاہ علی حسین صاحب اشرفی جیلانی سجادہ نشین کچھوچھہ شریف اور حضرت جناب مولانا حافظ سید محمد میاں صاحب قادری مارہروی مدظلہم العالی نے عرفان تصوف وعقائد پر نہایت برجستہ تقاریر فرمائیں۔ مولانا حافظ حشمت علی صاحب رضوی لکھنوی، مولانا قاضی احسان الحق صاحب نعیمی، مفتی بہرائچ مناظرِ اسلام مولوی برہمچاری صاحب، مولانا غلام احمد صاحب مرادآبادی اور **حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب قبلہ**

مرادآبادی نے تحفظِ اسلام وسُنّت وحمایتِ دین وملت انسداد فتنہ ارتداد پر نہایت زبردست معرکۃ الآرا تقاریر فرمائیں۔"
[اخبار دبدبہ سکندری: ۵/ نومبر ۱۹۲۳ء، ص ۹۔۱۰]

عرس رضوی: ۱۳۴۳ھ

۱۳۴۳ھ میں عرسِ اعلیٰ حضرت میں آپ شریک ہوئے اور خطاب بھی فرمایا۔ اخبار "الفقیہ" کی درج ذیل خبر ملاحظہ کریں:

"بتواریخ ۲۳۔۲۴۔۲۵/ صفر المظفر ۱۳۴۳ھ بریلی میں حضرت تاج العلماء والفحول عاشقِ رسول مقبول، جامع معقول ومنقول، حاوی فروع واصول، حامی رشد وہدایت، قاطع کفر وضلالت، حاملِ قرآن وسُنّت، ماحی نجدیت ووہابیت حضرت مولانا مولوی قاری شاہ احمد رضا خاں صاحب مجدد بریلوی قدس اللہ سرہ کا عرس مبارک تھا۔ ان تینوں تاریخوں میں **حضرت مولانا مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی** (وغیرہ) کے موئثر وعظ ہوتے رہے۔ جس سے حاضرینِ عرس شریف کو روحانی غذا ملتی رہی۔" [اخبار الفقیہ: ۱۴/ اکتوبر ۱۹۲۴ء، ص ۲]

عرس رضوی: ۱۳۴۵ھ

ستمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۲۴/ صفر المظفر ۱۳۴۵ھ میں آپ نے عرس مقدس میں ایک دن تاخیر سے شرکت فرمائی۔ پہلے امام اہل سنت کے مزار شریف پر حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کی اور پھر خرقہ پوشی کی رسم میں شریک ہوئے۔ رسم سے فراغت کے بعد علما وعوام کی فرمائش پر حالات حجاز کے حوالے سے نیز امام اہل سنت کے فیوض وبرکات سے متعلق قریب ڈیڑھ گھنٹہ خطاب فرمایا۔ قاضی احسان الحق نعیمی نے اس مکمل عرس کی تفصیلی روداد تحریر فرمائی۔ ہم روداد سے بس صدر الافاضل کی شرکت وخطابت کا ذکر پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ کریں۔ قاضی صاحب لکھتے ہیں:

"**حضرت صدر الافاضل استاذ العلما مولانا مولوی حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی دامت برکاتہم**، آپ امسال اپنے اہل وعیال کی علالتوں کی باعث ایک روز کی تاخیر سے تشریف لائے، ہر شخص محو انتظار تھا، آپ کی تشریف آوری نے مجمع میں ایک نئی روح پھونک دی۔

آپ نے آتے ہی حسب معمول سب سے پہلے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھی۔ اور چوں کہ حضرت صاحب سجادہ دامت برکاتہم کی خرقہ پوشی کا وقت آگیا تھا، تمام اکابر علما ومشائخ موجود تھے، آپ نے بھی اس میں شرکت فرمائی۔...... مجمع نے **حضرت صدر الافاضل استاذ العلما جناب مولانا مولوی حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ** سے بیان کی استدعا کی، ہر طرف سے یہی آواز اٹھی، آپ نے مسلمانوں کے اصرار اور حضرت صاحب سجادہ کے ارشاد سے تخمیناً ڈیڑھ گھنٹہ تقریر فرمائی، آپ کی تقریر کے متعلق میں کیا عرض کروں، حسن بیان، قوت

ادا، فصیح زبان، متین انداز اور جو جو خوبیاں ہو سکتی ہیں وہ سب آپ کی تقریر میں موجود تھیں، آج ان کی تقریر کی ہندوستان میں دھوم مچی ہوئی ہے۔

صرف اتنا عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ واقعات حجاز ہی پر آپ نے گفتگو فرمائی، مگر جتنی تقریر فرماتے رہے مجمع کا آنسو نہیں تھما اور تمام مجمع روتے روتے بے اختیار ہو گیا۔ اسلامی جذبات سینے میں موجیں مارنے لگے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہم حجاز مقدس میں ہیں اور تمام واقعات ہماری نگاہوں کے سامنے ہو رہے ہیں۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ یہ خاص وقت ہے اور حضرت صاحب عرس کی روح کو ایک خاص توجہ ہے، ان کے منتسبین کو کسب فیض کا بہتر موقع ہے یہ کچھ ایسے ولولہ انگیز لفظوں میں فرمایا جس نے رضویوں کو بہت فائدہ دیا اور اس شب ذکر و دعا میں مشغول رہے۔ غرض بڑی شان و شوکے ساتھ عرس کی محافل ہوتی رہیں، ۲۵؍ صفر کو ۲؍ بجکر ۳۸؍ منٹ پر قل شریف ہوا۔"

[ماہنامہ یادگار رضا بریلی شریف: ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ ص ۲۶]

عرس رضوی: ۱۳۴۷ھ

۱۳۴۷ھ عرسِ اعلیٰ حضرت میں آپ نے شرکت فرمائی، عرس کے آخری دن اجلاس میں علمائے اہلِ سنّت کی طرف سے چند تجاویز پیش کی گئیں جس میں سے ایک تجویز نکاح صغار کے متعلق پیش کی گئی جس میں نکاح صغار کے مسودہ کو مداخلت فی الدین قرار دیتے ہوئے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کیا گیا۔ اور حکومت سے اس مسودہ کو قانون نہ بنانے کی اپیل کی گئی، یہ تجویز آپ کی تحریک اور حجۃ الاسلام کے حکم پر مولانا عنایت محمد خاں غوری صاحب نے پڑھ کر سنائی اور بہ اتفاق رائے منظور بھی کی گئی۔ اخبار دبدبہ سکندری کی مندرجہ ذیل سطور ملاحظہ ہوں:

"۲۵؍ صفر المظفر ۱۳۴۷ھ کو خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف کے عظیم الشان اجتماع میں جس میں ہزاروں کی تعداد میں اہلِ اسلام شریک تھے، مقامی علمائے کرام، روسائے عظام، مشاہیرِ قوم کے علاوہ لنکا، بنگال، پنجاب، بمبئی، گجرات، کاٹھیاواڑ، گونڈل، مدراس، یوپی، راج پوتانہ، سرحد کے جلیل القدر فضلا و عمائدین قوم بھی حاضرِ جلسہ تھے، امام اہلِ سنّت حضور حجۃ الاسلام... کے حکم سے حامیِ سنّت جناب مولوی عنایت محمد خاں صاحب غوری فیروز پوری صدر انجمن معین الاسلام الہ آباد نے حسبِ ذیل تجویزات پڑھ کر سنائیں، جو بہ اتفاق رائے منظور ہوئیں:

(۱) اہلِ اسلام کا یہ عظیم الشان اجتماع بہ اتفاق رائے مسودہ نکاح صغار کو مداخلت فی الدین جانتا، مانتا ہوا، اس کے خلاف بہت سختی کے ساتھ صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ اس ناقابلِ عمل مسودہ کو جو اسلامی شریعت سے بالکل منافی اور صریحاً ابطالِ حقِ ولایت ہے، ہرگز ہرگز قانون کا جامہ نہ پہننے دے۔

محرک: **حضرت استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی جنرل سکریٹری آل انڈیا سُنّی کانفرنس مرادآباد۔**

مؤیدین: جناب نواب وحید احمد خاں صاحب ایم۔اے، ایل۔ایل۔بی وکیل بریلی؛ وجناب مولانا عنایت محمد خاں صاحب غوری فیروز پوری۔"

نیز اسی جلسے میں مولانا عنایت محمد خاں صاحب غوری فیروز پوری کی تحریک پر پیر جماعت علی شاہ کے کشمیر میں داخلہ پر پابندی کو لے کر ایک وفد سے متعلق مولانا سید حبیب شاہ صاحب مالک اخبار 'سیاست' لاہور کی تجویز پیش کی گئی۔ اور اس میں حجۃ الاسلام اور آپ سے اس وفد کو کامیاب بنانے کے لیے عملی طور پر رہنمائی کی درخواست پیش کی گئی۔ نیز اس وفد کے ارکان میں دیگر علما کے ساتھ آپ کو بھی شریک کیے جانے کی بات رکھی گئی۔ ملاحظہ فرمائیں درج ذیل تجویز

"یہ جلسہ فدائے ملت مولانا سید حبیب شاہ صاحب مالک اخبار سیاست لاہور کی تجویز وفد کے متعلقہ داخلہ حضرت شاہ صاحب علی پوری دامت برکاتہم کو بہ نظرِ استحسان دیکھتا ہوا حضرت امام اہلِ سُنّت حضور حجۃ الاسلام علامہ بریلوی حضرت مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری مدظلہ صدر آل انڈیا سُنّی کانفرنس و سرپرست مرکزی جماعت مبارکہ رضائے مصطفی و **حضرت استاذ العلماء مولانا مولوی سید محمد نعیم الدین صاحب فاضل مرادآبادی جنرل سکریٹری آل انڈیا سُنّی کانفرنس** سے استدعا کرتا ہے کہ وہ مجوزہ وفد کو کامیاب بنانے کے لیے عملی طور پر اس کی رہنمائی فرمائیں۔

محرک: مولانا عنایت محمد خاں صاحب غوری فیروز پوری صدر بانی انجمن معین الاسلام الہ آباد

موید: مولوی ہدایت یار خاں صاحب صدر جماعت رضائے مصطفی بریلی۔"

[اخبار دبدبہ سکندری: ۲۷/ اگست، ۱۹۲۸ء، ص۹]

عرس رضوی ۱۳۴۹ھ

۲۵/ صفر المظفر ۱۳۴۹ھ عرس رضوی میں آپ شریک ہوئے اور آخری روز قل شریف سے قبل آخری خطاب آپ نے فرمایا۔ قریب ایک گھنٹہ کا خطاب تھا۔ خطاب اسلام کی حقانیت کے عنوان پر تھا، جس میں آپ نے اسلام تلوار کے زور سے پھیلا، کہنے والوں کی پرزور مذمت فرمائی۔ اور اسلام کی حقانیت پر بہت ہی معرکۃ الآرا خطاب فرمایا۔ ماہنامہ یادگار رضا میں عرس کی تفصیلی روداد شائع ہوئی۔ ہم آپ کے حوالے سے اقتباس نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"اجلاس میں حضرت حجۃ الاسلام صاحب سجادہ عالیہ رضویہ دامت برکاتھم العالیہ و شاہزادہ اصغر والا مرتبت

حضرت مولانا مولوی مفتی اعظم شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب مدظلہم الاقدس اور ہم شبیہ غوث الثقلین حضرت مولانا شاہ علی حسین صاحب اشرفی جیلانی مدظلہم الاقدس سجادہ نشین کچھوچھہ شریف **نیز استاذ العلماء حضرت مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی مدظلہ** تشریف فرما ہوئے۔

ایک بج چکا تھا کہ **استاذ العلما حضرت مولانا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مرادآبادی مدظلہم** نے ممبر پر قیام فرما کر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں اسلام کی حقانیت پر ایک موثر اور دل نشین تقریر فرماتے ہوئے یہ ثابت کیا، کہ مخالفین اسلام کا یہ اعتراض بالکل بے بنیاد و غلط ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا۔ بلکہ اسلام کو پھیلانے والی اس کی بے مثل حقانیت تھی۔ ۲ر بجے تک آپ کی تقریر کا سلسلہ جاری رہا۔ اور تمام حاضرین جلسہ آپ کی تقریر سے بے حد متاثر ہوئے۔ چوں کہ قل شریف کا وقت بالکل قریب تھا اس لیے آپ نے تقریر کو ختم فرمادیا۔ اور پنج آیت یعنی کلام ربانی کی آیات کریمہ کا دور شروع ہوگیا۔"

[ماہنامہ یادگار رضا: ذی الحجہ و محرم ۱۳۴۹ھ ۱۳۵۰ھ۔ ص ۸]

عرس رضوی: ۱۳۶۵ھ

۱۳۶۵ھ عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر آپ بریلی تشریف لے گئے۔ اس وقت چوں کہ صوبائی انتخابات کا زور تھا اسی لیے آخری روز یعنی ۲۵ر صفر کو علمائے کرام کے بیانات کا محور خاص طور پر الیکشن ہی تھا، علمائے کرام نے اپنی تقاریر میں مسلمانوں کو انتخابات میں صحیح جماعت منتخب کرنے کی تجویز پیش فرمائی۔ اور ساتھ ہی کانگریس اور اس کی حامی جماعتوں کا مسلمانوں کے ساتھ متعصبانہ رویہ اور ظالمانہ سلوک لوگوں کو یاد دلا کر اسے ہر ممکن ناکام بنانے کی گزارش کی۔ نیز کانگریس کے خلاف سُنّی کانفرنس کی کارگزاریوں کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے بھی اسی عنوان پر ایک عظیم الشان خطاب فرمایا جس میں آپ نے فرمایا:

"الیکشن کے معاملہ میں ہماری اجتماعی کوشش یہی ہے کہ کانگریس کو ناکام کر دیا جائے۔ ہم اس خدمت کو مسلمانوں کے حق میں نافع سمجھ کر رضائے الٰہی کے لیے انجام دیتے ہیں۔"

مزید پاکستان کے مسئلہ پر آپ نے فرمایا:

"پاکستان کے معنی یہ ہیں کہ ہندوستان کے ایک حصہ میں ایسی اسلامی حکومت قائم کی جائے جو شریعتِ طاہرہ کے آئین اور فقہی اصول کے مطابق ہو۔"

[دبدبہ سکندری: ۱۵ر فروری، ۱۹۴۶ء، ص ۹، بحوالہ خطباتِ آل انڈیا سُنّی کانفرنس، ص ۹۹۔۱۰۰]

انجمن حزب الاحناف بریلی میں خطاب

۱۳۵۱ھ کے اوائل میں بریلی شریف کے کہنہ محلہ کی مرزائی مسجد میں انجمن حزب الاحناف بریلی کے زیر اہتمام عربی درس نظامی کا مدرسہ قائم کیا گیا۔ اور اس سلسلے میں ایک اجلاس رکھا گیا جس میں آپ کا خصوصی خطاب ہوا۔ حجۃ الاسلام نے بخاری شریف کے درس سے مدرسہ کا افتتاح فرمایا۔ حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند اس مدرسہ کے سرپرست قرار دیے گئے۔ اور علامہ حسنین رضا خاں مہتمم قرار پائے۔ مفتی ابراہیم فریدی بدایونی لکھتے ہیں:

"۱۳۵۱ھ کے شروع میں کہنہ بریلی مرزائی مسجد میں انجمن حزب الاحناف بریلی کی جانب سے عربی درس نظامیہ کا مدرسہ قائم کیا گیا۔ جس کے مہتمم مولانا حسنین رضا خاں صاحب مدظلہ منتخب ہوئے۔ مرزائی مسجد میں عظیم الشان جلسہ ہوا۔ جس میں **مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی (مدظلہ)** کا فاضلانہ خطاب اور پر مغز تقریر ہوئی۔ آپ نے بخاری شریف کے درس سے مدرسہ کا افتتاح فرمایا۔ آپ اور مفتی اعظم ہند مدظلہ مدرسے کے سرپرست قرار دیے گئے۔ مولوی عبدالغفور ہزاروی کو مدرس مقرر کیا گیا۔" [رضا بک ریویو کا حجۃ الاسلام نمبر ۲۰۱۷ء۔ ص ۶۹]

بدایوں عرس قادری

۱۴ / جمادی الاولیٰ سے ۱۸ / جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ تک حضرت تاج الفحول علامہ عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ کے عرس کی تقریبات ہوئیں۔ جن میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں، شیخ المشائخ حضور اشرفی میاں، سید مہدی میاں مارہروی کے علاوہ بہت سے نامور علما و مشائخ نے شرکت فرمائی۔ آپ بھی شریک عرس ہوئے۔ اور عرس کی تقریب میں خطاب بھی فرمایا۔ اخبار اہل فقہ میں اس اجلاس کی تفصیلی روداد شائع ہوئی۔ ہم یہاں صدر الافاضل سے متعلق اقتباس نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

"جناب مولانا المعظم حامی دین راد مبتدعین مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی کا بیان شروع ہو چکا تھا۔ آپ نے بھی بعد ذکر فضائل اکثر حصہ ردوہابیہ میں صرف کیا۔"

[اخبار اہل فقہ: ۲۰ / جون ۱۹۰۹ء ص ۳]

جلسہ جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف، سرکار کلاں کی دستار بندی

۲۱ / جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ مدرسہ جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ میں ایک عظیم الشان تاریخی اجتماع ہوا، جس میں حضرت سید شاہ مختار اشرف صاحب کو تاج فضیلت سے سرفراز کیا گیا۔ بہت سے علمائے مشاہیر نے شرکت فرمائی۔ آپ بھی اس جلسہ میں شریک ہوئے اور آپ نے حضور اشرفی میاں کے بعد خود اپنے دست مبارک سے سرکار کلاں

حضرت مولانا مختار اشرف صاحب کے سر مبارک پر دستار فضیلت باندھ کر رسم دستار فضیلت کی تکمیل فرمائی۔ حضرت مولانا آل حسن صاحب اشرفی نعیمی سنبھلی، نے اس مبارک موقع پر ہونے والی کارگزاریوں کی مختصر سی روداد مرتب فرمائی تھی، ہم اس روداد سے مطلوبہ اقتباس نقل کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

''۲۱/ جمادی الاولی ۱۳۵۵ھ دوشنبہ کو مولوی سید شاہ محمد مختار اشرف صاحب کی عظیم الشان مبارک مجمع میں دستار بندی ہوگئی۔ یہ مبارک اجتماع مندرجہ ذیل مشائخ عظام وعلمائے کرام پر مشتمل تھا۔

عمدۃ السالکین زبدۃ العارفین مرشد برحق اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ مدظلہم الاقدس.... **عمدۃ العلماء زبدۃ الفضلاء امام المناظرین صدر المفسرین صدر الافاضل فخر الاماثل مولانا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی دامت برکاتھم العالیہ**.... ان حضرات کے علاوہ دیگر مقامی معزز حضرات موجود تھے جنہوں نے جامعہ اشرفیہ کے اس اجتماع میں شرکت فرماکر مدرسہ عزت بخشی.... یہ دستار مبارک فاضل نوجوان کے سر پر آپ کے جد امجد اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے خود اپنے دست اقدس سے سر پر باندھی پھر **حضرت صدر الافاضل دامت برکاتھم** العالیہ نے پوری کی۔'' [اخبار الفقیہ: ۲۸/ اگست ۱۹۳۶ء، ص ۱۵]

مدرسہ اہل سنت وجماعت مشاغل العلوم بنارس

۲۹، ۳۰ ویکم شعبان ۱۳۴۳ھ کو مدرسہ اہل سنت وجماعت مشاغل العلوم بنارس کے سالانہ اجلاس میں صدر الافاضل اور دیگر مشاہیر علما نے شرکت فرمائی۔ الفقیہ میں اراکین کی جانب سے اس کی قدرے تفصیلی روداد شائع کی گئی ہم اس روداد سے مطلوبہ اقتباس نقل کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

''اس مدرسے نے اپنی ۱۴ سال کی عمر میں علاوہ جلسہائے وعظ کے متعدّد غیر معمولی جلسے یہاں کیے۔ ان جلسوں میں ہمیشہ علما ومشائخ شرکت فرماتے رہے۔ جن کے چشمہائے فیوض سے تشنہ کامان شریعت وطریقت سیراب ہوتے رہے۔ ان جلسوں میں اہتمام واختصاص کے ساتھ جلسہ منعقدہ ۲۹، ۳۰ ویکم شعبان ۱۳۴۳ھ اس جلسے میں علاوہ اور علمائے کرام چند حضرات قابل ذکر ہیں جن کے دیدار کی خواہش میں ہر فرد بشر ماہی بے آب تھا۔

حضرت عظیم البرکت جناب مولانا حاجی شاہ مفتی محمد حامد رضا خاں صاحب خلف وخلیفہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ نور اللہ مرقدہ بریلوی .... **صدر الافاضل استاذ العلماء جناب مولانا حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی**، ان حضرات کے ظاہری وباطنی فیوض جو بنارس میں تقسیم ہوئے ان سے بنارس کا ہر فرد بشر خوب واقف''

[اخبار الفقیہ: ۲۱/ مئی ۱۹۲۵ء ص ۷]

جامعہ حمیدیہ رضویہ مدن پورہ بنارس کا جلسہ دستار بندی

۲۰، ۲۱، ۲۲/ شعبان ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۳، ۲۴، ۲۵/ ستمبر ۱۹۴۰ء کو جامعہ حمیدیہ رضویہ مدن پورہ بنارس کا سالانہ جلسہ دستار بندی تھا۔ اکابر ومشاہیر علما نے شرکت فرمائی آپ نے بھی جلسہ میں شرکت فرمائی اور بیان فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں اخبار الفقیہ میں درج اجلاس کی روداد سے مطلوبہ اقتباس:

”جلسہ دستار بندی مورخہ ۲۰، ۲۱، ۲۲/ شعبان المعظم ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۳، ۲۴، ۲۵/ ستمبر ۱۹۴۰ء برابر تین یوم جاری رہا۔ بیرونی ومقامی اکابرین علمائے اہل سنت وجماعت نے شرکت فرماکر جلسہ واراکین مدرسہ کو شرف بخشا۔ جن میں سے وہ مایہ ناز ہستیاں جن پر آج اہل سنت وجماعت اور اہل اسلام کو فخر حاصل ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں....
حضرت صدرۃ الصدور واستاد العلماء حضرت مولانا مولوی حاجی مفتی نعیم الدین صاحب مرادآباد.... مورخہ ۲۲/ شعبان ۸/ بجے شب بعد تلاوت قرآن مجید ونعت خوانی حضرت مولوی سردار احمد صاحب نے تقریر فرمائی۔ بعد تقریر مدرسہ کی روئداد وتعلیم ونتیجہ امتحانات عام جلسہ میں جناب قاری مولوی محمد شفیع صاحب مدرس مدرسہ ہذا نے پڑھ کر سنایا۔ بعدہ **صدرۃ الصدور واستاد العلماء مولانا مولوی حاجی نعیم الدین صاحب قبلہ**، نے اپنے کلام سے حاضرین جلسہ کو محو حیرت کردیا۔ جلسہ قریب ۲/ بجے شب بخیر وخوبی ختم ہوا۔“

[اخبار الفقیہ: ۲۱، ۲۸/ اکتوبر ۱۹۴۰ء ص ۸]

سنبھل مدرسہ اجمل العلوم کے جلسہ دستار بندی میں صدر الافاضل کی شرکت

۱۹، ۲۰/ شعبان المعظم ۱۳۵۵ھ میں مدرسہ اہل سنت اجمل العلوم سنبھل کا سالانہ اجلاس ہوا، جس میں آٹھ طلبہ فارغ التحصیل ہوئے۔ علمائے کرام تشریف لائے۔ آپ بھی تشریف لے گئے ا۔آپ نے وہاں ایک معرکۃ الآرا تقریر فرمائی اور بچوں کے سروں پر دستار باندھی۔ ملاحظہ فرمائیں **”ماہنامہ اہل سنت سنبھل“** میں درج ذیل خبر کا مطلوبہ اقتباس:

”بتاریخ ۱۹، ۲۰/ شعبان المعظم مطابق ۵، ۶/ نومبر بروز پنجشنبہ جمعہ صبح وشام ۸ سے دو بجے تک نہایت عظیم الشان اجلاس ہوئے۔ مجمع بہت زبردست ہوتا تھا۔ تمام صحن سامعین سے پر ہو جایا کرتا تھا۔ خصوصاً جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول مولانا الحاج مفتی احمد یار خاں صاحب صدر مدرس جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف اور واعظ خوش بیان فاضل نوجواں حضرت مولانا مولوی علیم اللہ صاحب نعیمی بلیاوی مفسر جامع مسجد کلکتہ کی تقاریر نے توسامعین کے قلوب کو زندہ، ایمان کو تازہ کردیا۔ مخالفین بھی ان کی سحر بیانیوں کے معترف ہیں۔ پہلے جلسے کی کامیابی دوسرے جلسے کے اجتماع کثیر اور لطف مزید کا زبردست ذریعہ ہوتی چلی گئی بعد جمعہ دستار بندی کا اجلاس ہوا۔ جس کے لیے **صدر الافاضل فخر الاماثل صدر الفضلاء استاد العلماء سلطان الواعظین امام المناظرین حضرت مولانا الحاج حافظ حکیم محمد نعیم**

الدین صاحب فاضل مرادآبادی دام ظلہ العالی..... نے کرم فرمایا۔ان تمام مقدس ہاتھوں نے اس مدرسہ اہل سنت کے فارغ شدہ طلبہ کے سروں پر دستار فضیلت باندھی ۔ حضرت استاذ العلماء دامت برکاتھم نے فضیلت علم پر ایک ایسی تقریر فرمائی جس سے سارا مجمع محظوظ ہورہا تھا۔ ہر شخص کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری تھے ۔“

[ماہنامہ اہل سنت سنبھل: رمضان المبارک،۱۳۵۵ھ، ص۴۱]

جلسہ سنبھل میں خطابت

مدرسہ اجمل العلوم سنبھل میں ۱۰،۱۱/ اکتوبر ۱۹۳۸ء کوایک جلسہ منعقد ہوا، جس میں آپ نے شرکت فرمائی۔ اور خطاب فرمایا۔ اخبار الفقیہ میں لکھا ہے:

”بتاریخ ۱۰،۱۱/ اکتوبر کو مدرسہ اہل سنت اجمل العلوم واقع مسجد جبو نخان سنبھل میں صبح و شام ۸/ بجے سے ۱۲/ بجے تک نہایت شاندار اجلاس ہوئے۔ جس میں ہندوستان کے مشہور افاضل، زبردست مقرر، مقتدر علماے کرام تشریف لائے۔ جن میں **قدوۃ المحققین امام المناظرین استاذ العلماء امام الفضلاء حضرت مولانا مولوی حکیم الحاج محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی**.... ان حضرات کے اسما خاص کر قابل ذکر ہیں ۔ بحمدہ تعالیٰ ہر جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ مجمع ہزارہا کی تعداد میں ہوتا تھا۔ مقررین نے اصول و فروع اسلام پر نہایت زبردست تقریریں کیں ۔ اور حالات حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کانگریس کی مضرت اور کانگریسی مدعیان اسلام کی غداریوں پر کافی روشنی ڈالی ۔ اور مسلمانوں کو شرکت کانگریس کے متعلق عقلی و نقلی دلائل سے اجتناب و پرہیز کرنے کا حکم دیا۔“

[اخبار الفقیہ: ۲۱/ اکتوبر ۱۹۳۸ء، ص۱۱]

سونہ ریاست رامپور میں جلسہ

۲۶، ۲۷/ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ کو مقام سونہ ریاست رامپور میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں آپ نے شرکت فرمائی اور خطاب فرمایا۔ اہل فقہ اخبار سے خبر کا درج ذیل اقتباس ملاحظہ ہو:

”جلسہ اہل سنت و جماعت... بمقام سونہ ریاست رامپور بتاریخ ۲۶ و ۲۷/ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری المقدس کو بفضلہ تعالیٰ بخیر و خوبی انجام کو پہنچا۔.... دوسرا بیان فضائل نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والتحیہ **جناب مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب** نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرماکر سامعین کو محظوظ و مسرور فرمایا۔“

[اخبار اہل فقہ: ۳۰/ فروری ۱۹۱۳ء ص۶]

رانی گنج ضلع بردوان کے جلسہ میں شرکت و خطابت

رانی گنج ضلع بردوان میں ۱۶ تا ۱۸ ر شعبان المعظم ۱۳۴۷ھ تین روزہ اجلاس منعقد ہوئے۔ جس میں ملک کے مشاہیر علما مدعو تھے۔ آپ کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ مگر آپ طبیعت کی ناسازی کے سبب پہلی تاریخ کے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔ اور لوگوں کا اصرار اس قدر تھا کہ جانا ضروری تھا۔ اس لیے آپ دوسرے روز یعنی ۱۷ ر شعبان کو رانی گنج میں رونق افروز ہوئے۔ وہاں پہنچنے پر آپ کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ باوجودیکہ آپ کی طبیعت علیل تھی مگر آپ نے پھر بھی جلسہ میں دو گھنٹہ مسلسل خطاب فرمایا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے اس اجلاس کی تفصیلی روداد ترتیب دے کر ماہنامہ السواد الاعظم، میں شائع کرائی۔ ہم اس روداد سے آپ کے حوالے سے اقتباس پیش کرتے ہیں۔

مولانا موصوف لکھتے ہیں:

”حضرت صدر الافاضل دامت برکاتھم کا ورود مسعود

حضرت مدظلہ کا مزاج ہمایوں قدرے ناساز تھا۔ اس لیے پہلی تاریخ میں تشریف نہ لا سکے۔ عوام و خواص منتظمین و بانیان جلسہ عدم تشریف آوری سے مضرب و پریشان ہو گئے تھے۔ ہر قلب بے چین تھا اور ہر نگاہ زیارت کی متمنّی۔ تار کے ذریعہ عرض کیا گیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو مشتاقان دیدار کو سرفراز فرمایا جائے۔

حضرت کی علالت طبع اگرچہ کسی سفر کی اجازت نہ دیتی تھی مگر مسلمانوں کے مضطربانہ اصرار نے رونق افروزی کی منظوری حاصل کر لی۔ ۱۷ ر شعبان المعظم دس بجے دن کے **حضرت** رونق افزائے رانی گنج ہوئے۔ رضا کاران اراکین استقبالیہ کمیٹی معتمدین و خواص کا اسٹیشن پر ہجوم تھا ٹرین کے پہنچتے ہی پلیٹ فارم اللہ اکبر کے فلک بوس نعروں سے گونج گیا۔ مشتاقان زیارت قدم بوسی کے لیے بڑھے۔ چاروں طرف سے پھولوں کی بارش ہونے لگی۔ موٹر سجا ہوا تیار تھا۔ رضا کاروں نے دورویہ صفیں آراستہ کر لیں اور ایک شاندار جلوس ترتیب دیا گیا۔ جلوس شہر کے صدر بازار سے گشت کرتا ہوا جلسہ گاہ میں پہنچا۔ راستہ میں برابر پھولوں کی بارش ہوتی رہی۔ اور اللہ اکبر کے فلک بوس نعرے بلند ہوتے رہے۔ تمام بازار کے لوگ صف بستہ کھڑے ہو گئے۔ اس وقت دین کی شوکت قلوب عجیب تاثیر دکھا رہی تھی۔

دوسرے روز شب میں باوجود کمزوری و نقاہت کے **حضرت** نے دو گھنٹے تقریر فرمائی، مجمع ہمہ تن گوش بر آواز تھا۔ البتہ بار بار سبحان اللہ کے نعروں سے پنڈال گونج جاتا تھا۔ اور تقریر کی قوت استدلال دل آویز انداز بیان دلوں میں گھر کرتا چلا جاتا تھا۔ ۱ بجے شب کو جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔“

[ماہنامہ السواد الاعظم: رمضان و شوال، ۱۳۴۷ھ ص ۱۵]

دھوراجی ملک کاٹھیاوار کے جلسوں میں صدرالافاضل کی خطابت

۶؍ اگست ۱۹۴۳ء کو آپ دھوراجی تشریف لے گئے جہاں آپ کے استقبال کے لیے بے شمار لوگ جن میں علمائے کرام اور مدرسہ مسکینیہ کے طلبہ بھی تھے حاضر تھے۔ مدرسے کے طلبہ نے حضرت کی گل پوشی کی آپ نے وہاں کئی دن قیام فرمایا اور شہر کے متعدّد مقامات پر تقریری سلسلہ جاری رکھا۔ اور ۳۰؍ اگست کو مدرسہ مسکینیہ کے اجلاس میں شرکت فرمائی اور اپنے خطاب سے طلبہ وعوام کو فیض یاب فرمایا۔ اجلاس کے اختتام پر دعا ہوئی جس میں آپ کی درازئی عمر کی دعا بھی کی گئی۔

اخبار الفقیہ میں آپ کے اس سفر مبارک کی قدرے تفصیل درج ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

''۶؍ اگست ۱۹۴۳ء کو **اعلیٰ حضرت قبلہ قائدالطلبہ وفخرالغرباحافظ حاجی حکیم مولانامولوی محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مدظلہ العالی مرادآبادی**، رات کے نو بجے کی گاڑی سے دھوراجی ملک کاٹھیاوار میں تشریف لائے۔ دھوراجی کی قسمت جاگ پڑی اسٹیشن پر بے شمار خلقت کے علاوہ علمائے کرام اور مدرسہ مسکینیہ کے طلبہ ہاتھوں میں ہار لیے کھڑے تھے۔ حضرت موصوف کو ہاروں سے بھر دیا گیا۔ اور بعدازاں مدرسہ مسکینیہ کے عملہ نے **حضرت** سے فیض حاصل کیا۔ بعدازاں دعوت پر تشریف لے گئے۔ **حضور** کا ایک ہفتہ یہاں قیام رہے گا۔''

[اخبار الفقیہ: ۲۱، ۲۸؍ اگست ۱۹۴۳ء ص ۱۲]

مزید اخبار لکھتا ہے:

''**جناب صدرالافاضل فخرالاماثل استادالعلماء حضرت حاجی الحرمین علامۃ العلمین حافظ محمد نعیم الدین مرادآبادی اطالہ اللہ ظلہ علی طلباء علوم الدینیہ**، کا ابھی یہاں ہی قیام ہے۔ بسبب درخواستیں خواص کے اور چار مقاموں میں زیادہ تر استقبال وآرائش کے ساتھ جلسہ نصیحت ووعظ ہوا۔ اور مدرسہ مسکینیہ کے طلبہ کو آقا کی قدم بوسی سے حصہ فرمایا۔ ۳۰۔۸۔۴۳ء کو مدرسہ میں مع اراکین ایک جلسہ ہوا، اس میں جناب مولوی عبدالصمد صاحب نے لطیف عجیب تقریر فرمائی۔ اور سب سے پہلے ایک حافظ نے کچھ قراءت مسرت عنایت کے بعد ایک طالب علم نے نعت سنائی۔ پھر پھر مذکورہ مولوی کا وعظ ہوا۔ اور طلبائے مسکینیہ کی تعزیت اطمینان دلی کے لیے **حضور آقا صدرالافاضل مدظلہ**، نے اپنے فصیح بلیغ زبان سے کچھ سنایا۔ بعد جلسہ کے **حضرت صدرالافاضل** کی عمر طویل کی دعا اور شکریہ ادا کر کے جلسہ قریباً ایک بجے ختم ہوا۔'' [مرجع سابق: ۲۱، ۲۸؍ ستمبر ۱۹۴۳ء ص ۳]

جامعہ عربیہ ناگپور کا ساتواں اجلاس

۲۳ تا ۲۵؍ جمادی الاولی ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۶، ۱۷، ۱۸؍ اپریل ۱۹۴۷ء کو جامعہ عربیہ ناگپور میں ہونے والے

اجلاس میں آپ کو مدعو کیا گیا۔ اور تیسرے روز کے اجلاس کی صدارت کا اعلان بھی کیا گیا۔ اخبار الفقیہ میں ہے:

”جامعہ عربیہ ناگپور کا ساتواں شان دار سالانہ اجلاس بتاریخ ۲۳، ۲۴، ۲۵/ جمادی الاولی ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۶، ۱۷، ۱۸/ اپریل ۱۹۴۷ء بروز بدھ، جمعرات، جمعہ بوقت ساڑے نو بجے شب مومن پورہ میں منعقد ہوگا.... تیسرے اجلاس کی صدارت **حضرت صدرالافاضل علامہ مولانا الحاج السید شاہ محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دامت برکاتھم القدسیہ** فرمائیں گے۔“ [مرجع سابق: ۷، ۱۴/ اپریل ۱۹۴۷ء ص ۱۰، ۱۱]

خیر آباد شریف میں میلاد مبارک کی محفل

خیر آباد شریف ضلع سیتاپور میں ۲۷/ ربیع الاول شریف کو ایک جلسہ میلاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔ جس میں خصوصی خطاب کے لیے آپ کو مدعو کیا گیا۔ آپ نے شرکت فرمائی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان پر دو گھنٹے عمدہ وایمان افروز خطاب فرمایا۔ اس جلسے میں آپ کے ساتھ تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی بھی تھے۔ اس لیے انہیں سے جلسہ کی مختصر روداد ملاحظہ فرمائیں۔ وہ بیان کرتے ہیں:

”علمی دنیا میں خیر آباد جو شہرت رکھتا ہے وہ شاید ہی کسی دوسرے خطہ کو حاصل ہو۔ ظاہری وباطنی فیوض کے سمندر یہاں موجزن رہے ہیں۔ ضلع سیتاپور کا یہ ایک قصبہ ہے مگر ضلع کی نہ تنہا ضلع بلکہ سارے ملک کی آبرو ہے۔ شرفا کی آبادی ہے۔ اہل علم وکمال کا مسکن رہا ہے۔ اور جو انوار مدتہائے دراز تک اس خطے میں عالم افروزی کرتے رہے ہیں ابھی تک ان کی چمک دمک باقی ہے۔

۲۷/ ربیع الاول شریف کو یہاں حضور سرور انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کی محفل ہوا کرتی ہے۔ امسال جناب خان بہادر حاجی غلام محمد خان صاحب رئیس دادون کی دعوت پر **حضرت صدرالافاضل دامت برکاتھم** خیر آباد تشریف لے گئے۔ مجلس جناب حکیم انوار حسین صاحب سلمہ کے وسیع اور شان دار دیوان خانے میں منعقد ہوتی ہے۔ یہ دیوان خانہ پرانے طریقے کی پر تکلف روشنیوں اور سامان زیبائش سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ مجمع کا یہ عالم تھا کہ تمام دیوان خانہ اور اس کے پہلو کے مکانات اور راستے آدمیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ مجلس ٹھیک نو بجے شروع ہوگئی۔ پہلے ایک گھنٹے خاکسار نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات وفضائل کے متعلق تقریر کی۔ اس کے بعد دس بجے سے بارہ بجے تک **حضرت صدرالافاضل دامت برکاتھم** کا بیان ہوا۔ گرمی اس روز شدت کی تھی، لیکن مجمع ہمہ تن گوش بنا ہوا تھا۔ اور ایک ایک کلمہ جو زبان مبارک سے ادا ہوتا تھا وہ قلوب کو نیا ذوق بخشتا تھا۔ سننے والوں کو معلوم ہوتا تھا کہ ایمان کی لذت انہیں جیسی آج اس بیان سے حاصل ہوئی ہے اس سے پہلے میسر نہ تھی۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت وشان کے دلوں پر نقش ہوگئے۔ ۱۲/ بجے کے قریب ذکر ولادت فرما کر صلاۃ وسلام پر مجلس ختم فرمائی۔“ [ماہنامہ السواد الاعظم: ربیع الاول و ربیع الآخر ۱۳۵۰ھ۔ ص ۳، ۴]

مسجد فتح پوری دہلی میں جلسہ عید میلاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ربیع الاول شریف کی بارہویں شب میں آپ عموماً دہلی کی فتح پوری مسجد میں خطاب فرمایا کرتے تھے۔ اس مجلس میں آپ کا خطاب ہی اصل ہوا کرتا تھا۔ ۱۳۵۰ھ ربیع الاول شریف کی ایک مجلس کا ذکر کرتے ہوئے تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی لکھتے ہیں:

”ہندوستان کے قدیم دارالسلطنت دہلی کی مشہور مسجد فتح پوری جو شہر کے صدر مقام پر واقع ہے۔ اور نہایت وسیع ہے۔ ربیع الاول کی بارہویں شب کو رنگارنگ روشنیوں سے بقعہ نور بنی ہوئی تھی۔ شہر میں اشتہاروں و پوسٹروں کے ذریعہ سے محفل مبارک اور حضرت صدر الافاضل مدظلہ کی تقریر کا اعلان ہو چکا تھا۔

شام سے ہی اہل ذوق کے ہجوم آنے شروع ہو گئے۔ اور عشاء کے وقت تک تو مجمع اس قدر کثیر ہو گیا کہ اس سے پہلے شاید ہی کبھی ایسا عظیم الشان ہوا ہو۔ اس میں علما، طلبہ، مشائخ تاجر، دست کار ہر طبقے کے اصحاب تھے۔ مجلس تمام شب رہی اور وہ عظیم الشان مجمع حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذوق محبت سے لطف اندوز رہا۔ دلوں میں حضور کی یاد ہی کے جذبے تھے۔ اور تمام افکار کی گرد و کدورت قلوب کی وسعتوں سے باہر کر دی گئی تھی۔

کبھی نواسنجان نعت کی مدح سرائی مست بناتی تھی۔ کبھی شیریں بیان مقرروں کی تقریریں جان و دل کو نوازتی تھیں۔ **حضرت صدر الافاضل دامت برکاتہم** کی تقریر جلسہ کی جان تھی۔ اس تقریر کے لیے اہل دہلی سال بھر سے منتظر تھے۔ تحقیق کا ایک بحر مواج بر سر فیض تھا۔ دماغوں میں نئی روشنی پیدا ہو رہی تھی۔ ارواح کو نئی نئی روحانی لذتیں پہنچ رہی تھیں۔ ہر زبان پر تحسین و مرحبا تھی۔ دہلی میں اس تقریر پر شہرہ مچ رہا ہے اور ہر شخص مداح ہے۔ یہ بات عام طور پر کہی جاتی ہے کہ جو حقائق و دقائق **حضرت صدر الافاضل دامت برکاتہم** نے بیان فرمائے ان سے کان آشنا نہ تھے۔ مضامین کا زور اسلام کی ایسی زبردست عظمت کا اظہار کرتا تھا جس سے عقلیں حیران ہوتی تھیں۔ فجر تک یہ مجلس شان و شوکت کے ساتھ قائم رہی۔“ [مرجع سابق: ربیع الاول ۱۳۵۰ھ۔ ۲، ۳]

مفتی محمد مکرم موجودہ امام مسجد فتح پوری اپنے والد مولانا محمد احمد نقشبندی کے حوالے سے جو اس وقت مسجد میں نائب امام کی حیثیت سے مقرر تھے، لکھتے ہیں:

”آپ فرماتے تھے کہ صدر الافاضل اور محدث اعظم (رحمۃ اللہ علیہما) محفل میں شروع سے تشریف رکھتے تھے۔ فتح پوری مسجد کا وسیع و عریض صحن عوام و خواص اور شیدایان رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کھچا کھچ بھرا ہوتا تھا۔ اس دور میں بھی (تقسیم ہند سے قبل) مسجد فتح پوری کے اس جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ اکابر علما اکثر جلسہ گاہ میں بہت تاخیر سے آتے ہیں۔ لیکن ان دونوں بزرگوں کا معمول یہ نہ تھا۔ بلکہ وہ جلسہ

گاہ میں پوری شب تشریف فرما ہوتے تھے۔ اور نورانی محفل کا عجیب منظر ہوتا تھا۔

مسجد کو قمقموں سے سجایا جاتا تھا۔ لوگوں کے ازدہام کی وجہ سے مسجد کا صحن بھی تنگ نظر آتا تھا۔ اور **صدر الافاضل** ہمیشہ آخر میں خطاب فرماتے تھے۔ جس وقت آپ ممبر خطابت پر جلوہ فرماتے ہوتے سامعین سننے کے لیے بے تاب نظر آتے تھے۔ رئیس المشائخ فرماتے ہیں کہ اکثر ایسا ہوا کہ **صدر الافاضل علیہ الرحمۃ** نے خطاب شروع فرمایا اور آپ کے انداز خطاب میں عوام اس قدر محو و مستغرق ہو جاتے تھے کہ وقت کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا۔

یہ جی چاہتا تھا کہ **حضرت** کا خطاب جاری ہی رہے۔ اور محفل پاک اسی طرح سجی رہے۔ بلکہ **صدر الافاضل علیہ الرحمۃ** کے خطاب کو شیخ الاسلام بھی بہت عقیدت اور محبت کے ساتھ سماعت فرماتے تھے۔ یہ ان کی عالمانہ شان ہے کہ ہر میدان اور ہر جلسے میں وہ ہی نظر آتے تھے۔" [تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت: ص ۲۸۲]

مسجد فتح پوری دہلی و باڑہ ہندو راے و بہاڑ گنج میں جلسہاے ربیع الاول شریف

۱۳۵۲ھ ربیع الاول شریف کی بارہویں شب مسجد فتح پوری میں اور پھر اس کے بعد دہلی کے دوسرے علاقوں میں آپ کے خطابات ہوئے۔ ماہنامہ السواد الاعظم میں اس کی قدرے تفصیل یوں مسطور ہے:

"ربیع الاول کی بارہویں شب کئی سال سے دہلی کے حصہ میں آگئی ہے۔ اور وہاں حضرت مولانا مولوی شاہ محمد مظہر اللہ صاحب، امام مسجد فتح پوری اور حضرت صوفی شاہ عبد الصمد صاحب کی دو نہایت مقدس ہستیاں ہیں۔ اور **حضرت صدر الافاضل مدظلہ** کو ان حضرات کے ساتھ بہت محبت و مودت ہے، اس لیے باوجود نہایت کشمکش کے بھی یہ وقت دہلی کے لیے مخصوص کر دیا جاتا ہے۔ فتح پوری کی وسیع مسجد مجمع سے بھری ہوتی ہے۔ اور شائقین کا اژدہام حیرت میں ڈالتا ہے۔ یہ مجلس تمام شب رہتی ہے، اور وقت صبح صادق ختم ہوتی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ و بارک وسلم کی ذات و کمالات موضوع بحث ہوتے ہیں۔ اور پھر **حضرت صدر الافاضل مدظلہ** کی دلنشین ایمان افروز تقریر۔ امسال بھی بڑی شوکت و شان سے جلسہ ہوا۔

جلسہ گاہ برقی قمقموں سے جگمگا رہی تھی۔ اہل ذوق صلوۃ و سلام کے ورد میں تھے۔ حبیب کبریا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عظمت و جلال کے نقش صفحات قلوب پر جاگزیں تھے۔ بعد اختتام شیرینی تقسیم ہوئی۔ تمام شب جاگنے کے بعد مسلمانان دہلی نے کاروبار بند کیے۔ اور بارہویں ربیع الاول شریف کو دن کے وقت میں قرآن کریم کی تلاوت ہوئی۔ اور ختم پڑھے گئے۔ آخر میں پھر **حضرت مدظلہ العالی** نے ایک مختصر دل نواز تقریر فرمائی۔ اس کے بعد دو روز اور باڑہ ہندو راے و بہاڑ گنج کی مسجدوں میں بڑی شان و شکوہ کے ساتھ **حضرت** کی تقریریں ہوئیں۔"

[ماہنامہ السواد الاعظم مراد آباد: صفر و ربیع الاول ۱۳۵۲ھ۔ ص ۱۶، ۱۷]

تکیہ شریف متن گھاٹ پٹنہ کے رجبی جلسوں میں شرکت و خطابت

سید شاہ حمید الدین سجادہ نشین تکیہ حضرت شاہ رکن الدین عشق علیہ الرحمۃ اور ملک العلماء علامہ شاہ سید محمد ظفر الدین علیہ الرحمۃ کے زیر اہتمام وزیر انتظام ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۳۴ء سے ہر سال محلہ تکیہ شریف متن گھاٹ پٹنہ میں رجبی جلسے منعقد ہوتے تھے۔ یہ جلسے اندازاً ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء تک جاری رہے۔ ان جلسوں میں صدر الافاضل بھی تشریف لے گئے۔ دو جلسوں کا سرسری ذکر آپ کے نام ملک العلماء کے خط میں ملتا ہے۔ ملک العلماء نے لکھا ہے:

”محب سنت و علماے سنت مخلصی جناب سید شاہ حمید الدین صاحب تکیہ شریف متن گھاٹ پٹنہ جن کے یہاں جلسہ رجبی شریف میں دو مرتبہ جناب تشریف لائے تھے“ [دستی خط]

اور ۱۳۶۰ھ ۱۹۴۱ء کے جلسے میں آپ کی تشریف آوری کا ذکر ملک العلماء نے قدرے تفصیل سے کیا ہے۔ در اصل ملک العلماء ہر سال اس جلسہ میں تشریف لے جاتے تھے۔ آپ کا خطاب ہوتا تھا۔ بعد میں آپ نے اپنے اس خطاب کو تحریراً محفوظ فرمالیا تھا۔ اور اس کا نام **”تنویر السراج فی ذکر المعراج“** رکھا تھا۔ آٹھویں سال کے اجلاس کا خطاب بھی آپ کے دست مبارک سے تحریر کردہ مخطوطہ کی شکل میں محفوظ ہے۔ فقیر کو اس مخطوطے کے مطلوبہ اوراق علامہ ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی صاحب نے عنایت فرمائے۔ جس میں صدر الافاضل کے حوالے سے بہت ہی محبت آمیز انداز میں تعارف و تعریف موجود ہے۔ ہم ملک العلماء کی اس تقریر پر تنویر سے صدر الافاضل کا ذکر خیر خود ملک العلماء کی تحریر منیر سے نقل کر رہے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

”حضرات! میں اس مسرت کو کسی طرح بیان نہیں کر سکتا جو اس وقت اس جلسہ **میں حضرت صدر الافاضل، استاذ العلماء، جامع معقول و منقول، حاوی فروع و اصول، واعظ شیریں زباں، مقرر جادو بیاں، محبی مخلصی جناب مولانا مولوی حافظ حکیم حاجی سید نعیم الدین صاحب اشرفی رضوی پرنسپل جامعہ نعیمیہ مرادآباد**، کے تشریف فرما ہونے سے میں اپنے قلب میں محسوس کرتا ہوں۔ تقریباً ۸۔۹۔ سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ انجمن محمدیہ تبلیغیہ کے جلسہ میں آپ مدعو ہوئے۔ اور تشریف بھی لائے تھے، گاڑی لیٹ ہوگئی۔ آپ کے پہنچنے میں دیر ہوئی۔ اس شب کا پروگرام جلسہ کا رہ گیا۔ اور آپ کو دوسرے ہی دن ایک اشد دینی ضرورت سے پوکھریرا تشریف لے جانا تھا۔ آپ نے چاہا کہ میری تقریر اسی وقت ہو جائے مگر منتظمین جلسہ نے پروگرام میں تبدیلی مناسب نہ جانی۔ اور آپ بغیر وعظ فرمائے اور اپنی تقریر پر تاثیر سے حاضرین جلسہ کو محظوظ فرمائے، دوسرے دن پوکھریرا تشریف لے گئے، جس کی حسرت نہ صرف مجھ کو بلکہ اکثر اہالی پٹنہ عظیم آباد کو بھی تھی۔

میں یقین کرتا ہوں کہ آج کی تقریر سے دس سال کی کلفت ہم لوگوں کی دور ہو جائے گی۔ اور آپ کی تقریر ہماری دینی، ایمانی، روحانی مسرتوں کا باعث ہوگی۔

حضرات! اب میں معزز مہمان محترم واعظ کے تعارف کے بعد اپنے مضمون کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔"

نوشتہ محمد ظفرالدین قادری رضوی غفرلہ

[تنویر السراج فی ذکر المعراج۔ مخطوطہ: ص ۲، ۳۔ بتقریب جلسہ ہشتم رجبی شریف ۱۳۶۰ھ محلہ تکیہ بار گاہ عشق قدس سرہ العزیز۔ شب بست و ہفتم رجب المرجب ۱۳۶۰ھ مطابق بست و یکم ماہ اگست ۱۹۴۱ء روز پنجشنبہ۔]

پوکھریرا، مظفر پور مدرسہ نورالہدیٰ کا جلسہ اور ایک دلچسپ واقعہ

پوکھریرا شریف جسے حضرت عارف باللہ علامہ شاہ مفتی محمد عبدالرحمٰن مجبیٰ علیہ الرحمۃ کے وطن مالوف ہونے کا شرف حاصل ہے۔ صدر الافاضل یہاں بکثرت تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت سرکار مجبیٰ کے قائم کردہ مدرسہ نورالہدیٰ کے سالانہ اجلاس میں بھی آپ تشریف لے جاتے تھے۔ ایک بار آپ نے پوکھریرا جلسے میں جانے کا ارادہ فرمایا، تو صاحبزاد گان نے عرض کیا کہ پوکھریرا کے پاس مظفر پور ہے وہاں کی لیچی بہت مشہور ہے واپسی میں وہاں سے لیچی لیتے آئیں۔ آپ نے وعدہ فرمایا۔ آپ مظفر پور اسٹیشن پر اترے وہاں کے احباب و معتقدین سے ملاقات کی۔ اور پھر پوکھریرا جلسے میں تشریف لے گئے۔ خطاب فرمایا۔ اور بعد نماز فجر پوکھریرا شریف سے بیل گاڑی سے مظفر پور اسٹیشن کو نکلے۔ وہاں پہنچ کر ٹرین پر سوار ہو گئے۔ ٹرین چلنے ہی والی تھی کہ اچانک مظفر پور کے مشہور بزرگ حضرت نعمت الاولیاء خاکی بابا آپ کے پاس لیچی کی دو ٹوکریاں لے کر پہنچ گئے۔ اور فرمایا کہ آپ نے اپنے بچوں سے وعدہ کیا تھا بھول گئے۔ لیجیے! یہ مظفر پور کا تحفہ ہماری طرف سے بچوں کو پیش کر دیجیے گا۔ صدر الافاضل حضرت خاکی بابا کی اس برمحل عنایت سے کافی متاثر ہوئے اور اسٹیشن پر آپ کو رخصت کرنے والے جو احباب موجود تھے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اسے کہتے ہیں اہل اللہ کا تصرف۔ میں نے کسی سے یہ ذکر ہی نہیں کیا کہ میرے بچوں نے مجھ سے واپسی پر لیچی کی فرمائش کی ہے۔ مگر کئی سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہوئی گفت و شنید کو سماعت کرنا اور دلوں کے احوال سے باخبر رہنا یہ اولیاے کاملین ہی کا طرہ امتیاز ہے۔ یقیناً حضرت خاکی بابا کشف کی عظیم ترین قوت کے مالک ہیں"

اس واقعے کی تصدیق حضرت علامہ مفتی رفاقت حسین مفتی اعظم کانپوری سے بھی بتائی جاتی ہے۔

[ماخوذ از کتاب انوار خاکی: ص ۳۵، ۳۶]

اجلاس راناد ھولپور

راناد ھولپور کے جلسے میں ابوالحسنات علامہ سید محمد احمد نعیمی نے آپ کو مدعو کیا۔ آپ تشریف لے گئے اور اپنے تاریخ ساز خطاب سے علاقہ بھر کو فیض یاب فرمایا۔ علامہ ابوالحسنات نعیمی نے آپ کے اس تاریخی خطاب کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ یہاں اس کا بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔ ملاحظہ ہو:

ابوالحسنات علامہ سید محمد احمد نعیمی تحریر فرماتے ہیں:

''میں راناڈھولپور میں بلایا گیا، وہاں جلسہ کا نظام ہوا تو میری نظر سب سے پہلے **حضرت کی ذات اقدس** کی طرف گئی۔ عریضہ دعوت پیش کیا۔ بلا تامل تشریف آوری کا وعدہ فرمایا۔ جلسہ ہوا۔ **حضرت** کی پہلی تقریر نے راناڈھول پور کے آزاد طبقہ کو مسخر کیا۔ اور بداعتقاد جماعت کے افراد کو اتنا مسحور فرمایا، کہ دوسری تقریر میں ہماری نظروں نے دیکھا کہ ایک کافی اجتماع ایک طرف سے آیا اور جلسہ گاہ میں بیٹھ گیا۔ منتظمین جلسہ کو یہ شبہ ہوا، کہ یہ جماعت فساد کے لیے آئی ہے۔ اِدھر سے بھی کچھ تیاریاں کر لی گئیں۔ مبحث تقلید کا تھا اور اسی پر آپ کی تقریر تھی۔ مگر اس طرح اس کو دلچسپ بنایا کہ سامعین میں سے موافق و مخالف سب حیرت جلوہ گری بنے ہوئے تھے۔ جب تقریر ختم ہو گئی تو **حضرت** نے اعلان فرمایا:

کہ مجھے جو کچھ بھی مبداء فیض سے دلائل کا اضافہ ہوا وہ میں نے آپ کو پیش کر دیا۔ اب جس کسی کو اس میں کوئی شبہ ہو وہ بلاخوف ابھی مجھ سے صاف کرے۔ کیوں کہ صبح مجھ کو واپس جانا ہے۔ تو وہ جماعت بے تابانہ طور پر کھڑی ہوئی اور آگے بڑھی اور عرض پیرا ہوئی کہ حضور شبہات تو ہمیں نہیں مگر.... اور وہ یہ کہ ہم جب تک مخالف تھے تو آپ کی تشریف آوری اپنے لیے بار سمجھ رہے تھے اور آپ کا اعلان کہ ہم صبح جا رہے ہیں جس پر گراں ہے۔ ہم سے پہلے تو یہ کہا اور کل کی دعوت قبول فرمائیں گے اور ہمارے محلہ میں اسی موضوع پر کل تقریر ہو۔ حضرت نے جواب دیا: الکریم اذا وعد وفا، میرے آقا و مولیٰ کا ارشاد ہے اس بنا پر مجھے حسب وعدہ میرٹھ پہنچنا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی میں وہاں سے واپس ڈھول پور آنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اس وقت مجھے مجبور نہ کریں۔ بجائے کل کے چار روز بعد کا اعلان کر دیں۔ ان شاء اللہ میں ضرور حاضر آؤں گا۔ اس مجمع نے بطیب خاطر منظور کر لیا۔ اور **حضرت** نے انہیں توبہ کرائی اور صبح کی گاڑی سے میرٹھ روانہ ہونے کو اسٹیشن تشریف لائے تو ازدہام کا یہ عالم تھا کہ پلیٹ فارم کے ٹکٹ ختم ہو چکے تھے۔ اور بلا ٹکٹ ہزارہا پلیٹ فارم پر لوگ حاضر تھے۔ اور نہ معلوم کیوں سب اس طرح رو رہے تھے جیسے کوئی شکستہ دل مہاجرت محبوب میں اشک بار ہوتا ہے۔ **حضرت** نے چند الفاظ فرما کر سب کو تسکین دلائی اور اپنے وعدہ کو چار روز بعد پورا کرنے کا یقین دلایا۔

چار روز تک مجھے اہل ڈھول پور نے آگرہ نہ آنے دیا۔ چوتھے دن تار آیا کہ ہم چھ بجے شام پہنچ رہے ہیں۔ اس دن اہل ڈھول پور کی مسرت اور خوشی کا یہ حال تھا کہ کوکبہ نبوت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی ثنیۃ الوداع پر خوشیاں منانا یاد آ گیا۔ وہاں مدینہ کی گلیوں میں لڑکیاں طع البدر علینا، گا رہی تھیں۔ یہاں بچے اور لڑکیاں ہر محلے اور کوچے میں انواع واقسام کے گیت مدحت ممدوح میں گا رہی تھیں۔ غرض کہ ایسی شان کا جلوس زمین ڈھول پور پر اس سے پہلے چشم فلک نے نہیں دیکھا ہوگا۔ اور خیال تو یہ ہے کہ شاید آئندہ بھی نہ دیکھ سکے۔ خود راناڈھول

پور اور ان کے ماموں بھی **حضرت** کا شہرہ سن کر جلسہ گاہ میں حاضر آئے۔ ان کے لیے علاحدہ گدی لگائی گئی۔ انہوں نے **حضرت** کے احترام میں گدی ہٹادی اور عوام کے ساتھ بیٹھے۔ پھر تقریر ہوئی تو میرا خیال اگر غلطی نہیں کرتا تو میں یہ کہوں گا کہ یہ تقریر اپنی جامعیت میں اپنی مثال آپ میں تھی۔"

[ہفت روزہ سوادِ اعظم لاہور کا حیات صدر الافاضل نمبر: ۱۲، ۱۹/ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ

مطابق ۱۹، ۲۶/ جون ۱۹۵۹ء۔ ص ۳۴، ۳۵]

اجّین اور بہرون گڑھ کے جلسے

ربیع الاول شریف کی بارہویں شب مسجد فتح پوری میں خطاب اور پھر دہلی ہی میں دوسرے چند مقامات پر اجلاس میں شرکت و خطابت فرماکر وہیں سے اجین تشریف لے گئے۔ جہاں ۱۶/ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ کو جامع مسجد میں صبح اور شب کو آپ کے دو خطاب ہوئے۔ دوسرے دن دن میں بہرون گڑھ مسجد میں خطاب ہوا۔ اور شب کو وہیں بازار کے چوک میں آپ نے خطاب فرمایا۔ اس اجلاس کی روداد بیان کرتے ہوئے قاضی احسان الحق نعیمی لکھتے ہیں:

"جناب مولانا الحاج مولوی عبد الکریم صاحب چتوری اور جناب سید نظام الدین صاحب رئیس اجین کے اصرار سے **حضرت** نے وہاں کے لیے دو روز کا وقت عنایت فرمایا تھا۔ دہلی سے **حضرت** اجین روانہ ہوئے۔ اجین کے اسٹیشن پر وہاں کے روسا و عمائد نے بہت شاندار استقبال کیا۔ اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ اس معزز مہمان کو اپنے یہاں لائے۔ سید نظام الدین صاحب کے دولت خانہ پر قیام ہوا۔ **حضرت** کی تقریر پر تنویر سننے کے شوق میں جابجا کے مہمان اجین آئے تھے۔ سید صاحب موصوف نے بڑی اولو العزمی کے ساتھ سب کی مہمان داری کی۔ ۱۶ ربیع الاول شریف کی صبح کو اجین کی جامع مسجد میں جلسہ ہوا۔ مجمع بہت کثیر تھا ہر طبقے کے لوگ موجود تھے، علما بھی روسا بھی عمائد بھی۔ تقریر سے جو مجمع نے کیف اٹھایا اور لذت پائی اس سے تو کچھ ان کے ہی دل آشنا ہیں۔ کاغذ کے صفحے پر قلم اس کا نقشہ کھینچنے سے قاصر ہے۔ ہر شخص کی زبان پر تحسین و مرحبا کے کلمات تھے۔ اور تمام مجمع نے اس بات کا یقین کیا کہ ایسی زبردست تقریر انہوں نے اس سے پہلے کبھی نہ سنی تھی، کلمہ کلمہ تسخیر قلوب کرتا تھا۔ اور حرف حرف بحر جلال کا لطف دکھاتا تھا۔

دن کے بارہ بجے تک یہ مجلس رہی۔ پھر اسی روز شب میں ایک تقریر اسی جامع مسجد میں بہت شوکت و شان سے ہوئی۔ اس وقت بھی مجمع بہت کثیر تھا۔ دوسرے روز بہرون گڑھ کی مسجد میں تقریر ہوئی۔ اس کا بیان ایک اور ہی نرالے ذوق کا تھا۔ یہ خطے ان تقریروں کو مدتوں یاد کیا کریں گے۔ یہاں شیخ ابراہیم صاحب سوداگر کے یہاں دعوت تھی۔ جو **حضرت صدر الافاضل مدظلہ** کے ساتھ مدتوں سے عقیدت و اخلاص رکھتے ہیں۔ اسی جگہ مولانا عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا قیام بھی ہے۔ اس روز شب میں عین بازار کے ایک وسیع چوک میں جلسہ ہوا۔ یہ اجتماع تو پچھلے

اجتماعوں سے بھی بڑھ گیا۔ یہ اجین میں **حضرت** کی اخیر تقریر تھی۔ جس نے قلوب میں ایک عجیب کیفیت پیدا کر دی۔ بوہرہ قوم کے افراد بھی بکثرت مجلس میں موجود تھے۔ اور وہ بھی بے اختیار و بے ساختہ مدح و ثنا کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس چشمہ فیض کو جاری رکھے۔ اور **حضرت** کی ذات بابرکات مدتہائے دراز تک بر سر فیض و کرم رہے۔ آمین۔

آپ کا بیان اسلام کی تقویت اور دین متین کی بہترین تائید اور اسلام کی شوکت کا بہت اعلیٰ اظہار ہے۔ لطف یہ ہے کہ سرکش سے سرکش مخالف بھی مضامین کی قوت کے سامنے سر نیاز جھکا ہی دیتا ہے۔

ذلك فضل الله يوتيه من يشاء ''

[ماہنامہ السواد الاعظم مراد آباد: صفر و ربیع الاول ۱۳۵۲ھ۔ ص۱۶، ۱۷]

اجلاس تاراباڑی پورنیہ میں صدر الافاضل کی شرکت

۱۳۶۲ھ میں جلالۃ العلم حضرت شاہ محمد یوسف علیمی رشیدی کے زیر اہتمام تاراباڑی تحصیل بائسی ضلع پورنیہ میں ایک تاریخ ساز اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں آپ بحیثیت خطیب مدعو ہوئے۔ اس کی شہادت خود جلالۃ العلم کے ایک خط سے ہوتی ہے جو آپ نے مولانا شاہ محمد سکندر علی بینی باڑی کے نام تحریر فرمایا تھا۔ خط سے ایک اقتباس پیش ہے۔ ملاحظہ کریں۔ جلالۃ العلم لکھتے ہیں:

''**حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی** اور حضرت محدث صاحب کچھوچھوی مدت فیوضہم کی خدمات عالیہ میں عریضے بھیجنے کی ضرورت پڑ گئی۔ وہ عریضے اور ٹکٹ کی قیمت ارسال خدمت ہیں۔ عریضوں کو ملاحظہ فرما کر ان محترم بزرگوں کی خدمات عالیہ میں ارسال فرما دیں۔''

[شیخ الاسلام حیات و مکتوبات: مرتبہ ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی۔ ص ۳۴۷]

اس کانفرنس کے حوالے سے ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی لکھتے ہیں:

''۱۳۶۲ھ میں جلالۃ العلم حضرت شاہ محمد یوسف رشیدی قدس سرہ السامی نے تاراباڑی میں تاریخ ساز کانفرنس کرائی تھی۔ جس میں **صدر الافاضل حضرت سید شاہ محمد نعیم الدین مرادآبادی**..... مدعو تھے۔ ایسا اجلاس تاراباڑی کی چشم فلک نے آج تک نہیں پھر دوبارہ نہیں دیکھا۔'' [مرجع سابق: ص ۶۳]

پنجاب، لاہور سیالکوٹ وغیرہ شہروں کے اجلاس

انجمن خدام الصوفیہ کا بائیسواں سالانہ اجلاس

۱۰،۱۱؍ مئی ۱۹۲۵ء بروز اتوار و پیر علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں عالی جناب حضرت مولانا حاجی حافظ صوفی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی قادری محدث علی پوری دامت برکاتھم کی سرپرستی میں انجمن خدام الصوفیہ ہند کا بائیسواں سالانہ اجلاس منعقد ہوا، جس میں آپ نے شرکت فرمائی۔ اوردوسرے روز رسول برحق کے عنوان پر ایک مدلل خطاب فرمایا۔ اور محدث علی پوری دامت معالیھم سے ان کی خوشنودی مزاج کا تمغہ بھی حاصل کیا ملاحظہ فرمائیں۔ اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

’’انجمن خدام الصوفیہ علیپور سیداں ضلع سیالکوٹ کا بائیسواں سالانہ اجلاس اس دفعہ دھوم دھام سے ہوا.......
بیرون جات سے علمائے کرام مثلاً، **استاد العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی**.... تشریف فرماتھے‘‘

[اخبار الفقیہ: ۱۴؍ مئی ۱۹۲۵ء سرورق]

اخبار مزید لکھتا ہے:

’’اجلاس دوم بروز سوموار ۱۱؍ مئی ۲۵ء زیر صدارت حضرت قبلہ عالم علی پوری مدظلہ العالی پیر کے دن ۱۱؍ مئی کو صبح ۷ ؍بجے قرآن پاک کی تلاوت سے جلسہ کا آغاز ہوا.... **فاضل اجل عالم بے بدل عالی جناب حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس** نے رسول برحق کے عنوان پر نہایت اعلیٰ فاضلانہ محققانہ اور معقول و موئثر وعظ فرمایا۔ اور حضرت قبلہ عالم روحی فداہ نے آپ کو بھی تمغہ عنایت فرمایا۔‘‘

[مرجع سابق: ۲۸؍ مئی ۱۹۲۵ء، ص ۱۰]

اخبار مخبر عالم نے اس اجلاس کی تاریخ ۹ تا ۱۳؍ مئی لکھی ہے۔ اوراس میں آپ کی خصوصی شرکت وخطابت کا ذکر سرفہرست ہے۔ اخبار لکھتا ہے:

’’اس مرتبہ یہ جلسہ ۹ مئی سے ۱۳ تک قائم رہا جس میں تخمیناً بیس پچیس ہزار شریک تھے.... اس اجلاس کے مواعظین حضرات جس میں خصوصیت کے ساتھ **حضرت مولانا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی**... بتائے جاتے ہیں۔‘‘[اخبار مخبر عالم: ۲۳؍ مئی ۱۹۲۵ء ص ۳]

انجمن خدام الصوفیہ گجرات پنجاب کا جلسہ دستار بندی

۲۷،۲۸/ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو انجمن خدام الصوفیہ گجرات پنجاب کا جلسہ منعقد ہوا۔ آپ نے شرکت فرمائی اور انجمن کے فارغ التحصیل طلبہ کے سروں پر اپنے مبارک ہاتھوں سے دستار بندی فرمائی۔ اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

"انجمن خدام الصوفیہ گجرات پنجاب کا جلسہ مورخہ ۲۷،۲۸/ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو تھا..... جلسے کے اختتام پر آٹھ فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی کی رسم محدث صاحب کچھوچھوی اور **حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی** کے دست مبارک سے ادا کی گئی، جس میں حضرت پیر سید حافظ ولایت شاہ صاحب کے فرزند ارجمند ہونہار نوجوان سید محمود شاہ صاحب کی بھی دستار بندی ہوئی۔" [اخبار الفقیہ: ۷/ نومبر ۱۹۴۲ء ص ۱۲]

انجمن حزب الاحناف کا سالانہ اجلاس (۱۹۲۵ء)

۲۲، ۲۳، ۲۴/ مئی ۱۹۲۵ء مطابق ۲۸، ۲۹، ۳۰/ شعبان ۱۳۴۳ھ حزب الاحناف لاہور کا عظیم الشان سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں قریب سو (۱۰۰) علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔ آپ کو بھی اس جلسہ میں مدعو کیا گیا تھا۔ اور اخباری اعلان میں بھی دیگر علمائے کے ساتھ آپ کا ذکر صراحت کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اس جلسے میں حاضرین کی تعداد تقریباً بیس ہزار تھی۔ اس اجلاس میں آپ اور جملہ علمائے اہل سنت نے ۷، تجاویز پر اتفاق فرماتے ہوئے ان کو پاس کیا۔ ہم یہاں ان میں سے دو تجاویز من و عن نقل کر رہے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

(۱) یہ جلسہ تمام سنی مسلمانوں کو بزور ہدایت دیتا ہے کہ آریہ، نصاری، وہابی، چکڑالوی، دیوبندی وغیرہم بددین وبدمذہبوں کے جلسوں میں شرکت، ان کی تقریروں کے سننے اور ان کی کتابوں، رسالوں اور اخباروں کے پڑھنے سے باز رہیں۔ اور ان سے میل جول نہ رکھیں۔

(۲) نجدی باتفاق علمائے عرب و عجم گمراہ و بددین ہیں۔ انہوں نے حرمین طیبین کی بے حرمتی کی۔ سادات و مشائخ و علمائے کرام کے قتل و غارت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ سرزمین حرم پاک میں شدید مظالم کیے اور بے گناہ مسلمانوں کے خون بہائے۔ ان کے عقیدے میں عالم کے مسلمان مشرک ہیں۔ اولیائے کرام و انبیائے عظام علیھم الصلاۃ والسلام کی توہین ان کا شیوہ ہے ترکوں کے ہمیشہ مخالف رہے۔ اس زمانے میں بھی ان کے مظالم کی خبریں وثوق کے ساتھ متواتر پہنچ رہی ہیں۔ مثلاً صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے مزارات کی توہین۔ ارض پاک کے بے گناہ مسلمانوں کے ساتھ بے رحمانہ شدائد۔

ان امور کو مدنظر رکھ ہم ایک لمحہ کے لیے حجاز مظہر کے کسی حِلہ پر نجدی تسلط گوارا نہیں کر سکتے اور بہت زور کے ساتھ ان کے اس قبضہ پر اظہار نفرت و ناراضی کرتے ہوئے ہر ممکن اور جائز تدبیر ان کے دفع شر کے

واسطے ضروری سمجھتے ہیں۔"[مرجع سابق:۷/جون ۱۹۲۵ء ص۱۰،۱۱]

انجمن حزب الاحناف لاہور کے سالانہ اجلاس (۱۹۲۶ء)

۱۹، ۲۰، ۲۱/نومبر ۱۹۲۶ء کو انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کے سالانہ اجلاس منعقد ہوئے جن میں آپ نے شرکت فرمائی۔ اس اجلاس میں علمائے کرام کی تقریر کے ساتھ چند اہم تجاویز بھی پاس ہوئیں۔ جن میں سے چھٹی تجویز میں حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں، محدث علی پوری، مولانا مولوی احمد مختار صاحب، مولانا محرم علی ایڈوکیٹ ہائی کورٹ لاہور اور آپ کو اس انجمن کی نیابت سونپی گئی۔ اور اہل سنت کی ایک مکمل تنظیم بنانے اور ان میں مذہبی سرگرمی و یکجہتی پیدا کرنے اور انجمن کے دیگر مقاصد کی اشاعت کی حتی الامکان کوشش کرنے کی درخواست پیش کی گئی۔

اخبار الفقیہ میں اس اجلاس کی تفصیلی روداد شائع ہوئی۔ ہم روداد کا بس ایک اقتباس اور ایک تجویز نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں: اخبار لکھتا ہے:

"انجمن حزب الاحناف ہند لاہور مورخہ ۱۹، ۲۰، ۲۱/نومبر ۱۹۲۶ء کو باغ بیرون دہلی دروازہ میں اپنی پہلی جگہ پر اخبار زمیندار لاہور کے دفتر کے سامنے نہایت عالی شان ساز و سامان کے ساتھ منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد ہر سہ روز ہر سہ اجلاس میں ہزارہا مخلوق خدا کی ہوتی رہی۔ جلسہ کی رونق دیکھ کر مخالفین ششدر رہتے تھے۔

بیرون جات سے جلیل القدر علمائے کرام و مشائخ عظام مثلاً....**عالی جناب مولانا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب**....ایسے حقیقی مقتدایان قوم کا ایسا عظیم الشان اجتماع کبھی حسن اتفاق سے حاصل ہوتا ہے۔ اور ان کے وعظ و نصائح سے مستفید و مستفیض ہونا کمال خوش نصیبی ہے اور ثواب میں داخل ہے.....چھٹی تجویز ملاحظہ ہو:

"یہ جلسہ مندرجہ ذیل صاحبان سبجکٹ کمیٹی بدیں غرض مقرر کرتا ہے کہ وہ جن صاحبان کو مناسب سمجھیں اپنے ساتھ شامل کر کے براہ عنایت پورے غور و بحث کے بعد ایک ایسا نظام تجویز کریں جس سے تمام اہل سنت و جماعت کی مکمل تنظیم ہو جائے۔ اور ان میں مذہبی سرگرمی یکجہتی اور یکسوئی پیدا ہو جائے۔ اور ان جس قدر وسائل اس انجمن کے مقاصد کی اشاعت کے لیے ضروری ہوں۔ (مثلاً اجرائے رسائل و اخبارات و تقرر واعظین وغیرہ) اور ہر ایک دینی مرکزی دارالعلوم کے قیام کے متعلق تجاویز اور ان سب شعبوں کے متعلق اخراجات کا تخمینہ کر کے جس قدر ممکن ہو تیار کریں۔ اور ان کو اختیار دیتا ہے کہ وہ انجمن مرکزیہ حزب الاحناف ہند کی طرف سے نیابتاً فراہمی سرمایہ کے لیے اپنے برادران دینی سے اپیل کریں۔

(۱) مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب بریلی
(۲) حضرت صوفی سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری ضلع سیالکوٹ

(۳) مولانا مولوی حکیم نعیم الدین صاحب مرادآباد

(۴) مولانا مولوی احمد مختار صاحب بمبئی۔

(۵) مولانا مولوی محرم علی صاحب چشتی ایڈوکیٹ ہائی کورٹ لاہور" [اخبار الفقیہ:۲۱/ نومبر ۱۹۲۶ء ص ۸،۹]

حزب الاحناف ہند لاہور کا پندرہواں سالانہ جلسہ (۱۹۳۹ء)

۱۲،۱۳،۱۴/ شوال ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۴،۲۵،۲۶/ نومبر ۱۹۳۹ء کو حزب الاحناف لاہور کے ماتحت قائم کردہ مدرسے سے فارغ شدہ طلبہ کی دستار بندی کے پندرہویں سالانہ اجلاس میں آپ بھی تشریف لے گئے۔ اور خطاب بھی فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں اجلاس کی روداد کے درج ذیل اقتباسات۔

فاضل حزب الاحناف ہند لاہور مولانا ابو احمد فضل حسین شاہ صاحب لکھتے ہیں:

"حسب سابق اس سال بھی بتقریب دستار بندی فارغ التحصیل طلبہ مذکورہ بالا تاریخوں پر انجمن ہذا کے سالانہ اجلاس منعقد ہوئے۔ اور پنجاب ہندوستان کے جن مشائخ عظام وعلمائے کرام نے مشرف فرمایا، ان میں مندرجہ ذیل ہستیاں قابل ذکر ہیں:

"حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مفتی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ مرادآباد"

[مرجع سابق: ۷/ دسمبر ۱۹۳۹ء ص ۱۱]

اجلاس کے پہلے دن یعنی ۱۲/ شوال ۲۴/ نومبر بروز جمعہ کو اجلاس کی کارروائی بیان کرتے ہوئے آپ کے خطاب کا خصوصی طور پر ذکر کرتے ہوئے مولانا ابو احمد فضل حسین شاہ صاحب لکھتے ہیں:

"بروز جمعہ مبارک سامعین کا ہجوم اور ان کا شوق اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ عصر کے بعد پھر دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ تلاوت اور نعت کے بعد حضرت مولانا مولوی محبوب عالم صاحب خطیب مسجد شید لاہور کا وعظ ہوا۔ اور نماز مغرب تک جلسہ قائم رہا۔ نماز مغرب کے بعد اعلان ہوا کہ اب تیسرا اجلاس عشاء کے بعد ہوگا۔

اجلاس سوم: بعد نماز عشاء اس وقت جلسہ کی رونق بہت زیادہ تھی۔ **حضرت صدر الافاضل شیخ الحدیث مولانا الحاج مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب قبلہ صدر آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد** کی تقریر کا اعلان پہلے سے ہو چکا تھا۔ شائقین سے مسجد حوض تک بھری ہوئی تھی۔ حضرت بھی تشریف لے آئے تھے۔ تلاوت و نعت خوانی کے بعد **حضرت صدر الافاضل** کھڑے ہوئے اور تقریر شروع کی۔ خطبہ عربی کے بعد آپ نے مدنی تاجدار کے موضوع پر تقریر فرمائی اور قرآن کریم کی آیت مبارکہ، یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ الی آخرہ، کی تلاوت فرمائی۔

آیت مذکورہ کی جس خوبی کے ساتھ آپ نے تمہید باندھی وہ خاص آپ کا حصہ تھا۔ کہ معرض تحریر میں نہیں آسکتا تھا۔ تقریر میں وہ کشش تھی کہ تمام مجمع محو حیرت تھا۔ آپ نے بدلائل عقلیہ ونصوص جلیلہ سے نہایت وضاحت

کے ساتھ بیان فرمایا کہ سب سے اول ایمان کا مرتبہ ہے۔

ایمان کی تشریح اس شان سے بیان فرمائی کہ ہر ایک شخص کے سامنے گویا ایک تصویر پیش کر دی۔ یہاں پر بے ایمانی کی مثال باغی سے دی۔ اور فرمایا کہ باغی زبان سے کتنا ہی کلمات خوش آمد کے کہتا ہے مقبول نہیں ہوتے۔ کیوں کہ اس کے دل میں اخلاص نہیں ہوتا۔ اس لیے عمل سے پہلے ایمان کا ہونا اشد ضروری ہے۔ ایمان کامل ہونے کے بعد تقویٰ کی ضرورت ہے۔ یعنی مشروعات پر عمل اور غیر مشروعات کا ترک۔

پھر عمل کی تشریح فرماتے ہوئے آپ نے مثال دے کر ذہن نشین کرایا کہ ایک عمل عقل مند کا ہوتا ہے کہ اپنی مراد کے حصول کے لیے وہ ہر ممکن کوشش عمل میں لاتا ہے۔ اگر چہ وہ اپنی مراد کو حاصل کرے یا نہ۔ لیکن اس کے عمل کو ہر ذی ہوش اچھی نگاہ سے دیکھے گا۔ دوسرا عمل دیوانے اور مجنوں کا ہوتا ہے کہ اس کے پیش نظر کوئی مقصد کوئی مراد نہیں ہوتی۔

لہٰذا اس کے عمل کو دیوانوں کا فعل کہا جاتا ہے۔ بادی النظر میں دونوں کو عمل ہی کہا جائے گا۔ اس مقام پر آپ نے تحریک خاکسار اور اس کے بانی مشرقی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ خاکساری تحریک اور اس کے بانی کی مراد مقصد کچھ نہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ دیوانوں کا فعل ہے اور اگر اس تحریک و تنظیم کے پیش نظر کوئی مراد ہے تو ظاہر ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی سرکوبی کے تیار ہو رہی ہے۔ ورنہ بتایا جائے کہ یہ تحریک جس میں مسلمان اور کافر کی تمیز نہیں ایمان و کفر کا فرق نہیں حرام و حلال سے واسطہ نہیں۔ جس کے خیال میں نصاری مسجود ملائکہ ہوں۔ جو نماز کو عبادت نہ جانے۔ حوروں کو دنیا کی گوری عورتوں سے تشبیہ دے۔ قرآن کریم کی تلاوت کو مسیلمہ کذاب کی پریشان آیتوں سے زیادہ نہ جانے۔ اس کی تنظیم اور قیادت مسلمانوں کے کچلنے کے واسطے نہیں تو اور کیا ہے؟ اس مضمون کو آپ نے اس خوبی سے ادا کیا کہ ہر طرف سے صدائے تحسین و آفریں بلند ہو رہی تھی۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے بیان کیا کہ ایمان اور تقویٰ حاصل ہو جانے کے بعد سلسلہ ختم نہیں ہوتا اور نہ ہی مراد اور فلاح حاصل ہوتی بلکہ قرآن حکیم فرماتا ہے کہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ ، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ تلاش کرو، جس سے ثابت ہے کہ فلاح حاصل کرنے کے لیے ایمان اور تقویٰ حاصل کرنے کے بعد وسیلہ ضروری ہے۔ جس کے بعد اصل مراد حاصل ہوتی ہے۔ وسیلے کی تشریح کرتے ہوئے بیان فرمایا:

کہ دین و دنیا کے تمام کاروبار وسیلہ سے متعلق ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بھی اسی وسیلہ سے قبول ہوئی۔ اسی مقام پر ایک طویل حدیث بیان فرمائی جس میں بنی اسرائیل کے تین شخصوں کا ایک غار میں جا کر آرام کرنا اور اس غار کے اوپر ایک بہت بڑی چٹان گر نا مذکور ہے، جس سے ان کی موت بظاہر یقینی معلوم ہوتی تھی لیکن ہر شخص نے اپنے نیک عمل کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اس نیک عمل کا وسیلہ دے کر دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے نیک

عمل کے وسیلہ سے چٹان غار سے ہٹا دیا اور انہوں نے اس مصیبت سے رہائی حاصل کی۔آپ نے یہ بھی فرمایا کہ دنیا میں چھوٹے بڑے کام، یہاں تک کہ روٹی کپڑا وغیرہ ہم تک کئی کئی وسیلوں سے پہنچتے ہیں۔پھر وسیلے کا انکار وہی شخص کر سکتا ہے جو عقل نہ رکھتا ہو۔وسیلے ہی سے ہم پیدا ہوئے وسیلے سے ہی زندگی گزری۔یہاں تک کہ موت بھی وسیلے کے بغیر نہیں آتی۔

حضرت صدرالافاضل کا زور بیان تو تمام ہندوستان میں تسلیم شدہ ہے۔اس بیان کو اس طرز پر واضح کیا کہ لوگ عش عش کر اٹھے۔آپ نے بیان فرمایا کہ جب یہ حالت ہے مدنی تاجدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ تسلیم کرنے میں مخالفین کو کیوں انکار ہے؟اس ذات مقدس کی طرف تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔اس کے بعد آپ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پاک اور فضائل کریمہ کا نہایت رقت آمیز کلمات میں ذکر کیا۔جس سے حضرت خود بھی اشک دیدہ ہو رہے تھے۔اور سامعین بھی زار و قطار رو رہے تھے۔آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تکالیف امت مرحومہ کے لیے جسم نازک پر برداشت کیں ان کا بھی ذکر کیا۔اور مسلمانوں کو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ رہنے کی تاکید کی۔وقت زیادہ ہو چکا تھا اور مضمون ابھی شروع ہی ہوا تھا۔لہٰذا اس بقیہ مضمون کو دوسرے اجلاس میں بیان فرماتے ہوئے تقریر کو دعاے خیر کے ساتھ ختم کیا۔"

[اخبار الفقیہ:۱۴/دسمبر ۱۹۳۹ء،ص ۶،۷]

مولانا ابو احمد فضل حسین شاہ صاحب اس اجلاس کے تیسرے اور آخری روز بعد نماز ظہر حضور صدر الافاضل کے خطاب نایاب سے متعلق لکھتے ہیں:

"نماز ظہر کے بعد پھر **حضرت استاد العلماء صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی مدظلہ** کی تقریر ہوئی۔پہلی ہی تقریر سے لوگوں کے دلوں میں آپ کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔آپ نے اپنی تقریر کا تتمہ کرتے ہوئے اسی موضوع پر یعنی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریر شروع کی۔آج کا مجمع کثیر تھا آپ نے مدنی تاج دار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کو اس طرز پر بیان فرمایا کہ سبحان اللہ۔آپ نے فرمایا کہ دین و دنیا میں مسلمانوں کا وسیلہ اس ذات گرامی کے سوا اور کوئی نہیں۔وسیلے کی مزید تشریح فرمائی۔سامعین نہایت محظوظ ہوئے۔"

[مرجع سابق:۲۱/دسمبر ۱۹۳۹ء،ص ۹]

انجمن حزب الاحناف لاہور کا سالانہ اجلاس (۱۹۴۲ء)

۲۳،۲۴،۲۵/اکتوبر ۱۹۴۲ء کو انجمن حزب الاحناف کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں آپ نے بھی شرکت فرمائی۔اور خطاب بھی فرمایا۔اخبار الفقیہ لکھتا ہے۔

''سالانہ جلسہ انجمن حزب الاحناف لاہور مورخہ ۲۵، ۲۴، ۲۳/ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو مسجد وزیر خاں لاہور میں نہایت دھوم دھام سے ہوا۔ دور سے علمائے کرام تشریف لائے ہوئے تھے... **اعلیٰ حضرت شیخ الحدیث استاد العلماء صدر الافاضل الحاج حافظ حکیم مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی**.... کے علاوہ اور بہت سے علما تشریف لائے ہوئے تھے ہر ایک نے اپنے اپنے کلام بلاغت نظام سے سامعین کو محظوظ کیا۔'' [مرجع سابق: ۷/ نومبر ۱۹۴۲ء ص ۱۲]

انجمن حزب الاحناف لاہور کے اجلاس (۱۹۴۶ء)

۴، ۵، ۶/ اکتوبر ۱۹۴۶ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو آپ کی صدارت میں دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کے سالانہ اجلاس مسجد وزیر خاں لاہور میں منعقد ہوئے۔ جس میں بہت سے اکابر علما نے شرکت فرمائی خاص کر آپ بھی شریک جلسہ ہوئے۔ اور اجلاس میں آپ کی جانب سے چند اہم ریزولیوشن پیش کی گئیں جنہیں بالاتفاق پاس کیا گیا۔

اس اجلاس کی تفصیلی روداد دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف کے نائب ناظم مولانا سید محمود احمد رضوی صاحب نے مرتب فرمائی۔ اور اخبار الفقیہ نے اس کی اشاعت کی۔ اس روداد میں اجلاس کی مکمل کاروائی اور اجلاس میں پاس ہوئیں تمام تجاویز درج ہیں۔ ہم اسی روداد سے صدر الافاضل سے متعلق اقتباس اور آپ کی جانب سے پیش کردہ زکوۃ بل اور زمیندارہ بل وغیرہما سے متعلق تجاویز نقل کرتے ہیں۔

مولانا سید محمود رضوی صاحب لکھتے ہیں:

''**صدر الافاضل** کی صدارت میں دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کے سالانہ اجلاس مورخہ ۴، ۵، ۶/ اکتوبر ۱۹۴۶ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار مسجد وزیر خاں لاہور میں نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوئے اس جلسے میں اکابر علمائے اہل سنت نے شرکت فرمائی۔''

اس کے بعد موصوف نے اجلاس کے پہلے دو دن کی تفصیلی روداد بیان فرمائی اور پھر تیسرے روز کے اجلاس کی کاروائی میں آپ کی اسٹیج پر جلوہ گری اور اہم تجاویز کو بیان کیا ملاحظہ فرمائیں۔:

''۶/ اکتوبر بروز اتوار بعد نماز عشاء جلسہ شروع ہوا۔ اور **حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل مولانا شاہ محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مرادآبادی ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس** بنفس نفیس اسٹیج پر جلوہ فرما ہوئے۔ تلاوت ونعت کے بعد راقم الحروف نے مسئلہ بشریت پر تقریر کی۔ اس کے بعد ان طلبہ کی دستار بندی ہوئی جنہوں نے امسال دار العلوم حزب الاحناف میں دورہ حدیث ختم کیا۔ اور ان کو سندیں تقسیم کی گئیں۔ بعد ازاں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش ہوئے۔''

موصوف نے اس کے بعد پہلی تجویز سپرد قرطاس کی جسے جناب عبد الستار صاحب نیازی ایم ایل اے نے تقریر کے دوران پیش کیا جس میں انہوں نے جمہوریت عالیہ اسلامیہ صوبہ پنجاب سے استدعا کرتے ہوا کہ کہا وہ جلد سنی

علما کا ایک وفد مقرر کرے جو سارے پنجاب کا دورہ کر کے سنیوں کی تنظیم مضبوط کرے۔

اس کے بعد اپنی جانب سے ایک ریزولیوشن کا ذکر کیا جس میں انہوں نے سنی کانفرنس کے ہائی کمانڈ (**صدر الافاضل**) پر اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے سنی کانفرنس کے نصب العین کی تائید کی۔

بعدہ محدث اعظم ہند کی جانب سے پیش کردہ تجویز نقل فرمائی جس میں محدث صاحب نے حکومت حجاز کو متنبہ کیا ہے کہ وہ امریکہ یا کسی اور غیر اسلامی حکومت سے قرضہ لے کر حجاز مقدس کو زیر بار نہ کرے۔ اور حجاز مقدس کی اقتصادی و ملکی ضرورت کے لیے جس قدر روپیہ کی ضرورت ہو نجدی حکومت اس کا بجٹ پیش کرے۔ آل انڈیا سنی کانفرنس اس رقم کو بہم پہنچانے کی کوشش کرے گی۔ اس کے بعد مولانا محمود نے صدر الافاضل کی جانب سے پیش کردہ زکاۃ بل اور زمیندارہ بل سے متعلق دو اہم تجاویز سپرد قرطاس کیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

"**زکوۃ بل:** یہ جلسہ یوپی کونسل میں پیش ہونے والے زکوۃ بل کو نہایت ہی نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور مسلمانوں کے ناقابل برداشت مصیبت تصور کرتا ہے۔ اور مسلم ممبران کونسل سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس مصیبت عظمیٰ سے بچائیں۔ اور اس قانون کی مخالفت کرنے میں مسلم پبلک کا حق نیابت ادا کریں۔ وزیر اعظم اس مسلم کش قانون کو بحث میں لانے کی اجازت نہ دیں۔ اور گورنر و وائسرائے اس بے جا مداخلت فی الدین کو اپنی طاقت سے روک دیں۔

زمیندارہ بل: یہ جلسہ یوپی کونسل میں پیش ہونے والے زمیندارہ بل کو ظلم قرار دیتا ہے اور اس پر اپنی کامل نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ یہ تمام ریزولیوشن صدر جلسہ **حضرت صدر الافاضل دامت برکاتہم العالیہ** کی طرف سے پیش ہوئے اور تمام متفقہ طور پر پاس ہوئے۔" [الفقیہ: ۲۱، ۲۸ / نومبر ۱۹۴۶ء ص ۸، ۹]

جلسہ انجمن حنفیہ قصور لاہور

انجمن حنفیہ قصور لاہور کے جلسے میں آپ نے شرکت فرمائی۔ انجمن کے سکریٹری حکیم احمد علی کی جانب سے جلسے کی درج ذیل روداد شائع ہوئی۔ ملاحظہ کریں:

"کارروائی جلسہ انجمن حنفیہ قصور ضلع لاہور

مخدومنا جناب حکیم صاحب زاد مجدکم ! السلام علیکم !

حضور قبلہ عالم مدظلہ العالی کی برکت سے جلسہ نہایت ہی شاندار اور بارونق ہوا۔ **مولانا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی** اور مولانا عبد العلیم میرٹھی مولانا دیدار علی صاحب لاہوری و مولانا مولوی محمد امام الدین صاحب رائے پوری و دیگر علمائے کرام مندرجہ پروگرام میں تشریف فرما ہوئے تھے چندہ بھی قریب پچھتر ہزار روپیہ

ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

حکیم احمد علی سکریٹری انجمن ہذا

[مرجع سابق: ۲۸/ فروری ۱۹۲۵ء، سرورق]

دارالعلوم نظامیہ ڈیرہ غازیخاں کے سالانہ اجلاس

۲۴، ۲۵، ۲۶/ فروری ۱۹۴۴ء کو دارالعلوم نظامیہ مرتضویہ ڈیرہ غازیخاں کے سالانہ اجلاس میں صدر الافاضل نے شرکت فرمائی۔ اخبار الفقیہ میں ہے:

''دارالعلوم نظامیہ مرتضویہ ڈیرہ غازیخاں کا سالانہ عظیم الشان جلسہ بتاریخ ۲۴، ۲۵، ۲۶/ فروری.... منعقد ہوا، جس میں مندرجہ ذیل حضرات علمائے کرام تشریف لائے۔

''حضرت صدر الافاضل مولانا حافظ سید محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ''

[مرجع سابق: ۲۱، ۲۸/ مارچ ۱۹۴۴ء ص ۹]

چند جلسوں میں صدرالافاضل کی شرکت کے اعلانات

اخبارالفقیہ امرت سر میں آپ کے بہت سے جلسوں کی شرکت و خطابت کی خبریں شائع ہوئیں۔جن میں آپ نے شرکت فرمائی اور خطاب فرمایا وہ خبریں کتاب میں موقع بموقع پیش کردی گئیں۔البتہ چند وہ خبریں بھی شائع ہوئیں جن میں مختلف علاقوں کے جلسوں میں صدرالافاضل کی آمد کا اعلان ہوا۔مگر ان جلسوں کی روداد اخبار میں نہیں ملی۔ہم یہاں ان جلسوں کا ذکر بھی کیے دیتے ہیں۔ملاحظہ کریں:

انجمن معین الاسلام لاہور کا چھٹا سالانہ اجلاس

۹،۱۰ر محرم الحرام مطابق ۲۰،۲۱ر جولائی ۱۹۲۶ء کو باغ بیرون موچی دروازہ لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ ہونا قرار پایا، جس میں کثیر تعداد میں علما و مشائخ کو مدعو کیا گیا۔ آپ کو بھی دعوت شرکت دی گئی۔اور آپ کی طرف سے شرکت کا وعدہ بھی موصول ہوا۔لیکن افسوس کہ تلاش بسیار کے باوجود حقر کو اس کی تفصیلی روداد حاصل نہ ہو سکی۔جلسے کی تاریخ کے اعلان اور آپ کی شرکت وعدہ کے وصولیابی سے متعلق درج ذیل خبر جو بشکل اعلان انجمن کے سکریٹری جناب حمایت اللہ صاحب نے روانہ کیا ہے،کے سوا اس اجلاس سے متعلق اور کچھ حاصل نہ ہوا۔جناب حمایت اللہ صاحب لکھتے ہیں:

"۹،۱۰ر محرم الحرام مطابق ۲۰،۲۱ر جولائی ۱۹۲۶ء کو باغ بیرون موچی دروازہ میں ہونا قرار پایا ہے جس میں کثیر التعداد مشاہیر علماے کرام،صوفیاے عظام و مقررین و شعراے شیریں کلام کے تشریف لانے کی توقع ہے۔مولانا مولوی کرم الدین صاحب دبیر رئیس بھیروی...... **مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی** کی طرف سے شرکت کے وعدے موصول ہو چکے ہیں۔"[اخبارالفقیہ:۷ر جولائی ۱۹۲۶ء ص۴]

انجمن رضویہ مرزاپور کا اجلاس

مرزاپور میں انجمن رضویہ کے تحت ایک اجلاس ہوا جس میں چند اہم مختلف تجاویز پاس ہوئیں۔جن میں سے ایک تجویز یہ بھی پاس ہوئی کہ علماے احناف خصوصاً صدرالافاضل مرزاپور وغیرہ چھوٹے چھوٹے مقامات کو بھی شرف بخشیں،تاکہ حنفیوں کو طاقت ملے اور مخالفین پست پڑ جائیں۔

انجمن کے نائب صدر جناب محمد شفیع عرف منشی بدھولال صاحب وارثی اس اجلاس کی روداد میں تجاویز تحریر فرماتے ہوئے ساتویں تجویز میں لکھتے ہیں:

"(۷) یہ انجمن رضویہ علماے احناف سے عموماً اور **استاد الاستاد مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی** .... کو اس طرف توجہ دلاتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے مقامات خاص کر مرزاپور کو بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا کریں تاکہ حنفیوں کو تقویت اور مخالفوں کو دہشت پیدا ہو۔" [اخبار الفقیہ: ۲۸/ اگست ۱۹۲۶ء ص ۴]

جلسہ انجمن اہل سنت والجماعۃ ہوشیار پور

"انجمن اہل سنت والجماعت ہوشیار پور کا ساتواں سالانہ اجلاس بتاریخ ہاے ۳، ۴، ۵، اکتوبر بروز جمعہ سنیچر، اتوار بمقام چوک کمیٹی گنج ہوشیار پور میں منعقد ہوگا۔ جس میں ملک کے مندرجہ ذیل مشاہیر علماے کرام وصوفیاے عظام تشریف لاکر اپنے کلمات طیبات سے مستفیض فرمائیں گے۔

عالی جناب حضرت استاد العلماء صدر الافاضل حامی دین متین ماحی شر مفسدین دافع فتن مبتدعین رئیس المناظرین مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد"

[مرجع سابق: ۲۸/ ستمبر ۱۹۳۰ء ص ۱۰]

مزید درج ذیل جلسوں کے اعلانات میں صدر الافاضل کا اسم گرامی لکھا پایا مگر تفصیل نہیں ملی۔

شیش گڑھ بریلی میں ۱۰ تا ۱۲/ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۵ تا ۲۷/ مئی ۱۹۳۴ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کو ہونے والے اجلاس کا اعلان اور آنے والے واعظین میں صدر الافاضل کا تذکرہ۔" [اخبار الفقیہ: ۱۴/ مئی ۱۹۳۴ء]

امرت سر میں صدر الافاضل کو دعوت جلسہ" [مرجع سابق: ۱۴/ اکتوبر ۱۹۳۳ء ص ۱۰]

۶، ۷، ۸/ نومبر ۱۹۳۶ء مطابق، ۲۲، ۲۱، ۲۰/ شعبان ۱۳۵۵ھ بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار مسجد نواب وزیر خاں مرحوم میں ہونے والے جلسے میں صدر الافاضل کی شرکت کا اعلان۔" [مرجع سابق: ۷/ نومبر ۱۹۳۶ء ص ۱۰]

۱۰، ۱۱، ۱۲/ مارچ ۱۹۴۶ء بروز اتوار، پیر، منگل تلشی پور کے اجلاس میں صدر الافاضل کی تشریف آوری کا اعلان۔"

[مرجع سابق: ۷، ۱۴/ مارچ ۱۹۴۶ء، ص ۱۱]

صدرالافاضل کے مختلف اسفار

سنی کانفرنس اور دیگر جلسے اور کانفرنسوں میں شرکت و خطابت کے حوالے سے صدر الافاضل کے بہت سے اسفار کا ذکر گزشتہ باب میں ہم کر چکے ہیں۔ چند وہ سفر جن میں جلسوں کا ذکر نہیں ملتا اور وہ سفر جو کسی اور مقصد کے لیے آپ نے کیے، ہم یہاں ان سفروں کی تفصیل بھی اخبارات وغیرہ کے حوالے سے پیش کیے دیتے ہیں ملاحظہ کریں:

جام جودھ پور: ۱۹۳۶

جولائی ۱۹۳۶ء میں آپ مفتی احمد یار خان نعیمی، مفتی محمد عمر نعیمی وغیرہ کے ساتھ جام جودھ پور تشریف لے گئے۔ ماہنامہ اہل سنت سنبھل میں اس سفر کی مختصر روداد اس طرح بیان ہوئی۔ لکھا ہے:

"**حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت مولانا مولوی سید محمد نعیم الدین صاحب مدظلہم الاقدس** کو دھوراجی مدرسہ مسکینیہ میں بلایا گیا تھا۔ **حضرت** کی خدمت اقدس میں جام جودھ پور والوں نے عرض کی حضور اپنے قدوم میمنت لزوم سے جام جودھ پور کو مشرف فرمائیں۔ **حضرت** نے دعوت قبول فرمائی اور حضرت غضنفر سنت مولانا مولوی عابد شاہ صاحب و حضرت مولوی استاد.... مولانا مولوی احمد یار خاں صاحب و حضرت مولانا محمد عمر صاحب مدیر السواد الاعظم کی خدمت میں دعوت دی گئی ان حضرات نے حضرت صدر الافاضل دامت برکاتہم کی معیت میں جام جودھ پور کی زمین کو فیض بخشی فرمائی۔"

[ماہنامہ اہل سنت سنبھل، جمادی الاولی ۱۳۵۵ھ ص ۱۳]

دھوراجی کاٹھیاوار، گونڈل: ۱۹۳۱ء

جمادی الاولیٰ ۱۳۵۰ھ مطابق ستمبر ۱۹۳۱ء میں آپ دھوراجی کاٹھیاواڑ مدرسہ مسکینیہ کے طلبہ کے امتحان کے لیے تشریف لے گئے۔ ۲۸/ستمبر کو امتحان تھا۔ ۲۵/ستمبر کو مرادآباد سے روانہ ہوئے۔ بعد امتحان جلسہ دستار بندی میں شرکت فرمائی۔ معتقدین کے گھروں کو زینت بخشی۔ محبین کو فیض یاب فرمایا۔ ہفتہ عشرہ آپ نے وہاں قیام فرمایا۔ اور اس کے بعد وہاں سے مراجعت فرمائی۔ مرادآباد سے کاٹھیاوار تک اکثر اسٹیشنوں پر عقیدت مندوں نے شرف ملاقات حاصل کیا اور اہالی کاٹھیاوار نے توجہ بھر کے آپ کی ذات والا تبار سے استفادہ و استفاضہ کیا۔ آپ کے ساتھ اس سفر میں تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی بھی تھے۔ اس پورے سفر کی داستان بہت ہی دل چسپ ہے۔ اس لیے ہم تاج العلماء کے حوالے سے بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

۲۸ستمبر ۱۹۳۱ء کو مدرسہ مسکینیہ دھوراجی (**ملک کاٹھیاوار**) کا سالانہ امتحان تھا، جہاں **حضرت صدرالافاضل مدظلہ** کے تلمیذ رشید جناب مولانا مولوی مفتی احمد یار خان صاحب سلمہ صدر مدرس ہیں۔ اراکین مدرسہ کی طرف سے **حضرت صدرالافاضل** کی خدمت میں استدعا کی گئی کہ تکلیف سفر برداشت فرما کر طلبہ کا امتحان لیں اور جو جماعت اولیٰ میں کامیاب ہوں ان کی اپنے دست مبارک سے دستار بندی فرمائیں۔ مخلصین صادق العقیدت کے اصرار پر **حضرت صدرالافاضل مدظلہ** نے یہ دور دراز کا سفر گوارا فرمایا۔ اور چوں کہ اس امتحان کے لیے خاکسار کی بھی طلبی تھی، اس لیے یہ ناچیز بھی **حضرت مدظلہ** کی معیت میں تاریخ ۲۵ستمبر ۱۹۳۱ء کو مرادآباد سے روانہ ہوا۔

راہ میں جابجا اسٹیشنوں پر جہاں جہاں عقیدت مندوں کو خبر مل گئی تھی ہجوم کے ہجوم زیارت کے لیے آتے اور شرف لقا سے فیض یاب ہوتے تھے۔ دو شب اور ڈیڑھ دن سفر میں گزار کر دوپہر کے وقت گاڑی دھوراجی پہنچی۔ ارباب اخلاص کئی اسٹیشن آگے ہی ہار پھول لیے استقبال کے لیے پہنچ گئے تھے۔ اور دھوراجی کے اسٹیشن کا پلیٹ فارم تو آرزومندان دیدار کے ہجوم سے بھرا ہوا تھا۔ ٹرین کے پہنچتے ہی اللہ اکبر کے نعروں اور مرحبا کی صداؤں سے اسٹیشن گونج گیا۔ معززین شہر نے نوبت بنوبت ہار پہنائے۔ اور مشتاقان دیدار کے ہجوم میں **حضرت** اسٹیشن سے باہر تشریف لائے۔ یہاں جماعتیں کی جماعتیں پرے باندھے صف بستہ کھڑی تھیں۔ سب نے مرحبا کہا۔ اور بکثرت ہار و گلدستہ پیش کیے۔ **حضرت** ایک موٹر میں جو پہلے سے **حضرت** کے لیے آراستہ کیا گیا تھا تشریف فرما ہوئے۔ اور اب جلوس موٹروں میں روانہ ہوا۔ ہر چہار طرف بکثرت مسلمانوں کا ہجوم تھا اور وہ جلوس کے ساتھ ساتھ جھنڈیاں لیے نعرہائے تکبیر بلند کرتا چلا آرہا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ آج انھیں عید سے زیادہ خوشی ہے۔ پاپیادہ مجمع کی وجہ اور ہجوم کی کثرت کے باعث موٹر بہت آہستہ چلائے گئے۔ تاآں کہ قیام گاہ تک پہنچتے پہنچتے نماز ظہر کا وقت ہوگیا۔ **حضرت صدرالافاضل مدظلہ** نے ارشاد فرمایا:

کہ موٹر جامع مسجد پر رد کے جائیں پہلے نماز ادا کرلیں تب قیام گاہ پر جائیں گے۔ چناں چہ یہ جلوس اسی شان و شوکت کے ساتھ جامع مسجد پہنچا۔ اور وہاں **حضرت** نے جماعت کے ساتھ نماز ظہر ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر قیام گاہ پر تشریف لائے جو ایک بہترین مکان تھا، اور مکلف سامان کے ساتھ آراستہ کیا گیا تھا۔

اراکین مدرسہ نے مناسب سمجھا کہ امتحان کی تاریخ ایک روز کے لیے مؤخر کر دی جائے تاکہ **حضرت صدرالافاضل مدظلہ** اس ایک یوم کے وقفہ میں آرام کرسکیں اور طویل سفر کی تکان دور ہو۔ مگر ہوا یہ کہ مشتاقان دیدار کا شب کے گیارہ بجے تک ہجوم رہتا تھا۔ اور مسائل دریافت کیے جاتے تھے۔ فیض علم جاری تھا عجب بابرکت اور نورانی مجلسیں تھیں۔

امتحان۔ اشتہار میں جو تاریخ شائع کی گئی تھی اس روز امتحان ہوا۔ **حضرت صدرالافاضل مدظلہ** جامع مسجد

میں جہاں مدرسہ مسکینیہ ہے، ۸ بجے صبح رونق افروز ہوئے۔ جناب مولانا مولوی حاجی احمد مختار صاحب صدیقی میرٹھی جوان ایام میں جیت پور تشریف فرما تھے، وہ بھی اس جلسہ کی شرکت کے لیے مدعو کیے گئے تھے۔ مولانا موصوف اور یہ خاکسار کاتب الحروف حضرت کے رکاب سعادت میں امتحان گاہ پہنچے۔ چوں کہ کام زیادہ تھا اس لیے **حضرت صدرالافاضل مدظلہ** نے دو حصے کر دیے اور چند جماعتیں بغرض امتحان اس خاکسار کی سپرد کیں باقی جماعتوں کا خود امتحان لیا۔

شہر کے باشندوں کو امتحان دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ انگریزی درس گاہوں کے امتحانات تو انہوں نے دیکھے تھے لیکن یہ تمنا تھی کہ اسلامی مدرسہ کا طریق امتحان دیکھیں اس لیے اہل شہر بڑے ذوق سے امتحان دیکھنے کے لیے آئے۔ مجلس امتحان میں ایک نقشبندی خاندان کے بزرگ جو عالم بھی ہیں اور ایک ولایتی عالم جو پہلے اسی مدرسے میں صدر مدرس تھے شریک تھے۔ جماعت علما کے سامنے امتحان لیا گیا۔ طلبہ نے مشکل ترین سوالوں اور سخت سخت اعتراضوں کے جواب اس خوبی اور اطمینان کے ساتھ دیے کہ علما تعریف کرنے لگے۔

مولانا مولوی مفتی احمد یار خان صاحب کا فیض

کاٹھیاوار کے باشندے جناب مولانا مولوی مفتی احمد یار خان صاحب سلمہ کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ اور مولانا موصوف کی جتنی تعریف اور قدر کی جائے وہ کم ہے۔ انہوں نے اس تاریک سرزمین کو علمی انوار سے جگمگا دیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ کاٹھیاوار میں طلبہ علوم دینیہ سے فراغ کی سند پائیں۔ نوعمر طالب علم مولانا کی عرق ریزی سے اس منزل پر پہنچ گئے کہ ان کی عمر کے لحاظ سے ان کی قابلیت حیرت انگیز معلوم ہوتی ہے۔ اور اس عمر کے ایسے قابل طلبہ ہندوستان کے علمی مرکزوں میں بہت کم ملیں گے۔ مولانا کی قابلیت، محنت اور عرق ریزی کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ یہی نہیں کہ ان کا فیض دینیات تک ہی محدود رہا ہو بلکہ منطق و ریاضی وغیرہ فنون کی اعلیٰ کتابوں میں طلبہ نے موشگافیاں کر کے اپنے اس قابل استاد کے فیض کا نمونہ دکھا دیا۔ کاٹھیاوار کے لوگ جو صاف اردو بولنے میں قادر نہیں ہیں ان کے فرزند مشکل ترین علمی مباحث میں اپنی لیاقت و ذہانت کے جوہر دکھا رہے تھے۔ تمام علما جو اس امتحان میں شریک تھے طلبہ کی لیاقت کی تعریف کر رہے تھے اور مجمع دیکھ رہا تھا کہ سوالات حل کرنے میں طلبہ کو ذرا بھی سراسیمگی نہ ہوئی۔ امتحان کے بعد دوسرے روز دستار بندی کا جلسہ ہوا، علما نے تقریریں کیں۔ حاضرین سے جامع مسجد کا صحن پر ہو رہا تھا۔ ہر عالم مدرسہ کی تعلیم اور طلبہ کی قابلیت کا معترف تھا۔ آخر میں **حضرت صدرالافاضل مدظلہ** نے اپنے دست مبارک سے اسی شہر کے دو طالب علموں کی دستار بندی کی۔ جنہوں نے دینیات کا نصاب تمام کر لیا تھا۔ اور انہیں سند عطا فرمائی جو ان کے استاد جناب مولانا مولوی احمد یار خاں صاحب سلمہ کی جانب سے تھی۔

اور طلبہ کو خدمت دین کی ترغیب دلائی۔ اور اخلاص کے ساتھ کام کرنے کی نصیحت کی۔ شب کے بارہ بجے

کے قریب یہ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ مدرسہ کے اراکین اور بانی کی حوصلہ مندیاں قابل تقلید ہیں۔ اور ان کا یہ نیک عمل اسلام کی زبردست تقویت و تائید ہے۔

اب **حضرت صدر الافاضل مدظلہ** نے مراجعت کا ارادہ فرمایا۔ مگر اہل شہر کا شوق کب چھوڑتا تھا وعظ کی درخواستیں پیش ہوئیں ۔سفارشیں آنے لگیں سخت اصرار ہوئے، مگر آرزو مند دل کب صبر کرنے والے تھے۔ حضرت کو مجبور ہونا پڑا اور ایک ہفتہ اس سے زیادہ قیام کرنا پڑا۔ اس درمیان میں مزاج مبارک ناساز بھی ہو گیا بخار آنے لگا، مگر وعظ روز ہوتا رہا۔ بمشکل تمام اپنی ضروریات بتا کر ایک ہفتہ کے بعد جب حضرت واپسی کے لیے تیار ہوئے تو حاجی سیٹھ ہاشم جمال صاحب ریاست گونڈل سے موٹر لے کر تشریف لے آئے۔ اور اپنے دولت خانہ پر تشریف لے جانے پر اصرار کیا۔ سیٹھ صاحب موصوف سے **حضرت مدظلہ** کے دیرینہ تعلقات ہیں ۔ جب انہوں نے کوئی عذر نہ سنا تو حضرت کو گونڈل شریف لے جانا پڑا۔ روانگی کے وقت میزبان بہت دلگیر تھے اور انہوں نے گلدستہ ہار پیش کر کے اسی شان کے ساتھ رخصت کیا۔ مولانا مولوی احمد خان صاحب گونڈل تک **حضرت** کی معیت میں آئے۔ گونڈل پہنچتے ہی حضرت کے بخار نے شدت کی۔ اور نشست و برخاست دشوار ہوگئی۔ اس وقت **حضرت** نے وطن کی واپسی کا قصد فرمایا۔ لیکن حاجی ہاشم صاحب اور ان کے بھائیوں نے ایسی حالت میں **حضرت** کو روانہ کرنا کسی طرح منظور نہ کیا۔ وہیں علاج شروع کیا اور ایسی خدمت کی جوان کی محبت و عقیدت کے شایاں تھی۔ پانچ چار روز کے بعد بخار اتر گیا ۔اس درمیان میں سیٹھ عبداللطیف صاحب اور میاں عبدالرسول صاحب دھوراجی سے مزاج پرسی کے لیے پہنچے۔

افاقہ ہونے کے بعد حضرت گونڈل سے روانہ ہوئے۔ سیٹھ حاجی ہاشم صاحب نے راجکوٹ تک حضرت کو اپنے موٹر میں پہنچایا اور راجکوٹ سے ریل میں سوار کر دیا۔ بخار تو اتر چکا تھا مگر ضعف بہت زیادہ تھا۔ دہلی کے احباب اسٹیشن پر حاضر ہو کر قیام کے لیے مصر ہوئے، مگر غایت ضعف کے باعث حضرت نے ان سے معذرت کر دی اور مرادآباد رونق افروز ہو گئے۔"

[السواد الاعظم: جمادی الاولیٰ و جمادی الاخریٰ ۱۳۵۰ھ۔ ص ۱۴ تا ۱۸]

دھوراجی کاٹھیاواڑ کا سفر ۱۹۴۳ء

۶؍ اگست ۱۹۴۳ء کو صدر الافاضل دھوراجی کاٹھیاواڑ تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کا شایان شان استقبال کیا گیا۔ آپ وہاں ایک ہفتہ مقیم رہے۔ الفقیہ کی درج ذیل خبر ملاحظہ ہو:

"صدر الافاضل کی دھوراجی ملک کاٹھیاوار میں تشریف آوری، ۶؍ اگست ۱۹۴۳ء کو اعلیٰ حضرت قبلہ قائد الطلبہ وفخر الغربا حافظ حاجی حکیم مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مدظلہ العالی مرادآبادی رات کے نو بجے کی گاڑی سے دھوراجی ملک کاٹھیاوار تشریف لائے۔ دھوراجی کی قسمت جاگ پڑی اسٹیشن پر بیشمار خلقت کے علاوہ علمائے کرام

اور مدرسہ مسکینیہ کے طلبہ ہاتھوں میں ہار لیے کھڑے تھے۔ حضرت موصوف کو ہاروں سے بھر دیا گیا۔ اور بعدازاں مدرسہ مسکینیہ کے عملہ نے حضرت سے فیض حاصل کیا۔ بعدازاں دعوت پر تشریف لے گئے۔ حضور کا ایک ہفتہ یہاں قیام رہے گا۔" **(ایم، ٹی، ای، احمد ملیباری)"**

[اخبار الفقیہ، ۲۱، ۲۸/ اگست ۱۹۴۳ء ص ۱۲]

کلکتہ میں جلوہ افروزی: ۱۹۲۸ء

جون ۱۹۲۸ء میں آپ اپنے بے حد عزیز معتقد جناب مولانا عبدالعزیز خان صاحب کلکتوی کے اصرار محبانہ پر کلکتہ تشریف لے گئے۔ محرم ۱۳۴۷ھ کا پہلا عشرہ تھا۔ ہفتہ عشرہ آپ وہاں مقیم رہے۔ اسی درمیان آپ نے رسالہ **"سوانح کربلا"** تصنیف فرمایا۔ آپ اپنے اس سفر کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"آج کل مجھے میرے مکرم خیر مجسم حامی دین ناصر شرح متین ذی الخصائل الرضیہ والشمائل لمرضیہ جناب مولانا مولوی محمد عبدالعزیز خان صاحب دام مجد ہم نے اپنی محبت وکرم سے یاد فرمایا اور میں کلکتہ میں ان کے دولت خانے پر مقیم ہوں۔ ۱۳۴۷ ہجری کے محرم کا پہلا عشرہ ہے۔ اس موقع کو غنیمت سمجھتا ہوں۔ اور اس فرصت میں اہل بیت کرام اور شاہزادگان عالی مقام کے فضائل اور واقعات شہادت قلم بند کر دینا اپنی سعادت جانتا ہوں۔

اہل سنت کے لیے ان شاء العزیز یہ ایک رسالہ ہو گا جو رطب ویابس سے خالی ہو اور اس کو وہ بے تکلف اپنی مجالس میں پڑھ کر برکات حاصل کریں۔ اگرچہ اس میں شاعرانہ رنگ آمیزی نہ ہوگی اور سادا و مختصر عبارت میں ادائے مطلب پر اکتفا کیا گیا ہوگا لیکن یہی اس کی خصوصیت ہے۔ اور یہی اس رسالے کی قدر و منزلت ہے کہ اس کا ماخذ قابل اعتبار روایات ہیں واہی اور لغو حکایات سے یہ رسالہ بحمدہ تعالیٰ پاک ہے۔ ناظرین سے استدعا ہے کہ وہ اس قلیل البضاعۃ کاتب الحروف کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔ اور جناب محترم مولوی عبدالعزیز خان صاحب سلمہ کے حق میں برکات دارین کی دعائیں کریں۔ جو اس رسالہ کے جمع و ترتیب کا سبب ہوئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اور انہیں اور تمام اہل سنت کو حضرات کرام اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روز افزوں محبت عطا فرمائے۔ اور انہیں کے غلاموں میں محشور فرمائے۔ آمین یا رب العلمین۔

فقیر محمد نعیم الدین غفرلہ

[ماہنامہ السواد الاعظم: محرم ۱۳۴۷ھ۔ ص ۲، ۳]

باب ۱۸

تاریخ جامعہ نعیمیہ مرادآباد

تدریس و تفہیم میں استاد العلماء کہلائے گئے
ذروں کو خورشید بنایا حضرت صدر الافاضل نے
ان کے در سے آج بھی دیکھو نعمت علمی بٹتی ہے
جامعہ عالی شان بنایا حضرت صدر الافاضل نے
ذاتی بود وباش کی خاطر کبھی کوئی پرواہ نہ کی
دین کا بے شک قلعہ بنایا حضرت صدر الافاضل نے
خاک مرادآباد پہ بدرؔ الفت کے پھول نچھاور ہوں
جس کو قابل قدر بنایا حضرت صدر الافاضل نے

مولانا بدر القادری بستوی

جامعہ نعیمیہ مرادآباد کا قیام اور صدر الافاضل کی خدمات

ہندوستان کے مشہور و معتمد مدارس میں نمایاں نام صدر الافاضل کے قائم کردہ ادارہ ''جامعہ نعیمیہ مرادآباد'' کا ہے۔ اس ادارہ کی نشوونما اور ترقی میں صدر الافاضل نے بے پناہ قربانیاں دی ہیں جنہیں فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کی بے لوث خدمات اور انتھک جدوجہد کا ہی نتیجہ ہے کہ آج صدی گزر گئی، مگر مدرسہ کے نام وشہرت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔ ضروری ہے کہ یہاں جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کرلی جائے۔

ہم یہاں جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی بنیاد ونشوونما اور اس کی خدمات اور جامعہ نعیمیہ کے حوالے سے صدر الافاضل کی جدوجہد اور کارگزاریوں نیز ادارے کے حوالے سے اکابر اہل سنت کے تاثرات کا تفصیلی جائزہ پیش کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی صدر الافاضل کے دور مبارک میں جامعہ میں تدریسی خدمات دینے والے مدرسین کے حالات اور ادارے سے فارغ ہونے والے علما وفضلا کی فہرست بھی ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

مدرسہ اہل سنت وجماعت اور صدر الافاضل

صدر الافاضل نے فراغت کے بعد چند سال مدرسہ امدادیہ وطبیہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ اور ساتھ ہی موقع کی نزاکت اور حالات کے تقاضوں کے پیش نظر اپنے گھر پر بھی شہر کے باذوق طلبہ کو باضابطہ پڑھاتے رہے۔ اور جب طلبہ کی تعداد زیادہ ہونے لگی تو پھر آپ نے ۱۹۱۱ء میں سات روپے کرایے پر ایک مکان حاصل کیا اور اسی میں مدرسہ قائم کرکے باضابطہ تعلیم شروع فرمادی۔ یہ مدرسہ ''مدرسہ انجمن اہل سنت وجماعت'' سے مشہور ہوا۔ صدر الافاضل نے دستار بندی کے دعوت نامے میں یہی نام لکھا ہے۔ اور مفتی عبدالعزیز خان نعیمی فتح پوری لکھتے ہیں:

''پہلے جامعہ نعیمیہ کا نام مدرسہ اہل سنت تھا۔ اور ایک عالی شان مکان میں بمشاہرہ سات روپے قائم ہوا''
[ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور کا حافظ ملت نمبر: ص ۲۳۰]

انجمن اہل سنت وجماعت مرادآباد

اسی دوران ۱۶/ فروری ۱۹۱۱ء کو آپ نے اور شہر کے معزز افراد نے دینی ومذہبی سرگرمیوں کو تیز کرنے کے لیے باقاعدہ ایک کمیٹی تشکیل دی جس میں معززین کی اتفاق رائے سے آپ کو ناظم منتخب کیا گیا۔ اور اس کمیٹی کے تحت مدارس کھولے جانے اور دیگر مذہبی امور پر کام کیے جانے کی بابت تجاویز پاس ہوئیں۔ اس تعلق سے اخبار ''مخبر عالم مرادآباد'' کی درج ذیل خبر قابل ملاحظہ ہے۔ اخبار لکھتا ہے:

”مرادآباد کے سنت الجماعت مذہب کے حامیوں نے زمانے کی رفتار پر نظر ڈالی اور اب انہیں پھر ضرورت محسوس ہونے لگی کہ جب تک انجمن کی صورت سے اصلاح عقائد اور درستی خیالات اور واقفیت مذہب میں کوشش نہ کی جائے گی پوری کامیابی متصور نہیں ہوسکتی، کیوں کہ اس عقیدے کے اکثر لوگ اپنے مذہب سے بے خبر ہیں۔

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مرادآباد میں ۱۶/ فروری ۱۹۱۱ء سے مجلس اہل سنت منعقد ہوئی ہے جس کے صدر عالی جناب حکیم حامی الدین احمد خان صاحب رئیس مرادآباد اور **ناظم جناب مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی** قرار پائے ہیں۔ انجمن کی تجاویز اور اس کی مفصل کیفیت تو پھر دکھائی جائے گی، مگر سر دست ہم اس کے ان قواعد وضوابط پر اظہار مسرت کرتے ہیں کہ اس انجمن کو کسی ملکی معاملہ سے کچھ تعلق نہ ہوگا۔ اور گورنمنٹ خیر خواہی اس کا پہلا فرض سمجھا جائے گا۔ اور نہ کسی مذہب پر حملہ کیا جائے گا بلکہ اپنے مذہب کو مخالفوں کے حملوں سے بچایا جائے گا۔ اور اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے علاوہ اپنی اشاعت مذہب کے لیے چندے سے سرمایہ جمع کیا جائے گا، مدارس کھولے جائیں گے۔ اگر انہیں مقاصد و اغراض پر یہ انجمن جاری رہی تو ضرور فائدہ پہنچے گا۔“

[اخبار مخبر عالم مرادآباد: یکم جون ۱۹۱۱ء ص ۳]

انجمن اہل سنت و جماعت اغراض و مقاصد

اس انجمن کے اغراض و مقاصد بہت ہی اہم اور کارآمد ہیں۔ ان کا نفاذ موجودہ انجمنوں اور مدارس کے لیے مفید ہے۔ اس لیے ہم یہاں یہ اغراض و مقاصد نقل کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

① اس انجمن کو ملکی معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ کبھی اس میں کوئی گفتگو ملکی معاملات کے متعلق کی جائے، نہ حکام وقت پر نکتہ چینی سے کوئی اور واسطہ ہے۔

② اہل سنت کے پریشان افراد کو مجتمع کرنا اور ان میں رابطہ اتحاد پیدا کرنا، جس سے وہ اپنے امور بسہولت انجام دے سکیں۔ اور مخالفین مذاہب کے اختلاط سے جو فتور ان کے عقائد میں راہ پاتے ہیں۔ ان کی اصلاح ہو اور اپنے مذہب اور حامیان مذہب سے پوری پوری واقفیت پیدا کریں۔

③ مخالفین مذہب کے اندرونی مذہب حملوں کو روکنا اور ان کا مہذب پیرایہ میں جواب دینا، اپنے مذہب حق کی مؤید تصانیف کا بہم کرنا اور شائع کرکے عام مخلوق کی نگاہوں تک پہنچانا۔

④ مذہب اہل سنت و جماعت کی تائید اور سنت پر عمل کی ترویج کے لیے ہر امکانی سعی کام میں لانا۔

⑤ وقتاً فوقتاً پیش آنے والے دینی ضروریات اور اشاعت مذہب اہل سنت کے لیے سرمایہ جمع کرنا اور اس کو عند الضرورت مناسب موقعوں پر خرچ کرنا۔

(۶) اہل سنت کو ان کے مذہب کے علما اور مفتی و واعظ کی معرفت کرانی اور اس کی طرف توجہ دلانا کہ جب انہیں ضرورت ہو اپنے مفتیوں سے فتویٰ لیں۔ اپنے واعظوں سے وعظ سنیں اپنے علما سے تعلق رکھیں۔

(۷) توسیع مجلس کے لیے مناسب تدابیر سوچنا اور ان کا عمل میں لانا۔

(۸) ہر شخص کو باہم ایک دوسرے سے مذہبی معاملات پر جھگڑنے سے روکنا اور مباحثات کو صرف علما پر چھوڑنا۔

مختصر ضوابط متعلق ممبراں

(۱) انتظامی مجلس کے ممبروں میں جو صاحب باوجود مطلع ہونے کے تین اجلاسوں میں متواتر غیر حاضر رہیں ان کے نام ایک ہدایت جاری کی جائے۔ اس ہدایت کے بعد صرف ایک غیر حاضری پر انجمن کو سب کمیٹی کے رجسٹر سے ان کا نام خارج کردینے کا اختیار ہے۔

(۲) انتظامی مجلس کے ممبر بلا اجازت ناظم صاحب کے کسی دوسری سوسائٹی میں شرکت نہیں کرسکتے۔

(۳) عام ممبران انجمن کسی مخالف انجمن یا سوسائٹی کے ممبر نہیں ہوسکتے۔

(۴) ہر ممبر کو ضرورت کی حالت میں اپنی عدم حاضری کا تحریری یا زبانی اعتذار ناظم صاحب کے پاس بھیجنا چاہیے۔

(۵) بلا ادائے داخلہ و فیس کوئی جدید ممبر مقرر نہیں ہوسکتا۔

(۶) فیس اور داخلہ کسی ممبر کا ان کے استعفا کے بعد طلب کرنے پر بھی واپس نہیں کیا جاسکتا۔

(۷) ممبروں کا قائم کرنا اور ان کا کسی وجہ سے خارج کرنا سب کمیٹی کی رائے پر ہے۔

(۸) ممبروں پر لازم ہے کہ اگر وہ کسی ممبر کے خلاف رائے دیں تو نہایت مہذب الفاظ میں اس کا ذکر کریں کوئی دل خراش بات زبان پر نہ لائیں۔

(۹) داخلہ چار روپے اور فیس ایک روپے ماہوار ہے۔ جو صاحب حیثیت سے زیادہ عطا فرمائیں انجمن ان کا عطیہ شکریہ کے ساتھ قبول کرے گی۔

(۱۰) ممبر کے لیے سنی ہونا شرط ہے۔ کہ ہر ایک سنی خواہ وہ ہزار کوس کے فاصلہ پر ہو انجمن کا ممبر ہوسکتا ہے۔

نوٹ: انجمن کے متعلق ہر قسم کے خط و کتابت عالی جناب حضرت مولانا مولوی حکیم حافظ محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ ناظم اہل سنت مرادآباد سے کرنا چاہیے۔

المشتہر: محمد شفقت حسین نائب ناظم اہل سنت مرادآباد

[اخبار اہل فقہ: ۳۰/اکتوبر ۱۹۱۱ء۔ ۷/ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ۔ ص ۶]

مدرسے کا پہلا جلسہ دستار فضیلت

اس انجمن کے قیام کے پہلے سے مدرسہ ”اہل سنت وجماعت“ قائم تھا۔ اس انجمن کے قیام کے اگلے ماہ یعنی مارچ ۱۹۱۱ء میں مدرسہ سے دو فاضل مفتی محمد عمر نعیمی اور مولانا شوکت نعیمی، فارغ ہوئے۔ میدان شاہ بلاقی میں دستار بندی کا عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت اور ملک کے بہت سے نامور و مشاہیر علما و فضلا نے شرکت فرمائی۔ جلسے کی تفصیل مناظرہ مرادآباد کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔ ہاں البتہ ہم یہاں صدر الافاضل کا لکھا ہوا دعوت نامہ نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ کریں!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً

مکرم بندہ زاد عنایتہ! السلام علیکم!! مزاج شریف؟

مکلف ہو کہ بتاریخ ۲۵، ۲۶، ۲۷/ صفر ۱۳۲۹ھ بتقریب جلسہ دستار بندی مولوی محمد شفقت حسین و مولوی محمد عمر تشریف لاکر شرکت جلسہ فرمائیں۔ دُور دُور کے علما مدعو کیے گئے ہیں۔ ہر سہ روز وعظ ہوتا رہے گا۔ وقت تشریف آوری سے مطلع فرمائیں تاکہ ریل پر انتظام رہے۔ جلسہ حضرت شاہ بلاقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درگاہ میں ہوگا۔ والسلام۔

آپ کا نیاز مند: نعیم الدین از مرادآباد

۱۵/ صفر ۱۳۲۹ھ

سالانہ اجلاس کے مزید دعوت نامے

جامعہ نعیمیہ کے سالانہ اجلاس کے موقع پر آپ کی طرف سے احباب اہل سنت کے نام لکھے گئے چند دعوت نامے ہمیں اور دستیاب ہوئے جنہیں یہاں نقل کرنا بے محل و غیر مناسب نہیں ہوگا۔ ملاحظہ فرمائیں:

(۲)

مکرم بندہ زاد لطفہ! السلام علیکم۔

امسال مدرسہ انجمن اہل سنت و جماعت مرادآباد کے سالانہ جلسے ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰/ شعبان ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷/ مارچ ۱۹۲۴ء روز دوشنبہ، سہ شنبہ، چہار شنبہ، پنجشنبہ کو بعد مغرب مکان مدرسہ واقع زمین شیش محل محلہ بازار دیوان میں منعقد ہوں گے۔ دس طلبہ کی دستار بندی ہوگی۔ ملک کے مشاہیر فضلا مدعو کیے گئے ہیں، جو اپنے پراثر بیان سے مستفیض فرمائیں گے۔

امید کی جاتی ہے کہ امسال جلسہ سالہائے گزشتہ سے بدرجہا زیادہ شوکت وشان کے ساتھ ہو۔کیوں کہ ان اکابر کے تشریف لانے کی پوری توقع ہے جو ہند میں اپنا عدیل نہیں رکھتے۔التجا ہے کہ جناب شرکت فرما کر روحانی وایمانی ذخائر بہم کریں اور فقیر داعی کو ممنون بنائیں۔والسلام۔

الداعی الی سبیل الرشاد

محمد نعیم الدین غفرلہ ناظم انجمن اہل سنت وجماعت مرادآباد

شعبان ر ۱۳۴۲ھ

(۳)

حامیان مذہب سلمھم المولیٰ تعالیٰ ! السلام علیکم !

الحمدللہ سال بھر کے بعد پھر وہ دن آیا۔کہ میں جناب کو اس بابرکت جلسہ کی شرکت کے لیے مدعو کروں۔جو مدنی تاجدار علیہ الصلاۃ کی معراج اقدس کی یادگار میں ۲۴ر رجب روز شنبہ کی شام سے تین روز متواتر صبح شام ساڑھے سات بجے منعقد ہوا کرے گا۔چمنستان دین متین کے خوش بیاں عنادل گہر ریزی فرمائیں گے۔مبارک ساعات میں مبارک مبارک اذکار کا چرچا رہے گا۔مدرسہ انجمن کے قابل قدر خدمات پیش کیے جائیں گے۔فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی ہوگی۔حفاظ اور ناظرہ ختم کرنے والے طلبہ قرآن کریم سنائیں گے۔یہ دکھایا جائے گا کہ مدرسہ کس سرگرمی اور خوبی سے اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ہندوستان کے نامور فضلا اور مشہور مقررین مدعو کیے گئے ہیں۔التجا کہ جناب براہ کرم شریک جلسہ ہو کر برکات بے نہایات حاصل کریں۔اور خادم مدرسہ کو ممنون فرمائیں۔والسلام۔

الداعی محمد نعیم الدین ناظم انجمن اہل سنت جماعت مرادآباد بازار دیوان

(مطبوعہ احسن المطابع مرادآباد)

(۴)

منشی محمد حسین خان کے نام صدرالافاضل نے درج ذیل گرامی نامہ تحریر فرمایا،جو جامعہ نعیمیہ کے سالانہ اجلاس کے دعوت نامے پر مشتمل ہے۔ملاحظہ کریں:

ازدفتر انجمن اہل سنت وجماعت مرادآباد بازار دیوان۔۷۸۶/مورخہ ۵ر جولائی ۷اء

حامی سنت ناشر شریعت جناب منشی محمد حسین خاں صاحب زاد مجدہ !!!!السلام علیکم !

الحمدللہ وہ وقت آیا کہ آپ کے مدرسہ کے طلبہ نے تحصیل سے فراغ حاصل کیا۔ان کی دستار بندی کا جلسہ حضور سید عالم علیہ الصلاۃ والسلام کے جلسہ معراج اقدس کے ساتھ ۱۷،۱۸،۱۹ر شعبان المعظم ۱۳۳۵ ہجری مطابق ۸ر

۹،۱۰؍جون ۱۹۱۷عیسوی روز جمعہ، شنبہ، یکشنبہ کو ہوگا۔ نامدار افاضل اور فخر روزگار بزرگان دین رونق افروز ہوکر دعوت ایمان فرمائیں گے۔ روزانہ صبح شام ساڑھے سات بجے سے ۱۱، بجے تک انجمن کے مکان میں تقریریں ہوا کریں گی۔ جناب اس دینی جلسہ میں شرکت فرماکر ماجور ہوں اور فقیر داعی کو ممنون فرمائیں۔ والسلام

الداعی محمد نعیم الدین

ناظم انجمن اہل سنت جماعت مرادآباد۔ بازار دیوان، مجیدی پریس کانپور

اہل سنت سے مالی تعاون کی گزارش

انجمن کے قیام کے بعد مدرسے کی ترقی کے لیے راہ ہموار ہوگئی۔ انجمن کے مالی تعاون سے مدرسے کی مشکلات میں کافی حد تک کمی واقع ہوئی۔ صدرالافاضل نے احباب اہل سنت سے انجمن کے اس تعاون کا ذکر کرتے ہوئے اس کا مالی تعاون کرنے کی گزارش کی۔ اخبار اہل فقہ امرت سر میں آپ کی درج ذیل تحریر اس حوالے سے شائع ہوئی ملاحظہ فرمائیں۔

انجمن اہل سنت وجماعت مرادآباد

”آپ کو معلوم ہے کہ کتنی بڑی دینی خدمت انجام دے رہی ہے۔ اور اس نے تھوڑے عرصہ میں باوجود اس بے سروسامانی کے اپنے مقاصد میں کس قدر نمایاں کامیابی کرلی ہے۔ انجمن کا اسلامی مدرسہ کیسی روز افزوں ترقی پر ہے۔ اس کے دارالاقامہ کا کتنا عمدہ انتظام ہے۔ بایں ہمہ اس کی مالی حالت بہت قابل توجہ ہے۔ لہٰذا درخواست کی جاتی ہے کہ جناب اس حامئ دین انجمن کی مالی امداد فرمائیں۔ صدقات، زکاۃ، خیرات وغیرہ اموال جائز مصارف میں خرچ کیے جاتے ہیں۔ کسی قلیل رقم کے ارسال فرمانے میں ہرگز تامل نہ فرمائیے۔ بلکہ آپ اپنے مال سے یا اپنے احباب سے جس قدر انجمن کو امداد پہنچا سکیں۔ اس میں دریغ نہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا مرحمت فرمائے۔ آمین۔ والسلام خیر ختام۔

نیاز مند: محمد نعیم الدین ناظم انجمن اہل سنت وجماعت مرادآباد

[اخبار اہل فقہ: ۹؍اکتوبر ۱۹۱۱ء۔ ۱۴؍شوال ۱۳۲۹ھ۔ ص ۴]

مدرسے کے لیے زمین کی خریداری

۱۹۱۹ء تک مدرسہ یوں ہی کرایے کے مکان میں چلتا رہا۔ اور پھر صدرالافاضل کی محنتیں رنگ لائیں اور چند احباب کے تعاون سے مدرسہ کے لیے زمین خریدی گئی۔ اولاً جو زمین خریدی گئی وہ ایک ہزار ایک سو اٹھاسی گز ۴، گرہ

زمین تھی۔ جو اکیس سو روپے کے تعاون سے خریدی گئی۔ ۱۹/ اگست ۱۹۲۰ء کو اس زمین کی رجسٹری ہوئی۔ صدر الافاضل اس موقع پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اور معاونین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے نیز خالی زمین پر عمارت کی ترغیب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

اطلاع میں قلبی مسرت اور دلی خوشی کے ساتھ اطلاع دیتا ہوں اور یقیناً تمام اہل سنت ان شاء اللہ یہ سن کر خوش ہوں گے، کہ مدرسہ انجمن اہل سنت و جماعت مرادآباد جو ایک عرصہ سے باوصف بے سروسامانی شایان خدمات انجام دے رہا ہے، اس کے مکان کے لیے جناب ڈاکٹر احمد حسین صاحب ساکن مرادآباد محلہ کالی پیادے و جناب شیخ احمد حسین صاحب خلف جناب حاجی حسین بخش صاحب یارن مرچنٹ لوہاگڈھ مرادآباد نے ایک ایک ہزار۔ اور جناب شیخ محمد حسین صاحب دنداں ساز ساکن مرادآباد محلہ رفعت پورہ نے ایک سو روپے کی رقمیں عنایت فرما کر شیش محل واقع محلہ بازار دیوان کی ایک ہزار ایک سو اٹھاسی گز ۴؍ گرہ زمین خرید فرمادی۔ جس کی رجسٹری ۱۹؍ اگست ۲۰ء کو مرادآباد میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ حضرات موصوفین کو جزائے خیر عنایت فرمائے اور انہیں تمام دینی اور دنیوی مقاصد میں کامیابی عنایت فرمائے۔ ان کی عالی ہمتی قابل تقلید مثال ہے۔ خدا کرے کہ کوئی صاحب کرم ان حضرات کی طرح اس زمین پر مدرسے کی ضرورت کے مطابق عمارت بھی تعمیر فرمادیں۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

محمد نعیم الدین ناظم انجمن اہل سنت و جماعت مرادآباد

[ماہنامہ السواد الاعظم: ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ۔ ص ۲۹]

مدرسے کا تعمیری آغاز

زمین کی رجسٹری ہو گئی تو حضرات اہل سنت نے تعمیری کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور جلد ہی کمرے تیار ہو گئے اور مسجد کی تعمیر بھی ہو گئی۔ اور پھر چند سالوں میں مدرسہ میں دو ہزار طلبہ کی رہائش کا معقول انتظام ہو گیا۔ اس حوالے سے مولانا آل حسن نعیمی کی درج ذیل تحریر بھی معلومات افزا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں، تحریر فرماتے ہیں:

''اس کے اثرات نے اہل بلاری کے دل میں یہ پیدا کیا کہ موجودہ جامعہ نعیمیہ کی نصف زمین بلاری کے حاجی احمد حسین صاحب رضوی نے ۱۹۲۰ء میں خرید کر وقف کی اور اس کا متولی **حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ** کو بنایا اور اس میں بہت سی شرطیں لگائیں۔ اور شہر کے لوگوں نے اس کی تعمیر میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ رئیس سہارو نے کافی رقم سے اس میں کمرے بنوا دیے۔ اور رفتہ رفتہ اس کے ایک طرف مسجد بھی بن گئی۔ جس کے برآمدہ کی تعمیر حضرت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے کرائی۔ حضرت قبلہ عالم پیر صاحب نے اس وقت پانچ (۵۰۰) روپے عطا فرمائے۔ اور فرمایا: کہ میری حقیر رقم نمازیوں کے پیروں میں لگادی جائے۔ **حضرت** نے فرمایا:

حضور یہ رقم تو نمازیوں کے سر پر رہے گی۔ اور **حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمۃ** نے اس رقم سے مسجد کا برآمدہ تیار کرایا۔ اور لوہے کے گارڈر پر حضرت پیر صاحب کا نام لکھوایا، جو آج تک تحریر ہے۔ اس طرح رفتہ رفتہ مدرسے کی چوکور عمارت اب تین منزل تک پہنچ گئی، جس میں دو ہزار طلبہ کے رہنے کی گنجائش ہوگئی ہے اور شہر میں متمول حضرات نے مدرسے کے لیے دکانیں اور مکانات بھی وقف کردیے ہیں، جن کا انتظام مدرسے کی رجسٹرڈ انتظامیہ کمیٹی چلاتی ہے۔ یہ سب کچھ **حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ** کی پر خلوص سعی کا ثمرہ ہے۔"[عکس مضمون]

مدرسے کا کمرہ اور مسجد تیار ہوتے ہی کرائے کا مکان چھوڑ کر اس نوساختہ عمارت میں مدرسہ منتقل کردیا گیا جو آج جامعہ نعیمیہ کی شکل میں موجود ہے۔ مفتی عبدالعزیز خان نعیمی فتح پوری لکھتے ہیں:

"چند سال کے بعد مدرسہ کے لیے زمین خریدی گئی۔ خریدنے کے بعد تعمیری کام شروع ہوا۔ جب ایک کمرہ اور مسجد تعمیر ہوگئی تو مدرسہ کرایہ کے مکان سے منتقل ہوکر اپنی عمارت میں آگیا۔ اور اس میں درس و تدریس ہونے لگی۔ شہر اور اطراف شہر میں مدرسہ اہل سنت کی کافی شہرت تھی۔ جب لوگوں نے یہ سنا کہ مدرسے کی عمارت بن رہی ہے تو اسے دیکھنے کے لیے اپنے پرائے آنے لگے۔"

[ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور کا حافظ ملت نمبر: ص ۲۳۰]

مدرسے میں طلبہ کی کثرت اور مزید عمارتوں کا تقاضہ

ابتدا میں چند سالوں تک تو چند کمرے، دفتر مسجد اور صحن مدرسہ بغرض تعلیم کفایت کرتا رہا۔ مگر جب طلبہ کی کثرت ہوئی تو پھر یہ عمارت کم پڑ گئی اور مزید کمروں کی سخت ضرورت محسوس ہونے لگی۔ مدرسہ سے متّصل تین ہزار گز زمین بیچی جارہی تھی مگر اس کے لیے ساڑھے سات ہزار روپے کی کثیر رقم درکار تھی۔ اور پھر اس پر تعمیری کاموں کے لیے مزید رقم کی ضرورت تھی۔ صدرالافاضل نے اس کٹھن دور میں احباب اہل سنت کو اس طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی۔ اور ہر ممکن سعی فرمائی کہ کسی طرح زمین حاصل کرلی جائے۔ اس حوالے سے صدرالافاضل کا درج ذیل مراسلہ جو اخبار الفقیہ امرت سر میں شائع ہوا، پڑھے جانے سے تعلق رکھتا ہے۔

اس مراسلے میں صدرالافاضل نے مدرسہ کی زمین اور اس میں تعمیری کاموں کا ذکر کرتے ہوئے اہل سنت سے تعاون کی درخواست پیش فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں:

"اسلامی علوم کا سرسبز شاداب چمنستان مدرسہ انجمن اہل سنت و جماعت مرادآباد ہے، جو ۱۵/ سال سے ملک کے دماغ اپنی مشک بیز روائح طیبہ سے معطر کررہا ہے۔ طلبہ کی کثرت سے مدرسے کی موجودہ عمارتیں مدرسے کے تمام درجوں کے لیے کفایت نہیں کرتیں۔ باوجودیکہ دفتر اور کتب خانہ کے کمرے بھی تعلیم کے کام میں لائے جاتے ہیں،

مسجد مدرسہ میں بھی درس ہوتا ہے، پھر بھی کئی جماعتوں کو صحن میں بیٹھنا پڑتا ہے۔ مدرسہ کے رہنے والے طلبہ کو اپنی آسائش و رہائش کے لیے مکانوں کی ضرورت ہے۔ مدرسہ کے پاس کوئی ایسا سرمایہ نہیں جس سے تعمیر کی جا سکے۔ اب تک مدرسے کی جس قدر عمارتیں ہیں وہ اس طرح تعمیر ہوئی ہیں۔ ایک ایک کمرہ یا ایک دالان باہمت اہل کرم نے اپنی طرف سے بنوایا ہے۔ جس پر ان کے اسم گرامی کا کتبہ مع تخمینہ خرچ کے درج ہے۔ دین دار اصحاب ثروت سے التجا ہے کہ وہ ایک ایک عمارت اپنی طرف سے بنوادیں، جس پر ان کے نام نامی کا کتبہ نصب ہو گا جب تک یہ عمارت باقی ہے ان کا نام دنیا میں بذل و کرم کے ساتھ زندہ رہے گا۔ اور اس صدقہ جاریہ کا ثواب دواماً ملتا رہے گا۔ صدر دالان جو نو دروں اور دو پہلو کے کمروں پر مشتمل ہو گا۔ اور جس کا عرض تخمیناً ۱۵ فٹ اور طول ۹۰ فٹ ہو گا، اس کے مصارف کا تخمینہ تین ہزار روپے کیا گیا ہے۔ دارالاقامہ کا ہر کمرہ کا تخمینہ چار سو پچاس روپیہ ہے۔ ہر صاحب ہمت اپنے حسب دستور استعداد اعانت فرمائیں۔ مدرسہ کی متّصل تین ہزار گز زمین فروخت ہو رہی ہے جس کا مدرسہ میں شامل کرنا نہایت ضروری ہے اگر یہ فروخت ہو گئے، تو پھر آئندہ مدرسہ کی توسیع ناممکن ہو جائے گی۔ اس وقت یہ کل زمین تخمیناً ساڑھے سات ہزار میں مل سکتی ہے ایک یا چند باہمت حضرات توجہ کریں، تو مدرسے کی مشکلات کا حل ہونا کچھ دشوار نہیں۔

وہ ہاتھ بہت مبارک ہیں جو اس محمدی چمنستان کو وسیع اور آباد کرنے میں سخاوت کریں۔ اور وہ زبانیں بہت شکر و امتنان کی مستحق ہیں جو اہل ثروت سے اس کار خیر کے لیے تحریک کریں۔ موجودہ چھ مدرسات دن کی محنت کے باوجود مدرسے کے وسیع نصاب کو پورا نہیں کر سکتے، اس لیے مدرس بڑھانے کی تجویز بنا چاری منظور کی گئی ہے۔ اور اس مہینے کے اخیر تک امید ہے کہ مدرسوں کی تعداد زائد ہو جائے گی۔ گر بڑھنے والے تمام مصارف کے لیے مدرسے کے پاس سر دست کچھ موجود نہیں ہے۔ اس پر بھی توجہ بہت ضروری ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کون کون مردان خدا اٹھتے ہیں اور اس خالص دینی اور اسلامی درس گاہ کی دستگیری فرماتے ہیں۔

محمد نعیم الدین

[اخبار الفقیہ: ۱۴ر دسمبر ۱۹۲۵ء ص ۱۱]

مدرسے کا وقف اور تولیت

مدرسے کی کچھ زمین خاص صدرالافاضل کی ملکیت تھی۔ باقی اصحاب خیر کے تعاون سے آپ کو سونپی گئی تھی۔ ۱۹۳۱ء میں آپ نے کل زمین مدرسے کے نام وقف فرمادی۔ آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا وقف نامہ و تولیت نامہ فقیر کو نبیرہ صدرالافاضل سید منعم میاں دام ظلہ نے عنایت فرمایا۔ وقف نامے میں آپ نے زمین کی پیمائش کا صراحتاً ذکر کرتے ہوئے اس کو مدرسے کے نام وقف کیا۔ اور خود کے متولی ہونے کی صراحت فرمائی۔ علاوہ ازیں تولیت کے

حوالے سے بہت ہی کارآمد وایمان افروز شرطیں بیان فرمائیں۔ جن سے آپ کا مذہبی و مسلکی تصلب صاف طور پر عیاں ہوتا ہے۔ آپ نے ہر متولی کے لیے سنی صحیح العقیدہ ہونے کی شرط رکھی۔ اور سنی کی وضاحت بھی کردی کہ سنی وہ جو فاتحہ نیاز، عرس چہلم وغیرہ مراسم اہل سنت کو جائز سمجھتا ہو، وہابی، دیوبندی، قادیانی، نیچری، رافضی وغیرہ فرقہائے باطلہ سے بیزار ہو اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی اور خود آپ کی کتابوں سے جو عقائد و نظریات ثابت ہیں ان کو مانتا ہو۔ اگر اس کے برخلاف کوئی بھی متولی ہوا تو اسے فوراً معزول کیے جانے کی صراحت تحریر فرمائی۔ نیز یہ بھی لکھا کہ علمائے اہل سنت کی رائے سے جو متولی منتخب ہو تو اس انتخاب میں میرے تلامذہ اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کی اولاد کو ترجیح ہوگی۔

ہم یہاں مکمل وقف نامہ من وعن نقل کیے دیتے ہیں تاکہ قارئین استفادہ کر سکیں۔ اور صدر الافاضل کی دوراندیشی وحکمت عملی کو سلام پیش کر سکیں۔ ملاحظہ کریں:

نقل وقف نامہ

”میں کہ **مولوی محمد نعیم الدین ناظم مدرسہ عالیہ اہل سنت مرادآباد خلف مولانا مولانا مولوی معین الدین صاحب مرحوم** ساکن مرادآباد۔ محلہ چوکی حسن خاں کا ہوں، جو کہ مری ملکیت ایک قطع اراضی سکنائی مقطع بدو قطع تعدادی نو سو چھ درعہ تیرہ گرہ لحاسے پیمائش ذیل واقع مرادآباد محلہ بازار دیوان موسومہ شیش محل بذریعہ خرید بموجب بیع نامہ مورخہ ۱۳؍ اگست، جس کی رجسٹری بھی نمبر ا جلد پانچ سو چھیانوے کے صفحات اکیاسی وبیاسی میں نمبران ایک ہزار چھ سو اکسٹھ پر تاریخ انیس اگست ۱۹۳۱ء کو ہوئی ہے۔ اقراری نواب زادہ محمد مرشد علی خاں صاحب موسومہ... واقع ہے۔ مالیتی مبلغ تین ہزار روپے، جس پر میں نفر تنہا بلا مشارکت غیر مالکانہ قابض ومتصرف ہوں۔ اور اس وقت تک ہر قسم کے مواخذے اور جملہ مطالبات دیگرے قانونی وشرعی کے ہر طرح پاک وصاف ہے۔ یا کہیں مکفول ومتفرق یا منتقل نہیں ہے۔

بس میں نے بحالت صحت نفس وسعادت عقل وبدرستی ہوش وحواس خمسہ اپنی کے، بلا اکراہ یا اجبار احدے برضامندی خود بانظر اخروی مقصد دینی مدرسہ عالیہ اہل سنت وجماعت واقع مرادآباد محلہ بازار دیوان موسومہ شیش محل جس میں، میں متولی ہوں وقف کی میں نے۔ اور اپنی ملکیت سے نکال کر ملکیت الٰہی میں دے دی میں نے۔ پس اب یا آئندہ مجھ کو یا کسی قائم مقام میرے کو دوبارہ سے موقوفہ مذکورہ کا کوئی حق دعوی حاصل نہیں رہا۔

لیکن اراضی موقوفہ مذکورہ بالا کا میں واقف تاحیات اپنی متولی رہوں گا۔ اور مجھے اس میں مدرسے کے لیے ہر قسم کے تعمیر کے اختیارات حاصل رہیں گے۔ اور مدرسے کے فائدے کے واسطے جس طرح چاہوں گا کام میں لاؤں گا۔ خواہ اس میں مدرسے کی عمارت بناؤں، جو مدرسے کے کام میں آئے، یا ایسے مکانات تعمیر کروں جس کی آمدنی

سے مدرسے کو فائدہ پہنچے۔ اور اس آراضی موقوفہ اور مدرسہ عالیہ کا متولی میرے بعد وہ شخص ہوگا جس کو میں اپنی حیات میں نام زد کردوں اور میرے بعد تمام متولی بمشورہ معتمدین اہل سنت وجماعت اپنا قائم مقام مقرر کرتے رہیں گے۔ اور اگر مجھے یا میرے بعد کسی متولی کو اپنا قائم مقام متولی نامزد کرنے کا موقع نہ ملے تو میری اولاد ذکور میں سے جو سب سے بڑا اور سنی ہو وہ متولی ہوگا۔ اور اگر میری اولاد میں کوئی ایسا نہ ہو یا کسی وقت میں ضرر رہے تو میرے شاگردوں میں کوئی سنی عالم و گر اور کوئی سنی عالم متولی ہوگا۔ اور اگر سنی عالم نہ مل سکے تو پختہ اور معتمد سنی شخص اس کا متولی ہو سکے گا، جس کو کم از کم پانچ سنی عالم منتخب کریں گے۔ اور اگر کسی وجہ سے پانچ سنی عالم کی رائے کا حاصل کرنا ناممکن ہو تو شہر کے اہل سنت کی کثیر تعداد جس شخص کو بھی متولی قرار دے وہ متولی ہو سکتا ہے۔

سنی سے مراد وہ گروہ ہے، جو مولود شریف، فاتحہ، عرس،، سوم، چہلم کو جائز سمجھتا ہو۔ اور دیوبندی، وہابی و غیر مقلد و قادیانی و نیچری و رافضی و خارجی وغیرہ سب سے بیزار ہے۔ اور اعلیٰ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ بریلوی اور میری تصانیف سے ہمارا مذہب اور عقیدہ ظاہر ہے یہی مذہب اہل سنت ہے۔ اور سنی سے اس عقیدے کا شخص مراد ہے۔ اور جو اس عقیدے کا نہ ہو وہ کبھی اور کسی طرح اس مدرسہ کا متولی نہیں ہو سکتا ہے۔ اور اگر کبھی مدرسے کے متولی کے عقیدے میں تغیر پیدا ہو جائے اور وہ مذہب اہل سنت سے انحراف کرے تو وہ فوراً معزول کیا جائے گا۔ جو متولی علمائے اہل سنت کی رائے سے منتخب ہو ان کے انتخاب میں **میرے شاگردوں اور اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے سنی اور عالم اولاد** کی رائے بہ نسبت دوسرے والوں کے راجح ہوگی۔ اور کسی زمانے میں کسی وجہ سے مدرسہ کسی دوسرے مقام پر منتقل ہو جائے تو یہ آراضی موقوفہ اس مدرسے کے لیے بطور جائداد کام میں لائی جائے گی۔ اور مدرسہ عالیہ مذکورہ ہمیشہ دینی و مذہبی تعلیم کے لیے مخصوص رہے گا۔ یہ آراضی کسی دنیوی تعلیم کے لیے وقف نہیں ہے۔ اور اگر خدانخواستہ کسی وقت اس مدرسے میں محض دنیوی تعلیم رہ جائے تو اہل سنت کو حق ہوگا کہ وہ اس کو روک دیں۔ اور دینی و مذہبی تعلیم جاری کریں۔

اور اگر خدا نہ کرے یہ مدرسہ کسی وقت یا زمانے میں کسی حادثے یا قلت آمدنی کے باعث ٹوٹ جائے تو اس آراضی کو اور کسی سنی مدرسے کے لیے بطور جائداد استعمال کیا جائے۔ خواہ وہ مدرسہ کہیں کسی شہر میں ہو۔ اس غرض سے یہ زمین میں نے مدرسہ عالیہ اہل سنت و جماعت مرادآباد کے لیے وقف کی اور ملکیت و تصرف سے نکال کر مالک حقیقی کی ملک میں دی۔ آج سے میرا تصرف اس زمین موقوفہ پر متولیانہ ہوگا۔ اور ہر متولی کا فرض ہوگا کہ اس زمین کے متعلق اگر کوئی دعوی ہو تو وہ عذر داری و جواب دہی کرے۔ لہٰذا یہ چند کلمے بطور وقف نامہ لکھے کہ سند ہو۔ فقط۔

حدود اربعہ قطع اول کلاں مشرقی مکانات وارثان بلدیو سروپ وغیرہ۔ غربی آراضی مملوکہ نواب زادہ مرشد علی خاں صاحب۔ جنوبی آراضی ملکیت مدرسہ اہل سنت و جماعت۔ شمالی مکانات امالی و لکھاو غیرہ دھوبیان۔ حدود اربعہ قطع

دوم خورد۔ مشرق مکانات وارثان بابوبلدیو سہاے۔ غربی مکانات حاجی واجد علی ولد رحیم بخش۔ جنوبی قطع اراضی کلاں مذکورہ موقوفہ شمالی مکانات ملکیت مشتاق حسین۔ تفصیل وپیمائش قطع اول کلاں تعدادی آٹھ سوا کیانوے طول میں شرقاً غرباًجانب جنوب ستائیس درعہ چار گرہ جانب شمال چالیس درعہ چار گرہ اور عرض میں جنوباًشمالاً ہر دو جانب ساڑھے تیئس درعہ تفصیل وپیمائش قطع دوم تعدادی پندرہ گردہ تیرہ گرہ طول میں شرقاغرباًہر دو جانب ساڑھے چار درعہ ساڑھے گیارہ درعہ اور عرض میں جنوباًشمالاًجانب شرق تین درعہ ڈیڑھ گرہ اور جانب غرب تین درعہ دس گرہ۔ (نوٹ) پرت اول کی بارہویں سطر میں عبارت بحیثیت ناظم ومتولی مدرسہ عالیہ مذکور قلم زد ہے۔ (اوراس کے واقف) اور پرت دوم میں سولھویں سطر میں راجح ہے کا جع قلم زد ہے اوپر کے نج تحریر ہے۔

محمد نعیم الدین۔ بقلم خود وقف نامہ ھٰذا بمقام مرادآباد بتاریخ انیس ستمبر ۱۹۳۱ء بااقرار مقر بقلم محمد باسط علی کاتب تحریر ہوا۔ العبد محمد نعیم الدین بقلم خود۔ گواہ شد محمد یعقوب بیگ بقلم خود گواہ شد محمد عمر نعیمی بقلم خود۔

العبد محمد نعیم الدین بقلم خود

گواہ شد محمد یعقوب بیگ۔

[عکس دستی وقف نامہ]

مدرسہ اہل سنت سے جامعہ نعیمیہ مرادآباد

زمین کے وقف ہونے کے اگلے سال ہی مدرسے کے سالانہ اجلاس دستار بندی منعقدہ ۱۶ تا ۱۹/ شعبان ۱۳۵۱ھ کے موقع پر مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات سید احمد نعیمی کی تحریک پر علماے اہل سنت کے اتفاق سے اس مدرسہ اہل سنت کا نام تبدیل کر کے صدر الافاضل کے نام سے منسوب کرتے ہوئے ''جامعہ نعیمیہ'' تجویز ہوا۔

مدیر رسالہ السواد الاعظم مرادآباد، تحریر فرماتے ہیں:

''فاضل جلیل مولانا سید احمد صاحب ناظم حزب الاحناف ہند لاہور نے جوش میں آکر ایک فاضلانہ تقریر کی اور مدرسے کے کارہاے نمایاں بیان فرماتے ہوئے آپ نے تحریک کی کہ چوں کہ یہ مدرسہ اہل سنت کے مدارس میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اور بہت سے مدارس اس کے ساتھ متعلق ہیں۔ اوراس کے فیض علمی نے ایک جہان کو معمور کر دیا ہے اس لیے اب وقت آگیا ہے کہ اس مدرسہ کا نام ''جامعہ نعیمیہ'' رکھا جائے۔ اور پتھر پر کندہ کرا کر دروازہ پر نصب کیا جائے۔ مولانا کی اس تحریک پر عام مجمع نے خوشی کے ساتھ اتفاق کا اظہار کیا۔ اور نعرہاے مسرت بلند کیے۔''

[السواد الاعظم: صفر تاربیع الآخر ۱۳۵۱ھ۔ ص ۴۲۔ یہ تینوں پرچے ایک ساتھ ماہ شوال ۱۳۵۱ھ میں شائع ہوئے]

جامعہ نعیمیہ کا کتبہ

۱۳۵۱ھ کے سالانہ اجلاس میں مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات سید احمد نعیمی کی تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے محدث اعظم ہند سید محمد احمد اشرفی کچھوچھوی نے اپنی جانب سے مدرسے کے مرکزی دروازے پر مدرسہ "جامعہ نعیمیہ" کے نام کا کتبہ لگانے کا اعلان فرمادیا تھا۔ ۱۳۵۳ھ میں اس پر عمل درآمد ہوا۔ سنگ مرمر سے تراشا ہوا، خوش خط اور خوب صورت کتبہ کلکتہ سے منگا کر حضور اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ کے دست مبارک کے ہاتھوں جامعہ نعیمیہ کے مین گیٹ پر نصب کیا گیا۔ مدیر رسالہ السواد الاعظم لکھتے ہیں:

"۱۳۵۱ھ میں جو جلسہ سالانہ منعقد ہوا تھا، اس میں ہمارے محترم فاضل حضرت مولانا مولوی سید احمد صاحب نعیمی مفتی پنجاب ناظم انجمن حزب الاحناف لاہور نے اپنے دوران تقریر میں فرمایا تھا کہ الحمدللہ اس مدرسے کا فیض بہت عام ہوگیا۔ ملک کے صدہا افاضل اسی سرچشمہ علوم سے سیراب ہوئے ہیں۔ اور اہل سنت کے تقریباً تمام مدارس باستثنا ایک دو کے اس مدرسے سے متعلق ہیں۔ اور ہر صوبے میں اس مدرسے کی شاخیں اعلیٰ کام کر رہی ہیں۔ اس عظیم الشان درسگاہ کو یہ مرکزیت حاصل ہوتے ہوئے اگر مرجع اہلسنت نہ قرار دیا جائے تو یہ ہماری بے ادراکی ہوگی۔ اس لیے میں تحریک کرتا ہوں کہ آج سے مدرسہ عالیہ اہل سنت و جماعت مرادآباد کا نام جامعہ نعیمیہ رکھا جائے۔ کیوں کہ یہ تمام فیض و برکات **صدر الافاضل دامت برکاتہم** کی ذات بابرکات کے ہیں۔ اس لیے اس نام کا شامل کرنا ہماری فرض شناسی اور رتبہ دانی کی دلیل بھی ہے۔ اور اس نام سے ہمیں اور مدرسے کو کافی فائدہ بھی متصور ہے۔ حضرت کا نام نامی آنے سے کسی بھی ادارے کا جو اعتماد سامع کے دل میں آتا ہے وہ لمبی تقریروں اور بلیغ خطبوں سے نہیں آسکتا۔

اس مدرسے کو جو مرکزیت حاصل ہے وہ مراد آباد کی شہری خصوصیت کی وجہ سے نہیں، یہاں کی آب و ہوا کے سبب سے نہیں، باشندگان شہر کی فیاضی واولوالعزمی کی وجہ سے نہیں، ایک ذات بابرکات کے علم وفضل اور اخلاص کا یہ زور ہے جس نے جہاں کو تسخیر کرلیا ہے۔ اس لیے اس نام کا مدرسے کے نام میں شامل ہونا مدرسے کی عزت اور اس کی مرکزیت کا محافظ ہے۔ جہاں یہ نام مبارک آتا ہے سنی جماعتیں اور ان کے تمام طبقے اس طرف جھک پڑتے ہیں۔ اس لیے اگر ہمیں اپنے مدرسے کی مرکزیت کو قوی کرنا ہے تو ضرور ہمیں اس نام سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

تمام علما اور عمائد شہر اور حاضرین جلسہ نے حضرت مولانا کے ایک ایک حرف کی تصدیق کرکے ان کی تحریک کی بلند آہنگیوں سے تائید کی۔ اور افتخار الملک راس الفضلاء حضرت مولانا الحاج مولوی سید شاہ سید محمد صاحب محدث کھوچھہ شریف دامت برکاتہم نے فرمایا کہ جامعہ نعیمیہ کا سنگین کتبہ تیار کرا کے نصب کرانا میں اپنے ذمے لیتا ہوں۔ یہ وعدہ حضرت موصوف کو یاد رہا۔ اور بغیر کسی یاد دہانی کے امسال کے جلسے میں حضرت نے وہ کتبہ سنگ مرمر پر نہایت

خوش خط اور واضح کندہ کرا کے کلکتہ سے منگایا۔ اور جلسہ کے اخیر دن فخر الاکابر بحر المفاخر مقتدائے عارفین پیشوائے سالکین منبع الفیوض الروحانیہ فاتح الکنوز العرفانیہ شیخ المشائخ الکرام السید الجلیل من ابناء سید الانام علیہ وعلی آلہ واصحابہ الصلوۃ والسلام مرشدی و مرشد العالم جامع الطریقین مولانا الحاج السید الشاہ ابواحمد محمد علی حسین صاحب اشرفی جیلانی دامت برکاتہم کے دست مبارک سے مس کرا کر یہ کتبہ شریف مدرسہ عالیہ کے بلند دروازہ کی داہنی جانب علمائے کرام و فضلائے عظام کے مبارک ہاتھوں سے نصب کیا گیا۔ آج سے مدرسہ عالیہ کا نام جامعہ نعیمیہ قرار پایا۔

یہ عظیم الشان جلسہ حضور پرنور امام السبل ہادی الرسل سید کونین رحمت عالم خاتم المرسلین سردار انبیا حبیب کبریا محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے صلوۃ وسلام پر نصف شب کے بعد ختم ہوا۔"

[مرجع سابق: رجب وشعبان ۱۳۵۳ھ۔ ص۱۶ تا ۲۲]

طلبہ کے ساتھ صدرالافاضل کا مشفقانہ و مربیانہ سلوک اور مصلحانہ تربیت

مدرسے کے طلبہ کے ساتھ آپ بہت شفقت و محبت سے پیش آتے۔ کبھی انہیں تکلیف نہ ہونے دیتے۔ ان کی راحتوں آسائشوں کا بھرپور خیال فرماتے۔ انہیں ماں باپ کی کمی محسوس نہ ہونے دیتے۔ آپ کے اسی انداز مشفقانہ و مربیانہ اور طلبہ پر آپ کے الطاف کریمانہ کا صداقت آمیز تذکرہ کرتے ہوئے مولانا عبدالاحد خاں اعظمی نعیمی کے حوالے سے السواد الاعظم لکھتا ہے:

"مولوی عبدالاحد خان صاحب متوطن ادری ضلع اعظم گڑھ نے صدر جلسہ سے ایک مختصر تقریر کی اجازت چاہی اور اجازت پا کر ماشاء اللہ **حضرت صدرالافاضل مدظلہ** کے جواب میں نہایت فصیح و بلیغ تقریر کی۔

تقریر کیا کی کہ اپنے جذبات عقیدت و اخلاص کا اظہار کیا۔ اور زمانہ طالب علمی میں **حضرت صدرالافاضل مدظلہ** کے جو مربیانہ الطاف طلبہ کے شامل حال رہے تھے ان کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ وطن والدین اعزہ ایسی چیز نہیں ہیں جن کی یاد کسی حال میں بھی دل سے فراموش ہو سکے۔ بالخصوص غربت و مسافرت کی حالت میں انسان کو وطن یاد آیا کرتا ہے۔ والدین کی محبت اعزہ کی شفقت کے نقشے اس کی نگاہ کے سامنے پھرا کرتے ہیں لیکن اس سفر میں ہمیں جس نے وہ سب چیزیں بھلا دی تھیں اور جس کے سامنے ہم اپنے گھر کی تمام آسائشوں اور راحتوں کو ہیچ سمجھتے تھے وہ **حضرت صدرالافاضل دامت برکاتہم** کا مربیانہ کرم و نوال تھا۔ ہمیں ہمیشہ اپنی اولاد پر ترجیح دی۔

اور ہمارے ساتھ وہ سلوک فرمائے جن کی نسبت ہم قسمیہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے اعزہ اقارب ہرگز نہ کر سکتے۔ اس ظل رحمت و سایہ کرم کا مزہ ہم ہی جانتے ہیں۔ اور جو گھڑیاں یہاں گذری ہیں ان کی لذتیں عمر بھر ہمیں یاد آیا کریں گی۔ ہمارے دلوں کی یہ کیفیت ہے کہ یہاں سے جانے کا تصور ہمیں موت سے زیادہ مہیب معلوم ہوتا ہے۔

ہم کسی طرح آپ کے فضل وکرم اور آپ کے الطاف وعنایات کا شکریہ نہیں ادا کرسکتے۔ ہم اپنی قسمت پر ناز کرتے ہیں کہ ہمیں ایسے آقا کی غلامی کا شرف حاصل ہوا۔ ہمیں اس وقت اور اس سے پہلے جو ہدایتیں فرمائی ہیں وہ ہمارے دلوں پر نقش ہوگئی ہیں۔ اور وہی ہمارا دستور زندگی ہوگا۔ حضور کی دعائیں ساتھ رہیں، توفیق الٰہی مساعد ہو تو ہم ان شاء اللہ بندہ فرماں بردار ثابت ہوں گے۔ اور آنے والے خطرات ہمیں کیا پریشان کرسکیں گے جب ہمارے دلوں کو آپ کی ذات گرامی کے ساتھ وابستگی ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں اس کی مثل دوسری نعمت ہمیں میسر نہیں آسکتی۔ ہمارا کیا منہ اور ہماری کیا زبان کہ ہم اس کا شکریہ ادا کرسکیں۔"

[مرجع سابق: رجب وشعبان ۱۳۵۳ھ۔ ص ۲۰]

۲۰ تا ۲۲ رشعبان المعظم ۱۳۴۵ھ کو جامعہ نعیمیہ کے سالانہ اجلاس ہوئے۔ جس میں ۱۳ر طلبہ کی دستار بندی ہوئی۔ علما کے خطابات ہوئے۔ دستار بندی کے بعد صدر الافاضل نے طلبہ سے ایک نصیحت ورقت آمیز خطاب فرمایا۔ اس کے جواب میں طلبہ کی طرف سے مفتی عبد الرشید نعیمی فتح پوری نے تقریر کی، جس میں انہوں نے صدر لافاضل اور دیگر اساتذہ کی مشفقانہ ومربیانہ کرم نوازیاں بیان کیں۔ مفتی محمد عمر نعیمی لکھتے ہیں:

"**حضرت قبلہ مدظلہ العالی** کی اس تقریر کے بعد طلبہ کے مجمع سے مولوی عبد الرشید فتح پوری نے اٹھ کر ایک برجستہ وبرمحل تقریر کی، جس میں مدرسہ اور اساتذہ اور خصوصیت کے ساتھ **حضرت موصوف** کا شکریہ ادا کیا۔ اور اظہار کیا کہ در حقیقت آپ کے الطاف وعنایات وہ تھے کہ ہم والدین کی محبتوں کو بھول گئے۔ اور ہمیں فراق کے کلمے بہت شاق گزرے۔ ہم عاقبت میں بھی آپ کے دامنوں کے ساتھ وابستہ رہنے کے آرزومند ہیں۔ تمام ہدایات پر جان ودل سے عامل رہیں گے۔ اور فرماں برداری میں کبھی قصور نہ ہوگا۔ یہ تقریر مولوی عبد الرشید صاحب نے ایسی فصاحت وبلاغت کے ساتھ فرمائی کہ ہر شخص آفریں کہہ رہا تھا۔"

[مرجع سابق: رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ۔ ص ۱۳، ۱۴]

صدر لافاضل کا انداز تربیت بھی بہت ہی انوکھا اور منفرد تھا۔ طلبہ کی کوتاہیوں پر صوفیانہ سزا دے کر ان کی فکری وعملی تربیت کوئی آپ سے سیکھے۔ ہم یہاں ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

آپ کے شاگرد رشید اشرف المشائخ مولانا غلام قادر اشرفی اور چند اور طلبہ ایک دن دیوبندی جلسے میں چلے گئے۔ حالاں کہ وہاں جانے سے غرض اس قدر تھی کہ ان کے عقائد ونظریات پتہ کیے جائیں اور ان کی چال بازیاں معلوم کر اہل سنت کو ان کے فتنوں سے بچایا جائے۔ جب آپ کو خبر ہوئی کہ مدرسے کے طلبہ دیوبندی جلسے میں شریک ہوئے ہیں تو آپ نے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا: کہ بدمذہبوں کی کسی بھی محفل میں جانا درست نہیں ہے اس سے ان کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے دوسرا یہ کہ اپنے عقائد میں انتشار وفتنہ کا احتمال ہوتا ہے۔ اور پھر ان کے لیے صوفیانہ سزا

تجویز فرمائی وہ یہ کہ ایک دن مدرسے سے کھانا نہیں ملے گا اور رات بھر یہ تمام طلبہ جاگ کر نوافل ادا کریں گے اور توبہ کریں گے۔ طلبہ نے حسب حکم ایک دن مدرسہ سے کھانا نہیں کھایا امید ہے کہ بحالت روزہ دن گزارا ہوگا اور رات میں عبادت کرنے کے ساتھ ساتھ طلبہ نے کفارے کی شکل میں دیوبندی جلسہ میں سنے گئے بیانات کے خلاف تردیدی مضمون لکھا۔ اور پھر دوسرے دن کی بارگاہ میں اپنی غلطی کی عذر خواہی کے ساتھ وہ مضمون پیش کیا جسے دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئے آپ نے طلبہ کو معاف کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور انہیں نصیحت فرمائی۔ نیز فرمایا: کہ ہمارے طلبہ کے عقائد اتنے پختہ و مضبوط ہیں کہ کوئی بدعقیدہ ان پر غالب نہیں آسکتا۔"

[ماخوذ ماہنامہ النعیمیہ: فروری ۲۰۰۴ء۔ ص ۱۲۳، ۱۲۴]

مدرسہ شاہی کے بچوں کے ساتھ صدر الافاضل کی ہمدردی اور جامعہ نعیمیہ میں ان کی تعلیم، قیام، طعام کا اہتمام

مدرسہ شاہی مرادآباد، دیوبندی جماعت کا مدرسہ ہے۔ ۱۹۱۲ء میں جب معمولی بات پر بنگال کے غریب و بے سہارا طلبہ کو مدرسہ مذکورہ کے پرنسپل نے مدرسہ سے باہر کر دیا، تو صدر الافاضل نے ازراہ حکمت عملی اس پر اپنا رد عمل ظاہر کیا۔ اور غریب و بے سہارا مجبور طلبہ کے ساتھ پرنسپل کے ناروا سلوک پر اظہار افسوس فرمایا۔

اور ان بچوں کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت فرمائی۔ مگر اراکین مدرسہ کسی بھی صورت ماننے تیار نہ ہوئے۔ تو ان تمام طلبہ کو آپ نے اپنے مدرسہ میں پناہ دے دی۔ مدرسہ کے مالی حالات خستہ ہونے کے باوجود ان کی تعلیم، قیام وطعام کی ذمہ داری آپ نے اپنے اوپر لے لی۔ اس پورے واقعہ کی تفصیلی روداد اخبار اہل فقہ امرت سر میں شائع ہوئی۔ ہم یہاں من وعن نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: ع

ادھر سے اُدھر پھر گیا رخ ہوا کا

اسلامی حلقہ میں یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ ۱۷ر صفر ۱۴۳۰ھ کو مدرسہ شاہی مسجد کے تقریباً تمام بنگالی طالب علموں نے نئے مہتمم مولوی رحمت علی دیوبندی کے ناگوار سلوک سے برداشتہ خاطر ہوکر ایک دم مدرسے کو چھوڑ دیا۔ اس اسٹرائک کا باعث یہ ہوا کہ مدرسہ مذکور کی کوئی کتاب جو اپنی حیثیت کے لحاظ سے چھ سات پیسہ سے زیادہ کی نہ ہوگی اتفاقاً مدرسہ سے گم ہوگئی تھی، جو تلاش کرنے پر مل بھی گئی۔ اس جرم کی پاداش میں مہتمم صاحب نے بنگالی طلبہ کی تمام جماعت کو چوری جیسے شرمناک فعل کا مرتکب قرار دیا۔

اور ان پردیسیوں کے دامن عزت پر یہ بدنما دھبہ لگا کر ان کو ملوث اور بدنام کیا گیا۔ ہم نہیں خیال کر سکتے کہ ایسی رکیک بات پر مہتمم صاحب نے اس سختی سے نوٹس کیوں لیا۔ جب کہ مدارس میں صدہا واقعات آئے دن اسی طرح

کے ہوتے رہتے ہیں۔

بالفرض اگر کسی بنگالی طالب علم کا یہ فعل بھی تھا تو دنیاے انصاف میں اس کا یہ فیصلہ قرار واقعی فیصلہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ جوان غربت زدوہ اور بے کس طلبہ کے حق میں کیا گیا، جس کا خطرناک اثر نہ صرف مرادآباد کے اسلامی طبقہ پر مضرت رساں صورت میں ظاہر ہوا۔ بلکہ بجاے خود ایک قدیمی دینی درس گاہ مدرسہ شاہی کو بھی اس اسٹرائک سے عظیم نقصان پہنچا۔ کیوں کہ بالعموم جو دیکھا جاتا ہے تو آج عربی مدارس کی بقا کا بڑا سبب یہ بنگالی طلبہ ہی پائے جاتے ہیں۔ ورنہ اس نئی تہذیب کے دور میں بہت کم افراد قوم ایسے ہیں جو علوم دینیہ کی طرف سے توجہ کرتے ہیں۔ اس ہلچل کے موقع پر اس کے دوسرے دینی ہم عصر مدرسہ اسلامیہ اہل سنت و جماعت مرادآباد کے معززاراکین نے یہ کوشش کی کہ یہ طلبہ مدرسہ شاہی میں پھر واپس چلے جائیں۔ اور مہتمم صاحب ان کو عذر معذرت کے بعد واپس لے لیں۔ لیکن انجمن اہل سنت و جماعت کے اراکین کی یہ تمام کوشش بے سود ثابت ہوئی۔

یہاں تک کہ اس گتھی کو سلجھانے کے لیے انجمن اہل سنت و جماعت کی طرف سے ایک جلسہ بھی قرار دیا گیا، جو ۱۴ر فروری ۱۹۱۲ء کو مرادآباد کی رفیع الشان قلعہ کی مسجد میں ۸ر بجے رات کو نہایت رونق اور خوبی کے ساتھ منعقد ہوا۔ اس جلسے میں بنگالی طلبہ کی تمام جماعت اور مدرسہ شاہی کے مہتمم صاحب (جو خاص اس جلسے کے روز دیوبند تشریف لے گئے اور جلسے میں نہ آئے) اور بعض مدرس محض اسی غرض سے مدعو کیے گئے تھے۔ کہ اس تصویر کے دونوں رخ پر نظر ڈال کر کوئی قطعی فیصلہ ہونا چاہیے۔ لیکن اس جلسہ میں مدرسہ شاہی کے ہم درد اور دل سوز مدرس مولوی رضوان علی صاحب کو یہ منظور نہ ہوا۔ **جناب فضیلت پناہ توہب شکن حامی دین متین حضرت مخدومی واستادی مولانا حافظ محمد نعیم الدین صاحب ناظم انجمن اہل سنت و جماعت** نے مولوی رضوان علی صاحب سے اس مسئلہ پر بہت دیر تک بحث کی۔ مگر مولوی رضوان علی صاحب نے اپنی تحکمانہ پالیسی سے انچ بھر قدم نہ ہٹایا۔ مزید برآں انجمن کے عہدے داروں اور ممبروں نے ہر چند اں بنگالیوں کو سمجھا بجھا کر مدرسہ واپس چلے جانے کی پر جوش تحریک کی، مگر ان غربت زدہ طلبہ کے دل پر یہ زخم کچھ ایسا کاری لگا تھا جس کا علاج اس مرہم سے ناممکن ثابت ہوا۔

لہٰذا انجمن اہل سنت و جماعت کی طرف سے طلبہ کی درخواست منظور کر کے انجمن نے ان کو اپنے مدرسے میں داخل کر لیا۔ باوجودیکہ یہ مدرسہ بہت بے سروسامانی کی حالت میں ہے، لیکن اس کے ہم درد دل سوز اراکین اور ممبروں نے اپنی سرگرم کوششوں کے ذریعہ سے بہت جلد نہ صرف مدرسہ کا اسٹاف بڑھایا۔ بلکہ ایک گراں بہا ذخیرہ کتب درسی کا بھی فراہم کر کے اپنی اخوت اسلامی اور دینی ہمدردی کا نمایاں ثبوت دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بحمد اللہ تعالیٰ یہ تمام بنگالی طلبہ انجمن کے دینی مدرسے میں نہایت حسن انتظام کے ساتھ اپنے تعلیمی فرائض کی بجاآوری میں دل سے مصروف ہیں۔ آج بھی مدرسہ شاہی مسجد کی طرف سے ان بے کسوں کے لیے یہ تیشہ زنی کچھ کم دل دکھانے والی نہیں ہے، کہ شہر کی

مسجدوں میں یااور جہاں کہیں ان غریبوں کے رہنے سہنے کے ٹھکانے ہیں وہاں سے ان کو بے ٹھکانہ کیے جانے کی کوشش ہے۔

ہم کو نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ نہ معلوم مہتمم صاحب کو ان بنگالی طالب علموں سے وہ کون سا ایسا صدمہ پہنچا ہے جس کے لیے ایسی ایسی سخت سزائیں تجویز کی جاتی ہیں۔اس موقع پر ہم مہتمم صاحب اور مدرسہ شاہی کے اراکین کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ یہ وہی واجب التعظیم اور قابل رحم پردیسی ہیں کہ جن کی شان میں مدرسہ شاہی کے سالانہ دستار بندی کے جلسوں میں قوم سے کہا جایا کرتا ہے، کہ اس مدرسے میں چندہ دینے کا اجر عظیم ہے، کیوں کہ فرشتگان الٰہی ان طلبہ کے زیر قدم پر و بال بچھاتے ہیں۔

ہم نہایت افسوس کرتے ہیں کہ آج تصویر پر ایسا رنگ و روغن کیوں چڑھایا جاتا ہے کہ جس سے اصل تصویر کے دونوں رخ بالکل دھندلے ہوجاتے ہیں ۔ہم اس نازک موقع پر اپنے برادران اہل سنت وجماعت کی خدمت میں نہایت زور کے ساتھ اپیل کرتے ہیں کہ آج مدرسہ اہل سنت وجماعت آپ کی دینی فیاضیوں کا بہت کچھ محتاج ہے کیوں کہ یہ مدرسہ ابھی اپنی عمر کے لحاظ سے بہت بڑا نہیں ہے لیکن اس عالم میں بہت بڑی ستائش کا مستحق ہے، کہ اس نے بنگالیوں کے شیرازہ کو منتشر نہ ہونے دیا۔اور اپنے پیارے وطن مرادآباد کے دامن شہرت کو ہر طرح کے الزامی اور بدنما دھبوں سے پاک صاف کرنے کی بلیغ کوشش کرتے ہوئے اپنے آغوش حمایت میں ان ستم رسیدوں کو لے کر نہ صرف ان پر احسان کیا بلکہ اپنی تمام قوم کو شکوری کا موقع دیا۔اس وقت چوں کہ مدرسہ کی مستقل آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اور جو کچھ اس کے تعلیمی مصارف ہیں وہ محض قومی اور... چندوں کی بہت تھوڑی رقموں پر چل رہے ہیں ۔لہٰذا ہم نہایت ادب کے ساتھ اکابرین قوم اور برادران اہل سنت کی خدمت میں عاجزانہ عرض گزار ہیں کہ وہ اس وقت انجمن اہل سنت وجماعت کے دینی مدرسے میں ہر ممکن ذریعہ سے نہایت گہرا حصہ لے کر عند اللہ و عند الناس مشکور ہوں۔

آخر میں ہم اسلامی اخبارات کی خدمت میں بھی مؤدبانہ گزارش کرتے ہیں کہ مدرسہ اہل سنت کی یہ دردناک صدا وہ قوم کے کانوں تک پہنچا کر، اراکین مدرسہ اہل سنت مرادآباد کو دلی شکرگزاری کا موقع عطا فرمائیں۔

والسلام خیر ختام۔

راقم: ایم حضور نعیمی رضوی سنی الحنفی عفی عنہ معین، ناظم انجمن اہل سنت وجماعت مرادآباد

[اخبار اہل فقہ: ۱۱/مارچ ۱۹۱۲ء ربیع الاول ۱۳۳۰ھ۔ ص ۳،۴]

جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں بنگالی فاقہ کش

۱۹۴۴ء کے زمانہ میں بنگال کے حالات بہت خستہ ہوگئے تھے۔لوگ فاقہ کشی پر مجبور تھے۔ایسے نازک

حالات میں جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی طرف سے پچاس (۵۰) فاقہ کش نوعمر طلب کیے گئے تاکہ ان کی رہائش کے ساتھ ان کے کھانے پینے کا انتظام کیا جائے اور جامعہ نعیمیہ میں ان کو دینی تعلیم و تربیت بھی دی جائے۔ قاضی احسان الحق صاحب نعیمی اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جامعہ نعیمیہ مرادآباد نے بنگال سے سردست ایسے پچاس فاقہ کش نوعمر طلب کیے ہیں، جو تعلیم پانے اور ہنر سیکھنے کے قابل ہوں۔ جامعہ کی طرف سے ان کے لیے خورد و نوش لباس و آسائش اور تربیت و تعلیم کا انتظام کیا جائے گا۔ اور کوئی ایسا ہنر سکھانے کی کوشش کی جائے گی جس سے وہ خود اپنی معاش پیدا کرنے کے قابل ہو سکیں۔ حکومت بنگال نے اطلاع دی ہے کہ ایسے فاقہ کش لاوارث جلد جامعہ میں بھیج دئے جائیں گے۔ ارباب ہمت اور اہل کرم مسلمان خاص اس..... کے لیے جامعہ کی اعانت فرمائیں۔ **جناب مولانا مولوی حکیم ظفرالدین صاحب خلف اکبر حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی مفتی سید الحاج محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ العالی** نے اس جماعت کی طبی ضروریات کا تکفل اپنے ذمے لے لیا ہے۔ جامعہ نعیمیہ مذکورہ تعداد کا انتظام کرنے کے بعد بنگال سے اور مزید تعداد فاقہ کشوں کے طلب کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ جامعہ نعیمیہ نے اپنی تمام شاخوں اور ملحق اور متعلق اور موافق اداروں سے بھی استدعا کی ہے کہ وہ اپنے حسب حیثیت فاقہ کشوں کی تعداد کا تکفل کریں۔

(قاضی احسان الحق نعیمی ناظم تبلیغ جامعہ نعیمیہ مرادآباد

[اخبار مخبرم عالم مرادآباد: ۱۶؍ جنوری ۱۹۴۴ء ص ۸]

جامعہ نعیمیہ کے حوالے سے صدر الافاضل کی خدمات اور جامعہ نعیمیہ کی سرگرمیوں پر مقتدر حضرات کے تاثرات، معائنہ جات اور برائے تعاون گزارشات

جامعہ نعیمیہ کی تعلیمی سرگرمیوں، ترقیوں اور صدرالافاضل کی جامعہ نعیمیہ کے لیے بے لوث خدمات سے متعلق مشائخ کرام، ارباب علم ودانش کے قیمتی تاثرات، معائنہ جات وگزارشات جو ہمیں دستیاب ہوئیں وہ ہم یہاں نقل کررہے ہیں تاکہ قارئین کرام جامعہ نعیمیہ کی تعلیمی خدمات اور صدرالافاضل کی جامعہ کے لیے کی گئیں انتھک جدو جہد ومحنتوں اور مخلصانہ کاوشوں کا اندازہ لگاسکیں۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت نے جامعہ نعیمیہ کے حوالے سے درج ذیل قیمتی تحریر رقم فرمائی:

"فی الواقع مدرسہ موصوفہ غربت اسلام میں نعمت الٰہیہ اور **مولاناو محبنا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب جعلہ اللہ کاسمہ نعیم الدین ومعین الدین منیع الدین** مستوجب شکر اوراعانت مدرسہ اہل سنت پر لازم۔

الحمدللہ کہ یہ مدرسہ پورے اطمینان اور خالص اہل سنت صافی العقیدہ والایمان کا ہے۔ جو کچھ دیا جائے سبیل اللہ میں ہے۔ اور سبیل اللہ کا ایک پیسہ سات سو پیسے کا اجر رکھتا ہے۔ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مأئۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم۔

جیسے ایک دانہ جس نے اگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی دونوں بڑھاتا ہے۔ جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا ہے۔ سب کچھ جانتا۔ وھوالموفق۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں بریلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں کا درج ذیل تاثر جامعہ نعیمیہ کی حیثیت واقعی اور صدرالافاضل کی جامعہ نعیمیہ کے لیے بے لوث ومخلصانہ کارگزاری کا پتہ دیتا ہے۔ ملاحظہ کریں۔ آپ رقم طراز ہیں:

"اس زمانہ پرفتن میں جب کہ ہر چہار طرف سے بدمذہبی کی کالی کالی بدلیاں اور گھنگھور گھٹائیں آفتاب اسلام پر چھار ہی ہیں۔ اور خاص کر تو ہب کے بدنما بھیانک بادل کے دل کے دل اُمڈے چلے آرہے ہیں اور بے چارے اہل سنت نصرہم اللہ تعالیٰ علی اعداء السنۃ والملۃ، دشمنان اسلام کے ناپاک نرغے میں غافل پڑے سو رہے ہیں۔ انہیں کچھ بھی خبر نہیں کہ انہیں ان کے ایمانی دشمنوں نے گھیر لیا۔ اور دزد متاع ایمان نے اپنے ناپاک لشکر سے ہر چہار طرف سے

محاصرہ کرلیا۔ اور چاہتا ہے کہ مسلمانوں سے وہ پاک امانت، جس کو اللہ عزوجل نے ان کے پاک قلوب میں ودیعت رکھا ہے، جس کا درخت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لگایا اور حضور کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے مبارک خونوں سے اسے سینچا، جس پر لاکھوں مبارک جانوں کی قربانیاں چڑھیں، اسے قلوب مسلمانان سے اکھیڑ پھینکے۔ اللہ عزوجل کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ اپنے دین کی خود حفاظت فرماتا ہے۔ اس نے اپنے خاص بندوں کی توجہ اس طرف مبذول کروائی۔

ازاں جملہ **جناب مکرم ومحترم ذوالمجد والکرم حامی السنن ماحی الفتن مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی ایدہ اللہ تعالیٰ بالایدوالایادی**، کہ من جانب اللہ کو نوا انصار اللہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک قابل اعتماد خالص الاعتقاد سنیوں کی انجمن مرادآباد میں قائم فرمائی، جس کی زیر حمایت ایک مدرسہ ہے۔ اور بحمداللہ تعالیٰ نہایت خوبی وخوش اسلوبی وتندہی وسرگرمی سے دین کی حمایت میں کوشاں اور اپنے فرائض عمدگی سے انجام دے رہا ہے۔ اس کم سنی اور قلت بضاعت پر ماشاء اللہ سات قابل مدرس کام کر رہے ہیں۔ پیارے اہل سنت علوم دینیہ کی خدمت موجب اجر عظیم ورضاے رب رؤف رحیم ورسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔ آپ لوگوں پر اس کی اعانت وحفاظت لازم ہے۔ ہاں پیارے بھائیو! بسم اللہ نحن انصار اللہ کہہ کر دوڑو! اور اس حامی دین متین کا ہاتھ بٹاؤ! اور انصار اللہ کے دفتر میں نام لکھاؤ!

فقیر حامد رضا قادری نوری بریلوی، غفرلہ

[مطبوعہ مطبع اہل سنت وجماعت بریلی]

محدث اعظم ہند سید محمد احمد اشرفی کچھوچھوی

جامعہ نعیمیہ کو محدث اعظم ہند نے بہت قریب سے اور بار بار دیکھا۔ اپنے قیمتی اوقات جامعہ میں گزار کر حالات کا جائزہ لیتے اور جو ہوسکتا وہ کر گزرتے۔ صدرالافاضل کے وصال کے بعد جب جامعہ کے حالات ناساز گار ہوگئے تو آپ نے اسے حد بھر سہارا دیا اور اس کی کھوئی ہوئی ترقی کی بازیابی کے لیے خوب کوشش فرمائی۔ آپ کے لکھے ہوئے درج ذیل معائنہ جات جامعہ نعیمیہ سے آپ کے قلبی لگاؤ اور گہرے تعلق کا پتہ دیتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

(۱)

نقل معائنہ:۔ اولیٰ وثانیہ، فخر قوم وملت، صاحب فضل وعزت، سلطان المحققین، برہان المدققین، رئیس الخطباء والمقررین، امام الفضلاء والمتکلّمین، حضرت مولانا مولوی مفتی الحاج شاہ سید محمد صاحب اشرفی جیلانی محدث اعظم کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد، دامت برکاتھم القدسیہ

باسمہ تعالیٰ نحمدہ ونصلی!

آج بعونہٖ تعالیٰ جامعہ نعیمیہ مرادآباد اور اس کی جنرل کمیٹی کی شرکت کر کے حالات کے مطالعہ کا وقت میسر آیا۔ جامعہ نعیمیہ کا نام اس سے بے نیاز ہے کہ اس کے لیے کوئی معائنہ قلم بند کیا جائے۔ تقریباً نصف صدی سے مغربی یوپی کا یہ دارالعلوم سارے ملک میں اپنے شان دار روایات کی بنا پر علوم و معارف کے دریا بہا رہا ہے۔

اور ہندوستان و پاکستان میں اس دارالعلوم کے فارغ التحصیل علما صف اول میں شمار کیے جا رہے ہیں۔ اور ہنوز مدرسہ اپنے اس مقدس فرض کی ادائیگی میں منہمک ہے۔ ماضی قریب میں **حضرت صدر الافاضل مولانا شاہ نعیم الدین صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز بانی جامعہ** کے وصال کے بعد موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہو گیا تھا۔ مگر یہ دارالعلوم کی مقبولیت عامہ کی کرامت ہے کہ یہ حالت سنی دنیا سے نہ دیکھی گئی اور کچھ افراد دیوانہ وار جامعہ کی بقا پر قربان ہو جانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ متولی جامعہ فرزند اکبر بانی جامعہ نے ان کی حوصلہ افزائی میں ایک کمیٹی ان کی بنا کر اجازت دے دی کہ کمیٹی اپنی کارکردگی سے جامعہ کو خطرے سے نکال لے۔ ارکان کمیٹی کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اس دور انتشار و کساد بازاری اور مسلمانوں میں طرح طرح کی سنسنی کے باوجود میدان میں آئے تو دین پاک کے دیوانوں کا میلہ لگا دیا۔ مدرسین، طلبہ، معاونین، مخلصین ایک ہی رنگ ایک ہی جذبہ کے ساتھ جامعہ کے اسٹیج پر نمایاں ہو گئے۔ اور شہر کے سچے مسلمانوں میں جامعہ کی مستی پیدا کر دی۔ اور یہ اسی مستی کا کرشمہ ہے کہ جامعہ کا دورِ جدید بہت جلد شباب کے رنگ پر آ گیا۔ مولیٰ تعالیٰ ان باحوصلہ اور مست عساکر مصطفویہ کی فتح و نصرت کا جھنڈا بلند سے بلند تر فرمائے۔ اور ان دین پر قربان ہونے والوں کی دنیا کو برکات اور رحمتوں سے مالا مال فرما دے۔ آمین۔ ۶؍ مئی ۵۳ء۔

فقیر ابوالمحامد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی

[روداد جامعہ نعیمیہ مرادآباد: از یکم ربیع الاول ۱۳۷۲ھ لغایتہ ۵؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۴ھ۔ مطابق ۲۰؍ نومبر ۱۹۵۲ء تا ۳۱؍ دسمبر ۱۹۵۴ء۔ ص ۱۴]

(۲)

تعالیٰ نحمدہٗ و نصلی علیٰ حبیبہ الکریم

آج مورخہ ۲۲؍ صفر المظفر ۷۳ھ۔ مطابق یکم نومبر ۱۹۵۳ء یوم یکشنبہ کو جامعہ نعیمیہ کے دور جدید کی بہار دیکھنے اور کمیٹی کی کارکردگی کی سیر کرنے کے لیے مرادآباد آنا ہوا۔ سارے کمیٹی کے جلسوں، اس کے طریق کار کو دیکھا، عہدہ داران واراکین سب سے حالات سنے۔ ان لشکریان رسول سے بہت کچھ سیکھا اور اپنے تجربے ان کے گوش گزار کیے۔ دفتری نظام کو قابل اطمینان پایا۔ اور جامعہ کے تنکے تنکے پر ہر ایک کی نگاہ تیز پائی۔ اور امید ہے کہ دفتری نظام جلد ترقی یافتہ شکل میں اپنا مقام حاصل کر لے گا۔ کتنی خوشی کی بات ہے کہ کمیٹی کو مقروض ادارہ دیا گیا تھا اور وہ اب برائے نام سہی مگر اپنا فنڈ رکھتا ہے۔ چندہ دہندگان کا ایک پیسہ بھی ضائع نہیں ہوتا۔ اور طلبہ تعلیم کی طرف سے اور مدرسین انتظام کی

طرف سے مطمئن ہیں۔ مدرسے میں تعداد طلبہ قابل اطمینان ہے۔ ابتدائی تعلیم سے لے کر دورہ تک کا درس ہو رہا ہے۔ اور بڑی شان سے ہو رہا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ جامعہ کے منار وقار کو بلند سے بلند تر فرمائے اور عہدیداران وارکین کو ہمت واستقلال زیادہ سے زیادہ کرامت فرماتا رہے۔ آمین۔

فقیر ابوالمحامد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی

[مرجع سابق]

(۳)

نقل معائنہ مبارکہ فخرِ دین وسنّت، صاحبِ عزوعظمت، سلطان المحققین، برھان المدققین، رئیس الخطبا و المقررین، امام الفضلا والمتکلّمین، مولانا مولوی مفتی الحاج شاہ سید محمد صاحب اشرفی جیلانی محدث اعظم کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد دامت برکاتہم العالیہ۔

باسمہ تعالیٰ نحمدہ ونصلّی علی حبیبہ الکریم

رجسٹر معائنہ میں سب سے پہلا معائنہ میرا ہی ہے۔ جو مئی ۱۹۵۳ء میں قلم بند کیا تھا۔ اور آج کہ ۳؍اکتوبر ۱۹۵۶ء ہے۔ ایک طویل مدت کے بعد دوسرا معائنہ قلمبند کرنے کی عزت حاصل کر رہا ہوں۔ آج جس ادارہ کو ہم جامعہ نعیمیہ کہتے ہیں یہ ادارہ کا پہلا نام نہیں ہے۔ اس کا ابتدائی نام تھا ”مدرسہ انجمن اہل سنت وجماعت،، وہ عہد بانی ادارہ کا مبارک عہد تھا۔ اور ادارہ کی بنیاد فقروفاقہ پر رکھی گئی تھی۔ یہاں تک بانی ادارہ کی عظیم شخصیت کی بدولت ایک علم صحیح اور عمل صالح میں ادارہ کا مقام اس قدر بلند ہو گیا کہ ایک اللہ کے بندے کی (اس سے قبلہ محدث صاحب نے خود اپنی ذات مراد لی ہے، جامعہ نعیمیہ نام رکھنے کے اصل محرک آپ ہی ہیں۔ آپ نے ہی جامعہ نعیمیہ کے گیٹ کے باہر جامعہ نعیمیہ سنگ مرمر پر کندہ کر کے نصب فرمایا) تحریک پر ادارہ کا نام جامعہ نعیمیہ ہو گیا۔

کیوں کہ یہ **حضرت نعیم الملت والحق والدین، استاذ العلماء صدر الافاضل قدس سرہ** کی کرامت، ہمت استقلال کا بلند وبالا نمونہ ہو چکا تھا۔ اور ادارہ سے اکتساب علم کرنے والے علمی اداروں کے بانی ہو چکے تھے۔ اور نعیمی نسبت پر بجا طور پر اکابر علما ناز فرمانے لگے تھے اور ہیں۔ اس کی تعمیری ترقیاں منظر عام پر تھیں۔ اور فیوض کا اعتراف دشمنوں کے دل میں تھا۔ اور بلا خوف رد کہہ سکتا ہوں کہ یہ ادارہ دنیائے سنت کا مرکز تھا۔ تعمیری نقشے بلند تصورات کے ساتھ مرتب ہونے لگے تھے۔ تعلیم وتدریس میں بے مثالی کا خطبہ ملک بھر میں زبان زد ہو گیا۔ یہاں شمالی مغربی یوپی کے فضلے نہیں بلکہ صحیح طور پر صاحب فضائل فضلائے کرام پیدا ہونے لگے۔ ابھی ترقیاں منزلِ تکمیل تک نہ پہنچی تھیں کہ بے نیاز قدرت نے حضرت بانی جامعہ قدس سرہ کو آغوش رحمت میں لے لیا۔

اور نہ پوچھو کہ ساری سنی دنیا پر اس حادثہ سے کیا گزری۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مفتی عمر صاحب نعیمی سابق

مہتمم جامعہ نعیمیہ کو جزائے خیر دے کہ ان نازک ساعات کو بڑی خوبی سے کس طرح گزارا۔ مگر ان کے اچانک ملک چھوڑنے سے حالات نازک سے نازک تر ہوگئے۔ خواہ مخواہ قریبی تعلق رکھنے والوں میں بایاں بازو پیدا ہوگیا۔ اور جامعہ کے اس دور کو موت وحیات کی کشمکش کا دور کہنا چاہیے۔ جب کہ سینوں کی پوری جماعت زندہ رہنے کے لیے فریاد کررہی تھی۔ اور دشمنان دین کے ساتھ بایاں بازو موت کی جلدی مچارہا کہ قادر قیوم جل جلالہ، نے جمہوریت اسلامیہ کی فریاد سن لی۔

سب سے پہلے اللہ کے ایک بندے کو (یہاں پر بھی اللہ کے ایک بندے سے محدث صاحب نے اپنی ذات مراد لی ہے۔ مخلصین اہل سنّت نے آپ ہی کو انعقاد تشکیل کمیٹی کے لیے منتخب کیا تھا) پکڑا کہ وہ کمیٹی جس طرح ہو قائم کردے۔ اور اس کو مدد ربانی کے سوا کیا کہا جائے کہ کمیٹی بن گئی۔ اور کمیٹی کو ایسے لوگ مل گئے جن کو میں نے ۱۹۵۳ء میں جامعہ کے دیوانوں اور اس مقدس ادارہ کے مستوں سے نامزد کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان دانا شکن دیوانوں اور ہوشیار توڑ مستوں کو جزائے خیر اور اجر بے پایاں عطا فرمائے، کہ حضرت بانی ادارہ کے سارے کاغذی نقشۂ تعمیر کی صورت میں تیزی سے برسر عروج وارتقا ہیں۔ مسجد، اس کا فرش، ہر چہار جانب تعمیریں، پختہ صحن، مزار پر شان دار چھت، مدرسے کے دوسرے درجے کی چھتوں پر توجہ، ملک بھر کے طلبہ کا ہجوم، مدرسین کی انتھک کوششیں، معاونین کے دلوں کا اطمینان، سارے نظام پر کمیٹی کا کنٹرول، ایک چیز، ہو تو بتائی جائے، لوگ کہتے ہیں کہ اگر حضرت بانی ادارہ ان مناظر کو ملاحظہ فرماتے تو ارشاد فرماتے کہ میرے خواب کی شاندار تعبیر اور میرے تصورات کی نمایاں تصدیق ہے۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ ادارہ کا بانی آج بھی جامعہ کے ہر گوشہ کو دیکھ رہا ہے۔ اور کان والے سن رہے ہیں کہ ان کے دل کی گہرائیوں سے دعا نکل رہی ہے، کہ میرے ادارے کے دیوانوں اور میرے جامعہ کے مستوں کا خدا بھلا کرے۔ دعا ہے کہ ادارہ ہمیشہ برسرِ جوانی رہے۔ اور اس کے جواں ہمت مہتمم صاحب و مدرسین کی پشت پر اللہ تعالیٰ کی نصرتیں قائم رہیں، کمیٹی پھلے پھولے اور چمنستان نعیمی کے گل بوٹے خزاں کے جھونکوں سے محفوظ رہیں۔ ع

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

بالنبی وآلہ الامجاد۔ فقط۔ ۲۷ صفر المظفر ۱۳۷۶ھ

فقیر۔ ابوالمحامد سیّد محمد غفرلہ، اشرفی جیلانی

[روداد جامعہ نعیمیہ مرادآباد: ۱۰/ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۷ھ۔ لغایتہ ۱۹/ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۸ھ۔
مطابق یکم جنوری ۱۹۵۸ء لغایتہ ۳۱/ دسمبر ۱۹۵۸ء۔ ص ۵،۶]

(۴)

تحریر مبارک حضرت افتخار المحققین، انتصار المدققین، رئیس الخطباء، امام المتکلّمین، حضرت مولانا مولوی مفتی الحاج شاہ سید محمد صاحب اشرفی جیلانی مد ظلہ العالی۔ محدث اعظم ہند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان نعیم الحق و الملۃ و الدین حمد منعم لاینعم احد علی احد الا بتوفیقہ و امرہ وان الکلمۃ الجامعۃ النعیمیۃ ھی الصلوۃ و السلام علیٰ قاسم نعم اللہ تعالیٰ وتبارک بمشیتہ و اذنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اولی خزائن نعمات اللہ بعونہ وفضلہ۔ امّا بعد۔

یہ ۸۔۹/۱۰/ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ۔ مطابق ۶/۷/۸/ مئی ۱۹۶۰ء کی تاریخیں ہیں۔ اور جمعہ، شنبہ، یکشنبہ کے دن ہیں۔ اور جامعہ نعیمیہ کی پنجاہ (۵۰) سالہ جوبلی منائی جارہی ہے۔ ہندوستان و پاکستان کے ان اکابر علما کا میلہ ہے جو اسی خزانہ علم سے مالامال ہوکر اپنی اپنی جگہ پر صاحبِ خزانہ علم و عرفان ہوچکے ہیں۔ مرادآباد کا سارا شہر جامعہ کی طرف امڈا ہوا ہے۔ جوار کی سنی آبادی ٹوٹی پڑتی ہے۔ جامعہ کا وسیع صحن جس کو لوگ میدان کہتے تھے، حاضرین پر تنگ ہوچکا ہے۔ چہار طرف شاندار تعمیر کی چھت پر تلِ رکھنے کی جگہ نہیں ہے۔ مسجد کا اندرونی حصہ اور صحن نیز چھت پر ایک عظیم الشان ہجوم ہے۔ جامعہ دلہن کی طرح سجا ہوا ہے۔ سلامی دروازے کی گلی سے اندرون جامعہ تک سیکڑوں بلبوں اور بیسیوں راڈوں کی برقی چمک دمک نے پوری تعمیر کو بقعہ نور بنا رکھا ہے۔ خوشنما، دیدہ زیب اسٹیج کی انوکھی سجاوٹ پورے ہجوم کے لیے جاذب نظر ہے۔ راستہ میں متعدّد شان دار اور حسین دروازے ہیں جو جس کو دیکھتا ہے دیکھتا ہی رہ جاتا ہے۔ ہر چہرہ خنداں، ہر دل پر مسرت کی دنیا۔ نعت گو شعرا کی زمزمہ سنجیاں، علمائے کرام کی پر از حکمت و موعظت حسن بیانیاں، اسی سلسلہ میں ہر سال کی طرح امسال بھی فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندیاں، سارے ہجوم میں مستانہ وار مبارک بادیاں، حسین اور خوشبودار ہاروں میں زری کی گل کاریاں، اہل شہر کی طرف سے فارغ التحصیل طلبہ کے سامنے تحفے اور زرپاشیاں، پھر ان خوش گوار مناظر میں ہر ایک کی دلچسپیاں، اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ رات کے تین بج جاتے ہیں اور آنکھ کھلی کی کھلی ہے۔ ابھی یہی سمجھا جارہا ہے کہ ۱۰ بجے کا وقت ہوگا، جب اعلان کیا گیا کہ ۳ بجے ہیں جلسہ ختم کیا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ ابھی جی نہیں بھرا کارروائی جاری رہے۔

حضرت مولانا محمد عمر صاحب نعیمی کی آنکھوں کے سامنے یہ نقشہ ہے کہ میں اس ادارہ کا پہلا مہتمم تھا۔ وہ دن یاد ہے کہ **حضور صدرالافاضل** نے اس میدان کے جنوبی سمت ایک دلان ایک کوٹھری میں چند مخلصین اہل سنت وجماعت کی انجمن اہل سنت وجماعت قائم کرکے، اس کے زیر انتظام بغیر کسی پروپگینڈہ کے متوکلا علی اللہ تعالیٰ، فقر وفاقہ پر اس ادارہ علمیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ جو بالآخر جنوبی حصہ میں کمرے کوٹھریاں، ہال سب کچھ ہوگیا، مگر جانب شمال عرصہ تک میدان ہی رہا۔ اور بمشکل تین کمرے ایسے بنے کہ اس طرف میدان کی حد بندی ہوسکی۔ اور مغربی

جانب بھی کمروں سے حد بندی ہو گئی مگر مشرقی حصہ نصف میدانی شکل میں رہا کہ گوناگوں حالات کی بنا پر وہ کراچی چلے گئے اور جامعہ کو بیکسی میں چھوڑ دیا۔

اس کے بعد جامعہ کا فنڈ صفر تھا۔ اور اندرونی و بیرونی تیر آزماؤں کے ہاتھوں جامعہ زندگی کے آخری سانس لے رہا تھا، کہ **حضرت صدرالافاضل** کی کھلی ہوئی کرامت ظاہر ہوئی اور ماہی امراض شدیدہ کے بطن سے حضرت مولانا محمد یونس صاحب ظاہر ہوئے۔ اور ان کی بیکسی و بیماری سے متاثر **حضرت صدرالافاضل** سے وہ فیض یافتہ جو عہد مبارک میں صرف جامعہ کا نام سن کر خوش ہو جاتے تھے اور کارآمد نہ تھے ان کا ایک جتھا دیوانہ وار مولانا محمد یونس صاحب کے گرداگرد جمع ہو گیا اور عمر بھر کی غفلت کا کفارہ ادا کرنے میں لگ گیا۔ اس برات میں کوئی دولھا ہے، کوئی ہر ایک کا بھائی جان ہے، کوئی لطافت ذہنیت میں الطف ہے، کوئی نام اور کام دونوں میں جامعہ کا عاشق ہے، غرض جو ہے وہ اپنے آپ ہی مثال ہے۔ ان مستوں نے مولانا محمد یونس کے بازو کو وہ قوت دی کہ بالکل خرق عادت کے طور پر آج جامعہ کی پنجاہ سالہ عدیم المثال جوبلی منائی جارہی ہے اس کا مشرقی حصہ دو منزلہ ہو چکا ہے۔ اور بے حد جاذب نظر ہے۔ طلبہ سارے ملک کے جمع ہیں، جو جامعہ کے رضا کار بھی نظر آ رہے ہیں یہ سوچتے جاتے ہیں اور مولانا محمد عمر صاحب مہتمم اول مولانا محمد یونس مہتمم دوم کو دیکھ دیکھ کر فرط مسرت کے آنسو نچھاور کر رہے ہیں اور گویا انا خیر من یونس کا رد بلیغ فرما رہے ہیں۔

ادھر مولانا یونس کو دیکھیے کہ اپنی بیماری بھولے ہوئے ہیں۔ شکر الٰہی کے جذبے میں سرشار، دل کی گہرائیوں میں وفور تشکر میں سجدہ کناں نظر آ رہے ہیں۔ ایک ایک کا منہ اس طرح تک رہے ہیں کہ وہ اپنے کو الگ کر کے صرف **حضرت صدرالافاضل** کی کرامت کا یقین دلا رہے ہیں۔ اس جوبلی میں ملک کے ہر صوبہ کا نمائندہ نظر آ رہا ہے۔ کیا ان چشم دید واقعات میں اس کی شہادت موجود نہیں کہ یہ جامعہ پچاس سال میں وہاں پہنچا جہاں ایک صدی سے کم میں کوئی علمی دینی ادارہ نہیں پہنچا۔ سیکڑوں اکابر علما یہاں سے نکل کر فیض رساں ہیں۔ اس کا نظام مضبوط ہے۔ اس کے اراکین اہل عزائم ہیں۔ مدرسین کارکردگی کا شاہکار رکھتے ہیں۔ صدرالمدرسین کے مدارک اور خدمات کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے۔ طلبہ میں سعادت کی ردح دوڑی ہوئی ہے۔ پھر ہم کیوں نہ یقین کریں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ۲۵ سال کے بعد جب ڈائمنڈ جوبلی ہوگی تو جامعہ دینی تعلیم کی یونیورسٹی ہو چکا ہو گا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ وما ذالك على الله بعزيز فانه تعالیٰ علی کل شئی قدیر و بالاجابۃ جدیر و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ فقط۔

فقیر، ابوالحامد محمد غفرلہ، اشرفی جیلانی

[روداد جامعہ نعیمیہ مرادآباد: یکم رجب المرجب ۱۳۷۹ھ۔ لغایتہ ۲۲/ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ۔
مطابق یکم جنوری ۱۹۶۰ء۔ لغایت ۳۱/ دسمبر ۱۹۶۱ء۔ ص ۴، ۵]

مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضاخاں بریلوی

مفتی اعظم ہند جامعہ نعیمیہ میں اکثر تشریف لاتے تھے۔ اکثر ایام عید جامعہ نعیمیہ میں گزارتے تھے۔ جامعہ نعیمیہ کے صحن میں اکثر مسند نشیں ہوکر اہل مرادآباد کو فیض یاب فرماتے تھے۔ آپ نے بھی جامعہ نعیمیہ کے لیے چند درج ذیل معائنہ جات تحریر فرمائے۔ جو پڑھے جانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

(۱)

نقل معائنہ مبارکہ ناخدائے قوم وملت صاحبجاہ وحشمت مقدام المحققین امام المدققین زین العلم والعلماء راس الفضل والفضلاء حضرت مولانا مولوی الحاج شاہ محمد مصطفیٰ رضاخاں صاحب قادری نوری مفتی اعظم ہند بریلی شریف دام ظلالہم النافعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علیٰ حبیبہ العلمین النبی الامی الامین المکین خیر الھادین الذی علم ربہ علوم الاولین والاٰخرین وعلمہ ما لم یعلم ماکان وما یکون الی یوم الدین وکان فضل اللہ علیہ عظیما۔ وعلیٰ آلہ وصحبہ العالمین والعاملین لبسۃ وادبہ الذی امرامتہ بالتعلم والتعلیم وارشدھا بان الجھل ھلاك مبین بقولہ اعد عالما او متعلما ولا تکن الثالث فتھلك وحثھا علیٰ طلب العلم بقولہ اطلبوا العلم ولوکان بالصین وبیان فضائل التعلیم والتعلم وجعلہ فریضتھا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم ومسلمۃ۔ فریضۃ التعلم والتعلیم ثابت بظاھر نص القراٰن العظیم۔ قال اللہ تعالیٰ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سید الانبیاء والمرسلین مولانا محمّد وعلیٰ جمیع الرّسل والنبیین والملائکۃ المقربین وعلیٰ اٰل سیدنا محمد وصحبہ وبارك وسلم اجمعین۔

میں نے اس گلشن اہل سنت جامعہ نعیمیہ کی ابتدا سے سیر کی ہے۔ **حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ** نے جب اس کی بنا فرمائی۔ انہوں نے اور انجمن اہل سنت نے اس کی آبیاری کی۔ اسے پروان چڑھایا۔ سب اب بھی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس دور کا تو کہنا ہی کیا، جب **حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ** خود درس دیتے تھے۔ اس باغ سنت میں جناب مولانا محمد عمر صاحب نعیمی اور مولانا شفقت حسین صاحب نعیمی اور مولانا عبدالعزیز خاں صاحب اور مولانا المبجل مولوی شاہ محمد اجمل صاحب اور مولانا مفتی احمد یار خان صاحب اور مولانا مفتی عبدالرشید خان صاحب اور مولانا حبیب اللہ صاحب بھاگل پوری اور مولانا یونس صاحب سنبھلی وغیرہ جیسے پھول کھلے ہیں۔

میں **حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ** کے عہد میں اس ادارہ کے سالانہ جلسوں میں اکثر شریک ہوا۔ ویسے بھی اکثر مرادآباد اور اس کی بہاریں دیکھتا رہا۔ مجھے **حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ** سے محبت ہی ایسی تھی اور وہ میرے حال پر عنایت ہی ایسی فرماتے، کہ مرادآباد کے دن عید کا لطف اور راتیں شب برات کا مزہ دیتی تھیں۔ اسی لیے اعلیٰ

حضرت قدس سرہ کے بعد اکثر عیدین میں نے یہاں کیں۔ عیدین کے وقت میں مرادآباد ہوتا۔ پھر میں نے جیسے اس گلشن کو پر بہار دیکھا ایک دور اس پر ایسا بھی گزرا کہ اسے خزاں دیدہ بلکہ خزاں زدہ نہایت افسردہ بلکہ تقریباً مردہ دیکھا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر ایک مسلم حساس قلب کی جو کیفیت ہونا چاہیے تھی وہ ہوئی۔ میرے لیے اس سے بیک وقت دو تکلیفیں ہوئیں۔ ایک اس ادارہ کا ایسا ہو جانا اور دوسرا **حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمہ** اس کی ایسی حالت دیکھ کر یاد آنا۔ رحمة الله تعالیٰ رحمة وواسعةو رضی الله عنه۔ پھر حضرت مولانا محمد عمر صاحب نعیمی کا مجبور ہو کر یہاں سے چلے جانا۔ اور اس ادارے کو اس بے کسی کی حالت میں چھوڑنے پر مجبور ہو جانا۔ یہ بات اور بھی دل دکھاتی ہے۔

حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمہ کی نسبت کی برکت یہ تھی کہ یہ ادارہ اس حالت میں بھی کئی ماہ چلتا رہا کہ مدرسین کی تنخواہیں نہ دی جا سکیں۔ اس ادارے کے مدرسین کو اس ادارے سے ایسی محبت نہ ہوتی تو یہ کب کا ختم ہو چکا ہوتا۔ ان مخلصین نے تکلیفیں برداشت کیں، مشقتیں جھیلیں۔ مگر کام میں لگے رہے جب تک وہ بالکل ہی تھک نہ گئے برابر اپنے فرائض میں مشغول و منہمک رہے۔ یہاں تک کہ اب آگے ہمت شکن حالت پیدا ہو گئی۔ اور مجبورانہ بعض بستر بندھ گئے۔ مجھ سے بعض دردمندوں نے یہ حالات کہے۔ میں نے انہیں چند مخلصین کی کمیٹی بنانے کے لیے کہا۔ اور جنھوں نے بستر باندھ لیے تھے انہیں روکا۔ مولیٰ تعالیٰ ان سب مخلصین کو برکاتِ دارین سے مالا مال فرمائے۔ انہوں نے بستر کھول دیے۔ اور چند بندگان خدا نے کمر ہمت باندھ لی۔ مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ کمیٹی ایسے سراپا اخلاص اور جذبات خیر کے مجسموں پر مشتمل اس زمانہ میں بن جائے گی۔

میں نے خیال کیا تھا کہ اس ادارہ کی یہ حالت بدل جائے گی، ادارہ ان لوگوں کی توجہ کرنے سے چلتا رہے گا۔ مگر مجھے حیرت ہوتی ہے میں دیکھتا ہوں کہ یہ ادارہ ہر اعتبار سے کچھ سے کچھ ہو گیا۔ اس گلشن میں ان مخلصین مدرسین و منتظمین کی محنت و جاں فشانی ان کی آبیاری سے وہ بہاریں آئی ہیں جن کو دیکھ کر دل کی کلیاں کھل جاتی ہیں قلوب باغ باغ ہو رہے ہیں۔ پچھلے دور سے تعلیمی حالت بہت بہتر ہو گئی ہے۔ کمیٹی کا انتظام بہت عمدہ ہے۔ دیکھنے والے تعمیر ہی سے ترقی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جس کی تفصیل روداد میں پیش ہو گی۔ اس زمانہ میں طلبہ کی اتنی کثرت ہی سے دیکھنے والا اس کی ہر گونہ بہتری کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ خدا مسلمانوں کے قلوب کو اس ادارہ کی امداد و اعانت کے جذبہ سے لبریز فرمائے۔ اگر ہمارے بھائیوں نے مزید توجہ کی اور توجہ فرماتے رہے تو یہ ادارہ بہت زیادہ ترقی کرے گا۔ میں اپنے تمام برادران اہل سنت خصوصاً اخوان طریقت سے اس کی امداد و اعانت کی پرزور درخواست کرتا ہوں۔ والله الموفق۔

فقیر مصطفیٰ رضا غفرلہ

[روداد جامعہ نعیمیہ مرادآباد: ۲۹/ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ لغایتہ ۹/ جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ۔
مطابق یکم جنوری ۱۹۵۷ء لغایتہ ۳۱/ دسمبر ۱۹۵۷ء۔ ص ۵،۶]

(۲)

"فی الواقع جامعہ نعیمیہ کی امداد واعانت بہت ضروری ہے۔ مولیٰ تعالیٰ مسلمانان اہل خیر کو اس کی خدمت کی بیش از بیش توفیق دے۔ اور انھیں اور جامعہ نعیمیہ کے خدّام (اراکین و منتظمین) کو بہتر سے بہتر جزا عطا فرمائے۔ ان کی خدمات کو شرف قبول بخشے۔ اور مساعی کو کامیاب فرماتا رہے۔ آمین۔

فقیر مصطفیٰ رضا قادری۔ ۱۱/ شعبان ۷۴ ۱۳ھ۔

[روداد جامعہ نعیمیہ مرادآباد: ۲۰/ جمادی الاخریٰ ۷۸ ۱۳ھ لغایت ۳۰/ جمادی الاخریٰ ۷۹ ۱۳ھ۔
مطابق یکم جنوری ۱۹۵۹ء لغایتہ ۳۱/ دسمبر ۱۹۵۹ء۔ ص ۷]

(۳)

"حضرات اہل سنّت! سلام مسنون۔ دارالعلوم جامعہ نعیمیہ ایک ممتاز سنی ادارہ ہے۔ اس پر آشوب دور میں بھی اہم دینی خدمات سرگرمی سے انجام دے رہا ہے۔ مالی مشکلات در پیش ہیں۔ ضرورت محسوس کرتا ہے کہ مخلصین امداد فرمائیں۔ مولانا شاہ محمد قمرالدین صاحب سلمہ مجیبی القادری اس خدمت پر مامور ہوئے ہیں کہ آپ حضرات کے پاس جاکر امداد و اعانت کی درخواست پیش کریں۔ یہ فقیر بھی پر زور اپیل کرتا ہے کہ اس ادارہ کی ضرور باضرور امداد فرمائیں۔ یہ ادارہ بہر اعتبار راہ ترقی پر گامزن ہے۔ اور اہل سنت کی امداد و اعانت کا مستحق ہے۔ سفیر صاحب موصوف رسید پیش کریں گے۔ آپ صاحبان داخل حسنات ہوں گے۔ والسلام۔

مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ

[مرجع سابق]

مفتی محمد عمر نعیمی

۱۹۱۱ھ میں جامعہ نعیمیہ سے پہلے فارغ مفتی محمد عمر نعیمی ہیں، جن کے سر پر امام اہل سنت نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے دستار فضیلت سجائی۔ فراغت کے بعد سے مسلسل چالیس سال جامعہ نعیمیہ کی خوب خدمت کی۔ سیکڑوں تلامذہ چھوڑے۔ جامعہ نعیمیہ کے تعلیمی، تعمیری ہر محاذ پر بے لوث خدمات سرانجام دیں۔ جامعہ کے حوالے سے آپ کے قیمتی تاثرات و معائنہ جات یقیناً قابل مطالعہ ہیں۔ قارئین ملاحظہ کریں:

"اہل سنت کی عظیم الشان درس گاہ اور علوم اسلامیہ کا ایک مرکز ہے۔ یہ درس گاہ ۱۳۲۹ھ سے جاری ہوئی۔ اور **حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتھم** کی سعی و ہمت سے عالم وجود میں آئی۔ اور حضرت کے فیض کا یہ بہترین ثمر ہے۔ حضرت نے اس کے لیے بڑی شاقہ محنتیں اٹھائی ہیں۔ بڑی صعوبتیں

برداشت کی ہیں۔اپنی راحتوں کو ترک کردیا ہے۔اپنے ضروریات کا لحاظ نہیں فرمایا ہے۔

اس زمانہ میں قربانی کی ایسی مثال تلاش کرنی دشوار ہے۔مخالفت کی آندھیاں چل رہی تھیں۔مشکلات کے طوفان زوروں پر تھے۔موافقت کی کوئی پست آواز بھی سننے میں نہیں آتی تھی۔ان خوفناک حالات میں حضرت کی پامردی ہمت کا استقلال عزم کی پختگی عمل کی قوت یقینی کرامت ہے۔کوئی مشکل کوئی دشواری آپ کے لیے حوصلہ شکن نہ ہوسکی۔سنیوں کی غربت وناداری ان کے شیرازہ کا انتشار مذہب کی طرف سے بے اعتنائی اور مدرسے کی بے سروسامانی جس پر لوگ ہنستے تھے اور سنیت کے اس ٹمٹماتے ہوئے چراغ کے گل ہوجانے کا ہروقت خطرہ لگا رہتا تھا۔اپنے احباب دل سوزی سے کہتے تھے اس زمانہ میں ایسے ماحول میں ایسے گرداب بلا میں اس ناداری کے ساتھ آپ اس کام کو کس طرح چلا سکیں گے؟

مگر آفریں ہے اس ہمت پر جو نہ دوستوں کی مایوسی سے متاثر ہوئی نہ دشمنوں کی مخالفت سے۔تنخواہ دار مدرس رکھنے کی وسعت نہ تھی تو خود درس دیا۔اپنے شاگردوں کو مدرس بنا کر بٹھایا۔اپنے اوقات بھی صرف کیے۔محنتیں بھی برداشت کیں۔زرومال بھی بے دریغ صرف کیا۔اسی طرح مدتوں کام چلایا۔اور وہ محنت وجانفشانی اٹھائی جو دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈالتی تھی۔ابتدا ہی سے اس مدرسہ کی تعلیمی حالت ممتاز رہی اور یہاں سے قابل طلبہ پیدا ہوئے۔ہر سال جماعتیں کی جماعتیں فارغ ہونے لگیں۔دنیا کی آنکھیں کھل گئیں کہ بے سامانی میں ناداری میں یہ جوش عمل یہ کام مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے بچے مسائل سے باخبر ہوگئے طلبہ جابجا وعظ کہتے مسلمانوں کو تلقین کرتے نظر آنے لگے۔ دارالافتاء سے محققانہ فتوے جاری رہے۔

آخر مسلمانوں کو علم سے ذوق پیدا ہوا۔سنیوں کے مردہ جذبات میں کچھ جان آئی۔قلوب میں ہمدردی پیدا ہوئی۔اور تھوڑے عرصے میں یہ مدرسہ قوت پکڑ گیا۔جابجا اس کی شاخیں جاری ہوئیں۔یہاں کے فارغ شدہ طلبہ نے بڑے بڑے مدرسے جاری کیے۔اور ان کا اس مرکز کے ساتھ الحاق کیا۔ملک میں شہرہ ہوا۔اس مدرسے کے فیض تعلیم نے صدہا عالم بنادیے۔فضل الٰہی سے مدرسے کی ایک وسیع اور عظیم الشان عمارت بھی تیار ہوگئی۔احاطہ مدرسہ کے اندر مسجد بھی بنائی گئی۔دارالطلبہ کے لیے دارالاقامہ بھی تعمیر ہوا۔اور بلحاظ مرکزیت علمائے اہل سنت کی تجویز سے اس کا نام جامعہ نعیمیہ رکھا گیا۔اب تک مدرسے میں سات مدرس درس دیتے تھے۔زیادہ سے زیادہ دس طلبہ کے خورد ونوش کا انتظام کیا جاتا تھا۔مگر امسال مدرسین کی تعداد میں اضافہ کردیا گیا۔کئی قابل مدرس بڑھادیے گئے۔دارالاقامہ سے کھانے کا انتظام بھی وسیع کردیا گیا ہے۔اس وقت بیس سے زائد طلبہ کے کھانے کا مدرسے کی طرف سے انتظام ہے۔اور طلبہ زیادہ ہورہے ہیں۔ان شاء اللہ العزیز ارادہ ہے کہ اس سال دارالاقامہ سے خوراک پانے والے طلبہ کی تعداد چالیس تک بڑھادی جائے گی۔جو طلبہ داخلہ کے امتحان میں اچھے اچھے نمبر پائیں گے انہیں وظیفہ بھی دیا جائے گا۔اللہ تبارک

وتعالیٰ اس سایہ رحمت کو دراز فرمائے۔ جس کے فیض سے یہ چمن پر بہار ہو رہا ہے۔ و راس کے معاونین کو دارین کی نعمتیں اور دولتیں عطا کرے۔ جو اخلاص کے ساتھ دین کی حمایت کے لیے اس مدرسہ کی امداد فرماتے ہیں۔ اور اس قدر جلد یہ درس گاہ اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ گئی کہ اس کی نظیر اسلامی مدارس میں شاید ہی کہیں ملے۔ خدا کرے کہ یہ جامعہ روز افزوں ترقی کرتا رہے۔ اور اس کے فیض علم سے تمام ہندوستان فیض یاب ہوں اور مسلمانوں میں یہ دین داری کی روح پیدا کرے۔ آمین۔"

[ماہنامہ السواد الاعظم: رمضان و شوال ۱۳۵۲ھ۔ ص ۱۰، ۱۱]

پہلا معائنہ

نقل معائنہ مبارکہ حضرت سید الفضلا، تاج العلما مولانا مولوی مفتی محمد عمر صاحب نعیمی مرادآبادی (سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ) مہتمم مدرسہ مخزن عربیہ بحر العلوم کراچی (مغربی پاکستان) عمت ومدت انوارہم القدسیہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلّی علیٰ حبیبہٖ الکریم

فقیر ۱۴؍ مارچ ۱۹۵۶ء کو ۵ سال کے طویل عرصہ کے بعد جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں حاضر ہوا۔ جامعہ کی ترقی کو دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ شکر الٰہی بجالایا۔ جو زمین **حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ** کے زمانے سے افتادہ پڑی تھی اس میں بھی عمارت بن گئی۔ تمام عمارت میں استرکاری ہو گئی۔ فرش پختہ بنا دیا گیا۔ **حضرت صدر الافاضل قدس سرہ** کے مزار مبارک پر عمارت تعمیر ہو گئی۔ استرکاری بھی ہو گئی۔ تعلیم باضابطہ ہو رہی ہے۔ طلبہ سے جامعہ بھرا ہوا ہے۔ یہ سب **حضرت صدر الافاضل قدس سرہ** کے اخلاص کا نتیجہ ہے، کہ اس دور پُر فتن میں جامعہ ایسی ترقی پر ہے۔ مولانا الحاج محمد یونس صاحب اور مولانا حبیب اللہ صاحب کو اللہ تعالیٰ دارین کی نعمتیں عطا فرمائے، جنہوں نے باوجود سخت مخالفتوں کے جامعہ کی خدمتیں بڑی سرگرمی سے انجام دیں اور انجام دے رہے ہیں۔ معاونین و اراکین کمیٹی جنہوں نے اس دینی چمن کی آبیاری کے لیے دامے، درمے، قدمے، سخنے اعانت کی حضرت حق ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور اپنی رحمتوں سے مالا مال کرے۔ اور یہ دینی چمن اسی طرح پھولتا پھلتا رہے۔ آمین۔

کتبہ: العبد المعتصم بذیل النبی الامی عمر النعیمی، یکم شعبان ۱۳۷۵ ہجری

[روداد جامعہ نعیمیہ مرادآباد: ۲۹؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ لغایتہ ۹؍ جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ۔ مطابق یکم جنوری ۱۹۵۷ء لغایتہ ۳۱؍ دسمبر ۱۹۵۷ء۔ ص ۷، ۸]

دوسرا معائنہ

نقل معائنہ حضرت سید الفضلا تاج العلما مولانا مولوی الحاج مفتی محمد عمر صاحب نعیمی مرادآبادی (سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ) مہتمم مدرسہ مخزن عربیہ بحر العلوم کراچی (پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلّی علیٰ حبیبہ الکریم

فقیر ۱۸ شعبان ۱۳۷۸ھ کو جامعہ نعیمیہ کے سالانہ اجلاس میں حاضر ہوا۔ جامعہ کی کامیابی دیکھ کر جو فرحت و سرور حاصل ہوا وہ حیطہ تحریر سے باہر ہے۔ ۱۹۱۲ء سے ۱۹۵۱ء تک جامعہ کی خدمت اس فقیر نے انجام دی ایسے قدیم خادم کو جامعہ کی ترقی پر جو فرحت ہو وہ کم ہے طلبہ کی کثرت، نظام کی استواری، معیار تعلیم کی بلندی پر شکر الٰہی بجالاتا ہوں۔ سیدی مولائی **حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ** کا خلوص اور ان کے خدام کی کوشش خصوصًا مولانا الحاج مولوی محمد یونس صاحب سلمہ کی سعی کا نتیجہ ہے جو جامعہ کی ترقی کا سبب ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اس دینی چمن کو بار آور رکھے اور اس کی خدمات بجالانے والوں کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین۔

عمر نعیمی

[روداد جامعہ نعیمیہ: از ۲۰؍ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۸ھ لغایت ۳۰؍ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۹ھ۔
مطابق یکم جنوری ۱۹۵۹ء لغایتہ ۳۱؍ دسمبر ۱۹۵۹ء۔ ص ۱۰]

فقیہ اعظم مفتی عبدالرشید خان نعیمی فتح پوری

فقیہ اعظم مفتی عبدالرشید خان نعیمی نے جامعہ نعیمیہ میں تعلیم حاصل کی اور فراغت کے بعد چند سال جامعہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ جامعہ نعیمیہ میں اکثر آپ کا جانا رہتا تھا۔ جامعہ نعیمیہ کو آپ نے بہت قریب سے دیکھا۔ آپ کا درج ذیل مضمون جس میں آپ نے جامعہ نعیمیہ کی خدمات اور صدر الافاضل کی مساعی جمیلہ، مخلصانہ کارگزاریوں اور طلبہ پر آپ کی کریمانہ عنایتوں کا بے حد اختصار کے ساتھ طویل تعارف پیش کیا ہے۔ ہم یہاں آپ کی اس تحریر کو نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں اور محظوظ ہوں:

مدرسہ عالیہ اہل سنت و جماعت مراد آباد

”مدرسہ ۱۳۲۹ھ سے زیر سرپرستی **حضرت صدر الافاضل استاد العلماء حضرت مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم** جاری ہے۔ اس قلیل عرصے میں باوجود نہایت بے سامانی و کم مائیگی کے اس نے جو کام کیا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ اب تک ۱۳۰ طلبہ اس مدرسے سے فارغ التحصیل ہو چکے، جو ملک کے مختلف مقامات میں

درس وافتاو مناظرہ کی قابل قدر خدمتیں انجام دے رہے ہیں۔ اور اُن کی ذات سے دنیا منتفع ہے۔ ملت بیضا کی حمایت اور حق کی نشر واشاعت میں شب وروز مصروف ہیں۔ اُن کے مساعی کی بدولت جہالت کی تاریکی رفع ہو رہی ہے۔ اور علم کی روشنی پھیلتی جاتی ہے۔ ملک میں پچاس کے قریب اس مدرسے سے ملحق ہیں، جن کی تعلیم کا نظم ونسق، نصاب کی تجویز، کام کی نگرانی، مدرسین کا عزل ونصب، اس مدرسے کی جانب سے کیا جاتا ہے اور جو مدارس مالی امداد کے محتاج ہیں ان کو مالی امدادیں بھی دے دی جاتی ہیں۔ ان میں سے اکثر مدارس ایسے مقامات پر ہیں جہاں مسلمانوں کی بے علمی نے خطرناک صورت اختیار کر لی تھی۔ احکام اسلام سے واقف ہونا اور اپنے فرائض کو پہنچنا اور نظر کرنا تو درکنار مسلمان اس مبتذل حالت میں پہنچے ہوئے تھے کہ اکثر ان کے مردے بغیر نماز ہی کے دفن کر دیے جاتے تھے۔ اور اس مقام کے مسلمانوں میں کوئی اتنا نہ ہوتا جو نماز جنازہ پڑھا دیتا۔ اسی سے اندازہ کر لیجیے کہ وہ غسل اور تکفین کے طریقوں سے کیا واقف ہوں گے۔ اس کے علاوہ جو ان کی جاہلانہ شنیع حرکات ہیں اور حلال وحرام میں بے امتیازی اس کا اگر مفصل تذکرہ کیا جائے تو مسلمانوں کے دل خون ہو جائیں۔

یہی حالات تھے جنھوں نے دشمنان اسلام کو جرأتیں دلائیں۔ اور انہوں نے ان جاہل اقوام پر دست درازی شروع کی۔ ایسے گم گشتوں کا بہکا لینا کیا مشکل ہے۔ تبلیغ کا بہترین فرض اس قسم کے مسلمانوں کی حفاظت اور انہیں دین ومذہب سے باخبر کرنا ہے۔ الحمدللہ ہمارے مدارس اس مقصد میں کامیاب ثابت ہو رہے ہیں اور ان کی دینی تعلیم سے خطرناک بے علمی رفع ہوتی جا رہی ہے۔ جس قوم کی جہالت کا مختصر سا تذکرہ کیا جا رہا ہے اب ان کے بچے اسلامی عقائد اور ضروری مسائل سے باخبر ہو چلے ہیں۔ اور وہ اپنے گھروں میں جا جا کر مسائل سناتے ہیں۔ دین کا چرچا ہوتا جاتا ہے۔ ضرورت ہے کہ ملک میں اس قسم کے مدارس بکثرت کھولے جائیں اور وہ سب ایک سلسلہ میں مربوط ہوں۔ تاکہ ایک استوار نظم پر کام ہو سکے۔

ہمارے مدرسے میں دینیات اور فنوں کا کامل نصاب زیر درس ہے۔ مدرسین شوق اور سرگرمی کے ساتھ اپنی خدمت انجام دیتے ہیں۔ **حضرت صدرالافاضل دامت برکاتہم** خود مدرسے میں تشریف لاتے ہیں۔ اور اعلیٰ جماعتوں کو اپنے فیض سے مستفیض فرماتے ہیں۔ ایک گھنٹہ مجلس الادب کے لیے مقرر ہے، اس مجلس میں مختلف جماعتوں کے طلبہ شامل ہیں۔ مدرسین کی موجودگی میں مسائل علوم پر بحث ہوتی ہے۔ طلبہ اس مجلس کے لیے بہت محنتوں کے ساتھ تیاری کرتے ہیں۔ اور اس سے انہیں بہت علمی فائدے پہنچتے ہیں۔ دارالاقامہ کے طلبہ کی نگرانی دو مدرس کرتے ہیں جن کا قیام مدرسے میں رہتا ہے۔ مدرسے میں جس وقت آجائیں آپ کو طلبہ علمی مشاغل میں مصروف ملیں گے۔ مدرسے کے اندر ہی مسجد ہے وہ طلبہ جو باوجود علمی مشاغل کے عبادت کا ذوق خاص رکھتے ہیں وہ اپنے وظائف و اشغال میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ بات مدرسے کے لیے خصوصیت سے قابل فخر ہے کہ اس کے طلبہ چال وچلن اور

اعمال وافعال کے اعتبار سے بہت عمدہ حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ان کی زندگی کی یہ پہلی منزل دینی جذبے سے لبریز ہے۔ جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آئندہ مراحل زندگی میں دین داری کو ان کی ذات سے بہت قوت پہنچے گی۔ ہندوستان میں اس شان کا شاید ہی کوئی مدرسہ ہو جس کا طریق تعلیم اس قدر نافع ہو اور جس نے نشر علوم واشاعت دین میں ایسے نمایاں کام کیے ہوں۔

اس مختصر تحریر میں مدرسے کے پورے عمل حالات نہیں دکھا سکتا۔ بدمذہبوں بے دینوں اور دشمنان اسلام کے مقابلے میں اس مدرسہ کے طلبہ اکثر پیش ہوتے رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں فتح دیتا ہے۔ اور ان سے دین کی تقویت ونصرت ہوتی ہے۔ مخالفین کے نام ور اور مشہور مناظرین کو ہمارے مدرسے کے طلبہ زیر کر چکے ہیں۔ مدرسے کی جانب سے موقع بموقع اکثر جلسے کیے جاتے ہیں۔ مسلمانوں میں تجارت کفایت شعاری اور مسلمانوں کی اعانت اور باہمی مودت، محبت کا جذبہ پیدا کیا جاتا ہے۔ اور الحمدللہ اس کے بہت نافع اور بہتر نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے دینی و مذہبی ضروریات میں مدرسہ کافی اعانت کرتا ہے۔ دارالافتاء میں ملک بھر کے پیچیدہ معاملات سلجھائے جاتے ہیں۔ ہندو مسلم تنازعات میں مدرسے کی جانب سے مسلمانوں کی حمایت وحفاظت کی تدابیر کی جاتی ہیں۔

آریوں نے مسلمانوں کی زندگی نامی جو کتاب لکھی تھی جس میں اسلام پر بہت دل آزار حملے کیے گئے تھے، اس کے خلاف مقدمہ میں اسی مدرسہ کی طرف سے پیروی کی گئی۔ وہابی مدرسے نے تو یہ کیا کہ آریوں کو جو کتابیں اپنی تائید میں پیش کرنا تھیں وہ کتابیں وہابی مدرسے سے انہیں بہم پہنچیں۔ مگر الحمدللہ ہمارے مدرسے نے اس وقت نمایاں خدمت انجام دی۔ اور حضرت مولانا مولوی محمد عمر صاحب نعیمی مہتمم مدرسہ خود کچہری میں موجود رہے۔ اور آپ کی جرح نے اُن آریوں کو پریشان اور لاجواب کر دیا جو عربی کے فاضل ہونے کے مدعی تھے۔ اور تمام غلط الزمات کے اغلاط کی۔ حضرت مولانا موصوف نے پردہ وری فرمادی۔ اس سعی کا یہ نتیجہ ہوا کہ آریہ کو شکست ہوئی۔ اور مقدمہ سزایاب ہوا۔

مسٹر ملین انگریز کے اوپر قرآن پاک کی توہین کا دعوی ہوا تو مقدمے کی تمام پیروکاری اسی مدرسے کی طرف سے کی گئی۔ آج کل بیبرڑے کے دل ہلا دینے والے مظالم کا جو سنگین مقدمہ چل رہا ہے اور جس میں ۴۲ ملزم ہیں۔ اس کی پیروی مسلمانوں کی طرف سے بھی مدرسہ کر رہا ہے۔ اور منشی شوکت حسین صاحب کو مدرسے نے خاص اسی کام پر مامور کر دیا ہے۔ اس مدرسے کی طرف سے مظلومین بیبرڑہ کو ان کی بربادی کے وقت مالی اعانتیں بھی پہنچائی گئیں۔ اور جس وقت ان کے پاس کھانے پینے اور بدن ڈھکنے کے لیے کوئی سامان نہ رہا تھا اس وقت انہیں امدادیں پہنچائی گئیں۔

راجپوتانہ میں جب ارتداد کا سیلاب اُمڈا تو وہاں سب سے پہلے میدان میں آنے والا بھی مدرسہ اور اس کے سرپرست و طلبہ تھے۔ جنہوں نے اپنے سرگرم مساعی سے میدان ارتداد میں آریوں کی کوششوں کو ناکام کر دیا۔ اور ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ اسلام کے ولولے دلوں میں پیدا ہو گئے۔ اسی مدرسے کی سرگرمیوں نے ملک کی دوسری جماعتوں کو

ابھارا اور انہیں میدان عمل میں لاکر خدمت اسلام کے لیے کھڑا کردیا۔ اس قسم کے کثیر واقعات ہیں۔ نمونے کے طور پر چند کا ذکر کرکے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ یہ مدرسہ دینی امور میں مسلمانوں کی قابل قدر اعانت کرتا ہے۔ اور علمی رہنمائی کے ساتھ انہیں مالی امداد بھی پہنچاتا ہے۔ یہ عام فیوض **حضرت صدرالافاضل دامت برکاتہم** کے وجود مبارک کے ہیں۔ اور اس مدرسے کے لیے سب سے زیادہ قابل فخریات یہ ہے کہ اس کو حضرت ممدوح کی سرپرستی کی عزت حاصل ہے۔ اور حضرت موصوف نے مدرسے کے لیے اپنا وقت ومال اور سب کچھ وقف کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی ذات مبارک کو مدت ہائے دراز تک مسلمانوں کے سروں پر سایہ افگن رکھے۔ اور آپ کی برکات سے مسلمانوں کو مستفیض فرمائے۔"

[ماہنامہ السوادالاعظم: ذیقعدہ وذی الحجہ ۱۳۴۷ھ۔ ص۱۵ تا ۱۷]

اجمل العلماء مفتی اجمل حسین نعیمی سنبھلی

اجمل العلماء مفتی اجمل حسین نعیمی نے جامعہ سے فراغت حاصل کی اور کچھ مدت تدریسی خدمات انجام دیں۔ جامعہ سے آپ کو کافی قرب حاصل رہا۔ آپ کا لکھا ہوا درج ذیل تاثر ملاحظہ کریں اور جامعہ نعیمیہ کی عظمت وخدمات کا اندازہ لگائیں۔

نقل معائنہ علامہ اجل حضرت مولانا مولوی الحاج شاہ محمد اجمل صاحب قادری مفتی سنبھل وناظم اعلیٰ مدرسہ اہلسنت اجمل العلوم سنبھل ضلع مرادآباد دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للہ و کفیٰ والصلوۃ علیٰ من اصطفیٰ وعلیٰ الہ وصحبہ و من اجتبیٰ۔

مجھے ۱۹۵۳ء و۱۹۵۴ء کے جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے طلبہ کا سالانہ امتحان لینے کا اتفاق ہوا۔ یہ واقعہ ہے کہ میں نے امتحان کے لینے میں بغیر کسی رعایت وسفارش کے بہت جم کر امتحان لیا۔ ہر درجے کے طلبہ سے نہ فقط ان کی حیثیت و قابلیت کے لحاظ سے بلکہ بعض سوالات محض ان کا صحیح جائزہ حاصل کرنے کے لیے ان کی استطاعت سے زائد بھی کیے، لیکن طلبہ نے ان کے جوابات دے کر یہ ثابت کردیا کہ مدرسین نے ان کی تعلیم میں پوری توجہ سے کام لیا ہے۔ اور ان کو نہ فقط اس درجے کی کتابیں پڑھائی ہیں بلکہ ان میں فن کی معرفت کرانے کے لیے کافی عرق ریزیاں کی ہیں۔ اگر چہ یہ امر کسی پر مخفی نہیں ہے کہ امتحان اچھے اچھے چست و قابل طلبہ کو مرعوب کردیتا ہے تو جو طلبہ امتحان کے موقع پر مرعوب نہ ہوں اور جوابات میں بے تکلف اور جرسی وگویا ثابت ہوں ان کے حق میں ہر شخص یہ فیصلہ کرنے کے لیے مجبور ہے کہ ان پر اساتذہ نے خاص محنت کی ہے۔ اس جامعہ کے طلبہ میں یہ وہ امتیازی شان ہے جس کی نظیر دیگر مدارس کو پیش کرنی مشکل ہے۔ اسی بنا پر میں یہ کہنے کے لیے مجبور ہوں کہ اس کے امتحان کے نمبر رعایت کے بد

نماد ھبے سے پاک ہیں ۔بلکہ میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے نمبر دینے کے لیے بخل سے کام لیا ہے اور ان کی قابلیت سے کم نمبر دیے ہیں ۔جامعہ کے طلبہ کی عمومی تعلیمی حالت بہتر بلکہ بہت بہتر ہے ۔اور یہ خصوصًا مدرسین کی تندہی اور محنتوں کا ثمرہ ہے ۔اور عمومًا منتظمین جامعہ کی سعی اور توجہ کا نتیجہ ہے ۔اگر جامعہ کے منتظمین کی توجہ اس کی طرف ایسی ہی رہی تو یہ جامعہ ہندوستان کے مدارس میں عنقریب خاص امتیازی شان حاصل کرلے گا۔ مولیٰ تعالیٰ اس کے اراکین و منتظمین مدرسین و معاونین میں مزید جذبہ پیدا فرمائے ۔اور مسلمانوں کو اس کی اعانت و امداد کی توفیق عطا فرمائے ۔اور اس جامعہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی دے ۔آمین ۔

(دستخط مبارک)۔ محمد اجمل قادری غفرلہ

ناظم اعلیٰ مدرسہ اہلسنت اجمل العلوم سنبھل ۔(مرادآباد)۱۵اکتوبر ۱۹۵۴ء۔

[روداد جامعہ نعیمیہ مرادآباد: یکم ربیع الاول ۱۳۷۲ھ لغایتہ ۵ / جمادی الاولی ۱۳۷۴ھ ۔
مطابق ۲۰ / نومبر ۱۹۵۲ء تا ۳۱ / دسمبر ۱۹۵۴ء ۔ص ۱۵، ۱۶]

سرکار کلاں سید مختار اشرفی نعیمی کچھوچھوی

سرکار کلاں نے جامعہ نعیمیہ سے فراغت حاصل کی ۔صدرالافاضل کے وصال کے بعد جامعہ نعیمیہ کی ترقیوں میں آپ نے بھی کلیدی کردار ادا کیا ہے ۔آپ کے درج ذیل تاثرات و معائنہ جات ملاحظہ کریں:

نقل معائنہ مبارکہ فاضلِ جلیل عالمِ نبیل حضرت مولانا مولوی مفتی الحاج شاہ ابوالمسعود محمد مختار اشرف صاحب اشرفی جیلانی زینتِ سجّادہ کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد دامت فیوضہم السابغہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

(۱)

آج مورخہ ۶ ذوالقعدہ ۱۳۷۴ھ یوم دوشنبہ مبارکہ کو فقیر نے جامعہ نعیمیہ کا معائنہ کیا۔ تمام رجسٹروں کا حساب و کتاب باقاعدہ موجود ہے ۔کمیٹی کے اس حسن انتظام کو دیکھ کر بڑی مسرّت ہوئی ۔ **حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ کی** روحانی توجہ اور اعلیٰ حضرت سیّدی وجدی رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کا صدقہ ہے ،کہ اس نازک دور میں نہایت شان دار و کامیاب مدرسہ چل رہا ہے ۔جامعہ نعیمیہ کی بقیہ عمارت کے تعمیر ہوجانے سے مدرسے کی ایک نئی شان پیدا ہوگئی ہے ۔غرض کہ مجموعی تعلیمی حالت دیگر مدارس عربیہ کے اعتبار سے بہت ہی بہتر ہے ۔صرف معاونین سابقہ کی توجہ کی سخت ضرورت ہے ۔ مسلمانانِ مرادآباد نے اپنے جذبات واخلاص سے مدرسہ کی خدمات کی سعادت حاصل کرکے فقیر کو اپنا

دعاگو بنالیا۔ مولیٰ سبحانہ تعالی اس مدرسے کو ہمیشہ ہرا بھرا رکھے۔ اور اس مدرسے سے ایسے پھول کھلیں کہ ان کی خوشبو سے دنیا مستفیض ہو۔ آمین یا مجیب السائلین۔

سیّد محمد مختار اشرف سجّادہ نشین۔ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد۔ ۲۷ جون ۱۹۵۵ء

[روداد جامعہ نعیمیہ مرادآباد: ۲۹؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ لغایتہ ۹؍ جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ۔
مطابق یکم جنوری ۱۹۵۷ء لغایتہ ۳۱؍ دسمبر ۱۹۵۷ء۔ ص۷]

(۲)

"اس دورِ نازک میں جب کہ جامعہ نعیمیہ اپنی روایتی شان سے بڑھ کر دینی خدمات انجام دے رہا ہے اور جس کی ترقی بزرگان دین کی روحانی مسرت کا باعث ہے۔ ایسے مدرسے کی امداد واعانت بہت ضروری ہے۔ مولا سبحانہ تعالیٰ مسلمانان اہل سنّت کو عموماً اور سلسلہ اشرفیت کو خصوصاً اس کی خدمت کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ اور انہیں اور جامعہ نعیمیہ کے اراکین ومخلصین کو بہتر سے بہتر اجر عطا فرمائے۔ اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔

سیّد محمد مختار اشرف۔ سجادہ نشین کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد

یکم رجب المرجب ۱۳۷۷ھ

[مرجع سابق: ۲۰؍ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۸ھ لغایت ۳۰؍ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۹ھ۔
مطابق یکم جنوری ۱۹۵۹ء لغایتہ ۳۱؍ دسمبر ۱۹۵۹ء۔ ص۹]

(۳)

جامعہ نعیمیہ مرادآباد مذہبی تعلیم وتربیت کے لیے ایک بلند اور معیاری درسگاہ ہے۔ یہ صرف ایک درس گاہ ہی نہیں بلکہ ایک شان دار تربیت گاہ بھی ہے۔ جہاں کا ماحول دینی تڑپ اور ملّی حمیّت سے سرشار ہے۔ اگر آپ نئی نسل میں اسلامی کردار اور دینی مزاج کی تمنّا کرتے ہیں تو اس قدیمی ادارے کی ہر طرح سے امداد فرماکر اس خدمت کا موقع جامعہ نعیمیہ کو دیجیے۔ تمام اہل خیر حضرات سے خصوصاً وابستگانِ سلسلہ اشرفیہ سے میری اپیل ہے کہ وہ جامعہ نعیمیہ کو ہرگز فراموش نہ فرمائیں، خداوند کریم اس ادارے کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ اور معاونین واہل خیر حضرات کو اجر جزیل سے نوازے۔ آمین۔

فقیر، ابوالمسعود سیّد مختار اشرف سجّادہ نشین

[مرجع سابق: از یکم جولائی ۱۹۷۵ء تا ۳۰؍ جون ۱۹۷۶ء۔ ص۵]

مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن نعیمی اڑیسوی

جامعہ نعیمیہ کے مخلص فارغین میں مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمن نعیمی کا نام نمایاں حیثیت سے مشہور ہے۔ آپ نے جامعہ نعیمیہ کے تعلق سے درج ذیل تاثر تحریر فرمایا:

نقل معائنہ مجاہد دوراں علامۂ زماں مولانا مولوی مفتی الحاج شاہ محمد حبیب الرحمن صاحب صدر آل انڈیا تبلیغ سیرت ورئیس اعظم دھام نگر ضلع بالیسر (اڑیسہ) دام مجدہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ عالم الغیب والشھادۃ ھو الرحمن الرحیم والصلوۃ والسلام علی من بعث معلما وھدی الی صراط المستقیم وعلی آلہ واصحابہ وعترتہ وابنہ ھم عماد الدین المستقیم۔

امابعد۔ خدا کا شکر ہے کہ **حضرت استاذ محترم صدر الافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ** کے جامعہ نعیمیہ کی نئی بہار دیکھنا نصیب ہوا۔ حضرت کے وصال کے بعد جامعہ کے حوادثات معلوم کرکے روح فرسا تکلیف ہوتی رہی لیکن بالآخر **حضرت** کا خلوص رنگ لاکر رہا۔ اور امید افزا حالات سے مدرسہ مزین ہونے لگا۔ جامعہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہو۔ اور **استاذی علیہ الرحمۃ والرضوان** کی سعی مشکور سے بیش از بیش عالم اسلام مستفیض ہو۔ آمین آمین بجاہ حبیبہ علیہ الصلاۃ والتسلیم۔ ۲۱ رجب المرجب ۷۷ھ روز سہ شنبہ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۵۸ء۔

فقیر، محمد حبیب الرحمن قادری غفرلہ

[مرجع سابق: ۲۰ / جمادی الاخریٰ ۱۳۷۸ھ لغایت ۳۰ / جمادی الاخریٰ ۱۳۷۹ھ۔
مطابق یکم جنوری ۱۹۵۹ء لغایتہ ۳۱ / دسمبر ۱۹۵۹ء۔ ص ۱۰]

مولانا یونس نعیمی سنبھلی

۱۹۲۷ء سے ۱۹۷۳ء تک مسلسل آپ جامعہ نعیمیہ میں خدمت تدریس کرتے رہے اور ۱۹۵۲ء سے تاحیات عہدہ اہتمام پر فائز رہے۔ آپ نے جامعہ نعیمیہ کے لیے انتھک جدوجہد اور بے لوث خدمات پیش کیں۔ جامعہ کے حوالے سے آپ نے بہت سی تحریریں لکھی ہوں گی البتہ ہمیں چند تحریریں دستیاب ہوئیں جن سے آپ کی خدمات جلیلہ کا قدرے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ہم یہاں آپ کے تاثرات وگزاراشات نقل کررہے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی پرزور اپیل

جامعہ نعیمیہ مرادآباد، علوم دینیہ کا بہت بڑا مشہور دینی ادارہ ہے۔ اپنی عمر کے انچاسویں سال کو پہنچ چکا ہے۔ جامعہ سے صدہا بڑے بڑے فضلاو حفاظ پیدا ہوئے، جو ملک کے ہر صوبہ اور اکثر شہر وقصبات وقریات میں دینی خدمات

انجام دے رہے ہیں۔ اور بعض بڑے بڑے دینی مدارس اور ادارے قائم کر کے ملک وملت کو فیض یاب کر رہے ہیں۔
اس کے **بانی حضرت استاذ العلماء فخر الاماثل صدر الافاضل مولانا مولوی مفتی الحاج شاہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس سرہ العزیز** تھے، جن کے فضل وکمال اور علم وعمل سے ہندوستان و پاکستان ہی نہیں بلکہ دوسرے ممالک بھی واقف و باخبر ہیں۔ جامعہ نعیمیہ کی کوئی خاص مستقل آمدنی نہیں ہے اور مصارف کثیر ہیں صرف اصحاب خیر ہی کی توجہ پر اس کی بقا ہے۔

لہٰذا جملہ حضرات اہل خیر و معاونین سے پر زور التماس ہے کہ جامعہ نعیمیہ کی اولوالعزمی سے جلد از جلد زیادہ سے زیادہ ہر قسم کی مالی امداد فرما کر جامعہ نعیمیہ کی انتظامیہ کمیٹی کو ممنون فرمائیے۔ اور اس دینی ادارہ کو تقویت پہنچا کر ثواب دارین حاصل کیجیے۔ جملہ رقوم بنام مہتمم انتظامیہ کمیٹی جامعہ نعیمیہ بازار دیوان مرادآباد، روانہ فرما کر رسیدات مہر شدہ انتظامیہ کمیٹی حاصل کیجیے۔ کسی کو جامعہ کے لیے کوئی رقم امداد بغیر انتظامیہ کمیٹی کی رسید لیے ہر گز نہ دیں ورنہ انتظامیہ کمیٹی اس کی ذمہ دار نہ ہوگی۔

الداعی الی الخیر: محمد یونس نعیمی اشرفی

مہتمم انتظامیہ کمیٹی جامعہ نعیمیہ بازار دیوان مرادآباد

[مرجع سابق: ۱۰؍ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۷ھ ۱۹؍ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۸ھ۔ مطابق یکم جنوری ۱۹۵۸ء لغایۃ ۳۱؍ دسمبر ۱۹۵۸ء]

تعمیر مسجد دار التفسیر۔ یاران تیز گام نے منزل کو پالیا

گہوارہ تعلیم وتربیت، علوم وفنون مشرقیہ کا عظیم مرکز دار العلوم جامعہ نعیمیہ مرادآباد!

جو مسلک امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی بقا و اشاعت کا ضامن، امام المشائخ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ کے فیوض روحانیہ کا آئینہ **دار و استاذ العلماء حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب علیہ الرحمۃ** کی زندہ جاوید یادگار ہے۔ اس کی پر شکوہ دار الحدیث کی دیدہ زیب عمارت بفضلہٖ تعالیٰ پایہ تکمیل کو پہنچ کر اہل نظر کو دعوت نظارہ دے رہی ہے، جو آپ کے ملی جذبات اور بھرپور تعاون کا نتیجہ ہے۔ اس کے بعد ایک دوسرا عظیم منصوبہ یعنی دار التفسیر کی تعمیر کا اہم پروگرام جامعہ کے پیش نظر ہے۔ اور مسجد جامعہ میں نمازیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور جگہ کی قلت کے پیش نظر بالائی منزل کی تعمیر نہایت ضروری ہوگئی ہے۔ ماہ رمضان المبارک اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ یہ فگن ہو چکا ہے اس مبارک موقع پر جامعہ کی دار التفسیر کی تکمیل کا عظیم کام آپ کا مذہبی فریضہ ہے۔
لہٰذا اہل خیر حضرات سے پر زور اپیل ہے کہ اس مقدس منصوبہ کو مکمل کرانے کے لیے جامعہ کے تعاون میں دل کھول

کر حصہ لیں اور عند اللہ اجر عظیم کے مستحق ہوں۔

مہتمم دارالعلوم جامعہ نعیمیہ دیوان بازار مرادآباد یوپی۔

فون ۷۶۹۷۴۔ از دفتر انتظامیہ کمیٹی جامعہ نعیمیہ بازار دیوان مرادآباد۔ تاریخ۔ ماہ۔ سنہ ۱۹

[مرجع سابق: از یکم جولائی ۱۹۷۷ء تا ۳۰/ جون ۱۹۷۸ء]

ہمدرد قوم وملت.. السلام علیکم

غالبًا یہ بات آپ کے علم میں ہوگی کہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد علوم دینیہ وفنون عربیہ کی ایک عظیم الشان درسگاہ ہے، جس کو آج سے پچاس سے پہلے ۱۹۰۹ء میں **حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل استاذ العلما مولانا الحاج شاہ محمد نعیم الدین صاحب قدس سرہ** نے قائم فرمایا تھا۔ اس عرصہ میں اس درسگاہ سے ہزاروں علما وحفاظ قاری فارغ التحصیل ہوئے جنہوں نے ملک کے چپہ چپہ پر اسلام کی بڑی خدمات انجام دیں۔ مدارس قائم فرمائے۔ علم دین کی روشنی پھیلائی۔ اور آج بھی بفضلہٖ تعالیٰ ملک کے اکثر مدارس میں یہیں کے تعلیم یافتہ حضرات علمائے کرام قرآن وحدیث ودیگر علوم وفنون کی تعلیم دے رہے ہیں۔ اور اس طرح جامعہ کا فیض عام ہو رہا ہے۔ تقریبًا دو سو طلبہ اس وقت بھی زیر تعلیم ہیں۔ ہر درجہ میں مدرسین نہایت ہمدردی سے تعلیم میں مصروف رہتے ہیں۔ طلبہ کی تعلیم کے ساتھ ان کی تربیت وتہذیب اور ان میں عقائد واعمال کا.... خیال رکھا جاتا ہے۔ ہر سال ۱۵۔ ۲۰۔ طلبہ ہر علم وفن میں کامل ہو کر نکلتے ہیں۔ اصلاحی اور تبلیغی شعبے بھی قائم ہیں ان سب کاموں کی تکمیل اور جامعہ کی ترقی کا انحصار اہل خیر حضرات ہی کی توجہ پر موقوف ہے اس گرانی وپریشانی میں آپ جیسے مخیر حضرات کی توجہ درکار ہے ؎

خدمت قوم سے بہتر نہیں دنیا میں عمل
اجر دے گا تمہیں خلاق جہاں عز و جل
آپ کی چشم عنایت دم عیسیٰ ہوگی
یہ ہے وہ کام نہیں جس میں روا لیت و لعل

جناب کی دینی ہمدردی اور علم دوستی سے قوی امید ہے کہ جامعہ کی شایان شان خدمت فرما کر رحمت خداوندی کے اور دوسروں کو اس کار خیر کی طرف متوجہ فرما کر، الدال علی الخیر کفاعلہ، کا مصداق بنیں گے۔ اور عند اللہ ماجور ہوں گے۔ امداد فرماتے وقت یہ ضرور بتلا دیں کہ آپ کی امداد زکاۃ صدقہ وغیرہ میں کس قسم کی ہے تاکہ اسی مد میں خرچ کی جائے۔ ضروری نوٹ: اگر حضرات معاونین کسی بنک کا چیک یا ڈرافٹ وغیرہ بھیجیں تو اس میں مہتمم کا نام نہ لکھیں بلکہ مینیجنگ نمبر.... جامعہ نعیمیہ بازار دیوان مرادآباد۔ تحریر فرمائیں۔

الداعی الی الخیر: محمد یونس نعیمی اشرفی مہتمم انتظامیہ کمیٹی جامعہ نعیمیہ بازار دیوان مرادآباد یوپی۔

[مرجع سابق: از یکم جولائی ۱۹۷۰ء تا ۳۰/ جون ۱۹۷۲ء]

مولانا خواجہ نظام الدین صاحب و مولانا عبدالقدیر بدایونی صاحب سابق مفتی حیدرآباد

تحریر مبارک:۔ حضرت بلند درجت علامہ دوراں مولانا مولوی شاہ خواجہ نظام الدین صاحب قادری بدایونی

مع تصدیق و مہر پر تنویر سراپا تاثیر حضرت علاّمہ الحاج مولوی شاہ محمد عبدالقدیر صاحب

مدظلہ العالی قادری بدایونی سابق مفتی حیدرآباد (دکن)

حامداً و مصلیاً فبعد۔

مرکزی دارالعلوم جامعہ نعیمیہ مرادآباد اہل سنت و جماعت (یوپی) کی وہ مایہ ناز عربی درس گاہ ہے، جس کو ہند و پاک کے اکابر علما کا مادر علمی کہا جاتا ہے۔ فقیر اس عظیم ادارہ سے بخوبی واقف ہے۔ میں تمام اہل اسلام و جملہ شیدایان نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خصوصاً جمیع مریدین اور اہل خیر حضرات سے پر زور اپیل کرتا ہوں کہ اس مرکزی ادارہ کی بمدّ زکوٰۃ و خیرات و چرم قربانی و فطرات نیز عطیات سے پوری پوری اعانت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ والسلام۔

فقیر۔ خواجہ غلام نظام الدین قادری بدایونی مہتمم دارالعلوم قادریہ عالیہ و شمس العلوم بدایوں

(مہر حضرت مفتی صاحب۔ حیدرآباد دکن)

[مرجع سابق: از ۲۰/ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۸ھ لغایت ۳۰/ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۹ھ۔
مطابق یکم جنوری ۱۹۵۹ء لغایتہ ۳۱/ دسمبر ۱۹۵۹ء۔ ص ۷، ۸]

مفتی اعظم دہلی مفتی مظہر اللہ صاحب

صدر الافاضل کے احباب میں مفتی اعظم دہلی مفتی مظہر اللہ مجددی بھی ہیں۔ صدر الافاضل اور جامعہ نعیمیہ سے خاصا لگاؤ تھا۔ صدر الافاضل کی محبتوں اور جامعہ کی خدمتوں کے حوالے سے آپ نے درج ذیل تاثر تحریر فرمایا:

نقل معائنہ حضرت عظیم المرتبت علامہ الحاج مولانا مولوی شاہ محمد مظہر اللہ صاحب مدظلہ العالی امام مسجد جامع فتحپوری و مفتی اعظم دہلی

باسمہ تعالیٰ۔

حضرت صدر الافاضل قدس سرہم کی وفات کے بعد فقیر کو بھی ان کے مزار پر انوار کی زیارت کی کشش نے کشاں کشاں مرادآباد پہنچایا۔ اور اس ہی زیارت کے ضمن میں جامعہ نعیمیہ کی زیارت بھی میسّر آئی۔ گو تنگی وقت کی وجہ سے کماحقہ جامعہ کی تعلیم و نظام پر واقف نہ ہو سکا۔ نہ اس کی عمارت عالی شان و دل کشا کمرہائے درس گاہ کی پوری طرح

سیر کر سکا۔ لیکن پھر بھی سرسری نظر نے جو کچھ دیکھا وہ اس قدر خوش کن تھا جس نے اس آتشِ غم کی لپٹوں پر (جو زیارت مزار مقدس کے وقت قلب حزیں سے اٹھ رہی تھیں) آب خنک کا کام کیا۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ باوجودیکہ حضرتِ اقدس نے اپنے زمانہ حیات میں مجھے بارہا یاد فرمایا ایسے ایسے الحاح کے ساتھ خط لکھے جن کا مضمون اس وقت جب بھی ذہن میں آجاتا ہے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ قلب پر کیا گزرتی ہے۔ لیکن افسوس کہ میں اپنی کم ہمتی کی وجہ سے یا فقدانِ قابلیت دیکھتے ہوئے تعمیل ارشاد نہ کر سکا۔ لیکن اس کے باوجود بھی ان کی کرم نوازی میں شمہ بھر فرق نہ آیا۔ اور کبھی ملال خاطر کا اظہار نہ فرمایا۔ حق یہ ہے کہ فقیر ان کی غیر معمولی محبت کی قدر نہ کر سکا۔

میں ان حضرات کا نہایت درجہ مشکور ہوں گا جو حضرت مرحوم کے اس دینی گلشن کی ہر ممکن اعانت سے آبیاری فرمائیں گے۔ ممکن ہے کہ میری اس تحریک کی کامیابی حضرت کی روح کو میری طرف سے خوشنود کر سکے۔ نہ یہ خیال فرمائیں کہ میں محض اس فائدے کی غرض سے آپ کو ترغیب دے رہا ہوں۔ نہیں۔ یہ شے تو اصل شے سے کچھ زیادہ علاقہ نہیں رکھتی۔ اصل شے تو وہ عطیات الٰہیہ ہیں جو اس اعانت کے صلے میں معین پر مثل بارش دائمی رہیں گے۔ جس پر دلائل قطعیہ ناطق۔ یقیناً خلوص کے ساتھ ایسے صدقات کا ثواب جن کا مصرف علم دین کی اشاعت ہو۔ اضعافاً مضاعفہ ہے۔ احادیث میں ایسے صدقات کو صدقات جاریہ سے شمار فرمایا ہے۔

پس آپ کے اس عطیہ یا دوسری قسم کی اعانت سے جس جس طالب علم یا مدرس کو نفع پہنچے گا وہ خود بلکہ اس کے شاگرد اور شاگردانِ شاگرد جب تک بھی باقی رہیں گے اور ان کے علم سے مسلمان مستفید ہوتے رہیں گے ہر آن اسی طرح کے ثواب کی آپ پر بارش ہوتی رہے گی۔ یوں ہی اگر آپ کی اعانت نے اس کی مکانیت کو نفع پہنچایا تب بھی۔ ہاں اس قدر عرض کر دینا اور ضروری سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے ثواب کا استحقاق جب ہی حاصل ہو سکتا ہے جب کہ آپ کی یہ اعانت کسی بدمذہب عالم یا طالب علم یا ایسے لوگوں کے مدرسہ کی عمارت کے لیے نہ ہو۔ ورنہ بجائے فائدہ نقصان نقد و وقت ہوگا۔ فقط

محمد مظہر اللہ تعالیٰ غفر اللہ تعالیٰ امام مسجد جامع فتح پوری۔ دہلی

[مرجع سابق::از ۲۰؍ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۸ھ لغایت ۳۰؍ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۹ھ۔
مطابق یکم جنوری ۱۹۵۹ء لغایتہ ۳۱؍ دسمبر ۱۹۵۹ء۔ ص ۸]

برہان ملت علامہ برہان الحق رضوی جبل پوری

صدرالافاضل کے حلقہ احباب میں ایک نام برہان ملت کا بھی ہے۔جامعہ سے متعلق آپ کا یہ تاثر دستیاب ہوا۔ملاحظہ کریں:

نقل معائنہ حضرت رفیع المرتبت علّامہ الحاج مولانا مولوی شاہ عبدالباقی محمد برہان الحق صاحب قادری رضوی جبلپوری۔ مفتی اعظم۔ایم پی وسابق ایم۔ایل۔سی (مدھیہ پردیش)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم

حضرت صدرالافاضل استاذ العلما مولانا مولوی حافظ حکیم شاہ سیّد محمد نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خیر جاری اور ان کی یاد کو بعونہ تعالیٰ ہمیشہ تازہ رکھنے والی یادگار۔جامعہ نعیمیہ مرادآباد، میں حضرت سراپا برکت، فقیر نواز مفتی اعظم ہند قبلہ وکعبہ مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب۔ادامہ اللہ تعالیٰ بالمعالی والمواہب کے ہم رکاب پہلی مرتبہ حاضر ہوا۔اللہ عزوجل، بانی جامعہ نعیمیہ کی قبر شریف کو انوار رحمت سے منور رکھے، کہ ان کی مساعی جمیلہ کو اللہ تعالیٰ نے مشکور فرمایا اور ان کے فیض صوری ومعنوی کا ایک ایسا دریا جاری فرمایا جس کی نہریں علم دین کے چمن کو دیر تک سر سبز و شاداب رکھیں گی اور اس کی دلکش ایمان افروز، باطل سوز مہک دنیائے سنیت کو انشاءاللہ معطر رکھے گی۔

فقیر نے عمارت کی خوش اسلوبی۔دارالعلوم کے انتظامات کے رجسٹر وغیرھا اور علمائے کرام، مدرسین اعلام اور طلبہ کے مہذب اخلاق سے اپنے دل میں بہترین دیرپا اثرات لیے۔اور دعا کرتا ہے کہ رب کریم بعونہ دعون حبیبہ الرؤف الرحیم اس دارالعلوم کے مؤسس علیہ الرحمۃ کی روح مقدس کو اس ادارہ کی ترقی اور اس کے متولی واراکین وعمائد مجلس انتظامیہ اور علما ومدرس وطلبہ کی خدمات وترقی اور روز افزوں درخشانیوں سے سکون واطمینان نصیب فرمائے۔

ورحم اللہ تعالیٰ عبداً قال آمینا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی مظر لطفہ سیدنا و مولانا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین۔ ۲/ربیع الاول ۱۳۷۷ھ

الفقیر۔عبدالباقی محمد برہان الحق القادری الرضوی السلامی الجبلفوری غفرلہ

[مرجع سابق: از ۲۰/جمادی الاخریٰ ۱۳۷۸ھ لغایت ۳۰/جمادی الاخریٰ ۱۳۷۹ھ۔ مطابق یکم جنوری ۱۹۵۹ء لغایتہ ۳۱/دسمبر ۱۹۵۹ء۔ص۹]

پاسبان ملت علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آبادی

صدرالافاضل کی بارگاہ کے فیض یافتہ افراد میں ایک مشہور نام علامہ مشتاق نظامی کا بھی ہے۔جامعہ سے متعلق آپ نے درج ذیل تاثر تحریر فرمایا:

نقل تحریر مبارک پاسبانِ ملّت حضرت مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب نظامی الہ آباد

دنیائے سنّیت میں صدرالافاضل حضرت مولانا حافظ قاری حکیم الحاج محمد نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بانی دارالعلوم جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی بلند ترین شخصیت محتاج تعارف نہیں ۔ حضرت موصوف ہی کی وہ ذات گرامی تھی جو وقت کی ہر کٹھن منزل پر اہل سنت کو حالاتِ حاضرہ پر متنبہ کرتی رہی۔ چناں چہ موصوف کے جماعتی جدو جہد کی آخری داغ بیل (جمہوریت اسلامیہ) ہے جس کے پلیٹ فارم پر بیک وقت ہند و پاکستان کے تمام ہی علما و مشائخ اہل سنت کی ناخدائی کے لیے اکٹھا ہوگئے۔افسوس ہے کہ آج وہ ہم میں نہیں ہیں،لیکن ان کے علم و عمل کی ایک زندہ یادگار دارالعلوم جامعہ نعیمیہ ہے،جس کو اہل سنت دینِ متین کا ایک قلعہ تصور کرتے ہیں۔

تقریباً نصف صدی سے یہ ادارہ علوم عربیہ وفارسیہ کی ایسی زریں خدمات انجام دے رہا ہے ،جس کی نظیر مشکل سے لائی جاسکتی ہے۔دارالعلوم جامعہ نعیمیہ کی پر شکوہ عمارت دیکھنے کے بعد بانی جامعہ نعیمیہ کی اخلاص نیت وعلو ہمتی کا پتہ چلتاہے۔جامعہ کے صدر گیٹ پر پہنچتے ہی دارالخیر اجمیر مقدس کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خواجہ خواجگان کی روحانیت نے علم وادب کے ادارے کو اپنے برکتوں میں سمیٹ رکھاہے۔جامعہ کے صدر دروازے سے گزرتے ہی داہنے ہاتھ (جنوبی) پر ایک مسجد ہے جس کا سائبان زبدۃ العارفین حضرت سیدی مولانا پیر جماعت علی شاہ صاحب قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دست حمایت کا تیار کردہ ہے۔اور مسجد ہی سے ملحق داہنے ہاتھ پر اللہ کے ولی۔ دنیائے سنیت کے محسن اعظم بانی جامعہ **حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** کا مزار پر انوار ہے جس کے احاطے میں بیٹھ کر طلبہ تبرکاً حفظ کرتے ہیں،گویاکہ ہر وقت آپ کے مزار پرانوار پر تلاوتِ قرآن مجید ہوتی رہتی ہے جو حضرت کی ولایت وکرامت پر زندہ نشانی ہے۔اور صدری دروازے سے بائیں ہاتھ (شمالی) پر حفظ وقرأت کے علی الترتیب کمرے ہیں۔پھر اس کے اور آگے بڑھ کر آپ ایک ایسے وسیع ہال کے ارد گرد ہر چہار جانب مسلسل دارالنحو،دارالصرف، دارالادب،دارالحدیث،دارالتفسیر،دارالمنطق،دارالافتاء ودفتر انتظامیہ کمیٹی دفتر انجمن اصلاح البیان وغیرہ کے کمرے ہیں۔ گویا یہ ایک ایسا سدا بہار چمن ہے جس کی نسیم رحمت کے جھونکے صبح قیامت تک اہل سنت کے تڑپتے ہوئے قلوب کو ٹھنڈک پہنچاتے رہیں گے۔

اس نصف صدی کے پیہم خدمات کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ملک کے طول وعرض میں جامعہ کے فارغ التحصیل

علما دینی خدمات کو انجام دے رہے ہیں۔

(۱) رئیس العلماء حضرت مولانا مولوی محمد یونس صاحب اشرفی مہتمم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ (۲) شیخ الحدیث حضرت مولانا مولوی حبیب اللہ صاحب صدر المدرسین جامعہ (۳) اور فخر العلماء حضرت مولانا مولوی آل حسن صاحب (۴) علامہ جلیل حضرت مولانا مولوی سید اظہار اشرف میاں صاحب (۵) فاضل عزیز حضرت مولانا مولوی طریق اللہ صاحب شاہدی اور دوسرے مدرسین واراکین و منتظمین و معاونین جو دارالعلوم جامعہ نعیمیہ کی باگ ڈور کو اپنے ہاتھ میں لیے ہیں۔ ربّ کریم انہیں قادر قائم رکھے۔

فاضل گرامی حضرت مولانا شاہ محمد قمرالدین صاحب مجیبی القادری بھی جامعہ ہی کے ممتاز شہ پاروں میں ہیں۔ جو اس وقت جامعہ نعیمیہ کے شعبہ مالیات کو پوری ذمہ داری سے انجام دے رہے ہیں۔ امید قوی ہے کہ قوم کا ہر فرد موصوف کا خیر مقدم کرے گا۔ اور جامعہ جیسی دینی درس گاہ کو اپنی امداد واعانت سے مضبوط سے مضبوط تر بنائے گا۔ قابل صد مبارک باد ہیں وہ ارکان جو جامعہ کی عمارت اور بھی وسیع کر رہیں۔ میری پر خلوص دعا ہے کہ علم وادب کا یہ سدا بہار چمن ہمیشہ پر بہار رہے اور آسیبِ روز گار سے محفوظ و مامون رہے۔ آمین ثم آمین۔

مشتاق احمد نظامی۔ مورخہ ۹ نومبر ۱۹۵۷ء

[مرجع سابق: از ۲۰/ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۸ھ لغایت ۳۰/ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۹ھ۔
مطابق یکم جنوری ۱۹۵۹ء لغایتہ ۳۱/ دسمبر ۱۹۵۹ء۔ ص ۱۰، ۱۱]

مدیر اخبار مخبر عالم مرادآباد

مدرسہ اور انجمن کا کوئی مستقل ذریعہ آمدنی نہ تھا۔ مدرسے کے اخراجات کا زیادہ تر بار صدرالافاضل کے مبارک کاندھوں پر تھا۔ صدرالافاضل نے اس کی ترقی کے لیے بہت قربانیاں دیں۔ اس حوالے سے آپ کی ذاتی کوششوں اور سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے اور آپ کی ایثار واخلاص کی دہائی دیتے ہوئے مدیر اخبار مخبر عالم مرادآباد جو آپ کے قریبی احباب اور دوستوں میں سے تھے، لکھتے ہیں۔

''ہم دیکھ رہے ہیں کہ **حکیم مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب ناظم انجمن** اپنے سچے ایثار و علمی قابلیت سے اس انجمن اور اس کے مدرسے کو جو ترقی دی ہے وہ اس کے سالانہ.... نتیجوں سے ظاہر ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے **مولوی صاحب موصوف** صرف اپنی ذاتی کوششوں اور سرگرمیوں سے اس انجمن اور مدرسے کو چلا رہے ہیں اور اس چشمہ فیض کی روانی فقط ان ہی کی ذات تک محدود پائی جاتی ہے۔''

[اخبار مخبر عالم مرادآباد: یکم جون۔ ۱۹۱۶ء]

مزید لکھتے ہیں:

”جامعہ نعیمیہ ۴۳ سال سے **حضرت صدر الافاضل الحاج مولوی حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دامت برکاتھم** کے زیر سایہ پھل پھول رہا ہے۔ آپ نے جس خلوص اور جذبے سے اس مدرسے کی بنیاد رکھی تھی۔ الحمد للہ اب تک اسی جوش اور ولولے سے اس کی خدمت اور ترقیوں کے لیے کوشاں ہیں ... ہماری دعا ہے کہ خدائے عزوجل **حضرت صدر الافاضل** کا سایہ تادیر ہم سب کے سروں پر قائم رکھے۔ اور ہم ان کے فیوض وبرکات سے مستفید ہوتے رہیں۔“ [مرجع سابق: یکم اگست ۱۹۴۴ء ص ۸]

مولانا قاضی ثروت حسین رئیس شہر مراد آباد

قاضی و رئیس شہر مراد آباد جامعہ نعیمیہ کے مخلصین و معاونین میں سے ایک تھے۔ جامعہ سے متعلق آپ نے درج ذیل معائنہ تحریر فرمایا۔

نقل معائنہ جناب ناصر شرع مبین حامی دین متین مولوی الحاج قاضی محمد ثروت صاحب، قاضی و رئیس شہر مراد آباد و سابق ایم، ایل، سی صوبہ یوپی۔

آج بتاریخ ۲۳/ جون ۵۴ء میں نے جامعہ نعیمیہ میں آکر انتظامیہ کمیٹی کے جملہ رجسٹر آمد و خرچ و قبض الوصول دیکھے۔ خدا کے فضل سے حسابات باضابط اور بہت صاف و صحیح تحریر ہیں، جس سے میں مطمئن ہوں۔ قلیل عرصے میں انتظامیہ کمیٹی نے واقعی انتظامات بہت خوب کیے ہیں۔ اور بڑی دیانت داری سے کام انجام دیا جا رہا ہے۔

عمارت جامعہ نعیمیہ میں کچھ اضافہ واصلاح کی گئی ہے۔ جس کو دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اور **حضرت مولانا نعیم الدین صاحب** کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔ اس پر بھی جو عمارت پاٹنے کی بنائی گئی ہے وہ بہت خوب ہے۔ میں کمیٹی کو مبارک باد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ترقی روز افزوں ہو۔ جملہ ممبران بہت ہمدردی اور ایثار سے کام انجام دے رہے ہیں۔ فقط۔

(دستخط مبارک) ثروت حسین۔ ۲۳/ جون ۵۴ء

[روداد جامعہ نعیمیہ: از یکم ربیع الاول ۱۳۷۲ھ لغایتہ ۵/ جمادی الاولی ۱۳۷۴ھ۔
مطابق ۲۰/ نومبر ۱۹۵۲ء تا ۳۱/ دسمبر ۱۹۵۴ء۔ ص ۱۵]

جناب چودھری محمد ظفریاب سینیر وائس پریسیڈنٹ بچھرایوں

جامعہ کے مخلص معاونین میں سے ایک جناب چودھری محمد ظفریاب بھی ہیں۔آپ نے جامعہ نعیمیہ کے حالات کا جائزہ لیا تو درج ذیل تاثر تحریر فرمایا۔

نقل معائنہ جناب معلی القاب چودھری محمد ظفریاب حسین صاحب، سینیر وائس پریسیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ ورئیس قصبہ بچھرایوں، ضلع مرادآباد

آج ۲ستمبر ۱۹۵۴ء کو مولوی نذیر الاکرم صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں مجھ کو مدرسہ نعیمیہ کے دیکھنے کا فخر حاصل ہوا۔جو کام مجھ سے لیا گیا، کسی طرح اپنے آپ کو اہل نہیں جانتا ہوں۔لیکن تعمیل کا فرض مجبور کرتا ہے۔حاضر ہونے کے بعد جو تاثرات میرے قلب پر پیدا ہوئے ان کو سپرد قلم نہ کرنا اپنی جگہ پر ناقابل تلافی جرم تصور کرتا ہوں۔میں نے مدرسہ ہٰذا کے پرائمری درجات و فارسی وغیرہ کے درجات کو دیکھا اور یہاں آکر گزشتہ حالات معلوم ہوئے۔ان حالات کے مفصل معلوم ہونے کے بعد مدرسے کو دیکھنے میں حیرت ہوتی ہے۔خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے کارکنان کی... امنگوں کو بڑی حد تک کامیاب بنایا۔اور امید ہے کہ اور میں بھی دست بدعا ہوں ' اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے میں مدرسہ کو ترقی معراج پر پہنچادے۔آمین۔

یہ مانتا ہوں کہ ان حالات میں میرے علم میں مدرسے نے غیر معمولی ترقی کی ہے مگر اس میں بھی کوئی شک ہی نہیں کہ مدرسہ ابھی مسلمانوں کے احساس بیداری کے لیے بڑی حد تک دعا گو ہے۔اگر مسلمان اپنے اندر معمولی سی بھی بیداری پیدا کرلیں تو مدرسے کی جملہ الجھنیں بہت معمولی سی چیز ہیں۔اس نازک دور میں خصوصیت سے زیادہ توجہ درکار ہے۔یوں تو مسلمان کے لیے ہر وقت ضروری چیز ہے۔مہتمم صاحب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابتدائی کلاس اور فارسی کے کلاس کی جانب صفائی کے لیے اور توجہ ہونا چاہیے۔طلبہ کی تعداد ۲۰۰ کے قریب ہے اور بہت اچھی حالت میں ہیں۔

(دستخط مبارک) محمد ظفریاب حسین۔سینیر وائس پریسیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ ساکن بچھرایوں۔

[مرجع سابق]

جناب مظفر حسین خان صاحب ممبر مجلس منتظمہ انجمن اہل سنت مرادآباد

جامعہ نعیمیہ کی تعلیمی ترقی کے حوالے سے انجمن اہل سنت وجماعت مرادآباد کی مجلس منتظمہ کے ایک اہم ممبر جناب محترم مظفر حسین صاحب کا درج ذیل تاثر قابل مطالعہ ہے۔ملاحظہ کریں:

"اسلامی مدارس کی حالتیں جیسی ناگفتہ بہ اور جگر خون کن ہیں ان سے ملت و قوم کے ارباب فہم و فراست غافل و بے خبر نہیں ہیں۔ مگر یہ مرض کچھ ایسا مزمن اور دیرینہ ہو گیا ہے کہ اس کی علاج کے واسطے امراض قوم کے اطبا کو یکایک جرأت کر کے اٹھ کھڑا ہونا آسان نہیں ہے۔ جب کبھی یہ سننے میں آتا ہے کہ کسی اسلامی مدرسے میں کوئی مفید اصلاح ہوئی یا اس کی تعلیمی حالت نے کوئی امید افزا روش اختیار کی تو معمول سے زیادہ خوشی اور فرحت ہوتی ہے۔

اسی جولائی کی یکم سے ۳ تک انجمن اہل سنت و جماعت مرادآباد کے سالانہ جلسے تھے۔ اس انجمن کی عمر صرف دو سال کی ہے۔ اس کی بنیاد اس لیے ڈالی گئی ہے کہ مذہبی تعلیم کے نقائص کو دور کرے اور علوم کی ترویج میں ایک ممتاز روش اختیار کرے۔ جلسوں کا زمانہ انجمن کے دوسرے سالانہ امتحان کا وقت تھا اس وقت انجمن نے یہ ثابت کر دیا کہ اس کی دو سالہ مساعی سالہا سال کے جاگرفتہ اور خو کردہ نقائص تعلیم کے دور کرنے میں عمدہ کامیابی حاصل کر چکی ہیں۔ ابتدائی جماعتوں سے لی کر اعلیٰ درجے تک کی تعلیم میں انجمن کا مدرسہ ان دوسرے پرانے پرانے مدارس پر فائق ہے۔ صرف اتنا ہی نہ تھا کہ جلسہ عام میں امتحان کا نتیجہ سنا کر حاضرین کا دل خوش کر دیا جاتا بلکہ طلبہ پیش کر کے جلسے میں ان کا امتحان لیا گیا۔ ہزارہا آدمیوں کے مجمع میں چھوٹے چھوٹے خرد سال بچوں نے نہایت دلیری اور اطمینان کے ساتھ سوالات کے جواب دیے۔ اور کسی کو لغزش تک نہ ہوئی۔ دینی مسائل کی تقریر میں چھوٹے چھوٹے طلبہ کو ایسا ملکہ حاصل ہے کہ بڑے بڑے علما ان کی خوش بیانی پر تحیر کر رہے تھے۔"

[دبدبہ سکندری: ۱۴ر جولائی ۱۹۱۳ء ص ۷]

مدرسین جامعہ نعیمیہ، حالات وخدمات

جامعہ نعیمیہ میں صدرالافاضل نے تاحیات تدریسی خدمات انجام دیں اور وہ بھی لوجہ اللہ۔ جامعہ نعیمیہ کے مدرسین کی حاضری وتنخواہ والے رجسٹر بابت نومبر ۱۹۱۳ء کو فقیر نے دیکھا اس میں مدرسین کی حاضری دستخط کے ساتھ تنخواہ بھی لکھی ہوئی ہے۔ صدرالافاضل کا اسم گرامی پہلے خانے میں ہے اور تنخواہ کے خانے میں "لوجہ اللہ" لکھا ہوا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ صدرالافاضل جامعہ نعیمیہ میں فی سبیل اللہ تدریسی خدمات انجام دیتے تھے۔

آپ کے علاوہ کئی مشاہیر علما وفضلا نے تدریسی خدمات انجام دیں۔ ہم یہاں آپ کے دور مبارک تک مسند تدریس وافتا کو زینت بخشنے والے اصحاب درس وافتا کا تذکرہ خیر کیے دیتے ہیں تاکہ جامعہ نعیمیہ کے علمی معیار، بلندی نظام تعلیم کا بخوبی اندازہ ہوسکے۔ آپ کے دور حیات میں درج ذیل مشہور علمائے کرام مسند تدریس وافتا پر فائز ہوئے۔

(۱) صدرالافاضل قدس سرہ۔ لوجہ اللہ۔
(۲) مولانا حامد حسین اکاوی مرادآبادی تلمیذ رشید مولانا ارشاد حسین رامپوری
(۳) مولانا عمادالدین سنبھلی شاگرد رشید مولانا شاہ سلامت رامپوری
(۴) مولانا مشتاق احمد کانپوری
(۵) مولانا وصی احمد سہسرامی
(۶) مولانا اکرم الحق گنگوہی
(۷) تاج العلماء مفتی عمر نعیمی مرادآبادی
(۸) حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی بدایونی
(۹) علامہ عبدالعزیز خاں نعیمی فتح پوری
(۱۰) مولانا یونس نعیمی سنبھلی
(۱۱) اجمل العلماء مفتی اجمل حسین نعیمی سنبھلی
(۱۲) مفتی آل حسن نعیمی سنبھلی
(۱۳) مفتی حبیب اللہ خاں نعیمی

مذکورہ مدرسین میں چند نام صدرالافاضل کے تلامذہ اور فارغین جامعہ نعیمیہ کے ہیں۔ ان کا تذکرہ باب تلامذہ میں ملاحظہ کریں۔ ہم یہاں باقی مدرسین کا تذکرہ قلم بند کرتے ہیں۔

مولانا حامد حسین اکاوی

مولانا حامد حسین بن احمد حسین مرادآباد کی ولادت قصبہ پیپل سانہ سے متّصل گاؤں اکابیکن پور میں ۱۲۷۸ھ مطابق ۱۸۶۱ء میں ہوئی۔ ۳؍ ذیقعدہ ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۴؍ دسمبر ۱۸۷۴ء بروز دوشنبہ۔ تیرہ سال کی عمر شریف میں علوم دینیہ مروجہ کی تحصیل کے لیے رامپور حضرت علامہ ارشاد حسین رامپور قدس سرہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ ۱۳۰۲ھ میں گیارہ سال تک تحصیل علم کرکے علوم مروجہ کی تکمیل سے فراغت پائی۔ ۴؍ محرم الحرام ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۳؍ اکتوبر ۱۸۸۵ء بروز منگل اپنے استاد گرامی سے ہی شرف بیعت حاصل کیا۔ اور پھر مرشد گرامی کی بارگاہ میں رہ کر سلوک کی منزلیں طے کیں۔ پیرو مرشد کے وصال بتاریخ ۱۶؍ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ مطابق ۲۴؍ دسمبر ۱۸۹۳ء تک مرشد کی خدمت میں رہے۔ مرشد کی خدمت کے علاوہ تدریسی خدمات بھی انجام دیتے رہے۔ اور مرشد کے وصال کے بعد چندماہ مزید قیام رہا پھر وطن مراجعت فرمائی۔ اسی دوران لگ بھگ ۱۳۱۴ھ یا ۱۳۱۵ھ میں کچھ سال مدرسہ امدادیہ مرادآباد میں علامہ گل خاں کابلی کے ساتھ تدریسی خدمات انجام دیں۔

غالباً ۱۹۱۲ء میں مدرسہ ارشادالعلوم رامپور پر تدریسی خدمات کے لیے تشریف لائے اور یہاں کئی سال تک تدریس وافتا کی ذمہ داری نبھائی۔ اسی دوران اذان ثانی کا مسئلہ زیر بحث آیا علماے رامپور کے ساتھ آپ نے بھی اس میں خوب حصہ لیا۔ امام اہل سنت کا موقف اذان ثانی خارج مسجد تھا اور علماے رامپور کا اذان ثانی عندالمنبر۔ دونوں طرف سے خوب تحریری معرکہ رہا۔ حضور مفتی اعظم ہند نے آپ کے موقف پر پچاس ایرادات تحریر فرمائے۔ جسے "طب شورش چاہ شور" (۱۳۳۲ھ) تاریخی رسالہ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ بعد میں علامہ شاہ سلامت اللہ صاحب اور دیگر علماے رامپور نے اپنے موقف سے رجوع کرلیا تھا۔ آپ کے بارے میں بھی آپ کے نبیرہ نے بتایا کہ رجوع کرلیا تھا۔ یہی علما سے سننے میں آتا ہے۔ مدرسہ ارشادالعلوم رامپور میں چندسال اقامت فرماکر وطن مراجعت فرمائی۔ کرن پور کوٹلہ ضلع بجنور کے مدرسہ اہل سنت میں بھی اسی دوران تشریف لے گئے۔

جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں تدریسی خدمات

جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں بھی تدریس فرمائی۔ اس کی تفصیل نہ مل سکی کہ کب سے کب تک اور کتنے سال آپ جامعہ نعیمیہ میں مدرس رہے۔ جامعہ نعیمیہ کی قدیم رودادوں سے بس اسی قدر پتہ چلتا ہے کہ آپ جامعہ نعیمیہ میں بھی مسند تدریس پر فائز رہے ہیں۔

آپ کی حیات طیبہ کی تفصیل نہیں ملتی ہے۔ یہ سوانحی خاکہ فقیر نے منتشر اوراق اور قدیم کتابوں میں درج

تقریظات وغیرہ سے اخذ کیا ہے۔ آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک بوسیدہ تحریر سے جو فقیر کو آپ کے نبیرہ جناب محترم حاجی مملکت حسین صاحب اکاوی ثم پیپل سانوی سے دستیاب ہوئی، اس سے بھی خوب رہنمائی ملی۔ تحریر میں تحصیل علم و شرف بیعت وغیرہ کا ذکر موجود ہے۔ کاغذ چوں کہ آدھا پھٹا ہوا اور بوسیدہ ہے اس لیے جو سمجھ میں آیا اسے من وعن یہاں نقل کیا جارہا ہے۔ ملاحظہ کریں!

"راقم الحروف حامد حسین بعمر تحت سیزدہ(۱۳)سال تقریبی بتاریخ ۳/ذیقعدہ روزدوشنبہ ۱۲۹۱ھجری مطابق ۱۴/دسمبر ۱۸۷۴ء بدارالسرور رامپور برائے طالب علمی مقیم شد۔ وبتاریخ ۴/محرم ۱۳۰۳ہجری روزسہ شنبہ مطابق ۱۳/اکتوبر ۱۸۸۵ء بیعت در طریقہ نقشبندی مجددی نمود۔ وبتاریخ ۱۶/جمادی الثانی شب شہ شنبہ بوقت ۳ نخر ۴۵ منٹ ۱۳۱۱ہجری وفات حضرت قدس سرہ شد۔ پس ازاں تا چندماہ قیام در بلدہ شریفہ مذکورہ قیام.... بدستور سابق ماندبود۔ ازاں تابراں وطن اقامہ وطن..... تحریرہٰذا بتاریخ ۳/ذی الحجہ روزسہ شنبہ مطابق ۶/دسمبر ۱۰ء... بتاریخ ذیل، اکنوں ازدوسال شش ماہ تخمینا در مدرسہ ارشاد العلوم رامپور..... بملازمت کردہ در.... مقیم ہستم۔ ۹/فروری ۱۹۱۵ مطابق.."

علامہ ارشاد حسین رامپوری سے اجازت وخلافت

علامہ ارشاد حسین رامپوری کے خلفا میں آپ کا نام نہیں لکھا جاتا ہے۔ حالاں کہ آپ کو بھی اپنے استاد و مرشد سے شرف اجازت و خلافت حاصل تھا۔ علامہ رامپوری کے خلیفہ و شاگرد مولانا ریاست علی خاں رامپوری کی درج ذیل تحریر جس پر شاہد ہے۔ ملاحظہ کریں۔

"الحمد للہ الذی لا الہ الا ھو الحنان المنان والصلاۃ (والسلام) الاتمان الاکمان علی رسولہ الذی نور قلوبنا بنور الھدایۃ والعرفان وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ الذین فاذوا بصحبتہٖ بمرتبۃ الاحسان وبعد: فان الاخ المکرم الخالی عن شین ومین المولوی محمد حامد حسین حصل شرف صبحۃ امام الاولیاء والعارفین قدوۃ الاتقیاء والسالکین قطب الاوان غوث الزمان مرشدی ومولائی المولوی محمد ارشاد حسین قدس اللہ اسرارہ وافاض علینا برکاتہ وانوارہ مدۃ مدیدۃ وبرھۃ طوعیۃ وحصل عندہ سلوک النقشبندیۃ المجددیۃ من الابتداء الی کمالات الرسالۃ وبلغ بدرجۃ النھایۃ حتی تشرف بعد صیرورتہ مشرفاً بفیضان الخاص المختص بالافادۃ واھلا للاجازۃ فاجازہ الشیخ المنیف والعارف الحنیف بافادۃ سلاک الطریقۃ وطلاب الحقیقۃ وبعد ذلک اقترحامنی ان اشھد واصدق لذلک الاخ الصفی الاحری بصفاء حالہ وطی المقامات الاقصیٰ علی منوالہ وبکونہ اھلا للاشاعۃ بعد کونہ مشرفاً علی الاستقامۃ وشرائط الافادۃ ثم ان ذلک الاخ الاجل التمس منی ان احررلہ کتاباً وو ثاقاً یتضمن تلک الشھادۃ فکتبت لہ علی نمط اجازۃ الطریقۃ وافادۃ الحقیقۃ ھذہ السطور امتثالا لامر العلامۃ الفھامۃ حل سعیہ المشکور والمسئول من اللہ سبحانہ ان یبارک

لہ فیاہ اعطاہ ویتعدی الی غیرہ ماھواہ۔

وانا العبد المفتقر الیٰ ربہ القوی محمد ریاست علی، کان لہ اللہ الغنی فقط العبد۔

[مہر ریاست علی]

مولانا ریاست علی خاں رامپوری کی درج بالا تحریر سے واضح ہوگیا کہ آپ علامہ ارشاد حسین رامپوری کے مجاز و خلیفہ تھے۔ اس کے علاوہ خود آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی درج ذیل تحریر سے بھی بات صاف ہوجاتی ہے۔ آپ کسی کو اجازت و خلافت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قال العبد الضعیف حامد حسین بن احمد حسین الاکائی،

قد اجزت لہ الاجازۃ کما اجازنی الشیخ الاجل محمد ارشاد حسین المجددی بن احمد حسین الرامفوری قال اجازنی الشیخ الاعظم احمد سعید المجددی الرامفوری الدھلوی ثم المدنی قال حصل فی القراءۃ والاجازۃ عن الشیخ شاہ عبد العزیز صاحب الدھلوی عن ابیہ شیخ ولی اللہ بن عبد الرحیم رحمھم اللہ علیھم اجمعین۔ وباق سندہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مشھورۃ لاحاجۃ فی ذکرہ فقط العبد حامد حسین''

افسوس کہ یہ تحریر پوری نہیں مل سکی جس سے معلوم ہوتا کہ یہ اجازت و خلافت کس کو عطا کی گئی۔ البتہ جس قدر ملی اس سے مدعا بخوبی ثابت ہوجاتا ہے، کہ آپ علامہ ارشاد حسین رامپوری کے خلیفہ و مجاز تھے۔

استاد و مرشد کی بارگاہ میں خراج عقیدت

آپ نے اپنے پیر و مرشد کی بارگاہ میں درج ذیل قصیدہ تحریر فرمایا۔ ہمیں یہ عربی قصیدہ مکمل دستیاب نہیں ہوا۔ اس عربی منظوم کلام سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ آپ عربی زبان کے ماہر ہونے کے ساتھ ذوق شاعری بھی رکھتے تھے۔ کلام ملاحظہ کریں اور محظوظ ہوں۔

بمنہ تعالیٰ۔

أیا قمراً تجلاً فی التعود ｜ حماک اللہ من کید الحسود

ظھرت لملۃ الاسلام رکناً ｜ تضیئ بک التھائم والنجود

بک الارجاء ضاءت و استنارت ｜ بنور ما علیہ من مزید

حللت المشکلات بکل علم ｜ و فسرت الحدیث لمستفید

نصحت لامۃ المختار نصحاً ｜ بلیغاً فی الوصایا و الحدود

و قلبک جوھر رحب سلیم ｜ حوی الأسرار و الدر النضید

و وجھک مشرق بالنور جھراً | تلوح علیه انوار السعود
وصرت امام عصرک فی البرایا | باخلاص الرکوع مع السجود
بتوحید الالٰه فخرت حتی | رقیت به علی رغم الحسود
فیا لله من علم وفھم | وحلم لا یغیر بالذکود
جزاک الله فی الدنیا سروراً | وفی الاخرا بجنات الخلود
فجدبالصفح واحلم فی مسیءٍ | اضاع امانة لک فی الندود
فارشاد سمیت و انت اھل | لارشاد الانام علی مزید
وجُد بالجود تحظیٰ بالمعالی | و ترزق لذة العیش الرغید
و دمتَ علی المدا بدراً منیراً | و مزناھا طلاً فی یوم عید

آپ اپنے دور میں مخصوص علما میں شمار کیے جاتے تھے۔آپ کی علمی قدو قامت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ چودہویں صدی کے نام ورو مشہور عالم دین علامہ سلامت اللہ رامپوری اور علامہ ظہور الحسین فاروقی جیسے قدآور عالم دین آپ کی قدر فرماتے تھے۔

علامہ ظہورالحسین فاروقی اورآپ

علامہ ظہورالحسین فاروقی صاحب کی درج ذیل تحریر سے آپ کی حیثیت علمی کا اندازہ لگایا جانا مشکل نہیں ہوگا۔بریلی شریف جاتے ہوئے مولانا حامد حسین صاحب کے نام اپنے ایک پرچے میں تحریر فرماتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی مولوی حامد حسین صاحب و مولوی شجاعت علی صاحب!

بعد سلام: میں تو آج بریلی جاتا ہوں ۔اس استفتا کے جواب کی ضرورت ہے مہربانی کر کے ۱۰ر فروری سے پہلے اس کا جواب تحریر کردیجیے۔کہ تاریخ مذکور پر اس مقدمہ کی پیشی ہے ضرور اس کام کو کردیجیے۔

محمد ظہورالحسین عفی عنہ

علامہ سلامت اللہ صاحب کا گرامی نامہ آپ کے نام

علاوہ ازیں علامہ شاہ سلامت اللہ صاحب کی اکثر کتابوں پر آپ کی تقریظات موجود ہیں۔اور خود شاہ صاحب کی فرمائش پر آپ تقریظ تحریر فرماتے تھے۔درج ذیل خط جس پر گواہ ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

بخدمت گرامی مولوی حامد حسین صاحب دام مجدہم ! السلام علیکم :

اس کاغذ پر بعد ملاحظہ اس رسالے کی چند سطریں بطور تصحیح و تائید یا تقریظ لکھ کر مہر سے مزین فرما کر بہت جلد میرے پاس بھیج دیجیے کہ ضرورت ہے۔

فقط محمد سلامت اللہ عفی عنہ

علامہ شاہ سلامت اللہ صاحب کا آپ کو ہدیہ محبت

سلامت اللہ صاحب نے آپ کو ایک کتاب رجوم غیب (۱۲۹۸ھ) ہدیہ میں پیش کی۔ کتاب کے سرورق پر لکھا ہے۔

''ہدیہ محبت بخدمت مکرمی معظمی مولوی حامد حسین صاحب ادام اللہ ظلہ علیٰ رؤوس المسترشدین''

محمد سلامت اللہ عفی عنہ

تقریظات و تصدیقات

علامہ شاہ سلامت اللہ صاحب و دیگر علمائے کرام کی کتابوں پر آپ کی تقریظات کا یہاں نقل کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہوگا۔ ہم اس غرض سے کہ حضرت کی علمی حیثیت و جلالت سے قارئین روشناس ہوسکیں آپ کی لکھی ہوئی چند نایاب تقریظات و تصدیقات یہاں نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ چوں کہ آپ کے حوالے سے کچھ لکھا بھی نہیں گیا ہے اب تک اس لیے بھی ہم سوانحی خاکہ اور علمی خدمات کی قدرے تفصیل پیش کردینا ضروری سمجھتے ہیں۔

’اللولو المکنون فی احکام فونوکراف او کراموفون

علامہ سلامت اللہ رامپوری کی کتاب ''اللولو المکنون فی احکام فونوکراف او کراموفون۔'' پر تقریظ۔

تقریظ فاضل نحریر عالم کامل صاحب تقریر و تحریر جناب مولانا حامد حسین صاحب اکاوی

هذه الجوابات كلها صحيحة وبالبراهين الشرعية المسطورة مثبتة صريحة ومعارضتها شنيعة قبيحة فلا ريب فيها بعد ذلك التحقيق الانيق فلله الحمد در المجيب المصيب اللبيق العتيق قد اوضح حقائقها باحسن التدقيق وبالقبول حقيق وما التوفيق الا بالله العليم الوهاب وهو المفيض للصدق والحق والصواب۔ العبد حامد حسين عفا الله عنه۔

مہر (حامد حسین ۱۲۹۹)

[’اللولو المکنون فی احکام فونوکراف او کراموفون: ص ۴۴]

’’اعلام الاذکیاء باثبات علوم الغیب لخاتم الانبیاء‘‘ پر تصدیق۔

شاہ سلامت اللہ صاحب کی کتاب ’’اعلام الاذکیاء باثبات علوم الغیب لخاتم الانبیاء‘‘ پر درج ذیل الفاظ میں تصدیق فرمائی۔

’’نعم الجواب وحبذا التحقیق‘‘

حامد حسین عفا اللہ عنہ

[اعلام الاذکیاء۔ مطبوعہ مطبع احمدی رامپور: ص ۲۷]

احکام الملۃ الحقۃ فی تفسیق قاطع اللحیۃ

شاہ صاحب کی کتاب ’’احکام الملۃ الحقۃ فی تفسیق قاطع اللحیۃ‘‘ پر تصدیق

’’الاجوبۃ کلھا صحیحۃ‘‘

حامد حسین　　[ماہنامہ تحفہ حنفیہ: ذوالقعدہ ۱۳۲۵ھ ص ۹]

مسئلہ رفع الحجاب عن مسئلۃ الخضاب

علامہ سلامت اللہ رامپوری کی کتاب مسئلہ رفع الحجاب عن مسئلۃ الخضاب پر درج ذیل تقریظ تحریر فرمائی۔

’’راقم نے اس رسالہ کو اول سے آخر تک حرفاً حرفاً دیکھا۔ بہت ہی ٹھیک اور درست پایا۔ محقق مجیب علامہ وقت نے غایت تحقیق اور سعی بلیغ فرمائی ہے۔ حق تعالیٰ اس کو مشکور فرمائے۔ فی الحقیقت یہ رفع الحجاب عن مسئلۃ الخضاب اسم با مسمیٰ ہے۔ میرے نزدیک کوئی ضرورت تائید جدید کی اس میں باقی نہیں۔ مجرد تصحیح کافی ہے۔ اس لیے کہ یہ جواب مفصل بخوبی شافی ہے۔ صرف بغرض ازدیاد اطمینان قلوب ناظرین تبرکاً غنیۃ الطالبین سے بقدر حاجت نقل کرتا ہوں۔ یکرہ الخضاب بالسواد، کے تحت میں مرقوم ہے:

اما الاخبار التی رویت فی الخضاب بالسواد من ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اختضبوا بالسواد فانہ انس لزوجۃ ومکیدۃ للعدو فمحمول لاجل الحرب وذکر الزوجۃ فیہ تبعاً لا قصداً انتھیٰ مجبول لاجل الحرب۔

سے یہ افادہ لابد ہے کہ کراہت بالسواد بالاطلاق نہیں ہے اور ذکر زوجہ کا تبعاً فرمانا اس کا مفید نہیں ہوسکتا کہ عدم کراہت کا حکم اس صورت کو شامل نہیں ہے۔ کیوں کہ امر خضاب بالسواد اس جگہ انس زوجہ کے لیے ظاہراً موجود ہے۔ اور اسی طرح ’’المستطرف فی کل فن مستظرف‘‘ میں دربارہ خضاب وارد ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حکم معلل بلعۃ واحدہ نہیں ہے۔ اور وہ یہ ہے

:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالخضاب فانہ اھیب لعبدکم واعجب لنسائکم انتہی۔

فإذا ثبت کراهية السواد فالمستحب أن يخضب الرأس بالحناء والكتم، وقد خضب الإمام أحمد بن حنبل رحمة الله عليه رأسه وله ثلاث وثلاثون سنة، فقال له عمه: عجلت، فقال له: هذه سنة رسول الله ـ صلى الله عليه وسلم ـ. وروى عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه أنه قال: خير ما غير به الشيب الحناء والكتم.

وأما خضاب رسول الله ـ صلى الله عليه وسلم ـ فاختلف الناس في ذلك، فروى عن أنس رضي الله تعالى عنه أنه قال: إن النبي ـ صلى الله عليه وسلم ـ لم يكن شاب إلى يسيرًا، ولكن أبا بكر وعمر رضي الله عنهما خضبا بعده بالحناء والكتم. وروى أن أم سلمة رضي الله تعالى عنها: أخرجت للناس شعر رسول الله ـ صلى الله عليه وسلم ـ مخضوبًا بالحناء والكتم، فدل حديثها على إثبات خضابه ـ صلى الله عليه وسلم ـ بذلك. وأما الخضاب بالورس والزعفران، فظاهر كلام الإمام أحمد رضي الله تعالى عنه فيه الجواز، لما روى عن أبي مالك الأشعري عن أبيه رضي الله عنه أنه قال: «كان خضابنا لرسول الله ـ صلى الله عليه وسلم ـ بالورس والزعفران».

فإذا ثبت هذا في شعر الرأس فمثله في اللحية، لعموم قوله ـ صلى الله عليه وسلم ـ: «غيروا الشيب ولا تشبهوا باليهود وقوله ـ صلى الله عليه وسلم ـ في حديث أبي ذر ـ رضي الله عنه ـ: «خير ما غير به الشيب الحناء والكتم» وهو عام في شعر الرأس واللحية. انتهى ـ بقدر الحاجة ـ واللہ سبحانہ اعلم بالصواب۔

العبد حامد حسین عفا اللہ عنہ (مہر)

[رفع الحجاب عن مسئلۃ الخضاب: ۲۵ تا ۲۷۔ مطبع دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن]

فتوی رد غیر مقلدین پر تصدیق

۱۳۱۷ھ مطابق ۱۸۹۹ء میں مطبع احمدی رامپور سے فرقہ غیر مقلدین کے عقائد و نظریات ان کے ساتھ مجالست و مناکحت اور ان کے پیچھے نماز ادا کرنے کے حوالے سے علامہ شاہ سلامت اللہ صاحب کی کتاب مستطاب ”سوالات ثلاثہ کے جوابات مجملہ“ شائع ہوئی جس پر آپ نے درج ذیل الفاظ میں تصدیق فرمائی۔

”بلاشک جس فرقے کے یہ عقائد ہوں کہ جو موجب کفر ہیں گو بعض موجب فسق وابتداع ہی ہوں فرقہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے اوران کے ساتھ نماز گزاری کی راہ مسدود اور جواب مسائل ثلاثہ صحیح ہے۔

العبد حامد حسین

(یہ مدرس مدرسہ امدادیہ حنفیہ مرادآباد کے ہیں۔)“

[سوالات ثلثہ کے جوابات مجملہ: ص ۱۵]

خطبہ جمعہ سے متعلق شاہ صاحب کے فتوے پر تقریظ

عربی کے علاوہ اردو وغیرہ کسی زبان میں خطبہ جمعہ پڑھنے کے عدم جواز پر علامہ سلامت اللہ رامپوری کے فتوے پر درج ذیل تصدیق لکھی۔

''راقم الحروف نے یہ مسئلہ خطبہ کا اول سے آخر تک حرفاً حرفاً دیکھا جواب باصواب خوب مفصل و مبرہن بدلائل شرعیہ پایا۔ ضمن مقدمات میں جو تنقیحات مرقوم ہیں وہ بھی مدلل براہین قاطعہ ہیں۔ اب اس بارے میں ترقیم تطویل لاطائل ہے۔ لہٰذا اجمالاً تصحیح جو منضم بہ تنقیح ہے وہی البتہ نہایت توضیح ہے جس کا خلاصہ یہ ہے.... قراءۃ خطبہ جو سوال میں مذکور ہیں وہ سب بطریق مسنون کے خلاف ہیں۔ اور اس باب میں غایت التزام سنت..... علی صاحبھا صلاۃ دائما ابدا درکار ہے۔ حتی کہ التفات یمیناً و شمالاً مثلاً بوقت صلاۃ علیہ الصلاۃ والسلام بھی ممنوع ہے۔

کما قال فی الشامیۃ ناقلاً عن المنہاج۔ رأیت فی منہاج النووی قال ولا یلتفت یمیناً و شمالاً فی شئ منہا قان ابن حجران ذلک بدعۃ۔ اہ انتہی۔

پس یہ التزام کب مجوز انحاء مذکور کا ہوگا۔ جب کہ مجرد التفات بدعۃ مذمومہ ہوا کیوں کہ حسنہ کے لیے نقل سلف علمائے ربانی لابد ہے، تاکہ وہ ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن، میں داخل ہو سکے۔

اور وہ نقل یہاں سے مفقود ہے۔ جیسا کہ وہاں۔ چناں چہ بیان اس کا جواب مجیب محقق ماہر عالم ربانی نائب حبیب یزدانی، الذی قال تعالیٰ فی شانہ۔ فاتبعونی یحببکم اللہ تعالیٰ میں، کما ینبغی، موجود ہے۔

فما ذا بعد الحق الا الضلال فما توفیقی الا باللہ العلی المتعال واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد حامد حسین

مدرس مدرسہ ارشاد العلوم واقع محلہ چاہ شور ریاست مصطفیٰ آباد عرف رامپور۔

[فتویٰ مطبوعہ: ص ۲۰، ۲۱]

علامہ عبدالحی لکھنوی کے فتوے پر تصدیق

عورتوں کی کتابت کے حوالے سے علامہ عبدالحی لکھنوی کے ایک فتوے پر آپ درج ذیل تصدیق ہے۔

''الجواب ھو الصواب''

العبد حامد حسین عفا اللہ عنہ

[فتویٰ العلماء الاعیان علی اباحۃ الکتابۃ للنسوان: ص ۱۵]

علمائے رامپور کے فتوے پر تصدیق

اذانِ ثانی عند المنبر ہونے سے متعلق علمائے رامپور کے فتوے میں درج ذیل الفاظ میں تصدیق تحریر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیہ۔

امابعد: الحق احق ان یتبع۔ جمعہ کی اذان خطیب کے سامنے جو ہوتی ہے اس کے باب میں کتب معتبرہ فقہیہ میں، بین یدیہ وعند المنبر وغیرہ الفاظ جو منقول ہیں، ان کے معنی کے تعین خود عمل درآمد علما سے خصوصاً اور امر مروجہ سے عموماً خوب روشن ہے۔ ان روایات کتب فقہیہ معتبرہ میں کہیں قید خارج مسجد کی پائی نہیں جاتی۔
لہٰذا مقلدین کو کوئی صورت اس سے تجاوز کرنے کی نظر نہیں آتی۔ کسی آیت کریمہ سے معانی مبحوثہ کی توسیع اور کسی حدیث شریف سے اس کی تحدید کام ہم مقلدین کا نہیں ہے۔ باقی رہا حکم کراہت جس میں اقوال مختلفہ فقہا سے منقول ہے۔ بذریعہ اس کے اس اذان کو خارج مسجد لے جانا اور عمل درآمد قدیم کو خطا پر محمول کرنا پڑا محل تامل ہے۔ کیوں کہ صرف وہی قائل کراہت منشا خلاف ہوگا جس کا اطلاق خلاف اولیٰ پر وقت نہ حاصل ہونے اعلام کامل کے ہوگا۔ پھر اس کراہت بعض کا شمول اس اذان خطبہ کو کب قابل تسلیم ہوگا جب کہ فرق اسلامی باہمی اپنے محل پر ثابت ہے۔ یہ مختصر بیان قابل قبول اگر قبول ہو تو کوئی ضرورت تکلیف کرنے کی واسطے توجہات روایات منقولہ مندرجہ مسئلہ بنگلہ سلہٹ محررہ ۱۱؍ذی الحجہ ۱۳۲۰ھ کے بھی نہ ہوں گے۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ تم واحکم۔

العبد حامد حسین

مدرس مدرسہ ارشاد العلوم واقع محلہ چاہ شور ریاست رامپور۔

[فتوائے علمائے رامپور: ص۱۵]

فتویٰ جواز یاشیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ پر تصدیق

یاشیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہنے کے جواز پر علمائے اہل سنت خصوصاً علامہ ارشاد حسین رامپوری رحمۃ اللہ علیہ اور علمائے دیوبند خاص کر مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتاوی جمع کر کے مولانا محمد حسین کوٹلوی، نے مئی ۱۸۹۰ء کو کتابی شکل میں شائع کرایے۔ اس پر درج ذیل الفاظ میں آپ نے تصدیق فرمائی۔

لاریب فی صحۃ ھٰذا الجواب وقد ظھر الحق فی ھٰذا الباب ولیس بعد الحق الا الضلال۔ وللمجیب المصیب۔ جزاءہ عند المتعال۔

العبد حامد حسین عفی عنہ

[فتوی جواز یاشیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ مطبع نولکشور لکھنؤ: مرتبہ مولانا محمد حسن کوٹلوی: ص۳۱]

مولانا ریاست علی خاں کے فتوے پر تصدیق

نوٹ کے خریدنے بیچنے کے تعلق سے مولانا ریاست علی خاں صاحب کے فتوے پر آپ کے استاد گرامی حضرت علامہ ارشاد حسین قدس سرہ کی تصدیق وتائید ہے ساتھ ہی آپ کی تائید بھی موجود ہے۔امام اہل سنت کی کتاب ''کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم'' کے ساتھ اس فتوے کو بھی ضم کر کے شائع کیا گیا ہے۔

تصدیق درج ذیل الفاظ میں ہے۔''الجواب صحیح''

کتبہ حامد حسین عفی عنہ

[فتاوی رضویہ جدید:۱۷ص ۵۰۳]

اگر تلاش کی جائیں تو بہت سی کتابوں پر آپ کی تقریظات وتصدیقات مل سکتی ہیں۔

آپ کے نبیرہ حاجی مملکت حسین صاحب نے بتایا کہ آپ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔آپ کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کئی اہم کتابیں صندوق میں رکھی تھیں۔کچھ کرم خوردہ ہوگئیں اور کچھ علما لے کر گئے کہ ان کی اشاعت کریں گے مگر انہوں نے اشاعت نہیں کی۔اس طرح آپ کی بہت سی قیمتی تحریریں ضائع ہوگئیں۔آپ سرکاری محکمہ کی طرف سے تاوان کی وصولی بھی کرتے تھے۔بہت سے کاغذات فقیر نے آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے اس حوالے سے دیکھے۔کچھ زمینوں کے معاملے میں مقدمات بھی آپ کی طرف سے ہوئے ہیں۔انہیں مقدمات سے متعلق کسی تاوان کے بارے میں درج ذیل تحریر لکھی گئی ہے۔ملاحظہ کریں:

غریب پرور سلامت!

جناب اعلی فیس تاوان داخل خارج چھ مقدمات اکا بھیکن پور پرگنہ مرادآباد، بتاریخ ۳؍جولائی ۱۹۰۹ء کو داخل کر چکا ہوں ۔اب بتاریخ ۱۵؍اگست فیس آمین بحساب فی مقدمہ ایک روپیہ یعنی چھ روپے آمین صاحب اور طلب فرماتے ہیں امید کہ اس فیس سے معافی فرمائی جائے گی......عرض کیا۔

حامد حسین داخل کنندہ فیس تاوان مقدمات مذکورہ معروضہ ۱۷؍اگست ۱۹۰۹ء۔

[دستی تحریر۔عنایت کردہ حاجی مملکت حسین نبیرہ حضرت قدس سرہ]

وصال

غالباً ۲۰؍صفر ۱۳۴۱ھ مطابق اکتوبر ۱۹۲۲ء میں آپ کا وصال ہوا۔آبائی وطن اکا بکن پور میں تدفین ہوئی۔ہر سال ۲۰؍صفر المظفر کو نہایت ہی سادگی کے ساتھ عرس کی تقریب منعقد ہوتی ہے۔

مولانا عماد الدین سنبھلی

حضرت علامہ عماد الدین سنبھلی بن حضرت مولانا میاں محمد افضل شاہ سنبھلی سرزمین سنبھل میں پیدائش ہوئی۔ والد گرامی اور دیگر علما سے درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔ جامعہ نعیمیہ کے علاوہ ہندوستان کے بہت سے مشہور مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ اجمل العلما، مولانا آل حسن اور بہت سے نامور تلامذہ چھوڑے۔ آپ علامہ شاہ سلامت اللہ رامپوری کے شاگرد تھے۔ علامہ شاہ سلامت اللہ رامپوری کی مشہور زمانہ کتاب ''اعلام الاذکیاء باثبات علوم الغیب لخاتم الانبیاء'' آپ کی فرمائش پر لکھی گئی۔ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۲ء میں یہ کتاب مطبع احمدی رامپور سے شائع ہوئی۔ کتاب کے سرورق پر یہ عبارت مسطور ہے:

''حسب فرمائش جناب مولوی محمد عماد الدین صاحب سنبھلی''

اس کتاب پر آپ کی دو صفحات کی تقریظ بھی شائع ہوئی۔ آپ نے تقریظ کے آخر میں اپنے شاگرد ہونے کا ذکر بھی کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

''الراقم المفتقر الی فضل اللہ المبین ابوالمکارم شرف الملۃ وحامی الشرع المتین محمد عماد الدین عفاعنہ خلف جناب پیشوائے رہروان طریقت، کاشف استار حقیقت، قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مخزن برکات جامع الحسنات مرہم قلبی حقیقت آگاہ محمد افضل شاہ صاحب حنفی قادری مدظلہ العالی تلمیذ جناب کمالات مآب فضیلت اکتساب طریقت انتساب حضرت مولانا واولانا وہادینا واستادنا مخدوم الانام مرشد خاص وعام مظہر فیض الٰہی مصدر فضائل لامتناہی سایہ افضال پر کمال ایزدی، ظل تفضلات پیغامات سرمدی، محقق حقائق دین محمدی، مدقق دقائق شرع متین احمدی، کاشف دقائق معقول ومنقول، واقف حقائق فروع واصول، محرم تفسیر کلام ربانی، رہنمائے علوم فقہ ومعانی، فیض افشائے علم وحکمت ولغت ہدایت فرمائے فنون مذہب وادب، مجمع علم وعمل، مرکز ارباب ملل ونحل، منبع کمالات بے پایاں، معدن فتوحات فراواں، مقبول بارگاہ رب المشرقین والمغربین، قبلہ کونین وکعبہ دارین، معارف آگاہ، قدوہ دستگاہ، جناب مولانا مولوی ابوالذکاء سراج الدین محمد سلامت اللہ شاہ صاحب رامپوری ادام اللہ فیضانہم وعم نوالھم وافضالھم وشموس اجلالھم واقبالھم''

[اعلام الاذکیاء باثبات علوم الغیب لخاتم الانبیاء:۔ ص ۳۰،۳۱]

۱۹۴۸ء میں آپ کا وصال ہوا۔ سنبھل میں ہی مدفون ہیں۔

جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں تدریسی خدمات

جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے ابتدائی دور ۱۹۰۹ء سے چند سال تک آپ نے جامعہ نعیمیہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ بیس (۲۰) روپے ماہانہ مشاہرہ مقرر تھا۔ مدرسین کی تنخواہ والے قدیم رجسٹر بابت نومبر ۱۹۱۳ء میں آپ کو مدرس دوم لکھا گیا ہے۔ رجسٹر میں درج تحریر درج ذیل ہے۔ ملاحظہ کریں:

اسماے عہدہ داران وملازمین کے خانہ میں لکھا ہے: جناب مولوی عمادالدین صاحب "عہدہ کے خانہ میں "مدرس دوم" اور شرح مشاہرہ اور قدر واجب کے خانہ میں بیس روپے لکھے ہیں۔ آگے آپ کے دستخط ہیں:

محمد عمادالدین عفی عنہ

اجمل العلما، مولانا آل حسن اور سنبھل کے دیگر نعیمی علما آپ کی ترغیب پر ہی جامعہ نعیمیہ میں داخل ہوئے۔

سنی کانفرنس میں تبلیغی خدمات

سنی کانفرنس میں آپ نے بھی حصہ لیا۔ تفصیل دستیاب نہیں ہوئیں۔ البتہ سنی کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ مطابق اکتوبر ۱۹۳۹ء میں حضور حجۃ الاسلام کی صدارت میں علماے کرام کے جو خاص اجلاس ہوئے ان میں اکتالیس ارکان منتخب ہوئے ان میں گیارہویں نمبر پر آپ کا اسم گرامی بھی درج ہے۔ اس سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے کہ سنی کانفرنس میں آپ نے خوب حصہ لیا ہوگا۔

علامہ اکرام الحق اشرفی گنگوہی

حضرت مولانا اکرام الحق بن ابن فضل حق انصاری کا تعلق گنگوہ سے تھا۔ مولانا محمود رفاقتی نے اپنی کتاب حیات مخدوم الاولیاء میں ان کا مختصر سا تذکرہ کیا ہے۔ جس سے بس اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ آپ گنگوہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حضور اشرفی میاں سے شرف بیعت حاصل تھا۔ اور ۲۷/ صفر المظفر ۱۳۴۱ھ میں آپ کو حضور اشرفی میاں سے ہی شرف اجازت و خلافت حاصل تھا۔ مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف میں کچھ مدت آپ مدرس رہے۔ فقیر کے اندازے کے مطابق ۱۹۲۶ء کے آس پاس سالوں میں جامعہ نعیمیہ میں بھی مسند تدریس کو رونق بخشی۔ جامعہ نعیمیہ کی ایک روداد بابت از یکم ربیع الاول ۱۳۷۲ھ لغایتہ ۵/ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۴ھ مطابق ۲۰/ نومبر ۱۹۵۲ء تا ۳۱/ دسمبر ۱۹۵۴ ص ۸۔ پر اس کا ذکر ملتا ہے کہ آپ جامعہ نعیمیہ میں مدرس رہے ہیں۔

افسوس اس حوالے سے خاطر خواہ تفصیل نہیں ملی۔ ہاں البتہ جامعہ نعیمیہ میں ایک اجلاس آپ کی صدارت میں ہوا جس کا ذکر ماہنامہ السواد الاعظم اور اخبار الفقیہ امرت سر، میں موجود ہے۔ ہم جسے تفصیل سے صدر الافاضل کے جلسوں کے ضمن میں لکھ آئے ہیں۔ یہاں بس ایک اقتباس پیش ہے۔

”یکم محرم ۴۶ھ کو انجمن اہل سنت و جماعت مرادآباد کا ایک خاص جلسہ بصدارت مولانا مولوی اکرام الحق صاحب اشرفی منعقد ہوا۔“

[ماہنامہ السواد الاعظم: محرم ۱۳۴۶ھ ص ۱۴۔ اخبار الفقیہ: ۲۸/ جولائی ۱۹۲۷ء ص ۱۱]

علامہ مشتاق احمد کانپوری

حضرت علامہ مشتاق احمد کانپوری بن حضرت علامہ احمد حسن کانپوری کی ولادت ۱۹۲۵ء میں سہارنپور میں ہوئی۔ ۱۲؍سال کی عمر میں والدگرامی سے حفظ قرآن کی تکمیل فرمائی۔ پھر اپنے والدگرامی کے شاگرد خاص مولانا شاہ عبیداللہ پنجابی سے درس نظامی کی اردو و فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ علم حدیث کی تحصیل کے لیے پیلی بھیت اپنے خالو محدث سورتی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ فراغت کے بعد دارالعلوم مسجد رنگیاں کانپور سے تدریس کا آغاز کیا۔ اور پھر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ، مدرسہ معینیہ اجمیر شریف، جامعہ نعیمیہ مرادآباد وغیرہ ملک کی کئی مشہور درس گاہوں میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ اپنے والدگرامی سے بیعت ہوئے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی سے شرف خلافت حاصل تھا۔ ۴؍صفر المظفر ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۵؍جون ۱۹۶۴ء کو وصال ہوا۔ اور کانپور میں والد محترم کے مزار شریف کے پاس تدفین عمل میں آئی۔

جامعہ نعیمیہ میں بحیثیت مدرس

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی کے علمی ذوق کو دیکھتے ہوئے صدرالافاضل نے علامہ کانپوری کو جامعہ نعیمیہ میں تدریس کی دعوت دی جسے علامہ نے بخوشی منظور فرمایا۔ غالباً آپ ۱۹۲۵ء میں جامعہ نعیمیہ میں تشریف لائے۔ ۸۰؍روپے مشاہرہ مقرر ہوا تھا علاوہ ازیں مولانا کانپوری کے ساتھ آنے والے چند تلامذہ کے جملہ اخراجات بھی صدر الافاضل نے اپنے ذمہ قبول فرمائے تھے۔ علامہ کانپوری نے چند ماہ ہی جامعہ میں قیام فرمایا اس کے بعد میرٹھ تشریف لے گئے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں:

”**حضرت صدرالافاضل قدس سرہ** نے محض میرے ان اسباق کے لیے کانپور سے مولانا مشتاق احمد مرحوم کو بلوالیا۔ اس دور میں ان کا مشاہرہ ۸۰؍روپے مقرر ہوا۔ اور ان کے ساتھ آنے والے چند طلبہ کے جملہ اخراجات بھی حضرت نے برداشت کیے۔..... چند ماہ بعد استاد گرامی مولانا مشتاق احمد میرٹھ چلے گئے۔“

[حیات سالک: ص۱۰۶]

سنی کانفرنس میں شرکت وخطابت

اسی سال ۱۶۔ سے ۲۰؍مارچ تک سنی کانفرنس کا قیام عمل میں آیا۔ اور جامعہ نعیمیہ میں بڑے پیمانے پر پانچ روزہ اجلاس ہوئے۔ ان اجلاس میں آپ کی شرکت وخطابت کا بھی ذکر ملتا ہے۔ اخبار مخبر عالم مرادآباد میں سنی کانفرنس کے اجلاس کی تفصیلی روداد شائع ہوئی جس میں تشریف لانے والے چند علما کے نام درج کیے گئے ان میں آپ کا اسم

گرامی بھی درج ہے۔ ملاحظہ کریں:

"عام طور پر حضرات شہر نے حضرت پیر صاحب ...... و مولوی مشتاق احمد صاحب کانپوری مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ...... کے عالمانہ مواعظ حسنہ کو پسند فرمایا۔ جن کی عام تعریفیں ہیں اور جو حضرات ان مواعظ کو نہ سن سکے وہ افسوس کر رہے ہیں۔"

[مخبر عالم مرادآباد: ۲۳/ مارچ ۱۹۲۵ء، ص ۲]

مولانا وصی احمد وصی سہسرامی

سہسرام ضلع آرہ بہار آپ کا آبائی وطن ہے۔ وہیں پرورش پائی اور ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ اور پھر کانپور میں مولانا مشتاق کانپوری سے تکمیل علم فرمائی۔ مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ مذہبی و ملی بہت سی تحریکات میں حصہ لیا۔ ۱۱ر ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ مطابق ۳۰ر اگست ۱۹۶۳ء کو وصال ہوا۔ سہسرام ہی میں تدفین ہوئی۔ لوح مزار نواب محمد تقی قمر گیاوی کا لکھا ہوا درج ذیل قطعہ تحریر ہے:

پاک باطن عارف حق عالم عالی مقام
آفتاب درس گاہ و خانقاہ شہسرام
اس گزرگاہ جہاں سے آپ کی رحلت ہوئی
ہوگئے ہم سے جدا ہر ایک کو حسرت ہوئی
ماہ غوث پاک کی تاریخ تھی وہ گیارہویں
قبر پائی تربت مخدوم صالح کے قریں
مغفرت کی فاتحہ خواں نے جو کی حق سے دعا
قصر جنت میں گئے نزد جناب مصطفیٰ
اے قمر تاریخ نقلش قلب من ناگاہ گفت
قادری صوفی وصی احمد بہشتی آہ گفت

۱۳۸۳ھ

جامعہ نعیمیہ میں خدمت تدریس

جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں آپ نے دو دہائی سے زیادہ خدمت تدریس انجام دی۔

پہلا دور صدر الافاضل کے مبارک حیات میں رہا اور دوسرا دور صدر الافاضل کے وصال کے بعد ۱۹۵۵ء سے شروع ہوا۔ ہمیں ان دونوں دوروں کی تفصیل تو حاصل نہیں ہوئی البتہ ملک العلما کے نام آپ کے ایک گرامی نامہ سے پہلے دور کی قدرے معلومات حاصل ہوئی اور جامعہ نعیمیہ کی روداد سے دوسرے دور کا اشارہ ملا۔ پہلے دور کے حوالے سے ملک العلما کے نام خط میں آپ نے جامعہ نعیمیہ میں اپنے بارہ سالہ تدریسی خدمات کا ذکر فرمایا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس خط کو من وعن نقل کر دیا جائے تاکہ قارئین بھی خط کے مطالعے سے محظوظ ہوں۔ اس خط میں صدر الافاضل کا بھی کئی جگہ ذکر ہوا ہے۔ ہم خط پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

محترمی حضرت مولانا ذوالمجد والکرم زید مجدکم!　　　السلام علیکم وبرکاتہ!

امید کہ مع الخیر والعافیہ ہوں گے۔ تیسرا گرامی نامہ عزت افزا ہوا۔ آج مورخہ ۱۹؍ستمبر ۱۹۳۹ء کو انگریزی ٹائپ شدہ درخواست کے ہمراہ تین تکمیل اور چھ کارگزاریوں کی سندوں اور سارٹیفکیٹوں کی نقول بخدمت سپرڈنٹ صاحب ارسال کررہا ہوں۔ رجسٹری میں ایک آنہ زائد کا ٹکٹ شامل ہے کہ وصولی کی رسید مل جائے گی۔

درخواست کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ متعدّد عربی مدارس و دارالعلوم میں بیشتر مدرس اول کی علمی اعلیٰ خدمات مدتوں سے انجام دیتا رہا ہوں۔ جامعہ نعیمیہ میں بارہ سال سے یہ خدمات مفوض ہیں۔ اعلیٰ قابلیت، کامل مہارت کے ساتھ کافی تجربہ رکھتا ہوں۔ تکمیل کی سندوں میں ایک دارالعلوم معینیہ عثمانیہ کی، دوسری دارالعلوم کانپور کی، تیسری طبیہ وحاجیہ کالج لکھنؤ کی ہے۔ کارگزاری کی سندوں میں ایک دارالعلوم معینیہ عثمانیہ کی دوسری مدرسہ اشاعت العلوم بریلی کی، تیسری جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی ہے۔ سارٹیفکیٹوں میں ایک انگریزی ٹائپ کی ہوئی جناب مولوی ابوالفضل خان صاحب، بی، اے، بی، ایل۔ میونسپل کمشنر اور منیجر ریاست کھاکر شہسرام کی، دوسری انگریزی ٹائپ شدہ جناب مولوی وکیل احسن التوحید صاحب اے، بی، ایل۔ وکیل شہسرام میونسپل کمشنر شہسرام کی ہے۔ تیسری اردو میں سر محمد یعقوب صاحب ممبر کونسل اسٹیٹ کی ہے۔

ان کا خلاصہ یہ ہے کہ نہایت ہی معزز سید خاندان کا ہوں، اعلیٰ قابلیت ہے، کامل تجربہ ہے، طریق تعلیم حسن انتظام، اخلاق حسنہ، سلامت روی وغیرہ تمام اوصاف علیٰ وجہ الکمال ہیں۔ افسر وماتحت ہمیشہ بے حد خوش رہتے ہیں۔ جس جگہ کے لیے درخواست کرتے ہیں اس کے لیے بہر طور موزوں ہیں۔ یہی اس جگہ کامیاب ہوجائیں۔ یوپی کے وزیر تعلیم کی سارٹیفکٹ یا سفارش حاصل نہیں ہوسکتی۔ سبز پوش صاحب کی خدمت میں **حضرت صدر الافاضل** نے گرامی نامہ تحریر فرمادیا ہے۔ وہ ڈاکٹر محمود صاحب کو زوردار خط تحریر فرمادیں گے۔ ہندو ممبر انسپکٹر کا نام اور ڈائرکٹر کا نام بواپسی ڈاک تحریر فرمائیں۔ اپنی سعی وسفارش اور کاروائیوں سے بھی اور ان کے مرتب نتیجے سے بھی آگاہ فرماتے رہا کریں۔ غالبًا یہ پہلے معروضہ سے معلوم ہوا ہوگا، حضرت استادی مولانا مشتاق احمد صاحب قبلہ کی خدمت میں عریضہ حاضر کردیا ہے۔ کمروں کی تعداد اور ان کی قیمتیں مکرمی قاضی احسان الحق صاحب کے خط سے دریافت ہوچکی ہوں گی۔ **حضرت صدر الافاضل** کی خدمت میں ان کی تصانیف ارسال کرنے کے لیے عرض کردیا ہے۔ فقط۔ والسلام۔

رہین منت: فقیر وصی احمد

مدرسہ جامعہ نعیمیہ، دیوان بازار، مرادآباد

[دستی خط کا عکس، شہزادہ ملک العلما ڈاکٹر مختار الدین آرزو مرحوم نے عنایت فرمایا۔
اور بھی بہت سے خطوط عنایت فرمائے تھے۔ اللہ ان کو غریق رحمت فرمائے]

یہ خط یکم ستمبر ۱۹۳۹ء میں لکھا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ۱۹۲۷ء یا ۱۹۲۸ء میں جامعہ نعیمیہ میں تدریسی خدمت پر مامور ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں ماہنامہ السوادالاعظم میں آپ کا ایک مضمون شائع ہوا جس کا ذکر ہم آگے کریں گے، اس میں آپ کو مدرس جامعہ نعیمیہ لکھا گیا ہے، اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ جامعہ نعیمیہ میں ۱۹۲۷ء یا ۱۹۲۸ء میں آپ کا تقرر ہوا۔ آپ کے دوسرے دور کے حوالے سے جامعہ نعیمیہ روداد کا درج ذیل اقتباس پیش ہے ملاحظہ ہو:

''بشارت عظمی: ان شاءاللہ تعالیٰ شوال ۱۳۷۴ھ میں حضرت عظیم المنزلت مولانا مولوی شاہ سید وصی احمد صاحب مدظلہ العالی سہسرامی جامعہ نعیمیہ میں بغرض تدریس تشریف لائیں گے۔ جو نہایت ذی علم اور قابل ترین فاضل اور ماہر مدرس ہیں اور اس سے پہلے بھی تقریباً ۲۰ سال جامعہ میں تعلیم و تدریس کا کام کر چکے ہیں۔''

[روداد جامعہ نعیمیہ: یکم ربیع الاول ۱۳۷۲ھ لغایتہ ۵/ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۴ھ۔
مطابق ۲۰/ نومبر ۱۹۵۲ء تا ۳۱/ دسمبر ۱۹۵۴ء۔ ص ۱۶]

صدرالافاضل کے دور مبارک میں پچاس روپے ماہوار ملتے تھے۔ جس کا ذکر خود آپ نے ملک العلماء کے نام ایک خط میں یوں فرمایا ہے:

''**حضرت مولانا نعیم الدین صاحب قبلہ**، پچاس ماہوار......ہے۔'' [دستی خط کا عکس]

صدرالافاضل کے فتاوی پر تصدیق و تائید

ہندو مسلم اتحاد کے حوالے سے صدرالافاضل کے ایک فتوے پر آپ کی تصدیق ہے۔

حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی وصی احمد صاحب مدرس مدرسہ عالیہ اہل سنت و جماعت مرادآباد۔

وصی احمد

[مسلمان اور کانگریس، اتحاد مسلم پر شریعت اسلام کا حکم مبین: ص ۲۴]

سنی کانفرنس میں شرکت و خدمات

سنی کانفرنس میں بھی آپ نے خوب حصہ لیا۔ ایک حوالہ یہاں پیش ہے۔

جب قصبہ سہسرام میں سنی کانفرنس کا قیام عمل میں آیا تو عہدیدان میں آپ کو صدارت کا عہدہ تفویض ہوا۔ مولانا ایوب سہسرامی نے صدرالافاضل کے نام اس کانفرنس کی تشکیل کے حوالے سے ایک خط ارسال فرمایا جس میں سنی کانفرنس سہسرام کی تفصیل تحریر فرمائی۔ عہدیداران میں سر فہرست محدث سہسرامی کا نام ہی تحریر کیا۔ مکمل خط سنی کانفرنس کے باب میں ملاحظہ کریں۔ علاوہ ازیں ۲۱، ۲۰/ اپریل ۱۹۴۷ء کو دین نگر پور ضلع مرادآباد میں سنی کانفرنس کے دو اجلاس ہوئے۔ جن میں کانگریس کی خلاف شرع پالیسیوں خاص کر عربی درس نظامی میں مداخلت کے خلاف اہم

تجاویز پاس کی گئیں۔ ان دونوں اجلاس میں آپ نے شرکت فرمائی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں۔
(اخبار الفقیہ امرت سر:۷، ۱۴ر مئی ۷ ۱۹۴ء۔ ص۹، ۱۰)

سنی کانفرنس کے اجلاس منعقدہ ۲۷ تا ۳۰ر اپریل ۱۹۴۶ء میں بہت سی اہم تجاویز پاس ہوئیں ان میں ایک تجویز علمائے کرام کی ایک ایسی کمیٹی تشکیل دیے جانے کی پاس ہوئی جو نکاح کے بعد زوجین کے مابین خانگی وغیرہ معاملات کے مسائل کا حل کرے۔ اس کمیٹی میں چند نام ور علما منتخب ہوئے جس میں محدث سہسرامی بھی شامل ہیں۔ تفصیل کے تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس مرتبہ مولانا جلال الدین قادری۔ ص ۲۵۸۔ ملاحظہ کریں۔

سہسرام میں مولانا سید صلیح الدین صاحب کے مکان پر نومبر ۱۹۴۶ء میں زکاۃ بل کے خلاف سنی کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا، جس میں محدث سہسرامی صدر منتخب ہوئے۔ تفصیل کے لیے (اخبار الفقیہ امرت سر:۷، ۱۴ر دسمبر ۱۹۴۶ء۔ ص ۱۰، ۱۱۔ اخبار دبدبہ سکندری:۱۶ر دسمبر ۱۹۴۶ء۔ ص ۶۔ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس مرتبہ مولانا جلال الدین قادری۔ ص ۳۵۸) ملاحظہ کریں۔

تنظیم موتمر العلماء کی رکنیت

تنظیم آل انڈیا سنی کانفرنس، عوام و خواص سب کے لیے بنائی گئی تھی۔ البتہ صدر الافاضل کی تحریک پر حجۃ الاسلام نے ۱۹ر شعبان المعظم ۱۳۵۸ ہجری مطابق ۳ر اکتوبر ۱۹۳۹ء بروز منگل کو خواص کے لیے ایک تنظیم بنام ”موتمر العلماء“ کی بنیاد ڈالی۔ تنظیم کی مزید تفصیل گزشتہ اوراق میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اس تنظیم میں ہندوپاک کے ۱۴۱ر مشاہیر علما رکن منتخب ہوئے۔ اس میں ایک آپ بھی تھے۔ آپ کا نام ۳۲ر نمبر پر اس طرح درج ہے۔

حضرت مولانا مولوی سید شاہ وصی احمد صاحب مدرس مدرسہ جامعہ نعیمیہ مراداباد سہسرام۔

[مطبوعہ اہل سنت برقی پریس مرادآباد ص ۲]

صدر الافاضل کی نیاز سوئم میں شرکت

صدر الافاضل کی نماز جنازہ میں شرکت کے حوالے سے کوئی حوالہ دستیاب نہیں ہوا، البتہ ۲۱ر ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۵ر اکتوبر ۴۸ء بروز دوشنبہ بعد نماز فجر جامعہ نعیمیہ میں صدر الافاضل کے تیجہ کی تقریب میں آپ نے شرکت فرمائی۔ اخبار مخبر عالم وغیرہ میں حالات سوئم شائع ہوئے ان میں شریک ہونے والے مقتدر علما کی مختصر سی فہرست پیش کی ہے جس میں آپ کا نام دوسرے نمبر پر ہے۔ نام اس طرح لکھا ہے:

حضرت مولانا الحاج المفتی السید الشاہ وصی احمد صاحب محدث سہسرامی۔

[اخبار مخبر عالم مرادآباد، یکم نومبر ۱۹۴۸ء ص ۱۱، و بقلم مفتی محمد عمر نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد، پمفلٹ، مطبوعہ اہل سنت برقی پریس مرادآباد]

ماہنامہ السوادلاعظم میں آپ کا مضمون

ماہنامہ السواد الاعظم میں آپ کا چار صفحات پر مشتمل ایک مضمون بعنوان ''خواجہ حسن نظامی صاحب مبلغ اعظم کی خطرناک غلطیاں''شائع ہوا، جو خواجہ حسن نظامی مدیر منادی دہلی کے ایک مضمون کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ خواجہ حسن نظامی کے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ عرب میں پانی کی کمی کے سبب مٹی سے طہارت کا حکم دیا گیا تھا اب جب کہ پانی کی افراط ہے مولوی صاحبان کو چاہئے کہ طہارت مٹی سے کرنا بند کریں اور پانی سے کیا کریں اور مسجدوں کو استنجے کے ڈھیلوں سے گندانہ کریں۔

محدث سہسرامی نے خواجہ نظامی کے جواب میں علمی وتحقیقی انداز میں مدلل ومفصل جوابی مضمون تحریر فرمایا۔ اور خواجہ نظامی کی تغلیط فرمائی۔ اور تنبیہ بھی فرمائی کہ شریعت اور علما کے خلاف اس طرح کے مضامین شائع کرنے سے پرہیز کریں۔ اوراس خطرناک مضمون سے رجوع کرکے اپنی غلطی کا اعتراف شائع کریں۔ مضمون کے آخر میں نام اس طرح درج ہے۔

کتبہ فقیر وصی احمد سہسرامی بہاری کان لہ البہاری

خوید مدرسہ انجمن اہل سنت وجماعت مرادآباد

[ماہنامہ السواد الاعظم مرادآباد: رمضان المبارک، ۱۳۴۷ھ۔ ص۸ تا۱۱]

مفتی عمر نعیمی مدیر رسالہ نے اس مضمون کی تائید میں بطور تبصرہ چند صفحات کا مضمون تحریر فرمایا ہے ہم ابتدائی دوسطور نقل کررہے ہیں:

''اللہ تعالیٰ حضرت مولانا سلمہ کی دعا قبول فرمائے اور خواجہ صاحب کو توبہ کی توفیق دے جو گمراہی کے مبلغ اعظم بنے ہوئے ہیں۔''[مرجع سابق: ص۱۱ تا۱۴]

محدث امروہوی مولانا حافظ مبین الدین فاروقی

مارچ ۱۹۱۹ء مطابق جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ سرزمین امروہہ میں شیخ معین الدین عرف سلطان احمد فاروقی کے گھر آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب صحابی رسول حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے متّصل ہے۔ کم عمری میں ہی حافظ قرآن ہوگئے۔ اسی درمیان والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا جس کے سبب چند سال تعلیم موقوف رہی۔ اس کے بعد امروہہ کے ہی ایک عالم دین مولانا حکمت اللہ صدیقی کے یہاں درس نظامی کتابیں پڑھنا شروع کردیں۔ چند سال کے بعد مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی وغیرہ کے مشورے سے صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی کی بارگاہ میں مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں علی گڑھ پہنچ گئے۔ درمیان میں چھوٹے بھائی کے انتقال کے سبب تعلیم درمیان میں چھوڑکر امروہہ تشریف لے گئے۔ اور پھر کچھ مدت وہیں مدرسہ محمدیہ حنفیہ میں تعلیم جاری رکھی۔ شوال ۱۳۶۱ھ کو پھر صدرالشریعہ کے پاس پہنچ گئے۔ اور مابقی تعلیم کی تکمیل میں مصروف ہوگئے۔

آپ ہر سال اپنی جماعت میں اول نمبر پر آتے تھے۔ پہلے سال آپ کو دس روپے کا انعام دیا گیا دوسرے اور تیسرے سال کچھ خاص کتابیں انعام میں ملیں۔ نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی نے اپنی مطبوعہ کتابیں انعام میں دیں۔ شعبان ۱۳۵۷ھ کے امتحان میں مولانا شاہ سلامت اللہ رامپوری نے بحیثیت ممتحن آپ کو کامیاب اول قرار دیا۔ اور ۵،۶ر شعبان ۱۳۵۸ھ ۱۹،۲۰ر ستمبر ۱۹۳۹ء کے امتحان میں شاہ صاحب رامپوری نے آپ نے ”ممتاز بالائے صد“ تحریر فرمایا۔ مزید شاہ صاحب نے لکھا:

”اس کتاب کے سات سوال دیے گئے تھے جن میں سے صرف پانچ کا جواب طلب کیا تھا مگر مولوی مبین نے جواب میں لکھا کہ سات جوابوں میں سے کوئی پانچ دیکھ لیجیے۔ ماشاءاللہ۔“

۲۴ر شعبان المعظم ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۴ر اگست ۱۹۴۴ء کو آپ نے علوم مروجہ سے فراغ پاکر سند فضیلت حاصل کی۔ ۱۹۶۰ء میں زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ حضور مفتی اعظم ہند سے شرف بیعت وخلافت حاصل کیا۔ مدرسہ تجوید القرآن دہلی، ایک سال، مدرسہ اسلامیہ اندر کوٹ میرٹھ، دس سال، دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد، پانچ سال، مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف، چودہ سال، مدرسہ محمدیہ حنفیہ شاہی چبوترہ امروہہ پانچ سال اور جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں قریب نو سال، تدریسی خدمات انجام دیں۔

کئی اہم کتابیں تصنیف فرمائیں۔ صوفیانہ مزاج رکھتے تھے۔ عمدہ اخلاق بہترین خصائص وفضائل کے مالک تھے۔ بہت سے علوم وفنون پر عبور حاصل تھا۔ تاریخ گوئی میں کمال حاصل تھا۔ ۲۵ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ ۱۴ر فروری ۱۹۸۸ء اتوار کے دن سہ پہر تین بج کر ۳۵ر منٹ پر آپ داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے۔

جامعہ نعیمیہ میں تدریسی خدمات

۱۹؍ستمبر۱۹۷۹ء سے ۴؍فروری ۱۹۸۸ء یعنی آخرحیات تک آٹھ سال چندماہ آپ نے مسلسل جامعہ نعیمیہ میں مسند تدریس کو رونق بخشی۔ بہت سے نامور تلامذہ پیدا کیے۔اوقات درس کے سوا عموماً حجرے میں رہتے نمازوغیرہ ضروری امور کے لیے ہی کمرہ کادروازہ کھولتے تھے۔حجرے میں اکثراوقات قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہتے تھے۔عموماًتین روز میں ایک ختم پاک فرمالیاکرتے تھے۔جامعہ نعیمیہ میں آج بھی آپ کو یاد کیاجاتاہے۔اکثر اساتذہ آپ کاذکرخیر فرماتے رہتے ہیں۔

صدرالافاضل کے دور مبارک میں جامعہ نعیمیہ سے فارغ ہونے والے علمائے کرام

صدرالافاضل کے دور تدریس میں جامعہ سے فراغت پانے والے فضلا وعلما جامعہ نعیمیہ کے رجسٹر کے اندراج کے حساب سے تین سو اٹھائیس (۳۲۸) ہیں۔اور مستفیضین جنھوں نے سال دوسال جامعہ نعیمیہ میں رہ کر صدرالافاضل اور دیگر اساتذہ سے اکتساب علم وکسب فیض کیا ان کی تعداد بے شمار ہے۔ان میں بہت سے ملک وبیرون ملک مشہور ہوئے۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان فضلا و مستفیضین کے اسمائے گرامی درج کردیے جائیں تاکہ اندازہ ہوسکے کہ بیسویں صدی میں ہندوپاک کے مشہور مدارس میں جامعہ نعیمیہ کی کیا خدمات رہی ہیں اور کیسے کیسے قیمتی ہیرے جامعہ نعیمہ نے قوم کو عطا کیے ہیں۔

اسمائے فارغین وسندیافتگان جامعہ نعیمیہ مرادآباد

۲۶/صفر المظفر ۱۳۲۹ھ مطابق ۲۷/فروری ۱۹۱۱ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	سکونت
۱	محمد عمر نعیمی	محمد صدیق	محلہ خواجہ نگری مرادآباد
۲	محمد شوکت حسین		مرادآباد

۲۶/رجب المرجب ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۰/جولائی ۱۹۱۲ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	سکونت
۳	محمد عبداللہ خان	منشی ضیاء اللہ خان	قصبہ لشکر پور ضلع سلہٹ
۴	محمد اسحاق	محمد احسن	موضع غازیپور ضلع سلہٹ
۵	عمر علی	محمد تیلا	موضع تپھریا سلچ ضلع سلہٹ
۶	ارشد علی خان	عبد العلی خان	تاج پورہ ضلع سلہٹ
۷	برھان الدین احمد خان	یوسف خان	نسیم پورہ ضلع سلہٹ
۸	مدرس علی خان	منصور خان	کریم گنج ضلع سلہٹ
۹	عبد الغنی خان	عبد العزیز خان	مراد پور ضلع سلہٹ
۱۰	امین الدین احمد	عبد الغنی	محلہ مدن پورہ کریم گنج ضلع سلہٹ
۱۱	ایوب علی	ابو الفضل	کریم گنج ضلع سلہٹ
۱۲	عبد الصمد خان	نصیر الدین خان	شکر پور ضلع سلہٹ
۱۳	امجد علی	قمر الدین	محلہ منصور پور سلہٹ
۱۴	فرجام علی	عباس علی	کریم گنج محلہ نور نگر ضلع سلہٹ

رجب المرجب ۱۳۳۱ھ بمطابق ۲ر جولائی ۱۹۱۳ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	سکونت
۱۵	۔۔۔علی صاحب	ابن علی صاحب	مرادآباد محلہ مغلپورہ
۱۶	نصیر الدین	منشی جبار علی	وحید پور شہر کمرلہ ضلع پٹرہ ڈاکخانہ،،،
۱۷	عبد السبحان	نصیر الدین احمد	محلہ مہیش پورہ شہر کمرلہ ضلع پٹرہ،،،
۱۸	محمد قاسم	محمد کمال	قصبہ بہادر پور ضلع سلہٹ پوسٹ،،،
۱۹	صفت الرحمن	حاجی محمد فدا	موضع مکرم پور ڈاکخانہ رتن پور ضلع سلہٹ
۲۰	محمد علیم الدین	محمد فرقان اللہ	موضع برآوردہ ڈاکخانہ سری منگل ضلع سلہٹ
۲۱	عبد العزیز	حاجی الٰہی بخش	بیض باغ ضلع نواکہان پوسٹ سمسی
۲۲	جلال الدین	میاں جی حسن الدین	پمچال ستنسی شہر کمرلہ،،،،
۲۳	اشرف علی	اکرم علی	موضع مہالکی پور ڈاکخانہ چاندلہ ضلع پٹرہ
۲۴	مہر اللہ	اکبر میانجی	موضع ہجراموڑی ڈاکخانہ تاتہر پٹوا ضلع پٹرہ

۱۳۳۲ھ مطابق ۲۲ر جون ۱۹۱۴ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	سکونت
۲۵	فضل الرحمٰن	خان محمد	قصبہ ولی ٹولہ ڈاک خانہ...............

۶ر شعبان ۱۳۳۳ ہجری مطابق ۲۰ر جون ۱۹۱۵ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	سکونت
۲۶	قاضی احسان الحق	قاضی امیر الحق	بہرائچ محلہ شیخیا پور
۲۷	سلطان الدین	محمد یونس میاں	خونشیر ڈاکخانہ بہانی بازار ضلع سلہٹ
۲۸	فرجام علی	امید علی	پور بوسونا پور ڈاکخانہ کالی باڑی ضلع سلچر
۲۹	یوسف علی	الفت خان	میمن سنگھ محلہ جعفر آباد
۳۰	عبد المجید	عبد اللہ	محلہ بدری پار ضلع سلچر
۳۱	عبد العزیز	محمد وارث	ضلع گنج

۳۲	سکندر علی	انا میاں	کچہاڑ محلہ ہون پورہ ڈاکخانہ کالی باڑی
۳۳	سید سعادت علی	---------	کمرلہ
۳۴	سید عبدالقادر	سید عنبر علی	قصبہ آشن پورہ ڈاکخانہ جعفر گنج ضلع پٹرہ
۳۵	محمد سراج الدین	محمد کلیم	سلہٹ محلہ حاتم نگر ڈاکخانہ گلاب گنج

۲۷/ رجب ۱۳۳۴ ہجری مطابق ۳۰/ مئی ۱۹۱۶ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	سکونت
۳۶	مقبول حسین	محمود حسین	موضع اکا بھیکن پور ضلع مرادآباد
۳۷	عبدالمجید	منشی انجم میاں	موضع مائی جوڑا ضلع سلہٹ
۳۸	عبدالحمید خان	ارجمند علی خان	موضع پتر بہار پور ضلع سلہٹ پوسٹ ،،،
۳۹	نصیرالدین	عبدالہادی	موضع فاضلپور ضلع سلہٹ پوسٹ گلاب گنج
۴۰	خورشید علی	عبدالعلی	موضع موڑی بائل ضلع سلچر پوسٹ بڑکلا
۴۱	اصغر خان	حاجی محمد علی	شید پور ضلع پٹرہ پوسٹ شاچار
۴۲	محمد ابراہیم	منشی محمد اسمعیل	موضع رتیانی ضلع پٹرہ پوسٹ موری گنج
۴۳	مظفر علی	شرف علی	ہریش پور ضلع سلہٹ پوسٹ بہاتک
۴۴	عبدالمصور	راشد علی	موضع رانا ینگ ضلع سلہٹ پوسٹ گلاب گنج
۴۵	عباس علی	محمد عادل	موضع شید پور ضلع پٹرہ پوسٹ شاچار
۴۶	اسرار علی	منصور علی	موضع گلاب نگر ضلع پٹرہ پوسٹ شاچار
۴۷	جعفر علی	عرفان علی	موضع گلاب نگر ضلع پٹرہ پوسٹ شاچار

۱۹/ شعبان ۱۳۳۵ ہجری مطابق ۱۰/ جون ۱۹۱۷ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	سکونت
۴۸	ابرارالحق	اسرارالحق	محلہ قلعہ رہتک
۴۹	عبدالخالق	حکیم ہدایت علی	محلہ قلعہ منگلور ضلع سہارنپور

۵۰	ابوظفر الہی بخش	منشی محمد حسین	محلہ رشید پور پوسٹ سونا مے موڑی ضلع نواکھالی
۵۱	حبیب الرحمن	محمد فلیح میاں	محلہ چاند پور پوسٹ ضلع سلہٹ
۵۲	عرفان علی	محمد حشمت	دیوکلس پوسٹ ضلع سلہٹ
۵۳	محمود علی	رجب الدین	موضع کریم پور ضلع سلہٹ
۵۴	اشرف علی	واجد علی	مقام طرف ضلع سلہٹ

۲۰ر شعبان ۱۳۳۶ ہجری مطابق ۳۱ر مئی ۱۹۱۸ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	قوم	سکونت
۵۵	عزیز الرحمن	غیر مرقوم		غیر مرقوم
۵۶	اشرف علی	امجد علی	سید	موضع واپنیہ ضلع میمن سنگہ پوسٹ جماپلور
۵۷	ابوالمسعود عبدالودود	عبدالعظیم	شیخ	رامپور ڈاکخانہ سکنیہ ضلع چاٹگام
۵۸	فضل الرحمن	تمیز الدین		ضلع کمرلہ ڈاکخانہ چندرابازار مقام ویبی پور

۲۰ر شعبان ۱۳۳۷ ہجری مطابق ۲۱ر مئی ۱۹۱۹ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	قوم	سکونت
۵۹	سید احمد	دیدار علی	سید	محلہ نواب پورہ ریاست الور
۶۰	عثمان علی	حاجی احمد	شیخ	صیلاپور ڈاکخانہ نرائن گنج ضلع ڈھاکہ
۶۱	امام الدین	منشی غازی	شیخ	کمرنگر ضلع پٹرہ
۶۲	عبدالعزیز	اشرف علی	شیخ	موضع دلال پور پوسٹ سوسیل ضلع پٹرہ
۶۳	مظفر علی	محمد عبد	شیخ	امجورہ ضلع سلہٹ پوسٹ مری نگر
۶۴	حسن علی	غیر مرقوم		غیر مرقوم
۶۵	قطب الدین	غیر مرقوم		غیر مرقوم
۶۶	اطہر علی	انصر علی	شیخ	موضع علی نگر ضلع سلچر پوسٹ سلچر
۶۷	شرافت علی	غیر مرقوم		غیر مرقوم

۶۸	رحمت اللہ	محمد اللہ	شیخ	رامپور ضلع چاٹگام ڈاکخانہ سالکانیہ

۲/شعبان ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۲۲/اپریل ۱۹۲۰ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	قوم	سکونت
۶۹	عبدالرحمن	محمد فجو حاجی	شیخ	موضع پرکلیہ ضلع پٹراڈاکخانہ گجراتھانہ مطلوب گنج
۷۰	انور علی	ناصر الدین میانجی	شیخ	موضع شملہ پور ساکن سادکر کٹراتھانہ مہس کہاں، چاٹگام
۷۱	محمد حسین	قاضی سنا میاں	شیخ	موضع نواگرام پرگنہ کرساوڈاکخانہ نبی گنج ضلع سلہٹ
۷۲	عبدالرحمن	رحمت علی	شیخ	موضع دہمشیہ ساکن انجمیت تھانہ چکرنہ ضلع چاٹگام
۷۳	محمد عباس	کنائی میاں	شیخ	موضع پرکلیہ ضلع پٹراڈاکخانہ گجراتھانہ مطلوب گنج

۲۰/شعبان ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹/اپریل ۱۹۲۲ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	قوم	سکونت
۷۴	جلال الدین	انصر علی	شیخ	سکندر پور ضلع سلہٹ ڈاکخانہ چل سوکھا
۷۵	عبداللہ شاہ	قاضی امیر شاہ	شیخ	موضع گلہوڑی مظفر آباد
۷۶	عبدالرحمن	محمد یتیم اللہ	شیخ	موضع شاہ پور ضلع سلہٹ پوسٹ بالاگنج
۷۷	حمید شریف	قاضی نواز احمد	شیخ	موضع راجہ نگر چاٹگام پوسٹ ٹہنڈا چرتی
۷۸	یعقوب علی	منشی خدا بخش	شیخ	موضع راوٹیاڈاکخانہ کوماکانداضلع میمن سنگھ تھانہ رنگینہ
۷۹	عبدالمجید	نور بخش	شیخ	موضع سیدبازی ضلع چاٹگام
۸۰	کرم علی	نور علی	شیخ	موضع سیدبازی ضلع چاٹگام
۸۱	حیدر علی	امیر الدین میانجی	شیخ	موضع کرکمتاضلع پٹرہ پوسٹ مدافہ نگج
۸۲	محمد نثار علی	نور میاں	شیخ	موضع رینگ پور ضلع سلچر پوسٹ سلچر کچھار
۸۳	محمد مشرف علی	محمد روفا میاں	شیخ	موضع پیرلگابڑاجوڑاموضع سلچر پوسٹ سلچر
۸۴	ارشد علی	محمد سلیم	شیخ	موضع نجنت ضلع سلہٹ پوسٹ ڈھاکہ ڈاکخانہ تھانہ گلاب گنج

۸۵	میاں حسین	ہزاری ملک دار	شیخ	موضع پوگلا پوسٹ کولوما کاندا ضلع میمن سنگھ
۸۶	سعد الحق	قربان علی	مغل	موضع سیکل بہا محلہ جمالپور ضلع چاٹگام پوسٹ کانت فقیر بازار
۸۷	نور الزمان	شہر علی	شیخ	موضع پاروا ضلع چاٹگام پوسٹ راج بوبن

۲۰؍شعبان ۱۳۴۱ہجری مطابق ۸؍اپریل ۱۹۲۳ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	سکونت
۸۸	عبد الرحیم	محمد روشن	موضع راغب پور ضلع سلہٹ ڈاکخانہ مغل بازار
۸۹	عبد المنعم	منشی عبد اللہ	موضع دولت پور ضلع سلہٹ ڈاکخانہ......
۹۰	عبد الصمد	محمد شجاعت	موضع کواخالی ضلع سلہٹ پوسٹ مغل بازار
۹۱	ابو الخیر	عبد الستار	موضع رنگونیا ضلع چاٹگام
۹۲	اطہر علی	یوسف علی	موضع نوئی خالی ضلع سلہٹ ڈاکخانہ مغل بازار
۹۳	سکندر علی	محمد محسن	موضع میادر پور ضلع سلہٹ ڈاکخانہ مغل بازار

۲۰؍شعبان ۱۳۴۲ہجری مطابق ۲۷؍مارچ ۱۹۲۴ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	سکونت
۹۴	عبد العزیز	منشی عظیم داد	فتح پور ہسوہ
۹۵	محمد اجمل شاہ	شاہ محمد اکمل	سنبھل ضلع مرادآباد
۹۶	احمد الرحمن	اصحاب الدین	گرسی ضلع چاٹگام
۹۷	رشید احمد	عبد الحمید	قمر اڈاکخانہ رنگونیہ ضلع چاٹگام
۹۸	محمد کلیم اللہ	سراج الدین	سلطان پور تھانہ روجان چاٹگام
۹۹	عبد الغفور	مفیض الدین	کمڑی ضلع جسر ڈاکخانہ دیگھالیہ
۱۰۰	سید جلیل	صدر الدین	گہاٹ سکہ ضلع چاٹگام ڈاکخانہ رنگونیہ
۱۰۱	عبد المجید	محمد سلیم	موضع چھتیس ڈاکخانہ پہنچونگنج ضلع سلہٹ
۱۰۲	مصر علی	محمد حاضر	کواخالی ضلع سلہٹ پوسٹ مغل بازار
۱۰۳	عبد الحکیم	عثمان علی	شام پور داکخانہ ناؤٹولہ ضلع کمرلہ

۲۵؍ شعبان ۱۳۴۳ ہجری مطابق ۲۰؍ مارچ ۱۹۲۵ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	سکونت
۱۰۴	امیر الزمان	حافظ عبدالرحیم	چرندیپ ڈاکخانہ خرندیپ ضلع چاٹگام
۱۰۵	عرفان علی	محمد کلیم	موضع رائبان پوسٹ مغل بازار ضلع سلہٹ
۱۰۶	عمر علی	محمد اوحد اللہ	ساکن سچن سیری ڈاکخانہ چاٹگام ضلع سلہٹ
۱۰۷	عبدالجبار	منشی عبدالمجید	موضع فرنگ پاشا پوسٹ مغل بازار ضلع سلہٹ
۱۰۸	سعادت علی	محمد سعید	شاہ پور ضلع سلہٹ ڈاکخانہ رتن پور
۱۰۹	رشید احمد	احسن اللہ	موضع سیکل بہاڈاکخانہ پدون ضلع چاٹگام
۱۱۰	عزیز الرحمن	پٹان شریف	موضع پرنڈم شاہ ڈاکخانہ ساتکیہ ضلع چاٹگام

۲۲؍ شعبان ۱۳۴۴ ہجری مطابق ۸؍ مارچ ۱۹۲۶ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	سکونت
۱۱۱	دلیل الرحمن	عظیم الدین	موضع قریہ نگر ضلع چاٹگام پوسٹ پدون
۱۱۲	عبدالعزیز	عبداللطیف	موضع کھلاپاڑہ ضلع میمن سنگھ پوسٹ کشور گنج
۱۱۳	سید احمد	مقبول احمد	موضع گجرا ضلع چاٹگام پوسٹ نواپاڑہ
۱۱۴	جمیل الحق	محمد عین اللہ	موضع بانی کاندی پوسٹ خرمہ ضلع سلہٹ
۱۱۵	عبدالحی	عبدالغنی	کوکا ایلچیہ ڈاکخانہ صفو ضلع سلہٹ
۱۱۶	عبدالقادر	رحیم اللہ	ناتہ باد پوسٹ سنارگٹ ضلع سلہٹ

۱۳۴۵ ہجری

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	قوم	سکونت
۱۱۷	احمد یار خان	محمد یار خان	پٹھان	اوجھانی محلہ قلعہ..... ضلع بدایوں
۱۱۸	محمد یونس	ابرار حسین	ترک	سنبھل محلہ دیپا سرائے
۱۱۹	عبدالرشید خان	عظیم داد خان	پٹھان	فتحپور ہسوہ محلہ زہدون

۱۲۰	سلطان احمد	عبدالعظیم	شیخ	بشارت گنج وایہ نہ سات باریہ ضلع چاٹگام
۱۲۱	مقبول احمد	محمد امین	شیخ	ہرکل وائی نیرماضلع چاٹگام
۱۲۲	عبید علی	محمد خان	شیخ	موضع پرنامتی ڈاکخانہ پورشاتی ضلع پٹرہ
۱۲۳	مظہرالاسلام	سمی بیوپاری	شیخ	موضع نواگاؤں ضلع پٹرہ ڈاکخانہ قصبہ
۱۲۴	سلطان احمد خان	گورامیاں	شیخ	باعلیاڈاکخانہ خاص ضلع چاٹگام
۱۲۵	سعد احمد	عبدالہادی	شیخ	سات باریہ ضلع چاٹگام
۱۲۶	عبدالحق	شجاعت علی	شیخ	موضع بستوضلع پٹرڈاکخانہ کوٹی
۱۲۷	اشرف علی	غیر مرقوم	شیخ	غیر مرقوم
۱۲۸	حفیظ اللہ	دین محمد اشرفی	شیخ	مبارک پور ضلع اعظم گڑھ

شوال ۱۳۴۶ھ

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	قوم	سکونت
۱۲۹	محمد حسین	واجد علی	شیخ	موضع ماتی ڈاکخانہ اسمولی ضلع مرادآباد
۱۳۰	نذیر احمد	مخلص الرحمن	شیخ	حاجی پاپڑڈاکخانہ بہاتھانہ ضلع چاٹگام
۱۳۱	عبدالقادر	عبدالجبار	شیخ	..... ضلع میمن سنگھ ڈاکخانہ خاص
۱۳۲	عبدالکریم	منت علی	شیخ	سری نگرڈاکخانہ شامگاؤلی ضلع پٹرہ
۱۳۳	فضل کریم	غلام ارشد	شیخ	برماڈاکخانہ سارنپور ضلع چاٹگام
۱۳۴	غلام.......	نورالدین	شیخ	موضع نینوباسیہ ڈاکخانہ مھول بازار ضلع --
۱۳۵	محمد دانش	اشرف علی	شیخ	پورب براسہ پوسٹ شادی پور ضلع چاٹگام
۱۳۶	محمد عالم	علیم الدین	شیخ	موضع لار ضلع میرپورڈاکخانہ میرپور علاقہ راجستھان

۲۷؍رجب ۱۳۴۷ ہجری مطابق ۹؍جنوری ۱۹۲۹ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	قوم	سکونت
۱۳۷	ابوالقاسم	علی نواز	شیخ	موضع مہیش پور ڈاکخانہ رام موہن بازار ضلع-

۱۳۸	منور علی	نصر الدین احمد	شیخ	موضع صادق پور ڈاکخانہ گنگا منڈل ضلع پٹرہ
۱۳۹	عبد الجبار	خلیل محمد خان	پٹھان	موضع ٹاکوئی ڈاکخانہ بوری جنگ ضلع پٹرہ
۱۴۰	عبد الواحد	نور محمد	شیخ	موضع بشنو پور ڈاکخانہ کوئی ضلع پٹرہ تھانہ قصبہ

۱۹؍شعبان ۱۳۴۸ہجری مطابق ۲۰؍جنوری ۱۹۳۰ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	قوم	سکونت
۱۴۱	عبد الرحمن	وزیر علی	......	موضع جعفر نگر ڈاکخانہ جودی ضلع سلہٹ
۱۴۲	عزیز اللہ	عظیم اللہ	شیخ	موضع پوری ضلع سلہٹ
۱۴۳	ذاکر حسین	اصغر حسین	شیخ	محلہ اصالت پورہ مرادآباد
۱۴۴	غلام باری	عبد الرحمن	شیخ	بھوی ڈنڈی ڈاکخانہ بڑتلی ضلع چاٹگام
۱۴۵	نید الحسن	عبد الحسن	شیخ	مومن پور پوسٹ چروا ضلع پٹرہ
۱۴۶	عبد الواحد	امید علی	شیخ	بہلا گنج ڈاکخانہ خاص ضلع فرید پور
۱۴۷	محمد علی	عبد الباری	شیخ	بہلا گنج ڈاکخانہ خاص ضلع فرید پور
۱۴۸	اظہار الحق	حسن علی	شیخ	اہملتیش ڈاکخانہ خاص ضلع چاٹگام
۱۴۹	مصلح الدین	ساجد علی	شیخ	موضع بہترا ڈاکخانہ راجوری ضلع سلہٹ
۱۵۰	مقصود علی	صادق علی	شیخ	شمبو پور ڈاکخانہ بارودی ضلع ڈھاکہ
۱۵۱	جز......الدین	....	شیخ	موضع فتحپور ضلع مرادآباد ڈاکخانہ کندرکی
۱۵۲	حاجی نذیر احمد	اسد علی	شیخ	موضع گرسی ڈاکخانہ مہامنی ضلع چاٹگام
۱۵۳	نور الحق	ارشاد.......	شیخ	....

۲۸؍شوال ۱۳۵۰ھ مطابق ۷؍مارچ ۱۹۳۲ء

(سند) ۲۲؍شعبان ۵۰ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۳۲ء کو دی گئی۔

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	سکونت
۱۵۴	سید صبیح الدین	سید میلح الدین	سہسرام ضلع آرا..................
۱۵۵	محمد طاہر	منشی عین الدین	موضع بانوادی ڈاکخانہ ڈور ضلع میمن سنگھ

۱۵۶	محمد صالح احمد	تاج الدین	موضع کہرام ڈاکخانہ خاص ضلع چاٹگام
۱۵۷	محمد شمس الہدی	عبدالعزیز	موضع چتوپور ڈاکخانہ راج بہوبن ضلع چاٹگام
۱۵۸	یوسف احمد	علی میاں	.....ڈاکخانہ راج بہوبن ضلع چاٹگام
۱۵۹	عبدالستار	شیخ عبدالحمید	موضع رانی آراڈاکخانہ کوٹی ضلع نیرہ
۱۶۰	نور الصفا	راحت اللہ	مریم نگر ڈاکخانہ سندر گونا ضلع چاٹگام
۱۶۱	حاجی شمس علی	روفا میاں	سید پور ڈاکخانہ، ہتلکڑی ضلع کچھاڑ
۱۶۲	عبدالخالق	عبدالغنی	سید پور ڈاکخانہ، ہتلکڑی ضلع کچھاڑ
۱۶۳	شفیع الحق	ولی محمد	مہمر ڈاکخانہ کوقانی ضلع چاٹگام
۱۶۴	عبدالحکیم	عبدالحلیم	بہر دالی ڈاکخانہ اتوا ضلع مالدہ
۱۶۵	مال محمد	نصیر الدین	بہادر گنج ضلع فرید پور
۱۶۶	فیض احمد	رحم علی	حار شا چاٹگام۔

۱۹ر شعبان ۵۱ ہجری مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۳۲ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	قوم	عمر	سکونت
۱۶۷	وحید الزماں عرف عبدالرحمن	مرزا خان	افغان	۱۸	موضع بٹونہ ڈاکخانہ کا سکنج ضلع ایٹہ
۱۶۸	عبدالرحیم خان	مرزا خان	افغان	۱۷	موضع بٹونہ ڈاکخانہ کا سکنج ضلع ایٹہ
۱۶۹	احمد میاں	عبدالحمید	سید	۲۱	موضع شرف بٹھاڈاکخانہ پومرا ضلع چاٹگام
۱۷۰	واحد علی	حمید علی	شیخ	۲۲	موضع شیخ بہلی ڈاکخانہ چندی ضلع چاٹگام
۱۷۱	محمود الحق	عبدالرشید	شیخ	۲۰	موضع چابد گاؤں ڈاکخانہ خاص ضلع چاٹگام
۱۷۲	فیروز الدین	نصر الدین	....	...	........موضع رام پتو ڈاکخانہ پلندری

۱۲ر رجب المرجب ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۲ر اکتوبر ۱۹۳۴ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	قوم	عمر	سکونت
۱۷۳	عبدالاحد خان	عبدالرشید	افغان	۲۲	موضع ادری ڈاکخانہ واسٹیشن اندارا ضلع اعظم گڑھ

۱۷۴	عبدالجبار	نور محمد	شیخ	۲۲	موضع فتحپور ہاٹ ڈاکخانہ سبور ضلع بہاگلپور
۱۷۵	محمد مبین	خیرالدین	شیخ	۲۰	موضع فتحپور ڈاکخانہ سبور ضلع بہاگلپور
۱۷۶	محمد زبیر	شیخ عبدالستار	شیخ	۲۲	موضع فتحپور ڈاکخانہ سبور ضلع بہاگلپور
۱۷۷	امام علی	عبداللہ	شیخ	۲۵	موضع ہارڈی بی ڈاکخانہ اپہال ضلع منی پور
۱۷۸	سعادت حسن	عبداللہ	شیخ	۲۶	موضع سوناکندہ ڈاکخانہ گوبندپور ضلع نیرہ
۱۷۹	شمس الاسلام	بخش علی	شیخ	۲۴	موضع قایم پور چارد اضلع نیرہ
۱۸۰	عمر	علاءالدین	شیخ	۲۶	موضع ڈیل پاڑہ ڈاکخانہ آبل ضلع اکیاب ملک برما
۱۸۱	عبدالرحمن	نصیرالدین	شیخ	۲۷	موضع نواگاؤں ڈاکخانہ رام گوپال ضلع سمن سنگھ
۱۸۲	الطاف حسین	محمد دین اسلام	شیخ	۲۷	موضع خیرآباد ڈاکخانہ گنگامنڈل ضلع نیرہ
۱۸۳	عبدالودود	اخلاص الرحمن	....	۲۰	......ڈاکخانہ فدوا ضلع چاٹگام

رجب المرجب ۱۳۵۴ھ مطابق اکتوبر ۱۹۳۵ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	قوم	عمر	سکونت
۱۸۴	محمد سلیم الدین	علیم الدین	شیخ	۲۳	موضع رسول پور دالی پنی ضلع فتحپور
۱۸۵	محمد اظہار الحق	نذر احمد شاہ	شیخ	۲۳	....
۱۸۶	ابوالبشر محمد عبدالرب	منشی نصیرالدین	شیخ	۲۲	....
۱۸۷	محمد بدیع العالم	حافظ عبدالحکیم	شیخ	۲۲	....
۱۸۸	محمد خلیل الرحمن	کرم علی	شیخ	۲۱	....
۱۸۹	نورالحق	ہدایت علی	شیخ	۲۲	برکونہ ڈاکخانہ بھلدی ضلع چاٹگام

۱۸؍شعبان ۱۳۵۵ھ مطابق ۲؍نومبر ۱۹۳۶ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	قوم	عمر	سکونت
۱۹۰	مسعودالحسن	مقبول حسن	......	...	موضع اکہ ضلع مرادآباد
۱۹۱	غلام محی الدین	غلام احمد	......	...	محلہ بیلدار ال ضلع مرادآباد

۱۹۲	حافظ اعجاز احمد	عبدالصمد	شیخ	۲۵	موضع غوثی پورہ ڈاکخانہ چلہ ضلع باندہ
۱۹۳	فیض احمد	سید حاجی نور احمد	سید	۲۴	موضع ۔۔۔ ڈاکخانہ انوارہ ضلع چاٹگام
۱۹۴	روح الامین	ہدایت علی	شیخ	۲۴	موضع مریم نگر ڈاکخانہ ہانکوبہ ضلع چاٹگام
۱۹۵	محمد دانش	سید عزت علی	سید	۲۳	موضع اربرا ڈاکخانہ کہریا ضلع باندہ
۱۹۶	ہادی حسن	مسافر میاں	شیخ	۲۲	موضع غیاث پور ڈاکخانہ سینسوانہ ضلع چپرہ
۱۹۷	احمد الحق	اسد علی خند کار	شیخ	۲۲	موضع شاہ میر پور ڈاکخانہ انوارہ ضلع چاٹگام
۱۹۸	علی احمد	دولہا میاں	شیخ	۲۳	موضع جندہ ڈاکخانہ ترپورہ ضلع چاٹگام
۱۹۹	ابوسعید	عزیزالرحمن خند کار	شیخ	۲۳	موضع دولت پور ڈاکخانہ انوارہ ضلع چاٹگام

۱۸/شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۴/اکتوبر ۱۹۳۷ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	قوم	عمر	سکونت
۲۰۰	سید الزماں	محمد عین الحق	....	۲۲	موضع پوکھریرا ڈاکخانہ ادے پور ضلع مظفر پور
۲۰۱	نظام الدین	شہادت علی	سید	۲۲	موضع بڈوستر ڈاکخانہ تنکی ضلع گیا
۲۰۲	معزالدین	حسن عسکری	شیخ	۱۹	موضع سمبھو گنج ڈاکخانہ خاص ضلع بھاگلپور
۲۰۳	رشید احمد	سید زین الدین	سید	۲۴	نیاپال شیخ پارہ ڈاکخانہ گزرانیاپارہ ضلع چاٹگام
۲۰۴	عبدالسلام	عبدالکریم	شیخ	۲۱	باموئی ڈاکخانہ خاص ضلع سلہٹ
۲۰۵	تمیزالدین	معزالدین	شیخ	۲۳	کالپی پور ڈاکخانہ کاشی پور ضلع ٹپرہ
۲۰۶	امجد علی	احمد علی	شیخ	۲۲	موضع فہمرہ ڈاکخانہ خاص ضلع چاٹگام
۲۰۷	شجاع الدین	فقیر محمد	شیخ	۲۵	سلطان گنج ڈاکخانہ ارانی ڈنگہ ضلع باندہ
۲۰۸	محمد عمران	حمید الرحمن	شیخ	۲۲	شوپ چری ڈاکخانہ خاص ضلع چاٹگام
۲۰۹	بذل الرحمن	شین العابدین	شیخ	۲۲	رانی گاس مادھوپور ضلع کمرلہ نیرہ
۲۱۰	عبداللطیف	شیخ شاب	شیخ	۲۱	فتح آباد شوہیل ضلع کمرلہ نیرہ
۲۱۱	محمود الحق	عبدالکریم چودھری	....	۲۳	موضع لکینگر ابینا جوڑی ضلع چاٹگام

۲۱۲	سید احمد کمال	عبدالجبار میاں جی	سید	۲۳	موضع نہیابار میشکرم گزرانیاپان ضلع چاٹگام
۲۱۳	ساجد الرحمن	شیخ یاسر علی	شیخ	۲۴	موضع ہانڈچکیاڈاکخانہ پیہٹیک چری ضلع چاٹگام
۲۱۴	کلیم الدین	حاجی نادر بخش	شیخ	۲۴	جام نگر راج محل ضلع چالگام
۲۱۵	ابوالخیر	رقیم الدین	شیخ	۲۲	بڑاکوناڈاکخانہ جالدی ضلع چاٹغام
۲۱۶	ابوالخیر	احمد الرحمن	شیخ	۲۳	کاکیتاڈاکخانہ ہنیاجوڑی ضلع چاٹگام
۲۱۷	عبدالجبار	سید علی	سید	۲۴	نسین پور ڈاکخانہ مناچڑاضلع سلچر صوبہ آسام
۲۱۸	مولوی عبدالکریم	امیر علی	سید	۲۱	کسوخین ڈاکخانہ گزریمیناپار ضلع چاٹگام
۲۱۹	مولوی حافظ احمد	عبداللطیف میاں جی	....	۲۵	مالشاڈاکخانہ...... ضلع چاٹگام
۲۲۰	کرم خوردہ	....	....	...	.... ضلع کچھاڑ

۱۳۵۷ ہجری مطابق ۱۹۳۸ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	قوم	عمر	سکونت
۲۲۱	حلیم احمد	عظیم اللہ	....	۲۰	موضع پور ڈاکخانہ جگرسندہ ضلع سلہٹ
۲۲۲	نور محمد	حاجی حسن علی	شیخ	۲۳	بڑگونہ ڈاکخانہ جلدی ضلع چاٹگام
۲۲۳	غلام السبحان	امین شریف	شیخ	۲۴	فتح باڑی روکیاضلع چاٹگام
۲۲۴	نائب علی	ثمیر الدین	شیخ	۲۶	جیت پور ڈاکخانہ گہیناچرضلع نیرہ
۲۲۵	ثناءاللہ	کلیم الدین	شیخ	۲۵	تے بہاگیاکدوگدا گہنگاچرضلع نیرہ
۲۲۶	لطف الرحمن	صادق علی	شیخ	۲۷	حسن آباد ڈاکخانہ مغل ہاٹ ضلع چاٹگام
۲۲۷	عبدالقادر	حاجی عبدالحکیم	شیخ	۲۳	نیاگاؤں ڈاکخانہ فہمرضلع چاٹگام
۲۲۸	میر احمد	محمد علی	شیخ	۲۸	پازہاڈاکخانہ راج موہن ضلع چاٹگام

۱۹ شعبان ۱۳۵۸ ہجری مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۹ء انتیسواں سالانہ جلسہ

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	عمر	سکونت
۲۲۹	ظفر الدین	صدر الافاضل	...	مراد آباد
۲۳۰	اختصاص الدین	صدر الافاضل	...	مراد آباد
۲۳۱	سید یعقوب علی	ارشاد علی	...	....
۲۳۲	نذر احمد	سید فیض احمد	۲۳	موضع دھول کدھی ڈاکخانہ ساھیوال ضلع شاہ پور
۲۳۳	انور خان	محمد امیر خان	۲۲	موضع اوری ڈاکخانہ اندار ضلع اعظم گڑھ
۲۳۴	عبد الباری	کرامت علی	۲۳	موضع سانفری ڈاکخانہ کلا پول ضلع چاٹگام
۲۳۵	سلطان احمد	نصرت علی	۲۴	موضع مرزا کیھل ڈاکخانہ نرسات کاسہ ضلع ارمان
۲۳۶	ابو الہاشم	شاہ نور الدین	۲۳	موضع لوہاگڑھ ڈاکخانہ سوکہ برچری چاٹگام تھانہ بانسکھالی
۲۳۷	شفیق الرحمن	وزیر علی	...	موضع بڑھ گیہوا ڈاکخانہ گوجلدی چاٹگام تھانہ بانسکھالی
۲۳۸	احمد حسین	مخلص الرحمن	۲۵	موضع چانی پاتر ڈاکخانہ جگناتہ ملٹ ضلع چاٹگام
۲۳۹	عبد اللطیف	عبد الرحیم	۲۵	موضع رتن پور ڈاکخانہ کالی پور تھانہ بانسکھالی چاٹگام

۲۱ / رجب ۱۳۵۹ ہجری مطابق ۲۶ / اگست ۱۹۴۰ء تیسواں سالانہ جلسہ

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	عمر	سکونت
۲۴۰	محمد حسین	ظہور اللہ	۲۶	موضع برمیالا ڈاکخانہ بٹنتلی ضلع چاٹگام
۲۴۱	فیض اللہ	عبد الحق	۲۵	دلیل آباد ڈاکخانہ روجن ضلع چاٹگام تہانہ دہن
۲۴۲	حبیب الرحمن	نجم الدین	۲۷	موضع راجہ کہالی ڈاکخانہ باب باکہ ضلع چاٹگام
۲۴۳	سعید الحق	عبد الرحمن	۲۵	موضع محارہ ڈاکخانہ س. بٹنتیلی ضلع چاٹگام
۲۴۴	فیض احمد	غلام قادر	۲۵	موضع ہرچر ڈاکخانہ کالی پور تھانہ جلوی ضلع چاٹگام
۲۴۵	علی احمد	رغبت علی	۲۴	موضع باسہ کہالی ڈاکخانہ بارہ باکہ ضلع چاٹگام
۲۴۶	سید احمد	واعظ الدین احمد	۲۳	موضع چمبل ڈاکخانہ جلوی ضلع چاٹگام
۲۴۷	فضل الکبیر	بشیر احمد	۲۵	موضع پاءندنگ ڈاکخانہ بندابن ہاٹ ضلع چاٹگام

۲۴۸	فضل حق	حافظ محمد	۲۵	موضع دھول کدھی ڈاکخانہ ساھیوال ضلع شاہ پور
۲۴۹	سید ارشاد حسین	سجاد حسین	....	شیش گڑھ بریلی
۲۵۰	محمد ہدی	یوسف علی	۲۸	موضع کچوخائن ڈاکخانہ لزرانیا پاڑ ضلع چاٹگام تھانہ اوجن
۲۵۱	عبدالحق	عبدالکریم	۲۶	موضع محمود آباد ڈاکخانہ کانہ ہاٹ ضلع چاٹگام
۲۵۲	صالح ظہور	سید عبدالشکور	۲۶	سسکن ڈنڈی ڈاکخانہ فتح آباد
۲۵۳	بدل العالم	حافظ الرحمن	۲۲	موضع گھیرا ڈاکخانہ خاص ضلع چاٹگام
۲۵۴	صدیق احمد	علی حیسن	۲۴	موضع افضل نگر ڈاکخانہ پلادا ضلع چاٹگام
۲۵۵	احمد الحق	محمد ابراہیم	۲۴	موضع سسکن ڈنڈی ڈاکخانہ فتح آباد ضلع چاٹگام
۲۵۶	سید محبوب علی	سید امیر علی	۲۴	گنج مرادآباد ضلع اناؤ

۱۹؍ شعبان ۱۳۶۰ ہجری مطابق ۱۱؍ ستمبر ۱۹۴۱ء

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	عمر	سکونت
۲۵۷	حبیب اللہ	نور محمد	۲۲	فتح پور ضلع بھاگل پور
۲۵۸	منیر الدین	حسن علی	۲۴	سجانپور ڈاکخانہ عمر پور ضلع بھاگلور
۲۵۹	غلام محی الدین	منشی عبدالمجید	۲۰	پوکھریا ڈاکخانہ کوال پوکھر ضلع پورنیہ
۲۶۰	فضل احمد	عبدالعزیز	۲۶	للنگر ڈاکخانہ بینا جوری ضلع چاٹگام
۲۶۱	بسم اللہ	راحت اللہ	۲۳	مقام وڈاکخانہ سلاباڑی ضلع چاٹگام
۲۶۲	عبدالجلیل	حسن علی	۲۲	بتالی ڈاکخانہ موہامتی ضلع چاٹگام
۲۶۳	رشید احمد	امیر حمزہ	۲۴	دکن برہمن ڈنڈا ڈاکخانہ اکلش ضلع چاٹگام
۲۶۴	محمد یعقوب	بشارت علی	۲۴	علی اکبر رڈیل ڈاکخانہ بزگوف ضلع چاٹگام
۲۶۵	بدل الرحمن	محمد صادق	۲۴	میر پور ڈاکخانہ مادب پور ضلع نیرہ
۲۶۶	مفیض الدین	بسیح الدین	--	یرب بم کر ڈاکخانہ لارو جورہ ضلع نیرہ

۱۹ر شعبان ۱۳۶۱ ہجری مطابق یکم ستمبر ۱۹۴۲ر بتیسواں سالانہ جلسہ

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	عمر	سکونت
۲۶۷	ظہور احمد	عبدالمجید میاں جی	۳۰	کہیل مغل ڈاکخانہ مغل ہاٹ ضلع چاٹگام
۲۶۸	منیر احمد	باسا میاں جی	۲۶	کہیل مغل ڈاکخانہ مغل ہاٹ ضلع چاٹگام
۲۶۹	عبدالقدوس	نادرالزماں	۲۵	فہمرہ ڈاکخانہ خاص ضلع چاٹگام
۲۷۰	محمد اسمٰعیل	میاں جان	۲۶	کہیل مغل ڈاکخانہ مغل ہاٹ ضلع چاٹگام
۲۷۱	عبدالجبار	حشرالدین	۲۷	گوپال نگر ڈاکخانہ شوسل ضلع نیرہ
۲۷۲	حافظ احمد	اسمٰعیل کدالی	۲۵	چلن کونڈی ڈاکخانہ فتح پور ضلع چاٹگام
۲۷۳	فضل احمد	صدیق احمد	۲۴	سلطانپور ڈاکخانہ روجان ضلع چاٹگام
۲۷۴	محمد ابراہیم	بشیر اللہ کبیراج	۲۳	خندقہ ڈاکخانہ شوماپور ضلع چاٹگام
۲۷۵	شفیع احمد			خندقہ ڈاکخانہ شوماپور ضلع چاٹگام
۲۷۶	غلام معین الدین	صوفی صابر حسین	۲۰	مرادآباد (سند طب دی گئی)

۴ر ذیقعدہ ۱۳۶۲ ہجری مطابق ۳ر نومبر ۱۹۴۳ء تیتسواں اجلاس

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	عمر	سکونت
۲۷۷	محمد حسین	تفضل حسین		محلہ دیپاسرائے قصبہ سنبھل ضلع مرادآباد (یوپی)
۲۷۸	سید کرم شاہ	پیر محمد شاہ	۲۴	محلہ پیر اعظم شاہ مقام ڈاکخانہ بھیرہ ضلع شاہپور پنجاب
۲۷۹	سید محمد علی	سید شاہ	۳۱	موضع جندوالہ ڈاکخانہ الوھر ضلع فیروزپور پنجاب
۲۸۰	چراغ دین	محمد بخش	۲۴	ڈاکخانہ چک ۲۳۰ تحصیل جڑاں والا ضلع لائلپور پنجاب
۲۸۱	حافظ خدا بخش	نور الٰہی	۲۴	مقام ھیھڑ ڈاکخانہ جبی تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا پنجاب
۲۸۲	بشیر احمد	سراج دین	۲۰	چریناں ڈاکخانہ خاص ضلع لاہور
۲۸۳	بحرالنعم	عبدالروف	۲۳	قریہ زیزاری تحصیل چکیہ ضلع مردان ریاست سوات سرحد
۲۸۴	ریاض محسن	محمد حسین	۲۳	محلہ دیپاسرائے قصبہ سنبھل ضلع مرادآباد، یوپی
۲۸۵	عبدالسلام	عبدالجلیل	۲۳	حاجی گاؤں ڈاکخانہ ستگام باقی گرام ضلع چاٹگام

۲۸۶	خیرالدین	ابوالبشر	۲۵	موضع فہمرہ ڈاکخانہ خاص ضلع چاٹگام

۲۵؍رجب ۱۳۶۳ ہجری مطابق ۱۷؍جولائی ۱۹۴۴ء تینتیسواں اجلاس

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	عمر	سکونت
۲۸۷	حامد حسین	محمد حسین	۲۲	محلہ دیپا سرائے قصبہ سنبھل ضلع مرادآباد، یوپی
۲۸۸	ابوالقاسم	اشرف علی	۲۸	مریم نگر ڈاکخانہ انگونہ ضلع چاٹگام
۲۸۹	سید محی الدین	محمد احسن	۳۰	موضع تیوشی ڈاکخانہ ماندی ضلع بارہ علاقہ کشمیر

۸؍شعبان المعظم ۱۳۶۴ ہجری پینتسواں سالانہ اجلاس

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	عمر	سکونت
۲۹۰	نذیرالاکرم	محمد ظہور	۱۹	محلہ لال مسجد مرادآباد
۲۹۱	شائق احمد	عبدالستار بلیاوی	۱۸	کھروہ ضلع چوبیس پرگنہ
۲۹۲	محمد زکی	طالب حسین	۲۲	موضع سکرہ ڈاکخانہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد
۲۹۳	غلام معین الدین	صابر حسین	۲۳	محلہ لال باغ مرادآباد
۲۹۴	شمس الضحی	امانت اللہ	۲۵	موضع دیگھار ڈاکخانہ مجھوان ضلع بلیا
۲۹۵	امین الدین	عبدالغفور		چندوسی ضلع مرادآباد کاغذ کا قلعہ
۲۹۶	افتخار الحسین	مسعود	۲۸	موضع الہڑ ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ
۲۹۷	نور احمد	ظفر علی		موضع پورم سرا کے ڈاکخانہ بڑتلی ضلع چاٹگام
۲۹۸	امین الرحمن	فضل الرحمن		قمرا ڈاکخانہ خاص ضلع چاٹگام
۲۹۹	عبدالرحیم	شہاب الدین میاں جی		پورب گجرا ڈاکخانہ گجرا ابناپاہ ضلع چاٹگام
۳۰۰	مولوی محمد عبدالکریم	عبدالباری		اوجن ڈاکخانہ خاص ضلع چاٹگام
۳۰۱	عبدالعزیز	منشی محمد علی		کھاکھریا ڈاکخانہ دوہزاری ضلع چاٹگام
۳۰۲	فضل الکریم	ریحان الدین		شہاپارہ ڈاکخانہ دوہزاری ضلع چاٹگام

۴؍شعبان المعظم ۱۳۶۵ھ ہجری چھتیسواں سالانہ اجلاس

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	عمر	سکونت
۳۰۳	خدابخش	قاضی دوست محمد	۲۰	مقام وڈاکخانہ فاضل پور ضلع ڈیرہ غازی خاں پنجاب
۳۰۴	محمد صالح احمد	فیض محمد	۲۱	آگانی ڈاکخانہ مہوٹہ ضلع لار کانہ سندھ
۳۰۵	شاہ محمد	اگنوں سردار	۲۳	موضع دینی ٹولہ ڈاکخانہ۔ یکما ضلع چھپرہ بہار
۳۰۶	احمد صفا	وصی الرحمن	۲۲	موضع راجہ نگر ڈاکخانہ راج بھون ضلع چاٹگام بنگال
۳۰۷	عبدالحمید	کرامت علی	۲۳	مقام وڈاکخانہ بیناجوڑی ضلع چاٹگام بنگال
۳۰۸	حسین احمد	اعظم اللہ میاں جی	۲۳	مقام وڈاکخانہ قطب دیہ ضلع چاٹگام (بنگال)
۳۰۹	عبدالجبار	میاں چاند	۲۴	موضع مدخلہ ڈاکخانہ حسین پور ضلع میمن سنگھ بنگال
۳۱۰	احمد میاں	محمد علی	۲۲	مقام وڈاکخانہ فہمرہ ضلع چاٹگام (بنگال)

۲۸؍رجب ۱۳۶۶ھ ہجری ۱۹؍جون ۱۹۴۷ء سینتیسواں سالانہ اجلاس

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	عمر	سکونت
۳۱۱	محمد اطہر	عمر نعیمی	۲۰	مرادآباد محلہ کسرول
۳۱۲	سید غلام فخرالدین	احمد الدین	۲۵	میانوالی
۳۱۳	احمد سعید	سلطان علی	۲۴	موضع شادیہ ڈاکخانہ خاص ضلع میانوالی
۳۱۴	نورالاسلام	واعظ الدین	۲۴	برگونہ ڈاکخانہ جلدی ضلع چاٹگام
۳۱۵	نور حسن	فقیر محمد	۲۳	موضع سیوا ڈاکخانہ گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ
۳۱۶	امین اللہ	صدر علی	۲۳	بروا پاڑہ ڈاکخانہ بنرتلی ضلع چاٹگام
۳۱۷	محمد امین	حاجی غلام محمد	۲۱	موضع مدال بستی جومی پور ڈاکخانہ سردار پور ضلع ملتان
۳۱۸	رحیم الدین	علی احمد	۲۴	سرگونہ....آفس جلدی ضلع چاٹگام
۳۱۹	محمد محبوب	غلام رسول خدابخش	۲۴	ماریشش ملک افریقہ

۶؍شعبان ۱۳۶۷ ہجری مطابق ۱۴؍جون ۱۹۴۸ء۔اڑتیسواں سالانہ اجلاس

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	عمر	سکونت
۳۲۰	فضل المتین	تمیز الدین	۲۵	موضع گنجریا ڈاکخانہ اسلام پور پناکی اٹ ضلع پورنیہ
۳۲۱	بذل الرحمن	امن شریف	۱۸	موضع زجلدا ڈاکخانہ کالاپل ضلع چاٹگام
۳۲۲	محمد موسی	حافظ نور احمد	۲۳	موضع سندزولدا ڈاکخانہ کالاپل ضلع چاٹگام
۳۲۳	احمد حسن	منت علی	۲۶	موضع گہیر ڈاکخانہ بڑتلی ضلع چاٹگام
۳۲۴	محمد سلیمان	محمد صادق	۲۴	موضع ہولین ڈاکخانہ یعقوب ڈنڈی ضلع چاٹگام
۳۲۵	محمد اسمعیل	تراب الدین	۲۳	موضع سانکانیہ ڈاکخانہ بارہ دونا ضلع چاٹگام
۳۲۶	حافظ محمد	سید حمد اللہ عرف بادشاہ	۲۷	موضع بانج کنڈی ڈاکخانہ چکدیرہ ہاٹ... ضلع مردال

۱۰؍شعبان ۱۳۶۸ھ مطابق ۸؍جون ۱۹۴۹ء بروز چہار شنبہ انتالیسواں سالانہ اجلاس

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	عمر	سکونت
۳۲۷	طریق	محمد.....	۲۷	کانہ من گاواں ضلع بھاگلپور ڈاکخانہ سہولہ ہاٹ
۳۲۸	حبیب الرحمن	دلہا میاں	۲۴	گرجی ڈاکخانہ موہانی ضلع چاٹگام
۳۲۹	سید محمد	عبد الرحمن	۲۴	ہوم چارہ ڈاکخانہ بڑنگی ضلع چاٹگام
۳۳۰	ابوالقاسم	نور احمد چودھری	۲۴	گہیر ڈاکخانہ خاص ضلع چاٹگام
۳۳۱	محمد ادریس	امین الرحمن	۲۳	سیپاتلی ڈاکخانہ ہاٹ بخاری ضلع چاٹگام
۳۳۲	ابوالحسین	عبد العزیز	۲۳	خلیل آباد ڈاکخانہ رمضان علی ہاٹ ضلع چاٹگام
۳۳۳	سلیمان	حافظ نور حسن	۲۳	قدلنپور ڈاکخانہ خاص ضلع چاٹگام
۳۳۴	محمد یعقوب	مولوی ابوالخیر	۲۴	ساکن پچھم منکیچر ڈاکخانہ جلدی ضلع چاٹگام
۳۳۵	نور احمد نواز	ڈاکٹر واحد علی	۲۳	سیپاتلی ڈاکخانہ ہاٹ بخاری ضلع چاٹگام

۳شعبان۱۳۶۹ھ مطابق ۲۱ر مئی ۱۹۵۰ء بروز یکشنبہ چالیسواں سالانہ اجلاس

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	عمر	سکونت
۳۳۶	سید قطب الدین اشرف	محی الدین اشرف	۱۹	مقام وڈاکخانہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد، یوپی
۳۳۷	رشید احمد	اسرار الحق	۲۳	مقام وڈاکخانہ عمری تحصیل امروہہ ضلع مرادآباد، یوپی
۳۳۸	محمد یوسف	خلیل الرحمن	۲۱	محلہ کھٹکیار یاست رامپور (یوپی)
۳۳۹	قمر الدین	ظہیر الدین	۲۳	موضع بہتاسوری پور نور کانی ٹولہ بائیسی بازار، پورنیہ
۳۴۰	زین العابدین	حاجی خلیل احمد	۲۴	موضع دلاور پور ڈاکخانہ آندر ضلع چھپرہ بہار

۲۲ر شعبان ۱۳۷۰ھ مطابق ۲۹ر مئی ۱۹۵۱ء بروز سہ شنبہ اکتالیسواں سالانہ اجلاس

نمبر	اسمائے طلبہ	ولدیت	عمر	سکونت
۳۴۱	محمد عثمان	غلام محمد مجتبی	۳۰	موضع پانی ھدراڈاکخانہ بائیسی ہاٹ ضلع پورنیہ، بہار
۳۴۲	آل حسن	منظور حسن	۲۳	محلہ جگت مقام وڈاکخانہ قصبہ سنبھل ضلع مرادآباد
۳۴۳	نظام الدین	محمد اسمعیل	۲۵	محلہ شکر اللہ چک شہر بھاگل پور (بہار)
۳۴۴	محمد یونس	محمد رضا	۲۲	موضع جگرناتھپور ڈاکخانہ سوالی نرائن چھپیا ضلع گونڈہ
۳۴۵	محمد بشیر الدین	امجد علی	۲۳	موضع دودونٹی ٹولہ ڈاکخانہ طیب پور ضلع پورنیہ، بہار
۳۴۶	محمد مشیر الدین	غیاث الدین	۲۰	موضع چپنالناڈاکخانہ اسلام پور ضلع پورنیہ، بہار
۳۴۷	مقبول احمد	بہار علی	۲۱	موضع اڑیاٹولہ ڈاکخانہ رام گنج ضلع پورنیہ بہار
۳۴۸	علی حسن	جان محمد	۲۳	موضع بکہ ڈاکخانہ نگر بازار ضلع بستی
۳۴۹	قاضی رضوان الحق	قاضی احسان الحق	۳۰	محلہ شیویاپورہ شہر بہرائچ (یوپی)

باب ۱۹

شمائل و خصائل

فضائل ہوں، شمائل ہوں، خصائص ہوں کہ علم وفن
بہر صورت ہوا قائل جہاں فخر الاماثل کا
ہے ان کا کام ہی حاجت روائی اہل حاجت کی
ہے نام پاک خود تسکین جاں فخر الاماثل کا
انہیں پر فخر ہے صد افتخار ان کی محبت ہے
کرم سایہ فگن بر عاشقاں فخر الاماثل کا

مولانا رضوان القادری نعیمی ٹانڈوی

شمائل، خصائل، محاسن و معمولات

آپ بہت سی خوبیوں کے جامع اور بہت سے کمالات کے حامل تھے۔ آپ کا اخلاق کریمانہ، سلوک منصفانہ، مزاج درویشانہ، سادگی شاہانہ، فکر مجاہدانہ، کارکردگی قائدانہ اور جذبہ سرفروشانہ تھا۔ تصلب دینی، مہمان نوازی، فیاضی، توکل مزاجی، امانت داری، غربا پروری، اصاغر نوازی جیسے بہت سے اوصاف حمیدہ اور خصائل جمیلہ سے آپ متّصف تھے۔ پوری زندگی عبادت گزاری، شب بیداری، ناموس رسالت پر پہرے داری، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تابع داری، اسلاف کی فرماں برداری میں گزاری۔ تعلیم اسلام کی ترویج واشاعت، احقاق حق و ابطال باطل کے اہم فریضے کی ادائیگی اور خدمت خلق آپ کا معمول رہا۔

یہاں آپ کے شمائل، محاسن، عادات اور معمولات کا کچھ حصہ قلم بند کیا جاتا ہے ملاحظہ کریں:

سراپا ناز

آپ کی وضع، قطع، شکل وصورت، رنگ وروپ، اور سر سے پیر تک آپ کے سراپا ناز کے بارے میں آپ کے دیدار سے مشرف ہونے والوں سے تفصیل سنی اور کتابوں میں پڑھی تو بے ساختہ یہ مصرع زبان پر آگیا؂

سر سے پا تک وہ گلابوں کا شجر لگتا ہے

آپ کا سراپا حسن آرا، دل کش ودل آویز اور جاذب نظر تھا۔ دیکھنے والے دیکھتے تو دیکھتے رہ جاتے۔ محفلوں میں آپ ہی میر مجلس ہوتے اور آپ ہی سب کی نگاہوں کا مرکز ہوا کرتے تھے۔ چہرہ صاف وشفاف ہونے کے ساتھ نورانی بھی ہو تو یقیناً دیکھنے کا مزا کئی گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔

اجمل العلماء کے تلمیذ ارشد مفتی چراغ عالم سنبھلی نے فقیر کو حضرت کے سراپا پر تنویر سے متعلق جو بتایا اس کا لب لباب یہ تھا۔

چہرہ نورانی ودلکش۔ آنکھیں بھری ہوئی اور گہری۔ گال کا اوپری حصہ ابھرا ہوا اور چمک دار، ہونٹ قدرے پتلے، ناک لمبی اور معمولی سی اونچی۔ داڑھی یک مشت سے کچھ زائد، گھنی اور بھری ہوئی۔ درمیانی قد، انگلیاں پتلی اور قدرے لمبی۔

بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی نے اپنے الفاظ میں جس طرح آپ کے حسن سراپا کا ذکر جمیل کیا ہے پڑھے جانے سے تعلق رکھتا ہے۔ ملاحظہ کریں۔ فرماتے ہیں:

”سب سے پہلے میری نظر **صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ** کے چہرے پر پڑی پھر ان کے ہاتھ اور پاؤں کو دیکھا،

توپاؤں کا رنگ چہرے سے زیادہ تابناک نظر آیا۔ اب سوچتا ہوں توخیال ہوتا ہے کہ شروع میں آپ کا رنگ پنجاب کے دودھیا گیہوں کی طرح رہا ہو گا ڈھلتی ہوئی عمر میں گردش ایام کے غبار سے پاؤں سے زیادہ چہرہ متاثر ہوا۔ قد متوسط و موزوں نہ زیادہ لمبا نہ بہت ناٹا۔ اس کی مناسبت سے ہاڑ۔۔ بھی متناسب و متوازن۔ جسم نہ انتہائی پر گوشت نہ بے حد سوکھا ساکھا۔ چہرہ نہ بالکل گول نہ بہت لمبا، متوسط لمبائی لیے ہوئے۔ داڑھی حد شرع سے کچھ بڑھی نیچے سے گول ترشی ہوئی اور نیچے کے بہ نسبت دائیں بائیں بال کم۔ سر پر پٹھے بالوں میں سفیدی غالب مگر تھوڑا تھوڑا سیاہی کا بھی اثر باقی تھا۔

خوش لباسی

خوش لباسی و خوش پوشی جہاں انسان کے حسن میں نکھار پیدا کرتی ہے وہیں اس کے اچھے مزاج کی عکاسی بھی۔ صدر الافاضل کی خوش لباسی علما میں بڑی مشہور ہے۔

مفتی چراغ عالم صاحب سنبھلی نے آپ کے لباس کے حوالے سے جو تفصیل بیان کی وہ کچھ اس طرح ہے۔

بغیر کلی کا کرتا، آستین بٹن والے، سفید چکن کی شیروانی، علی گڑھی پاجامہ، منقش ٹوپی، اور کبھی پیلے رنگ کا عمامہ، ہاتھ میں خوبصورت لکڑی کا عصا، پیروں میں ناگرا جوتا پھول والا جو دلی سے بن کر آتا تھا، گھڑی جیبی استعمال فرماتے تھے۔

بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی نے بہت ہی خوبصورت انداز میں آپ کی خوش لباسی کی تفصیل بیان کی ہے انہیں کے الفاظ میں ملاحظہ کریں:

”پاؤں میں عمدہ قسم کی سلیم شاہی جوتا، پنڈلیوں میں بے حد قیمتی چھالیٹن کا نہایت صاف ستھرا علی گڑھی پا جامہ جس کی استری کی کریز بھی نہیں ٹوٹی تھی۔ جسم پر اعلیٰ قسم کے باریک سفید چکن کی شیروانی، سر پر دلی والی گول اور لمبی دہرے کپڑے کی پھول پتی والی ٹوپی، کلف دار قالب پر چڑھی ہوئی۔ ہاتھ میں لکڑی کی چھڑی، آپ کی حرکات و سکنات سے ذہین انسانوں کا سا پھرتیلا پن ظاہر تھا۔ خاص بات یہ تھی کہ آپ کے روئیں روئیں سے لطافت و نظافت کا اظہار ہو رہا تھا۔ کانہ خرج من الحمام، گویا ابھی ابھی حمام سے نہا کر اور کپڑے بدل کر آرہے ہوں۔

کرتے کے بارے میں بتا نہیں سکتا اس لیے کہ شیروانی کی وجہ سے میں اسے دیکھ نہ سکا تھا۔ مولوی قاری عثمان صاحب گھوسوی مدظلہ سے یہ معلوم ہوا کہ کرتہ آپ کا قمیص اور کرتہ کا مجموعہ ہوتا تھا۔ آگے دامن گول اور پیچھے کی طرف کرتے جیسا دامن۔ اس کی جزوی تصدیق حضرت مولانا اجمل شاہ صاحب سنبھلی سے بھی ہوئی۔ ان کو میں نے بغیر کلی کا کرتہ پہنتے دیکھا جس کا دامن ایسا ہی برابر تھا جیسا کلی دار کرتے کا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا؟ تو کہنے لگے اس میں کو میں خود تراشتا ہوں اس کی کپڑا تو ذرا زیادہ لگتا ہے لیکن جوڑ کا سبب نہیں رہتا۔ مجھ ہی سے **حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ** بھی کرتہ قطع کراتے تھے۔“ [مقدمہ اطیب البیان: ص ۱۴۲، ۱۴۳]

نیز موضع لوکہوا ضلع گونڈا کے رئیس شہر بہادر خان کے حوالے سے بحر العلوم بیان کرتے ہیں: کہ

"مدرسہ انوار العلوم کے سالانہ اجلاس میں **حضرت صدر الافاضل** کا بار بار آنا ہوا۔...... ہندوستان میں موجود سارے ہی اعلام علمائے اہل سنت جلسے میں مدعو ہوتے تھے۔...... انہیں میں ایک **صدر الافاضل** بھی ہوتے، نہ عبا نہ قبا نہ عمامہ نہ تاج نہ طمطراق نہ شان و شکوہ بسا اوقات یہ دیکھا گیا کہ شیروانی کنگی سے بوسیدہ ہوگئی ہے۔ پھٹے ہوئے حصے کو اندر کرایا ہے یا سلا لیا ہے۔ البتہ لباس نہایت صافت ستھرا شفاف اور بے داغ ہوتا۔ چال ڈھال اور وضع قطع سے بھی متواضع۔ مگر ان کی اس سادگی میں بھی وہ پر کاری ہوتی، اس تواضع میں بھی وہ رعب و جلال تھا کہ دیکھنے والا دور سے ہی فیصلہ کر لیتا کہ ارد گرد یہ علما اگر افاضل ہیں تو آپ بلا شبہ **صدر الافاضل**۔ اگر یہ بادشاہ ہیں تو جلو میں چلنے والے یہ باوردی علما ان کی فوج اور مصاحب۔" [مرجع سابق: ص ۱۴۶، ۱۴۷]

حسن اخلاق، خلوص، حلم، احتیاط پسندی اور منکسر المزاجی

مفتی اعظم راجستھان، مفتی چراغ عالم سنبھلی اور چند دیگر علما و ذمہ داران اہل سنت و نیاز مندان صدر الافاضل (جو صدر الافاضل کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوئے) سے فقیر نے جب آپ کے حسن اخلاق وغیرہ سے متعلق معلوم کیا تو انہوں نے اپنے اپنے طور پر جوابات عنایت فرمائے فقیر سب کا خلاصہ اپنے الفاظ میں قلم بند کرتا ہے۔ ملاحظہ کریں:

آپ اپنے جد کریم کے اخلاق کریمانہ کا بہترین مظہر تھے۔ چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب اپنا ہو یا بیگانہ سب سے خندہ پیشانی سے ملتے۔ درمیانی آواز سے گفتگو فرماتے، دوران گفتگو چہرا متبسم رکھتے۔ سامنے والے کو بولنے کا موقع دیتے۔ جب مناسب جانتے تب بولتے اور جس قدر ضرورت ہوتی اتنا ہی بولتے۔ مخالفین، معاندین اور حاسدین سے بھی حسن سلوک فرماتے۔ تکبر و نخوت سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتے تھے۔ اکابر و اصاغر سب کے سامنے منکسر المزاجی کا مظاہرہ فرماتے۔ معاصرین سے تفوق کا خیال بھی دل میں نہیں لاتے تھے۔

جامعہ نعیمیہ میں سالانہ اجلاس کے موقع پر اکابرین، معاصرین اور تلامذہ و معتقدین کی آمد ہوتی۔ ایسے موقع پر آپ اپنے حجرے میں بیٹھ کر ملاقات کرنے کے عادی نہیں تھے بلکہ دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور استقبال کرتے۔ کبھی معلوم ہوتا کہ فلاں عالم صاحب تشریف لے آئے ہیں اور فلاں کمرے میں ہیں تو آپ یہ سوچے بغیر کہ وہ معاصر یا شاگرد عالم ہیں فوراً مزاج پرسی کے لیے کمرے میں پہنچ جاتے۔

مفتی محمد حسین نعیمی سنبھلی بانی جامعہ نعیمیہ لاہور، نے آپ کے حسن اخلاق کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

"حضرت خلق عظیم کے مظہر تھے۔ مصاحبین پروانہ وار نثار ہونے کا جذبہ رکھتے تھے۔ تلامذہ والہانہ

عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ یہ بات اور اساتذہ کے شاگردوں میں نہیں ملتی۔ آپ کے کریمانہ اخلاق کے یگانے گرویدہ اور بے گانے معترف ہیں۔ آپ کی خدمت عالیہ میں دیگر مقامات سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد بکثرت علماے کرام آتے تھے۔ اور تعلیم و تدریس، تبلیغ و افتا کے طور طریقے سیکھتے اور علمی و روحانی فیض حاصل کرتے تھے۔ آپ ان کو مختلف تبلیغی خدمات پر مامور فرما کر بھیجتے رہتے تھے۔ آپ کی ذات بالا صفات بہت زیادہ فیض رساں تھی۔"

[تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل: ص۳۰۶]

محفل میں کسی کا بھی ذکر ہو تا برائی کے طور پر نہ کرتے نہ سنتے۔ کسی کا نام اگر کوئی بگاڑ کر لیتا یا کسی عالم کا نام ادھورا لیتا تو آپ یہ سوچے بغیر کہ یہ جناب برامان جائیں گے، فوراً تنبیہ فرماتے۔

ایک بار آپ کی مجلس میں مولانا عارف اللہ میرٹھی کا ذکر خیر شروع ہوا، تو اسی دوران ایک مولانا صاحب برائی بیان کرنے لگے تو آپ نے برجستہ تنبیہاً فرمایا:

مولانا! آپ کیوں اُنھیں برا کہہ رہے ہیں۔ ان کو برا کہنے کے لیے کیا دیوبندی کافی نہیں؟ آپ کیوں بلا وجہ گناہ اپنے سر لے رہے ہیں۔

اور پھر دیر تک علما کی بدگوئی کی مذمت بیان فرماتے رہے۔

یوں ہی ایک بار جب مفتی محمد حسین نعیمی سنبھلی اور مولانا ابوالبرکات سید احمد ناظم اعلیٰ حزب الاحناف لاہور، کوٹہ راجستھان بد مذہبوں سے مناظرے میں فتح حاصل کرنے کے بعد جامعہ نعیمیہ پہنچے اور صدر الافاضل سے ملاقات کی۔ اور آپ کے حکم سے مناظرے کی روداد سنائی۔ اس دوران مفتی محمد حسین نعیمی محفل میں موجود تھے لیکن حضرت ابوالبرکات نہیں تھے۔ مفتی صاحب جب روداد مناظرہ سنا رہے تھے اس وقت بار بار حضرت ابوالبرکات کے ذکر کے وقت سید سید ہی کہہ رہے تھے صدر الافاضل کو یہ بات بڑی ناگوار گزری فوراً بر سر محفل فرمایا: کہ صرف سید نہ کہیں بلکہ مولانا بھی کہیں۔ آپ صرف ان کا نام لیے جا رہے ہیں یہ مناسب نہیں۔

حضرت ابوالبرکات کا نام سید احمد تھا، سید سیادت نسبی کی وجہ سے لگایا گیا تھا، لیکن یہ عَلم کی حیثیت حاصل کر گیا تھا اس لیے صدر الافاضل نے فرمایا کہ بار بار صرف نام لینا مناسب نہیں مولانا بھی ساتھ لگائیں۔

آپ کے خلوص کا یہ عالم کہ کبھی جامعہ نعیمیہ کے نل تک سے پانی نہ پیا۔ کسی مدرسے میں گئے تو اپنے لوٹے سے یا اساتذہ کے ذاتی لوٹے سے وضو فرمایا۔ طلبہ کے لوٹے یا گلاس یا کسی بھی چیز کا کبھی استعمال نہیں کیا۔

مدرسوں کے جلسوں میں کبھی نذرانہ نہیں لیا۔ نذرانہ کیا ٹرین، بس، موٹر گاڑی، گھوڑے تانگے تک کا کرایا نہیں لیا۔ بلکہ ضرورت محسوس فرمائی تو مدرسے کا مالی تعاون ضرور کیا۔

آپ کے خلوص، سادگی اور منکسر المزاجی کے حوالے سے پاسبان ناموس رسالت، مجاہد تحریک ختم نبوت،

حضرت علامہ خادم حسین رضوی لاہوری نے اپنی ایک تقریر میں بہت ہی ایمان افروز واقعہ بیان کیا جو پڑھے جانے سے تعلق رکھتا ہے، ہم اپنے الفاظ میں پیش کرتے ہیں، ملاحظہ کریں اور محظوظ ہوں۔

ایک بار صدر الافاضل نماز ظہر سے قبل سادہ لباس میں مسجد کے وضوخانے کی صفائی کررہے تھے۔ ٹوٹیاں اور نالی وغیرہ دھورہے تھے اسی دوران دو اجنبی شخص مسئلہ پوچھنے کی غرض سے جامعہ نعیمیہ میں داخل ہوئے اور آپ سے پوچھنے لگے کہ مولانا نعیم الدین صاحب کہاں ملیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ مسجد کے پاس بیٹھ جاؤ وہیں آئیں گے۔ کچھ دیر بعد آپ غسل کرکے لباس زیب تن فرماکر عمامہ پہن کر ان دونوں کے پاس پہنچے اور سلام کے بعد ان سے فرمایا کہ مجھے کہتے ہیں نعیم الدین مرادآبادی!!!

مولانا غلام آسی کے حوالے سے بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی کا بیان کردہ درج ذیل واقعہ صدر الافاضل کے خلوص وایثار اور منکسر المزاجی کی بڑی شہادت ہے۔ ملاحظہ کریں۔ بحر العلوم لکھتے ہیں:

"دار العلوم اشرفیہ مبارک پور کے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لیے حضرت محدث اعظم ہند قدس سرہ، **حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ** اور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا ساتھ ہوگیا۔ **حضرت صدر الافاضل** کے ایک شاگرد رشید جو خود بھی ایک نام آور عالم تھے ہم راہ تھے۔ اس وقت ہندوستانی ریل میں چار کلاس ہوا کرتے تھے۔ فرسٹ کلاس، سکنڈ کلاس، انٹر کلاس، اور تھرڈ کلاس۔ ان چاروں حضرات کا ٹکٹ سکنڈ کلاس کا تھا۔ اس وقت سکنڈ کلاس کے کمپارٹمنٹ میں عموماً تین برتھیں ہوا کرتی تھیں۔ دو آمنے سامنے اور ایک سائڈ میں اور بیچ میں کافی کشادہ جگہ ہوا کرتی تھی۔

حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ جب کمپارٹمنٹ میں آئے تو دیکھا، ایک برتھ پر حضور محدث صاحب کا بستر ہے، ایک پر **صدر الافاضل** کا، ایک پر شاگرد صاحب نے بستر لگادیا ہے۔ آپ نے اپنے خادم سے فرمایا میرا بستر یہاں فرش پر بیچ میں لگادو! اور بستر بچھادیا گیا۔ **حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ** سب سے بعد میں کمپارٹ میں آئے اور ایک نظر میں پوری صورت حال بھانپ گئے۔ یہ فرش پر کس کا بستر لگا ہوا ہے بتایا گیا حضرت صدر صاحب کا۔ آپ نے فوراً بیٹھ کر اپنے دست گرامی سے حضرت صدر صاحب علیہ الرحمۃ کا بستر لپیٹنا شروع کیا اور اپنے بستر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: اسے یہاں بچھادو! اور اس کی جگہ یہ بستر برتھ پر بچھادو!

یہ دیکھ کر وہ مولانا صاحب خود آگے بڑھے حضور میں اپنا بستر اٹھائے لیتا ہوں فرش پر بچھالوں گا۔ صدر صاحب کا بستر اپنی جگہ پر بچھادیتا ہوں۔ آپ نے نے فرمایا نہیں نہیں آپ نے بچھالیا ہے تو رہنے ہی دیجیے۔ میرا بستر یہاں لگ جائے گا۔ حضرت صدر صاحب فرش پر نہیں سوئیں گے۔ وہ لاکھ خوشامد کررہے ہیں مگر **حضرت صدر الافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ** راضی نہیں ہورہے ہیں جب دیکھا کہ مولانا پاؤں پکڑلیں گے اور رودیں گے تو فرمایا اچھا آپ ہی یہاں

آجائیے اور صدر صاحب کا بستر برتھ پر لگا دیجیے۔" [مقدمہ اطیب البیان: ص۱۵۵،۱۵۶]

اس واقعے کی سطر سطر صدر الافاضل کے خلوص، ایثار اور تواضع وانکساری کی گواہی دے رہی ہے۔ عربی مقولہ ہے المعاصرۃ سبب المنافرۃ، یعنی معاصرت سبب منافرت ہے لیکن صدر الافاضل نے اس مقولہ کے برعکس اپنے ہم عصر عالم دین اور رفیق و یار کے ساتھ جس طرح خلوص و ایثار کا مظاہرہ فرمایا ہے وہ یقیناً قابل تقلید اور لائق اتباع ہے۔

آپ کی احتیاط پسندی کی بات کی جائے تو یقیناً مذہبی معاملہ ہو یا سیاسی آپ ہر معاملے میں محتاط رہتے تھے۔ بہت سے واقعات اس پر شاہد ہیں۔ ہم یہاں ایک واقعہ نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

آپ کے خادم خاص جناب افضل ایڈوکیٹ لاہوری کا بیان ہے وہ کہتے ہیں:

"ایک مرتبہ مرادآباد جانے کے لیے کسی کو ٹکٹ لینے کے لیے بھیجا تو پتہ چلا کہ ٹکٹ ۱۲/ روپے کا ہے اور سیٹ نہیں ہے۔ آپ نے دوبارہ سیٹ کے لیے بھیجا تو پتہ چلا کہ ایک سیٹ ریلوے کے متعلقہ افسر نے بلیک میں فروخت کرنے کے لیے خود روک رکھی ہے اور وہ دس روپے مانگ رہا ہے آپ نے بڑی کوشش کی کہ قانوناً وہ سیٹ مل جائے جب کوئی چارہ نہ رہا تو مجبوراً آپ نے دس روپے دیے اور حاضرین کو گواہ بنا کر فرمایا: کہ ہم نے کسی کا حق نہیں مارا، نہ رشوت دی ہے، لیکن متعلقہ افسر نے ہماری مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔ کیوں کہ ہمیں ہر حال میں مرادآباد پہنچنا ضروری ہے، اس لیے ہم یہ دس روپے مجبوری میں دے رہے ہیں۔"

[ماہنامہ النعیمیہ لاہور: فروری ۲۰۰۴ء۔ ص ۳۴]

اس واقعے میں صدر الافاضل کا مجبوری میں مہنگا ٹکٹ خریدنا اور پھر لوگوں کو گواہ بنا کر عذر شرعی پیش کرنا آپ کی احتیاط پسندی کی واضح دلیل اور بڑی شہادت ہے۔

امانت داری

مدرسے کے طلبہ، مدرسین اور شہر کے امیر و غریب، مسلم و غیر مسلم آپ کے یہاں اپنی امانتیں رکھ کر جاتے تھے۔ انہیں آپ پر خوب اعتماد تھا اور وہ بالکل مطمئن رہتے تھے۔ جب ضرورت محسوس ہوتی اپنی امانت واپس لے جاتے۔ جو نوٹ یا سکے دے کر جاتے وہی نوٹ اور سکے انہیں واپس دیے جاتے تھے۔ آپ ان کی امانتوں کو محفوظ مقام پر رکھ دیتے تھے اور جب جو مانگنے آتا وہیں سے اٹھا کر اس کے حوالے فرما دیا کرتے تھے۔

کبھی کسی سے کتاب وغیرہ کوئی چیز ادھار لیتے یا کوئی بطور امانت رکھ جاتا تو اسے بھی محفوظ رکھتے تھے۔ راقم الحروف کو ایک کتاب پر آپ کی درج ذیل تحریر ملی جس سے امانت کے معاملے میں آپ کے حد درجہ محتاط ہونے کا پتہ

چلتا ہے۔ آپ رقم طراز ہیں:

”یہ کتاب مولوی سید محمود صاحب ولایتی کی ہے۔ جو حاجی گلبحتری کے پاس امانت تھی انہوں نے میرے پاس امانتاً رکھی جب مولوی صاحب موصوف آئیں یہ کتاب انہیں دی جائے۔

محمد نعیم الدین

۱۴/ ربیع الاول۔ ۱۳۴۳ھ۔

[عکس تحریر فقیر کے پاس موجود ہے۔]

توکل مزاجی

آپ ”ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ“ کی عملی تفسیر تھے۔ آپ کی توکل مزاجی کے واقعے مشہور ہیں۔ ہم یہاں جامعہ نعیمیہ کے سابق مہتمم مولانا محمد یامین نعیمی سنبھلی علیہ الرحمۃ کا بیان کردہ واقعہ نقل کر رہے ہیں۔ ملاحظہ کریں۔ فرماتے ہیں:

”صدر الافاضل بڑا توکل مزاج رکھتے تھے۔ کبھی بھی پیسے کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔ اور ہمیشہ اپنے شاگردوں کو یہی درس دیتے تھے کہ تم دین کا کام کرو اللہ رب العزت کے لیے۔ اللہ رب العزت تمہارے سارے کام بنادے گا۔

چناں چہ ان کے اس توکل کو دیکھ کر ایک شخص فقیرانہ لباس میں **صدر الافاضل** کے گھر پہنچا اور اس نے ایک شیشی دی، جس میں کوئی پتلی چیز تھی، اور کہا کہ حضور بہت خرچ کرتے ہیں اور مستقل آمدنی کا کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے۔ اس لیے میں حضور کے لیے ایک تحفہ لایا ہوں۔ جب بھی ضرورت پڑے آپ اس کا استعمال کریں۔ یہ تانبے کو سونا بنادیتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ عقل تسلیم نہیں کرتی کہ تانبا سونا بن جائے۔ چناں چہ اس فقیر نے ایک پیسہ نکالا جو آج کل کے روپے کے سائز کا ہوتا تھا اور اس کو آگ پر تپایا۔ جب وہ خوب لال ہوگیا تو اس نے ایک بونداس شیشی میں سے اس کے اوپر ڈال دی۔ ٹھنڈا ہونے کے بعد اس نے دیکھا اور **حضرت صدر الافاضل** کو پیش کردیا اور کہا یہ سونا ہے۔ اس کو بازار میں دکھلا دیجیے۔ چناں چہ حضرت نے سناروں کے محلے میں سے ایک آدمی کو بلایا جو سونے کا کام کرتا تھا۔ اس نے اس کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور کہا یہ تو سونا ہے۔ حضرت نے فرمایا خوب اطمینان سے دیکھو۔ وہ گھر گیا چھینی اور ہتھوڑی اور سوئی لے آیا، اس نے پیسے کے چار ٹکڑے کیے اور سب کو گھس کر **صدر الافاضل** کو دکھلایا۔ اور کہا حضور بہت اچھا سونا ہے۔

حضرت نے فقیر کی دل جوئی کے لیے فرمایا اس کو یہیں رکھ جاؤ۔ چناں چہ وہ رکھ کر چلا گیا اور ایک سال کے بعد پھر لوٹا۔ **صدرالافاضل** سے معلوم کیا۔ حضور میں آپ کو کچھ دے کر گیا تھا۔ کیا آپ نے اس کا استعمال کیا؟ حضرت نے فرمایا کیا دے کر گئے تھے؟ مجھے تو یاد نہیں رہا۔ کیا تھا؟ تو اس نے بتایا حضور میں وہ ہوں جس نے تانے کا سونا بنایا تھا۔ سونا بنانے کے لیے میں آپ کو کچھ دے کر گیا تھا۔

حضرت نے فرمایا وہ دیکھو شیشی رکھی ہوگی جہاں پر رکھی تھی۔ اس کو لے جاؤ فقیر کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالی بہت نواز تا ہے۔ فقیر کو کمی نہیں ہے۔

یہ روایت حضرت مولانا محمد یونس صاحب نعیمی سنبھلی سے میں نے خود سنی ہے اور یہ وہ شخصیت ہیں جو **حضرت صدرالافاضل** کے ساتھ برسوں سفر و حضر میں ساتھ رہے ہیں۔ یہ تھا آپ کے توکل کا ایک ادنی سا واقعہ۔"

[سہ ماہی سواد اعظم دہلی: اکتوبر تا دسمبر ۲۰۱۲ء۔ ص ۵۹]

فیاضی و مہمان نوازی

مالدار ہونا کمال نہیں سخی وفیاض اور مہمان نواز ہونا کمال ہے۔ صدر الافاضل کی فیاضی و سخاوت اور مہمان نوازی کے چرچے آج بھی علما کی محفلوں میں ہوتے ہیں۔

آپ محتاجوں اور ضرورت مندوں کی حاجت براری فرماتے، دروازے سے کبھی کسی فقیر کو خالی ہاتھ واپس نہیں جانے دیتے۔ تنگ دستوں کے لیے آپ کا دست سخاوت ہمیشہ دراز رہتا۔ مذہبی و مسلکی قومی وملی اور رفاحی معاملات میں جہاں کہیں ضرورت محسوس فرماتے بغیر طلب دعا کے ساتھ مالی تعاون فرماتے۔

مدارس و مساجد اور خانقاہوں میں عموماً زر تعاون پیش فرماتے، جس کی ایک بڑی مثال جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کے دو کمروں کی تعمیر ہے۔

آپ نے جب محسوس کیا کہ کچھوچھہ شریف کے جامعہ اشرفیہ میں طلبہ کے رہنے کا معقول انتظام نہیں ہوسکا ہے تو مدرسے کے دو کمروں کی ذمہ داری آپ نے قبول فرمائی۔ اور جلد ہی دونوں کمرے تیار بھی ہوگئے۔ ماہنامہ اہل سنت سنبھل میں اس کی درج ذیل تفصیل بیان کی گئی ہے ملاحظہ کریں:

مدرسہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کے دو کمروں کا انتظام من جانب صدرالافاضل

"(جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کی نئی شان) الحمد للہ والمنۃ کہ امسال جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ اشرفیہ کو سالہاے گزشتہ سے ایک خصوصیت حاصل ہوئی مدتہاے مدیدسے اسے کے بہی خواہ وہمدرد حضرات کی یہ تمنا تھی سالہاسال سے درگاہ مقدسہ کے قریب عمارت کی بنیاد پڑی تھی اور تین کمرے بھی نامکمل حالت میں تھے لیکن ابھی اس کا وقت

نہیں آیا تھا کہ مستقل طور پر تعمیر مدرسے کا کام جاری کیا جائے حضرت مخدوم صاحب قدس سرہ کے فیوض وبرکات نے عجب کرشمہ دکھایا، کہ گزشتہ عرس شریف کے موقع پر **علامہ زماں فیض دوراں صدر الافاضل فخر الاماثل جناب مولانا مولوی مفتی شاہ محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مرادآبادی دام ظلہ العالی** نے دو کمروں کی تعمیر کا ذمہ لیا چناں چہ نہایت شان دار دو کمرے تیار ہو گئے اور اسی سلسلے میں تین کمرے نامکمل بھی مکمل ہو گئے۔‘‘

[ماہنامہ اہل سنت سنبھل: صفر ۱۳۵۵ھ ص ۳]

بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی نے بھی خانقاہ شریف کے ایک کمرے کی تعمیر کیا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

’’آپ کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد کے عرس ’’حضرت قدوۃ الکبریٰ‘‘ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ میں اکثر حاضر ہوتے۔ اس وقت حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ خام اور سفالہ پوش تھی، جو صرف آپ کے مریدین اور متوسلین کے لیے بھی ناکافی تھی۔ اور عرس مبارک میں تو ایک عام ازدحام ہوتا ہے۔ عوام کے ساتھ علما بھی اسی ازدحام میں بے حد تکلیف اٹھاتے۔ **حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ** سے علما کی یہ تکلیف دیکھی نہ گئی اسی خانقاہ کے شمالی شرقی کونے پر جب... تعمیر ہونے لگی آپ نے اپنی مرحمت خزانے سے علما کے وقار کا لحاظ رکھا۔ اور اپنی جیب خاص سے ایک کمرے کے مصارف برداشت کیے۔ اور ایام عرس میں اس کو عام علماے اہل سنت کے قیام کے لیے خاص کیا۔ چناں چہ اس کے بعد برابر خانقاہ میں علما کے لیے ساتھ خصوصی سلوک برتا جاتا رہا۔‘‘

[مقدمہ اطیب البیان: ص ۱۴۶]

بقول علما آپ کو دست غیب حاصل تھا۔ خود جامعہ نعیمیہ کا اکثر خرچ اپنی جیب خاص سے فرماتے۔ ذاتی خرچ بھی شاہانہ تھا۔ اس تعلق سے مولانا سید منظور گھوسوی کے حوالے سے ایک دو واقعے بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی نے تحریر کیے ہیں جنہیں یہاں نقل کرنا دل چسپی سے خالی نہیں ہوگا ہم من وعن نقل کرتے ہیں ملاحظہ کریں۔ بحر العلوم لکھتے ہیں:

’’کبھی کبھی اسی درمیان میں یہ معاملہ بھی پیش ہوتا۔ پڑوس کا بنیا جس کی دوکان سے حضرت کے وہاں ضرورت کی تمام چیزیں آتیں۔ وہ آتا۔ سامان تو اس کے یہاں سے برابر آتا رہا لیکن وہ تبھی آتا جب اسے کوئی خاص کام یا ضرورت پیش آتی مثلاً وساور جانا ہوا، شادی بیاہ ہوا، یا اور کوئی حاجت آن پڑی، وہ سیر آدھا سیر مٹھائی لے کر اور اپنے چھوٹے بچے کی انگلی تھام کر اپنے ساتھ لاتا۔ بھیڑ دیکھ کر باہری برآمدے میں بیٹھ جاتا۔ جب بھیڑ چھٹ جاتی تو بچے کو شیرنی دے کر اندر بیٹھک میں بھیج دیتا۔ اور خود بیٹھک کے دروازے پر اپنے طور پر ہاتھ جوڑ کر سلام کے لیے کھڑا ہو جاتا۔ ادھر بچہ شیرنی پیش کر کے آپ کو نمسکار کرتا۔ آپ شفقت سے بچے کو بٹھاتے اور لالہ جی کی طرف رخ کر کے ہنستے ہوئے فرماتے۔ کہیے! لالہ جی کیسے آنا ہوا۔ وہ عرض کرتا سرکار بہت دن ہو گئے تھے سوچا چلوں مالک کو سلام کرتا آؤں۔

آپ پھر مسکراتے اور فرماتے مگر لالہ جی یہ سلام تو ہم کو بے غرض تو معلوم نہیں ہوتا۔ وہ گویا ہوتا ہاں میاں ذرا دساور جانا ہے، اچھا اچھا! آپ کب دساور جارہے ہیں؟

وہ تاریخ بتاتا اور اس سے دو ایک یوم قبل اسے بلاتے، وہ تاریخ پر آتا تو بھیڑ چھٹنے کے بعد آپ خادم سے فرماتے: ذرا یہ الماری تو کھولنا اس میں سے لالہ جی کا روپیہ نکالو۔ دیکھو کتنا ہے۔ اب فرض کیجیے کہ مطالبہ دو ہزار کا ہے اور رقم اٹھارہ سو ہے، تو خادم یہ نہیں کہتا کہ دو سو روپے کم ہیں۔ وہ انہیں روپوں کو الٹ پلٹ کر گنتا رہتا۔ آپ فرماتے میاں کچھ بولتے نہیں کیا ہے؟ تب خادم عرض کرتا میاں روپے اتنے ہی ہیں۔ آپ کا حکم ہوتا تکیے کے نیچے سے بٹوا لاؤ پھر وہ رقم بٹوے سے پوری فرما دیتے۔ کبھی بنیا مطالبہ سے زائد رقم پیشگی مانگتا تو آپ اس کو بھی منع نہ فرماتے۔ جتنا مانگتا دے دیتے۔

کسی دن مہتمم صاحب جامعہ نعیمیہ کا حساب اسی دوران پیش کرتے۔ تو آپ کبھی پورا مطالبہ کبھی کچھ رقم فاضل خرچ ہوتی اپنے اسی بٹوے سے پوری فرماتے۔ اس مقام پر مولوی سید منظور صاحب پھر بے حد جذباتی ہوگئے۔ اور کہنے لگے مفتی صاحب! **صدر الافاضل** نے اپنی زندگی میں ایک سے ایک بڑے بڑے کام کیے۔ جامعہ نعیمیہ قائم کیا جو مدتوں پوری جماعت میں تعمیری لحاظ سے واحد ادارہ رہا۔ اعلیٰ درجہ کا برقی پریس لگایا۔ ایک ماہنامہ السواد الاعظم جاری کیا جو مدتوں شان کے ساتھ چلتا رہا۔ کافی تعداد میں دینی اور مذہبی کتابیں اعلیٰ معیار طباعت کے ساتھ شائع فرمائیں۔ کئی کئی آل انڈیا کانفرنسیں منعقد کیں، روزانہ کے شاہانہ اخراجات مزید برآں ہیں۔ لیکن کبھی میں نے آپ کو چندے کی اپیل کرتے، دست طلب پھیلاتے اور لفظ سوال منہ سے نکالتے نہیں دیکھا جو کیا اپنے دست و بازو کے پھر اسے، اور سارے اخراجات آپ نے اپنے بٹوے سے پورے کیے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ لوگ از خود حضرت کا ہاتھ نہیں بٹاتے تھے۔ مگر آپ نے کبھی مانگا نہیں۔ اس وقت مشہور تھا کہ آپ کو دست غیب ہے۔"

[مقدمہ اطیب البیان: ص ۱۵۰، ۱۵۱]

مفتی محمد حسین نعیمی سنبھلی بانی جامعہ نعیمیہ لاہور آپ کی سخاوت و فیاضی کا ذکر کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

"میں نے نو (۹) سال مراد آباد میں رہ کر کبھی کسی سائل کو خالی واپس جاتے ہوئے نہیں دیکھا ہے، بلکہ میری آنکھوں نے ایسا بھی دیکھا ہے کہ سائلوں کو بدن کے کپڑے تک دے دیے ہیں۔ متعدّد غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کو ان کی داد و دہش سے پلتے اور جیتے دیکھا ہے۔ ہر غریب و نادار کو سہارا دیتے اور جس کو سہارا دیا وہ ضرور کسی مرتبہ کو پہنچ جاتا تھا۔" [تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل: ص ۳۰۶]

اور مہمان نوازی تو آپ کی کمال کی تھی۔ دسترخوان کی وسعت کا یہ عالم کہ آنے والے آتے رہتے اور کھاتے رہتے۔ شب و روز چائے کا دور چلتا رہتا۔ علما و فضلا ملاقات کے لیے آتے، عقیدت مند اور ارادت مند حاضر ہوتے

سب کو آپ کھانے کی پیش کش فرماتے جو کھانا کھاتے کھاتے ورنہ چاے پیش کی جاتی۔اور یہ سلسلہ تاحیات بغیر ناغہ جاری رہا۔حکیم الامت مفتی احمدیار خان نعیمی فرماتے ہیں:

”**میرے مرشد برحق صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس سرہ** کا دستر خوان بہت وسیع تھا، حضرت اپنے خادم کے ساتھ کھاتے تھے مگر جلد کھا چکتے تو فرمادیتے کہ تم لوگ کھاتے رہو مجھے کچھ عذر ہے وہ عمل شریف اس حدیث (روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب دستر خوان رکھا جائے تو کوئی شخص نہ اٹھے تاآں کہ دستر خوان اٹھالیا جائے اور نہ اپنا ہاتھ اٹھائے اگرچہ سیر ہوجائے حتی کہ قوم فارغ ہوجائے اور معذرت کردے کیوں کہ یہ کام اپنے ساتھی کو شرمندہ کرے گا کہ وہ بھی اپنے ہاتھ سمیٹ لے گا ممکن ہے کہ ابھی اسے کھانے کی ضرورت ہو۔(ابن ماجہ، بیہقی شعب الایمان)۔کی تفسیر تھا۔“

[مراۃ المناجیح:ج۶ص۶۵۔دعوت کا بیان]

بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی،آپ کے روزمرہ معمولات کے ضمن میں آپ کی فیاضی، مہمان نوازی اور آپ کے دستر خوان کی وسعتوں سے متعلق مولانا سید منظور احمد گھوسوی کا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”**حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ** کا روزانہ کا معمول تھا کہ نماز صبح محلہ کی مسجد میں باجماعت ادا کرتے۔ آپ کے مسجد میں جانے سے قبل ہی ایک چار فٹ اونچے سماور میں چاے کا سامان ڈال دیا جاتا اور آگ جلادی جاتی۔ اتنے میں آپ نماز پڑھ کر واپس ہوں چاے تیار ہوجاتی۔آپ مسجد سے تشریف لاتے تو بیٹھک میں گاؤ تکیہ سے ٹیک لگاکر تشریف فرما ہوتے۔اور دیکھتے ہی دیکھتے آدمیوں کی بھیڑ جمع ہوجاتی۔عام طور سے پچاس سے دو سو تک بھیڑ ہوتی اور کبھی کبھی تو آنے والوں کی اتنی کثرت ہوتی کہ بیٹھک اور باہری دونوں میں بالکل جگہ نہیں رہ جاتی۔آپ کے تشریف رکھتے ہی خدام چاے سے بھرا ہوا ایک کپ پرچ میں لگاکر اور چاے کی پیالی پر ایک پاؤ روٹی رکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کرتے۔آپ وہ پیالی اپنے دست مبارس سے اٹھاکر اپنے داہنے بیٹھنے والے کو دے دیتے۔پھر اسی طرح چھ پیالیاں آپ کے سامنے بیٹھنے والوں کو خود تقسیم فرماتے بقیہ پورے مجمع کو خدام اسی طرح ایک ایک پاؤ اور ایک پیالی چاے تقسیم کرتے۔ایک پیالی چاے اس پاؤ کے ساتھ آپ بھی تناول فرماتے۔یہ آپ کا صبح کا ناشتہ ہوتا تھا۔

مولانا منظور صاحب کئی دفعہ زور دے کر یہ بات فرمائی کہ حاضرین کم ہوں یا زیادہ میں نے یہ بات خاص طور سے نوٹ کی کہ وہی سماور چاے روزانہ آنے والے تمام آدمیوں کے لیے کافی ہوتی۔کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حاضرین کی تعداد زیادہ ہوگئی تو مزید انتظام کیا جائے۔اسی سماور میں سے سب کے لیے چاے پوری ہوجاتی۔اس بیان سے سید صاحب کا نشانہ یہ تھا کہ یہ **حضرت سیدالافاضل** کی کرامت تھی۔...... نماز ظہر بعد آپ کا دستر خوان بچھتا، تو اس وقت بھی صبح کی طرح جتنے لوگ موجود ہوتے آپ سب کو باصرار کھانے میں شرکت کی دعوت دیتے۔کتنے لوگ نہایت ادب

سے معذرت کردیتے کہ کھاکے آتے ہیں۔کتنے لوگ امتثال امر کے لیے تبرکاً شریک ہوجاتے۔اور دو چار لقمے پر اکتفا کرتے اور کتنے لوگ آسودہ ہوکر کھاتے۔صبح چائے کی ہی مجلس کی طرح آپ کے دوپہر کے دستر خوان کا بھی حال تھا کہ کتنے ہی لوگ آجائیں کھانا برابر گھر کے اندر سے آتا رہتا۔اور کبھی کسی چیز کی کمی نہیں پڑتی تھی۔"

[مقدمہ اطیب البیان:ص۱۵۱]

پشت پناہی وحوصلہ افزائی

اپنے عقیدت مندوں، ماتحتوں اور شاگردوں کی پشت پناہی فرماتے۔اور ان کے اچھے کاموں کی ستائش کرکے ان کی حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔بہت سے واقعات اس پر گواہ ہیں۔ہم یہاں ایک دو مثالیں پیش کرنے پر اکتفا کریں گے۔

مرادآباد کے مشہور دانشور اور عالم دین مولانا محمد یعقوب علی مرادآبادی کو ان کی علمی لیاقت وصلاحیت اور رفاحی کاموں کی وجہ سے "سر" کا خطاب دیا گیا۔موصوف چوں کہ صدر الافاضل کے عقیدت مندوں میں شامل تھے اس لیے اس خوشی کے موقع پر آپ نے جامعہ نعیمیہ میں جشن کا اہتمام فرمایا۔مولانا موصوف کی گل پوشی کی گئی اور اس موقع پر شیرینی بھی تقسیم کی گئی۔اخبار مخبر عالم مرادآباد کی درج ذیل خبر میں تفصیل ملاحظہ کریں:

"۱۴/جون کو **مولانا محمد نعیم الدین صاحب ناظم مدرسہ انجمن اہل سنت وجماعت** کی جانب سے سر مولوی محمد یعقوب صاحب کے اعزازی خطاب کی خوشی میں ایک جلسہ منعقد ہوا....ایڈریس دیا گیا اور اس مسرت میں قطعات پڑھے گئے مہمانوں کی۔۔۔شیرینی وغیرہ سے تواضع کی گئی۔مولوی صاحب موصوف کو گجرے پہنائے گئے۔اور تمام حاضرین جلسہ کے گلوں میں ہار ڈالے گئے طلبائے مدرسہ کو شیرینی تقسیم کی گئی۔

سر مولوی محمد یعقوب نے جواب ایڈریس میں فرمایا کہ ہندوستان اور بیرون ہندوستان سے ہر طبقہ کے معزز حضرات نے اس موقع پر تار وخطوط تہنیت ومسرت بھیجے۔ہاں مگر میں ان سب سے زیادہ اس جلسہ حضرات علمائے کرام کا ممنون ومشکور ہوں کہ انہوں نے نہایت شاندار طور پر اظہار مسرت فرمایا ہے۔آپ نے سارداایکٹ کی مخالفت کے متعلق بھی اپنی سعی وکوشش کا اظہار فرمایا اس کے بعد آپ نے امداد مدرسہ میں پچیس روپیہ مرحمت فرمائے۔"

[اخبار مخبر عالم مرادآباد:۱۶/جون ۱۹۳۱ء ص۶]

مولانا مسعود نعیمی کے بیٹے، صاحبزادہ مولانا افتخار الحسن نعیمی پنجابی نے صدر الافاضل کی پشت پناہی اور حوصلہ افزائی کے حوالے سے اپنی آپ بیتی بیان کرتے ہوئے دو واقعے تحریر کیے ہیں۔جنہیں یہاں نقل کرنا دل چسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ملاحظہ کریں۔وہ لکھتے ہیں:

"ایک جمعرات کو خدا جانے **حضرت صدر الافاضل** کے دل میں کیا آیا، عصر کی نماز کے بعد فرمانے لگے، جو سب

سے زیادہ لمبی چھلانگ لگائے گا اسے پانچ روپے انعام ملے گا مدرسہ کے ساتھ ہی مدرسہ کا ایک چھوٹا سا با پردہ میدان تھا۔ وہاں چلے گئے اور یہ تماشا دیکھنے کے لیے شہر کے بھی کچھ لوگ آ گئے۔ کوئی نو دس فٹ کی جگہ پہلے ہی چھلانگ کے لئے بنی ہوئی تھی۔ چھلانگ بازی شروع ہوئی بس یہی کوئی آٹھ نو دس فٹ۔ میری باری آئی تو میں نے پھوڑا لے کر اور جگہ بنانی شروع کر دی تو تمام لوگ حیران تھے کہ پنجابی مولانا کیا کر رہا ہے۔ آخر **حضرت صاحب** نے پوچھ ہی لیا۔ عرض کی حضور! جہاں تک میں نے چھلانگ لگانی ہے وہاں تک میدان بنا رہا ہوں۔ انہوں نے مذاق سمجھا۔

اگر چہ دو تین سال سے میں نے چھلانگ لگانے کی پریکٹس چھوڑی ہوئی تھی۔ مگر پھر بھی مجھے یقین تھا۔ کہ یہ مقابلہ میں جیت لوں گا کیوں کہ مقابلہ میں صرف طالب علم اور محض درویش تھے۔ آخر میں نے چھلانگ لگائی جو ۲۳ فٹ تک جا پہنچی۔ لوگ ہکے بکے رہ گئے۔ انعام مل گیا اور میرے متعلق یہ مشہور ہو گیا کہ یہ انسان نہیں بلکہ جن ہے اس لیے کہ ان کے نزدیک انسان اتنی لمبی چھلانگ نہیں لگا سکتا تھا۔"

ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

شہر میں "دریائے گنگا" کے کنارے ایک مسجد قلعہ والی مشہور تھی۔ گرد و پیش سلجھے ہوئے لوگ، اچھا ماحول، سامنے ایک ہائی سکول اور بائیں جانب جمن پہلوان کا اکھاڑہ تھا اس مسجد کے نمازی اور انتظامیہ کمیٹی والے **حضرت صاحب** کے پاس آئے اور درخواست کی کہ قلعہ والی مسجد کے لیے ایک اچھا سا امام چاہیے۔ ہم انہیں پندرہ روپے ماہوار اور دو وقت کا کھانا دیں گے۔ **قبلہ حضرت صاحب** نے مجھے بلایا اور فرمایا پنجابی مولانا میں سوچتا تھا کہ آپ کا کوئی علاحدہ انتظام ہو جائے۔ اب قلعہ والی مسجد میں چلے جاؤ۔ میں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بستر بوریا اٹھایا اور قلعہ والی مسجد میں آ گیا۔ صاف ستھرے دو حجرے۔ ایک خوش اخلاق خادم، ایک چار پائی اور دو تین ضروری برتن مل گئے۔ مسجد سے مدرسہ تقریباً آدھ میل تھا۔ صبح ہوتی اذان دیتا، نماز پڑھتا اور پھر کتابیں بغل میں لیے بازاروں اور گلیوں سے گزرتا ہوا پورے وقت پر مدرسہ پہنچ جاتا۔

اسکول کے تین چار استاد تھے، جو دیوبندی عقائد رکھتے تھے۔ وہ ہر روز ظہر کی نماز میں آتے۔ میں اذان دیتا اور وہ مجھ سے پہلے ہی جماعت کرا کے نکل جاتے۔ میں نے خادم سے کہا یہ کیا ماجرا ہے؟ کہنے لگا بس عرصہ سے یہ ایسا ہی کرتے آ رہے ہیں۔ بلکہ امام کو یہاں رہنے ہی نہیں دیتے۔ میں نے **حضرت صاحب** سے شکایت کی۔۔ فرمانے لگے: پنجابی مولانا! آپ کو اس لیے وہاں بھیجا ہے کہ ان کو وہاں سے نکال دو گے۔ عرض کی اچھا حضور! اگلے دن ظہر کی اذان کہی وہ حسب معمول آئے اور ویسے ہی کرنے لگے تو میں نے ان سے کہا جناب میں یہاں کا امام ہوں محلہ والے مجھے خود مدرسے سے لائے ہیں بہتر تو یہ ہے کہ آپ میرے پیچھے نماز پڑھیں اور اگر آپ یہ نہیں کر سکتے تو پھر میرے بعد جماعت کرائیں وہ بھڑک اٹھے اور بولے۔ ارے تم کون ہو ہمیں روکنے والے۔ کہاں سے آ گئے ہو یہاں کئی آئے اور

گئے ہم تو اپنی مرضی کریں گے۔ پنجابی، پنجابی، کیا پنجابی؟ میں نے ایک کا بازو پکڑا اور کہا جناب اب یہ پنجابی مولوی جانے کے لیے نہیں آیا ہے اور سن لو کل تم لوگ ایسا نہیں کر سکتے اچھا دیکھا جائے گا۔ اگلا دن آیا میں نے اذان کہی وہ آ گئے۔ ایک نے تکبیر کہی امام نے ابھی اللہ اکبر ہی کہا تھا۔ کہ میں نے لپک کر نقلی امام کو اٹھا کر فرش پر دے مارا اور پھر چاروں مجھ سے الجھ پڑے۔ مسجد میں ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا وہ مجھے مارنے لگے میں ان کو۔ شور سن کر لوگ جمع ہو گئے وہ چلے گئے اور پھر نہیں آئے۔ صبح ہوئی مدرسہ گیا۔ **حضرت صاحب** کو اطلاع مل چکی تھی خوش ہوئے۔ شاباش۔ پانچ روپے اور اپنے سر سے ٹوپی اتار کر عنایت فرمائی۔" [ماہنامہ النعیمیہ لاہور: فروری ۲۰۰۴ء۔ ص ۳۹ تا ۴۱]

روزمرہ معمولات

تہجد کے وقت بیدار ہو کر نماز تہجد ادا فرماتے۔ اور پھر اذان فجر کے کچھ دیر بعد نماز فجر کے لیے مسجد چوک حسن خاں پہنچ کر نماز پڑھاتے۔ بعد نماز فجر ترجمہ و تفسیر قرآن سناتے۔ اس کے بعد جامعہ نعیمیہ پہنچ کر چائے نوشی فرماتے۔ پھر گھر چلے جاتے۔ صبح کا اخبار پڑھنا معمول میں شامل تھا۔ پورا اخبار نہیں پڑھتے تھے بلکہ اہم اہم خبریں پڑھتے اور باقی خبروں کی سرخیاں ملاحظہ فرماتے۔ کوئی بات اچھی لگتی تو پاس بیٹھے مدرسین، طلبہ اور خدام کو بھی سناتے اور کوئی بات قابل گرفت موجب تردید ہوتی تو فوراً بلند آواز سے سب کو سنا کر مذمت فرماتے۔ اور اگر جواب کی ضرورت محسوس فرماتے تو لکھ کر اخبار میں اشاعت کے لیے بھیج دیتے۔

درس گاہ کے وقت مدرسے میں واپس تشریف لاتے۔ اور درس نظامی کی اہم کتابیں طلبہ کو پڑھاتے۔ اس دوران فتویٰ نویسی کی خدمت بھی سرانجام دیتے۔ مہمانوں اور عقیدت مندوں سے ملاقات بھی فرماتے۔

نماز ظہر کے لیے مسجد تشریف لے جاتے بعدہ کھانا تناول فرماتے۔ کچھ دیر قیلولہ اور اس کے بعد مطالعہ کتب، ساتھ ہی تصنیفی کام نیز خطوں کے جوابات لکھتے۔ لوگوں سے ملاقات کرتے۔ مریضوں کے لیے تعویذ لکھتے۔ عصر کے بعد عموماً عقیدت مندوں سے ملاقات فرماتے۔ بعد مغرب بھی یہ سلسلہ چلتا۔ لوگوں سے حسب ضرورت کلموا الناس علیٰ قدر عقولھم، کے مطابق بات کرتے۔ علما سے عالمانہ، عقیدت مندوں سے ناصحانہ اور سیاسی لیڈروں سے مفکرانہ و مدبرانہ انداز میں گفتگو فرماتے۔ عشا کے بعد عموماً جلسوں میں تشریف لے جاتے۔ خالی وقت میں انگلیوں پر تسبیح پڑھنا معمول تھا۔ رات کو اکثر ایک ڈیڑھ گھنٹہ وظائف پڑھتے تھے۔

یہ معمولات فقیر نے صدر الافاضل کے شب و روز دیکھنے والے علما اور آپ کے چند معمر عقیدت مندوں سے سنے نیز مختلف کتابوں میں جا بجا پڑھے ہیں۔

مولانا سید منظور گھوسوی کے حوالے سے بحر العلوم نے بھی آپ کے چند معمولات کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"چائے کا دور ختم ہو جانے کے بعد آپ حاضرین میں سے کسی ایک سے پوچھتے آپ کیسے تشریف لائے؟ وہ

عرض کرتے حضور میری بچی پر آسیب کا اثر ہے دعا کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ مولانا محمد عمر صاحب نعیمی یا ایسے ہی کسی بزرگ سے فرماتے۔ انہیں فلاں تعویذ دیا جائے۔ تعویذ خدمت میں حاضر کیا جاتا آپ صاحب غرض کو عطا فرماتے۔ ترکیب بتاتے اور وہ سلام کر کے رخصت ہوتے۔ اسی دوران آپ دوسرے سے فرماتے آپ کا آنا کیسے ہوا؟ وہ اپنی بیماری کا حال بیان کرتا۔ آپ نبض دیکھتے، حالات جانچتے اور طب پڑھنے والے طلبہ میں سے کسی کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے نسخہ لکھو! نسخہ لکھوا کر مریض کو دیتے۔ ترکیب استعمال بتاتے، وہ رخصت ہوتا۔ اتنے میں تیسرا آگے بڑھ کر عرض کرتا حضور میرا یہ معاملہ الجھا ہوا ہے شرعی مسئلہ دریافت کرنے آیا ہوں زبانی سوال ہوا تو زبانی جواب دیا ورنہ کسی مولوی صاحب کو جواب املا کرایا۔ اور دستخط و مہر کے بعد سائل کو دیا۔ پھر کسی ضرورت مند نے دست سوال دراز کیا آپ نے گاؤ تکیہ کے نیچے سے بٹوا نکالا اور ان کی مدد۔ ایسے حاجت مندوں سے فرصت پائی تو طلبہ کی جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو باری باری سبق پڑھاتے۔ کسی کو طب کی تعلیم دی، کسی کو معقولات کا درس دیا اور کسی کو منقولات پڑھایا۔ انہیں مصروفیات میں ظہر کا وقت ہو گیا۔'' [مقدمہ اطیب البیان: ص۱۴۹، ۱۵۰]

غذائیہ معمول

کھانے میں سبزیاں، ترکاریاں گوشت وغیرہ ہر چیز کھا لیتے تھے۔ کھانے میں کوئی تکلف نہ تھا، نہ کوئی شوق۔ ہاں کھانا کھانے کا انداز بہت ہی نفاست و لطافت آمیز تھا۔ موضع لوکہوا ضلع گونڈا کے رئیس شہر بہادر خان کے حوالے سے بحر العلوم بیان کرتے ہیں: کہ

''دستر خوان پر جوان عالم تھے خلقۃً نہایت حسین اور بے حد وجیہ و شان دار اور اپنی شخصیت کے لحاظ سے ہی وہ اعلیٰ قسم کے لباس فاخرہ میں ملبوس تھے۔ عادات و اطوار بھی انتہائی نفاست و نزاکت لیے ہوئے۔ نہایت انشراح کے ساتھ کھا رہے تھے یہ بوٹی لاؤ! وہ شوربہ دو! چاول کی ڈش ادھر کرو! روٹی تنور سے نکلتی ہوئی گرم گرم لاؤ، مشہور اور بڑے مقرر تھے۔ میں غور سنے انہیں کھاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ میں نے دیکھا کہ ان کا پورا پنجہ کھانے سے سنا ہوا ہے۔ اور انگلیوں کی جڑ تک چاول لگا ہوا ہے۔ جھاڑنے کے لیے بار بار ہاتھ پلیٹ میں مار رہے ہیں۔ جس سے دانے اِدھر اُدھر بکھر رہے ہیں بس میری طبیعت ان سے بھنک گئی۔ اُف غذا کی یہ بے قدری۔

اِدھر **صدر الافاضل** کو دیکھا سر نیچا کیے ہوئے جو سامنے رکھ دیا گیا اس میں سے بقدر ضرورت لے لیا ہے۔ اور اس لطافت اور آہستگی سے کھا رہے ہیں کہ نہ ہاتھ گندا نہ پلیٹ آلودہ۔ نہ دانوں کی بے احترامی۔ جسے دیکھ کر میرے دل نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ کھانے کا وہ طریقہ ہے جس سے کچھ سیکھا جا سکتا ہے۔'' [مرجع سابق: ص۱۴۷، ۱۴۸]

ہاں صبح کو دو (۲) سیر دودھ پینے کی عادت تھی۔ لیکن عمر کے آخری سالوں میں یہ عادت بھی آپ نے ترک فرما دی تھی۔ اس کی وجہ مفتی چراغ عالم صاحب قبلہ نے جو فقیر سے بیان کی وہ یہ کہ:

ایک بار آپ جنہٹہ میں کسی عزیز کی شادی میں تشریف لے گئے۔ رات کو پہنچ گئے تھے۔ صبح کو جب ناشتہ کا وقت ہوا تو آپ کی خدمت میں حاجی ملا یعقوب رئیس اعظم سنبھل حاضر تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ نے ناشتے میں دو سیر دودھ پیا ہے تو ان کی نظر لگ گئی۔ اور اس کے بعد پھر کبھی **حضرت** نے دو سیر دودھ نوش نہیں فرمایا۔

چائے نوشی کی عادت نہیں تھی ہاں البتہ دن میں دو چار مرتبہ پی لیتے تھے۔ اور جب بھی چائے پیتے اس میں ایک تولہ مشک کا استعمال ضرور فرماتے تھے۔ بحر العلوم اپنے استاد گرامی، صدر الافاضل کے شاگرد رشید، حضور حافظ ملت کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

میں نے استاد گرامی حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ کو فرماتے ہوئے سنا کہ **صدر الافاضل** تو در اصل بادشاہ تھے۔ ہر چائے میں کم از کم ایک تولہ مشک ضرور استعمال فرماتے تھے۔" [مقدمہ اطیب البیان: ص۱۴۸]

حقہ نوشی

آپ حقہ نوشی کے عادی تھے۔ آپ کی حقہ نوشی کے حوالے سے شہزادہ ملک العلماء ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو سابق صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، نے ایک دل چسپ واقعہ بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"میں **صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین صاحب** سے ملنے مراد آباد چلا گیا۔ میں **استاد العلماء** سے مل کر ان کی محبت و شفقت سے بہت متاثر ہوا۔ میں رات کے وقت مراد آباد پہنچا تھا۔ **مولانا** اپنے مکان کی اوپر کی منزل پر چند احباب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ خوب یاد ہے آپ حقہ نوش فرما رہے تھے میں نے عرض کیا مجھے حقہ پر دو شعر یاد آرہے ہیں مسکرا کر فرمایا: سنائیے! میں نے عرض کی ؎

حقہ جو ہے حضور معلی کے ہاتھ میں
گویا کہ کہکشاں ہے ثریا کے ہاتھ میں
ناسخ یہ سب بجا ہے و لیکن تو عرض کر
بے جان بولتا ہے مسیحا کے ہاتھ میں

محظوظ ہوئے۔ مسیح اور مسیحا اور ناسخ کی اصلاح زبان پر کچھ دیر گفتگو فرمائی۔ کچھ دیر بعد میرے لیے کھانا منگوایا۔ روٹی، سالن کے ساتھ بالائی بھی تھی۔ اچھی طرح شکر ڈالی ہوئی۔ لطف آ گیا۔ یہ میری محبوب ڈش تھی۔ میری شب خوابی کا انتظام مدرسے (جو اب جامعہ نعیمیہ کے نام سے مشہور ہے) کے ایک کمرے میں تھا۔ تھکا ہوا تھا۔ گہری نیند سویا۔"

[جہان مفتی اعظم: ۱۰۹۳]

باب ۲۰

کرامات

یہ دربار نعیمی عکس دربار رسالت ہے
یہاں کا گوشہ گوشہ مرکز رشد و ہدایت ہے
دبے پاؤں چلی جاتی ہے چھپ کرگردش دوراں
یہ اے صدرالافاضل آپ کی زندہ کرامت ہے
اٹھے گا کچھ نہ کچھ لے کر یہاں سے آج کی ساعت
سر گوہرؔ ہے اور آقا نعیم الدیں کی چوکھٹ ہے

گوہر مرادآبادی

کرامات صدرالافاضل

شریعت کی مکمل پاس داری، دین داری، پرہیز گاری، تقوی شعاری ہی کا نام ولایت ہے۔ اور ولی اسی کو کہتے ہیں جو شریعت کا پاس ولحاظ رکھے۔ اوامر ونواہی پر کاربند رہے۔ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''الولی ھوالصابر تحت الامر والنھی''

یعنی ولی وہ ہے جو اللہ کے امرونہی کے تحت صبر کرے۔ اور خود کو شریعت کے سانچے میں ڈھال کر ہر لمحہ وہر لحظہ احکام شرع کے مطابق گزارنا ہی اصل کرامت ہے۔ پیر پیراں میر میراں شاہ جیلاں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''کرامۃ الولی استقامۃ فعلہ علی قانون قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم''

یعنی ایک ولی کی کرامت یہ ہے کہ اس کی زندگی شریعت کے مطابق گزرے۔ البتہ عرف کے مطابق اللہ کے کسی مقدس بندے سے خلاف عادت کسی کام کا ہونے کو کرامت کہتے ہیں۔ ملاعلی قاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں:

''کرامۃ..... وھی فعل خرق للعادۃ''

یعنی کرامت خرق عادت کام کا نام ہے۔ [مرقاۃ المفاتیح]

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی، کرامت کی ان دونوں قسموں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت عارف باللہ عین المکاشفہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرھما کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

نیز حضرت عین المکاشفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اعلم ایدك اللہ ان الکرامۃ من الحق من اسمہ البر فلا تکون الاللابرار وھی حسیۃ ومعنویۃ، فالعامۃ ماتعرف الاالحسیۃ مثل الکلام علی الخاطر والاخبار المغیبات الماضیۃ والکائنۃ والاٰتیۃ والمشی علی الماء واختراق الھواو طی الارض والاحتجاب عن الابصار ومعنویۃ لایعرفھا الاالخواص وھی ان تحفظ علیہ اٰداب الشریعۃ و یوفق لاتیان مکارم الاخلاق واجتباب سفسافھا والمحافظۃ علی اداء الواجبات مطلقافی اوقاتھا''

یقین جان اللہ تیری مدد کرے کہ کرامت حق سبحانہ کے نام بر یعنی محسن کی بارگاہ سے آتی ہے تواسے صرف ابرار نیکوکار ہی پاتے ہیں اور وہ دو قسم ہے، محسوس ظاہری ومعقول معنوی، عوام صرف کرامت محسوسہ کو جانتے ہیں جیسے کسی کو دل کی بات بتادینا گزشتہ وموجودہ وآئندہ غیبوں کی خبر دینا، پانی پر چلنا، ہوا پر اڑنا۔ صدہا منزل زمین ایک قدم میں طے کرنا، آنکھوں سے چھپ جانا کہ سامنے موجود ہو اور کسی کو نظر نہ آئیں اور کرامات معنویہ کہ صرف خواص

پہچانتے ہیں وہ یہ ہیں کہ اپنے نفس پر آداب شرعیہ کی حفاظت رکھے، عمدہ خصلتیں حاصل کرنے اور بری عادتوں سے بچنے کی توفیق دیا جائے تمام واجبات ٹھیک ادا کرنے پر التزام رکھے۔"[فتاوی رضویہ جدید:ج۲۱ص۵۴۹،۵۵۰]

ہم یہاں صدرالافاضل کی چند کرامات محسوسہ بیان کررہے ہیں، جو ظاہری حیات میں اور بعد وصال ظاہر ہوئیں۔ ملاحظہ کریں:

ناگپور کے دو ٹکٹ

مولانا عبدالاحد خان نعیمی ادروی کا شمار صدرالافاضل کے مخصوص تلامذہ میں ہوتا تھا۔ آپ گاہے بگاہے صدر الافاضل کے سفر میں خدمت گزاری کے لیے ساتھ رہتے تھے۔ ان کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ صدرالافاضل کلکتہ مدعو کیے گئے۔ ایک تاریخ خالی تھی اس کے بعد آپ کو مدھیہ پردیش جانا تھا آپ نے اس شرط پر کہ ایک دن رک کر مجھے ایم پی جانا ہے لہٰذا صرف ایک دن کے لیے ہی میں آسکتا ہوں۔ اور پھر آپ مولانا عبدالاحد نعیمی کو ساتھ لے کلکتہ روانہ ہوگئے۔ آپ کی عادت تھی کہ دوران سفر خادم کو رقم عطا فرما کر خرچ کی ذمہ داری سونپ دیتے تھے۔ اس سفر میں مولانا نعیمی کو آپ نے روپے دے کر مرادآباد سے ہوڑہ تک کے دو ٹکٹ خریدنے کا حکم دیا۔ ٹکٹ خریدنے کے بعد مولانا نعیمی کے پاس اسی روپے باقی بچے۔ اور ہوڑہ اسٹیشن تک پہنچتے پہنچتے دس روپے رہ گئے۔ ہوڑہ اسٹیشن پر بہت سے عقیدت مند حضرات حاضر تھے، لیکن جن صاحب کی طرف سے دعوت دی گئی تھی وہ غائب تھے۔ البتہ انہوں نے اپنے مینیجر کو بھیج دیا تھا استقبال کے لیے۔ صدرالافاضل کے پوچھنے پر بتایا گیا کہ وہ ایک ضروری کام سے جاپان چلے گئے ہیں۔ اور اپنے احباب کو چھوڑ گئے ہیں آپ کی خدمت کے لیے۔ آپ کو یہ بات بہت ناگوار خاطر گزری۔ اور فوراً وہاں سے واپس ہوئے، جو لوگ استقبال کے لیے اسٹیشن پر پہنچے تھے انہوں نے عرض کیا حضور! تشریف لے چلیں تو فرمایا کہ جب سیٹھ جی کو فقیر کی ضرورت نہیں تو پھر فقیر کو بھی ان کی ضرورت نہیں۔ اور پھر قلی سے کہہ کر سامان ویٹنگ روم میں رکھوالیا۔ قلی کی مزدوری دینے کے بعد مولانا نعیمی کے پاس صرف چار روپے بچے تھے۔

صدرالافاضل نے ویٹنگ روم میں نماز عشاء ادا فرمائی۔ اور حاضرین کے ساتھ عشائیہ سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر کے لیے محو استراحت ہوگئے۔ چوں کہ آپ کو ناگپور کے لیے نکلنا تھا اور اس کے لیے ٹکٹ کی ضرورت تھی جس کے لیے رقم درکار تھی۔ مولانا نعیمی اس معاملہ میں شش و پنج میں تھے کہ ٹکٹ کے پیسے کس سے لیں۔ صدرالافاضل سے کہنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی اور عقیدت مند حضرات میں سے کسی سے کوئی جان پہچان نہیں تھی اور ٹرین کے آنے میں کچھ وقت رہ گیا تھا۔ ٹرین کے آنے میں جس قدر وقت کم ہوتا جا رہا تھا مولانا نعیمی کی تشویش و الجھن اسی قدر بڑھتی جا رہی تھی۔ اسی کشمکش میں اچانک حاضر باش عقیدت مندوں میں سے ایک سیٹھ صاحب نے اپنی جیب سے ناگپور

کے دو ٹکٹ اور پچاس روپے آپ کو نذر کرنے لیے مولانا نعیمی کو پیش کیے۔ مگر مولانا نعیمی نے سیٹھ صاحب کو آپ کی بارگاہ میں خود نذر کرنے کا اشارہ کیا۔ سیٹھ صاحب نے آپ کی بارگاہ میں نذر پیش کی۔ جسے آپ نے قبول فرماکر مولانا نعیمی کو دینے کا حکم فرمادیا۔ بالآخر ٹرین آئی اور آپ عقیدت مند حضرات سے رخصت ہوکر ناگپور کے لیے روانہ ہوگئے۔ اس دوران مولانا نعیمی خود آپ کی کرامت آپ کو سنانے کے لیے بہت بے چین تھے۔ مولانا نعیمی کے چہرے سے خوشی کے آثار ظاہر تھے، جو آپ پر عیاں تھے۔ کچھ دیر گزری کہ آپ نے مسکراتے ہوئے پوچھ ہی لیا کہ مولانا! کیا بات ہے؟ مولانا نعیمی نے یہ سنتے ہی سارا واقعہ بیان کردیا کہ صرف چار روپے رہ گئے تھے، ٹکٹ خریدنے کے لیے پیسے نہیں تھے پریشان تھا، کہ اللہ پاک کا فضل ہوگیا اور یہ پریشانی دور ہوگئی۔ آپ نے مولانا نعیمی کی روداد سنی اور صرف مسکرا کر رہ گئے ع

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی

اس کرامت کو بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی نے مولانا سید منظور احمد گھوسوی سے روایت کیا۔ بحرالعلوم نے اس کرامت کو نقل کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے مروی ایک حدیث پاک نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"نعم الرجل الفقيه في الدين إن احتيج إليه انتفع به، وإن استغنى عنه أغنى لنفسه"

یعنی وہ فقیہ فی الدین خوب ہی جوان مرد ہے کہ اس کی ضرورت محسوس کی جائے تو لوگوں کو نفع دے اور اس سے بے نیاز ہوا جائے تو وہ خود ہی بے نیاز ہوجائے۔" (کنزالعمال: ج ۱۰ ص ۱۷۴۔ رقم الحدیث ۲۸۹۰۷)

[ماخوذ از، تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل: ص ۱۶۲ تا ۱۶۵]

کاروبار میں ترقی وبرکت

حکیم مولانا مختار احمد نعیمی سنبھلی بہترین طبیب تھے۔ متعدّد مقامات پر مطب کھولے لیکن خاطر خواہ کامیابی نہیں ملی۔ جب بھی صدر الافاضل سے مطب کا تذکرہ کرتے، تعویذ و نقش کا مطالبہ کرتے تو صدر الافاضل دعاؤں کے ساتھ یہی فرماتے کہ مولانا آپ کے پاس تو دولت کا انبار ہے۔ آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ آخر کار دعائیں رنگ لائیں اور صدرالافاضل کی کرامت نے اثر دکھایا۔ آپ لاہور پہنچے اور وہیں مطب شروع کیا۔ جس سے خوب ترقی ملی اور صدرالافاضل کے فرمان عالی شان کے مطابق خوب دولت اکھٹی ہونے لگی۔

آپ صدرالافاضل کے منجھلے صاحبزادے علامہ سید اختصاص الدین نعیمی کے نام پاکستان سے تین ہزار روپے کی خطیر رقم ہر ماہ منی آڈر کیا کرتے تھے۔ جب ایک بار پاکستان سے ہندوستان تشریف لائے تو آستانہ صدر الافاضل پر بھی

حاضری دی۔ شہزادہ صدرالافاضل علامہ اختصاص الدین نعیمی سے بھی ملاقات کی۔ دوران چائے نوشی نبیرہ صدر الافاضل مولانا سید رضوان الدین نعیمی نے یہ پوچھ لیا کہ آپ والد گرامی کے نام ہر ماہ تین ہزار روپے کیوں بھیجتے ہیں تو آپ نے صدرالافاضل کی کرامت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں آپ کے والد گرامی کی خدمت دوران طالب علمی بھی کیا کرتا تھا اور جب کہ صدرالافاضل کی کرامت کا اثر اس قدر ہوا کہ میرے پاس دولت کی فراوانی ہے تو میں نے اس خدمت کو تاحیات جاری رکھنے کا عزم مصمم کر لیا ہے۔ اس لیے جب تک زندہ رہوں گا یہ خدمت کرتا رہوں گا۔ اور واقعی جب تک آپ زندہ رہے ہر ماہ مقررہ رقم خانقاہ میں وصول ہوتی رہی۔ [مرجع سابق: ص۳۳۶تا۳۳۸]

اولاد کی دولت

صدرالافاضل کے احباب میں ایک محمد حسین مرادآبادی بھی گزرے ہیں۔ آپ کے بچپن کے دوستوں میں سے تھے۔ لیکن دوستی نیاز مندانہ تھی۔ آپ سے خوب بے تکلف بھی تھے۔ اکثر اوقات آپ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ شادی ہوگئی۔ دس بارہ سال گزر گئے مگر اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ ایک دن صدرالافاضل سے بے تکلفی میں کہنے لگے کہ بڑے مولانا بنے ہیں، دس بارہ سال میری شادی کو ہو گئے اب تک کوئی بچہ نصیب نہیں ہوا۔ کوئی تعویذ و نقش بھی نہیں دیا کہ کچھ تسلی ہو جاتی۔ آپ نے جناب محمد حسین کی بات سنی اور ایک خاص انداز سے ان کی طرف توجہ منعطف فرما کر حکم فرمایا کہ میاں! حضور صابر پاک علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں کلیر شریف حاضری دے آؤ! اللہ ان کے صدقے تمہیں اولاد کی دولت سے مالا مال فرمائے گا۔

حسب حکم جناب محمد حسین کلیر شریف حاضر ہو گئے۔ کئی دن تک آستانہ صابریہ میں جاروب کشی و نیاز مندی کا شرف حاصل کیا۔ مسلسل استغاثے کیے۔ صدرالافاضل کے واسطے پیش کیے۔ ایک رات صحن آستانہ پاک میں ذکر کرتے کرتے نیند آگئی۔ خواب میں حضور صابر پاک علیہ الرحمۃ کا دیدار نصیب ہوا۔ حضور صابر پاک نے فرمایا: کہ تمہارا حصہ مولانا نعیم الدین کے یہاں ہیں انہیں سے جا کے لو! آنکھ کھلی، نماز فجر ادا کی اور مزار شریف پر آخری حاضری دے کر مرادآباد کے لیے رخصت ہوئے۔ مرادآباد پہنچے، صدرالافاضل سے ملاقات کی۔ اس سے قبل کہ عرض و معروض کا سلسلہ شروع ہوتا صدرالافاضل کے پان کا پس خوردہ چارپائی کے بغل میں رکھا دیکھا جلدی سے اٹھا لیا اور کھانے کا ارادہ کیا صدرالافاضل نے ملاحظہ فرمایا تو منع کیا۔ مگر جناب محمد حسین نے بعجلت پان کا پس خوردہ منہ میں رکھ لیا۔ اور پھر صدر الافاضل سے اس مقدس سفر کی تفصیلی روداد بیان کی۔ مبارک خواب اور اس خواب میں حضور صابر پاک علیہ الرحمۃ کی طرف سے صدرالافاضل کی بارگاہ سے رجوع کا حکم سنایا، جسے سن کر صدرالافاضل مسکرائے اور فرمایا ان شاء اللہ نو ماہ بعد گھر میں بچہ کی پیدائش ہوگی۔ بے تکلفی کے سبب جناب نے صدرالافاضل سے بچہ کا نام بھی پوچھ لیا۔ جس کے جواب

میں آپ نے فرمایا کہ بچے کی پیدائش ہوجانے دیں اس کے بعد نام بھی تجویز کردیا جائے گا مگر جناب نے عرض کیا کہ آپ نے کہہ دیا تو بچے کی پیدائش تو ہوگی اس لیے نام آج ہی سے بتادیجیے۔ آپ نے جناب کے اس اصرار پر بچہ کا اصلی نام "محمد" اور عرفی نام "فضل" تجویز فرمایا۔ اللہ کا فضل ہوا نو ماہ کے بعد بچے کی پیدائش ہوئی۔ آپ کی بارگاہ میں خوش خبری دی گئی اور دوسرے بچے کے لیے بھی عرض کردیا گیا جس پر آپ نے فرمایا کہ دو سال کے بعد ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ نام بھی بسبب اصرار "محمد" تجویز فرمایا اور عرفی نام "کمیل" رکھا۔ بفضل اللہ تعالیٰ دوسرا بیٹا بھی پیدا ہوا۔ پھر عرض کیا گیا تو دو سال کے بعد ایک اور بیٹے کی بشارت آپ نے جناب کو سنادی اور اس بچہ کا نام بھی "محمد" اور عرفی نام "بدیل" تجویز فرمادیا۔ بدیل کی بھی پیدائش ہوئی۔ جب بدیل کی پیدائش کی خبر آپ کو سنائی گئی تھی اس وقت ایک شاعر بیٹھے تھے جنہیں پورے واقعہ کی اطلاع تھی عرض کرنے لگے حضور! قافیہ ختم ہوگیا کمیل فضیل بدیل۔ تو آپ نے فرمایا کہ سلسلہ بھی ختم ہوگیا ہے۔

مگر جناب محمد حسین نے پھر عرض کردی کہ حضور! ایک بیٹی اور مل جاتی گھر میں رونق آجاتی بغیر بیٹی گھر میں رونق نہیں ہوتی ہے۔ کافی منت و سماجت کی تو آپ نے فرمایا جاؤ دو سال انتظار کرو ایک بیٹی بھی مل جائے گی۔ اللہ کا کرم ہوا دو سال بعد جناب محمد حسین کے گھر ایک بیٹی کی پیدائش بھی ہوگئی۔ جس کا نام "کنیز فاطمہ" پہلے ہی سے آپ نے تجویز فرمادیا تھا۔ اس طرح بے اولاد دوست و عزیز کو اللہ پاک نے آپ کی دعا و کرامت سے تین بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائی۔

اس کرامت کا ذکر کرتے ہوئے مفتی شعبان علی نعیمی نے لکھا کہ:

"دوران ملازمت اکرم العلوم مرادآباد شہر کے ایک جلسے میں حضرت علامہ مولانا نذیر الاکرم صاحب (علیہ الرحمۃ) اور ہم شریک ہوئے۔ پہلے میری تقریر ہوئی: سیرت اولیا موضوع تقریر تھا۔ بیان کرتے کرتے حضرت صدر الافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی مذکورہ بالا کرامت بیان کی جیسے ہی بیان ختم کرکے بیٹھا مولانا موصوف علیہ الرحمۃ اور قریب میں بیٹھے ہوئے دو تین آدمی نے کہا مولانا دیکھیے! وہ بدیل میاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اٹھ کر ان کے پاس گیا پیشانی کا بوسہ دیا اور کہا کہ میاں آپ میرے صدر الافاضل کی زندہ کرامت ہیں۔ خدا آپ کو سلامت رکھے ہاتھ پکڑ کر تخت پر اپنے پاس لاکر بٹھالیا۔" [مرجع سابق: ص ۳۴۱ تا ۳۴۳]

خالی بٹوے میں پیسے

شیر بنارس مولانا عبد الوحید نعیمی کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بار جامعہ نعیمیہ کے سالانہ اجلاس میں انہوں نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ ایک دن صدر الافاضل نے مجھ سے فرمایا کہ میرے بٹوے میں سے پیسے نکال کر

مٹھائی لے آؤ! کہتے ہیں کہ میں نے جب بٹوہ کھولا تو اس میں ایک پیسہ بھی نہیں تھا بالکل خالی تھا۔ تو میں نے عرض کیا حضور! بٹوہ خالی ہے اس میں پیسے نہیں ہیں۔ فرمایا ٹھیک ہے بیٹھ جاؤ! کہتے ہیں کہ پھر آپ نے کچھ دیر کے بعد مجھے حکم دیا کہ بٹوے میں سے پیسے نکال کر مٹھائی لے آؤ! کہتے ہیں جب میں نے حسب حکم دوبارہ بٹوے کو دیکھا تو وہ روپیوں سے بھرا ہوا ہے۔ مجھے بہت حیرت ہوئی کہ ابھی ابھی یہ خالی تھا اچانک یہ کہاں سے بھر گیا۔ آپ نہ کہیں گئے تو کوئی آیا تو کوئی گیا یہ سب کیسے ہوا۔ کہتے ہیں میں سمجھ گیا کہ یہ حضرت کی کرامت ہے۔ [مرجع سابق: ص ۳۴۴]

میلاد شریف میں لڈو کم نہ پڑے

نواب مرادآباد جناب مرشد علی خاں کے والد ماجد جن سے جامعہ نعیمیہ کی زمین لی گئی تھی۔ ان کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے یہاں اکثر ربیع الاول شریف کے ماہ مقدس میں محفل میلاد شریف کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ شرینی کے طور لڈو بنائے جاتے تھے۔ ایک لڈو ڈھائی سو گرام کا ہوتا تھا۔ محفل میں خطاب اکثر صدر الافاضل کا ہی ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ جلسہ میں گمان سے زیادہ لوگ جمع ہوگئے۔ تقسیم شرینی کے وقت احساس ہوا کہ لڈو کم رہ گئے ہیں اور لوگ بہت ہیں نواب صاحب پریشان ہوگئے کہ اب کیا ہوگا۔ کبھی ایسا نہیں ہوا آج تو عزت داؤ پر لگ گئی ہے۔ گھبرائے ہوئے حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ حضور! غضب ہوگیا۔ ایسا آج سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ ابھی تو آدھے لوگوں کو بھی شیرینی نہیں تقسیم ہوئی ہے اور لڈو ختم ہونے کے قریب ہیں۔ نظر کرم فرمائیے! ورنہ عزت وآبرو ختم ہوجائے گی۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: نواب صاحب! عزت وآبرو کی فکر نہ کریں اللہ عزت کی حفاظت فرمانے والا ہے۔ اور نواب صاحب کو اپنا بڑا رومال جو عموماً کاندھوں پر ڈالا جاتا ہے یہ کہتے ہوئے عنایت فرمایا کہ اس رومال سے لڈو ڈھک دیے جائیں، کسی کی نظر لڈوؤں پر نہ پڑے۔

اور پھر تقسیم کیے جائیں۔ سب کو پورے ہوجائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ نواب صاحب نے حسب حکم ایسا ہی کیا۔ جملہ حضار جلسہ کو شیرینی بانٹ دی گئی اور جب بعد میں رومال واپس کرنے کے لیے لڈو کے برتن سے رومال اٹھا یا تو نواب صاحب اور ان کے علاوہ حاضر باش لوگ حیرت میں پڑ گئے کہ صدر الافاضل کے رومال رکھنے سے پہلے جتنے لڈو بچے تھے تمام حاضرین جلسہ کو تقسیم کرنے کے بعد بھی اتنے ہی لڈو بچے ہوئے ہیں۔ بلاشبہہ یہ صدر الافاضل کی کھلی کرامت تھی جسے حاضرین جلسہ خاص کر نواب مرادآباد نے اپنی کھلی آنکھوں سے ملاحظہ کیا۔

[مرجع سابق: ۳۴۴، ۳۴۵]

باب ۲۱

علالت و وصال

ماہ چرخ بصیرت و دانش
آفتاب سپہر فضل و کمال
آج بھی اُس کا ذکر ہوتا ہے
جذبہ عشق کو نہیں ہے زوال
آج بھی اس کی یاد باقی ہے
جس کی رحلت کو ہوگئے کئی سال
باغ فردوس اُس کا مسکن ہو
رحمتِ حق ہو اُس کے شاملِ حال
”رہنمائے عظیم ما“ طارق
۱۳۶۷ھ
اُس حق اندیش کا ہے سال وصال

طارق سلطانپوری، ضلع اٹک

صدرالافاضل مذہبی، سیاسی اور سماجی بے حد مصروفیات کے سبب اکثر بے آرام رہتے۔ اسی وجہ سے مزاج مبارک گاہے بگاہے مضمحل ہوجایا کرتا تھا۔ اور جب آپ کی طبیعت ناساز گار ہوتی تو حلقہ احباب میں بے چینی واضطرابی پیدا ہوجاتی۔ محبین، معتقدین، مریدین، تلامذہ وفیض یافتگان سب پریشان ہوجاتے۔ مسجدوں میں محفلوں میں صحت وشفایابی کی دعائیں کی جاتیں۔ اور جب آپ صحت یاب وشفایاب ہوجاتے تو غسل صحت پر حلقہ احباب میں جشن منایا جاتا۔ محفلیں منعقد ہوتیں۔ مشاعرے ہوتے۔ اورآپ کی بارگاہ میں تہنیتی ہدیے پیش کیے جاتے۔ اخبارات ورسائل میں عموماً آپ کی بیماری کی خبریں شائع ہوتیں، دعائیں کی جاتیں اور غسل صحت وجشن شفایابی کی خبریں بھی شائع کی جاتیں۔ ہم یہاں اولاً علالت وصحت یابی سے متعلق خبریں جو ہمیں دستیاب ہوئیں پیش کرتے ہیں اور آخر میں آپ کے وصال سے متعلق تفصیل پیش کریں گے۔

صدرالافاضل کی علالت ودعاے صحت کی خبریں

مولانا شائق احمد نعیمی کی طرف سے صدرالافاضل کی علالت کی خبر اور دعاے صحت کے لیے درج ذیل تحریر اخبار الفقیہ میں شائع کی گئی:

”جملہ حضرات سنی صاحبان وعلماے کرام ودرویشان عظام سے گزارش ہے کہ **حضرت سیدی ومولائی صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت مولانا مولوی حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ العالی** کی طبیعت چند دنوں سے اکثر ناساز رہتی ہے۔ براہ کرم آپ حضرات **حضرت سیدی دامت برکاتھم العالیہ** کے لیے دعاے صحت وسلامتی فرمائیں۔ ضعف بکثرت ہوتی جارہی ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مدظلہ العالی کو جلد صحت تامہ عطا فرمائے اور آپ کا سایہ عاطفت ہمارے سروں پر دراز فرمائے۔ اور عمر شریف میں برکت عطا فرمائے۔

آمین یا مجیب السائلین بحرمۃ سید المرسلین۔

المستدعی شائق احمد نعیمی غفرلہ مدرسہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد

[اخبار الفقیہ: ۷/اکتوبر ۱۹۴۳ء ص ۱۱]

ناسازی طبع اور دعاے صحت

جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے مالاباری طالب علم کی جانب سے درج ذیل خبر، صدرالافاضل کی ناسازی طبع کی اطلاع اور دعاے صحت کی درخواست پر مشتمل ہے:

محبان علمائے اہل سنت۔ السلام علیکم

بعد تحفہ تحیت ایک عاجزانہ آرزو قبول فرمائیے کہ **حضرت سیدی جناب حاجی حکیم استاذ العلماء مولوی مفتی ہند قاری حافظ صدر الافاضل قبلہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی متعنا اللہ بطول بقائہ** کی طبیعت مریضانہ عجز سے کمزوری زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے۔ لہٰذا مکرمی حضرات شافی الامراض قاضی الحاجات رب رحیم جل جلالہ سے حضرت کی صحت دائمہ کے لیے دعا فرمائیں۔ فقط۔

آپ کا طالب علم مالاباری خریدار الفقیہ ۵۳۱۰۔ جامعہ نعیمیہ مرادآباد یوپی

[اخبار الفقیہ: ۷، ۱۴ر نومبر ۱۹۴۴ء ص ۱۱]

صدر الافاضل کی علالت

مولانا ضیاء اللہ نعیمی صدیقی مرادآبادی نے صدر الافاضل کی علالت طبع پر درج ذیل خبر شائع کرائی۔

”عرصے سے **استاذ العلماء صدر الافاضل حضرت مولانا مولوی مفتی حکیم الحاج سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب قبلہ بانی جامعہ نعیمیہ مد ظلہ العالی** علیل ہیں۔ ان دنوں کمزوری بہت بڑھ گئی ہے۔ اس زمانے میں ایسے جلیل القدر عالم وفاضل کا ہونا ہم سنی بھائیوں کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ہر سنی کا اولین فرض ہے کہ وہ خدائے قدوس کے حضور میں دعا کرے کہ حضور کا سایہ تا ابد قائم رہے اور اللہ تعالیٰ حضرت کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں صحت کلی عطا فرمادے۔ آمین۔

محمد ضیاء اللہ صدیقی نعیمی مرادآبادی

[اخبار دبدبہ سکندری: ۸ر ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۳ر ستمبر ۱۹۴۸ء سرورق]

پنجاب میں صدر الافاضل کے لیے دعائے صحت کا اہتمام

صدر الافاضل کی ناسازی طبع پر رجبی شریف کے جلسے میں اراکین مدرسہ اسلامیہ حافظیہ اقتدار یہ ریاست دوجانہ پنجاب، کی طرف سے دعائے صحت کی گئی۔ اخبار الفقیہ کی درج ذیل خبر ملاحظہ ہو:

”۲۶ر رجب المرجب ۱۳۴۷ھ روز سہ شنبہ وقت ۹ر بجے شب مدرسہ اسلامیہ حافظ اقتدار ریاست دوجانہ کی طرف سے مسجد مولانا مولوی صوفی محمد حافظ الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں رجبی شریف کا شان دار جلسہ منعقد کیا گیا .... اختتام جلسہ پر..... **محکمہ تبلیغ مدرسہ اہل سنت وجماعت مرادآباد اور اس کے سرپرست صدر الافاضل استاذ العلماء حضرت مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دامت برکاتھم مرادآبادی،** جن کے فیض توجہ سے یہ مدرسہ

بحمد اللہ روز بروز ترقی کر رہا ہے، کی ترقی عمر وطول حیات کے لیے و مدرسہ ہٰذا کی ترقی کے لیے دعائیں کی گئیں۔

منجانب اراکین مدرسہ اسلامیہ حافظیہ اقتداریہ ریاست دوجانہ پنجاب

[اخبار الفقیہ: ۲۱؍ جنوری ۱۹۲۹ء ص ۷]

الہ آباد سنی کانفرنس میں دعاے صحت

۱۱؍ ربیع الآخر ۱۳۶۶ھ، ۴؍ مارچ ۱۹۴۷ء کو الہ آباد میں سیٹھ عبد الرحمن اور سیٹھ عبد الرحیم مالکان سٹیل ٹرنک فیکٹری اٹالہ الہ آباد کے زیر اہتمام گیارہوں شریف کا جلسہ ہوا۔ جلسے میں سنی کانفرنس کے اغراض و مقاصد بیان کیے گئے۔ اور **صدر الافاضل** کی صحت و سلامتی کے لیے دعائیں کی گئیں۔

[ماخوذ دبدبہ سکندری: ۷؍ اپریل ۱۹۴۷ء ص ۶۔ بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس: ص ۱۸۴]

صدر الافاضل کی دعاے صحت کے لیے مدیر الفقیہ کی درخواست

اخبار الفقیہ امرت سر کے مدیر حکیم ابو الریاض معراج الدین نے صدر الافاضل کی علالت طبع پر دعاے صحت کے لیے درج ذیل خبر شائع کی:

”ناظرین الفقیہ **استاذنا مولانا الحاج سید شاہ حکیم محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دامت برکاتھم** کی صحت کلی کے لیے دعا کریں کہ پروردگار عالم آپ کے سایہ عاطفت کو سینوں پر قائم دوام رکھے۔ آمین ثم آمین۔

(ایڈیٹر الفقیہ)

[اخبار الفقیہ: ۲۱، ۲۸؍ اکتوبر ۱۹۴۸ء ص ۱۰]

مولانا ہادی نعیمی کی دعاے صحت کی اپیل

”استاذنا صدر الافاضل مولانا الحاج سید شاہ حکیم محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتھم کی صحت کلی کے لیے دعا کریں کہ پروردگار عالم آپ کے سایہ عاطفت کو قائم و دائم رکھے آمین۔

مولانا محمد ہادی حسن صاحب نعیمی خطیب جامع مسجد آدھ پور ۲۴ پرگنہ بنگال۔

[دبدبہ سکندری: ۱۱؍ اکتوبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۶]

غسل صحت وجشن صحت

صدرالافاضل کے روبہ صحت ہونے کی اطلاعات، مرض سے افاقے کی تفصیل، صحت یابی، غسل صحت، جشن صحت اور مبارک بادیوں پر مشتمل خبریں اخبارات ورسائل میں شائع کی جاتی تھیں۔ اس حوالے سے اخبارات ورسائل میں شائع شدہ چند خبریں پیش ہیں۔ ملاحظہ کریں۔

علالت وغسل صحت بحوالہ "السوادالاعظم"

تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی چوں کہ اکثر صدرالافاضل کے ساتھ رہتے تھے۔ صدرالافاضل کی علالت وصحت کے حوالے سے آپ سے زیادہ کسے واقفیت ہوگی۔ اس لیے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ پہلے ہم یہاں صدرالافاضل کی ناسازی طبع اور صحت وشفایابی کے تعلق سے تاج العلماء کے حوالے سے تفصیل پیش کریں بعد میں مزید خبریں پیش کریں گے۔ ملاحظہ کریں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"اس کی وجہ عرض کی جائے گی تو سب حضرات مجھے معذور رکھیں گے۔ اس (رسالے کی تاخیر) کا باعث ایک ایسا سانحہ عظیمہ ہوا، جس نے عالم سنیت میں تلاطم پیدا کر دیا۔ ابتداے ماہ شعبان میں جب رسالہ کی ترتیب کا وقت تھا یکلخت **حضرت صدرالافاضل مولانا مولوی حافظ قاری شاہ محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مدظلہ العالی** کا مزاج ہمایوں ناساز ہوا۔ حبس بول کی شکایت ہوئی۔ اور سلائی کی ضرورت پیش آئی۔ پہلی مرتبہ ڈاکٹر نے جو سلائی پاس کی اتفاقاً وہ غلط ہوگئی اور بجاے سیدھی راہ پر جانے کے زخم کر کے اس نے ایک نیا راستہ اختیار کیا۔ اس سے تکلیف بہت زیادہ بڑھ گئی۔ سیروں خون نکل گیا۔ اب جو ڈاکٹر آتا ہے سلائی ڈالتا ہے اس کو اصلی راستہ نہیں ملتا۔ اس میں بہت تکلیف ہوئی۔ آخر کار ڈاکٹروں نے راے دی کہ اسپتال تشریف لے چلیں کیوں کہ وہاں سامان زیادہ ہے۔ علاج میں آسانی ہوگی۔ پالکی میں حضرت کو اسپتال لے گئے اور وہاں دواے بے ہوشی سنگھائی گئی۔ شہر میں علالت کی خبر بجلی کی طرح پھیل گئی تھی۔ دولت خانے ہی پر عقیدت کیشوں کا ایک ہجوم لگا ہوا تھا۔ شفاخانے میں ازدحام ہوگیا۔ مسلمانوں کی بے چینی اور اضطراب بیاں سے باہر ہے۔ سب دست بدعا تھے کوئی نوافل پڑھ رہا تھا کوئی سجدہ میں پڑا رو رہا تھا۔ سب کے چہرے اترے ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ سلائی پاس ہوگئی۔ مگر اس وقت تک بدن سے سیروں خون نکل چکا تھا۔ سلائی پاس ہونے کے بعد ہی ہوش آگیا۔ ڈاکٹروں نے بہت انتظام کیے تھے اور گفتگو کر کے حواس کا امتحان کیا۔ مگر بحمد اللہ کلورافارم کا کچھ بھی اثر قلب ودماغ پر نہ تھا۔ نہ چکر ہوا نہ استفراغ۔ نہ کوئی بات بہکی ہوئی زبان سے نکلی۔ راستہ خراب

ہو چکا تھا۔اس لیے سلائی ۲۴ گھنٹہ رکھی گئی۔حرکت اور بات چیت کرنے کی ممانعت تھی۔

ایک ہفتے تک کوئی غذا نہ دی گئی۔اور پیشاب کے ساتھ خون آتا رہا۔ایک ہفتے کے بعد مثانہ دھویا گیا اس وقت سے پیشاب صاف ہونا شروع ہوا۔اور نوروز کامل اسپتال میں قیام رہا۔اس زمانے میں فجر کے وقت سے رات کے بارہ بجے تک مزاج پرسی کرنے والوں کا ہجوم رہتا تھا۔کوئی وقت بھی خالی نہ گزرتا تھا۔ناتوانی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ طاقت گفتگو بھی نہ تھی۔ڈاکٹر کا بیان ہے کہ موت وحیات کا سوال تھا۔روسا وعمائد اور ہر طبقہ کے اہل اسلام جوق در جوق عیادت کے لیے پہنچتے تھے۔ہر شخص کی زبان پر دعا تھی کہ الٰہی اس آفتاب سنت کو ہمارے سروں پر تاویر ضیاے افگن رکھ۔دور دراز شہروں سے بہت سے حضرات مزاج پرسی کے لیے آتے رہے۔الحمدللہ کہ وہ تکلیف کی ساعات ختم ہوئیں **حضرت مدظلہ** صحت یاب ہوکر ۶ جنوری ۱۹۳۱ء کو دولت سرا میں رونق افروز ہوگئے۔

غسل صحت

۱۲ جنوری ۱۹۳۱ء کو غسل صحت ہوا۔یہ خبر دم زدن میں تمام شہر میں پھیل گئی۔اب کیا تھا عقیدت کیشوں کے دلی ولولے اور قلبی تمنائیں مچلنے لگیں۔ہر شخص فرط محبت سے پھولا نہ سماتا تھا۔اور چاہتا تھا کہ جلد سے جلد اس امام سنت کی صحت یابی پر مبارک باد پیش کرے۔۲ بجے کے وقت مولانا ابوالکمال قاضی محمد اشہدالدین صاحب نے اپنے مکان پر ایک مجلس ترتیب دی اور پھر بصورت جلوس **حضرت مدظلہ** کی خدمت میں مبارک باد دینے کے لیے روانہ ہوئے۔شہر کے مختلف حصے میں بھی احباب و نیاز مندوں نے بھی انتظام کیا۔یہ جلوس جناب منشی علی حسن صاحب رسالدار رئیس مرادآباد و جناب داروغہ نذیر احمد خان صاحب جیلر پینشنر و جناب بابو رحمان بخش صاحب و نیاز مند خاص عمر نعیمی و جناب شیخ احمد حسین صاحب و جناب حاجی احمد حسین صاحب کارخانہ دار چمچہ و حاجی نذیر حسین صاحب کارخانہ دار ظروف و جناب حافظ امیر حسین صاحب و جناب حاجی محمد اشرف صاحب و جناب منشی غلام علی صاحب و جناب عزیز احمد صاحب وغیرہم کے یہاں قیام کرتا ہوا بازاروں میں گزرا۔جلوس میں ہر طبقہ کے اہل اسلام شامل تھے۔

یہ جلوس جس راستہ سے گزرتا تھا راستہ بند ہو جاتا تھا بڑا کثیر مجمع تھا۔جلوس میں کئی جماعتیں پیچھے خوش الحانی کے ساتھ منقبت خوانی کرتی تھیں۔اس طرح یہ جلوس شہر کی بڑی بڑی گزرگاہوں سے گزرا۔راستے میں جن حضرات نے مبارک بادی کا انتظام کیا تھا وہ جلوس کو بہ تمنا اپنے مکانوں پر لے جاتے اور پان پھول چاے عطر وغیرہ سے مدارات کرتے۔اور فواکہ وشیرینی وغیرہ کے خوان لے کر خود بھی اپنی جمعیت کے ساتھ جلوس میں شریک ہوتے۔یوں تو شہر میں صحت پر عام خوشیاں ہو رہی تھیں اور ہر سنی کے گھر عید تھی لیکن اس جلوس نے سرمستان بادہ محبت کو بے خود بنا دیا۔خوش الحان منقبت خوانوں کی نظمیں دلوں میں تازگی پیدا کر رہی تھیں۔۲ بجے دن سے مغرب تک یہ

جلوس شہر کے مختلف حصوں میں گشت کرتا رہا۔ شیرینی فواکہات کی کثرت منقبت خوانوں کے ہجوم پر مبارک باد دینے والوں کا اژدہام اتنا کثیر تھا کہ جس راستہ سے یہ جلوس نکلتا تھا تمام گاڑیاں، موٹریں، سائکلیں، رک جاتی تھیں۔ اور راستہ بند ہو جاتا تھا۔ منقبت خواں ع

آج حضرت کا ہمارے غسل صحت ہو گیا

خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔ تو مجذوب فدائیوں کا ذکر ہی کیا۔ احرار ہوش دارو ہوشیاران ناگرفتار بھی وجد میں آجاتے تھے۔ جلوس کی ترتیب و نظم شروع سے آخر تک جناب منشی علی حسن صاحب رسالدار مرادآباد کے ہاتھ میں تھا۔ موصوف نے اتنے بڑے جلوس کے نظم کو جس قابلیت کے ساتھ سرانجام دیا۔ در حقیقت وہ انہیں کا حصہ تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ قابل کمان پر لشکر کی کمان کر رہا ہے۔ جناب موصوف مستحق شکریہ و مبارک باد ہیں۔ مغرب کی نماز اس جلوس نے حضرت مدظلہ کے دولت سرا کی قریب کی مسجد میں ادا کی۔ بعد مغرب یہ جلوس حضرت کے در دولت پر حاضر ہوا۔ اس وقت **حضرت مدظلہ** مکان کی بالائی منزل پر رونق افروز تھے۔ حاضرین پر چند منٹ کا انتظار شاق تھا۔

چند منٹ کے بعد **حضرت مولانا مدظلہ** جلسے میں رونق افروز ہوئے۔ یہ منظر بھی عجب تھا داہنی جانب شاہزادہ بلند اقبال مولانا مولوی حکیم ظفرالدین احمد صاحب اور بائیں جانب خاکسار و جناب قاضی احسان الحق صاحب نعیمی پیچھے علما، تلامذہ کی جماعت تھی۔ صحن مکان میں قدم رکھتے... مبارک سلامت کی آوازیں بلند ہوئیں، پھول نثار ہونے لگے، جاں نثار قدم بوسی کو جھکے۔ **حضرت مدظلہ** مسند پر رونق افروز ہوئے۔ شعرائے نامدار نے اس موقع کے لیے جو نظمیں لکھی تھیں پڑھنی شروع کیں۔ اثر صاحب، شوکت صاحب، اجمل صاحب، راغب صاحب، حسن صاحب، صابر صاحب کی منقبتیں بہت مقبول ہوئیں۔ بار بار شعر پڑھوائے جاتے تھے۔ اور برابر پھولوں کی بارش ہو رہی تھی، خوب دادیں ملیں۔ حاضرین نے بہت دل کھول کر حضرت کی خدمت میں نذریں پیش کیں۔ جو منقبت خوانوں کو دی گئیں۔ یہ سلسلہ تقریباً ۲ گھنٹہ تک رہا۔ مگر حضرت کے ضعف نے زیادہ دیر تک تکلیف دینے کی اجازت نہ دی۔ اور بہت منقبتیں سنانے سے رہ گئیں۔ آخر میں **حضرت مدظلہ** نے اپنی زبان فیض ترجمان سے ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ اس وقت ہر آنکھ محو جمال تھی۔ اس وقت جلسہ پر جو انوار و برکات تھے اس کا لطف کچھ وہی لوگ خوب جانتے ہیں جو جلسہ میں شریک تھے۔ نعیمیوں کی بے خودی و خود فراموشی کا عالم بیاں سے باہر ہے ع

آنکھ تھی محو تماشا وصل سے دل شاد تھا

آخر میں مولود شریف پڑھا گیا۔ اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ شہر میں برابر جلسے ہو رہے ہیں۔ اور مبارک بادیاں آرہی ہیں اور ابھی ہفتوں یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ دوسرے روز محلہ چوکی حسن خان کے حوصلہ مند مسلمانوں نے بڑی دھوم دھام کے ساتھ جلسہ ترتیب دیا۔ اور کثیر مقدار میں کھانے پکا کر حضرت کی خوشی میں عام دعوت دی گئی۔

مسجد محلہ چوکی حسن خاں میں بہ تقریب مبارک باد جلسہ ہوا۔ سڑکیں جھنڈیوں سے مزیّن کی گئی تھیں۔ مسجد کی جو زیب وزینت کی گئی تھی نگاہوں کو خیرہ کرتی تھی۔ مرادآباد کے علاوہ دیگر مقامات میں بھی عقیدت کیشوں نے صحت کی خوشی کے جلسے کیے۔ ان میں سے رانی گنج کا جلسہ خاص طور پر قابل ذکر ہے جو علاحدہ درج کیا جائے گا۔

بیرون جات سے مزاج پرسی کرنے والوں کی آمد کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ ان حالات میں میری مصروفیتیں کس قدر بڑھ گئیں ان کا آپ اندازہ کرسکتے ہیں۔ السواد الاعظم کا تمام عملہ اور دوسرے وہ تمام محکمے جو **حضرت صدرالافاضل مدظلہ** کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں بالکل مصرف خدمت ہوگئے۔

خدا کا شکر ہے کہ اس تاخیر کے بعد السوادالاعظم حضرت کی صحت کی بشارت لے کر ناظرین کے پاس پہنچتا ہے جو تمام اہل اسلام کے لیے باعث تازگی روح وسرور قلب ہوگی۔"

[السوادالاعظم: شعبان ورمضان ۱۳۴۹ھ ص ۶ تا ۹]

آپ مزید صدرالافاضل کی صحت یابی پر جشن صحت وجلسہائے تہنیت کے تعلق سے رقم طراز ہیں:

"**سیدی ومولائی حضرت صدرالافاضل استاذالعلماء مولانا مولوی حافظ قاری شاہ محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم** کی صحت کی مبارک بادیں ابھی تک برابر آرہی ہیں۔ اور اصحاب صدق ومودت وارباب اخلاص وعقیدت اپنے اپنے جذبہائے مسرت کا اظہار فرما رہے ہیں۔ بکثرت نظمیں اور نثریں موصول ہوچکی ہیں۔ اور در حقیقت وہ تمام مضامین قابل قدر اور مستحق شکریہ ہیں۔ اصحاب فضل وکمال نے اور شعرائے شیریں مقال نے حسن کلام کے بیش بہا جوہر دکھائے میں ان سب حضرات کا شکرگزار ہوں۔ اور ان کی ہمدردی کی قدر کرتا ہوں۔ اور حضرت صدرالافاضل مدظلہ ان صاحبوں کے لیے دعائے خیر فرماتے ہیں۔

لیکن میں معتذر ہوں کہ السوادالاعظم میں ان تمام تحریروں اور نظموں کے شائع کرنے کی گنجائش نہیں۔ اگر سال کے تمام پرچے مبارک باد ہی کے مضامین سے پر کردیے جائیں تو بھی کفایت نہیں کرسکتے۔ ممکن ہوا تو ان تمام مضامین کو کسی وقت ایک مجموعہ کی شکل میں علاحدہ ہی شائع کیا جائے گا۔ ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرنا بھی مجھ پر لازم ہے جنہوں نے اس دولت کی خوشی میں اپنے اپنے مقام پر جلسے منعقد کیے ہیں۔ جیسے ابراہیم پور ضلع بھاگلپور میں شیخ محمد معزالدین صاحب رئیس اعظم اور بنارس میں جناب مولوی محمد عمر صاحب رضوی حمیدی اور رانی گنج میں جناب بابو محمد ہاشم صاحب وبابو محمد اکرام صاحب نے اور دہلی میں جناب سید محمد حسین صاحب نے بہت اہتمام سے جلسے کیے۔ خاص کر بابو محمد ہاشم وبابو محمد اکرام صاحب اور بابو شیخ محمد معزالدین صاحب کے جلسے بہت شان وشوکت کے تھے۔ اول الذکر نے تو کھانے کی حوصلہ مندی کے ساتھ دعوت دی۔ اور شیرینیاں تقسیم کیں۔ اور دوسرے صاحب نے بڑے وسیع پیمانہ پر شیرینی تقسیم فرمائی۔ حامیان دین وملت کو اپنے دینی مقتدا کے لیے ایسا ہی کرنا چاہیے تھا۔

جزاهم اللّٰہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

تصحیح۔گزشتہ اشاعت میں مسجد محلہ چوکی حسن خاں کے جلسے تہنیت و مبارکباد کا تذکرہ شائع ہوا ہے اس میں یہ درج ہونے سے رہ گیا کہ جلسہ کے حوصلہ مندبانیوں نے اس خوشی میں نفیس شیرینی اولوالعزمی کے ساتھ بکثرت تقسیم کی۔اللہ تعالیٰ ان سب صاحبوں کو خوش خرم رکھے۔اوران کوان کے لیے اس دینی پیشوا کے برکات سے مدتہاے دراز تک متمتّع رکھے۔اور شام کام فرمائے۔آمین۔"

[السواد الاعظم:شوال وذیقعدہ ۱۳۴۹ھ ص ۱۰،۱۱]

صدرالافاضل گونڈل کے ایک دورے پر تشریف لے گئے تو وہاں طبیعت ناساز ہوگئی اور پھر گونڈل میں احباب کی طرف سے علاج کرایا گیا۔اور جب آپ کو قدرے افاقہ ہوا تو آپ نے مرادآباد مراجعت فرمائی۔تاج العلما اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"اب **حضرت صدر الافاضل مدظلہ** نے مراجعت کا ارادہ فرمایا مگر اہل شہر کا شوق کب چھوڑتا تھا وعظ کی درخواستیں پیش ہوئیں۔سفارشیں آنے لگیں،سخت اصرار ہوئے مگر آرزو منددل کب صبر کرنے والے تھے۔حضرت کو مجبور ہونا پڑا اور ایک ہفتہ اس سے زیادہ قیام کرنا پڑا۔اس درمیان میں مزاج مبارک ناساز بھی ہوگیا بخار آنے لگا،مگر وعظ روز ہوتا رہا۔بمشکل تمام اپنی ضروریات بتاکر ایک ہفتے کے بعد جب حضرت واپسی کے لیے تیار ہوئے تو حاجی سیٹھ ہاشم جمال صاحب ریاست گونڈل سے موٹر لے کر تشریف لے آئے۔اور اپنے دولت خانے پر تشریف لے جانے پر اصرار کیا۔سیٹھ صاحب موصوف سے حضرت مدظلہ کے دیرینہ تعلقات ہیں۔جب انہوں نے کوئی عذر نہ سنا تو حضرت کو گونڈل شریف لے جانا پڑا۔روانگی کے وقت میزبان بہت دلگیر تھے اور انہوں نے گلدستہ ہار پیش کر کے اسی شان کے ساتھ رخصت کیا۔مولانا مولوی احمد خان صاحب گونڈل تک حضرت کی معیت میں آئے۔

گونڈل پہنچتے ہی حضرت کے بخار نے شدت کی۔اور نشست و برخاست دشوار ہوگئی۔اس وقت حضرت نے وطن کی واپسی کا قصد فرمایا لیکن حاجی ہاشم صاحب اور ان کے بھائیوں نے ایسی حالت میں حضرت کو روانہ کرنا کسی طرح منظور نہ کیا۔وہیں علاج شروع کیا اور ایسی خدمت کی جو ان کی محبت و عقیدت کے شایاں تھی۔پانچ چار روز کے بعد بخار اتر گیا۔اس درمیان میں سیٹھ عبداللطیف صاحب اور میاں عبدالرسول صاحب دھوراجی سے مزاج پرسی کے لیے پہنچے۔افاقہ ہونے کے بعد حضرت گونڈل سے روانہ ہوئے۔سیٹھ حاجی ہاشم صاحب نے راجکوٹ تک حضرت کو اپنے موٹر میں پہنچایا اور راجکوٹ سے ریل میں سوار کردیا۔بخار تو اتر چکا تھا مگر ضعف بہت زیادہ تھا۔دہلی کے احباب اسٹیشن پر حاضر ہو کر قیام کے لیے مصر ہوئے مگر غایت ضعف کے باعث حضرت نے ان سے معذرت کر دی اور مرادآباد رونق افروز ہوگئے۔**حضرت صدرالافاضل مدظلہ** کی علالت۔یہاں آتے ہی بخار میں پھر شدت ہوگئی اور بائیس

روز تک ایک سو چار اور ایک سو پانچ ڈگری تک بخار رہا۔ اکثر اوقات حضرت اپنے خدام کو پہچان بھی نہ سکے۔ اطبا اکثر حاضر رہے۔ علاج میں بہت کوششیں کی گئیں کئی مسہل دیے گئے مگر بخار کی شدت کم نہ ہوئی۔ حالت خطرناک ہوگئی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل فرمایا کہ بائیس روز کے بعد بخار اترا۔ مدتوں غذا نہ ہوئی۔ ضعف و نحافت انتہا کو پہنچ گئے۔ اور طاقت نشست و برخاست نہ رہی۔ ضعف کی یہ حالت ایک ماہ تک رہی۔ کھڑے ہونے میں قدم مبارک لرزتے تھے۔ اب بحمد للہ تعالیٰ مزاج مبارک صحیح ہے اور ضعف بھی بہت کم ہوگیا ہے۔ لیکن مرض چوں کہ شدید تھا ابھی تک تنفس پر اس کا اثر باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ ضیق نفس کو بھی دور فرمائے۔ اور مدت دراز تک اس وجود مبارک کا ظل عاطفت ہم نیاز مندوں کے سروں پر رکھے۔ اور مسلمانوں کو حضرت کے فیوض ظاہری و باطنی سے متمتّع فرمائے۔ آمین۔

میں بھی اس زمانہ میں بیمار رہا اور ایسا بیمار کہ حضرت کی خدمت میں بھی بہت کم حاضر رہ سکا۔ یہ اسباب تھے کہ رسالہ میں غیر معمولی تاخیر واقع ہوگئی۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے مکرم ناظرین میری اس معذرت کو پذیر فرمائیں گے۔" [السواد الاعظم: جمادی الاولیٰ و جمادی الاخریٰ ۱۳۵۰ھ۔ ص ۱۴ تا ۱۸]

مزید صحت یابی کی خبر دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرات اہل سنت اور اصحاب عقیدت کے اطمینان کے لیے اطلاع دی جاتی ہے کہ **حضرت دام ظلہم** کی صحبت بفضلہ تعالیٰ یوماً فیوماً ترقی کر رہی ہے اور مرض نصف سے ..... شکر ہوتی تھی اب پونے دو پرسنٹ رہ گئی ہے۔ ضعف کے دورے بھی بکرمہ تعالیٰ موقوف ہوگئے ہیں۔ حضرات کرام اہل سنت اور ان کے اکابر کی دعائیں اثر لارہی ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ کوئی تشویش کی بات نہیں ہے۔ حضرت درس بھی دیتے ہیں، افتا وغیرہ کے کام بھی جاری ہیں۔

عمر نعیمی از مرادآباد چوکی حسن خاں

[اخبار الفقیہ: ۷، ۱۴/ نومبر ۱۹۴۶ء ص ۱۲]

طبیعت روبہ صحت

اخبار مخبر عالم مرادآباد میں درج ذیل خبر صحت شائع ہوئی۔

"پچھلے ہفتہ **حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی حافظ الحاج حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم** کا مزاج گرامی ناساز گار رہا جس سے مسلمانان مرادآباد نے ان ایام میں روحی اذیت محسوس کی۔ الحمد للہ کہ اب طبیعت روبہ صحت ہے۔"

[اخبار مخبر عالم: یکم اکتوبر ۱۹۴۴ء۔ ۱۲/ شوال ۱۳۶۳ھ۔ ص ۷]

صدرالافاضل کا مزاج مبارک مائل بہ صحت

مولانا آل حسن نعیمی کی طرف سے آپ کے روبہ صحت ہونے پر درج ذیل خبر اخبار الفقیہ میں شائع ہوئی۔

''سنی دنیا میں **حضرت صدرالافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی حکیم سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی دامت برکاتھم العالیہ** کی علالت سے بڑی تشویش پیدا ہوگئی تھی۔ واقعہ یہ تھا کہ آخر رمضان شریف سے حضرت بیمار ہوئے اور ذیابیطس کے مرض نے شدت کی ضعف و نحافت انتہا کو پہنچ گئی۔ اب بفضلہ تعالیٰ مزاج مبارک مائل الصحت ہے شدائد مرض دور ہو چکے ہیں۔ صحت ترقی کر رہی ہے۔ اور امید ہے کہ بکرمہٖ تعالیٰ ہفتہ عشرہ میں صحت تامہ حاصل ہو جائے۔ حضرات کرام! اہل سنت کی تسکین خاطر کے لیے حالات کی اطلاع الفقیہ میں شائع کی جارہی ہے۔ اور حضرت موصوف الصدر دامت برکاتھم العالیہ کے معتقدین و متوسلین و محبین سے دعاے صحت و توانائی کی استدعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے وجود باوجود سے ہمیں اور تمام اہل سنت کو مدتہاے دراز تک منتفع اور فیض یاب رکھے آمین۔

(آل حسن سنبھلی عفی عنہ)

[اخبار الفقیہ: ۷، ۱۴ر دسمبر ۱۹۴۴ء ص ۱۰]

جشن صحت، اخبار مخبر عالم مرادآباد کے حوالے سے

صدرالافاضل کے صحت یاب ہونے پر معتقدین کی طرف سے گلہاے تہنیت پیش کیے گئے۔ تہنیتی کلام نذر کیے گئے۔ اور صدرالافاضل کی جانب سے شرینی تقسیم کی گئی۔ ملاحظہ کریں اخبار مخبر عالم مرادآباد کی درج ذیل خبر:

''**حضرت مولانا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب عالم اہل سنت وجماعت** یکایک سخت علیل ہو گئے تھے۔ جن کی صحت کے لیے ہر جگہ دعائیں کی جارہی تھیں، خداے تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی۔ جس کے غسل صحت میں ان کے معتقدین و شاگردوں نے ایک جلوس کے ساتھ مبارک بادیاں پیش کیں۔ قصائد و قطعات پڑھے۔ حضرت مولانا موصوف نے بھی اس مسرت میں شیرینی تقسیم کی۔ مبارک باد۔''

[اخبار مخبر عالم مرادآباد: ۱۶ر جنوری ۱۹۳۱ء ص ۱۰]

اخبار الفقیہ میں بھی صدرالافاضل کے غسل صحت و جشن صحت کے حوالے سے مولانا محمد عزیز الدین نعیمی بھاگلپوری کی طرف سے درج ذیل خبر شائع کی گئی۔ ملاحظہ کریں:

جشن صحت

''**حضرت صدرالافاضل استاذ العلماء عالی جناب مولانا مولوی مفتی حافظ قاری حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب**

قبلہ کی ناسازی طبع کی خبر تمامی اہل سنت وجماعت کے لیے پریشان کن اور اضطراب انگیز تھی۔ تمام ہندوستان کے سنی شب وروز نمازوں کے بعد حضرت مدظلہ کی صحت کے لیے دعائیں کرتے تھے الحمدللہ کہ دعائیں پایہ اجابت کو پہنچیں۔

حضرت صحت یاب ہوئے اور غسل صحت فرمایا۔ اس خبر ہمت اثر سے مسلمانان ابراہیم پور بہت مسرور ہوئے۔ چناں چہ اس صحت یابی کی خوشی میں بتاریخ ۲۱؍ رمضان المبارک جناب شیخ محمد معزالدین صاحب رئیس اعظم ابراہیم پور نے مجلس میلاد شریف منعقد کی۔ قرب وجوار کے روسا کو بھی شرکت کی دعوت تھی۔ آخر میں مدظلہ کی درازی عمر کے لیے دعا کی گئی۔

راقم: محمد عزیز الدین غفرلہ ابراہیم پور ضلع بھاگلپور

[الفقیہ: ۲۱؍ فروری ۱۹۳۱ء ص ۱۱]

بتقریب سعید غسل صحت حضرت استاد العلماء صدر الافاضل، مولانا المفتی الحاج الشاہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی دامت برکاتہم القدسیہ

غالبًا اسی موقع پر اجمل العلماء مفتی اجمل حسین نعیمی سنبھلی نے درج ذیل تہنیتی کلام پیش فرمایا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں اور محظوظ ہوں:

مبارک باد دینے کے لیے ہم آج جاتے ہیں
بتقریب سرور غسل صحت پھول لاتے ہیں
کہاں ہیں میرے حضرت کے فدائی آج حاضر ہوں
قدم بوسی کریں ہم ان کو یہ مژدہ سناتے ہیں
کہاں ہیں جان قرباں کرنے والے میرے آقا پر
بشارت تہنیت کی دیں کہ جشن اب ہم مناتے ہیں
کدھر ہیں وہ کہ جو افسردہ خاطر تھے پریشاں تھے
نکالیں آج سب ارمان جو دل میں سماتے ہیں
چلو! اے جاں نثارو! دولت دیدار لوٹیں گے
لگی دل کی بجھانے کے لیے ہم آج جاتے ہیں
خبر بھی ہے تمہیں کچھ اے محبو! آج وہ دن ہے
کہ جس میں شربت دیدار مولانا پلاتے ہیں

یہ وہ ہیں جن کے علم و فضل کا عالم میں شہرہ ہے
یہ وہ ہیں جن کو اہل فضل مسند پر بٹھاتے ہیں
یہ وہ ہیں خوشہ چیں جن کے ہیں عالم اس زمانے کے
یہ وہ ہیں روبرو جن کے سبھی گردن جھکاتے ہیں
یہ وہ ہیں جن سے واقف ہند کا ہر گوشہ گوشہ ہے
یہ وہ ہیں خاک پا جن کی سب آنکھوں میں لگاتے ہیں
انہیں کی ذات والا آسرا ہے اہل سنت کا
اشارے ہیں انہیں کے جو ڈھلی بگڑی بناتے ہیں
نظر آتا ہے باغ سنیت آباد اک ان سے
انہیں کے دم سے غنچے کھل کھلاتے مسکراتے ہیں
اسی مہر منور کی ضیا سے ہند ہے روشن
اسی مہ کے مقابل سارے انجم جھلملاتے ہیں
مخالف بھی ہیں قائل ان کی علمی قابلیت کے
موافق تو ہمیشہ ہی مدائح ان کے گاتے ہیں
یہی ہیں وہ کہ جن کا نام سن کر اہل باطل سب
فنا ہوتے ہیں اور اپنے چہروں کو چھپاتے ہیں
مخالف کے دلوں سے پوچھیے حضرت کے حربوں کو
زباں سے چشم سے ابرو سے جو جو وار کھاتے ہیں
تمامی ہند کے بلکہ عرب کے شام کے عالم
ادب رکھتے ہیں دل میں اور انہیں کا گیت گاتے ہیں
بحمد اللہ حیات نو انہیں پھر ہوگئی حاصل
لہٰذا ان کے بردے جشن صحت کا مناتے ہیں
کدھر ہیں ان کے منگتا جھولیاں پھیلا کے دوڑ آئیں
کہ وہ آج اپنے صدقے میں نعم کیا کیا لٹاتے ہیں
کہاں ہیں طالبان علم کسب فیض اب کرلیں

کہ **مولانا نعیم الدین** درر علمی بہاتے ہیں
خدایا ان کا ظل عاطفت ہم پر رہے دائم
کہ اس چشمے سے اجملؔ فیض سب سنی اٹھاتے ہیں

[دیوان اجملی قلمی: ص ۵۴، ۵۵]

ایام مرض کی تفصیل وحالات وصال

یوں تو صدرالافاضل کی طبیعت ایک سال سے خاصی ناز ساز تھی، البتہ آخری ایام میں طبیعت بہت زیادہ نازک ہوگئی۔ اوراسی حالت مرض میں بتاریخ ۱۸؍ ذوالحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۳؍ اکتوبر ۱۹۴۸ء جمعہ مبارکہ کا دن گزار کر شنبہ کی شب رات کے ۱۲؍ بج کر ۲۵؍ منٹ پر دار فنا سے دار بقا کی طرف رحلت فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

تاج العلما مفتی محمد عمر نعیمی، مفتی محمد یونس نعیمی، مخدوم میاں مفتی غلام معین الدین نعیمی، مولانا امیر حسین صاحب نعیمی، مولانا قاضی احسان الحق نعیمی اور صدرالافاضل کے دونوں صاحبزادگان مولانا محمد ظفر الدین نعیمی اور مولانا اختصاص الدین نعیمی نے غسل کی سنت ادا کی۔ مرادآباد کے مختلف محلوں میں جسد اطہر کو بغرض دیدار محبین ومعتقدین لے جایا گیا جامعہ نعیمیہ کے صحن میں حسب وصیت تاج العلما نے نماز جنازہ پڑھائی اور جامعہ نعیمیہ کے اندر مسجد کی بائیں جانب تدفین ہوئی۔

حالات ایام مرض ووصال بحوالہ مفتی غلام معین الدین نعیمی مخدوم میاں

آخری آٹھ سالوں میں صدرالافاضل کی خدمت میں بہت سے خدمت گزار رہے لیکن مخدوم میاں آپ کے مخصوص خدام میں سے ایک تھے، جنہوں نے خوب خدمت کا شرف حاصل کیا۔ بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ آخری برسوں میں سب سے زیادہ خدمت اور صدرالافاضل کی خاص قربت کا شرف آپ سے زیادہ کسی کو حاصل نہیں تھا۔ اوراس خدمت کی برکت ہی تھی کہ آپ صدرالافاضل کے خادم بن کر زمانے کے مخدوم کہلائے۔

ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ صدرالافاضل کے ایام مرض وصال اوروصال کے وہ حالات وواقعات جس کے آپ خود شاہد ومشاہد ہیں وہ ہم پہلے آپ ہی کے حوالے سے پیش کرتے ہیں۔ بعد میں مزید تفصیل دیگر حوالوں سے پیش کریں گے۔

مفتی غلام معین الدین نعیمی نے ایام مرض ووصال کے مفصل حالات قلم بند کیے۔ جو ان کی لکھی ہوئی کتاب

"حیات صدرالافاضل" میں شامل ہیں۔ یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ آپ کے لکھے ہوئے تفصیلی حالات رامپور کے مشہوراخبار "دبدبہ سکندری" میں بھی شائع ہوئے، جو "حیات صدرالافاضل" میں شائع شدہ مضمون سے قدرے مختلف ہیں۔ دونوں تحریروں میں کچھ کم زیادہ ہے اس لیے ہم دونوں تحریروں سے ضروری مضمون نقل کررہے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

فراق کے چند لمحات ہدایت ۱۳۶۷ھ۔ کلمات خسروی ۱۳۶۷ھ

اخبار دبدبہ سکندری میں آپ لکھتے ہیں:

"آہ آج ان کی حیات طیبہ کی سوانح عمر و مناقب اور تذکرہ جمیلہ کے بجائے وصال پر ملال کے واقعات کو حیز تحریر میں لا رہا ہوں۔ دل شکستہ، قلب محزوں، دماغ مختل، کس طرح ان لمحات طیبہ کے واقعات قلم بند کروں ان کا ہی کرم بے پایاں اگر دست گیری کرے تو شاید کچھ ذکر جمیل کی لذت سے بہرہ اندوز ہوسکوں۔ ع

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

اور پھر صدرالافاضل کے آخری سفر، علالت طبع اور حالت مرض میں طریقہ نماز کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مراد آباد پہنچنے کے بعد تو حالات دن بدن مایوس کن ہوتے چلے گئے، شہر کے بڑے بڑے حکیم و ڈاکٹر آتے رہے، اپنے فن کے کمال دکھاتے رہے، مگر جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا وہ ہوا۔ حتیٰ کہ جب آپ کی نشست و برخاست بھی متعذر ہوگئی تو آپ نے چار پائی جنوباً و شمالاً کرادی تاکہ رُو بقبلہ ہوکر نماز اَدا کی جاسکے۔"

اخبار دبدبہ سکندری میں لکھتے ہیں:

"عمر شریف کا کوئی حصہ خدمت دین مستقیم سے خالی نہیں۔ ہر آن ذکر حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق یاد الٰہی میں محو تھا۔ عمر شریف کے آخری ایام کس قدر ضعف و نقاہت میں گزرے مگر اللہ اکبر ایک وقت کی نماز بھی قضا نہ فرمائی۔ چار پائی پر لیٹے لیٹے تیمم کرتے اور اشاروں سے نماز ادا فرماتے رہے۔ جب تک بدن ظاہری میں طاقت رہی بیٹھ کر نماز ادا کی۔ پھر جب اتنی بھی طاقت نہ رہی تو لیٹ کر نماز ادا فرماتے رہے۔"

مخدوم میاں کا خواب اور صدرالافاضل کا وصال

آپ کتاب میں لکھتے ہیں:

اس دوران میں مَیں مسلسل راتوں کو جاگتا تھا اور کسی کو قریب رہنے کی اجازت نہ تھی۔ میرا ہمیشہ کا معمول رہا ہے کہ کبھی **حضرت** کے سامنے نہیں لیٹا اور نہ کبھی چار زانو بیٹھا۔ ہمیشہ میں آستانہ پر کسی دیوار یا ستون کی اَوٹ میں رات کو لیٹتا تھا تاکہ مجھے حضرت لیٹے ہوئے نہ دیکھیں۔ چناں چہ اس بیماری کے زمانہ میں بھی اگر غنودگی نے بہت مجبور کیا تو

چارپائی کے پیچھے سرہانے گاؤ تکیہ پر سر رکھا، کچھ نیند لے لی۔ **حضرت** اگر کروٹ بھی لیتے تھے تو میں بیدار ہو جاتا تھا۔ اسی دوران میں ایک شب **حضرت** کے سرہانے تکیہ پر سر رکھے ہوئے لیٹا تھا، کچھ غنودگی سی طاری ہوگئی، کیا دیکھتا ہوں کہ؛

"ایک نہایت عالی شان بقعہ نور کمرہ ہے، چاروں طرف قالین پر گاؤ تکیے لگے ہوئے ہیں، ایک طرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونق افروز ہیں، ایک طرف حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین، ایک طرح حضرت سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ مشکل کشا، ایک طرف حضرت ابوہریرہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تکیہ لگائے رونق افروز ہیں۔ آخر میں ایک کونہ پر ایک نشست خالی ہے، کمرہ کے دروازہ پر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کے انتظار میں کھڑے ہیں کہ ایک طرف سے سفید عمامہ باندھے سفید ململ کی اچکن پہنے **حضرت قدس سرہٗ (صدر الافاضل)** آرہے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم نے فرمایا تمہاری نشست اندر خالی ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ میرے لیے یہی بڑی سعادت ہے کہ جوتیوں میں ہی جگہ مل جائے مگر حضرت فاروق اعظم ہاتھ پکڑ کر اندر لے گئے، حضرت نے عرض کیا، الامر فوق الادب۔ اس خالی نشست میں آپ کو لے جاکر بٹھایا گیا، آپ ابھی پورے بیٹھے بھی نہیں تھے کہ میری آنکھ کسی وجہ سے کھل گئی۔ صبح کو سیدی استاذی تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی قدس سرہٗ کی موجودگی میں اپنا خواب بیان کیا۔ سن کر حضرت کے خوشی میں آنسو نکل آئے۔ فرمایا، میرا انتظار ہے، اب میں جارہا ہوں۔ یہی اس کی تعبیر ہے۔ حضرت تاج العلماء نے عرض بھی کیا کہ یہ خواب حضور کی صحت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ مگر آپ نے پھر یہی فرمایا، نہیں۔ میرا انتظار ہے۔"

اولاد میں جائیداد اور خلافت واجازت کی تقسیم کاری

آخر وقت میں صدر الافاضل نے اپنی اولاد امجاد کو اکھٹا فرماکر زمین وغیرہ دنیاوی جائداد تقسیم فرمائی اور پھر بیعت وخلافت کی دینی دولت سے مشرف فرمایا۔ مفتی غلام معین الدین نعیمی لکھتے ہیں:

"چناں چہ آپ نے اپنی غیر منقولہ جائیداد کو اپنے مذکور چاروں صاحب زادوں میں گھر پر کمیشن بلا کر منتقل فرمایا۔ منقولہ جائیداد کو تقسیم کیا، صرف آٹھ سو روپیہ اپنے تجہیز وتکفین اور مراسم فاتحہ وچالیسویں اور علاج کے لیے باقی رکھا۔ قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر جو کہ آپ کے بڑے صاحب زادے کے نام رجسٹرڈ تھا- سب کی موجودگی میں ان سے وصیت فرمائی کہ یہ رجسٹریشن چاروں صاحب زادوں کے نام منتقل کردو بحصہ مساوی چاروں اس کی آمدنی میں شریک ہیں۔ بڑے صاحب زادے نے سر اطاعت جھکادیا اور حضرت قدس سرہٗ کو مطمئن کیا۔"

اخبار میں لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے وصال مبارک سے ایک ہفتہ قبل اپنے چاروں فرزندان کو جمع کر کے بیعت کیا اور خلیفہ بنا کر ماذون و مجاز کیا۔ اس وقت حضرت تاج العلماء مدظلہ سے ارشاد فرمایا کہ دونوں بڑے صاحبزادوں کو سجادہ نشین کر دینا اس وقت اعلیٰ حضرت کے منجھلے فرزند حضرت مولانا اختصاص الدین احمد صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ میرے بڑے بھائی ہیں سجادہ نشینی ان ہی کا حق ہے۔ اس وقت اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بہت اچھا جیسی تمہاری مرضی اور اپنی خوشنودی کا اظہار کیا۔"

بیعت کے لیے عوام الناس کا رجوع

آخر وقت تک سلسلہ بیعت میں داخل ہونے والوں کی بھیڑ رہی۔ اور بے شمار مخلوق خدا کو آپ نے اپنے مبارک سلسلہ مس داخل فرما کر نسبت قادری نعیمی سے مشرف فرمایا۔ مفتی غلام معین الدین نعیمی رقم طراز ہیں:

"اس کے بعد مریدین کا ایک تانتا بندھنا شروع ہو گیا، ایک جماعت آتی تھی داخل سلسلہ ہو کر جاتی تھی کہ دوسری جماعت آجاتی۔ خدا معلوم کہاں کہاں سے لوگ آتے تھے۔ آخری ایام میں چوں کہ ضعف و نقاہت سے آواز بالکل پست ہو گئی تھی، جماعت کو باآواز تلقین نہیں کی جاسکتی تھی تو یہ خادم حضرت کے لب ہائے مبارک کے پاس اپنے کان لے جاتا، آپ ارشاد فرماتے اور میں اس کا اِعادہ کرتا اور مرید اس کو کہتے جاتے تھے، حتیٰ کہ رحلت سے ایک گھنٹہ قبل تک یہی سلسلہ رہا۔ جب کبھی میں نہ ہوتا، تو حضرت تاج العلماء قدس سرہ یہ خدمت انجام دیتے۔ علالت کے زمانے میں حضرت مجھے بعد مغرب گھر جانے کی اجازت مرحمت فرماتے تھے اور میں ایک گھنٹہ یا کچھ کم و بیش میں واپس آجاتا تھا۔ اگر میرے گھر جانے تک کچھ غذا ملاحظہ نہیں فرمائی ہے تو جب تک میں واپس نہیں آتا تھا میرا انتظار فرماتے رہتے۔ غذا کے لیے جو بھی عرض کرتا، فرماتے شاہ جی کو آنے دو۔"

اخبار دبدبہ سکندری میں لکھتے ہیں:

"حقیر فقیر غلام معین الدین نعیمی کو تقریباً آٹھ سال سے سفر و حضر میں دن رات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی کفش برداری میسر تھی۔ بالخصوص اس مبارک مرض میں جس میں وہ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوات والتسلیمات کے دیدار پر انوار سے بالمشافہ محو لقا ہوئے، تو بالکل شبانہ روز ہمہ وقت خدمت مبارکہ سے مشرف رہتا تھا۔ صرف بعد نماز مغرب اپنے گھر خیریت دریافت کرنے کے لیے جاتا تھا۔ مگر یہ قلیل عرصہ میرے لیے ان کی جدائی اور خدمت عالیہ سے محرومی کا طویل عرصہ معلوم ہوتا تھا۔

چناں چہ حسب معمول سیدی و مولائی رحمۃ اللہ علیہ نے بعد نماز مغرب ارشاد فرمایا: کہ گھر جاؤ! حسب ارشاد گھر گیا۔ میں کیا جانتا تھا کہ آج ہی وہ شب فراق ہے۔ اور یہ آخری ارشاد ہے۔ پھر ارشاد سے کبھی گھر جانا نصیب نہ ہوگا۔

غرض کہ میں تقریبًا ایک گھنٹہ کے بعد گھر سے واپس آیا تو دیکھا کہ مریدین کا سلسلہ بندھا ہوا ہے۔ لوگ جوق در جوق مرید ہو رہے ہیں اور توبہ کر رہے ہیں۔ آخر ایام میں چوں کہ موسم سرد ہو گیا تھا۔ ایک روز کچھ انگور کا رس چوسا تھا جس کے سبب سے آواز پست ہو گئی تھی۔ اس لیے یہ دستور تھا کہ جب یہ غلام موجود ہوتا تو بندہ **اعلیٰ حضرت** کے قریب بیٹھ کر کان حضور کے لبہائے مبارکہ کے پاس لگا دیتا، **اعلیٰ حضرت** کلمات طیبہ ارشاد فرماتے جاتے اور بندہ اس کا اعادہ کرتا جاتا۔ مریدین اس کو پڑھتے جاتے تھے۔ اور **حضور** رومال مبارک کے ذریعہ بیعت فرماتے جاتے تھے۔ لیکن جب غلام موجود نہ ہوتا تو حضرت تاج العلماء مولانا مولوی سیدی و مولائی استاذی مفتی محمد عمر صاحب نعیمی مد ظلہ کے واسطہ سے بیعت ہوتی تھی۔ جس طرح **اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ** ارشاد فرماتے حضرت تاج العلماء مد ظلہ اعادہ فرماتے اور مریدین پڑھتے جاتے تھے۔ مریدین کا سلسلہ تھا کہ کسی طرح نہ ٹوٹتا تھا ہم نہیں جانتے کہ کہاں کہاں سے لوگ آتے تھے اور فیض یاب ہوتے جاتے تھے۔ غرض کہ یہ سلسلہ ساڑھے نو بجے تک رہا۔"

آخری ایام کے معمولات ووظائف

یوں تو آپ اکثر ذکر واذکار میں مشغول رہتے تھے، البتہ آخری ایام میں اس شغل میں کافی تیزی آگئی تھی۔

مخدوم میاں لکھتے ہیں:

"آپ کا ہمیشہ یہ معمول تھا کہ اٹھتے بیٹھتے حسبنا اللہ و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر، پڑھتے تھے، مگر اب کے علالت کے زمانہ میں ہر وقت آپ کا یہ ورد تھا کچھ ایام قبل آپ کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ، پڑھتے رہتے تھے۔ ایک روز مجھ سے فرمایا: شاہ جی! تو گواہ رہنا جب مجھے افاقہ ہوتا ہے تو میں کلمہ شہادت پڑھتا ہوں، غالبًا یہ **انتم شھداء اللہ فی الارض**، ارشاد نبوی کے ماتحت عمل فرمایا گیا، ورنہ کہاں میں اور کہاں اس بقعہ نور کے لیے شہادت۔"

اخبار میں لکھتے ہیں:

"آپ ہمیشہ نشست و برخاست میں تندرستی و بیماری میں برابر ہر وقت، حسبنا اللہ و نعم الوکیل و نعم المولیٰ و نعم النصیر۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ورد زبان مبارک رکھتے تھے۔ آخر ایام میں سوائے کلمہ طیبہ کے کچھ ذکر نہ فرماتے تھے۔ ہر آن لقائے الٰہی و دیدار جمال پناہی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار تھا۔"

یوم وصال

صدر الافاضل کی حیات ظاہری کے آخری دن کی مصروفیات کے تعلق سے مخدوم میاں لکھتے ہیں:

الغرض وہ دن آیا کہ جس دن وصال حق سے سرفراز ہونا اور ہمیں دنیا میں تڑپتے ہوئے چھوڑ جانا تھا، جمعہ کا

دن تھا، ۱۸/ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۳/اکتوبر ۱۹۴۸ء تاریخ تھی۔ صبح ہی سے آثار اس قسم کے پائے جارہے تھے کہ یہ **اہل سنت کا تاجدار علم وفضل کا گوہر آبدار حقیقت ومعرفت کا شہ سوار** آج ہی کے دن کا مہمان ہے۔ حسب معمول مجھے حکم دیا گیا کہ جاؤ جمعہ کی نماز پڑھاؤ۔ چوں کہ جب سے **حضرت** کو مرض ذیابطیس نے جماعت کرانے سے مجبور کیا تھا اس وقت سے مسجد میں نماز باجماعت کے لیے مجھے ہی حکم فرماتے تھے۔ اگرچہ میری قراءت قرآن کی تصحیح میرے والد صاحب نے شروع ہی میں کرادی تھی، پھر قواعد تجوید بھی سیکھے تھے لیکن حضرت نے باوجود اس کے راتوں کو میری قرات کی تصحیح کرائی، جب آپ کی نظر میں میری قرات مایجوز بہ الصلوٰۃ ہوئی تو مجھے آگے بڑھایا۔

غرض کہ میں جب نماز جمعہ آپ کی مسجد میں پڑھا کر واپس آیا تو قصبہ سنبھل کے ایک عقیدت کیش چودھری اختر حسین صاحب قدم بوسی کے لیے آئے ہوئے تھے اور آپ کے چھوٹے داماد حکیم سید حامد علی صاحب بھی موجود تھے، میں نے غذا کے لیے عرض کیا، فرمایا نہیں! چودھری صاحب کے لیے چائے بناؤ۔ چائے بنائی گئی، اور ادھر حضرت سے چائے کے لیے عرض کیا، آپ نے فرمایا لاؤ۔ میں نے اور حکیم صاحب نے سہارا دے کر کلّی کرائی اور چائے پلانی شروع کی کہ یکایک ضعف کا ایسا استیلا ہوا کہ لٹانا پڑا، اور سب کلمہ شریف پڑھنے لگے، کچھ وقفے کے بعد جب سکون ہوا، تو آپ نے فرمایا تم سب کلمہ پڑھ رہے تھے رُک کیوں گئے، مجھے بڑا سکون محسوس ہو رہا تھا۔ اس کے بعد پھر مرید ہونے والوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

جنازہ سے متعلق وصیت

جنازے اور نماز جنازہ سے متعلق صدر الافاضل کی وصیت کے حوالے سے مخدوم میاں لکھتے ہیں:

’’حضرت تاج العلماء قلعہ کی جامع مسجد سے نماز جمعہ پڑھا کر جب آئے، تو میں نے آپ سے سارا ماجرا عرض کیا، جامعہ نعیمیہ سے حضرت استاذی مولانا محمد یونس صاحب نعیمی، قاضی احسان الحق صاحب نعیمی اور چند طلبہ بھی آ گئے۔ حضرت نے فرمایا میرے جنازہ کی نمائش نہ کرنا، اگر لوگ زیادہ اصرار کریں تو صرف محلہ چوکی حسن خاں تحصیل سکول، نئی سڑک اور کاٹھ دروازے ہوتے ہوئے مدرسہ کے صحن میں نماز جنازہ ادا کرنا، وہاں سے سیدھے میری آخری آرام گاہ لے جانا۔

شب آخر خدمت گزاروں کی تمنائیں

آخری شب میں تاج العلماء کے علاوہ کئی لوگوں نے خدمت کے لیے موقع طلب فرمایا مگر صدر الافاضل نے سب کے آرام کا خیال کرتے ہوئے منع فرمادیا۔ سوائے مخدوم میاں کے کمرے میں کسی کو رکنے کی مہلت نہیں دی ہاں البتہ مفتی محمد یونس صاحب نعیمی کو اجازت دی گئی مگر وہ بھی کمرے سے باہر برآمدے ہی میں حاضر رہے۔ مخدوم میاں

لکھتے ہیں:

”حضرت تاج العلماء نے عرض کی کہ حضور مجھے اجازت دی جائے کہ میں آج رات یہیں حاضر رہوں؟ فرمایا، نہیں شاہ جی کافی ہیں۔ پھر آپ نے عرض کی شاہ جی کے ساتھ کوئی دوسرا ہونا ضروری ہے یا تو مجھے اجازت دیں اور اگر مجھے اجازت نہیں تو کم از کم مولانا محمد یونس صاحب کی خواہش ہے کہ ان کو اجازت دے دی جائے؟ فرمایا، ہاں وہ اگر رہنا چاہیں تو باہر برآمدہ میں رہ سکتے ہیں۔ چناں چہ مولانا محمد یونس صاحب کو مدرسہ سے بلایا گیا اور سب کو رخصت کر دیا گیا۔ گیارہ بجے کا وقت تھا، حضرت نے اپنی سہ دری کے تینوں دروازے بند کرا دیے۔ حضرت مولانا محمد یونس صاحب اور منجھلے صاحب زادہ مولانا محمد اختصاص الدین صاحب سہ دری کے باہر تخت پر بیٹھے رہے۔ کمرے میں میرے اور حضرت کے سوا کوئی نہ تھا۔“

اخبار میں لکھتے ہیں:

”اس وقت حاضرین میں سے حضرت تاج العلماء مد ظلہ حضرت مولانا قاضی احسان الحق صاحب حضرت مولانا حکیم ظفر الدین احمد صاحب حضرت مولانا اختصاص الدین احمد صاحب حضرت مولانا مصطفیٰ علی صاحب حضرت مولانا محمد یونس صاحب مد ظلہ الاقدس موجود تھے۔ اس وقت آثار ضعف و نقاہت بہت نمایاں تھے۔ چناں چہ حضرت تاج العلماء مد ظلہ نے اعلیٰ حضرت سے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو آج رات کی خدمت میرے سپرد فرمائی جائے۔ میں حاضر ہوں فرمایا نہیں۔ سب جاؤ! پھر عرض کی گئی کہ قاضی احسان الحق صاحب کی بہت تمنا ہے وہ حاضر رہیں۔ فرمایا: کہ تکلیف ہوگی۔ قاضی صاحب نے عرض کیا حضور مجھے کچھ تکلیف نہ ہوگی۔ ارشاد فرمادیا کہ مجھے تکلیف ہوگی۔ پھر بصد ہزار نیاز عرض کیا گیا کہ حضور! مولانا مولوی محمد یونس صاحب ہی کو اجازت عطا فرمادیں ارشاد فرمایا کہ مولوی یونس صاحب رہ سکتے ہیں۔ پھر **اعلیٰ حضرت** نے نام بنام سب کو رخصت فرمادیا۔ یہ حضرت مولانا مولوی محمد یونس صاحب کی خوش قسمتی ہے کہ اعلیٰ حضرت نے ان کو اپنی آخری خدمت سے نوازا۔ حالاں کہ آپس میں یہ دستور ہو گیا تھا، کہ میرے سوا، رات کو ۲؍ بجے تک **اعلیٰ حضرت** کے منجھلے فرزند حضرت مولانا اختصاص الدین صاحب اور رات کو دو بجے سے صبح تک فرزند اکبر حضرت مولانا مولوی ظفر الدین احمد صاحب جاگتے تھے۔ مگر باوجود اس کے **اعلیٰ حضرت** کے فرزند اکبر اپنی نوبت کے علاوہ ۲؍ بجے تک کتنے پھیرے مزاج ہمایوں کی دریافت حال کے لیے کرتے تھے، اس کا کچھ شمار نہیں۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء۔ لیکن فقیر ۳؍ بجے تک مسلسل پیہم متواتر جاگنا ہی تھا۔ اس کے بعد سو جاتا تھا مگر ذرا سی حرکت پر جاگ جاتا تھا۔ یہ انتظام **اعلیٰ حضرت** کے فرزند اکبر مد ظلہ نے اپنی محبت سے احتیاطاً کیا تھا غرض کہ سب لوگ رخصت ہو گئے۔“

لمحات آخر مخدوم میاں کی خدمت اور صدر الافاضل کی عنایتیں

مخدوم میاں اپنے اوپر کی گئیں صدر الافاضل کی نوازشات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تھوڑی دیر مجھ سے گفتگو فرمائی، اس کے بعد **حضرت** خاموش ہوگئے۔..... وصال سے دو ہفتے قبل آپ نے مجھ سے فرمایا، شاہ جی تم نے میری بیاض خاص کی نقل کرلی ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں!، فرمایا نقل کرلو، پھر تم کو دیکھنی بھی نصیب نہ ہوگی (چناں چہ یہی ہوا کہ اس کا دیکھنا بھی میسر نہیں) میں نے جلد از جلد اس کو نقل کر کے ایک ہفتہ قبل پیش خدمت کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضور! اس پر دستخط فرمادیں۔ چوں کہ زمانے نے دیکھا ہے کہ میں خدمت اقدس میں ہر وقت باریاب رہتا ہوں، کہیں کوئی یہ بدگمانی نہ کرے کہ میں نے خود خفیہ نقل کی ہے۔ اس بات پر آپ مسکرائے اور دستخط فرمادیے۔ یہ وہ آخری دستخط ہیں کہ اس کے بعد آپ نے دستخط ہی نہیں کیے۔ اور اس خادم کے پاس موجود ہیں............

اسی طرح وصال سے تین روز قبل کا واقعہ ہے کہ میرے کان میں شدید درد تھا، اور بے ساختہ سوتے جاگتے کان پر ہاتھ جاتا تھا۔ صبح کو مجھ سے اشارہ فرمایا، میری سمجھ میں نہ آیا۔ کمرہ کے باہر حضرت سیدی تاج العلما تشریف فرما تھے۔ ان سے عرض کیا، آپ نے اشارہ سمجھا کہ قلم دوات طلب فرمارہے ہیں۔ قلم دوات اور کاغذ پیش کیا گیا، آپ نے لکھا؛

"میں رات سے دیکھتا ہوں کہ بے اختیار بار بار تیرا ہاتھ کان پر جاتا ہے، جاؤ ڈاکٹر مشتاق نبی کو کان دکھاؤ۔"

یہ تحریر اتنی شکستہ اور غیر مانوس تھی کہ تحریر دیکھ کر تاج العلما کے بے ساختہ آنسو نکل آئے۔ اور فرمایا اللہ اکبر! یہ اس ہستی کی تحریر ہے جس کے بے شمار شاگرد ہر طرز تحریر میں کاتب و خوش نویس ہیں، آج ضعف نے یہ حال کردیا کہ تحریر پڑھی بھی نہیں جاتی۔ یہ تحریر بھی آخری تحریر ہے جو میرے حق میں لکھی گئی۔ اس کے بعد آپ نے کوئی حرف نہیں لکھا۔ یہ تحریر بھی آپ کے تبرکات میں میرے پاس محفوظ ہے۔"

اخبار میں لکھتے ہیں:

"اس وقت **اعلیٰ حضرت** نے غلام سے ارشاد فرمایا: کہ کھانا کھالے! چناں چہ جس قدر کھانا کھایا گیا کھایا۔ اس کے بعد غلام نے عرض کیا کہ حضور دوا حاضر کی جائے ارشاد فرمایا: کہ جیسی مرضی۔ چناں چہ غلام نے دوا حاضر کی اور اپنی انگلی سے دوا چٹائی اور عرق پلایا۔ اب وقت تقریباً ساڑھے دس بجے کا ہے۔ غلام نے عرض کیا کہ حضور میں ٹمپریچر لے لوں۔ **اعلیٰ حضرت** نے اشارہ سے اجازت عطا فرمائی۔ چناں چہ میں نے ٹمپریچر لیا تو اس وقت ایک پوائنٹ کم سو ڈگری بخار تھا۔ پھر غلام بالمواجہ نزدیک بیٹھ گیا۔

میں نے اندازہ لگایا کہ کچھ سانس پر تکلیف ہے۔ چوں کہ اس علالت کے زمانہ میں اکثر ضیق النفس کی شکایت ہوجاتی تھی اس لیے میں نے عرض کیا کہ حضور میں روغن گل کی سینہ پر مالش کردوں فرمایا کیا ہوگا۔ مگر میں نے لجاجت سے عرض کیا کہ حضور ضیق النفس میں تسکین ہوگی۔ فرمایا جیسی مرضی۔ چناں چہ میں نے روغن گل کی سینہ مبارک پر مالش کی اس کے بعد میں جب روغن گل کی شیشی میز پر رکھنے کو گیا تو میرے ہاتھ سے وہ شیشی چھوٹ کر ٹوٹ گئی۔ اور تمام تیل بہ گیا۔ میں کھسکا کیوں کہ یہ شیشی جسے میں نے خدمت مبارکہ میں حاضر ہوا تب سے تمام سفر و حضر میں رفیق حال رہی ہے۔ آج اس نے ہم سے جدائی اختیار کی۔ پھر میں **اعلیٰ حضرت** کے مواجہ کے نزدیک آکر بیٹھ گیا۔ دیکھا کہ **اعلیٰ حضرت** یاد الٰہی میں مشغول ہیں۔ **اعلیٰ حضرت** نے کچھ عرصہ بعد ارشاد فرمایا: کہ گھر کا حال سناؤ!

کیوں کہ میرے گھر سب بیمار تھے یہ کرم تو ملاحظہ فرمائیے! کہ کس قدر ضعف ہے وصال حبیب کی تیاری ہے صرف ایک گھنٹہ باقی ہے۔ ایک ایک لمحہ دیدار جمال پاک کے انتظار میں کاٹا جارہا ہے مگر اس وقت بھی اس غلام سے ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ گھر کا حال سناؤ۔ چناں چہ میں نے عرض کیا کہ حضور گھر سب خیریت ہے بچی کی طبیعت کچھ اچھی نہیں ہے اور حضور کی خادمہ کی طبیعت بھی خراب ہوگئی ہے۔ ارشاد فرمایا: کہ ان شاء اللہ اچھی ہوجائیں گی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور بچی کے لیے دعا فرمادیجیے۔ اعلیٰ حضرت نے بہت دعائیں دیں۔ اعلیٰ حضرت کے غلام پر کرم کی جھلک ایک اور ملاحظہ فرمائیے۔ وصال شریف کے دو روز قبل یعنی سہ شنبہ کی رات کو میرے سوتے میں سے کان کی تکلیف اور درد کی بے چینی کو ملاحظہ فرمایا۔ چوں کہ میرے کان میں بہت شدت سے درد ہوتا تھا اس لیے بار بار بے چینی سے سوتے میں کان پر ہی ہاتھ جاتا تھا۔ صبح کو بعد نماز فجر مجھ سے قلم طلب فرمایا میں نے جلدی سے حضرت تاج العلماء مدظلہ سے قلم لے کر اور ایک کاغذ لے کر حاضر ہوا کیوں کہ آواز بند ہوگئی تھی زیادہ گفتگو کی طاقت نہیں تھی اس لیے لیٹے لیٹے ہی اپنے کمزور و نحیف دست مبارک سے حسب ذیل تحریر ارقام فرمائی۔

”یہ جو تم دوا کان کے لیے استعمال کرتے ہو اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ کان کی سوزش میں کمی کی جگہ ترقی ہے حتی کے سوتے میں بھی سوزش کا یہی حال رہتا ہے تو کان کیوں خراب کرتے ہو۔ ہدایت نبی (سہوا مشتاق نبی کی جگہ ہدایت نبی تحریر فرمادیا) کو ایک روپیہ نذر کرو اور کان دکھاؤ! تاکہ معلوم ہو کہ اندر دانے ہیں یا کیا؟ ضرورت ہو تو کان دھوئیں ورنہ کان خراب ہوتا جاتا ہے۔“

اتنی طول طویل تحریر اس غلام کے لیے عاقبت کے لیے سند مغفرت ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ عالم دین کی خدمت اور اس کی اس قدر توجہ اور کرم رائیگاں نہیں جاتا ہے۔ اس تحریر کے بعد نہ تو کوئی تحریر لکھائی نہ کسی کاغذ پر دستخط فرمائے۔ یہ سب سے آخری تحریر ہے۔ فقیر نے بحفاظت تامہ محفوظ رکھ دی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو بھی سونا ہمارے دکھانے کے لیے تھا حقیقت میں سونا بھی ترک فرمادیا تھا۔ اگرچہ نوم العالم عبادۃ، عالم کی نیند بھی عبادت

ہے۔ مگر اتنا حصہ بھی جس میں ہم سوتے ہیں یادِ الٰہی میں صرف فرماتے تھے۔ کیا خوب مصرع ہے ؏

ادھر مخلوق میں شامل ادھر اللہ سے واصل

وفات حسرت آیات

وصال اور خاص وقتِ وصال کے لمحات کی عکس نگاری کرتے ہوئے مخدوم میاں لکھتے ہیں:

''تقریباً ساڑھے گیارہ بجے **حضرت** نے فرمایا پنکھا کھول دو، میں نے کھول دیا۔ پھر فرمایا کم کردو، میں نے اس کی رفتار نمبر ۲ پر کر دی، پھر فرمایا اور کم کردو، میں نے نمبر ۳ پر رفتار کر دی۔ کچھ وقفہ کے بعد فرمایا اور کم کردو، اب میں نے پنکھے کا رخ دیوار کی طرف کر دیا تاکہ واسطہ سے ہوا پہنچے۔ کچھ وقفہ کے بعد فرمایا، بند کردو۔ اس کے بعد مجھ سے کہا میرا بازو دباؤ۔ چناں چہ میں چارپائی کی داہنی جانب بیٹھ کر بازو اور کمر دبانے لگا، دیکھا کہ کچھ زبان سے فرما رہے ہیں اور چہرہ اقدس پر بے حد پسینہ ہے۔ میں نے اسے رومال سے جو تہ کیا ہوا آپ کے سینہ پر رکھا تھا، چہرہ سے پسینہ خشک کیا۔ آپ نے نظر مبارک اُٹھا کر میری طرف ملاحظہ فرمایا، پھر آواز سے کلمہ پڑھنا شروع کیا، لیکن دم بہ دم آواز پست سے پست تر ہوتی چلی گئی، حتیٰ کہ ٹھیک بارہ بج کر ۲۵ منٹ پر مجھے پھیپھڑوں کی حرکت بند ہوتی معلوم ہوئی، خود رُو بقبلہ ہو کر ہاتھ پیر سیدھے کر لیے تھے، کلمہ شریف پڑھتے ہوئے جان پاک جان آفریں کے سپرد ہوئی۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آہ! وہ نعمت عظمیٰ آج ہم سے جدا ہوئی، جس کا ثانی اب ہماری نظروں میں نہیں۔

اس کے بعد میں نے مولانا محمد یونس صاحب کو بلایا اور ان سے عرض کیا، آئیے اب ہمارے لیے سوائے عمر بھر رونے کے کچھ نہیں ہے۔ چادر اُڑھا دی گئی۔''

اخبار میں لکھتے ہیں:

''اب بارہ بجنے کے قریب ہوتے ہیں۔ **اعلیٰ حضرت** نے ارشاد فرمایا: کہ پنکھا چلاؤ! میں نے برقی بادکش کھول دیا۔ فرمایا کہ کم کرو! میں نے رفتار اور کم کر دی۔ پھر فرمایا: کہ اور کم کرو میں نے بادکش کا رخ پھیر دیا کہ واسطہ سے ہوا پہنچے۔ تھوڑی دیر بعد فرمایا: کہ بند کرو میں نے بند کر دیا اس وقت جو میں نے چہرہ پاک پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ ٹھنڈا پسینہ آرہا ہے ؎

میان عاشق و معشوق رمزیست

ہم سے گفتگو فرما رہے ہیں مگر کہیں اور کی تیاری ہے۔ عمر بھر کی تمنا جلوہ حبیب کا انتظار ہے مگر ہم اپنی بے وقوفی سے دنیاوی اسباب سمجھ رہے ہیں حالانکہ اس مرض کے دوران میں کبھی پسینہ نہیں آیا تھا۔ ہم نے اس کو کمزوری اور ضعف کے سبب سے پسینہ آنا سمجھا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے مجھ سے چند روز قبل ارشاد فرمایا: کہ تو نے میری بہت خدمت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی جزا دے اور بہت دعائیں دیں۔ اس کے بعد فرمایا: لیکن سب سے بڑی اور اعلیٰ خدمت یہ ہے کہ جب میرا وقت قریب ہو تو بد حواس نہ ہونا۔ آواز سے نہ رونا اس وقت تو مجھے سیدھا کر دینا اعضا درست کر دینا اور میرا منہ کعبہ کی طرف کر دینا پھر اشارہ سے فرمایا: کہ اس طرف کعبہ ہے یہ تو بار بار ہا فرماتے رہے۔ کہ گواہ رہنا جب غفلت نہیں ہٹتی ہے کلمہ طیبہ پڑھتا رہتا ہوں۔ حالاں کہ غفلت کسی وقت ہوتی ہی نہیں تھی۔ چناں چہ ۱۲/ بجے کے قریب حضور نے فرمایا: میرا شانہ دباؤ! میں نے سرہانے بیٹھ کر شانہ دبانا شروع کیا۔ بار بار فرماتے رہے کہ یہاں دباؤ۔ کہ ناگہاں وہ وقت قریب آجاتا ہے کہ ہمیشہ کے لیے ہمیں خدمت سے سبکدوش کر دیا جاتا ہے۔ اور اپنی خدمت کے لیے اس گنہگار سیاہ کار کو چھوڑ کر حور و غلمان ملاء اعلیٰ کے ساکنین سے اپنی خدمت کرائی جانے والی ہے۔

۱۲/ بج کر ۲۵/ منٹ پر چوں کہ آرام گاہ کے تینوں کواڑ بند تھے اور سب حضرات باہر تشریف رکھتے تھے۔ صرف یہ غلام اندر خدمت میں مصروف تھا کہ حضرت مولانا اختصاص الدین احمد صاحب **اعلیٰ حضرت** کے منجھلے فرزند نے آہستہ سے کواڑ کھولا کہ دیکھیں مزاج مبارک کیسا ہے؟ کیوں کہ باہر ہماری گفتگو کی برابر آواز جا رہی تھی جب کواڑ کھولا تو **اعلیٰ حضرت** نے اپنی چشم مبارک ذرا اوپر اٹھائی کہ غضب ہو گیا یعنی میں اس وقت کمر دبا رہا تھا کہ یک لخت پھیپھڑے کی حرکت بند ہو گئی اور زبان مبارک سے کلمہ طیبہ جاری ہو رہا تھا میں گھبرا گیا۔ حالاں کہ مولانا میاں نے ایک قدم بھی نہ بڑھایا ہو گا کہ میں نے آواز دی کہ مولانا میاں؟ میری آواز سنتے ہی مولانا میاں اور حضرت مولانا محمد یونس صاحب بھاگتے ہوئے آئے تو دیکھا کہ وہ جنت الفردوس کی گل گشت کرتے اور جلوہ زیبائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں محو ہونے کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کو تشریف لے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔.....

۱۸، ۱۹/ ذی الحجہ ۶۷ھ کی درمیانی شب یعنی جمعۃ المبارکہ کہ جس کو صحیح معنی میں جمعۃ الوداع کہنا مناسب ہو گا۔ کیسی بھیانک اور تاریک رات ہم غلامان خاندان نعیمیہ اور خدامان مذہب سنیہ کے لیے لائی جس کا تصور تمام عمر خون کے آنسو رلاتا رہے گا۔ عالم سنیت کے لیے ایک عظیم المناک صدمہ رہے گا۔.....

اس کے بعد میں نے سیدھا کیا منہ سے بتیسی نکالی جو کہ مصنوعی تھی اور مولانا محمد یونس صاحب نے اور مولانا محمد اختصاص الدین صاحب نے اعضا درست کیے اور چادر اڑھائی گئی۔ اس وقت حضرت تاج العلماء اور مدرسے کے مدرسین و طلبہ تشریف لے آئے۔"

غسل سے تدفین تک کے حالات

تجہیز و تکفین وغیرہ کے حالات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مخدوم میاں اخبار دبدبہ سکندری میں لکھتے ہیں:

”اس سانحہ عظمی کی خبر تمام شہر میں اسی وقت پھیل گئی۔ اطراف واکناف سے لوگ زیارت کے لیے آتے تھے۔ چارپائی کی ہر چہار جانب حفاظ کا جمگھٹا لگ گیا۔ قرآن کریم کی تلاوت شروع ہوگئی۔ ہم خدامان **اعلیٰ حضرت** نے صبر کا پتھر سینہ پر رکھ کر آخری انتظامات شروع کردیے۔ بیرون جات کو تار و خطوط لکھے جانے لگے۔ صبح ہوتے ہوتے صدہا خطوط اور تار ہند اور بیرون ہند کو روانہ کردیے گئے۔ قرب وجوار کے اضلاع و مواضعات میں آدمی دوڑا دیے گئے۔ قریہ قریہ شہر شہر اسی روز خبر کرادی گئی۔ اور لوگ انبوہ کے انبوہ آنے شروع ہوگئے۔

اب صبح ہوتی ہے تجہیز وتکفین کے انتظامات کیے جاتے ہیں۔ مدرسہ عالیہ نعیمیہ میں مسکن دائمی یعنی قبر شریف تیار کی جانی شروع ہوگئی۔ اور کفن کے انتظامات کیے جانے لگے۔ غسل کے لیے پانی گرم ہوا۔ گیارہ بجے آرام گاہ یعنی **اعلیٰ حضرت** کا مکان لوگوں سے خالی کرادیا گیا۔ صرف وہ مخصوص خدام باقی رہ گئے جن کی اجازت **اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ** نے غسل دینے کے لیے دے دی تھی۔ یعنی حضرت تاج العلما حضرت مولانا قاضی احسان الحق صاحب اور حضرت مولانا مولوی ظفر الدین احمد صاحب اور حضرت مولانا محمد یونس صاحب اور حضرت مولانا حکیم محمد امیر حسین صاحب نعیمی اور یہ فقیر ناچیز موجود رہ گئے۔ ان تمام حضرات نے اور اس غلام نے **اعلیٰ حضرت** کو غسل دیا۔ بعدہ آخری جامہ پہنایا گیا۔ عمامہ باندھا گیا سینہ مبارک پر غلاف کعبہ کا ایک حصہ رکھا گیا۔ غرض کہ جنازہ شریف تیار ہوا۔

اس کے بعد زیارت کرنے والوں کو اجازت دی گئی۔ ڈیڑھ بجے جنازہ شریفہ باہر لایا گیا۔ جنازہ شریفہ نہایت تزک واحتشام، عزت واحترام کے ساتھ حسب وصیت چوکی حسن خاں تحصیل اسکول نئی سڑک، کاٹھ دروازہ، دیوان بازار ہوتا ہوا، جامعہ نعیمیہ لایا گیا۔ جنازہ شریفہ کے ہمراہ آدمیوں کا ہجوم بے اندازہ تھا۔ بعض کا اندازہ ہے کہ تقریباً دس ہزار آدمی سے کم نہ ہوگا۔ جس طرف جنازہ شریفہ گزرتا تھا چھتوں پر سے جنازہ شریفہ پر پھولوں کی بارش ہوتی تھی۔ جنازہ شریفہ آگے آگے ذاکرین صوفیاے کرام باآواز بلند ذکر جہر کرتے جاتے تھے۔ جنازہ شریفہ کی مسہری کی دونوں جانب دو بڑے بڑے لمبے بانس باندھے گئے تاکہ کاندھا لگانے والوں کو آسانی سے کاندھا لگانے کا موقع مل سکے۔ مگر ازدحام اس قدر تھا کہ پاؤں سے پاؤں چھلنے لگے۔ پھر بھی کاندھا لگانا دشوار تھا، مگر **اعلیٰ حضرت** کے رعب وجلال کا یہ عالم کہ اس قدر ازدحام کے باوجود جنازہ شریفہ تھا کہ گویا پانی پر تیرتا جارہا ہے یا ہوا پر اڑتا جارہا ہے۔ ذرا جنبش اور حرکت نہیں۔ نہایت اطمینان اور صبر وسکون سے ذکر واذکار کے ساتھ جنازہ سواتین بجے جامعہ نعیمیہ پہنچا۔

مسجد کے سامنے صحن میں جنازہ مبارکہ رکھا گیا۔ اور حضرت تاج العلما مولانا مولوی محمد استادی محمد عمر صاحب نعیمی مفتی شہر ومہتم جامعہ نعیمیہ دامت برکاتہم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد ہجوم اس قدر تھا کہ زیارت کرانا دشوار ہوگیا تھا۔ بڑے جدوجہد سے مدرسہ میں **اعلیٰ حضرت** کی درس گاہ کے کمرے میں جنازہ شریف لایا گیا اور یہ انتظام کیا گیا کہ زائرین ایک طرف دروازے سے آئیں۔ اور دوسرے دروازے سے چلے جائیں۔ اس میں ساڑھے چار بج گئے۔

پھر جنازہ مبارکہ قبر شریف کے پاس لایا گیا۔ قدموں کے پاس یہ غلام بھی خدمت کے لیے حاضر تھا۔ سرہانے مولانا مولوی حکیم امیر حسین صاحب اور دیگر حضرات تھے۔ ساڑھے چار بجے ہم سب نے **اعلیٰ حضرت** کو ہمیشہ کے اپنی آنکھوں سے اوجھل کر دیا۔ اس کے بعد فاتحہ پڑھی گئی پھر ہم سب اپنے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو گئے۔ دوسرا دن گریہ وزاری میں گزرا۔"

حیات صدر الافاضل میں لکھتے ہیں:

"حضرت تاج العلما کو والد صاحب کے ذریعہ خبر دی گئی اور اسی وقت شہر میں ایک کہرام مچ گیا، جوق دَر جوق لوگ آنے لگے، جو آتا وہ بادیدہ تر قرآن خوانی میں مشغول ہو جاتا۔ اسی وقت ملک کے گوشہ گوشہ میں تار دے دیے گئے۔ آپ کے انتقال کا صدمہ اہل سنت کو جو ہونا تھا، وہ تو ہونا ہی تھا، اغیار کو بھی ایسا صدمہ تھا کہ وہ اپنی مسجدوں میں روتے تھے اور کہتے تھے کہ زندگی میں ہمارا اور ان کا گو کیسا ہی اختلاف تھا لیکن یہ حقیقت تھی کہ علم وفضل میں یکتا، نظر وبصیرت میں بے مثل تھے چناں چہ سُنّی مدارس کے علاوہ مدرسہ شاہی مسجد، مدرسہ امدادیہ حتیٰ کہ میونسپل کمیٹی کے اسکول ومدارس نے بھی اس روز تعطیل کی۔

حضرت استاذی تاج العلما، حضرت مولانا محمد یونس صاحب اور صاحبزادہ حضرت مولانا حکیم ظفر الدین احمد صاحب، مولانا اختصاص الدین احمد صاحب اور اس خادم نے حضرت کو غسل دیا، جامہ ہائے عروسی (کفن) پہنایا گیا، پھر درون خانہ آخری زیارت کرائی گئی۔ باہر دروازہ پر ایک جم غفیر آخری دیدار اور جنازہ کا منتظر تھا۔ غرض کہ ہجوم و ازدحام اور مجمع کثیر کی وجہ سے ممکن نہ تھا کہ سب جنازہ کی مسہری کو کندھا دے کر سنت نبوی سے استفادہ کر سکیں۔ اس لیے لمبے لمبے بانس مسہری کے دونوں گوشوں میں باندھے گئے اور وصیت کے مطابق مقررہ راستوں سے جنازہ گزارا گیا۔ جس طرف سے جنازہ گزرتا تھا ہر گھر سے نالہ وبکا اور چیخ وپکار کی آوازیں آتی تھیں اور صحیح معنی میں اس وقت تمام شہر اپنے آپ کو یتیم سمجھ رہا تھا۔ صوفیاے کرام، مشائخ عظام کی جماعت، جنازہ کے آگے اُلٹے قدم ذکر کرنے میں مشغول تھی، حتیٰ کہ جنازہ جامعہ نعیمیہ پہنچا، وہاں صحن جامعہ میں جنازہ رکھ کر حضرت تاج العلما قدس سرہٗ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آخری دیدار کے لیے لوگ بے چین ہو رہے تھے۔ صحن جامعہ میں جب ہجوم ازدحام کی وجہ سے دیدار ممکن نہ ہو سکا تو مسہری کو دار الحدیث میں لا کر رکھا گیا۔ یہ وہ دار الحدیث ہے جس میں حضرت قدس سرہٗ درس حدیث دیا کرتے تھے۔ اور اعلان کیا گیا کہ زائرین ادب کے ساتھ فرداً فرداً ایک دروازہ سے آئیں اور دوسرے دروازہ سے نکلتے جائیں۔ اس کے بعد جامعہ نعیمیہ کی مسجد کے بائیں گوشہ میں آپ کی آرام گاہ مقرر ہوئی اور آپ کو سپرد خاک کرتے ہوئے زبان حال سے عرض کر دیا ؎

اے خاک تیرہ عزت مہماں نگاہ دار

ایں نور قلب ما ست کہ در پردہ گرفتہ

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں آپ کو اور تمام اہل سنت کو اس خزانہ عرفاں کے فیوضات روحانی اور برکات ایمانی سے متمتّع فرمائے۔ **آمین یارب العلمین بحرمۃ النبی الامین علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم۔**

[ماخوذ اخبار دبدبہ سکندری: ۱۱/نومبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۵، ۶، ۷۔

حیات صدر الافاضل: ج ۵ ص ۲۴۱ تا ۲۵۰]

وقت وصال سے تدفین تک کے حالات بقلم تاج العلماء

تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی نے بھی وصال مبارک سے تدفین تک کے حالات قلم بند کیے۔ جو پمفلٹ کی شکل میں شائع ہوئے ہم یہاں تاج العلماء کی مکمل تحریر من وعن نقل کر رہے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

"للہ ما اعطیٰ ولہ ما اخذ وکل شیء عندہ باجل مسمّیٰ

سانحہ جانکاہ

دنیائے حقیقت ومعرفت کا نیر اعظم، عالم سنیت کا بادشاہ، گلزار احمدی کا مہکتا ہوا پھول، حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل استاد العلماء مولانا الحاج السید الشاہ الحافظ الحکیم المولوی محمد نعیم الدین صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۱۸/ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۲/ اکتوبر ۱۹۴۸ء روز جمعہ گزار کر شب کو ۱۲/ بج کر ۲۵/ منٹ پر محبوب حقیقی کے وصال کی لذت حاصل کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربك ذو الجلال والاکرام۔

یہ خبر وحشت اثر فوراً یہ شہر میں بجلی کی کوندگئی اور شہر سے جوق در جوق مشتاقان جمال وفدایان بارگاہ نعیمی آنے شروع ہو گئے۔ اور آستانہ نعیمیہ رات بھر مجمع سے بھرا رہا۔ حفاظ کی جماعت نے قرآن کریم کی تلاوت شروع کردی۔ دوپہر کو ۱۲/ بجے خدمات غسل انجام دی گئیں۔ غسل شریف کی خدمات فقیر اور برادرم مولانا اختصاص الدین احمد صاحب سلمہ اور جناب مولانا مولوی امیر حسین صاحب نعیمی رضوی اور جناب مولانا مولوی قاضی احسان الحق صاحب نعیمی، مولانا مولوی محمد یونس صاحب نعیمی، مولوی غلام معین الدین مخدوم نعیمی نے بموجودگی عالی جاہ مخدوم زادہ حضرت مولانا مولوی حکیم محمد ظفر الدین احمد صاحب نعیمی انجام دیں۔ اور بعض خدام پانی وغیرہ کی خدمات میں شریک رہے۔

ساڑھے بارہ بجے دوپہر سے عام زیارت شروع ہوگئی۔ اور ۲/ بجے تک کثیر تعداد لوگوں نے شرف زیارت حاصل کی۔ ۱۲/ بجے دن کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ پاک عجیب وغریب شان وشکوہ تزک واحتشام سے جامعہ نعیمیہ کی طرف لے جایا گیا۔ اس جلوس میں تقریباً دس ہزار آدمیوں کا مجمع تھا۔ آگے آگے صوفیائے کرام حلقہ ذکر کرتے ہوئے

جارہے تھے۔ جن راستوں سے جلوس گزر رہا تھا، مکانوں اور چھتوں پر لوگوں کے ازدحام لگے ہوئے تھے۔ اور جہاں جہاں جلوس پہنچتا تھا، لوگ اپنی چھتوں سے پھولوں کی بارشیں کررہے تھے۔ ہر شخص محو حیرت بنا ہوا تھا۔ ہر آنکھ آنسوؤں کے دریا بہارہی تھی۔ تقریباً دولت سرائے اقدس سے جامعہ نعیمیہ جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بنائی ہوئی ایک بہت بڑی درس گاہ ہے اور دولت سرائے اقدس سے بہت قریب ہے سوا گھنٹے میں جلوس پہنچا۔ جامعہ نعیمیہ کی عالی شان عمارت مجمع سے بھر گئی۔ انتظامات نماز شروع ہوگئے۔

مخدوم زادہ عالی جاہ مولانا مولوی حکیم سید محمد ظفر الدین احمد صاحب نعیمی سے نماز کی اجازت لے کر فقیر نے نماز پڑھائی۔ پھر جامعہ نعیمیہ کے اس کمرہ میں جہاں حضرت رحمۃ اللہ کی نشست گاہ تھی جنازہ مبارکہ رکھا گیا۔ اور تمام حاضرین کو شرف زیارت کا موقع دیا گیا۔ ۴؍ بجے شام کو زیارت ختم ہوئی۔ اور خدمات تدفین نہایت ادب واحترام سے انجام دی گئیں۔ اور مزار پر انوار پر فاتحہ خوانی کی گئی۔ مزار پر انوار جامعہ نعیمیہ میں حضرت علیہ الرحمہ کی نشست گاہ اور مسجد کے درمیان میں ہے۔ اس کے بعد عقیدت مندوں، مریدوں کی جماعتیں قرآن خوانی میں مصروف ہوگئیں۔"

بقلم مفتی محمد عمر نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد

[پمفلٹ، مطبوعہ اہل سنت برقی پریس مرادآباد]

حالات وصال بحوالہ اخبار مخبر عالم مرادآباد

مرادآباد کے مشہور اخبار مخبر عالم میں آپ کے وصال پر درج ذیل تعزیتی تحریر شائع ہوئی۔ ملاحظہ کریں:

موت العالم موت العالم

استاد العلما حضرت مولانا نعیم الدین صاحب کا وصال

دین ودنیا میں بامراد خود ہنستا ہوا، دوسروں کو روتا چھوڑ کر آغوش غوثیت میں سدھار گیا۔ وہ جو لاکھوں کی امید ہزاروں کا سہارا تھا۔ اور خود بجز ذات واحد کے نہ کسی سے امید رکھتا تھا اور نہ کسی کا سہارا تکتا تھا۔ دوسروں کو بے سہارا اور ناامید چھوڑ چلا۔ وہ مایہ ناز ہستی وہ سرمایہ ایمان وایقان باایمان رخصت ہوا۔ وہ بلند وبالا شخصیت وہ مرکز صدق وصفا وہ مصدر انعام وعطا ہم سے چھین لیا گیا۔ ہم لٹ گئے اور کچھ نہ کرسکے۔ کلیجہ مسوس کر اور دل پکڑ کر ہم نے اس ایمان کی دنیا کے چاند کو سپرد خاک کردیا۔

کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

حضرت صدر الافاضل محدث وفقیہ حاجی وحافظ مولانا ومولوی محمد نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ ۲۲ اور ۲۳؍ اکتوبر کی درمیانی شب کے ساڑھے بارہ بجے انتقال فرمائے، راہی بقا ہوئے۔ اس سانحہ عظمیٰ کی خبر بجلی کی سی سرعت کے ساتھ

تمام شہر میں پھیل گئی اور مسلمانان مرادآباد پر غم وافسوس کی گھٹائیں چھاگئیں۔عامۃ المسلمین اورارباب علم ودانش نے یکساں طور پر غم منایا۔

مرحوم ملک کے ایک جیداور متبحر عالم تھے۔حسن کرداراور حسن خطابت کی وجہ سے آپ کولا محدود ہر دل عزیزی حاصل تھی۔آپ کے چشمہ فیض سے اطراف واکناف کے ہزار ہا مسلمان فیض یاب ہوئے۔مرادآباد کی مشہور درس گاہ جامعہ نعیمہ آپ کی علم پروری کا روشن ثبوت ہے۔اور ہندوستان کے طول وعرض میں کم وبیش پچاس دینی مدارس قائم ہیں۔اور ہزاروں کی تعداد میں آپ کے فیض سے عالم دین بن چکے ہیں۔متعدّد کتب آپ کی تصانیف سے ہیں۔ قرآن مجید کی مقبول اور ہر دل عزیز تفسیر آپ کی لافانی یادگار ہے۔آپ کی اعلیٰ وارفع شخصیت ہمیشہ مرجع خلائق رہی۔اس لیے آپ کی موت سے نہ صرف مسلمانان مرادآباد بلکہ سارے ملک کے سنت الجماعت مسلمانوں کوایک شدید روحانی صدمہ پہنچا ہے۔

۲۳/ اکتوبر کو شام کے ۴/ بجے جب کہ ہزار ہا عقدت مندوں کا ہجوم تھا آپ کی محبوب درسگاہ جامعہ نعیمیہ میں آپ کے جسد مبارک کوسپرد خاک کیا گیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا نے پسماندگان میں چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں چھوڑی ہیں۔اس حادثہ فاجعہ میں ہمیں آپ کے تمام پس ماندگان اور عقیدت مندان سے دلی ہمدردی ہے۔اور ہماری دعا ہے کہ خداوند بزرگ وتوانا حضرت مولانا کو اپنے فضل وکرم سے اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔اور پس ماندگان اور عقیدت مندان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔آمین۔“

[اخبار مخبر عالم مرادآباد: ۲۴/ اکتوبر ۱۹۴۸ء ص۔۷۔اخبار دبدبہ سکندری مطبوعہ ۱۱/ نومبر ۱۹۴۸ء ص ۴، ۵۔ میں بھی بحوالہ مخبر عالم یہ مضمون شائع کیا گیا۔]

اخبار ہفتہ وار بصیرت لاہور سے خبر رحلت

لاہور پاکستان کے مشہور ہفتہ واری اخبار ”بصیرت“ میں صدرالافاضل کی رحلت پر درج ذیل خبر شائع ہوئی۔ملاحظہ کریں:

آہ مولانا نعیم مرادآبادی

ہندوستان اور پاکستان کے علمی حلقوں میں یہ خبر اندوہ اثر بڑے رنج وتاسف سے پڑھی اور سنی جائے گی کہ بتاریخ ۲۳/ اکتوبر ۱۹۴۸ء حضرت علامہ صدرالافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرماگئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دنیائے اسلام کی بے نظیر ہستی تھی موجودہ فضلا میں سے آپ ایک جید عالم تھے۔آپ کی تمام زندگی درس و تدریس اور علوم دینی کی نشر واشاعت میں بسر ہوئی۔آپ نے مرادآباد میں ایک اسلامی ادارہ کی بنیاد رکھی جو کہ جامعہ نعیمیہ کے نام سے مشہور ہے۔خداوند قدوس ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ مرحمت فرمائے۔اور پس ماندگان کو صبر عنایت فرمائے۔اوران کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

ارشد پناہوی سکریٹری جمیۃ العلماء پاکستان

[ہفتہ وار بصیرت،لاہور:۲۹/ اکتوبر ۱۹۴۸ء ص۸]

وصال سے تدفین تک کے حالات بحوالہ اخبار دبدبہ سکندری رامپور

رامپور کے مشہور اخبار ”دبدبہ سکندری“ کے مدیر محترم جناب افضل حسین صابری رامپوری، سے صدرالافاضل کے اچھے تعلقات تھے۔وصال کی خبر سن کر وہ بھی مفتی شاہ عابد حسین مجددی رامپوری علیہ الرحمۃ کے ساتھ مرادآباد پہنچ گئے۔اور نماز جنازہ و تدفین میں شرکت سے مستفیض ہوئے۔اور پھر جو کچھ خود دیکھا اسے قلم بند کر کے اپنے اخبار میں شائع کیا۔مناسب ہوگا کہ یہاں ان کی لکھی ہوئی تفصیل پیش کر دیں۔لکھتے ہیں:

حضرت قبلہ صدرالافاضل کا انتقال پر ملال

”یہ لکھتے ہوئے دل خون ہو کر بہا جاتا ہے اور کلیجہ شق ہوا جاتا ہے کہ **حضرت قبلہ صدرالافاضل استاذ العلماء جناب مولانا مولوی مفتی حکیم الحاج سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب بانی جامعہ نعیمیہ و ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد** نے ۱۸/ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۲/ اکتوبر ۱۹۴۸ء یوم جمعہ کو شب کے ۱۲/ بج کر ۲۵/ منٹ پر انتقال فرمایا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۲۳/ اکتوبر کو دن کے ۲/ بجے جنازہ مستقر نعیمیہ سے جامعہ نعیمیہ بڑے جوش و خروش واحترام سے لایا گیا۔اور ۳/ بجے حضرت مولانا الحاج مفتی محمد عمر صاحب نعیمی محدث جامعہ نے ہزاروں نمازیوں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی اور پونے چار بجے مسجد جامعہ کے جنوبی پہلو میں دفن کیا۔“

[اخبار دبدبہ سکندری:۲۵/ اکتوبر ۱۹۱۴۸ء ص]

مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

موت العالم موت العالم

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

افسوس ہزار افسوس! ابھی چند ہی ہفتوں کی بات ہے کہ حضرت صدر الشریعہ جناب مولانا الحاج مفتی حکیم محمد امجد علی صاحب قادری رضوی اعظمی مؤلف بہار شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے دل گداز و روح فرسا حادثہ سے دور چار ہونا پڑا تھا، جس کا قلق دل سے مٹنے نہ پایا تھا، کہ دنیائے اہل سنت میں تازہ کہرام برپا ہوگیا۔ اور حادثہ رحلت **حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء امام المناظرین مولانا مولوی مفتی حکیم الحاج سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب قبلہ ناظم جمہوریت اسلامیہ (آل انڈیا سنی کانفرنس) و بانی جامعہ نعیمیہ مراد آباد** نے ہم سنیوں کی کمریں دہری کر ڈالیں۔

آپ نے تقریباً ایک سال صاحب فراش رہ کر ۱۸/ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۲/ اکتوبر ۱۹۴۸ء یوم جمعہ کو شب کے ۱۲/ بج کر ۲۵/ منٹ پر تمام اعزا اور تمام مخلصین و محبین کو تڑپتا چھوڑ کر خلد بریں کی راہ لی۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

رات ہی کے بقیہ حصہ میں یہ حادثہ جانکاہ شہر کے سنیوں کے ہر گھر میں معلوم ہوگیا۔ اور صبح ہی سے حضرت کے فدائی دولت خانہ پر جوق در جوق آنا شروع ہوگئے۔ آستانہ نعیمیہ سے اعلان کیا گیا کہ جنازہ دو پہر کو دو بجے دولت خانہ سے باہر لایا جائے گا۔ چناں چہ وقت سے پہلے حضرات اہل سنت دولت خانہ نعیمیہ پر جمع ہوگئے۔ جس وقت جنازہ برآمد ہوا، اس وقت مخلصین کا جوش و خروش پتہ دے رہا تھا کہ حضرت کو سنیوں کے دلوں میں کیسا بلند محبوب درجہ قبول حاصل تھا۔ جنازہ کو اچھے اچھے طاقت ور لوگوں کے لیے کاندھا دینا مشکل ہوگیا تھا۔ ازدحام خلائق ٹوٹے پڑتا تھا۔ جس راہ سے جنازہ جامعہ نعیمیہ لے جایا گیا اس راستہ کے مکانات کی چھتیں نظارہ جنازہ کرنے والوں سے پٹی پڑی تھیں۔ حضرت کے اکثر تلامذہ اشک بار جنازے کے ساتھ چل رہے تھے۔ جنازے کے نیچے میں سر لگائے جانے کتنے مسلمان تھے جو کلمہ طیبہ تلاوت کرتے جا رہے تھے۔ یہ صلوٰۃ و سلام اور کلمہ طیبہ اور اسم ذات کے ذکر جہر نے ایک عالم پیدا کر دیا تھا۔ تین بجے جنازہ جامعہ نعیمیہ پہنچا۔ اور نماز کی تیاری ہوئی۔ جامعہ کے وسیع صحن اور دالانوں اور حجرات میں نمازی ہی نمازی نظر آتے تھے۔ بڑی مشکل سے صفیں قائم کی گئیں۔

حضرت والا منزلت جناب مولانا مولوی مفتی الحاج محمد عمر صاحب نعیمی محدث جامعہ دامت برکاتھم نے جن کا شمار اعز تلامذہ نعیمیہ میں ہے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد کو بہت احتیاط اور انتظام سے جنازہ جامعہ کے مغربی وسیع کمرہ میں رکھ کر زائرین کو ہدایت کی گئی، کہ ایک دروازے سے تھوڑے تھوڑے اصحاب تشریف لائیں اور زیارت کرکے دوسرے دروازے سے باہر واپس آجائیں۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا۔ اور اس طرح سب مسلمانوں نے سہولت سے آخری زیارت کر لی۔

فقیر صابری مدیر دبدبہ سکندری بے حد شکر گزار ہے کہ صاحبزادگان والا شان نے ایک آدمی بھیج کر اس سانحہ

عظیمہ کی اطلاع دی۔ فقیر حضرت مفتی اعظم رامپور جناب ابوالنصر مولانا مولوی مفتی محمد عابد شاہ صاحب مجددی محدث دامت برکاتھم کے ہمراہ مرادآباد حاضر ہوگیا۔ اور یہ چشم دید حالات لکھ سکا۔ اور حضرت کا آخری دیدار بھی کیا۔

شام کے چار بجے مسجد جامعہ کے جنوبی پہلو میں حسب وصیت **حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ** دفینہ ہوا۔ اور حضرت کے مخلصین کرام نے قرآن خوانی فرمائی۔ کہا نہیں جاتا، لکھا نہیں جاتا کہ **حضرت قبلہ صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ** کے حادثہ نے کس بری طرح دل زخمی کردیا ہے۔ **حضرت قبلہ** کی پوری مبارک زندگی لکھنے کے لیے بہت گنجائش وصفحات درکار ہیں۔ اس وقت مختصریوں سمجھیے کہ خدمت دین وملت کے لیے زندگی کا ہر لمحہ وقف **حضرت** کو ہر علم میں یدطولی حاصل تھا۔ سیکڑوں مدارس عربیہ **حضرت** کی قیادت کے شرف سے مشرف تھے۔ جامعہ نعیمیہ **حضرت** کی وہ شان دار وزبردست یادگار ہے، جس سے بحمدہ تعالیٰ سیکڑوں علمائے جلیل فارغ التحصیل ہوئے۔ اور الحمدللہ ملک کے گوشے گوشے میں جذبات دینیہ انجام دے رہے ہیں۔

حضرت کی خوبیاں ہماری حد احصا سے بالاتر ہیں۔ خدائے نعیم کے فضل وکرم سے چار صاحبزادیاں والا شان اور دو صاحبزادیاں اور بے شمار روحانی اولادیں (تلامذہ) **حضرت** کی یادگاریں ہیں۔ جن سے ہمیں اس ناقابل تلافی صدمہ عظیم میں دلی ہمدردی ہے۔ ہم نے عزم کرلیا ہے کہ **حضرت** کے ماتمی جلسوں کی روداد یں اور پیامات تعزیت کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔ اور تاریخی حالات آنے والی اشاعت میں نذر قارئین کرام کریں گے۔"

[اخبار دبدبہ سکندری: ۲۸؍ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۴۸ء یوم مبارک دوشنبہ، ص ۲]

مدیر اخبار دبدبہ سکندری جناب فضل حسن صابری رامپوری اس واقعہ وصال سے متعلق اخبار کی اگلی اشاعت میں چند تاریخی مادوں کے ساتھ مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

آہ سانحہ صدرالافاضل۔ کل نفس ذائقۃ الموت۔ فان موت العالم موت العالم۔ غنچہ فیض۔ بدست قضا۔

۱۳۶۷ھ ۔ ۱۹۴۸ء ۔ ۱۳۶۷ھ ۔ ۱۹۴۸ء ۔ ۱۳۶۷ھ

از جذبہ دل مدیر دبدبہ سکندری

۱۳۶۷ھ۔

۲۳؍ اکتوبر کی صبح کو بیدار ہوا تو دل پر ایک غیر معمولی اداسی چھائی ہوئی تھی۔ فریضہ فجر کے بعد ہی روضہ منورہ **حضرت قبلہ وکعبہ ہادی برحق علیہ الرحمۃ** پر حاضر ہوجاتا ہوں۔ حسب معمول حاضر ہوا فاتحہ پڑھا، وظائف پڑھنے مواجہ شریف میں بیٹھ تو گیا لیکن خلاف معمول روحانی اضمحلال طاری رہا۔ بہر حال معمولات پورے کیے اور ساڑھے سات بجے دفتر میں آکر بیٹھ گیا۔ کچھ کام کرنا چاہا لیکن دل کی پریشانی نہ گئی۔ تقریباً ایک گھنٹہ ایک کاغذ اٹھایا رکھ دیا کہیں کچھ سنبھالا کہیں کسی اخبار کو ہاتھ میں لیا مگر کسی ایک بات سے بھی دل شگفتہ نہیں ہوا۔

آخر دروازہ سے ایک نوجوان دفتر میں تشریف لاتے ہیں، بعد السلام علیکم اور ادھر سے وعلیکم السلام کے، فقیر کے سامنے کی کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں۔ پوچھتا ہوں آپ کون ہیں؟ کیسے تکلیف فرمائی؟ جواب میں کہتے ہیں کہ مرادآباد سے آیا ہوں، سننا تھا کہ دل دھک سے ہوگیا، کیوں کہ **حضرت صدرالافاضل** کی صحت خطرناک حالت میں علم میں تھی۔ چناں چہ نوجوان صاحب نے مرادآباد سے آنا بیان کرکے سنایا کہ رات ۱۲ر بج کر ۲۵ر منٹ کر **حضرت صدرالافاضل (استادالعلماء مولانا مولوی مفتی حکیم الحاج سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب قبلہ)** کا وصال ہوگیا۔ یہ المناک اطلاع سن کر محسوس ہوا کہ فضل حسن صابری کو صبح سے جو کرب و اضمحلال تھا وہ اس المیہ کے سننے کے لیے تھا۔ بہر حال فقیر کی زبان پر انا للہ وانا الیہ راجعون، جاری ہوا۔ اور نہیں کہ سکتا کہ دل پر کیا گزر گئی۔

معلوم ہوا کہ دو بجے نماز جنازہ ہوگی۔ اب کام کاج کس سے ہو۔ پیامی واپس ہوگئے۔ فقیر نے فقیر خانے میں اطلاع کی۔ اور حضرت مفتی اعظم رامپور مولانا مولوی محمد عابد شاہ صاحب مجددی محدث کو بلوایا۔ ٹرین کا وقت ہو چکا تھا۔ ٹرانسپورٹ کی بس سے سفر کا عزم کیا وہ روانہ ہو چکی تھی۔ اسٹیشن پہنچ کر معلوم کیا تو ۱۱ر بجے والی لاری کے ٹکٹ سب فروخت ہو چکے تھے۔ خدا خدا کرکے ایک بجے رامپور سے روانگی ہوئی۔ اور ۲ر بجے مرادآباد پہنچ گئے۔ جنازہ مبارکہ پروگرام کے بموجب آستانہ نعیمیہ سے جامعہ نعیمیہ روانہ ہو چکا تھا۔ جس کو فقیر گزشتہ اشاعت میں شائع کر چکا ہے۔

بعد کی اطلاعات سے واضح ہوا کہ بے شمار ختم ہائے قرآن مجید ہوئے۔ اور حضرت کے حلقہ ارادت میں ہو رہے ہیں اور نذر روح مقدسہ کیے جا رہے ہیں۔ **حضرت قبلہ صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ** سے جو تعلقات دینیہ وابستہ تھے ان کے سامنے رکھتے ہوئے بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ ادھر حضرت صدرالشریعہ قدس سرہ نے منہ موڑا ادھر **صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ** نے اہل سنت کو تنہا چھوڑا۔ گلستان حیات ملت خارزار نظر آرہا ہے۔ اہل علم ہی نے کہا ہے کہ ع

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

اس لیے جو کچھ بھی اس سانحہ عظیمہ کے متعلق نظر سے گزرا اور جو اطلاعیں بھیجی جا رہی ہیں۔ ان سب کو دبدبہ سکندری کے کالموں میں لے لینا فریضہ محبت تصور کرتا ہوں۔ اور سب سے اول مقامی معزز معاصر صاحب اخبار مخبر عالم مرادآباد نے مقامی حیثیت سے جو کچھ لکھا ہے (ہم نے وہ اخبار مخبر عالم کے حوالے سے اس باب میں نقل کر دیا ہے) اسے شائع کرتا ہوں پھر دیگر تحریریں پڑھیے اور یہ سمجھ کر کہ ؎

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

[دبدبہ سکندری: ۱۱ر نومبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۴]

تقریب سوئم (تیجے) کی تفصیل

۲۱/ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۵/ اکتوبر ۴۸ء دوشنبہ کے دن نماز فجر کے بعد جامعہ نعیمیہ میں تیجے کی تقریب ہوئی، جس میں ۳۵/ قرآن پاک پڑھے گئے۔ تیس (۳۰) سیر چنوں پر متعدّد بار کلمے طیبہ کا ورد کیا گیا۔ صدرالافاضل کی عظمت شان کے حوالے سے علمائے کرام کے بیانات ہوئے۔ فاتحہ خوانی ہوئی اور صدرالافاضل کی بارگاہ میں ایصال ثواب کیا گیا۔ مولانا ظفرالدین نعیمی خلف اکبر صدرالافاضل، کی طرف سے سب سے پہلے مزار شریف پر چادر پیش کی گئی۔ اس کے بعد علما وعوام کی طرف سے یہ سلسلہ مزید جاری رہا۔ علمائے کرام کے مقدس ہاتھوں سے صدرالافاضل کے بڑے صاحبزادے مولانا ظفرالدین نعیمی کی خرقہ پوشی ورسم سجادگی ادا کی گئی۔ بریلی شریف سمیت شہر وبیرون شہر کے بہت سے علمائے کرام، مشائخ عظام، دانشوران قوم اور عوام جماعت اہل سنت نے اس تقریب میں شرکت فرمائی۔ اس تقریب کی تفصیلی روداد اخبارات وغیرہ میں شائع کی گئی۔ مناسب ہوگا کہ ہم اسے من وعن یہاں نقل کردیں۔

اخبار مخبر عالم مرادآباد اور مفتی محمد عمر نعیمی کے پمفلٹ سے تیجے کی تفصیل

اخبار مخبر عالم مرادآباد اور مفتی محمد عمر نعیمی کے شائع شدہ پمفلیٹ کے حوالے سے تیجے کی درج ذیل تفصیل دستیاب ہوئی ملاحظہ فرمائیں۔

للہ ما اعطیٰ ولہ ما اخذ وکل شیء عندہ باجل مسمیٰ

ہم اپنی گزشتہ اشاعت میں **حضرت صدرالافاضل** کے وصال کے حالات خدمات تدفین تک عرض کرچکے ہیں اب حالات سوئم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

”۲۱/ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۵/ اکتوبر ۴۸ء بروز دوشنبہ بعد نماز فجر جامعہ نعیمیہ میں تیجے کی تقریب میں شریک ہونے کے لیے شہر اور مواضعات سے جوق در جوق گروہ کے گروہ آنے شروع ہوگئے۔ اور ٹھیک ساڑھے چھ بجے قرآن خوانی شروع ہوگئی۔ مدرسہ عالیہ جامعہ نعیمیہ کی عمارت آنے والوں سے بھر گئی۔ صبح کے ۹ بجے تک ۳۵/ قرآن کریم ختم ہوئے۔ اور تیس سیر چنوں پر متعدّد بار کلمہ طیبہ پڑھا گیا۔ اس کے بعد ۹ بجے سے ساڑھے نو بجے تک حضرت مصور معرفت مولانا شاہ محمد عارف اللہ صاحب میرٹھی نے اس واقعہ جانکاہ پر روشنی ڈالی۔ اور ساڑھے نو بجے سے پونے دس بجے تک جناب الحاج چودھری خورشید علی خاں صاحب رئیس اعظم سنبھل نے اپنا اظہار عقیدت کیا۔

۱۰ بجے تمام صلحا وعلما جو دور دور سے تشریف لائے تھے جن میں معزز ہستیوں کے چند نام یہ ہیں۔

حضرت مولانا مولوی شاہ محمد ابراہیم رضاخاں صاحب نبیرہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ وسجادہ نشین آستانہ حامدیہ رضویہ بریلی شریف۔

حضرت مولانا الحاج المفتی السید الشاہ وصی احمد صاحب محدث سہسرامی۔

حضرت مولانا شاہ صلیح الدین صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ سہسرام ضلع آرہ۔

حضرت مصور معرفت مولانا شاہ محمد عارف اللہ صاحب میرٹھی

حضرت مولانا الحاج مولوی اجمل شاہ صاحب مفتی سنبھل

حضرت مولانا شاہ مشرف احمد صاحب فرزندارجمند حضرت مولانا شاہ مفتی محمد مظہر اللہ صاحب دامت برکاتھم امام شاہی مسجد فتحپوری دہلی۔

حضرت مولانا مفتی سید محمد غلام محی الدین صاحب جیلانی صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔

حضرت مولانا مولوی محمد یونس صاحب بدایونی صدر مدرس مدرسہ قومیہ میرٹھ۔

حضرت مولانا سید قطب الدین اشرف صاحب کچھوچھہ شریف۔

حضرت صاحبزادہ سید اظہار اشرف صاحب ولی عہد سجادہ نشین اشرفیہ کچھوچھہ شریف۔

اور مقامی علماومشائخ ورؤساو عمائدین، **حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ** کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے اور وہ کثیر تعداد مجمع جس سے تمام جامعہ نعیمیہ بھرا ہوا تھا، ان کے گرداگرد جمع ہوگیا۔ اور رسم خرقہ پوشی وسجادہ نشینی کے انتظامات شروع ہوئے۔ منقبت خوانوں نے اپنی منقبتیں پڑھیں۔ ساڑھے دس بجے حضرت مخدوم زادہ مولانا مولوی مولوی حکیم سید محمد ظفر الدین احمد صاحب سلمہ خلف اکبر **حضرت علیہ الرحمۃ** اپنی چادر شریف سر پر لیے ہوئے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے۔ اور سب سے پہلے صاحب سجادہ کی طرف سے چادر شریف زیب مزار پر انوار کی گئی۔

اور اس کے بعد حضرت ممدوح کی خرقہ پوشی ودستار بندی تمام علماومشائخ نے بڑے جذبہ عقیدت ونیاز مندی سے انجام دیے۔ اور صاحب سجادہ کی خدمت میں نذریں علی الترتیب پیش ہونا شروع ہوگئیں۔ جن میں سب سے پہلی نذر حضرت علیہ الرحمہ کے منجھلے صاحبزادے مولانا مولوی اختصاص الدین احمد صاحب اور ان کے بعد ان کے دونوں بھائی اور اہل خاندان نے نذریں پیش کیں۔ پھر حضرت تاج العلماء مولانا الحاج مفتی محمد عمر صاحب نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ نے پیش کی۔ ان کے بعد **حضرت علیہ الرحمۃ** کے تمام شاگردوں، مریدوں، معتقدوں نے نذریں پیش کرنا شروع کیں۔

اس سلسلے کے بعد نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا مولوی ابراہیم رضاخاں صاحب نے اپنی ایک منقبت عربی کی اور ایک فارسی کی پڑھی۔ اور عربی منقبت کا ساتھ ہی ساتھ ترجمہ بھی فرماتے رہے جس سے مجمع نے بڑا کیف حاصل

کیا۔ ہر شخص محو حیرت تھا ہر آنکھ اپنی عقیدت مندی کا اظہار کر رہی تھی۔ اسی دوران میں بڑی شان و شوکت کے ساتھ **حضرت علیہ الرحمۃ** کے اہل محلہ معتقدین و مخلصین کی طرف سے جن میں سے ہر ایک فرد حضرت کا دل وجان سے شیدائی و فدائی ہے، چادر آئی جس کے آگے قوال منقبت پڑھتے ہوئے بغیر ساز کے آئے۔ اور چادر مبارک زیب مزار پاک کی گئی۔ منقبتیں ختم ہونے کے بعد حضرت مولانا مولوی شاہ قاضی احسان الحق نعیمی مفتی بہرائچ نے تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر کا مجمع پر ایسا اثر مرتب ہوا کہ مجمع کا ہر فرد آنسوؤں کا دریا بہا رہا تھا۔ ایک سکوت کا عالم چھایا ہوا تھا۔ ہر طرف سے نیاز مندوں کی عقیدت و نیاز مندی کی صدائیں آرہی تھیں۔ اب قل شروع ہوا بڑے ذوق و شوق کے ساتھ کثیر تعداد حفاظ و قرا نے تلاوت قرآن شروع کی۔ ٹھیک ۱۲ بجے قل ختم ہوا اور حاضرین روانہ ہوئے۔"

[اخبار مخبر عالم مراد آباد: یکم نومبر ۱۹۴۸ء ص ۱۱، بقلم مفتی محمد عمر نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ مراد آباد،
پمفلٹ، مطبوعہ اہل سنت برقی پریس مراد آباد]

اخبار دنیا مراد آباد سے تیجے کی تفصیل

اخبار دنیا مراد آباد میں صدر الافاضل کی نیاز سوئم و چنا خوانی کی درج ذیل تفصیل شائع ہوئی:

"۲۱، ذوالحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۵/ اکتوبر بروز شنبہ بعد نماز فجر جامعہ نعیمیہ میں تیجے کی تقریب میں شریک ہونے کے لیے شہر اور مواضعات سے جوق در جوق گروہ کے گروہ آنے شروع ہو گئے..... (بعد فاتحہ) رسم خرقہ پوشی و سجادہ نشینی کے انتظامات شروع ہوئے۔ منقبت خوانوں نے اپنی منقبتیں پڑھیں۔ ساڑھے دس بجے حضرت مخدوم زادہ مولانا مولوی حکیم سید محمد ظفر الدین احمد صاحب سلمہ خلف اکبر حضرت (صدر الافاضل علیہ الرحمہ) اپنی چادر شریف سر پر لیے ہوئے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے۔ اور سب سے پہلے صاحب سجادہ کی طرف سے چادر شریف زیب مزار پر انوار کی گئی۔ اور اس کے بعد حضرت ممدوح کی خرقہ پوشی و دستار بندی تمام علما و مشائخ نے بڑے جذبہ عقیدت و نیاز مندی سے انجام دی۔ اور صاحب سجادہ کی خدمت میں علی الترتیب نذریں پیش ہونا شروع ہو گئیں۔ جن میں سب سے پہلی نذر حضرت (صدر الافاضل علیہ الرحمہ) کے منجھلے صاحبزادے مولانا مولوی اختصاص الدین احمد صاحب اور ان کے بعد ان کے دونوں بھائی اور اہلِ خاندان نے پیش کیں۔ پھر حضرت تاج العلما مفتی محمد عمر صاحب نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ نے پیش کی۔ ان کے بعد حضرت علیہ الرحمہ کے تمام شاگردوں، مریدوں، عقیدت مندوں نے نذریں پیش کرنا شروع کیں۔ اس سلسلہ کے بعد نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا مولوی ابراہیم رضا خان صاحب نے اپنی ایک منقبت عربی کی اور ایک فارسی کی پڑھی اور عربی منقبت کا ساتھ ہی ساتھ ترجمہ بھی فرماتے رہے۔ جس سے مجمع نے بڑا فیض حاصل کیا۔ اس اجتماع میں اکابر علما و مشائخ کی بڑی تعداد موجود تھی چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

حضرت مولانا مولوی ابراہیم رضا خاں صاحب نبیرہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ وسجادہ نشین خانقاہ حامدیہ رضویہ بریلی شریف
حضرت مولانا الحاج المفتی السید الشاہ وصی احمد صاحب محدث سہسرامی
حضرت مولانا شاہ صلیح الدین صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ سہسرام ضلع آرہ
حضرت مصور معرفت مولانا شاہ عارف اللہ صاحب میرٹھی
حضرت مولانا الحاج مولوی محمد اجمل شاہ صاحب مفتی سنبھل
حضرت مولانا شاہ مشرف احمد صاحب فرزند ارجمند حضرت مولانا شاہ مفتی محمد مظہر اللہ صاحب دامت برکاتہم امام مسجد شاہی فتح پوری دہلی
حضرت مولانا مفتی سید محمد غلام محی الدین صاحب جیلانی صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ
حضرت مولانا مولوی محمد یونس صاحب بدایونی صدر مدرس مدرسہ قومیہ میرٹھ
حضرت مولانا سید قطب الدین اشرف صاحب کچھوچھہ شریف
حضرت صاحبزادہ سید اظہار اشرف صاحب ولی عہد سجادہ نشین کچھوچھہ شریف وغیرہ۔

[اخبار دنیا: مجریہ یکم نومبر ۱۹۴۸ء مراد آباد]

اخبار دبدبہ سکندری میں تیجے کی تفصیل بحوالہ مخدوم میاں

اخبار دبدبہ سکندری میں مخدوم میاں مفتی غلام معین الدین نعیمی کی طرف سے تیجے کی درج ذیل تفصیل شائع ہوئی۔ ملاحظہ کریں۔ آپ لکھتے ہیں:

”۲۱/ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۵/ اکتوبر ۱۹۴۸ء روز دوشنبہ۔ اب سوم کی تیاری شروع ہوئی۔ چناں چہ نماز فجر سے پہلے ہی شہر و مواضعات اور ملک کے اطراف واکناف سے آئے ہوئے لوگوں نے قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دی۔ ۹/ بجے تک ۳۵/ قرآن کریم ختم ہوئے۔ اور تیس سیر چنوں پر تقریبًا ۳/ لاکھ کلمہ طیبہ پڑھا گیا۔ چنے پڑھنے والوں کی تعداد اس قدر تھی کہ جامعہ نعیمیہ عالی شان عمارت کے تمام کمرے بھر گئے تھے کہیں جگہ باقی نہیں رہی تھی۔ ۹/ بجے سے ساڑھے نو بجے تک حضرت مصور معرفت مولانا مولوی محمد عارف اللہ شاہ صاحب میرٹھی نے اعلیٰ حضرت کے فضائل و مناقب بیان کیے۔

اب سجادہ نشینی کے انتظامات ہوئے۔ چوں کہ **اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ** نے وصال مبارک سے ایک ہفتہ قبل اپنے چاروں فرزندان کو جمع کر کے بیعت کیا اور خلیفہ بنا کر ماذون و مجاز کیا۔ اس وقت حضرت تاج العلماء مدظلہ سے ارشاد فرمایا کہ دونوں بڑے صاحبزادوں کو سجادہ نشین کر دینا اس وقت **اعلیٰ حضرت** کے منجھلے فرزند حضرت مولانا

اختصاص الدین احمد صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ میرے بڑے بھائی ہیں سجادہ نشینی ان ہی کا حق ہے۔ اس وقت **اعلیٰ حضرت** نے ارشاد فرمایا کہ بہت اچھا جیسی تمہاری مرضی اور اپنی خوشنودی کا اظہار کیا۔

چناں چہ حسب وصیت حضرت مولانا مولوی حکیم سید محمد ظفر الدین احمد صاحب خلف اکبر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی سجادہ نشینی کی تیاری شروع ہونے لگی۔ تمام لوگ مزار پرانوار کے گرداگرد جمع ہو گئے۔ منقبت خوانوں نے منقبتیں پڑھنا شروع کیں۔ اس وقت حضرت مولانا مولوی حکیم محمد ظفر الدین صاحب سر پر چادر مبارک لیے ہوئے تشریف لائے۔ اور سب سے پہلے چادر مبارک صاحب سجادہ کی طرف سے زیب مزار پرانوار کی گئی۔ اس کے بعد حضرت مولانا مولوی حکیم سید ظفر الدین احمد صاحب خلف اکبر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی خرقہ پوشی اور دستار بندی کی گئی۔ سب سے پہلے **اعلیٰ حضرت** کے منجھلے فرزند حضرت مولانا مولوی اختصاص الدین احمد صاحب نے نذر پیش کی۔ پھر ان کے بعد دونوں بھائی پھر اہل خاندان کی علی الترتیب نذریں پیش ہونا شروع ہوئیں۔ پھر حضرت تاج العلماء استادی مولانا مولوی محمد عمر صاحب مدظلہ مولانا مولوی قاضی احسان الحق صاحب نعیمی مدظلہ، اور دیگر مدرسین وخلفا نے اور آخر میں اس غلام نے نذر پیش کی۔ اس کے بعد تمام معتقدین و متوسلین نے نذریں پیش کیں۔ خرقہ پوشی اور دستار بندی بڑے بڑے برگزیدہ اور معززین ہستیوں کے دست مبارک سے انجام پائی۔ بعض معزز اور نام ور ہستیوں کے حسب ذیل اسمائے مبارک ہیں۔

حضرت تاج العلماء مدظلہ

حضرت مولانا مولوی مفتی شاہ محمد ابراہیم رضا خاں صاحب نبیرہ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حامدیہ رضویہ بریلی شریف

حضرت الحاج مولانا مولوی مفتی سید شاہ وصی احمد صاحب محدث سہسرامی

حضرت مولانا شاہ صلیح الدین صاحب سجادہ نشین خانقاہ کبیریہ سہسرام ضلع آرہ

حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اجمل شاہ صاحب مفتی سنبھلی

حضرت مولانا مولوی شاہ مشرف احمد صاحب فرزند ارجمند حضرت بابرکت مولانا مولوی شاہ محمد مظہر اللہ صاحب شاہی امام مسجد فتح پوری دہلی

حضرت مصور معرفت مولانا مولوی محمد عارف اللہ شاہ صاحب میرٹھی

حضرت مولانا مولوی سید مفتی غلام محی الدین صاحب جیلانی صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

حضرت مولانا مولوی محمد یونس صاحب بدایونی صدر مدرس مدرسہ قومیہ میرٹھ

حضرت مولانا مولوی قطب الدین اشرف صاحب کچھوچھوی

حضرت صاحبزادہ سید اظہار اشرف صاحب ولی عہد سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف اور دیگر مقامی علماو مشائخ روسا و عمائدین تشریف فرما تھے۔ اس سلسلہ کے بعد نبیرہ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ حضرت مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خاں صاحب نے منقبت جو عربی اور دوسری فارسی میں تھی پڑھنا شروع کی۔ اور ساتھ ہی عربی منقبت کا ترجمہ کرنا شروع کیا جس سے مجمع نے بڑا کیف حاصل کیا۔ اسی دوران میں محلہ چوکی حسن خاں کی طرف سے، جس کا ہر ایک فرد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا فدائی اور شیدائی ہے۔ بڑے شان و شوکت کے ساتھ چادر آئی جس کے آگے آگے قوال منقبت پڑھتے ہوئے بغیر ساز کے آرہے تھے۔ اور یہ چادر مبارک زیب مزار پر انوار کی گئی۔ منقبتیں ختم ہونے کے بعد حضرت مولانا مولوی قاضی احسان الحق صاحب نعیمی مفتی بہرائچ نے تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر کا مجمع پر ایسا اثر مرتب ہوا کہ مجمع کا ہر فرد آنسوؤں کا دریا بہا رہا تھا۔ اس کے بعد قل ہوا۔ آخر میں اس فقیر نے شجرہ طیبہ قادریہ مکیہ نعیمیہ پڑھا۔ اور ٹھیک بارہ بجے جلسہ ختم ہوا۔

واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

کتبہ العبد الراجی شفاعۃ سید المرسلین غلام معین الدین النعیمی الاشرفی

خادم آستانہ عالیہ نعیمیہ خلیفہ و ماذون مجاز اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ۔

[اخبار دبدبہ سکندری: ۱۱ر نومبر ۱۹۴۸ء ص ۷]

بیسویں کی تقریب

۷/ محرم الحرام ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۰/ نومبر ۱۹۴۸ء بدھ کے دن بیسویں کی تقریب منعقد ہوئی۔ نظام تقریب پر مشتمل درج ذیل اشتہار صدرالافاضل کے صاحبزاد گان کی طرف سے شائع ہوا:

"برادران اسلام وصوفیاے کرام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ **صدرالافاضل فخرالاماثل حضرت مولانا مولوی حافظ الحاج شاہ محمد نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** کے بیسویں کی فاتحہ مورخہ ۷/ محرم الحرام ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۰/ نومبر ۱۹۴۸ء یوم چہار شنبہ کو ہوگی تشریف لاکر داخل حسنات ہوں۔

نظام الاوقات

صبح: تلاوت قرآن مجید۔ بعد عصر: تلاوت قرآن مجید۔ بعد مغرب: قل شریف۔ بعد عشاء: محفل میلاد شریف۔

الداعین: مولانا ظفر الدین احمد واختصاص الدین احمد سجادہ نشینان خانقاہ نعیمیہ بازار دیوان مراد آباد

[اشتہار]

عرس چہلم

یکم صفر المظفر ۱۳۶۸ھ مطابق ۳/ دسمبر ۱۹۴۸ء بروز جمعہ عرس چہلم کی تقریب طے پائی۔ جس کا باقاعدہ اہتمام کیا گیا۔ اخبارات وغیرہ میں اعلانات شائع کیے گئے۔ اور خوب تزک واحتشام، دھوم دھام سے عرس چہلم منایا گیا۔ شہر وبیرون شہر سے بہت سے مشاہیر علما ومشائخ نے شرکت فرمائی۔ خطبا کے عمدہ خطابات ہوئے۔ صدرالافاضل کے دینی، دنیاوی، مذہبی، قومی، ملی، سیاسی، سماجی، معاشرتی اور اقتصادی سرگرمیوں وکارناموں کو یاد کیا گیا۔ آپ کے خصائص، فضائل، شمائل اور اوصاف حمیدہ بیان کیے گئے۔ آپ کے اخلاق کریمانہ اور عنایات ونوازشات مشفقانہ کے تذکرے ہوئے۔ آپ کے معمولات دینی ودنیاوی بیان کرکے آپ کی محسنانہ، مشفقانہ، قائدانہ، مجاہدانہ، کارکردگی پر عاجزانہ تبصرے کیے گئے۔

عرس چہلم کا اعلان

مولانا میاں نعیمی کی طرف سے عرس چہلم کا درج ذیل اعلان شائع کیا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

حضرات گرام وبرادران عظام ومشائخ ذوی الاحتشام وعلماے ذوی الاحترام!

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ!

نہایت ادب سے ملتجی ہوں کہ **آقائی ومولائی حضرت سیدی وسندی ابی ومرشدی صدرالافاضل فخرالاماثل استاذ العلماء مولانا الحاج مولوی حکیم سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** کے عرس چہلم پاک کی تاریخ ۳؍ دسمبر ۱۹۴۸ء بروز جمعہ مطابق یکم صفرالمظفر ۱۳۶۸ھ مقرر ہے۔ تشریف لاکر فقیر کو مرہون منت بنائیں۔ اور حضرت اقدس علیہ الرحمۃ کے فیوض وبرکات سے متمتّع وفیض یاب ہوں۔ اور حضرات علماے کرام ومشائخ عظام کی تقاریر سے روحانی وایمانی فیض حاصل کریں۔

نوٹ: باہر سے آنے والے حضرات اپنے بستر ہم راہ لائیں تاکہ موسم سرما کی سردی سے تکلیف نہ ہو۔

والسلام مع الاکرام۔

نظام الاوقات

بعد نماز فجر تا۹؍ بجے صبح: قرآن خوانی وفاتحہ خوانی۔

۹؍ بجے تا۱۲ بجے دن: تقاریر علماے کرام۔

۲؍ بجے بعد نماز جمعہ تا ساڑھے چار بجے: نعت شریف ومنقبت خوانی۔

بعد نماز مغرب تا نماز عشاء: نعت شریف۔

بعد نماز عشاء تا ساڑھے گیارہ بجے: تقاریر علماے کرام۔

ساڑھے گیارہ بجے شب: انتظامات خرقہ پوشی وقل شریف۔

المکلف فقیر سید ظفرالدین احمد نعیمی سجادہ نشین آستانہ عالیہ نعیمیہ شیش محل جامعہ نعیمیہ بازار دیوان مرادآباد

[اشتہار: مطبوعہ اہل سنت برقی پریس مرادآباد]

اخبار دبدبہ سکندری میں نظام الاوقات مولانا میاں نعیمی کے درج ذیل مضمون کے ساتھ شائع ہوا۔

تڑپ رہا ہے عجب طرح سے دل مشتاق
غم جدائی ہے قلب حزیں پہ بے حد شاق

حضرت فخرالاماثل امام المتکلمین سید المناظرین قدوۃ السالکین رئیس المحدثین آفتاب معرفت ماہتاب طریقت صدرالافاضل استاذ العلماء مولانا الحاج السید الشاہ الحافظ الحکیم محمد نعیم الدین صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کا عرس چہلم پاک بتاریخ ۳؍ دسمبر ۱۹۴۸ء مطابق یکم صفرالمظفر ۱۳۶۸ھ بروز جمعہ مقرر ہے۔ لہٰذا نہایت خلوص سے مستدعی ہوں کہ

تمام متوسلین، معتقدین ومریدین وسنی حضرات عرس پاک میں شرکت فرماکر حضرت علیہ الرحمۃ کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوں۔ اور فقیر کو مرہون منت بنائیں۔"

[اخبار دبدبہ سکندری: یکم دسمبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۵]

جلسہ چہلم کی تفصیل بحوالہ اخبار مخبر عالم مرادآباد

صدرالافاضل کے عرس چہلم کی تقریب بہت ہی شان وشوکت اور عقیدت مندانہ اہتمام کے ساتھ منائی گئی۔ قرآن خوانی، نعت ومنقبت خوانی، معتقدین ومحبین کی جانب سے سلسلہ نذرونیاز، مزار شریف پر چادر پوشی، علمائے کرام کے بیانات اور رسومات خرقہ پوشی وسجادگی کی ادائیگی، بہت ہی سادگی اور لطف کے ساتھ یہ امور ادا کیے گئے۔

اخبار مخبر عالم مرادآباد میں جلسہ چہلم کی درج ذیل تفصیل شائع ہوئی ملاحظہ کریں:

"**حضرت صدرالافاضل، فخرالاماثل، استاذالعلماء، شیخ المشائخ، زبدۃ العارفین، تاج المفسرین، امام المحدثین مولانا الحاج مولوی حافظ حکیم سید شاہ محمد نعیم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** کا عرس مبارک یکم صفر المظفر بروز جمعہ ۱۳۶۸ھ مطابق ۳؍دسمبر ۱۹۴۸ء کو عجیب وغریب شان وشوکت، تزک واحتشام کے ساتھ بڑے اچھے نرالے انداز پر منعقد ہوا۔ مرادآباد میں اپنی شان کا یہ پہلا عرس مبارک ہے۔

جامعہ نعیمیہ جو **حضرت قدس سرہ** کا قائم کردہ ایک بڑا عربی ادارہ ہے۔ اس کی عمارت عالی شان ہزار ہا آدمیوں کے مجمع سے ہر وقت بھری ہوئی نظر آتی تھی۔ عجب کیف تھا ہر شخص محو عقیدت تھا۔ ہر نعیمی مست وبے خود نظر آتا تھا۔ ملک کے دور دراز مقامات سے معتقدین مریدین متوسلین، تلامذہ علمائے کرام، مشائخ عظام کثیر تعداد میں تشریف لائے اور شریک جلسہ ہوئے۔ بعد فجر سے ۹؍بجے تک حسب معمول قرآن خوانی ہوئی۔ ۹؍بجے سے ۱۲؍بجے تک علمائے کرام نے اپنی تقاریر سے علم وعرفان کی بارشیں کیں۔ جن سے حاضرین نے بڑا کیف حاصل کیا۔ بعد نماز جمعہ نعت شریف کا جلسہ شروع ہوا۔ اور عصر اور مغرب کے درمیان وقفہ کے بعد عشاء تک جاری رہا۔ اسی دوران میں شہر کے مختلف حصوں سے کثیر تعداد چادریں زیب مزار پر انوار کرنے کے لیے بڑی شان وشوکت سے بڑے بڑے مجمعے منقبتیں پڑھتے ہوئے آگے آگے صوفیائے کرام حلقہ ذکر کرتے ہوئے لائے۔ اس کے بعد **حضرت قدس سرہ** کے خلف اکبر مولانا مولوی حکیم سید ظفرالدین صاحب حاضر مزار مبارک ہوئے۔ اور رسومات خرقہ پوشی انجام دی گئیں۔ اور حسب مراتب اشخاص نے علی الترتیب نذریں گزاریں۔ خصوصاً قابل ذکر یہ ہیں:

صاحب سجادہ کے لیے صابری دربار سے صابری دستار بذریعہ عالی جاہ حضرت مولانا مولوی سید شاہ پیر محبوب علی صاحب قبلہ مدظلہ العالی قادری باغ آئی جو زیب سر مبارک صاحب سجادہ کی گئی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پروردگار عالم نے صاحب سجادہ کو قادری اور صابری رنگ میں رنگ دیا۔ ہمارے نزدیک یہ بہت بڑا انعام واعزاز ہے کہ صابری

دستار سے فیض یاب کیا گیا۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ رب العالمین صاحب سجادہ کو اپنے کرم سے نوازے اور اپنے والد مکرم اور اپنے شیخ کے قدم بقدم چلائے اور قوت وطاقت عنایت فرمائے آمین۔

خرقہ پوشی کے بعد جلسہ وعظ شروع ہوا اور علمائے کرام نے اپنے مواعظ حسنہ سے اہل جلسہ کو مستفیض فرمایا۔ ۱۲ بج کر ۲۵ منٹ پر قل ہوا پھر نعت ومنقبت خوانی ہوئی اور تقریباً ۲ر بجے جلسہ عرس پاک بخیر وخوبی ختم ہوا۔ واللہ الموفق وھوالمستعان۔ ممکن ہے کہ ہم کسی آئندہ اشاعت میں عرس پاک کی تفصیلات ہدیہ ناظرین کریں۔"

[اخبار مخبر عالم مرادآباد: ۸ر دسمبر ۱۹۴۸ء ص ۷]

تقریب چہلم بحوالہ اخبار دبدبہ سکندری رامپور

مدیر اخبار دبدبہ سکندری جناب مولانا فضل حسن صابری رامپوری بھی عرس چہلم میں شریک ہوئے۔ اور پھر اپنے اخبار میں تقریب چہلم کی تفصیلات قلم بند فرما کر شائع کیں۔ ہم یہاں آپ کی تحریر کردہ عرس چہلم کی تفصیلی روداد نقل کر رہے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

حضرت صدرالافاضل کا عرس چہلم شریف

جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں یکم صفر المظفر مطابق ۳ر دسمبر ۱۹۴۸ء یوم شنبہ کو **حضرت صدرالافاضل استاذ العلماء جناب مولانا مولوی مفتی حکیم الحاج حافظ سید شاہ نعیم الدین صاحب قبلہ بانی جامعہ نعیمیہ رحمۃ اللہ علیہ** کا عرس چہلم شریف عمل میں آیا۔ جس میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے فقیر مدیر دبدبہ سکندری بھی حاضر ہو گیا تھا۔ اور دہلی سے برادرم منشی صابر حسن صاحب صابری بھی رامپور آکر اور رامپور سے میرے سعادت مند داماد محمد خبیب شاہ صاحب میرے ساتھ اس تقریب سعید میں شرکت کے لیے ہم سفر ہوئے۔

ہم حاضر ہوئے تو قرآن خوانی کا پروگرام ختم ہو چکا تھا۔ معلوم ہوا کہ بحمدہٖ تعالیٰ فریضہ فجر کے بعد ہی سے قرآن خوانی کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا جو ہدیہ روح مطہرہ کیا گیا۔ اس کے بعد حضرات علمائے کرام کے مواعظ حسنہ کا سلسلہ دوپہر کے بارہ بجے تک رہا۔ حضرات علمائے کرام نے نہایت بصیرت افروز تقریریں فرمائیں۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ ڈھائی بجے نماز جمعہ جامعہ نعیمیہ کی مسجد میں ہونے کے بعد پھر صحن جامعہ میں نعت خوانی شروع ہوئی۔

اور تھوڑا وقت نماز عصر ادا کرنے کے لیے دے کر پھر یہی سلسلہ جاری کر دیا گیا۔ ادھر نماز جمعہ کے بعد ہی سے یکے بعد دیگرے نعت ومنقبت کے ساتھ غلاف ہائے مزار شریف کی آمد کا سلسلہ ایسا مسلسل قائم ہوا، کہ شب کے دس بجے تک مہلت نہ مل سکی۔ نو بجے شب کو بوجہ ناسازی مزاج حضرت جناب مولانا مولوی حکیم سید شاہ ظفر الدین احمد صاحب نعیمی سجادہ نشین آستانہ رحیمیہ خرقہ پوشی کی تقریب عمل میں آئی۔ بھائی اس وقت وابستگان سلسلہ عالیہ نعیمیہ نے

جو مظاہرہ عقیدت کیا اس سے میرا دل نہایت مسرور ہوا۔ کیسی مؤدب، مہذب، مخلص جماعت ارباب علم و فضل ہے۔ مزار شریف کو نہایت خلوص سے آراستہ کیا گیا تھا۔ برقی روشنی روحانی روشنی پھر خلوص و عقیدت کی ان تنورات سے چہرے ہی نہیں قلوب جگمگا رہے تھے۔

حضرات مشائخ کرام اور علماے کرام نے حضرت سجادہ نشین صاحب کے سر مبارک پر دستار باندھی۔ اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ سرکار رضویہ بریلی شریف کا خرقہ مبارک پہنایا۔ فقیر صابری راقم الحروف کو روزہ منورہ سرکار صابریہ پیران کلیر شریف کی چادر مبارک یہ فرماتے ہوئے دی گئی کی حضرت شاہ اعجاز احمد صاحب صابری قدوسی سجادہ نشین آستانہ عالیہ صابریہ نے اس موقع کے لیے ارسال فرمائی ہے۔ آپ چوں کہ صابری ہیں اس لیے آپ ہی اس کو حضرت سجادہ نشین صاحب کے زیب گلو کر دیجیے۔ فقیر نے تعمیل کی۔ پھر منقبتیں اور دعائیں نظمیں پڑھی گئیں، جن میں سے بعض ان صفحات میں شائع کی جائیں گی۔ جامعہ کے وسیع صحن میں جو فرش فروش اور شامیانوں سے آراستہ اور برقی اور گیس کی روشنی سے جگمگا رہا تھا۔ نماز عشا کے بعد ہی حضرات علما کے مواعظ حسنہ شروع ہو گئے تھے۔ خرقہ پوشی کے بعد محترم مولانا قاری غلام محی الدین صاحب خطیب جامع مسجد ہلدوانی اور مکرم مولانا حامد حسن صاحب اشرفی سنبھلی اور سب سے آخر میں مصور معرفت مولانا شاہ محمد عارف اللہ صاحب قادری میرٹھی کی ایسی ایمان نواز تقریریں ہوئیں، جو دنوں تک قلوب سے محو نہ ہوں گی۔

ان سب حضرات علماے کرام نے اپنے مواعظ حسنہ کے ساتھ ساتھ **حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ** کی شخصیت عظمیٰ پر بھی اپنے تاثرات قلبی اور حضرت کی رحلت پر ملت کے اس نقصان عظیم کو بھی بتایا۔ جس کی تلافی محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ خصوصیت سے مصور معرفت مولانا میرٹھی صاحب کے تاثرات دلی نے اکثر آنکھوں کو اشک بار کر دیا۔ بارہ بجے کے بعد حضرت مصور معرفت نے اور آپ کے ساتھ تمام حضار جلسہ نے مؤدب کھڑے ہو کر صلاۃ و سلام نذر بارگاہ رسالت کیا۔ اور آپ کی زبان اور خوش الحانی سے اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کے سلام ؎

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

سننے کا جو مجھے اشتیاق تھا وہ بھی پورا ہوا۔ تقریباً نصف گھنٹہ تہدیہ صلاۃ و سلام میں صرف ہوا۔ اس کے بعد قل شریف ہوا جس میں حفاظ و قرا نے حصہ لیا اور حاضرین کو نہایت ہی محظوظ کیا۔ نہایت نورانی جلسہ ہوا۔ جس کا دعاؤں پر تقریباً ۲/ بجے شب کے اختتام ہوا۔

حضرات علماے کرام جو اس تقریب میں تشریف لائے ان میں سے بعض قابل ذکر حضرات یہ ہیں:

مولانا سید غلام جیلانی صاحب صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

مصور معرفت مولانا عارف اللہ شاہ صاحب قادری اشرفی میرٹھ
مولانا حافظ غلام محمد صاحب صابری مدیر پیغام عمل میرٹھ
مولانا محمد یونس صاحب بدایونی مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ
مولانا تقدس علی خاں صاحب قادری رضوی مہتمم مدرسہ اہل سنت بریلی
مولانا حامد حسن صاحب اشرفی سنبھلی
مولانا محمد اجمل شاہ صاحب نعیمی بانی مدرسہ اجمل العلوم سنبھل
مولانا محمد حسین صاحب سنبھلی
مولانا مصطفی علی صاحب سنبھلی
مولانا محمد اصغر صاحب سنبھلی
مولانا حافظ قاری غلام محی الدین صاحب ہلدوانی
مولانا خلیل احمد صاحب امروہہ
مولانا قاضی محمد محبوب صاحب امروہہ
مولانا شاہ محمد سلیم اللہ صاحب شاہی امام مسجد عالمگیری بنارس
مولانا قاضی احسان الحق صاحب نعیمی بہرائچ شریف
مولانا الحاج حافظ قاری محمد نصرین الدین صاحب صدر مدرس مدرسہ عارفیہ چنامنا پورنیہ
مولانا غلام محی الدین صاحب نعیمی پورنیہ
مولانا محمد عزیز الدین صاحب بھاگل پور
مولانا الحاج شاہ علی احمد صاحب اشرفی نعیمی دھوراجی کاٹھیاواڑ
مولانا حکیم امیر حسن صاحب نعیمی
مولانا اشفاق احمد صاحب نعیمی
مولانا حکیم آل حسن صاحب چاند پور
مولانا حافظ محمد مسعود صاحب اکہ
مولانا محمد سیف الحق صاحب عوض لال پور
مولانا وحید الرحمن صاحب بچھراؤں ۔۔۔۔ وغیرہ وغیرہ
مہمانوں کے سلسلے میں تمام نظریں مولانا سید قطب الدین اشرف صاحب اشرفی کچھوچھوی اور صاحبزادہ

سید اظہار اشرف صاحب فرزند اکبر حضرت سجادہ نشین صاحب کچھوچھا شریف پر پڑتی تھیں جن کے نورانی چہروں سے آثار شرافت خاندانی ونسبی ہویدا تھے۔ میں بھی ان دونوں بزرگ زادوں کی دید سے نہایت مسرور ہوا۔ مہمانوں سے جامعہ کے تمام کمرے بھرے ہوئے تھے۔ مہمان نوازی کے لیے حضرت صدرالافاضل قبلہ علیہ الرحمۃ کے منجھلے فرزند جناب مولانا اختصاص الدین احمد صاحب نعیمی اور مولانا اجمل شاہ صاحب نعیمی بہرائچ شریف کی پسندیدہ خدمات اوران سب کی معاونت خصوصی کے لیے حضرت تاج العلماء جناب مولانا الحاج مفتی محمد عمر صاحب نعیمی شیخ جامعہ کے مشورے اس قدر مفید ثابت ہوئے کہ تقریب مقدسہ چہلم شریف نہایت خیر وخوبی اور کامیابی سے انجام پذیر ہوئی۔ فقیر صابری کی دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل اس مقدس جماعت نعیمیہ کو نظر بد سے محفوظ رکھے اور حضرت قبلہ صدرالافاضل قدس سرہ کا علمی فیض تا ابد جاری رہے۔ اور روحانی فیض سے تشنگان طریقت ہمیشہ سیراب ہوتے رہیں اور خاندان والا دودمان نعیمیہ سدا بہار رہے۔ ع

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

[اخبار دبدبہ سکندری: ۸/ماہ صفر ۱۳۶۸ھ۔ ۱۰/دسمبر ۱۹۴۸ء ص ۲]

پہلا عرس نعیمی

صدر الافاضل کا پہلا عرس مبارک تین روزہ اجلاس پر مشتمل ۱۶؍ ذی الحجہ سے ۱۸؍ ذی الحجہ تک جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں شان و شوکت کے ساتھ منایا گیا۔ شب و روز قرآن خوانی، وظیفہ خوانی، نعت و منقبت کی محفلیں ہوتی تھیں۔ تین دن مشاہیر علما و خطباء کے بیانات ہوتے رہے، شہر و بیرون شہر کے مشہور شعرا کی طرف شاعرانہ نذریں پیش کی گئیں، باقاعدہ طرحی مشاعرہ بھی منعقد ہوا۔ حضار و زائرین عرس کی جانب سے چادریں زیب مزار کی جاتی رہیں، نیاز و تقسیم شیرینی اور لنگر نعیمیہ کا سخاوت آمیز سلسلہ تین دن تک خوب جاری رہا۔ صاحب سجادہ مولانا میاں علامہ ظفر الدین نعیمی کی خرقہ پوشی کی مبارک رسم بھی ادا کی گئی۔ اور تیسرے روز صاحب سجادہ کے زیر اہتمام یہ عرس پاک کامیابی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس مبارک عرس کی جملہ کارروائیوں کی تفصیلی روداد مدیر اخبار دبدبہ سکندری مولانا فضل حسن صابری نے تحریر فرما کر اپنے اخبار میں شائع کی۔ آپ چوں کہ اس تقریب عرس میں خود شریک ہوئے تھے اس لیے آپ کی تحریر کردہ روداد کا یہاں پیش کرنا دل چسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ ہم پوری روداد نقل کر رہے ہیں۔ قارئین ملاحظہ کریں:

”**حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل استاد العلما مولانا مولوی حکیم الحاج سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** کا پہلا عرس شریف مرادآباد میں حضرت کے روضہ منورہ (جامعہ نعیمیہ) میں تین روز ۱۶؍ ذی الحجۃ المبارکہ سے ۱۸؍ ذی الحجہ تک اپنے نظام الاوقات کے مطابق حضرت کے فاضل و لائق سجادہ نشین محترم جناب مولانا مولوی حکیم سید شاہ ظفر الدین احمد صاحب نعیمی دامت برکاتہم کے اہتمام سے منعقد ہو کر ختم ہوا۔

مدیر دبدبہ سکندری کو بھی اس مقدس عرس میں مع اپنے برادر عزیز منشی محمد صابر حسن صاحب صابری اور شیدائے اہل اللہ سید منظور حسین صاحب اور عزیز سعید منشی حبیب شاہ خاں صاحب اور ہمشیرہ زادے ماسٹر محمد مرتضیٰ شاہ خاں صاحب ٹیچر باقر اسکول کے حاضری کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔ اس دینی خلوص کا جو ہم سب کو حضرت قبلہ صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ سے ہے تقاضہ ہے کہ ان صفحات میں حضرت کے عرس مقدس کا تفصیل سے نہیں تو مختصر سے ذکر خیر شائع کیا جائے کہ دبدبہ سکندری کا حضرت کی ذات والاصفات سے بہت دیرینہ تعلق نیاز مندی رہتا آیا ہے۔

جامعہ نعیمیہ کا وسیع صحن عرس مقدس کے سلسلے میں شامیانوں اور فرش و فروش سے کافی آراستہ کیا گیا تھا۔ حضرات مہمانان کرام جامعہ کی...... میں فروکش تھے۔ فجر سے شام تک شام سے بارہ ایک بجے شب تک تلاوت قرآن پاک و نعت شریف، تقاریر علمائے کرام کا روح نواز ایمان افروز مشغلہ رہتا تھا۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ۔ کیا خوب تقریریں ہوتی رہیں۔ نعت خوانیاں ماشاء اللہ عجب سماں پیدا کر دیتی تھیں۔ شب کو گیس اور برقی روشنی سے جامعہ جگمگاتا

نظر آتا تھا۔ باوجودیکہ ان ہی دنوں میں مرادآباد میں فضا کچھ خراب سی ہوگئی تھی۔ لیکن حضرت کے شیدائیوں کا ازدحام کم نہ تھا۔ مزار شریف کے لیے خلاف مسلسل آتے رہے اور نذر مزار فائزالانوار ہوتے رہے۔ عرس شریف کی دوسری تاریخ شب میں بعد عشا جو بزم مشاعرہ نعتیہ منعقد ہوئی خلاف توقع نہایت کامیاب ہوئی۔ حاضرین کا حسن ادب اور حسن احترام قابل تحسین تھا۔ مشاعرہ کی روداد اور ممکن ہوا تو چیدہ کلام ہم ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ اشاعت میں پیش کریں گے۔ ع

ہزاروں جنتیں آکر بسی ہیں کوے جاناں میں

مصرع طرح تھا۔ آخری شب کے ساڑھے گیارہ بجے سے ۱۲؍ بجے تک رسم مقدسہ خرقہ پوشی عمل میں آئی۔ اور ۱۲؍ بج کر ۲۵؍ منٹ پر قل شریف آخری ہوا۔ اس وقت خاص انوار و برکات محسوس ہو رہے تھے۔ اور حاضرین کا غیر معمولی ازدحام تھا۔ آئیے چند حضرات علماے علام کے اسماے گرامی بھی آپ کو سنائیں۔ جن سے مدیر کو تعارف کی عزت حاصل ہے۔

حضرت محدث وخطیب اعظم ہند جناب مولانا مولوی مفتی ابوالمحامد الحاج سید محامد صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی کچھوچھوی مدظلہ

حضرت زین العرفا جناب مولانا مولوی مفتی حکیم سید شاہ وصی احمد صاحب قبلہ سہسرام مدظلہ

حضرت مولانا مولوی سید شاہ صلیح الدین احمد صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ کبیریہ سہسرام مدظلہ

حضرت جناب مولانا مولوی مفتی سید شاہ غلام جیلانی صاحب صدرالمدرسین مدرسہ اسلامیہ میرٹھ مدظلہ

حضرت مولانا مولوی مفتی شاہ محمد اجمل صاحب قبلہ ناظم اجمل العلوم سنبھل مدظلہ

حضرت مولانا مولوی مفتی شاہ حامد حسن صاحب اشرفی سنبھلی مدظلہ

(مع جوان صاحبزادگان جن کی نعت خوانی جن کی وعظ گوئی بہت پسند کی گئی)

حضرت جناب مولانا مولوی شائق احمد صاحب نعیمی مالک میڈیکل ہال کھروا ۲۴؍ پرگنہ بنگال۔

حضرت جناب مولانا مولوی غلام سبحان صاحب چاٹ گامی۔

حضرت جناب سید شاہ محبوب علی صاحب رئیس قادری باغ ضلع بلند ظہر

حضرت قاضی محبوب احمد صاحب عباسی امروہوی

یہ اسماے گرامی جو آپ کے سامنے ہیں مکمل فہرست نہیں ہے۔ اور نہ ہم تفصیلات لکھنے کے لیے ان مختصر صفحات میں گنجائش پاتے ہیں۔ بطریق اختصار روداد عرس پاک پیش کرنا ہے۔

اس پورے اجتماع کو حضرت قبلہ محدث صاحب کچھوچھوی مدظلہ کے ملفوظات طیبات ومواعظ حسنہ سے

بہرہ اندوز ہونے کی غیر معمولی تڑپ ہوتی ہے۔ اور سنی حضرات دن گنتے رہتے ہیں آپ سے مستفید ہونے کے لیے۔ ہم حضرت کی خطابت سننے کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے الفاظ تلاش کرتے ہیں، مگر اپنی ہیچمدانی سے عاجز رہ جاتے ہیں مختصر سی بات کہے دیتے ہیں کہ بدنصیب ہیں وہ کان جو حضرت کے ملفوظات طیبات سے آشنانہ ہوئے۔ اللہ پاک اس ذات بابرکات و تادیر ہمارے سروں پر سایہ گستر رکھے۔ کہ حضرت کی ذات سے مفاد حاصل ہوتے ہیں۔ ع

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

ہم اپنے محترم سجادہ نشین صاحب قبلہ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں کہ حضرت کے حسن اہتمام سے پہلا عرس شریف حسب خواہ کامیاب ہوا۔ اور دعا کرتے ہیں اپنے محترم تاج العلماء جناب مولانا الحاج مفتی محمد عمر صاحب قبلہ نعیمی محدث و مہتمم جامعہ نعیمیہ مدظلہ اور حضرت مولانا مولوی مفتی قاضی محمد احسان الحق صاحب نعیمی مدظلہ کے لیے کہ ان حضرات کی والہانہ خدمتیں عرس شریف کو کامیاب بنانے میں حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ کے ساتھ ساتھ رہیں۔ ان ذوات قدسیہ کا خلوص اور مساعی جمیلہ عقیدت و محبت کی بولتی تصویریں ہیں۔ پروردگار عالم ان حضرات سے جامعہ اور نعیمی مشن کو تادیر سرفراز رکھے۔ معلوم ہوا کہ حضرت مولانا مولوی سید شاہ اختصاص الدین احمد صاحب نعیمی منجھلے صاحبزادے امسال سفر حج مبارک پر ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ حضرت مع الخیر مراجعت فرما ہوں۔

[اخبار دبدبہ سکندری: ۲۲؍ اکتوبر ۱۹۴۹ء ۴، ۵]

مختلف مقامات پر اہتمام عرس نعیمی

صدرالافاضل کا پہلا عرس پاک یقیناً آپ کے حلقہ احباب و خدام میں نہایت اہتمام سے منایا گیا ہوگا۔ اس کی شہادت مدیر اخبار دبدبہ سکندری کی درج ذیل تحریر سے بھی ملتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”**حضرت قبلہ صدرالافاضل علیہ الرحمۃ** کے فیض یافتگان شریعت و طریقت کا حلقہ ماشاء اللہ بہت وسیع ہے۔ ۱۸؍ ذی الحجہ کو یوم عرس شریف حضرت کے حلقہ خدام میں کثرت سے منایا گیا ہے۔ کوشش کی جائے گی کہ تمام مقامات کے اعراس نعیمی کے تذکرہ کو مختصراً ہی ان صفحات میں جگہ دی جاسکے۔“ [مرجع سابق: ص ۵]

لیکن افسوس کہ ہمیں اس حوالے سے خاطر خواہ تفصیل دستیاب نہیں ہوئی۔ ہاں البتہ دو چند مقامات پر منعقدہ عرس کی خبریں اخبار دبدبہ سکندری میں درج تھیں جنہیں ہم یہاں پیش کیے دیتے ہیں۔ قارئین ملاحظہ فرمائیں:

جامعہ عربیہ ناگ پور میں پہلا عرس نعیمی

صدرالافاضل کی سرپرستی میں قائم ہونے والے مدرسہ ”جامعہ عربیہ ناگ پور“ میں صدرالافاضل کے تلمیذ رشید فقیہ اعظم مفتی عبدالرشید نعیمی کی صدارت میں ایک جلسہ عرس منعقد ہوا۔ جس میں علمائے کرام کے خطابات ہوئے

خصوصاً مولانا آل حسن نعیمی سنبھلی کا عمدہ خطاب ہوا۔ مدرسہ کے ناظم دارالاشاعت مولانا عبدالمتین قادری کی طرف سے جلسہ عرس کی درج ذیل تفصیل مدرسہ مدیر اخبار دبدبہ سکندری کو موصول ہوئی۔ مدیر اخبار لکھتے ہیں:

''جامعہ عربیہ ناگ پور میں عرس نعیمی کی روداد ملاحظہ فرمائیے۔ جس کے لیے ہم اپنے محترم دوست ناظم دارالاشاعت جامعہ موصوفہ کے سپاس گزار ہیں۔ آپ نے مطلع فرمایا ہے کہ:

۱۸/ ذی الحجہ ۱۳۶۸ھ کو جامعہ عربیہ ناگ پور میں **قدوۃ المفسرین، اسوۃ العارفین، صدرالافاضل استاذالعلماء حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ المفتی الحکیم السید الشاہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس سرہ العزیز** کا عرس سراپا قدس بڑے اہتمام سے کیا گیا۔ سب سے پہلے قرآن خوانی ہوئی پھر حضرت علامہ مولانا الحاج المفتی الاعظم الشاہ محمد عبد الرشید خاں صاحب قبلہ شیخ الجامعہ دامت برکاتھم القدسیہ کی زیر صدارت جلسہ ہوا۔ جس کا افتتاح حافظ قاری عبدالرحمن صاحب متعلم جامعہ نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا حکیم سید محمد مقصود صاحب غازی جبل پوری و حضرت مولانا شاہ سلیم اللہ صاحب بنارسی نے اپنے مواعظ حسنہ سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔ پھر حضرتمولانا شاہ محمد آل حسن صاحب سنبھلی صدر مدرس جامعہ عربیہ نے حضرت قدس سرہ کی سوانح اقدس ایسے دل کش انداز سے بیان فرمائی کہ سامعین بہت زیادہ متاثر ہوئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت کی روح پر فتوح تشریف فرما ہے۔ اور لوگ فیض حاصل کررہے ہیں۔ آخر میں فاتحہ ودعا کے بعد یہ بابرکت مجلس ختم ہوئی اور حاضرین کو شیرینی تقسیم کی گئی۔''

[اخبار دبدبہ سکندری: ۲۲/ اکتوبر ۱۹۴۹ء ۵]

اکلیرہ راجستھان میں پہلا عرس نعیمی

صدرالافاضل کے پہلے عرس کے موقع پر اکلیرہ راجستھان میں جلسہ عرس منعقد ہوا، جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ مدیر اخبار دبدبہ سکندری لکھتے ہیں:

''اکلیرہ راجستھان میں عرس نعیمی کی اطلاع موصول ہوئی۔ جو ۱۸/ ذی الحجہ کو صبح کے وقت مسجد اکلیرہ راجستھان کوئٹہ۔ اور مدرسہ مفید المسلمین میں حضرت مولانا محمد تقی احمد صاحب نعیمی (جو ایم ٹی احمد صاحب کے نام سے مشہور ہیں) کی تجویز اور جناب سیٹھ گل محمد صاحب کی نگرانی اور خاص دل چسپی سے منعقد ہوا۔ ختم ہائے قرآن مجید اور کلمہ طیبہ کی تلاوت نذر روح مطہرہ **حضرت قبلہ صدرالافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** کی گئی۔ شرکائے جلسہ عرس کی تواضع شیرینی اور چائے سے کی گئی۔ اور جلسہ عرس شریف مع الخیر ختم ہوا۔ جلسہ میں جو انوار وبرکات پائے جاتے تھے وہ احاطہ تحریر میں نہیں آسکتے۔ سچ ہے مقبولان الٰہی کے تصرفات ایسے ہی ہوتے ہیں۔''

[اخبار دبدبہ سکندری: ۲۲/ اکتوبر ۱۹۴۹ء ۵]

تعزیتی مجالس

ملک وبیرون ملک آپ کے بے شمار تلامذہ، خلفا، مریدین، معتقدین اور محبین موجود تھے۔ جنہوں نے آپ کی وفات حسرت آیات پر ضرور اپنے اپنے مقامات پر قرآن خوانی، محافل ایصال ثواب اور تعزیتی جلسے کیے ہوں گے۔ ہمیں ان سب کی روداد تو نہیں ملی البتہ مختلف مقامات پر چند جلسوں، مجلسوں، اور ایصال ثواب کی محفلوں کی رودادیں اخبار دبدبہ سکندری رامپور میں شائع شدہ دستیاب ہوئیں جنہیں ہم یہاں نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ احباب ملاحظہ کریں:

مسجد فتح پوری دہلی میں جلسہ تعزیت

مفتی اعظم دہلی حضرت مفتی مظہر اللہ مجددی کی زیر صدارت مسجد فتح پوری دہلی میں تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں صدر الافاضل کے فضائل وخصائل حمیدہ اور دینی ودنیاوی سرگرمیاں بیان کی گئیں۔ اخبار دبدبہ سکندری کے حوالے سے تفصیل ملاحظہ ہو:

مسجد فتح پوری دہلی میں حضرت صدر الافاضل قبلہ کی رحلت پر ایصال ثواب وتعزیت کا جلسہ

حضرت مفتی اعظم دہلی مدظلہ نے صدارت فرمائی۔ جناب حافظ عبد القادر صاحب دہلوی لکھتے ہیں:

کہ افسوس صد افسوس!

ہمارے **صدر العلما سراج المحدثین حضرت مولانا الحاج مفتی سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی** ذی الحجہ کی ۱۹/ تاریخ کو واصل بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بتاریخ ۲۵/ بعد نماز جمعہ مسجد فتح پوری میں حضرت کے ایصال ثواب کے لیے مہتم بالشان جلسہ منعقد ہوا۔ پہلے کلام مجید کے پارے پڑھے گئے۔ پھر حضرت قبلہ مولانا مولوی الحاج مظہر اللہ شاہ صاحب مفتی اعظم دہلی امام مسجد کی صدارت میں جلسہ تعزیت منعقد ہوا۔ حضرت مولانا حافظ مشرف احمد صاحب نے کثیر مجمع کے سامنے **حضرت صدر الافاضل استاد العلماء رحمۃ اللہ علیہ** کے فضائل وخصائل وشمائل اور مبارک دینی زندگی کو نہایت فاضلانہ فصاحت وبلاغت کے ساتھ درد انگیز لہجہ میں بیان فرمایا۔

اور یہ بھی فرمایا کہ **حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ** علیہ ہر سال ماہ ربیع النور کی ۱۱/ تاریخ کو فتح پوری کے تبلیغی جلسے میں تشریف لا کر اپنے مواعظ حسنہ سے مستفیض فرماتے تھے۔ حضرت مولانا صاحب کی عالمانہ پر تاثیر تقریر نے سامعین ومخلصین کو بہت محظوظ کیا۔ سننے والے چشم پر نم تھے اور بے اختیار دلوں پر ایک عالم ربانی کی رحلت کے تاثرات سے رقت پیدا ہوتی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ **حضرت صدر الافاضل** کی رحلت کا صدمہ ایک نہایت المناک واقعہ اور روح

فرسا اور نا قابل تلافی نقصان عظیم ہے۔ آپ کی ذات بے شمار خوبیوں کا مجموعہ تھی۔ آپ جہاں ایک جلیل القدر عالم تھے وہاں ایک عظیم المنزلت روحانی پیشوا تھے۔ آخر میں نہایت دل کش لہجے سے قصیدہ اور مناجاتیں پڑھی گئیں۔ اور حضرت قبلہ مفتی اعظم دہلی مدظلہ نے اور حاضرین نے نہایت رقیق القلبی کے ساتھ **حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ** کے لیے دعاے مغفرت مانگی۔ اس کے بعد تبرک فاتحہ تقسیم ہوا اور مجلس برخاست ہوئی۔"

[دبدبہ سکندری: ۱۱/ نومبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۵]

جلسہ تعزیت کھر دہ ۲۴/ پرگنہ

مقام کھر دہ بنگال میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ قرآن خوانی ہوئی۔ صدر الافاضل کی حیات مبارکہ کے حوالے سے مولانا حکیم شائق احمد نعیمی کا خطاب ہوا۔ تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا مشتاق احمد لکھتے ہیں:

"بروز یکشنبہ ۲۱/ نومبر ۱۹۴۸ء ایک جلسہ تعزیت **عالی منقبت والا منزلت فخر الاماثل صدر الافاضل امام المناظرین رئیس المفسرین بدر المحدثین تاج المحققین مولانا و مقتدانا و استاذنا و مولوی مفتی حکیم الحاج حافظ سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب قدس سرہ** منعقد ہوا۔ جس میں بعد نماز صبح قرآن مجید کے ختم ہوئے۔ بعدہ فاضل نوجوان واعظ شیریں بیان جناب مولانا مولوی حکیم شائق احمد صاحب نعیمی نے حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ کے حالات حیات مبارکہ نہایت بصیرت افروز تقریر میں بیان فرمائے۔ اور اس کے بعد ایصال ثواب عمل میں آیا۔ مولاے قدوس بطفیل حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب نیاز مندوں کے ہدایا قبول فرمائے۔ آمین۔ حاضرین مجلس میں جناب حاجی جمال الدین سردار صاحب ہیڈ سردار کھر دہ جوٹ مل و رئیس اعظم کے اسما خاص طور پر قابل ستائش ہیں، کہ باوجود عدیم الفرصتی کے از ابتدا تا اختتام جلسہ شریک رہے۔ مولیٰ سبحانہ ان حضرات کو خصوصاً اور تمام مسلمانوں کو عموماً **حضرت سیدی صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ** کے فیوض و برکات سے ہمیشہ مستفیض فرمائے۔

از مشتاق احمد صاحب متعلم ایف اے کلاس رپن کالج کلکتہ از مقام کھر دہ ۲۴/ پرگنہ بنگال

[مرجع سابق: یکم دسمبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۵]

جلسہ ایصال ثواب مقام ممبئی

ممبئی شہر کے مختلف علاقوں میں ایصال ثواب کی مجلسیں منعقد ہوئیں۔ قرآن خوانی کی گئیں۔ مولانا آل حسن نعیمی سنبھلی کا خطاب ہوا۔ جس میں صدر الافاضل کے فضائل و کمالات بیان کیے گئے۔ حکیم محمد فضل رحیم دہلوی اس جلسہ کی روداد پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''۲۵؍ذی الحجہ بروز جمعہ بعد نماز عشاء مسجد پھول گلی نل بازار میں ختم قرآن شریف کے بعد جلسہ عام ہوا۔ جس میں موالانا محمد آل حسن صاحب سنبھلی صدر مدرس جامعہ عربیہ ناگ پور نے **مولانا صاحب مرحوم** کی وفات حسرت آیات پر اپنے تاثرات قلبی کا اظہار فرمایا۔ **حضرت مولانا صاحب مرحوم** کے فضائل وکمالات پر دیر تک تقریر فرماتے رہے۔اور فرمایا: کہ **حضرت مرحوم** کی تمام خصوصیات کا بیان کرنا ایک مجروح قلب اور غم گین دل سے کس طرح ممکن ہے۔واقعہ یہ ہے کہ **حضرت مرحوم** ہم سے ایسے وقت رخصت ہوئے جب کہ دنیاے اسلام کو ان کے وجود مبارک کی سخت ضرورتھی۔اور ہم تو **حضرت** کے وصال سے آج یتیم ہو گئے۔خداوند کریم **حضرت مرحوم** کو جنات عالیہ میں جگہ اور ہمیں سب کو صبر عطا فرمائے۔آمین۔آخر میں صلاۃ وسلام پر جلسہ ختم ہوا۔اور **حضرت** کی روح پر فتوح کے لیے فاتحہ خوانی کرکے دعا کی گئی۔اسی طرح جناب باقر علی صاحب علیمی کے اہتمام سے مسجد مصطفیٰ بازار اور جناب حافظ عبد الواحد صاحب کیمل پوری کے اہتمام سے مسجد بھائی کلہ میں جلسہ ایصال منعقد ہوا۔اور مولانا موصوف نے اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا۔''

حکیم محمد فضل رحیم دہلوی۔ صدر جمیعت علماے قدیم ممبئی

[مرجع سابق:۲۱؍نومبر ۱۹۴۸ء۔ ص۸]

مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں مجلس ایصال ثواب

مفتی محمد ابراہیم فریدی بدایونی صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں کے زیر اہتمام مدرسہ مذکورہ میں محفل ایصال ثواب منعقد کی گئی۔اخبار دبدبہ سکندری میں شائع درج ذیل تفصیل ملاحظہ کریں:

''یہاں تار سے **حضرت صدرالافاضل** کی خبر اندوہ گیں ملی۔حضرت صدر مدرس مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب فریدی مدظلہ پر اس حادثہ فاجعہ کا جو اثر پڑا وہ ناقابل بیان ہے۔حضرت صدر مدرس صاحب کو جو دلی ارتباط اور عقیدت **حضرت صدرالافاضل** سے تھی اس کا تقاضہ یہی تھا کہ غیر معمولی متاثر ہوں حضرت صدر مدرس مدظلہ نے یوم دوشنبہ ۲۱؍ذی الحجہ کو مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں قرآن خوانی کی جس میں جملہ اساتذہ وطلبہ شریک ہوئے۔فاتحہ کے مراسم کے بعد مدرسہ میں ماتمی تعطیل کر دی گئی اور یہاں کے مقامی حضرات میں سے جس نے سنا یہ کہا۔آہ ہندوستان کا بڑا عالم چل بسا۔

از عبد القادر صاحب عرف اچھے میاں

[مرجع سابق: یکم دسمبر ۱۹۴۸ء۔ ص۴]

جامعہ عربیہ ناگ پور میں قرآن خوانی ومجلس ایصال ثواب

جامعہ عربیہ ناگ پور میں صدرالافاضل کے وصال کی خبر موصول ہوتے ہی مدرسہ بند کا اعلان کردیا گیا۔اور تیسرے روز تک مسلسل قرآن خوانی، کلمہ خوانی اور فاتحہ خوانی کی جاتی رہی۔ مدرسے کے ناظم دارالاشاعت مولانا عبد المتین قادری کی طرف سے درج ذیل تفصیل اخبار دبدبہ سکندری میں شائع ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں:

آہ صد آہ گلزار سنیت مرجھا گئے

جامعہ عربیہ ناگپور میں حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمۃ کی وفات حسرت آیات کے تاثرات

آہ! ۲۳/ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو حضرت مولانا میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کا ہوش ربا تار پہنچا جس میں **حضرت امام اہل سنت صدرالافاضل استاذالعلماء قدس سرہ العزیز** کے ارتحال پرملال کا المناک سانحہ درج تھا۔ یہ دل گداز درد انگیز خبر پہنچتے ہیں جامعہ میں سناٹا چھا گیا۔ تمام مدرسین وطلبہ کے ہوش اڑ گئے۔ اورر جامعہ کے بند ہونے کا اسی وقت اعلان کردیا گیا۔ شہر میں اس حادثہ جانکاہ کی اطلاع آناً فاناً ہوگئی۔ دوسرے دن قرآن خوانی پورے دن ہوتی رہی اور پھر تیسرے روز اعلیٰ پیمانہ پر نہایت اہتمام کے ساتھ فاتحہ سوم ہوا۔ قرآن عظیم کے کئی ختم ہوئے اور بعد فاتحہ خوانی کے درود شریف کلمہ طیبہ کا ایصال ثواب کیا گیا۔ حق تعالیٰ قبول فرمائے۔ اور حضرت کی روح پاک کی خوشنودی کا سبب بنائے۔ آمین۔

اس نورانی مجلس میں جامعہ کے تمام اساتذہ وطلبہ موجود تھے۔ نیز شہر کے عوام وخواص نے کافی تعداد میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ دنیائے سنیت اپنے اس جلیل القدر پیشوا کی جدائی پر جتنا بھی رنج وغم کرے کم ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت کی موت نے تمام سنیوں کو یتیم بنادیا۔ حضرت کے دم سے گلزار سنیت اور چمنستان شریعت میں بہار تھی۔ جو خزاں سے بدل گئی۔ افسوس صد افسوس! اہل سنت کے سروں سے سایہ اٹھ گیا۔ للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیء عندہ باجل مسمیٰ، ہم حضرت کے تمام اعزا و متوسلین و متعلقین و تمام اہل سنت سے اس ناقابل تلافی نقصان اور حسرت ناک حادثہ دینی میں اظہار ہمدردی اور حضرت کے لیے ترقی درجات و مراتب علیا و قرب و جوار رحمت الٰہی کی دعا کرتے ہیں۔ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ حضرت قدس سرہ کے روحانی برکات سے ہم سب کو تاقیامت مستفیض رکھے اور حضرت مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل و جزائے جزیل مرحمت فرمائے۔ آمین۔

اشکبار غمزدہ محمد عبدالمتین قادری غفرلہ ناظم نشرواشاعت جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور سی پی

[اخبار دبدبہ سکندری: ۲۱/ نومبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۶]

مدرسہ حمیدیہ کدلپور چاٹگام میں مجلس ایصال ثواب

چاٹگام بنگال کے مدرسہ حمیدیہ میں قرآن خوانی وفاتحہ خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ مدرسے کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد عبدالرحیم نعیمی کی درج ذیل خبر میں تفصیل پڑھیں۔ وہ لکھتے ہیں:

محترم جناب مدیر اخبار دبدبہ سکندری۔ السلام۔ یہاں یہ اطلاع جناب استاد محترم مولانا محمد عمر صاحب کے نامہ مبارک سے معلوم کر کے کہ ہماری آنکھوں کا تارا اور سنیت کا اجالا غائب ہوگیا۔ یعنی **ہمارے مکرم استاد محترم حضرت قبلہ صدرالافاضل قدس سرہ العزیز نے** ہم لوگوں کو تنہا چھوڑ کر دار فنا سے دار بقا کو رحلت فرمائی۔ ہوش وہواس درست نہیں رہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

میں نہیں لکھ سکتا کہ جو صدمہ عظیم پہنچا۔ میں نے مدرسہ حمیدیہ کے سب مدرسین صاحبان اور طلبہ اور تمام مقامی مسلمانوں کو جمع کر کے قرآن خوانی وفاتحہ خوانی کی اور حضرت قبلہ کی روح اقدس کو ثواب پہنچایا۔ ہم سب نے دعا کی کہ پروردگار عالم حضرت کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ اور سب پسماندگان کو صبر جمیل بخشے۔

از مولانا مولوی قاری محمد عبدالرحیم صاحب نعیمی ناظم مدرسہ حمیدیہ کدلپور چاٹگام بنگال۔

[مرجع سابق: یکم دسمبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۴]

ارباب علم ودانش کے تعزیتی تاثرات

معلومات کے مطابق صدرالافاضل کے وصال پر بے شمار تعزیتی خطوط صاحب سجادہ مولانا میاں کو موصول ہوئے۔اوراخبارات میں بہت سے تعزیتی مراسلات شائع ہوئے۔لیکن افسوس کہ وہ سب ضائع ہوگئے۔کاش وہ محفوظ ہوجاتے!!!

خیر ہمیں کچھ تعزیتی مراسلات ''اخبار دبدبہ سکندری'' میں ملے جنہیں ہم یہاں پیش کردینا ضروری سمجھتے ہیں۔ قارئین ملاحظہ فرمائیں:

ملک العلماء علامہ ظفرالدین رضوی بہاری

اخبار دبدبہ سکندری میں ملک العلماء کا درج ذیل تعزیتی مراسلہ شائع ہوا۔آپ لکھتے ہیں:

''صدرالشریعہ مولانا امجد علی صاحب پھر **حضرت صدرالافاضل** کا سانحہ ارتحال سنی دنیا میں سخت غم کی بات ہے۔مگر مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔افسوس زیادہ اس کا ہے کہ صدرالشریعہ کا واقعہ حضرت مفتی اعظم کی غیبت اور **صدر لافاضل** کا حادثہ حضرت صدر اہل سنت جناب محدث صاحب قبلہ کی عدم موجودگی میں ہوا۔ان لوگوں کو اس کا سخت صدمہ ہوگا۔مجھے ان دونوں اساطین سنت کی جدائی کا جو صدمہ ہے وہ ہے اس کے علاوہ سخت صدمہ اس کا ہے کہ دونوں کے سینوں میں جو کچھ معلومات اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کے متعلق تھے وہ اپنے ساتھ لیتے گئے۔اس لیے اب دوسرے تمام سنی بھائیوں رضوی حضرات سے باادب درخواست ہے کہ جن صاحب کے علم میں جو جو واقعات ہوں ان کو تحریر فرماکر شکریہ کا موقع دیں۔

(ملک العلماء مولانا) ظفرالدین (صاحب) قادری رضوی ظفر منزل شاہ گنج پٹنہ

[اخبار دبدبہ سکندری:۲۱/ نومبر ۱۹۴۸ء۔ص ۷]

مولانا عبدالمتین قادری ناظم دارالاشاعت مدرسہ عربیہ ناگ پور

ناظم دارالاشاعت مدرسہ عربیہ ناگ پور کا درج ذیل تعزیتی پیغام شائع ہوا۔ملاحظہ کریں:

اے ۱۳۶۷ ہجری کے سال!!!

آہ اے موت نہیں تجھ کو کسی شے کی تمیز
تیری نظروں میں برابر ہیں گہر اور بشر

ہائے اے ۱۳۶۷ھ!

تیرے اواخر ایام میں اہل سنت کے دوآفتاب علم وہدایت (حضرت صدر الشریعہ اور **حضرت صدر الافاضل** علیہما الرحمۃ والرضوان) ڈوب گئے۔ لیکن یہ یاد رکھ! ان کی علمی تعلیمی وروحانی فیوض وبرکات کی تابناک شعائیں سورج کی نصف النہار والی کرنوں سے زیادہ صفحہ عالم پر ابدالآباد تک نورافشانی وضیاپاشی کرتی رہیں گی۔

محمد عبد المتین قادری

[مرجع سابق: ۲۱/ نومبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۶]

مولانا حامد حسن نقشبندی کا تعزیتی مکتوب

مولانا حامد حسن نقشبندی نے صدر الافاضل کے وصال پر بہت سے تاریخی مادے استخراج فرمائے اور کئی عربی، فارسی اور اردو قطعات قلم بند فرمائے۔ اور اخبار دبدبہ سکندری میں اشاعت کے لیے ارسال فرمائے۔ ساتھ ہی مدیر اخبار کے نام درج ذیل تعزیتی خط بھی تحریر فرمایا۔ احباب ملاحظہ کریں:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

طالب خیریت بخیریت: **حضرت مولانا بالفضل اولانا صدر الافاضل قدس سرہ العزیز** کی وفات حسرت آیات کا نہایت صدمہ ہے ایسا جامع کمالات اب کاہے کو پیدا ہوگا۔ عالم سنت وجماعت کے لیے ان کی رحلت حادثہ عظیمہ ہے اللہ تعالیٰ ان کی روح پاک پر نزول رحمت وبرکات فرمائے۔ میرے حضرت قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری روحی فداہم کو مولانا صاحب مغفور سے خاص تعلق تھا۔ علالت میں بھی حضرت والا مولانا صاحب کی عیادت کے لیے خطوط ارسال فرماتے رہے۔ میں بھی ماہ جون میں جب مرادآباد گیا تو مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا سخت بیمار وضعیف تھے مگر دیر تک بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ اسی مناسبت سے وموانست قلبی کی وجہ سے میں نے مولانا صاحب کی تواریخ رحلت مرتب کی ہیں۔ ارسال خدمت کرتا ہوں۔ میں خود دو مہینے سے برابر علیل وضعیف چلا جاتا ہوں ہاتھ اور قلم قابو میں نہیں۔ جیسا کہ تحریر سے اندازہ ہوگا۔ والسلام۔

احقر حامد حسن قادری کٹرہ خان خاناں آگرہ

[مرجع سابق: ۲۱/ نومبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۵]

جناب حکیم فضل رحیم صاحب دہلوی صدر صوبہ بمبئی جمعیت علما کا غم نامہ

جمعیت علما ممبئی کے صدر حکیم فضل رحیم دہلوی نے درج ذیل تعزیتی تاثرات پیش کیے۔ انہوں نے لکھا:

"چند ہی ہفتے گزرے تھے کہ صدر الشریعہ فقیہ اعظم حضرت مولانا الحاج الحکیم المفتی محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال کا صدمہ جانکاہ قلب سے نہ ہٹا تھا۔ کہ دوسری خبر جانکاہ مرادآباد سے موصول ہوئی کہ **حضرت صدر الافاضل استاد العلماء امام المناظرین مولانا الحاج الحکیم السید الشاہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی ناظم جمہوریت اسلامیہ آل انڈیا سنی کانفرنس** ایک سال علیل رہ کر ۲۲؍ اکتوبر کی شب میں محبوب حقیقی سے جا ملے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سینہ ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

مرحوم نے اپنی ساری زندگی مسلمانوں کی خدمت کے لیے وقف رکھی۔ اور دین اسلام کی بے لوث خدمت کی ہر علم وفن میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ سیکڑوں مدارس عربیہ آپ کی زیر نگرانی تھے۔ مرادآباد میں جامعہ نعیمیہ آپ کی زبردست یادگار ہے جس سے سیکڑوں علما فارغ التحصیل ہو کر نکلے۔ اور ملک کے گوشے گوشے میں خدمات دینیہ انجام دے رہے ہیں۔ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں اور سیکڑوں روحانی اولادیں (شاگرد علما) چھوڑے ہیں۔ میں جمیعت علمائے صوبہ ممبئ قدیم کی طرف سے سب کی خدمات میں پیغام تعزیت پیش کرتا ہوں۔ خداوند کریم مرحوم کو قرب خاص اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

[اخبار دبدبہ سکندری: ۲۱؍ نومبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۶]

مولانا محمد ہادی حسن نعیمی بنگال کا مراسلہ تعزیت

جامع مسجد آدھ پور ضلع ۲۴؍ پرگنہ مغربی بنگال کے خطیب وامام مولانا محمد ہادی حسن نعیمی نے اپنے تاثرات قلبی درج ذیل الفاظ میں قلم بند کیے۔ آپ لکھتے ہیں:

علم وعرفان کا آفتاب غروب ہو گیا

باغ سنیت کا پھول مرجھا کر حلقہ نعیمی میں تاریکی چھا گئی

"آہ یہ جانکاہ خبر انتہائی اندوہ وقلق کے ساتھ سنی گئی کہ دنیائے اسلام کے متبحر وجید عالم دین متین علم وعرفان کا آفتاب **سیدی ومولائی استاد العلما صدر الافاضل حضرت مولانا حکیم الحاج سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب اعلی اللہ مقامہ** نے بتاریخ ۱۹؍ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۲؍ اکتوبر ۱۹۴۸ء جمعہ کا دن گزار کر شب کو ۱۲؍ بج کر ۲۵؍ منٹ پر داعی اجل کو لبیک فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دور حاضرہ میں **حضرت صدر الافاضل اعلی اللہ مقامہ ورحمۃ اللہ علیہ** علم وفضل زہد وتقوی کے اعتبار سے اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ اس قحط الرجال کے زمانے میں **صدر الافاضل** جیسے متبحر جید عالم دین کا اٹھ جانا مذہبی دنیا کے

لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ یوں تو دور حاضرہ میں ماہر علوم دینیہ وفضلاے علوم شرعیہ وآفتاب علم وعرفان کا جو قحط الرجال ہے وہ قدر دان علم وفضل پر روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ لیکن باقیات الصالحات میں جو اہل فضل وکمال ہیں ان میں **حضرت صدرالافاضل** کی ذات گرامی اہل اسلام کے لیے بہت بڑی غنیمت ہستی تھی۔ آپ کے وصال سے جو جگہ خالی ہو چکی ہے اس کا پر ہونا ممکن نظر نہیں آرہا ہے۔ ہمیں اس المناک سانحے میں **حضرت** کے جملہ اعزا واقارب وپسماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔ خداے قدوس سے دعا ہے کہ وہ **حضرت** کو اعلیٰ علیین عطا فرمائے۔ جنت الفردوس میں جگہ دے اور ہم لوگوں کو توفیق صبر ونیز حضرت کے نقش قدم پر چلنے کا جذبہ عطا فرمائے۔ آمین۔

اہل اسلام سے پر زور اپیل ہے کہ وہ ہر جگہ قرآن خوانی فاتحہ خوانی اور غربا میں کھانا تقسیم فرما کر حضرت کی روح پاک کو ثواب پہنچائیں۔

برادران ملت اسلامیہ! **حضرت صدرالافاضل** کی یادگار تو یوں ہر ملک میں موجود ہے وہ کون سا ملک ہے جہاں آپ کا فیض جاری نہیں ہے۔ لیکن جو مرکز جامعہ نعیمیہ مرادآباد ہے جس کے **بانی خاص حضرت صدرالافاضل** تھے اس کا زندہ رکھنا عموماً ہر مسلمان پر اور خصوصاً مدرسے کے فارغ التحصیل علماے کرام پر اس یادگار کو دامے درمے قدمے سخنے تاابد قائم ودائم رکھنا فرض ہے۔ تاکہ **حضرت** کی روح پاک خوش ہو اور دنیا ہمیشہ **حضرت** کے فیض جاریہ سے فیض حاصل کرتی رہے۔"

غم زدہ محمد ہادی حسن نعیمی خطیب جامع مسجد آدھ پور ضلع ۲۴ر پرگنہ مغربی بنگال

[مرجع سابق: ۲۱ر نومبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۶]

حکیم مولانا شائق احمد نعیمی کو صدمہ عظیم

مولانا حکیم شائق احمد نعیمی کے حوالے سے درج ذیل تعزیتی خبر اخبار دبدبہ سکندری میں شائع ہوئی۔ ملاحظہ کریں:

مکرم بندہ جناب مولانا صاحب تسلیم!

آہ افسوس صد افسوس۔ کہ بروز یک شنبہ ۲۴ر اکتوبر کو مرادآباد سے ایک تار ملا جس میں **حضرت استاذ العلماء صدرالافاضل زبدۃ الکاملین بدر المحققین امام المناظرین تاج المفسرین ماحی بدعت حامی سنت رفیع المنزلت عالی منقبت سیدی وسندی معاذی وملاذی کنزی وذخری مولانا مولوی حکیم حافظ سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب قدس سرہ** اس عالم فانی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمام دنیاے سنیت کو رنج والم میں چھوڑ کر داغ مفارقت دے کر اپنے مالک حقیقی سے وصال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس صدمے سے جو موصوف کا حال ہوا وہ قابل تحریر نہیں۔ ابھی یہ غم تھا ہی کہ دوسرا حادثۂ عظیم یہ ہوا کہ سہ شنبہ ۶/ اکتوبر ۱۹۴۸ء مطابق ۲۲/ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ کو ان کی والدہ ماجدہ نے اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔

انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

مولائے کریم اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل میں ان کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے آمین۔ مرحومہ اپنی خاص خوبیوں میں یکتا تھیں۔ عمر کا اکثر حصہ عبادتوں میں گذرا ہمیشہ غربا و مساکین کی امداد مرغوب خاطر رکھتی تھیں۔ یکم نومبر ۱۹۴۸ء کو شہر کی جامع مسجد میں **حضرت صدرالافاضل قبلہ قدس سرہ** کے ایصال ثواب کے لیے خاص اہتمام کیا گیا جس میں عمائدین شہر و معززین قرب وجوار نے شرکت فرمائی۔ مولیٰ سبحانہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

نیاز مند منیجر نعیمی میڈیکل ہال گورنمنٹ رجسٹرڈ کھردہ ۲۴/ پرگنہ

[مرجع سابق: ۲۱/ نومبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۶، ۷]

سید الزماں حمدوی نعیمی کا تعزیت نامہ

سید الزماں نعیمی نے درج ذیل تعزیتی تحریر مدیر اخبار دبدبہ سکندری کے نام ارسال کی۔

آہ دنیائے اہل سنت کی بے نوری

مخدومنا المکرم حضرت مولانا صابری صاحب دامت برکاتہم العالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بندہ مع الخیر رہ کر داعی عوالی مزاج وہاج ہے۔ **حضرت صدرالافاضل** کی رحلت سے صدمہ جانکاہ ہوا ان کی جدائی نے دنیائے اہل سنت کو بے نور کر دیا۔ کوہ غم نے دل کو چور چور کر دیا مگر سوائے صبر چارہ کار ہی کیا۔ مولیٰ تعالیٰ **حضرت استاذنا العلام** کو فردوس بریں میں متمکّن فرمائے۔

سید الزماں حمدوی ہیڈ مولوی عابدہ ایچ پی اسکول مظفر پور بہار

[مرجع سابق: ۲۱/ نومبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۷]

مولانا خلیل اشرفی کچھوچھوی کے تعزیتی تاثرات

مولانا خلیل احمد اشرفی کچھوچھوی کا تعزیتی مراسلہ ملاحظہ کریں۔ وہ لکھتے ہیں:

آہ آفتاب سنیت غروب ہوگیا

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

آہ آہ! افسوس ہزار افسوس!

وہ **عدیم المثال، عدل نواز، رحم دل، ہردل عزیز، دل شاہ، خداترس، حق شناس، حق گو، حق پسند، فدائے مذہب وملت سیدی ومولائی ملجائی وماوائی حضرت صدرالافاضل استاذالعلماء مولانا مولوی مفتی حکیم سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس اللہ سرہ العزیز** ۱۸/ ذی الحجہ ۶۷ھ جمعہ مبارکہ کوراہی خلد بریں ہوئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دنیا اپنی نظر میں تیرہ وتار ہے۔ کہنے کو ہر ذی روح کو جام فنا پینا ہے اور زندگی کا دوسرا نام ہے موت ؎

یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

لیکن ملک میں بہت کم ہستیاں ایسی ہیں جو اپنی ذاتی صفات حسنہ کی وجہ سے ملک میں بڑی سے بڑی ہستی کے مقابلے میں خاص کیا غیر معمولی وقعت کی نظروں سے دیکھی جاتی ہیں۔ اور جن کی وفات کو ملک کے ہر حصہ میں محسوس کیا جاتا ہے۔ چناں چہ **سیدی حضرت صدرالافاضل قدس سرہ العزیز** کی وفات بھی وہ غیر معمولی وفات ہے جس نے مقامی ماتم کے علاوہ ملک کے ہر حصہ میں ماتم برپا کر دیا۔

آہ! یہ آفتاب سنیت ۱۸/ ذی الحجہ کو غیر متوقع طور پر غروب ہوگیا ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روے گل سیر ندیدم بہار آخر شد

اس حرماں نصیب کی دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اس ہستی لامثال کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔"

حضرت مولانا مولوی محمد خلیل صاحب اشرفی کچھوچھوی مدرس جامعہ عربیہ ناگپور

[اخبار دبدبہ سکندری: ۲۱/ نومبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۸]

مفتی محمد عطاء الرحمٰن مظفرپوری کا تعزیتی خط

مولانا فضل حسن صابری کے نام مفتی محمد عطاء الرحمٰن مظفر پوری کا درج ذیل تعزیتی خط شائع ہوا۔ لکھتے ہیں:

محترمی حضرت ایڈیٹر صاحب اخبار دبدبہ سکندری رام پور! السلام علیکم

جناب عالی ۲۷/ اکتوبر کی صبح کو مقامی اخبار روزانہ ہند کلکتہ اور دس بجے بذریعہ کارڈ مرسلہ عزیز محترم مولانا ظفر الدین احمد صاحب نعیمی خلف حضرت صدر الافاضل رضی اللہ عنہ سے **حضرت صدر الافاضل** کی خبر انتقال پر ملال سن کر دنیا تاریک ہوگئی۔ زمین میں حرکت معلوم ہونے لگی۔ دل کا جو حال ہوا، انہ علیم بذات الصدور، خط سے پہلے اخبار دیکھتے ہیں فوراً میں نے ایک عریضہ غم بتوسط حضرت عمر نعیمی صاحب مولانا ظفر الدین احمد صاحب کو روانہ کیا۔ مہا میری جھنڈے کی وجہ سے مجبوراً کچھ نہ کر سکا۔

مورخہ ۷/ نومبر اتوار کو ۶/ بجے فجر کی نماز کے بعد قرآن خوانی شروع ہوئی۔ شہر کے علاوہ مسلمانان چاپدانی، والبوس، پھوابگان، تیلنی پاڑہ، اپٹاگرہ، مابسیریا، ماڑواڑی کلی، کلکتہ پارک سرکس، کے مسلمانوں نے قرآن خوانی اور فاتحہ اور دعا درود میں شرکت کی۔ ۱۱/ بجے تک برابر قرآن خوانی ہوتی رہی۔ سیکڑوں آدمی قرآن خوانی، سینکڑوں کلمہ اور درود خوانی کرتے رہے۔ سوا بارہ بجے اطراف کے علما و حفاظ کے ساتھ ایصال ثواب اور دعا **حضرت** کے لیے کی گئی۔ اس کے بعد فقیر نے تھوڑی دیر **حضرت** کی ذات گرامی اور علمی کارناموں کا تذکرہ کیا۔ لوگوں نے حد سے زیادہ افسوس کیا۔ اور بہت ہی فکر مند ہوئے۔ آواز آنے لگی اب ایسی ہستی کی امید کم ہے۔ الا ماشاء اللہ تعالیٰ۔

اہل انگس نے پوری ہمت کے ساتھ منوں پلاؤ اور قلیہ بنوایا تھا۔ اس پر بھی فاتحہ اور ایصال ثواب ہو کر ہزاروں آدمی کو کھلایا۔ مولیٰ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ باتفاق رائے حضرت مولانا ظفر الدین احمد صاحب خلف اکبر و سجادہ نشین حضرت صدر الافاضل رضی اللہ عنہ سے عرض ہے کہ، الولد سر لابویہ، کے مصداق صحیح اور سچی جانشینی فرما کر سینوں کے پژمردہ لوں کو تازگی بخشیں گے۔ مولیٰ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔

(مولانا مولوی مفتی) فقیر محمد عطاء الرحمٰن (صاحب مظفر پوری مفتی و خطیب جامع مسجد انگس ضلع ہگلی)

[اخبار دبدبہ سکندری: ۲۱/ نومبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۸]

مولانا ابراہیم فریدی بدایونی کا تعزیت نامہ

مولانا ابراہیم فریدی بدایونی نے صدر الافاضل کے وصال پر درج ذیل تعزیتی مضمون قلم بند کیا ملاحظہ کریں:

افسوس صد افسوس ابھی ہماری آنکھیں ہماری حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب رضوی علیہ الرحمۃ کی وفات میں پرنم تھیں کہ دوسرا حادثہ کبریٰ ظہور میں آیا کہ **حضرت صدر الافاضل** بھی ہماری آنکھوں سے پنہاں ہوگئے۔

حضرت صدرالافاضل ہندوستان کے مشہور افاضل اور باوقار خطیب تھے۔جن کی شیریں بیانی حسن مقالی کی عام شہرت تھی۔جن کا علم وفضل مسلم جن کے علمی وقار کے مخالف بھی قائل اور مداح تھے۔جن کی مجلس تدریس کے فیض یاب سیکڑوں باوقار عالم ہندوستان کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہیں،جن سے تدریس وتبلیغ کی محافل گرم ہیں۔ تواضع واخلاق کا وہ مجسمہ کہ جس کو دیکھ کر اسلاف کے اخلاق یاد آجایا کرتے۔**حضرت صدرالافاضل** نے اپنے درس کا اختتام حضرت مولانا گل محمد صاحب علیہ الرحمۃ سے کیا تھا لیکن سارے علوم وفنون کی تکمیل اور تفقہ فی الدین،تبحر علمی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ کے فیوضات وبرکات سے تھے۔اعلیٰ حضرت بریلوی کے فیضان صحبت نے سارے اکتساب علوم میں چار چاند لگا کر **صدرالافاضل استاذالعلماء** کی مسند پر متمکّن کیا تھا۔**حضرت** دین کے بڑے دلدادہ اور اسلام کے پورے شیدائی تھے۔عمر کا بیشتر حصہ احکام الٰہی کی ترویج اور اشاعت علوم دینیہ میں گزرا۔بحق کان خیرفی الحیات۔

عقائد باطلہ کے رد میں متعدّد تصانیف ہیں۔مسائل اختلافیہ کی تحقیق میں کئی تالیف ہیں۔قرآن کریم کی تفسیر میں ''خزائن العرفان'' ہے جو اعلیٰ حضرت بریلوی کے ترجمہ پر چڑھا ہوا ہے۔اعلیٰ حضرت کے ترجمے کے ساتھ دوبار طبع ہو کر ملک میں شائع ہوا جس میں عوام وخواص دونوں کے استفادہ کے سامان ہیں۔یوں تو احقر غفرلہ کو شرف زیارت وملاقات ۱۳۵۱ھ سے حاصل ہے لیکن ۴۵ء سے اس باب میں اہم اضافہ ہو گیا تھا،روابط میں خصوصی استحکام پیدا ہو گئے تھے۔دوبار بدایوں میں قدوم میمنت لزوم اسی غیر معمولی شفقت کا اثر اور علماے بدایوں سے یگانگت اور اسی پر خلوص تعلقات کا ثمرہ تھا۔اس دائمی مفارقت کا صدمہ جو ہنوز محسوس ہو رہا ہے ناقابل تلافی اور بیان معلوم ہو رہا ہے۔ ایک عربی مادہ اور قطعہ تاریخ وصال حاضر ہے۔اور چند قطعے اپنے مخصوص کرم فرما سے لکھائے جن کو اس فن میں بفضلہٖ تعالیٰ مہارت ہے۔(ہم نے تاریخی مادے اور قطعات ایک ساتھ آگے نقل کر دیے ہیں۔وہیں ملاحظہ کریں)

ازعالم باعمل مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی صاحب صدر مدرس شمس العلوم بدایوں

[اخبار دبدبہ سکندری:یکم دسمبر ۱۹۴۸ء۔ص۴]

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی کا غم بالاے غم

ہر　دم　زمانہ　بر　جگرم　داغ　نو　نہد
یک　داغ　نیک　نا　شدہ　داغ　دگر　نہد

سیدی وسندی وذخری لیومی ولغدی ومرشدی صدرالصدور صدرالمدرسین صدرالشریعہ بدرالطریقہ قدس سرہ العزیز کی جدائی نے قلب وجگر پر جو زخم لگائے تھے وہ قیامت تک کے لیے غیر مندمل وناقابل التیام تھے اور اس صدمے نے جو اضطراب کرب پیدا کیا تھا وہ کبھی بھی نہ ختم ہونے والے تھے۔**انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

اس قیامت صغری کے اثر سے ابھی آنکھ سے آنسو تھمے بھی نہیں تھے دل سے ہوک پر ہوک برابر اٹھ رہی تھی کہ **سیدی وسندی صدرالافاضل حجۃ الاماثل بقیہ الاوائل استاذ العلماء قدوۃ الحکما جناب مولانا مولوی سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب قدس سرہ العزیز کی** رحلت کی خبر ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آہ صد آہ۔ یہ کیا ہو گیا کیسے ہو گیا۔ اس زخم پر زخم کی تاب کہاں سے لاؤں۔ اضطراب پر اضطراب کو برداشت کس جگر سے کروں اس کرب میں کرب کو تحمل کس قوت کروں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اے پرستاران توحید جتنا رو سکو روؤ! کہ تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک چھین لی گئی۔ اے قلوب مسلمین تم جتنا تڑپ سکو تڑپو! کہ تمہارا سکون وقرار تم سے دور کر دیا گیا۔

ان العین تدمع والقلب یفجع والکبد یتقطع ولا نقول الا ما یحئ ربنا ویرضیٰ۔

بلاشبہ یہ دونوں حضرات دین وملت کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ ایک آفتاب تھا اور دوسرا ماہتاب۔ بلکہ میری مراد یہ ہے کہ دونوں آفتاب بھی تھے اور ماہتاب بھی۔ دنیائے سنیت کا ہر ہر فرد ان دونوں کا بالکل ویسا ہی محتاج تھا جیسا کہ دن میں آفتاب کا اور رات میں ماہتاب کا۔ ہماری بدقسمتی اور ہزار بدقسمتی کہ ہم چشم زدن میں ان دونوں آفتاب و ماہتاب سے محروم کر دیے گئے۔ آج صرف ہماری ہی آنکھوں کے سامنے اندھیرا نہیں بلکہ تمام دنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ علم وفضل کے آفتاب غروب ہو گئے دن میں اندھیرا ہے شریعت وطریقت کے ماہتاب روپوش ہو گئے۔ رات میں بھی اندھیرا ہے ؎

صبت علی مصائب لو انہا
صبت علی الایام صرف لیالیھا

مجھ پر ایسی مصیبت پڑیں کہ بلاشبہ وہ اگر دنوں پر پڑتیں تو وہ رات ہو جاتے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ اکبر وھو حی لایموت۔** ایک وہ مبارک دور تھا کہ حضور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا سے تشریف لے گئے۔ اور ہزاروں مجتہدین تلامذہ کو جانشینی کے لیے چھوڑا تھا۔ حضور سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی جانشینی کے لیے ہزار محدثین تلامذہ چھوڑے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت قدس سرہ العزیز نے وصال فرمایا اور اپنا جانشین اپنے جزو حقیقی حضرت حجۃ الاسلام کو اور اپنے امجد حضرت صدر الشریعہ کو اپنے **نعیم الدین حضرت صدرالافاضل** کو اور اپنے دوسرے جزو حقیقی آل رحمن حضرت مفتی اعظم (جناب مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب مدظلہ العالیہ کو کیا۔ آہ حسرتاہ! واحسرتا! اب ہم کہاں جائیں، کس کا منہ تکیں، کس کا ہاتھ پکڑیں، کس کو دیکھ کر دل کو تسلی دیں۔ اب اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے امجد کو کہاں سے لائیں۔ ان کے نعیم الدین کو کہاں پائیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان دونوں حضرات نے مذہب اہل سنت وجماعت کی جو گراں قدر خدمات انجام دی ہیں وہ آفتاب کی طرح روشن ہیں۔اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے عہد پاک ہی میں یہ حضرات اعلیٰ خدمات کے منصب پر فائز تھے۔اور آج دنیاے سنیت کا کون سا ایسا متنفس ہے جو ان دونوں حضرات کے علم وفضل کا رہین منت نہیں۔ہندوستان ہویا پاکستان جہاں کہیں بھی علم کی روشنی نظر آرہی ہے وہ انہیں حضرات کے مشکاۃ علم کی کرن ہے۔ہندوستان وپاکستان کے بے شمار مدارس ہیں ان حضرت کے تلامذہ مسند تدریس کی زینت ہیں۔علم وفضل کے تمام اقسام میں یہ دونوں حضرات ماہر کامل تھے اور ایسے جامع کہ یہ دونوں آپ ہی اپنی نظیر تھے۔خصوصیت سے حضرت صدرالشریعہ کا تفقہ اور **حضرت صدرالافاضل** کا مناظرہ وتقریر ایسا مسلم تھا کہ ہر موافق ومخالف ان کو خاتم الفقہا اور خاتم المناظرین تسلیم کرنے پر مجبور تھا۔حقیقت تو یہ ہے کہ ہماری نظروں سے صرف امجد علی اور **نعیم الدین** ہی روپوش نہیں ہوئے بلکہ حدیث وفقہ تفسیر وکلام منطق وکلام معانی وادب منطق وفلسفہ تقریر ومناظرہ کے خزانے انسانی اجساد کی شکل میں سپرد خاک ہوگئے۔بے شک صحیح ہے۔

وھوقول الصادق المصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ لایقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ عن العباد ولکن یقبض بقبض العلما۔

بلاشبہ اللہ عزوجل اس طرح علم نہیں اٹھائے گا کہ اسے بندوں سے چھین لے بلکہ علما کو اٹھا کر اٹھائے گا۔

مولیٰ عزوجل ان حضرات کو ہماری طرف سے اور اپنے دین پاک کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔اوران سے راضی ہوجائے۔اورانہیں راضی رکھے۔اوران حضرات کے اخلاف کو صحیح معنوں میں ان کا جانشین بنائے۔اوران حضرات کے فیوض باطنی وبرکات روحانی سے ہمیشہ ہمیشہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو متمتّع فرمائے۔آمین۔

محمد شریف الحق امجدی خادم الطلبہ مدرسہ عربیہ شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

[اخبار دبدبہ سکندری:۲۱/نومبر۱۹۴۸ء۔ص۷]

تعزیت کنندہ حضرات کے نام شہزادہ صدرالافاضل کا تشکرنامہ

شہزادہ صدرالافاضل صاحب سجادہ عالی جاہ مولانا میاں علامہ ظفرالدین نعیمی کو بے شمار تعزیتی خطوط موصول ہوئے جس پر آپ نے تعزیت کرنے والے احباب کا شکریہ ادا کیا۔چوں کہ فرداً فرداً سب کو خط لکھنا مشکل تھا اس لیے آپ نے اخبار دبدبہ سکندری میں درج ذیل شکریہ نامہ شائع کرایا۔ملاحظہ کریں۔مدیر اخبار لکھتے ہیں:

’’حضرت جناب مولانا مولوی حکیم سید ظفرالدین احمد صاحب نعیمی سجادہ نشین خانقاہ نعیمیہ مرادآباد فرماتے ہیں کہ **حضرت ابی ومرشدی صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ** کے وصال پر ملال سے دنیاے سنیت میں ایک ماتم برپا ہے۔

تمام ہندو بیرون ہند سے احباب نیاز مندان نے جو تعزیتی خطوط و تار ارسال فرمائے ہیں اور جس انداز سے اس فقیر کے ساتھ اظہار ہمدردی فرمایا ہے اس نے اس فقیر کے مجروح دل پر مرہم کافوری کا کام دیا۔ فقیر ان تمام اصحاب کا شکر گزار ہے اور ان کی ترقی دارین کے لیے دعائیں کر رہا ہے۔ تقریباً دو ہفتہ سے بہت علیل ہوں تمام اصحاب کو فرداً فرداً عریضہ حاضر کرنے میں بہت وقت صرف ہو گا۔ اس لیے جناب کے اخبار کے ذریعہ سے تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ والسلام۔"

[اخبار دبدبہ سکندری: یکم دسمبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۴]

تاریخی قطعات وصال اور تاریخی مادے

صدرالافاضل کے وصال پر بہت سے ارباب علم نے تاریخیں کہیں۔قرآن شریف وغیرہ سے سن وصال پر مشتمل تاریخی مادے استخراج کیے۔تاریخی قطعات لکھے۔اخبار مخبر عالم مرادآباد، اخبار دبدبہ سکندری وغیرہ میں ان کی اشاعت بھی ہوئی۔ ہمیں جو دستیاب ہوئے وہ ہم یہاں نقل کیے دیتے ہیں۔البتہ اس سے قبل تواریخ وصال کے حوالے سے مولانا ظفرالدین نعیمی کا درج ذیل گرامی نام پیش کررہے ہیں، جو محترم موصوف نے مدیر اخبار مخبر عالم مرادآباد جناب قاضی سید عبدالعلی عابد رضوی مرادآبادی کے نام تحریر فرمایا، جسے مدیر محترم نے اپنے تبصرہ کے ساتھ اپنے اخبار میں شائع کیا۔ملاحظہ کریں۔مدیر موصوف لکھتے ہیں:

”حضرت مولانا ظفرالدین احمد نعیمی صاحب سجادہ نشین آستانہ نعیمیہ مرادآباد نے ان تواریخ کے ساتھ جو مکرمت نامہ ارسال فرمایا ہے چوں وہ بھی قابل ملاحظہ ہے اس لیے درج ذیل ہے۔(ادارہ)

مکرمی محترم جناب ایڈیٹر صاحب مخبر عالم زاد عنایتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حضرت سیدی ملاذی وملجائی مربی ومرشدی صدرالافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال پرملال سے قلب حزیں کی جو حالت ہے اس کا کچھ اندازہ جناب کو بھی ہوگا۔ **حضرت** کے مریدین، مخلص تلامذہ، اعزا، احباب کے تعزیت نامے جو ہند اور بیرون ہند سے روزانہ آرہے ہیں ان کے تعزیت کے انداز اور تڑپاتے ہیں۔ڈاک آئی اور پڑھی اور زخم دل پھر ہرے ہوگئے۔بہت سے اصحاب نے تاریخیں بھیجی ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ کثرت کار اور ہجوم افکار کی وجہ سے، جناب کی خدمت میں بہت تاخیر سے حاضر کررہا ہوں۔براہ کرم اخبار میں شائع فرماکر رہین فرمائیں۔والسلام خیر ختام۔

فقیر سید ظفرالدین احمد نعیمی۔سجادہ نشین آستانہ نعیمیہ مرادآباد

[اخبار مخبر عالم مرادآباد: یکم دسمبر ۱۹۴۸ء ص ۶]

تاریخی قطعات و مادے از مولانا حامد حسن نقشبندی

مولانا حامد حسن نقشبندی پروفیسر سینٹ جانس کالج آگرہ تاریخ ہائے وصال وغیرہ کے استخراج پر کامل عبور رکھتے تھے۔صدرالافاضل کے وصال پر آپ نے بہت سے تاریخی مادے قطعات وغیرہ تحریر فرمائے۔آپ کی تاریخ گوئی کے حوالے سے ان تواریخ کو نقل کرنے سے قبل مدیر اخبار نے لکھا کہ:

"حضرت الحاج علامہ حامد حسین صاحب قادری کے کمال تاریخ گوئی کی ہر فن داں دے گا۔ اور فقیر مدیر کے داماد نے جو آپ کو تاریخ گوئی کا بادشاہ کہا تھا اس کی تائید کرے گا۔ ان تواریخ کے ساتھ آپ نے جو کرم نامہ (فقیر نے تعزیتی تاثرات کے ضمن میں نقل کر دیا ہے) فقیر مدیر کو لکھا ہے۔ وہ بھی اس قابل ہے کہ ان صفحات میں محفوظ کر دیا جائے۔ (ایڈیٹر)

صدرالافاضل کے وصال پر آپ نے درج ذیل عربی، فارسی اور اردو زبان میں تاریخی مادے اور قطعات تحریر فرمائے۔ ملاحظہ کریں:

از کلک گوہر سلک مورخ بے عدیل جناب مولانا مولوی الحاج حامد حسن صاحب نقشبندی جماعتی پروفیسر سینٹ جانس کالج آگرہ

تلاش تواریخ۔۱۹۴۸ء

بسم اللہ المعز العظیم۔ تواریخ وفات مجمع کمال۔ صدرالافاضل والاجاہ مولانا مولوی حکیم نعیم الدین صاحب۔
۱۳۶۷ھ۔ ۱۹۴۸ء۔ ۱۹۴۸ء

رضی عنہ اللہ الملک الوھاب۔ اعنی موتُ العالِم موتُ العالَم۔
۱۳۶۷ھ۔ ۱۳۶۷ھ۔

تاریخ از کلام مجید۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ۔
۱۳۶۷ھ۔ ۱۳۶۷ھ۔

فات من الدھر صدر الافاضل
کان صفیاً وصار رضیاً
قادری ارَّخت فوت نعیم
عاش تقیاً ومات زکیاً
۱۳۶۷ھ

ولہ

وہ مولانا نعیم الدین صاحب | حق گاہ و حق اندیش و حق آئیں
وہ تھے بھی ہو گئے بھی واصل حق | طفیل حضرت طٰہٰ و یٰسیں
گئے ان کے فضائل ساتھ ان کے | کہاں ہیں اب جو ان میں خوبیاں تھیں
حکیم وفاضل وحاجی و زائر | فقیہ و مفتی و علامہ دیں

وہ جن کی پاک سیرت نیک طینت
خطیب خوش بیان و نکتہ پرور
لکھوں اب قادری تاریخ رحلت
کہ **وہ اہل حق و صدر افاضل**
۷ ۶ ۳ ۱ ھ

کہوں **وہ خضر راہ کعبہ دل**
۷ ۶ ۳ ۱ ھ

کہوں **درویش کامل رحمت حق**
۷ ۶ ۳ ۱ ھ

کہوں **وہ گلستان خلد میں ہوں**
۷ ۶ ۳ ۱ ھ

وہ کنز علم جو مخدوم گیتی
۷ ۶ ۳ ۱ ھ

دو سال عیسوی و ہجری آمد

وہ جن کی رائے صائب قول شیریں
جو کہتے دل میں وہ باتیں اترتیں
جو پوچھے کوئی سال حسرت آگیں
وہ شمع روزگار علم پیشیں
۷ ۶ ۳ ۱ ھ

وہ نجم علم یا توصیف و تحسیں
۷ ۶ ۳ ۱ ھ

کہوں **صدر افاضل کعبہ دیں**
۷ ۶ ۳ ۱ ھ

وہ نیک آہنگ وہ با خوے شیریں
۷ ۶ ۳ ۱ ھ

وحید خلق جو با عز تمکیں
۷ ۶ ۳ ۱ ھ

عظیم القدر بود، آں سرور دیں
۷ ۶ ۳ ۱ ھ ۱ ۸ ۵

۸ ۴ ۹ ۱ ء

دیگر

صدر افاضل زماں خلد میں پاتے ہیں سکون
سال وفات بھی لکھوں **فی الغرفات آمنون**
۸ ۴ ۹ ۱ ء

آمدہ ہم بہ دو مصراع دو سال
کرد چوں صدر افاضل رحلت
فخر اقلیم حکیم حاذق
۸ ۴ ۹ ۱ ء
یافت آرامِ مقام جنت
۷ ۶ ۳ ۱ ھ

دیگر

جانے سے مولانا کے ہیں سب بے سر و پا محو غم
سب بے سرو پا ہوگئے ایسا تھا مولانا کا غم
فضل و سخا رشد و ہدیٰ حلم و حیا عدل و کرم
ض۸۰۰۔خ۶۰۰۔ش۳۰۰۔د۴۔ل۳۰۔ی۱۰۔د۴۔ر۲۰۰۔

۸ ۴ ۹ ۱ ء

اے قادری خستہ دل تاریخ رحلت کر رقم
ہیں رونما اب **درد و غم قہر و جفا رنج و ستم**
د۴۔غ۱۰۰۰۔ق۱۰۰۔ج۳۔ر۲۰۰۔س۶۰۔

۷ ۶ ۳ ۱ ھ

راقم عاجز حامد حسن قادری نقشبندی جماعتی۔ استاد فارسی واردو سینٹ جانس کالج آگرہ

۸ ۴ ۹ ۱ ء۔ ۸ ۴ ۹ ۱ ء ۔

[اخبار مخبر عالم مرادآباد، یکم دسمبر ۱۹۴۸ء ص۶۔ اخبار دبدبہ سکندری: ۲۱/ نومبر ۱۹۴۸ء۔ ص۵]

تواریخ وصال: نتیجہ فکر مفتی غلام معین الدین نعیمی بحوالہ اخبار دبدبہ سکندری

صدرالافاضل کے وصال پر مخدوم میاں مفتی غلام معین الدین نعیمی مرادآبادی نے بہت سے تاریخی مادے اور قطعات تحریر فرمائے۔ کچھ تاریخیں تو آپ کی کتاب ''حیات صدرالافاضل ''میں شامل ہیں۔ البتہ بہت سی تاریخیں ہمیں اخبار دبدبہ سکندری رامپور میں ملیں جو کتاب میں درج نہیں ہیں۔ ہم تمام تاریخیں یہاں نقل کررہے ہیں۔ اس سے پہلے ان تواریخ کے حوالے سے مدیر اخبار دبدبہ سکندری جناب مولانا فضل حسن صابری رامپوری کا تبصرہ ملاحظہ کریں۔ اس کے بعد تواریخ وصال۔ مدیر موصوف رقم طراز ہیں:

''محترم مولانا مولوی غلام معین صاحب نعیمی اشرفی مرادآبادی عرف مخدوم میاں صاحب نے مندرجہ ذیل تواریخ جس محنت سے مرتب کی ہیں ان کی داد اہل علم وفن دیں گے۔ ہم آپ کی عقیدت مندی کو سراہتے ہوئے آپ کی تاریخیں اور قطعات تاریخ ذیل میں ہدیہ ناظرین کرام کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ محترم مولانا مخدوم میاں کو قدرت جزائے عقیدت سے سرفراز فرمائے گی اور آپ روح مقدسہ **حضرت قبلہ صدرالافاضل قدس سرہ** کی خوشنودی حاصل کیے بغیر نہ رہیں گے۔ (مدیر)

قطعات مطبق تواریخ

۱۹۴۸ء

فخر اسلام علامہ دہر۔ عالی صفات فرید العصر۔ گہر کرم راس المتکلمین۔ پاک طینت تاج المفسرین۔

۱۳۶۷ھ۔ ۱۳۶۷ھ۔ ۱۳۶۷ھ۔ ۱۳۶۷ھ

نصیحت گو امام المناظرین۔ بقائے ابدی صدرالافاضل۔ مقتدائے جہاں استاذ العلماء۔ سرور اصفیا غلام مصطفیٰ۔

۱۹۴۸ء۔ ۱۳۶۷ھ۔ ۱۹۴۸ء۔ ۱۹۴۸ء۔

صاحب المجد والکرم قامع ضلالت۔ حسان العجم حامی سنت ماحی بدعت۔ دانائے کامل سرتاج اہل سنت۔

۱۹۴۸ء۔ ۱۳۶۷ھ۔ ۱۳۶۷ھ۔

مرشد برحق وسیدی وماوائی وملجائی وکنزی ونعمی۔ چشمہ الطاف المفتی الشاہ۔

۱۳۶۷ھ۔ ۱۳۶۷ھ۔

آقائی مولانا الحاج الحافظ الحکیم السید محمد نعیم الدین جلالی

۱۹۴۸ء

مقتدائے عالم نوراللہ مرقدہ۔ جعل اللہ السلام الجنۃ مثواہ۔

۱۳۶۷ھ۔ ۱۳۶۷ھ۔

یہ تاریخ وصل ہے۔

۱۳۶۷ھ

اس تاریخ میں یہ صنعت ہے کہ آٹھ جملوں کو چوسٹھ خانوں میں اس طرح تقسیم کیا گیا ہے کہ زیر و بالا راست و چپ جدھر سے پڑھیے تاریخ برآمد ہوتی ہے۔

	۱۳۶۷ھ	۱۳۶۷ھ	۱۳۶۷ھ	۱۳۶۷ھ	۱۳۶۷ھ	۱۳۶۷ھ	۱۳۶۷ھ	۱۳۶۷ھ	
۱۳۶۷ھ	نعمی	کنزی	ماوائی	ملجائی	سندی	سیدی	مرشدی	قبلہ دوجہاں	۱۳۶۷ھ
۱۳۶۷ھ	قبلہ دوجہاں	نعمی	کنزی	ماوائی	ملجائی	سندی	سیدی	مرشدی	۱۳۶۷ھ
۱۳۶۷ھ	مرشدی	قبلہ دوجہاں	نعمی	کنزی	ماوائی	ملجائی	سندی	سیدی	۱۳۶۷ھ
۱۳۶۷ھ	سیدی	مرشدی	قبلہ دوجہاں	نعمی	کنزی	ماوائی	ملجائی	سندی	۱۳۶۷ھ
۱۳۶۷ھ	سندی	سیدی	مرشدی	قبلہ دوجہاں	نعمی	کنزی	ماوائی	ملجائی	۱۳۶۷ھ
۱۳۶۷ھ	ملجائی	سندی	سیدی	مرشدی	قبلہ دوجہاں	نعمی	کنزی	ماوائی	۱۳۶۷ھ
۱۳۶۷ھ	ماوائی	ملجائی	سندی	سیدی	مرشدی	قبلہ دوجہاں	نعمی	کنزی	۱۳۶۷ھ
۱۳۶۷ھ	کنزی	ماوائی	ملجائی	سندی	سیدی	مرشدی	قبلہ دوجہاں	نعمی	۱۳۶۷ھ
	۱۳۶۷ھ	۱۳۶۷ھ	۱۳۶۷ھ	۱۳۶۷ھ	۱۳۶۷ھ	۱۳۶۷ھ	۱۳۶۷ھ	۱۳۶۷ھ	

تاریخ عیسوی، دولت وصل ہے

۱۳۶۷+۵۸۱=۱۹۴۸ء

	۱۹۴۸ء	۱۹۴۸ء	۱۹۴۸ء	۱۹۴۸ء	۱۹۴۸ء	۱۹۴۸ء	۱۹۴۸ء	۱۹۴۸ء	
۱۹۴۸ء	کردہ سفر	سوے بقا	از نزد ما	صاحب عطا	راہ نما	اہل صفا	مژدہ رسا	مولاے ما	۱۹۴۸ء
۱۹۴۸ء	مولاے ما	کردہ سفر	سوے بقا	از نزد ما	صاحب عطا	راہ نما	اہل صفا	مژدہ رسا	۱۹۴۸ء
۱۹۴۸ء	مژدہ رسا	مولاے ما	کردہ سفر	سوے بقا	از نزد ما	صاحب عطا	راہ نما	اہل صفا	۱۹۴۸ء
۱۹۴۸ء	اہل صفا	مژدہ رسا	مولاے ما	کردہ سفر	سوے بقا	از نزد ما	صاحب عطا	راہ نما	۱۹۴۸ء
۱۹۴۸ء	راہ نما	اہل صفا	مژدہ رسا	مولاے ما	کردہ سفر	سوے بقا	از نزد ما	صاحب عطا	۱۹۴۸ء
۱۹۴۸ء	صاحب عطا	راہ نما	اہل صفا	مژدہ رسا	مولاے ما	کردہ سفر	سوے بقا	از نزد ما	۱۹۴۸ء

۱۹۴۸ء	سوے بقا	کردہ سفر	مولاے ما	مژدہ رسا	اہل صفا	راہ نما	صاحب عطا	از نزد ما	۱۹۴۸ء
۱۹۴۸ء	کردہ سفر	مولاے ما	مژدہ رسا	اہل صفا	راہ نما	صاحب عطا	از نزد ما	سوے بقا	۱۹۴۸ء
	۱۹۴۸ء	۱۹۴۸ء	۱۹۴۸ء	۱۹۴۸ء	۱۹۴۸ء	۱۹۴۸ء	۱۹۴۸ء	۱۹۴۸ء	

تاریخی منقبت

نعیم الدین شد فخر الاماثل
فقیہ و عالم و مفتی و عارف
ادیب و خوش بیاں واعظ مقرر
بماند یادگارش بے نظیرے
مفسر ہم محدث ہم مناظر
تعالی اللہ کہ از لب ہاے لعلیں
براے ظاہر و باطن مریضے!
منور شد بفیضش قلب تیرہ
نبی و مرتضیٰ و غوث اعظم
اگر مخدوم خواہی سال رحلت

جلیل المرتبت راس الفواضل
ندارد ہیچ کس مثلش شمائل
ندیدم در جہاں ہر گز مماثل
یکے تفسیر و ہم اکثر رسائل
بسے در ذات او بودے خصائل
کند حل او بسے مشکل مسائل
شفا دارد بفضل حق انابل
مزین شد بذات او محافل
بقرب حق چنیں دارد وسائل
بگو **مشکل کشا صدر الافاضل**

۸ ۴ ۹ ۱ ء

تاریخی قطعات

ز دنیا رفت سوے باغ جنت
ادیب و عالم علم محمد
بگو مخدوم سال ارتحالش
نعیم الدین نعیم فضل ایزد

۷ ۶ ۳ ۱ ھ

دیگر

کردہ سفر بعجلت صدر الافاضل آقا

پیدا شود بقلبش شوق جمال مولا
تاریخ ایں نوشتہ مخدومؔ بندہ اُو
ذی الحجہ نوزدہ شب پیک وصال مولا

۷ ۲ ۳ ۱ ھ

قطعہ تاریخ عیسوی

عزم جنت کرد چوں فخر زماں
ذات او را کل جہاں با یاس دید
زاں کہ ذات عالم دین متیں
رحمت حق بر جہاں باشد پدید
لیگ گفتہ حور و غلماں مرحبا
درمیان اہل جنت گشت عید
تیرہ و تاریک شد دنیاے دوں
ذات او مصباح از رب مجید
سال رحلت گفت مخدومؔ حزیں
بست و سہ شب دور اکتوبر رسید

۸ ۴ ۹ ۱ ء

قطعہ تاریخ در صنعت مہملہ غیر منقوط

مکرم سرور و سردار رہ رو
مکارم اسعد اطوار رہ رو
دل مخدومؔ گو سال وصال او
مطاعم مصدر اسرار رہ رو

۷ ۲ ۳ ۱ ھ

قطعہ تاریخ در صنعت معجمہ منقوطہ

حضرت صدر الافاضل سید و فخر نبیل

والی و سالار ملت ناصح قول جمیل
سال رحلت صنعت منقوط گو مخدومؔ ایں
رفت او در باغ جنت سرور والا جلیل
۸ ۴ ۹ ۱ ء

از نتیجہ فکر مبتذل۔ العبد غلام معین الدین النعیمی المرادآبادی۔ خادم خدام آستانہ معلا
۱۹۴۸ء۔ ۱۹۴۸ء۔ ۱۹۴۸ء

[اخبار دبدبہ سکندری: ۲۰/دسمبر ۱۹۴۸ء ص ۲۔ حیات صدر الافاضل: ص ۲۵۵، ۲۵۶]

ان تواریخ وصال کے ساتھ صاحب سجادہ حضرت مولانا میاں علامہ ظفر الدین نعیمی کی شان میں آپ کی لکھی ہوئی منقبت بھی شائع ہوئی۔ ہم اسے بھی یہاں نقل کیے دیتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

منقبت حضرت سجادہ نشین صاحب خانقاہ عالیہ نعیمیہ مردآباد

جانشین حضرت صدرالافاضل زندہ باد　　زندہ باد اے نائب فخرالاماثل زندہ باد
زندہ باد سبط اکبر شہ نعیم الدین حق　　زیب مسند سرور و راس الفواضل زندہ باد
ہے دعا حق سے کہ سچا جانشیں تم کو کرے　　اورہو اب تم سے جاری فیض کامل زندہ باد
زینت بزم سلوک عارفاں اب ہوگئے　　تاج عرفاں سید و شاہ مماثل زندہ باد
ہو وحید عصر تم اورعلم میں ہو ماہتاب　　کیوں نہ پھر تم سے کریں سب فیض حاصل زندہ باد
جس طرح حضرت سے سب تھراتے تھے اعدائے دیں　　اس طرح ہوجائیں گے خاسردہ باطل زندہ باد
ان کی رفعت ان کی شوکت ان کی سطوت ان کی شان　　حق نے تم کو دے دیے سارے فضائل زندہ باد
کررہی ہیں یوں دعائیں سب نعیمی بلبلیں　　اس نعیمی باغ کے والی کامل زندہ باد
ایک یہ مخدومؔ ہی کیا کہتے ہیں سب حاضرین　　جانشین حضرت صدرالافاضل زندہ باد

[اخبار دبدبہ سکندری: ۲۰/دسمبر ۱۹۴۸ء ص ۲]

تواریخ وصال صدرالافاضل رشحات قلم صوفی صابراللہ شاہ نعیمی مرادآبادی

مخدوم میاں کے والد گرامی حضرت صوفی صابر اللہ شاہ نعیمی صدرالافاضل کے بے حد معتقد اور مداح تھے۔ اکثر اوقات آپ کے ساتھ ہی گزارتے تھے۔ مخلص مشیر اور سچے ہمدرد تھے۔ آپ اردو و فارسی کے بہت ہی ماہر تاریخ گو تھے۔ صدرالافاضل کی وفات حسرت آیات پر آپ نے بھی درج ذیل اردو و فارسی تاریخی قطعات تحریر فرمائے۔ ہم یہاں وہ بھی نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

تاریخی قطعات

کند گریہ نہ چوں ہر کس باز درو فراق اُو
کہ در قلب جہاں دارد بسے عظمت نعیم الدین
مقام و سال رحلت گر کسے پرسد ز تو صابرؔ
بگو حاصل کند آرام در جنت نعیم الدین
۷ ۶ ۳ ۱ ھ

من شنیدم بسے ز اہل دل
ہست بے شک ولی نعیم الدین
گفت سال وصال اُو صابرؔ
رفت پیش علی نعیم الدین
۷ ۶ ۳ ۱ ھ

تاریخ در صورت صوری و معنوی مع تعمیہ خارجہ

درد فراق سے ہے صبر و قرار مشکل — مخفی ہوا ہے جب سے حسن و جمال منعم
آنکھوں سے رات دن میں کرتا ہوں اشک باری — بے تاب کررہا ہے ہر دم خیال منعم
صابرؔ تو صبر کر اب ارشاد پر نظر رکھ — ان کے فیوض جاری ہوں گے ز آل منعم
بماند یادگارش بے نظیرے — یکے تفسیر و ہم اکثر رسائل
کر اشک کا قلم سر صوری و معنوی لکھ — **سن تیرہ سو ہے سڑسٹھ سال وصال منعم**
۹ ۴ ۹ ۱ ء

آخری مصرعہ سے عدد ۱۹۴۹ برآمد ہورہے ہیں۔ لیکن اشک کا سر قلم کیا۔ یعنی الف کا عدد ایک کم کیا تو وصال کا سن عیسوی ۱۹۴۸ء ہوگیا۔

تاریخ در صنعت منقوط

آں امام اہل سنت رفت در قرب الٰہ
سینہ ہائے اہل عالم ازفراقش گشتہ شق
صنعت منقوط صابرؔ سال وصلش ایں بگو
زینت فردوس شد شاہ نعیم الدین حق

۷ ۶ ۳ ۱ ھ

تاریخ در صنعت غیر منقوط

در ثنائے وصف حنش ہر زباں گوید ہمیں
نور نور، ونور نور، ونور نور، ونور نور
مصرع تاریخ صابرؔ غیر منقوط است ایں
عالم علم اللہ مہر کرم مہر صدور

۷ ۶ ۳ ۱ ھ

دیگر

حضرت صدر الافاضل بود عارف و بے مثال
می سزد بر ذات او ہر منصب و جاہ سلوک
مصرع سال وصالش صابرؔ محزوں بگو
منبع اسرار برحق ، سالک راہ سلوک

۷ ۶ ۳ ۱ ھ

[مرجع سابق: ص۲۵۷، ۲۵۸]

تواریخ وصال از مفتی محمد ابراہیم فریدی بدیوانی

مفتی محمد ابراہیم فریدی بدایونی نے صدرالافاضل کے وصال پر درج ذیل تاریخی عربی مادہ اور ایک قطعہ تحریر فرمایا:

مادہ عربی۔ اغفرلہ الودود

۱۳۶۷ھ

قطعہ

شوق نعیم خلد میں حضرت نعیم دیں
دار فنا سے دار بقا کو ہوئے رواں
رضواں نے دی ندا کہ فریدی سن وصال
کہہ دو ملا بہشت بریں میں انہیں مکاں
۱۳۶۷ھ

از عالم باعمل مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی صاحب صدر مدرس شمس العلوم بدایوں

[اخبار دبدبہ سکندری: یکم دسمبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۴]

رشحات قلم از قاضی خلیل الدین نوشہ عباسی بدایونی

ذیل کے مادے اور تاریخیں عالم باعمل مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب فریدی سمتی پوری کی مخصوص فرمائش پر امام المورخین قاضی خلیل الدین صاحب نوشہ عباسی بدایوانی نے تحریر فرمائے ہیں۔ (مدیر)

نعیمی ز نعمائے دیں بہرہ مند شد از دہر و گردید خلد آشیاں
نکو سیرت و نیک خو نیک ذات خوش اخلاق و خوش خو و شیریں زباں
محدث، مفسر، ادیب و خطیب فصیح البیان و طلیق اللساں
بہ ہر معرکہ مرد میدان رزم بہ منبر خوشا واعظ نعت خواں
ز دار فنا رو بعقبیٰ نہاد بشد شامل مجلس قدسیاں
بنوشہ خبر داد رضواں ز خلد **بود جاے صدر الافاضل جناں**
۱۳۶۷ھ

قطعہ

ستون دین برحق حضرت صدرالافاضل تھے
بفرمان الٰہی مذہب بزم حوریاں اب ہیں
نکالا ہے سر الہام سے نوشہ سن رحلت
نعیم خلد بھی حاصل نعیم الدین کو سب ہیں
۸ ۶ ۳ ۱ ھ

نتیجہ فکر نیاز گزیں نوشہ بدایونی۔ اغفرلہ الھادی۔ شعبہ نظم۔
۷ ۶ ۳ ۱ ھ ـ ۷ ۶ ۳ ۱ ھ ـ ۱۳۶۷ھ

[اخبار دبدبہ سکندری: یکم دسمبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۴]

تاریخی قطعات از عزیز حاصل پوری

مشہور تاریخ گو شاعر جناب عزیز حاصل پوری نے صدرالافاضل کے وصال پر درج ذیل تاریخی قطعات تحریر فرمائے۔ ملاحظہ کریں:

آہ حضرت المولینا نعیم الدین صاحب

۸ ۴ ۹ ۱ ء
چھاگئی کیوں آسمان علم پر غم کی گھٹا — بات کیا ہے کس لیے رخ چاند کا دھندلا ہوا
مصرع تاریخ سے معلوم ہوتا ہے عزیز — صاحب صدق ،آفتاب علم وعرفاں چھپ گیا
۷ ۶ ۳ ۱ ھ

قسمت مسلم کی ہے یہ نامرادی آہ آہ — اٹھ گئے اک عالم وفاضل مرادآباد کے
مصرع تاریخ لکھ نوک قلم سے اے عزیز — آہ مولانا نعیم الدین ہجرت کرگئے
۷ ۶ ۳ ۱ ھ

آہ واویلا ہوئے رخصت امام اہل علم — ہے لب ہر مقتدی پر یہ فغان دل خراش
مصرع تاریخ رحلت لکھ عزیز دل فگار — آہ مولانا کے ماتم سے ہوا دل پاش پاش
۷ ۶ ۳ ۱ ھ

غمزدہ احقر الناس عزیز حاصل پوری۔
۸ ۴ ۹ ۱ ء ۔ [اخبار دبدبہ سکندری: ۲۱/نومبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۵]

قطعات تاریخ وصال از احمد مرزا قادری صابرؔ براری کورنگی

ہوئے ہیں راہی سوے عدم صدر الافاضل بھی
تھے جو مشہور نکتہ نہج نکتہ دان ونکتہ چیں
لکھی ہے آپ نے تفسیر قرآن مبیں ایسی
ہے جملہ اہل سنت کے لیے جو باعث تسکیں
نعیمی جو مبلغ دین کے ہیں سارے عالم میں
ہیں سب ہی معتقد اُن کے ہیں اُن کے در کے خوشہ چیں
حقیقت خوب روشن ہوگئی ہے خلق میں صابرؔ
امام، عالم و فاضل تھے مولانا نعیم الدیں

۸ ۴ ۹ ۱ ء

[تاریخ رفتگاں، جلد دوم: ص۲۰]

تاریخی مادے و تاریخی منظومات از طارق سلطان پوری، ضلع اٹک

مجد فضیلت۔ برکت وفضیلت۔

۱۳۶۷ھ ۱۹۴۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۳۶۷ھ

وہ پیکر شریعت وطریقت۔ شاہین رضا۔ مرکز دائرہ فیض۔

۱۹۴۸ء ۱۳۶۷ھ ۱۳۶۷ھ

تاریخی منظوم کلام

ماہ چرخ بصیرت و دانش
آفتاب سپہر فضل و کمال
شیرِ حق، جس سے خائف و مرعوب
دجل و مکر و منافقت کے شغال

کوئی اس کو شکار کر نہ سکا
کم نہ غیروں کی سازشوں کے تھے جال
متحرک برائے -------
تھا سراپا عمل وہ خوب خصال
شامل اجتماع بنارس میں
تھے جہاں اور بھی فرشتہ خصال
عزِ اسلام کے تھے سب طالب
نہ مفاداتِ ذات کا تھا سوال
آج بھی اُس کا ذکر ہوتا ہے
جذبہ عشق کو نہیں ہے زوال
آج بھی اس کی یاد باقی ہے
جس کی رحلت کو ہوگئے کئی سال
باغ فردوس اُس کا مسکن ہو
رحمت حق ہو اُس کے شاملِ حال
”رہنمائے عظیم ما“ طارق
۱۳۶۷ھ
اُس حق اندیش کا ہے سال وصال

دیگر:۔

نعیم الدین کو بخشا خدا نے
مقام اونچا عظیم الشان رتبہ
شبستان نجف کی شمع تاباں
وہ ورد خوب گل زار مدینہ
عظیم اسلاف کا عکس صداقت
وہ اخلاص نیاگاں کا نمونہ
وہ جی داری کی بے لوثی کی تصویر
وہ دانش کا بصیرت کا حوالہ

جبل ہمت کا کوہ استقامت
وہ مجموعہ اوصاف حمیدہ
نشان عظم وتحریک و تہور
مثالی اس کا سوز و جوش و جذبہ
برائے ارتقائے دین و ملت
رہا فعال مرد حق ہمیشہ
وہ علم و معرفت کا صدر مجلس
وہ فقر و اہتدا کا میر حلقہ
رضا کا فیض یاب علم و عرفاں
وہ تھا بے شک رضا کا نور دیدہ
مفسر کنز الایماں کا بھی وہ ہے
اہم تر ہے یہ اس کا کارنامہ
لکھا جو کچھ کہا اس نے وہ لاریب
معارف کا حکم کا ہے خزینہ
وہ ملک کا پر جوش حامی
یقیں محکم ارادہ اس کا پختہ
فراست اس کی حق بینی کا مظہر
بنارس میں دیا جو اس نے خطبہ
خدا نے اس کو بے حد عظمتیں دیں
بھلا سکتا نہیں اس کو زمانہ
رکھا جائے گا یاد اہل ہمم میں
وہ یکتا آدمی مرد یگانہ
اس عالی جاہ کی تاریخ طارق
کہی ہے گلشن فیضان طیبہ
۷ ۶ ۳ ۱ ھ

ذرہ راہ رسول پاک، **محمد عبد القیوم سلطانپوری۔**
۱۴۳۰ھ۔

[انوار الاخیار: ص ۱۱ تا ۱۴]

باب ۲۲

تاثرات و مناقب

مرے آقائے نعمت باصفا صدر الافاضل ہیں
امام اہل سنت با خدا صدر الافاضل ہیں
نگاہیں خم، خمیدہ سر ترے آگے رہیں سب کی
کہا سب نے ہمارے مقتدا صدر الافاضل ہیں
فقط اک میں نہیں دنیا میں کہتے ہیں سبھی سنی
فنا فی اللہ، فنا فی المصطفیٰ صدر الافاضل ہیں

مولانا ابوالاثر محمد عبداللہ تاثیر رضوی

تاثرات مشاہیر

یوں تو صدر الافاضل کی شخصیت کو جاننے ،سمجھنے اور ماننے کے لیے کسی دلیل ،کسی شہادت اور کسی تاثر کی ضرورت نہیں ہے اس کے لیے تو بس آپ کی بے لوث خدمات اور کارنامہائے نمایاں ہی کافی ہیں ،البتہ عام قارئین کے لیے اکابرین و معاصرین علما و دانشوران قوم کے قیمتی تاثرات بہت معاون و مددگار ثابت ہوتے ہیں۔اس لیے ہم یہاں چند مشہور و معتبر علمائے کرام و دانشوران قوم کے قیمتی تاثرات پیش کرتے ہیں۔احباب ملاحظہ فرمائیں:

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت

’’مولنا المبجل المکرم ذی المجد والکرم حامی السنن ماحی الفتن جعل کاسمہ نعیم الدین۔‘‘

میرے نعیم الدین کو نعمت
اُس سے بلا میں سماتے یہ ہیں

اَلَیْسَ نَعِیْمُ الدِّیْنِ عَضَّۃَ حَلْقِکُمْ
یُبَدِّدُ شَمْلَ الضَّالِّیْنَ بِصَوْلَتِہٖ
مَضَی الْوَرْدُ اَبْقَی اللّٰہُ ذَاالزَّھْرَ بَاسِمًا
وَدَامَ نَعِیْمُ الدِّیْنِ غَضًّا بِزَھْرَتِہٖ

کیا(ان کے جانشین)نعیم الدین تمہارا اگلا کاٹنے والے نہیں ہیں ؟جو حملہ آور ہو کر اپنے قہر و سطوت سے گمراہوں کی جماعت کو منتشر کر دیتے ہیں۔

وہ پھول چلا گیا اللہ تعالیٰ اس کلی ،شگوفہ کو ہنستا مسکراتا باقی رکھے۔اور نعیم الدین اپنی آب و تاب کے ساتھ ہمیشہ تر و تازہ رہے۔‘‘

[السواد الاعظم مراد آباد:ماہ رمضان ۱۳۳۹ھ صفحہ ۲۰ تا ۲۴۔الاستمداد علی اجیال الارتداد: مع شرحہ،کشف ضلال دیوبند:مطبوعہ مطبع اہل سنت و جماعت بریلی۔ص ۳۴۔
منظوم تاریخ وفات ماخوذ از ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور شریف پاکستان محرم الحرام ۱۴۲۵ھ صفحہ ۵۶]

شیخ الکل علامہ گل خاں کابلی جلال آبادی

’’اَلفَاضِلُ الکَامِلُ کَرِیمُ المُحیَا کَثِیرُالأَدَبِ وَالحَیَا المُلَازِمُ عَلَی التَّقوٰی المُجَانِبُ للھوٰی مُلَازِمُ الدُّرُوسِ وَجِیبُ النُّفُوسِ العَالِمُ الفَاضِلُ حَاوِیُ الفَوَاضِلِ مَولَوِی مُحَمَّد نَعِیمُ الدِّینِ مُرَادآبَادی۔......

فَأَسْعَدَهُ اللّٰهُ بِبُلُوغِ الأَرَبِ وَأَنَالَهُ فَوقَهُ مَاقَصَدَهُ وَإِلَيهِ اِنْتَدَبَ وَاحْتَفَهُ بِجَبِيلِ النَّوَالِ مَعَ كَمَالِ الأَدَبِ وَحُسْنِ الْخِصَالِ صِفَةً مَولَانَا العَالِمُ الفَاضِلُ حَاوِئُ الفَوَاضِلِ المَولَوِى مُحَمَّد نَعِيمُ الدِّينِ أَصلَحَ اللّٰهُ لَهُ مَا ظَهَرَ وَمَا خَفِيَ۔ ''
[ثبت نعیمی]

تاج العلماء محمد میاں مارہروی

''جناب مکرم ذوالمجد والکرم مولانا و مولوی حافظ سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی زادت فضائلھم جو حضرت امام اہل سنت قدس سرہ کے خلفاے مجاز میں سے ہیں۔''

استاذ العلماء صدر الافاضل رفیع المراتب عظیم المناصب، کثیر المراتب شہیر المناصب دام بالکرم!

[اکمال الکلام فی تاثیر الکرام: ص ۷۴۳۔ مطبع برکاتی پبلشرز کراچی۔
مکتوبات صدر الافاضل]

حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا خاں

''جناب مکرم و محترم ذوالمجد والکرم حامی السنن ماحی الفتن مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی ایدہ اللہ تعالیٰ بالایدوالایادی، کہ من جانب اللہ کونوا انصار اللہ، کہ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ایک قابل اعتماد خالص الاعتقاد سنیوں کی انجمن مرادآباد میں قائم فرمائی۔ جس کی زیر حمایت ایک مدرسہ ہے۔''

[مطبوعہ مطبع اہل سنت و جماعت بریلی]

محدث اعظم ہند:

''کفرستان ہند میں ایک طرف زرکشی و شہرت پسندی کے لیے فرقہ بندی کی ہوس اور توہب پرستی وادعاے نبوت والوہیت کی بدولت وہابیوں، قادیانیوں، چکڑالویوں، نیچریوں وغیرہ کا وجود، دوسری طرف مشرکین ہند کی بلند پروازیاں کہ کہیں ارتداد کا فتنہ برپا کیا۔ اور کہیں قتل وغارت کا بازار گرم کیا، مسجدیں مسمار کیں اور کتاب مقدس کی بارہا توہین کی نیز چند مدعیان اسلام کو دام فریب میں لاکر اپنا ہمنوا بلکہ پجاری بنایا۔ یہ اسلامی قلب کو تھرا دینے والے واقعات ایسے نہ تھے جو مسلمانان ہند کو دیر تک غفلت میں رہنے دیں۔ چناں چہ وہ وجود مقدس وذات مبارکہ جس نے اسلام کے اس نازک وقت میں سب سے پہلا قدم میدان عمل میں رکھا۔

حضرت حجۃ الاسلام استاذ العلماء مولانا سید نعیم الدین صاحب قبلہ اشرفی جلالی ہیں آپ کا دردمند اور حساس قلب کلمات صبر و سکون سے مطمئن نہ رہا۔ اور بالآخر آپ نے ایک مرتبہ ہندوستان کے مشرق و مغرب پر اپنے انوار

صداقت کی تجلیاں ڈالیں اوراسی آفتاب حقانیت کا مطلع مرادآباد سے طلوع ہونے کا منتظر تھا جس کا نام آل انڈیا سنی کانفرنس ہے....

[ماہنامہ اشرفی: شوال ۱۳۴۳ھ، ص ۱۳]

مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضاخاں

”مجھے حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمہ سے محبت ہی ایسی تھی اور وہ میرے اوپر عنایات ہی ایسی فرماتے کہ مرادآباد کے دن عید کا لطف اور راتیں شب برات کا مزہ دیتی تھیں۔“

[روداد جامعہ نعیمیہ مرادآباد: یکم جنوری ۱۹۵۷ء۔ ص ۵]

صاحب سجادہ اجمیر شریف سید آل رسول

”اس جماعت کے تمام افراد صحیح عقائد سے بے خبر ہیں۔ اور وہ عقائد حقہ اور باطلہ کے درمیان امتیاز کی پوری قابلیت نہیں رکھتے۔ اور کوئی مکمل تنظیم نہ ہونے کے باعث ادنیٰ ادنیٰ ترغیب پر صراط مستقیم سے بھٹک کر لامذہبیت اور گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ روز بروز ان کی تعداد کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اوران کا وقار کم ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر واحسان ہے کہ اس اہم ترین فریضہ کا احساس سب سے پہلے ہمارے **حضرت صدرالافاضل مولانا مولوی الحاج حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ العالی** کو پیدا ہوا ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس کا بیڑا اٹھایا ہے کہ ملک بھر میں امکانی تدابیر کے ساتھ اس عظیم الشان جماعت کی مکمل تنظیم کی جائے۔.....ان کے باہمی اختلافات مٹادیے جائیں۔ اتحاد واتفاق اوراخوت وعمل کے ساتھ اس جماعت کے وقار کو زندہ کیا جائے۔“

[دبدبہ سکندری: ۳۱/ دسمبر ۱۹۴۵ء ص ۷، بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، ۲۷۳، ۲۷۴]

مولانا سید شاہ رشید الدین فردوسی بہار

”منصف مزاج کے لیے یہ تقریر کافی ہے۔ میں حالات حاضرہ کو پڑھ کر خوشی سے لوٹ پوٹ ہو گیا۔ اوردل باغ باغ ہو گیا۔ واللہ آپ کی تقریر عجیب پر تاثیر ہوتی ہے۔ آپ پر میں قربان جاؤں یہ سحربیانی آپ کا حصہ ہے۔ زبان لطیف وشیریں اس پر علمی زوراور پھر اردو نہایت بلیغ وفصیح۔ ع

آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

[ماہنامہ السواد الاعظم: ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ۔ ص ۲]

ملک العلماء علامہ ظفر الدین رضوی بہاری

"حضرت صدر الافاضل، استاذ العلماء، جامع معقول و منقول، حاوی فروع واصول، واعظ شیریں زباں، مقرر جادوبیاں، مجی مخلصی جناب مولانا مولوی حافظ حکیم حاجی سید نعیم الدین صاحب اشرفی رضوی پرنسپل جامعہ نعیمیہ مرادآباد...... میں یقین کرتا ہوں کہ آج کی تقریر سے دس سال کی کلفت ہم لوگوں کی دور ہو جائے گی۔ اور آپ کی تقریر ہماری دینی، ایمانی، روحانی مسرتوں کا باعث ہوگی۔"

[تنویر السراج فی ذکر المعراج۔ مخطوطہ: ص ۲، ۳]

علامہ عبدالحامد بدایونی

"**حضرت استاذ العلماء مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی** کی ایک ایسی عظیم شخصیت تھی، جو ہندوستان کے حلقہ اہل سنت اور اس کے علمائے و مشائخ کی تنظیم واتحاد کی علم بردار تھی۔"

حضرت استاذ العلماء صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ علما میں ایک ایسے فرد کامل تھے جو تقریر و تحریر، درس و تدریس، صرف و نحو تفسیر و حدیث، فقہ و کلام، فلسفہ و منطق، ریاضی و اقلید وغیرہ علوم و فنون میں اس درجہ مہارت رکھتے تھے کہ ہر فن کی اوسط و اعلیٰ کتابیں بیسیوں بار پڑھائیں۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ ہر فن کی کتاب کا پہلے نفس مضمون ادا فرماتے پھر اس کی تشریحات کرتے اپنی طرف سے اعتراض قائم کرکے جوابات دیتے، کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑتے، نہ کسی اعتراض کی کوئی بات باقی رہ جاتی۔ ذہین و فطین طلبہ مطالعہ میں بہت سے اعتراضات و ابہامات لے کر جاتے مگر حضرت اپنے علمی تبحر اور ذکاوت سے کسی اعتراض کا موقع ہی باقی نہ رہنے دیتے۔ طلبہ پر ان کی شفقت بزرگانہ اس درجہ تھی کہ ہر ایک طالب علم یہی سمجھتا تھا کہ مجھے زیادہ چاہتے ہیں۔ طلبہ کی علمی، رہائشی اور دیگر ضروریات پر نظر رکھتے طلبہ کو محنت وسادگی اور اخلاق نبوی کا خصوصی درس دیا جاتا۔"

[سواد اعظم لاہور کا حیات صدر الافاضل نمبر: ۱۹، ۲۶ / جون ۱۹۵۹ء ص ۳۷]

تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی

"ملک نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ آج سرزمین ہند میں حضرت موصوف کے زبان و قلم کو اللہ تعالیٰ نے جو کمال دیا ہے اس کی نظیر موجود نہیں ہے، اس کا مخالفین کو بھی اعتراف ہے۔ غیر مسلموں کو بھی اقرار ہے۔ جہاں جس مجمع میں کسی مبحث پر تقریر فرمادی دل تسخیر کرلیے۔ اور بڑے بڑے نامدار افاضل اور شہرہ آفاق متبحر علما کو یہ کہتے سنا کہ جو مضامین حضرت نے بیان فرمائے ان سے کبھی کان آشنا نہ تھے۔ دلائل کے زور وقوت کا یہ عالم کہ مخالف کو سر اٹھانے کی تاب

باقی نہیں رہتی۔ اور ہر صاحب علم وانصاف یہ کہنے کے لیے مجبور ہوجاتا ہے کہ جو آپ فرماتے ہیں وہ واجب التسلیم ہے۔ حسن بیان اور لذت کلام کا لطف تو سننے والوں ہی سے پوچھیے!۔"

اور فرماتے ہیں:

حضرت صدرالافاضل مدظلہ العالی کی تقریر و تحریر کا آج تمام ملک میں شہرہ ہے اور اہل ذوق **حضرت** کے ایک ایک کلمہ کو بار بار مطالعہ کرتے ہیں اور **حضرت** کے رشحات قلم اہل علم کی مجلسوں کی زینت ہوتے ہیں۔

تقریر میں وہ تسخیر ہے کہ دشمن بھی مدح کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ قوت دلیل زور بیان کے سامنے کسی سرکش کی مجال نہیں کہ گردن اٹھا سکے۔ ہندوستان کے بڑے بڑے مشہور افاضل جن کے علمی فیض کے احاطے بہت وسیع ہیں انہوں نے عام مجمعوں میں **حضرت صدرالافاضل** کا وعظ سن کر بے تکلف فرمادیا ہے کہ یہ حقائق یہ علوم یہ طرز بیان **حضرت صدرالافاضل** کے ساتھ خاص ہے۔ آج تک ان علوم سے کان آشنا نہ ہوئے تھے۔ قرآنی علوم کے بیان کرنے میں اللہ تعالیٰ نے **حضرت** کی زبان مبارک کو ایک خاص منزلت عطا فرمائی ہے۔"

[ماہنامہ السوادالاعظم: جمادی الاخریٰ ۱۳۵۳ھ۔ ص ۷،۸۔ ذیقعدہ و ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ ص ۱۴]

ابوالحسنات علامہ سید محمد احمد نعیمی

"میں حضرت استاذ العلماء کے فضائل و فواضل میں اگر اخلاقیات پر عرض کروں تو ایک دفتر بن جائے۔ مختصر اتنا ہی عرض کرسکتا ہوں، کہ حضرت ممدوح مجسمہ اخلاق نبوی تھے۔ دوست اور دشمن ہر ایک ممدوح کی طرف نظر احترام ڈالتا تھا۔ قوت بیانیہ میں قدرت نے وہ بلند مقام ودیعت فرمایا تھا کہ میں نے بڑے بڑے انگریزی داں طبقے کے سرکشوں کو گردن جھکاتے دیکھا۔ قوت دلائل میں یہ دست گاہ حاصل تھی کہ معترض کے اعتراض کو سن کر ہم متحیر ہوتے تھے، کہ اس کا جواب کیا ہوگا۔ مگر ممدوح کے بے ساختہ الفاظ میں وہ راز ہوتے تھے کیا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ اعتراض حضرت کے علم میں تھا، اور اس کے جواب میں پوری تیاری فرمائی ہوئی تھی۔ غرض کہ مہمان نوازی، غریب پروری، احقاق حق پر بے باکی، ان تمام ہی صفات میں حضرت اپنی مثال آپ ہی تھے۔"

[ہفت روزہ سواد اعظم لاہور کا حیات صدرالافاضل نمبر: ۱۹،۲۶/ جون ۱۹۵۹ء۔ ص ۳۴]

قاضی احسان الحق نعیمی

"لیکن میں کیا بتاؤں کہ میری زندگی کا رونگٹا رونگٹا حضور صدر الافاضل کے احسانات سے لدا ہوا ہے۔"

اور فرماتے ہیں:

"**حضرت صدرالافاضل مدظلہ** کے مشاغل بہت زیادہ ہیں۔ ایک ذات ہے اور اس کے لیے کاموں کا ہجوم

ہے۔ ہندوستان بھر کے استفتے چلے آتے ہیں۔ مدرسہ کی نگرانی۔ ان طلبہ کی تعلیم کا سرانجام جو **حضرت** ہی کی امید پر اپنے وطن ترک کر کے غربت و سفر اختیار کرتے ہیں۔ تصنیف و تالیف، وعظ و تقریریں، مطب کے مشاغل اور دوسرے ضروری دینی کام۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے اس کا کرم اپنے جس بندے سے جو چاہے کام لے، ورنہ اس قدر کاموں کا ہجوم انسان کو متحیر کر دیتا ہے۔ کیا کرے کیا نہ کرے۔"

[مقدمہ اطیب البیان: ص ۱۵۸۔ ماہنامہ السواد الاعظم مرادآباد: صفر ۱۳۵۲ھ۔ ص ۱۵، ۱۶]

اجمل العلماء مفتی اجمل حسین سنبھلی

اہل سنن کے مقتدا اہل ولا کے پیشوا
دین متیں کے رہنما حق نے جنہیں ولا دیا
خدمت دیں تھی جن کی خو ایسی تھی جن کی گفتگو
علم کی مہکی جس سے بو سر خفی سکھا دیا
جس نے کیے ہزار ہا عالم دین مصطفیٰ
جس نے بدوں کو بر ملا عابد حق بنا دیا
حضرت شہ نعیم دیں نائب شاہ مرسلیں
ہند میں جس نے بالیقیں دین نبی جِلا دیا

[دیوان اجملی، قلمی، ص ۲۳]

صدر العلماء علامہ غلام جیلانی میرٹھی

"**حضور صدر الافاضل** و حضرت صدر الشریعہ ہمارے استاد تھے، جن کا پورے ہندوستان میں کوئی جواب نہیں تھا۔ ان کے زمانے نے ان جیسا آفتاب علم و فضل نہیں دیکھا..... میرے ان ساتھیوں کا کوئی جواب نہیں تو پھر اساتذہ کرام کا جواب کوئی کہاں سے لا سکتا ہے؟۔"

[شارح بخاری نمبر، کنزالایمان دہلی: اپریل ۲۰۱۱ء۔ ص ۸، ۹]

مولانا یونس نعیمی سنبھلی

"**حضرت استاد العلماء فخر الاماثل صدر الافاضل مولانا مولوی مفتی الحاج شاہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس سرہ العزیز** تھے جن کے فضل و کمال اور علم و عمل سے ہندوستان و پاکستان ہی نہیں بلکہ دوسرے ممالک بھی

واقف وباخبر ہیں۔"

[روداد جامعہ نعیمیہ مرادآباد: ۱۰/ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۷ھ ۱۹/ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۸ھ۔ مطابق یکم جنوری ۱۹۵۸ء لغایۃ ۳۱/ دسمبر ۱۹۵۸ء]

مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن نعیمی

"حضرت صدرالافاضل قدس سرہ نے مجھے متبنیٰ بنایا ہے"[حیات مجاہد ملت کے چند ادوار سابقہ: ص۱۹]

خدا کا شکر ہے کہ **حضرت استاذ محترم صدرالافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ** کے جامعہ نعیمیہ کی نئی بہار دیکھنا نصیب ہوا....بالآخر حضرت کا خلوص رنگ لاکر رہا۔۔"

[روداد جامعہ نعیمیہ مرادآباد: جنوری ۱۹۵۹ء لغایتہ ۳۱/ دسمبر ۱۹۵۹ء۔ ص۱۰]

محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد خاں

"فقیر حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ امجد علی اعظمی رضوی مصنف بہار شریعت قدس سرہ، کا شاگرد ہے۔ مگر **حضور صدرالافاضل علیہ الرحمۃ** کا اپنے استاذوں کی طرح احترام کرتا ہے اگرچہ **حضور صدرالافاضل** فقیر کے استاذ نہیں مگر وہ اپنے اساتذہ کی طرح انتہائی شفیق ومہربان رہے ہیں۔ اور ہم لوگوں پر زیادہ شفقت وعنایت فرماتے رہے ہیں"

[تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدرالافاضل: ص۱۴۱]

مفتی عبدالرشید نعیمی فتحپوری

"درحقیقت آپ کے الطاف وعنایات وہ تھے کہ ہم والدین کی محبتوں کو بھول گئے۔ اور ہمیں فراق کے کلمے بہت شاق گزرے۔ ہم عاقبت میں بھی آپ کے دامنوں کے ساتھ وابستہ رہنے کے آرزومند ہیں۔ تمام ہدایات پر جان ودل سے عامل رہیں گے۔ اور فرماں برداری میں کبھی قصور نہ ہوگا۔"

[السواد الاعظم: رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ۔ ص۱۳، ۱۴]

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی

"**حضرت مرشد برحق** سید بھی تھے اور بے مثل عالم دین بھی۔ علمائے دین جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سید اولاد۔"[دیوان سالک: ص۳۸]

"خود میرا اپنا واقعہ ہے کہ جب میں مینڈو سے مرادآباد پڑھنے آیا۔ تو نہ دین ومذہب ٹھیک تھا نہ اعمال، کیوں

کہ دیوبندیوں کی صحبت ملی تھی۔ اسی ذات کے صدقہ سے مجھے ایمان ملا اور علم سے قلب منور ہوا۔"

"میرے پاس جو کچھ ہے صدر الافاضل کا عطا کردہ ہے"

"**میرے مرشد برحق ولی نعمت حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب قدس سرہ** بفضلہ تعالیٰ جامع کمالات تھے۔ علوم عقلیہ ونقلیہ کے علاوہ بہت سے فنون میں پوری مہارت تھی۔ جیسے خوشنویسی، علم طب وغیرہ۔ چناں چہ آپ لاٹھی گھمانے، لاٹھی چلانے کے بھی استاد تھے۔ جسے اہل فن بانا اور بنوٹ کہتے ہیں۔"

[دیوان سالک: ص ۳۸۔ حیات سالک: ص ۸۰۔ تفسیر نعیمی: جلد ۳ پارہ ۷۔ سورہ انعام۔ ص ۳۸۶، ۳۸۷]

مفتی آل حسن نعیمی سنبھلی

"یہ خادم آل حسن نعیمی سنبھلی بھی انہیں کا فیض یافتہ ہے۔ کہاں تک ان کے شاگردوں کی تفصیل لکھی جائے۔" [عکس مضمون]

علامہ نور الصفا نعیمی

"انی خدمته منذ سنتین لیلاً ونهاراً بها قال لی ما فعلت لما فعلت وما لم افعل لما ما فعلت وكتب لی رسالة فی ساعتین المسمیٰ "بمیزان النفس" ما یری شوقی بحصول علم الحدیث نقش لی اسم الذات وامرنی ان انظر الیه ومنعنی عن مسمیزم رحمة الله علیه ونفعنا الله ببركاته فی الدین والدنیا والآخرة"

یعنی دو سال تک رات ودن میں نے ان کی خدمت کی، کبھی میرے کیے کام پر انھوں نے یہ تک نہیں کہا کہ تو نے یہ کیوں کیا؟ اور جو کام میں نہیں کر سکا ان پر کبھی یہ نہیں کہا کہ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا؟ علم حدیث کی تحصیل میں میرا شوق دیکھ کر انھوں نے میرے لیے ۲ر گھنٹے میں ایک رسالہ بنام "میزان النفس" تحریر فرمادیا۔ میرے لیے اسم ذات (اللہ) کا نقش تیار فرمایا اور مجھے اسے دیکھنے کا حکم دیا اور مسمیر زم سے مجھے منع فرمایا۔ اللہ کی ان پر رحمت ہو اور اللہ عزوجل دین، دنیا اور آخرت میں ان کی برکتوں سے ہمیں نفع اندوز فرمائے" [نور المغیث فی اصول الحدیث: ص ۴۲]

علامہ نور اللہ نعیمی

"حضرت اعلی الحضرت استاذ الاساتذہ، جهبذ الجهابذة، مجمع الفضائل و منبع الفواضل، بدر الكامل و صدر الافاضل، حضرت مولانا محمد نعيم الدين، متع الله تعالیٰ المسلمات و المسلمين بطول بقائه و تقفية آلائه و اجراء نعمائه و ابقاء عطائه"

[مکاتیب صدر الافاضل: مرتبہ نعیمی]

سرکار کلاں

"میں **صدر الافاضل** کا شاگرد ہوں، ان کی نوازشات بے شمار ہیں۔ میرا بہت خیال رکھتے تھے۔ ان کے سامنے بڑے بڑوں کا پتہ پانی ہو جاتا تھا۔ اگر وہ آج ہوتے تو جو لوگ دقاق وقت اور محقق و مفتی زمانہ بنے بیٹھے ہیں سب کی چوکڑی بند ہو جاتی" [سرکار کلاں بحیثیت مرشد کامل: ص۷۹]

حافظ ملت

مسلمانو! آج جب کہ عبد العزیز الجامعۃ الاشرفیہ کا سنگ بنیاد رکھ کے آیا ہے، تو اس یقین کے ساتھ آیا ہے کہ **حضرت صدر الافاضل رضی اللہ عنہ** کی پیش گوئی کا مظہر اور مشار علیہ یہی الجامعۃ الاشرفیہ ہے۔ یہ **حضرت صدر الافاضل رضی اللہ عنہ** کی دور بینی کی کھلی ہوئی کرامت ہے، جسے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے۔"

"**صدر الافاضل** تو در اصل بادشاہ تھے۔"

[تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت: ص۳۳۵، ۳۳۶۔ مقدمہ اطیب البیان: ص۱۴۸]

مفتی حبیب اللہ نعیمی

"**حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ** کا مرہون منت رہوں گا۔ **حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ** کا روحانی فیض اور رب کریم کا فضل ہے کہ تھوڑی تنخواہ میں بحسن و خوبی گذارا ہو جاتا ہے۔"

[مقدمہ، حبیب الفتاوی: ج۱ص۵۴]

مولانا سید ارشاد حسین نعیمی شیش گڑھی

نعیم دین متیں مولوی نعیم الدین
غنیم غنچہ دیں مولوی نعیم الدین
زمانہ کہتا ہے صدر الافاضل اصناف
کہ منتخب ہو تمہیں مولوی نعیم الدین

[جذبہ دل حصہ اول، مطبع چشتی پریس دہلی: ص۱۷]

مفتی اعظم راجستھان، مفتی اشفاق حسین نعیمی سنبھلی

''**صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ السامی** علم و فن کے بحر ذخار تھے۔ خدائے تبارک و تعالیٰ نے آپ کو بے شمار فضائل و محاسن سے آراستہ فرمایا تھا۔ چاہے وہ علمی لیاقت ہو یا فقہی بصیرت یا سیاسی و سماجی بصیرت ہو سب میں اپنی مثال آپ تھے۔ میں جہاں آپ کے علم و فضل، زہد و ورع، سے متاثر ہوں وہیں پر آپ کی ''سنی یکجہتی و اتحاد'' سے بہت زیادہ متاثر ہوں۔ آپ نے ہی علمائے بدایوں و علمائے فرنگی محل کو علمائے بریلی سے ملایا۔ یہ آپ کا وہ عظیم الشان اور لاجواب کارنامہ ہے جسے کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔''

اور فرماتے ہیں:

انہیں نابغہ روزگار اور متعدّد الجہات شخصیات میں سے **ایک انتہائی قد آور اور شہرہ آفاق شخصیت صدر الافاضل فخر الاماثل، حضرت علامہ مفتی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ** کی تھی جو اپنے عہد کے مفسر اعظم، مناظر اعظم، اور مدبر اعظم تھے۔ حضرت صدر الافاضل کو اگر ایک طرف علمی و سیاسی دنیا میں نمایاں مقام حاصل تھا تو دوسری طرف نجدیت وہابیت کی مطلق العنان سرگرمیاں آپ کی حقانیت و صداقت کے سامنے سرنگوں ہو کر رہ گئیں تھیں۔ آپ کی ذات کشور علم و فن کی وہ تاجدار تھی کہ جس کے دبدبے و تمکنت کے سامنے بڑی سے بڑی علم و فن کی انجمن دست بستہ کھڑی نظر آتی تھی اپنے دور کے بڑے بڑے فقیہ، محدث، مفکر، مفسر، مدبر آپ کے آگے سر بزانو ہوتے نظر آتے تھے۔ یقیناً **حضور صدر الافاضل** صحیح معنوں میں عارف باللہ اور ولی کامل تھے۔''

[معارف مفتی اعظم راجستھان: ص ۳۸۴۔
تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل: ص ۲۴۸]

مجاہد دوراں

حضرت صدر الافاضل کی نظر انتخاب مجھ پر پڑی۔...... اس طرح سے میری سیاسی زندگی کا آغاز ہوا۔ **حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ** کی دور بین نگاہیں جیسے میرے اندر یہ صلاحیتیں دیکھ رہی تھیں جو یہ کام میرے سپرد کیا۔ اور پھر ایک زمانہ وہ بھی آیا کہ اپنے وطن میں بلا کر مجھے پارلیمنٹ کی ممبری سے نواز دیا۔ آج آپ حضرات مجھ کو سرزمین ہندوستان کی پارلیمنٹ سے لے کر میدان تقریر و سیاست میں جو کچھ دیکھ رہے ہیں اس میں **حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ** و میرے اساتذہ نیز میرے ہم عصر علما کا کرم میرے ساتھ شامل حال رہا ہے۔''

[نسیم حجاز: ص ۱۴، ۱۵]

مفتی محمد حسین نعیمی سنبھلی

''حضرت علوم وفنون مروجہ کی مہارت کاملہ کے علاوہ سخاوت، اخلاق، سیاست، تقریر اور جذبہ تبلیغ میں ہم عصروں سے فوقیت رکھتے تھے۔ بے شمار تصانیف، ہزارہا تلامذہ، دارالعلوم جامعہ نعیمیہ مرادآباد، تفسیر خزائن العرفان، آسمانی کرہ آپ کی خاص یادگاریں ہیں۔ جن سے آپ کی عظیم شخصیت کا پتہ چل سکتا ہے۔ اس فن کے اکثر استادوں کا فیصلہ ہے کہ اتنا جامع اور کامل کرہ آج تک دیکھنے یا سننے میں نہیں آیا۔''

[ہفت روزہ سواداعظم لاہور کا حیات صدرالافاضل نمبر: ۱۹،۲۶/ جون ۱۹۵۹ء۔ ص ۳۶]

مفتی سید غلام معین الدین نعیمی

'' **اعلیٰ حضرت سرتاج اہل سنت تاج المفسرین راس المتکلمین صدرالافاضل استاذالعلماء سیدی ومولائی مرشدی مولانا الحاج حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنی لازالت شموس فیضانہ** جو چمنستان معرفت کے عندلیب میدان شریعت کے شہسوار علم وفضل کے آفتاب نور وعرفان کے ماہتاب زمانہ حاضرہ کے لیے بے مثال ادیب، دور پرفتن کے بے نظیر مناظر وخطیب، مذہب سنیت کے مہکتے پھول.... کے در بے بہا، عالم کے مرجع، جہان کے مستجاب الدعوات تھے۔ آپ کی ذات والاصفات عالم سنیت کے لیے ایک بہار اور دین مستقیم کے لیے عماد وبنیاد تھا۔ ان کا وجود قدسی جہاں کے لیے رحمت تھی۔ خاص کر سنیوں کے لیے نعمت عظمیٰ تھی جن کی ذات کریم دنیا اور اہل دنیا سے بے نیاز رہی۔ عمر شریف کا کوئی حصہ خدمت دین مستقیم سے خالی نہیں۔ ہر آن ذکر حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق یاد الٰہی میں محو تھا۔''

[اخبار دبدبہ سکندری: ۱۱/ نومبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۵]

''میرے اور سب **اہل سنت کے آقا ومولیٰ حضرت سیدی ومولائی صدرالافاضل قدس سرہ العزیز** کی ذات گرامی دنیائے علم وعالمیان کے لیے محتاج تعارف نہیں۔ وہ ذات اقدس اس جہاں کے لیے ایک نمونہ اسلاف تھی۔ طور وطریقہ میں ہی نہیں خلق وخلق ہر ادا میں طرق اسلاف ہمیشہ محفوظ خاطر رکھا۔ آج اگر ان کے اسوہ حسنہ کی ایک ایک ادا پر بنظر عمیق اتم اکمل غور وفکر کریں تو ان کو لطف ہی آجائے ؎

آنکھ والا ترے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

نمود ونمائش سے احتراز، عجب وتفاخر سے اجتناب، سادہ زندگانی، رنگ اسلاف میں سرشار، خدمت دین وملت میں ہمہ تن نثار، وصاف حبیب خالق کون ومکاں، علیہ التحیۃ والثناء، بھلا ان کو دنیا اور اہل دنیا کی کیا پروا۔ ان کی

پاپوش مبارک کو غرض انہیں کوئی کیسا ہی سمجھے۔ ان کو اپنے محبوب کے ذکر و شغل سے سرو کار، کسی نے کچھ گمان کیا تو گوارا کیا۔ کسی نے کچھ کہا تو صبر کیا۔"

[مرجع سابق: ۱۲/ دسمبر ۱۹۴۹ء ص ۵]

علامہ سید عبد السلام باندوی

"**گل گلزار سیادت، شمع شبستان ہدات، حضرت صدر الافاضل، فخر الاماثل استاد العلماء علامہ الحاج الحافظ الحکیم مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب قدس سرہ** کی ذات ستودہ صفات اہل علم میں اظہر من الشمس ہے۔ جن کی تبلیغی کاوشوں اور تبلیغی سرگرمیوں سے صرف پاکستان اور ہندوستان ہی نہیں اطراف واکناف نیز ممالک اسلامیہ کے لوگ مستفیض اور ان کی بارش علم و فضل و کمال جود و نوال سے فیض پانے والا زبان حال سے کہتا ہے ؎

ذرہ ام لیکن ز مہر بوتراب
آفتابم آفتابم آفتاب

[سواد اعظم لاہور کا حیات صدر الافاضل نمبر: ۱۹، ۲۶/ جون ۱۹۵۹ء۔ ص ۴۳]

مفتی نذیر الاکرم نعیمی

"**حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل استاد العلماء مرجع الفضلا امام المناظرین رئیس المتکلمین مولانا الحاج حافظ قاری حکیم محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی قدس سرہ العزیز** کی ذات گرامی دنیاے اسلام کی ان عظیم المرتبت شخصیتوں میں ہے جنھیں ملت اسلامیہ کا ستون اور دین حق کا امام کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

اور فرماتے ہیں:

"غرض ہر علم و فن میں **آپ** کو کمال حاصل تھا۔ فلسفہ و منطق کے ادق اور دشوار ترین عقدوں کو اشاروں میں حل کر دینا، شریعت و طریقت کے پیچیدہ مسائل کو آسانی سے سلجھا دینا آپ کی ایک معمولی بات تھی۔ مخالفین بھی آپ کی قابلیت کا لوہا مانے ہوئے تھے۔ اور پر زور الفاظ میں اس کا اعتراف کرتے تھے۔"

[ماہنامہ پاسبان الہ آباد کا مجدد نمبر: نومبر، دسمبر ۱۹۵۵۔ ص ۶۹، ۷۲، ۷۳]

امیر ملت مفتی اعظم گجرات سید امیر الدین قادری

"اگر کسی مسئلے میں فتوے کی ضرورت محسوس ہو تو **مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ** سے رجوع کیا جائے"

[عظیم ملت: ص ۲۸]

مولانا خلیل اشرفی کچھوچھوی

”وہ **عدیم المثال، عدل نواز، رحم دل، ہر دل عزیز، دل شاہ، خداترس، حق شناس، حق گو، حق پسند، فدائے مذہب وملت سیدی ومولائی ملجائی وماوائی حضرت صدر الافاضل استاد العلماء مولانا مولوی مفتی حکیم سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس اللہ سرہ العزیز**......... ملک میں بہت کم ہستیاں ایسی ہیں جو اپنی ذاتی صفات حسنہ کی وجہ سے ملک میں بڑی سے بڑی ہستی کے مقابلے میں خاص کیا غیر معمولی وقعت کی نظروں سے دیکھی جاتی ہیں۔

[اخبار دبدبہ سکندری: ۲۱؍ نومبر ۱۹۴۸ء۔ ص۸]

مولانا ابراہیم فریدی بدایونی

”**حضرت صدر الافاضل** ہندوستان کے مشہور افاضل اور باوقار خطیب تھے۔ جن کی شیریں بیانی حسن مقالی کی عام شہرت تھی۔ جن کا علم وفضل مسلم جن کے علمی وقار کے مخالف بھی قائل اور مداح تھے۔ جن کی مجلس تدریس کے فیض یاب سیکڑوں باوقار عالم ہندوستان کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہیں جن سے تدریس وتبلیغ کی محافل گرم ہیں۔ تواضع واخلاق کا وہ مجسمہ کہ جس کو دیکھ کر اسلاف کے اخلاق یاد آجایا کرتے۔ **حضرت صدر الافاضل** نے اپنے درس کا اختتام حضرت مولانا گل محمد صاحب علیہ الرحمۃ سے کیا تھا لیکن سارے علوم وفنون کی تکمیل اور تفقہ فی الدین، تبحر علمی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ کے فیوضات وبرکات سے تھے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کے فیضان صحبت نے سارے اکتساب علوم میں چار چاند لگا کر **صدر الافاضل استاد العلماء** کی مسند پر متمکّن کیا تھا۔ **حضرت** دین کے بڑے دلدادہ اور اسلام کے پورے شیدائی تھے۔ عمر کا بیشتر حصہ احکام الٰہی کی ترویج اور اشاعت علوم دینیہ میں گزرا۔ بحق کان خیرفی الحیات۔

عقائد باطلہ کے رد میں متعدّد تصانیف ہیں۔ مسائل اختلافیہ کی تحقیق میں کئی تالیف ہیں۔ قرآن کریم کی تفسیر میں ”خزائن العرفان“ ہے جو اعلیٰ حضرت بریلوی کے ترجمہ پر چڑھا ہوا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے ترجمے کے ساتھ دوبار طبع ہو کر ملک میں شائع ہوا جس میں عوام وخواص دونوں کے استفادے کے سامان ہیں۔

[مرجع سابق: یکم دسمبر ۱۹۴۸ء۔ ص۴]

خلیفہ صدر الافاضل مفتی ابو الاسرار محمد عبد اللہ نعیمی مفتی اٹاوہ

”مسلمانان اہل سنت وجماعت منظم نہیں کسی ایک قوت کے ماتحت جمع نہیں۔ اس درد کو محسوس کر کے مسلمانان اہل سنت وجماعت کی سراسیمگی وپریشان حالی سے متاثر ہو کر، **افضل المدققین، اکرم المفسرین، امام المناظرین، استاد العلماء، صدر الافاضل، فخر الاماثل، حضرت مولانا حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب متعنا اللہ بطول بقائہ**، نے

مرادآباد میں آل انڈیا سنی کانفرنس کی بنیاد قائم فرمائی۔“

[سوادِ اعظم مرادآباد: ربیع الآخر، ۷ ۱۳۴ھ ص ۲]

مولانا عبدالاحد خان نعیمی ادروی

”وطن والدین اعزہ ایسی چیز نہیں ہیں جن کی یاد کسی حال میں بھی دل سے فراموش ہو سکے۔ بالخصوص غربت و مسافرت کی حالت میں انسان کو وطن یاد آیا کرتا ہے۔ والدین کی محبت اعزہ کی شفقت کے نقشے اس کی نگاہ کے سامنے پھرا کرتے ہیں لیکن اس سفر میں ہمیں جس نے وہ سب چیزیں بھلادی تھیں اور جس کے سامنے ہم اپنے گھر کی تمام آسائشوں اور راحتوں کو ہیچ سمجھتے تھے وہ **حضرت صدرالافاضل دامت برکاتہم** کا مربیانہ کرم و نوال تھا۔ ہمیں ہمیشہ اپنی اولاد پر ترجیح دی۔ اور ہمارے ساتھ وہ سلوک فرمائے جن کی نسبت ہم قسمیہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے اعزہ اقارب ہرگز نہ کر سکتے۔ اس ظل رحمت وسایہ کرم کا مزہ ہم ہی جانتے ہیں۔ اور جو گھڑیاں یہاں گذری ہیں ان کی لذتیں عمر بھر ہمیں یاد آیا کریں گی۔ ہمارے دلوں کی یہ کیفیت ہے کہ یہاں سے جانے کا تصور ہمیں موت سے زیادہ مہیب معلوم ہوتا ہے۔ ہم کسی طرح آپ کے فضل وکرم اور آپ کے الطاف وعنایات کا شکریہ نہیں ادا کر سکتے۔ ہم اپنی قسمت پر ناز کرتے ہیں کہ ہمیں ایسے آقا کی غلامی کا شرف حاصل ہوا۔ ہمیں اس وقت اور اس سے پہلے جو ہدایتیں فرمائی ہیں وہ ہمارے دلوں پر نقش ہو گئی ہیں۔ اور وہی ہمارا دستور زندگی ہوگا۔ حضور کی دعائیں ساتھ رہیں، توفیق الٰہی مساعد ہو تو ہم ان شاء اللہ بندہ فرماں بردار ثابت ہوں گے۔“

[مرجع سابق: رجب و شعبان ۱۳۵۳ھ۔ ص ۲۰]

مولانا محمود رضوی

”**حضرت استاذ العلماء صدرالافاضل سنی کانفرنس مولانا سید نعیم الدین صاحب مدظلہ العالی** کی ہستی محتاج تعارف نہیں ہے۔ دور حاضرہ کے آپ اہل سنت کے مسلم امام ہیں۔ اور آپ پر جملہ اہل سنت و جماعت کو اعتماد ہے۔“

[اخبار الفقیہ: ۷، ۱۴/ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۴]

تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا بریلوی

حضرت نعیم الدین صاحب مرادآبادی صدر الافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلیٰ حضرت کے خلیفہ اجل۔ جن کے بارے میں اعلیٰ حضرت نے یہ لکھا ؎

میرے نعیم الدین کو نعمت

اس سے بلا میں سماتے یہ ہیں

آپ کا علم وفضل اور آپ کا کمال محتاج بیان نہیں۔ ہندوستان کے مایہ ناز علما و فضلا بیشتر آپ کے شاگرد ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کا فیض علم ان کے ذریعے سے اور ان کے شاگردوں کے ذریعے سے اطراف ہند و پاک میں پھیلا۔ اور آج بھی صدر الافاضل کے فیوض و برکات ان کے شاگردوں اور شاگردوں کے شاگردوں کے ذریعے سے عام ہیں۔

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی اپنے وقت کے بہت بڑے عالم اور آپ کے کارنامے اسلام اور سنیت کی تبلیغ میں آپ نے نمایاں کارنامے انجام دیے۔"

"**حضور صدرالافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان** اپنی علمی جلالت اور شرافت ودینداری اور خدمات دینیہ کے سبب ویسے بھی قابل احترام ہیں خانوادہ کے لیے خاص طور سے اس لیے کہ سرکار اعلیٰ حضرت سے ان کی اپنی ایک نسبت ہے۔.... **حضور سید علامہ نعیم الدین صاحب مراد آبادی قدس سرہ العزیز** ہم سب کے محترم اور آبروے سنیت ہیں۔......"

['آڈیو تقریر۔ و۔ حیات تاج الشریعہ کے تابندہ نقوش: ص ۹۲]

صاحبزادہ افتخار الحسن نعیمی

"**حضرت قبلہ سیدی وسندی صدر الافاضل جناب مولانا مفتی محمد نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ**...... مسند پر جلوہ افروز تھے۔ ارد گرد علماے کرام اور شہر کے معززین کا ہجوم تھا۔ دیکھا تو خدا یاد آ گیا۔ شکل وصورت جنید بغدادی، علم وحکمت میں امام غزالی، تفسیر و بیان میں امام رازی اور تقدس و بزرگی میں خواجہ اجمیری۔ اس لیے تو علماے عرب نے انہیں **صدر الافاضل** کے لقب سے نوازا تھا۔" [ماہنامہ النعیمیہ لاہور: فروری ۲۰۰۴ء۔ ص ۳۶]

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی

"**سیدی وسندی صدر الافاضل حجۃ الاماثل بقیہ الاوائل استاذ العلماء قدوۃ الحکما جناب مولانا مولوی سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب قدس سرہ العزیز،**

بلاشبہ یہ دونوں حضرات (صدر الافاضل وصدر الشریعہ) دین وملت کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ ایک آفتاب تھا اور دوسرا ماہتاب۔ بلکہ میری مراد یہ ہے کہ دونوں آفتاب بھی تھے اور ماہتاب بھی۔ دنیاے سنیت کا ہر ہر فرد ان دونوں کا بالکل ویسا ہی محتاج تھا جیسا کہ دن میں آفتاب کا اور رات میں ماہتاب کا۔ اور آج دنیاے سنیت کا کون سا ایسا متنفس ہے جو ان دونوں حضرات کے علم وفضل کا رہین منت نہیں۔ ہندوستان ہو یا پاکستان جہاں

کہیں بھی علم کی روشنی نظر آ رہی ہے وہ انہیں حضرات کے مشکاۃ علم کی کرن ہے۔

ہندوستان و پاکستان کے بے شمار مدارس ہیں ان حضرت کے تلامذہ مسند تدریس کی زینت ہیں۔ علم و فضل کے تمام اقسام میں یہ دونوں حضرات ماہر کامل تھے اور ایسے جامع کہ یہ دونوں آپ ہی اپنی نظیر تھے۔ خصوصیت سے حضرت صدر الشریعہ کا تفقہ اور **حضرت صدر الافاضل** کا مناظرہ و تقریر ایسا مسلم تھا کہ ہر موافق و مخالف ان کو خاتم الفقہا اور خاتم المناظرین تسلیم کرنے پر مجبور تھا۔" [اخبار دبدبہ سکندری: ۲۱/ نومبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۷]

رئیس القلم علامہ ارشد القادری

"**زبان و قلم کے شہریار، علم و حکمت کے تاج دار حضرت صدر الافاضل علامہ سید شاہ حکیم محمد نعیم الدین علیہ الرحمۃ والرضوان** کے نام نامی اسم گرامی سے کون واقف نہیں ہے؟ تفسیر "خزائن العرفان" نے ان کے علمی تبحر اور قرآن کے علوم و معارف پر ان کے گراں مایہ افکار کو گھر گھر پہنچا دیا ہے۔ کیوں کہ "کنز الایمان" کا حاشیہ ہونے کی حیثیت سے اس کی پیدائش ہی "کنز الایمان" کی گود میں ہوئی۔ لہٰذا اسے بھی کنز الایمان" کی معیت میں قبول عام اور شہرت دوام کا اعزاز حاصل ہو گیا۔ اسلوب تحریر کے اعتبار سے **حضرت صدر الافاضل** کو اپنے عہد کا بلند پایہ اور صاحب طرز ادیب کہا جاتا ہے۔" [موسوعہ اسلامیہ، حصہ (۱۱) افکار و خیالات: ص ۲۶۶]

علامہ عبد الحکیم شرف قادری

موجودہ صدی میں اہل سنت و جماعت کے کئی جلیل القدر اساطین علم و فضل اور صنادید فضیلت و معرفت گزرے ہیں جن میں **صدر الافاضل بدر الاماثل سید مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی** کا نام نامی بہت ہی نمایاں ہے۔.......

حضرت صدر الافاضل کی قابل قدر دینی خدمات زریں حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ انہوں نے صرف محراب و منبر اور مسند تدریس ہی کو زینت نہ بخشی بلکہ وقت آیا تو میدان میں آکر اہل باطل کی سازشوں کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیے۔" [ماہنامہ النعیمیہ لاہور: فروری ۲۰۰۴ء۔ ص ۱۷]

علامہ مشتاق نظامی

"دنیائے سنّیت میں **صدر الافاضل حضرت مولانا حافظ قاری حکیم الحاج محمد نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بانی دار العلوم جامعہ نعیمیہ مراد آباد** کی بلند ترین شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ **حضرت موصوف** ہی کی وہ ذات گرامی تھی جو وقت کی ہر کٹھن منزل پر اہل سنت کو حالاتِ حاضرہ پر متنبہ کرتی رہی۔ چناں چہ موصوف کے جماعتی جدوجہد کی آخری داغ بیل (جمہوریت اسلامیہ) ہے جس کے پلیٹ فارم پر بیک وقت ہندو پاکستان کے تمام ہی علما و مشائخ اہل

سنت کی ناخدائی کے لیے اکٹھا ہو گئے۔ افسوس ہے کہ آج وہ ہم میں نہیں ہیں۔ لیکن ان کے علم و عمل کی ایک زندہ یاد گار دارالعلوم جامعہ نعیمیہ ہے، جس کو اہل سنت دینِ متین کا ایک قلعہ تصور کرتے ہیں۔

[روداد جامعہ نعیمیہ مراد آباد: از ۲۰/ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۸ھ لغایت ۳۰/ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۹ھ۔ مطابق یکم جنوری ۱۹۵۹ء لغایتہ ۳۱/ دسمبر ۱۹۵۹ء۔ ص ۱۰، ۱۱]

مولانا محمد یامین نعیمی سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ مراد آباد

''اہل سنت کے خواص ہوں یا عوام... کون ہے جو **صدر الافاضل** کو نہیں جانتا؟

ان کی خدمات کا کون منصف مزاج معترف نہیں؟

صدرالافاضل ایک ہمہ جہت عالم گیر اور عبقری شخصیت کے مالک تھے۔ علمی و عملی ہر میدان میں ان کی خدمات پائی جاتی ہیں... قلم کے عظیم شہ سوار تھے... بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں... ہزاروں فتاوی تحریر فرمائے... اور دَور کے حالات کے تناظر میں اور وقت کے تقاضوں کے مطابق مضامین لکھے جو مختلف اخبار و رسائل کی زینت بنے۔ وصال تک مسلسل قلمی سفر جاری رہا۔'' [تقریظ بر مقالات صدر الافاضل، مرتبہ احقر العباد نعیمی: ص ۸]

مولانا محمد بخش لاہوری

مولانا محمد بخش مسلم بی اے لاہوری آپ کی خطیبانہ شان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت صدرالافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی طاب اللہ ثراہ، بہت بڑے مفسر، ممتاز محدث، اعلیٰ درجہ کے فقیہ، فاضل، مناظر اور منور الفکر واعظ و مقرر تھے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ مبارک میں نے مسجد وزیر خاں میں سنا ہے، آپ نے قرآنی نکات اس انداز سے بیان فرمائے کہ علما کے ساتھ عوام بھی بے حد اثر پذیر ہوئے۔ آپ کی باتیں میٹھی تھیں، ہدایتیں بزرگانہ تھیں۔ جن سے اختلاف تھا ان کا ذکر یوں کیا کہ جیسے طبیب بیمار کا علاج کر رہا ہے اور ایک راستہ شناس اس شخص سے جو پگڈنڈی سے ہٹا ہوا غلط راہ پر گامزن ہے محب انسانیت رہبر یہ کہہ رہا ہے کہ ؎

ترسم کہ بکعبہ نہ رسی اے اعرابی
کیں راہ کہ تو می روی بہ ترکستان است

کلام میں استدلال کی پختگی بہت تھی، مگر دل آزارانہ رنگینی تلخی اور تیزی نہیں تھی۔ رنج ہے کہ ان کے ارادت کیشوں میں سے کسی نے ان کے مواعظ حسنہ کو قلم بند نہ کیا۔ اگر وہ مطبوعہ صورت میں ہوتے تو ملت کے کام آتے۔''

[سواد اعظم لاہور، حیات صدر الافاضل نمبر: ۱۹، ۲۶/ جون ۱۹۵۹ء۔ ص ۳۷، ۳۸]

بحر العلوم

”اگر ابوالکلام آپ کی اردو سن لیتا تو اپنی زبان دانی بھول جاتا“۔

[مقدمہ اطیب البیان: ص ۱۴۳۔ مقدمہ فتاوی صدر الافاضل]

مولانا ابو احمد فضل حسین شاہ صاحب

حضرت صدر الافاضل کا زور بیان تو تمام ہندوستان میں تسلیم شدہ ہے۔“

[اخبار الفقیہ: ۱۴/ دسمبر ۱۹۳۹ء، ص ۶،۷]

شارح صحیح مسلم مولانا غلام رسول سعیدی

”**صدر الافاضل** کی تمام زندگی ملی اور سیاسی خدمات کے ایک ہنگامہ خیز دور سے عبارت تھی۔ انہوں نے بظاہر مرادآباد میں جامعہ نعیمیہ کے نام سے ایک مدرسہ بنایا اور چند کتابوں کے علاوہ قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی لیکن در حقیقت انہوں نے ایسے افراد تیار کیے جو اپنی شخصیت کے اعتبار سے ایک مستقل ادارہ تھے۔“[مقالات سعیدی: ص ۵۷۴]

مولانا محمود قادری رفاقتی

”**دربار اشرفی کے خسرو حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل استاد العلماء امام اہل سنت مولانا الحاج حکیم سید محمد نعیم الدین فاضل مرادآبادی قدس سرہ** کے کمالات و کارناموں کی صدا اب بھی گونج رہی ہے۔..... فاضل بریلوی کے مقربین مخصوصین میں **حضرت صدر الافاضل** کے رتبہ کر کوئی اور دوسرا نہیں پہنچتا وہ ہر معاملے میں دخیل وکیل تھے۔ ان کی باتوں کو بڑی پذیرائی حاصل ہوتی تھی یہی حال ان کے ساتھ حضرت مولانا حامد رضا خاں اور مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحبان کا تھا۔..... **حضرت صدر الافاضل** نے سڑسٹھ برس کی عمر میں دین پاک کے بڑے بڑے کارنامے انجام دیے۔“[حیات مخدوم الاولیاء: ص ۳۷۷ تا ۳۸۰]

مولانا وارث جمال قادری

”**حضور صدر الافاضل** کے اخلاف و باقیات و پس ماندگان میں یوں تو پورا بر صغیر ہند و پاک ہے، پورا سواد اعظم ہے، جن کی گردنوں پر ان کے بے پایاں احسانات ہیں۔ قومی، ملی دینی و ملی مذہبی اور سیاسی وہ کون سا میدان ہے جسے انہوں نے اپنے خون جگر سے لالہ زار اور اسلامیان ہند کے لیے اسے مستنیر نہ کیا ہو۔“

[تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل: ص ۴۹]

مولانا ارشد پناہوی سکریٹری جمیعۃ العلماء پاکستان

”**حضرت علامہ صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی** ....دنیائے اسلام کی بے نظیر ہستی تھی موجودہ فضلا میں سے آپ ایک جید عالم تھے۔آپ کی تمام زندگی درس وتدریس اور علوم دینی کی نشرواشاعت میں بسر ہوئی۔آپ نے مرادآباد میں ایک اسلامی ادارہ کی بنیاد رکھی جوکہ جامعہ نعیمیہ کے نام سے مشہور ہے۔“

[ہفتہ وار بصیرت، لاہور ۲۹/ اکتوبر ۱۹۴۸ء ص ۸]

جناب حکیم فضل رحیم صاحب دہلوی صدر صوبہ جمیعت علما بمبئی

”**حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء امام المناظرین مولانا الحاج الحکیم السید الشاہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی ناظم جمہوریت اسلامیہ آل انڈیا سنی** ...... نے اپنی ساری زندگی مسلمانوں کی خدمت کے لیے وقف رکھی۔اور دین اسلام کی بے لوث خدمت کی ہر علم وفن میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔سیکڑوں مدارس عربیہ آپ کی زیر نگرانی تھے۔مرادآباد میں جامعہ نعیمیہ آپ کی زبردست یادگار ہے جس سے سیکڑوں علما فارغ التحصیل ہوکر نکلے۔اور ملک کے گوشے گوشے میں خدمات دینیہ انجام دے رہے ہیں۔بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔“

[اخبار دبدبہ سکندری:۲۱/ نومبر ۱۹۴۸ء۔ص ۶]

منشی محمد حسین صاحب صہبا قادری مرادآبادی

”**مولانا حافظ نعیم الدین صاحب ناظم انجمن اہل سنت والجماعت**......علمائے مرادآباد کی جان ہیں۔“

[مخبر عالم مرادآباد مطبوعہ ۱۵/ جون ۱۹۲۵ء ص ۳]

ڈاکٹر مفتی مکرم شاہی امام مسجد فتحپوری دہلی

”**حضرت صدر الافاضل عماد الملۃ والدین، عمدۃ المحققین استاذ العلماء و المحدثین مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان** کی دینی وملی خدمات کا احاطہ کرنا آسان نہیں ہے۔ان کی عبقری شخصیت ہمہ گیر صفات حمیدہ پر مشتمل تھی وہ جید عالم دین، مفسر قرآن کریم، فقیہ اور محدث مورخ اور عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔اہل سنت کے روحانی مشن کی آپ نے تاحیات سرپرستی فرمائی۔وہ اہل سنت کے عظیم پیشوا اور تحریر وتقریر کے بادشاہ تھے۔ہر میدان میں انہوں نے اپنی خدمات جلیلہ کا سکہ بٹھادیا تھا۔اتنی عظیم شخصیت ہونے کے باوجود وہ سادگی پسند متواضع اور خوش خلق تھے۔**صدر الافاضل** کے انمول صفات اور فعال ہستی نے اس دور کے سبھی اکابر کو ان کا گرویدہ بنادیا تھا۔وہ اپنی ذات میں ایک پر رونق انجمن تھے۔جس پر آج کی انجمنیں فدا ہیں۔آپ کے خدمات جلیلہ کی

فہرست بہت لمبی ہے۔ اپنے معاصرین میں وہ ممتاز مقام رکھتے تھے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے عارفانہ و فاضلانہ ترجمہ قرآن کنزالایمان پر حاشیہ اور تفسیری معلومات لکھ کر آپ نے سواد اعظم کی بھرپور دینی خدمات انجام دیں۔ بلا شبہ وہ حافظ الحدیث اور علم و فضل کے بحر ذخار تھے۔ مشکل سے مشکل موضوع کو سہل اور آسان عام فہم زبان میں ذہن و فکر میں اتار دینا آپ کا خصوصی فن تھا۔"

[تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل: ص ۲۷۳]

علامہ مصطفیٰ رضا شبنم کمالی خانقاہ سمرقندیہ بہار

"یہی کچھ معاملہ **حضور سیدنا صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین محقق مرادآبادی علیہ الرحمۃ** کے ساتھ بھی ہوا نہ ان کے تعلق سے کامیاب سیمینار ہوئے اور نہ ہی کوئی میگزین ورسالے شائع ہوئے اس کے باوجود ان کا اسم گرامی اور ان کا لقب پوری دنیائے سنیت میں انتہائی شان و بان کے ساتھ درخشاں و تابندہ ہے۔"

[مرجع سابق: ص ۲۸۴]

مولانا سید محمد اشرف کلیم جائسی

"**صدر الافاضل، فخر الاماثل، عبقری روزگار، نادر عہد سرخیل اہل سنت، سربراہ طائفہ، حکمائے ملت، مدبر عصر، شناور بحر شریعت و طریقت، آشنائے راز فطرت، محقق بے نظیر، نازش اہل سنت، ہمرازی رازی و فخر غزالی، دانائے رموض، دانائے غموض، حضرت علامہ مفتی محدث مفسر و متکلم مولانا سید محمد نعیم الدین علیہ الرحمۃ والرضوان سلطنت اہل سنت کے وزیر اعظم تھے**۔ اور اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ سلطان والا شان تھے۔ وہ شریعت و طریقت کے سنگم تھے۔ **حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ** کو اگر چند سال کی عمر مزید عطا ہو جاتی تو اہل سنت کی شان کئی چند اور بالا ہو جاتی۔ اور مخالفین اور معاندین کے قلعے مسمار ہو جاتے۔ یا پھر ان کا بدل کوئی اہل سنت کو مل جاتا۔ مگر ان کے بعد اپنی جماعت میں اس پایہ کا مدبر نہیں رہا۔"

[مرجع سابق: ص ۳۷۵]

مولانا بدر القادری ہالینڈ

"اسلام اور سنیت کا وہ بطل جلیل جس نے ایک عہد کو اپنے ایمان افروز کارناموں سے جگمگایا ہے۔ اس کا لقب **صدر الافاضل** ہے۔ مجدد وقت سیدنا اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن بنام کنزالایمان پر خزائن العرفان کے نام سے تفسیری سمندر کو کوزہ میں بند کرنے والے علم و فضل کے تاجدار کا لقب **صدر الافاضل** ہے۔

فتنہ ارتداد اور فرقہاے باطلہ کے خلاف محاذ آرائی میں علماے اہل سنت کے مجاہدین کو اپنی مستحکم سپہ سالاری میں نبرد آزمائی کے لیے تیار فرمانے والے مجاہد دین وملت کا لقب **صدر الافاضل** ہے۔

ایک نہیں متعدّد مواقع پر سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مجدد عصر کی وکالت کا فریضہ انجام دینے والے عالم ربانی کا لقب **صدر الافاضل** ہے۔

حضور شیخ المشائخ اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی روحانی وعرفانی مے سے سرشار ہوکر خود ان کی اور اعلیٰ حضرت کی خلافت سے نوازے جانے والے شیخ کامل کا لقب **صدر الافاضل** ہے۔"

[مرجع سابق: ص ۳۷۴]

مولانا جمال خاں نائب مدیر ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف

"ایک ایسے مسیحاے قوم کی اشد ضرورت تھی جو صرف بالغ نظر سیاسی مفکر ہی نہ ہو بلکہ ہر سیاسی مسئلے کو کتاب وسنت کی روشنی میں جانچنے اور پرکھنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو اور جو صرف قومی اور ملی جوش حمیت سے سرشار نشیب وفراز سے بے خبر ہوکر بلند بانگ نعرہ ہی نہ دیتا ہو بلکہ قومی وملی مسائل کے حل کے لیے عملی میدان میں اتر کر مظاہرہ بھی کرتا اور تدبرانہ صلاحیتوں کا حامل بھی نظر آتا ہو وہ ذات ستودہ صفات تھی **صدر الافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان** کی جس میں خداے لم یزل نے وہ تمام خوبیاں عطا فرمادی تھیں۔........ آپ نے ایسے اہم دور میں اپنی فکر ونظر کی بلند خیالی و باریک بینی بصیرت وفراست اور علمی فضل وکمال سے وہ بیش قیمت اور لازوال دینی وملی خدمات انجام دے کر تاریخ اسلام کو ایسی رونق اور درخشندگی وتابانی بخشی کہ ہر طلوع ہونے والا خورشید جہاں تاب اپنی شعاعوں سے ان کی تاریخ حیات کے جلیل القدر کارناموں کو نئی آب وتاب اور جلا بخشتا رہے گا۔ جس سے تصویر کا صحیح رخ اور اس کا حسن نکھرتا جائے گا۔ اور ان کی تاریخی اہمیت میں اضافہ ہوتا جائے گا۔" [مرجع سابق: ص ۲۳۷، ۲۳۸]

مولانا سرفراز نعیمی

"**حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ** کی سیاست دانی اور کیاست دینی دونوں بے مثال تھیں۔ آپ نے ہر سیاسی مسئلہ کو کتاب وسنت کی روشنی میں جانچا اور پرکھا اور دین سے خارج کسی نظریہ کو نہ اپنایا اور اسی کو کتاب وسنت کی روشنی میں جانچا اور پرکھا اور دین سے خارج کسی نظریہ کو نہ اپنایا اور اسی اصول پر آخر تک قائم رہے۔"

[ماہنامہ عرفات لاہور: نومبر، دسمبر ۱۹۷۶ء، ص ۲۵]

مولانا عبد السمیع جامعہ غازیہ سید العلوم بہرائچ شریف

”**صدر الافاضل** کی تنہا ذات ایک انجمن ہے۔آپ کی گوناگوں خصوصیات فضائل و کمالات اپنے ہی نہیں اغیار بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔آپ اپنے عہد کے ایک ایسی عبقری شخصیت ہیں جس کی چھاپ ہر شعبہ حیات پر ہے۔درس و تدریس ہو، تصنیف و تالیف ہو، تقریر و خطابت ہو، حکمت و سیاست ہو غرض کہ ہر میدان میں آپ کے کارنامے آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔“

[تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل: ص۳۷۹]

مولانا محمد ہادی حسن نعیمی بنگال

”دور حاضرہ میں **حضرت صدر الافاضل اعلی اللہ مقامہ ورحمۃ اللہ علیہ** علم و فضل زہد و تقوی کے اعتبار سے اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔اس قحط الرجال کے زمانے میں **صدر الافاضل** جیسے متبحر جید عالم دین کا اٹھ جانا مذہبی دنیا کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔یوں تو دور حاضرہ میں ماہر علوم دینیہ و فضلاے علوم شرعیہ و آفتاب علم و عرفان کا جو قحط الرجال ہے وہ قدردان علم و فضل پر روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔لیکن باقیات الصالحات میں جو اہل فضل و کمال ہیں ان میں **حضرت صدر الافاضل** کی ذات گرامی اہل اسلام کے لیے بہت بڑی غنیمت ہستی تھی۔“

[اخبار دبدبہ سکندری:۲۱/ نومبر ۱۹۴۸ء۔ص۶]

مدیر اخبار دبدبہ سکندری رامپور

”**حضرت قبلہ** کی پوری مبارک زندگی لکھنے کے لیے بہت گنجائش و صفحات در کار ہیں۔اس وقت مختصر یوں سمجھیے کہ خدمت دین و ملت کے لیے زندگی کا ہر لمحہ وقف **حضرت** کو ہر علم میں ید طولی حاصل تھا۔سیکڑوں مدارس عربیہ **حضرت** کی قیادت کے شرف سے مشرف تھے۔جامعہ نعیمیہ **حضرت** کی وہ شان دار وزبردست یادگار ہے، جس سے بحمدہ تعالیٰ سیکڑوں علماے جلیل فارغ التحصیل ہوئے۔اور الحمد للہ ملک کے گوشے گوشے میں جذبات دینیہ انجام دے رہے ہیں۔**حضرت** کی خوبیاں ہماری حد احصا سے بالاتر ہیں۔“

[مرجع سابق:۲۸/ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۴۸ء یوم مبارک دوشنبہ، ص۲]

مدیر اخبار مخبر عالم مرادآباد

”**حضرت مولانا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب** نے جو حضرات اہل سنت والجماعت کے ایک سچے

رہبر و نمائندہ ہیں اور اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب مرحوم و مغفور کی قابل ترین طور پر حق جانشینی بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔"

اور لکھتے ہیں:

"...... ملک کے ایک جید اور متبحر عالم تھے۔ حسن کردار اور حسن خطابت کی وجہ سے آپ کو لامحدود ہر دل عزیزی حاصل تھی۔ آپ کے چشمہ فیض سے اطراف و اکناف کے ہزارہا مسلمان فیض یاب ہوئے۔ مرادآباد کی مشہور درس گاہ جامعہ نعیمہ آپ کی علم پروری کا روشن ثبوت ہے۔ اور ہندوستان کے طول و عرض میں کم و بیش پچاس دینی مدارس قائم ہیں۔ اور ہزاروں کی تعداد میں آپ کے فیض سے عالم دین بن چکے ہیں۔ متعدّد کتب آپ کی تصانیف سے ہیں۔ قرآن مجید کی مقبول اور ہر دل عزیز تفسیر آپ کی لافانی یادگار ہے۔ آپ کی اعلیٰ وارفع شخصیت ہمیشہ مرجع خلائق رہی۔"

[مخبر عالم مرادآباد: ۲۳/ مارچ ۱۹۲۵ء، ص ۲۔ ۲۴/ اکتوبر ۱۹۴۸ء ص۔ ۷]

اراکین جماعت رضائے مصطفی

"**حضرت فاضل اجل عالم بے بدل امام المناظرین استاذ العلماء جناب مولانا مولوی حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتھم** کی جانفشانیاں اور محنتیں اور ان حضرات کے فیوض و برکات اور سرگرم مساعی کا تذکرہ جماعت کے پاس زبان نہیں ہے کہ ادا کر سکے۔ انہیں کی ہمت و برکت تھی کہ جماعت کو ہر معرکہ اور ہر موقع میں امید سے زیادہ کامیابیاں نصیب ہوئیں۔ ہم نہ ان کے اس احسان کو فراموش کر سکتے ہیں۔ اور نہ ان کے شکریہ سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ جو تکلیفیں انہوں نے اٹھائی ہیں اور جو محنتیں برداشت کی ہیں ان کے نقوش ہمارے سینوں سے کبھی محو نہیں ہو سکتے ہیں۔"

[اخبار دبدبہ سکندری: یکم مارچ ۱۹۲۶ء]

ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم، صدر شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ ہمدرد دہلی

"**حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی** خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔ حافظہ بڑا عمدہ پایا تھا۔ جس کے سبب کئی علوم و فنون میں ان کی بالا دستی مسلم ہو گئی تھی۔ علم و فضل میں یکتائے روزگار ہو کر قوم کے سامنے آئے۔...... تدبر و تفکر، دیدہ وری، دانشوری، علمی جاہ و حشم، نیک نیتی، شرافت نفس، سادگی، اتباع شریعت، زہد و اتقا، ادب پروری، سخن سنجی، سیاسی بصیرت، حق گوئی و راست بازی، جرات و بے باکی اور دین حق کی اشاعتی سرگرمیوں کے ذکر سے **صدرالافاضل** کی شخصیت آراستہ و پیراستہ نظر آئے گی۔ ان کے دربار میں اپنوں اور بے گانوں کی کوئی تمیز نہیں تھی۔

سواد اعظم میں ان کی حیثیت فقر الامم کی سی تھی۔ مگر اس کے باوجود تو نہ کوئی طنطنہ تھا اور نہ ہی رعب و دبدبہ“
[تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل: ص ۱۵۳، ۱۵۴]

ڈاکٹر سراج احمد بستوی

”**حضرت صدرالافاضل** کی علمی وجاہت و سربلندی کا یہ عالم کہ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے آپ کے علم و فضل کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور پذیرائی کی۔........ **حضرت صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی** اپنے وقت کے ایک جید عالم اور دیدہ ور سیاست داں کی حیثیت سے بھی تاریخ ہند میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔“
[مرجع سابق: ص ۲۱۹، ۲۲۰]

ادیب و شاعر منصور عثمانی مرادآبادی

”**عظیم المرتبت عالم دین، عارف باللہ، صاحب تفسیر خزائن العرفان، بانی جامعہ نعیمیہ مرادآباد، صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا حکیم سید محمد نعیم الدین قدس سرہ** کی ذات گرامی دنیائے سنیت کے لیے نہایت ادب واحترام کی حامل ہے۔ آپ کی تفسیر قرآن ہو یا دیگر تصانیف وہ تمام نہ صرف دور حاضر کے لیے بلکہ رہتی دنیا تک رب کریم کی وحدانیت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ حق و صداقت تک پہنچنے کے لیے معتبر روشنی اور مستند مشعل بنی رہیں گی۔“
[صدر الافاضل اور فن شاعری: ص ۱۸]

ڈاکٹر صابر سنبھلی

”**حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ** نے فن شاعری کے بعض ایسے نمونے بھی تخلیق کیے ہیں جو اس عہد میں نایاب ہیں۔“

مزید رقم طراز ہیں:

”**صدر الافاضل علیہ الرحمۃ** میں شعر گوئی کی صلاحیتیں تھیں اور خوب تھیں۔...... شاعری کو گلے کا ہار بنا لیتے تو جو مفید کام کر گئے شاید وہ بھی معرض التوا میں پڑ جاتے اور پھر ان کو مکمل کرنے والا کوئی دوسرا نہیں ہوتا۔“
[مرجع سابق: ص ۱۶۔ ۱۳۷]

ڈاکٹر مجاہد فراز مرادآبادی

”**حضرت** کو اردو، فارسی اور عربی زبان کے ساتھ ہندی زبان سے بھی بخوبی واقفیت تھی۔ انہوں نے ان

چاروں زبانوں کو اپنے بیانیہ کے لیے استعمال کیا ہے۔" [مرجع سابق: ص ۱۳۵]

جسٹس میاں نذیر اختر

بڑے لوگ کبھی مرا نہیں کرتے۔ وہ، ان کی باتیں، ان کی تعلیمات ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔ **صدر الافاضل** انہیں لوگوں میں سے ایک ہیں۔ جو ابد تک ہمارے دلوں میں زندہ رہیں گے۔"

[ماہنامہ النعیمیہ لاہور: فروری ۲۰۰۴ء۔ ص ۱۹۸]

ماہر رضویات پروفیسر محمد مسعود احمد نقشبندی کراچی

"**صدر الافاضل** ایسے جلیل القدر استاد کے تلمیذ رشید تھے وہ علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر تھے۔ بالخصوص فن حدیث اور علم التوقیت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ علم طب میں بھی مہارت حاصل تھی۔..... **صدر الافاضل**، فاضل بریلوی کے راز دار اور رمز شناس تھے۔ آپ نے ان کے مشن کو بڑی کامیابی کے ساتھ آگے بڑھایا اور مسلمانان ہند کی سیاسی اور مذہبی امور میں رہنمائی فرمائی۔............ راقم الحروف ایام نو عمری میں **صدر الافاضل** کی زیارت سے مشرف ہوا ہے اور ان کی تقاریر سنی ہیں۔ ...... **صدر الافاضل** تبلیغ اسلام اور ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت و حمایت میں ہمہ تن مصروف رہتے۔ اس سلسلے میں آپ نے عیسائیوں اور آریوں سے کامیاب مناظرے فرمائے۔.....

الغرض **صدر الافاضل** چودھویں صدی ہجری کے ایک جلیل القدر عالم اور ماہر سیاست داں تھے۔ مذہب و سیاست پر ان کی بہت گہری نظر تھی۔" [تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم: ص ۴۹ تا ۵۶]

پروفیسر مجیب احمد، شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور

"مولانا احمد رضا خان بریلوی کے وصال کے بعد جنوبی ایشیاء میں حنفی مذہب اور مسلک اہل سنت و جماعت کی جن شخصیات نے تبلیغ و اشاعت کی، فرق مخالف کا مدلل اور فیصلہ کن رد کیا اور اپنی ساری زندگی حقوق اہل سنت و جماعت کے تحفظ میں بسر کر دی، **مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی** کی شخصیت ان میں نمایاں ترین مقام رکھتی ہے۔ اس لیے آپ کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا داہنا بازو، اور رضویوں کے وکیل کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ **"صدر الافاضل"** کا لقب بھی آپ کو مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے ہی دیا تھا۔ یہ لقب بعد ازاں آپ کے نام کا جزو لاینفک بن گیا۔ **مولانا نعیم الدین مراد آبادی** کی ساری زندگی ایک مجاہد اسلام اور قائد و متفکر اہل سنت و جماعت کی حیثیت سے بسر ہوئی۔ اس سلسلے میں ان کی خدمات اتنی گراں قدر اور ہمہ جہت ہیں کہ ان تمام کا احاطہ کرنا نہایت مشکل ہے۔"

[ماہنامہ النعیمیہ لاہور: فروری ۲۰۰۴ء۔ ص ۱۹۱]

پروفیسر اشتیاق طالب کراچی

”**حضرت صدر الافاضل** نے نہ صرف خانوادہ اعلیٰ حضرت بلکہ بر صغیر کے تمام خانوادوں میں قابل اعتماد شخصیت کی حیثیت سے رہے۔ **مولانا سید محمد نعیم الدین** نہ صرف ایک عالم دین، پیر طریقت، استاد اور مبلغ تھے، بلکہ سیاسی مفکر بھی تھے۔ وہ ہر سیاسی مسئلے کو کتاب و سنت کی روشنی میں جانچتے اور پرکھتے تھے۔ ان کے نظریات اٹل تھے۔ اس لیے وہ ہر اس نظریہ اور تحریک سے دور رہے، جس کا انجام بے دینی اور قوم کی تباہی و بربادی کا باعث ہے۔ اس اصول پر وہ آخر دم تک قائم رہے۔ ان کے خیالات اور اصولوں کو کوئی متزلزل نہ کر سکا۔ وہ اپنی جگہ خود ایک کوہ گراں تھے۔ دوسرے علما کی طرح غیروں کے حاشیہ بردار نہ بنے۔ بلکہ اپنی سیاسی شعور بیدار کرتے رہے۔“

[تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل: ص۸۶، ۸۷]

پروفیسر ڈاکٹر اسحاق قریشی وائس چانسلر محی الدین اسلامک یونیورسٹی کشمیر

”دنیائے اسلام میں **حضرت صدر الافاضل** کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے ان کے دینی و ملی کارنامے آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔“

[مرجع سابق: ص۳۷۸]

پروفیسر عبد القیوم کراچی

”**مولوی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی**، ایک جلیل القدر عالم دین اور نامور فاضل تھے اور ہزاروں لوگ آپ کے فیض سے بہرہ ور ہوئے۔ آپ نے خزائن العرفان کے نام سے قرآن کریم کی ایک عمدہ تفسیر لکھی ہے۔“

[تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند: جلد دوم ص۴۲۳۔ بحوالہ تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم: ص۵۶]

روضہ رسول پر مامور نجدی کارکن کا تاثر

”آپ کا سینہ روشن ہے۔ آپ کے چہرہ سے آثار بزرگی نمایاں ہیں جس کی چمک میرے دل تک اثر کر رہی ہے۔“

[مخبر عالم، ۲۴ر فروری ۱۹۳۹ء ص۱۱]

مناقب

صدر الافاضل کی شان رفیع میں بہت سے قدآور و مشہور علما و شعرا نے منقبتی کلام لکھے ہیں۔ ہم باب کی مناسبت سے یہاں چند منقبتیں پیش کر رہے ہیں۔ ملاحظہ کریں اور محظوظ ہوں:

شیر بنگالہ علامہ عزیز الحق

"در مدح فقیہ زماں، صدر الافاضل، فخر الاماثل، سید المناظرین، فخر المقررین، شمس العلماء، بدر الفضلاء، تاج الادباء، محی السنۃ، قامع البدعۃ، صاحب تصانیف کثیرہ و مقامات عالیہ، فائق دوراں، محسود اقراں، محبوب سید کون مکاں، حکیم الامت، مرشد طریقت، جامع معقولات و منقولات، شیخ الاسلام، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، حضرت صدر الافاضل، مولانا حافظ قاری حکیم شاہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ ربہ الباری:

مرحبا صد مرحبا صد مرحبا صد مرحبا

بہر آں صدر الافاضل شاہ نعیم الدین ما
پیشوائے عالمان ومقتدائے عارفاں
صاحب تقریر و تصنیفات دانی بیگماں
ہم محدث ہم مفسر ہم مناظر بیگماں
صد ہزاراں فاضلاں شاگرد آں فخر زماں
تربتش را باغ جنت ساز اے رب جہاں
استجب یا رب طفیل سرور پیغبراں
در مرادآباد دانی روضہ پر نور او
مردماں پر فیض باشد دائما از ذات او
بود او کبریت احمر از برائے سنیاں
مثل او در ہند و پاکستاں نیابی بیگماں
نام ناظم گر تو خواہی شیر بنگالہ بداں
منکران سنیاں را سیف براں بیگماں

[دیوان عزیز شریف: ص ۳۸]

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی

معروضہ بہ بارگاہ مرشد حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی

اے باغ بہار ایماں مرحبا صد مرحبا
اے چراغ بزم عرفاں مرحبا صد مرحبا
تم سے رونق دین کی تم سے بہار ایمان کی
حامی دین نبی ہو اہل دیں کے مدعا
بے گماں جان رسول اللہ سے اللہ کو
رہبری سے تیری پایا ہم نے باب مصطفیٰ
آپ کی تقریر ہے بے شبہ تفسیر حدیث
آپ کی تحریر ہے بیماری دل کی دوا
آپ کے سایے میں گر آئے مگس ہووے ہما (۱)
آپ کی چشم کرم سے مس بھی ہوجائے طلا
کیوں نہ ہو تم پہ تصدق اہل دل اہل نظر
جانشین مصطفیٰ ہو نور چشم مصطفیٰ (۲)
تم نعیم دین ہو سالکؔ فقیر دین ہے
حق تعالیٰ نے تمہیں منعم کیا اس کو گدا

قصیدہ معروضہ بہ بارگاہ مرشد برحق ناصر ملت مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مرادآبادی

جس نے دکھایا طیبہ و قبلہ تم ہی تو ہو
جس میں نبی کو دیکھا وہ شیشہ تم ہی تو ہے
اہل نظر کے تم ہی تو ہو مطمح نظر
اور اہل دل کے دل کی تمنا تم ہی تو ہو
تم وارث علوم حبیب اللہ ہو
اور ناصر شریعت بیضا تم ہی تو ہو
اس گلستان دیں کی تم ہی بہار ہو
اور بزم سنیت کا اجالا تم ہی تو ہو
دیں کے نعیم، مظہر شان معین ہو
کمزور و بے نوا کا سہارا تم ہی تو ہو
سب اہل عقل صدر افاضل نہ کیوں کہیں
وہ سب ہیں خاتم ان کے نگینہ تم ہی تو ہو
ہے نجدیوں کے قلب میں آرا تمہاری ذات
اورسنیوں کی آنکھ کا تارا تم ہی تو ہو

تقریر جس کی قہر الٰہی عدو پہ ہے | اور اہل دین مصطفیٰ کا پایہ تم ہی تو ہو
جس کا قلم کہ نیزہ باطل شکن بنا | اور دین مصطفیٰ کا ہے پایہ تم ہی تو ہو
ہم سب تھے جہل کی شب تاریک میں پھنسے | شب جس سے کٹ گئی وہ سویرا تم ہی تو ہو
دل کی مراد آپ کی خوشنودی مزاج | اور سالکؔ فقیر کے منشا تم ہی تو ہو

قصیدہ دیگر معروضہ بہ بارگاہ مرشد کامل استاد العلماء صدر الافاضل مرادآبادی

نعیم دین و ملت ناصر شرع مبیں تم ہو | معین اہل سنت ناشر احکام دیں تم ہو
لقب صدر الافاضل آپ نے پایا زمانے میں | امام اہل سنت دین کے جبل متیں تم ہو
ہو ملجا اہل دیں کے اور ماویٰ اہل ملت کے | وہابی کا جگر ہو جس سے شق وہ سیف دیں تم ہو
وہابی دیوبندی قادیانی نیچری سارے | فنا دم سے تمہارے کا سر اعدائے دیں تم ہو
مٹایا کفر کو تم نے بجایا دین کا ڈنکا | پناہ اہل دیں اور قامع کفر مہیں تم ہو
گزاری عمر ساری خدمت دین محمد میں | دل وجاں سے معین دین ختم المرسلیں تم ہو
تمہاری دید ہم سب خادموں کی عید ہے آقا | قرار بے قراراں راحت قلب حزیں تم ہو
منور آپ سے ہے بزم ایمانی و ایقانی | اماثل خاتم دیں اور خاتم کے نگیں تم ہو
ہوا گو ہے مخالف اور ہیں اعدائے دیں درپے | مگر کیا خوف ہو سالکؔ کو جب اس کے معیں تم ہو

[دیوان سالک: ص۳۸ تا ۴۰]

---

(۱) ”خود میرا اپنا واقعہ ہے کہ جب میں مینڈو سے مرادآباد پڑھنے آیا تو نہ دین ومذہب ٹھیک تھا نہ اعمال، کیوں کہ دیوبندیوں کی صحبت ملی تھی۔ اسی ذات کے صدقے سے مجھے ایمان ملا اور علم سے قلب منور ہوا“

(۲) حضرت مرشد برحق سید بھی تھے اور بے مثل عالم دین بھی۔ علمائے دین جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سید اولاد۔ [دیوان سالک: ص۳۸]

حکیم مفتی سید غلام معین الدین نعیمی

منقبت تاریخی صدر الافاضل

نعیم الدین فخر الاماثل ۔۔۔ جلیل المرتبت راس الفواضل
فقیہ و عالم و مفتی و عارف ۔۔۔ ندارد ہیچ کس مثلش شمائل
ادیب و خوش بیاں واعظ مقرر ۔۔۔ ندیدم در جہاں ہر گز مماثل
بماند یادگارش بے نظیرے ۔۔۔ یکے تفسیر و ہم اکثر رسائل
مفسر ہم محدث ہم مناظر ۔۔۔ بسے در ذات او بودے خصائل
تعالی اللہ کہ از لب ہاے لعلیں ۔۔۔ کند حل او بسے مشکل مسائل
براے ظاہر و باطن مریضے! ۔۔۔ شفا دارد بفضل حق انابل
منور شد بفیضش قلب تیرہ ۔۔۔ مزین شد بذات او محافل
نبی و مرتضیٰ و غوث اعظم ۔۔۔ بقرب حق چنیں دارد وسائل
اگر مخدوم خواہی سال رحلت ۔۔۔ بگو مشکل کشا صدر الافاضل

۱۳۴۸ھ

منقبت

منیب حضرت خیر الوریٰ صدر الافاضل ہیں
ہمارے رہنما و پیشوا صدر الافاضل ہیں
شریعت میں طریقت میں حقیقت میں ہدایت میں
امام اصفیا و اتقیا صدر الافاضل ہیں
سفینہ اہل سنت کا نہ ہو محفوظ کیوں باد مخالف سے
کہ اس کے پاسبان و نا خدا صدر الافاضل ہیں
مٹائی کفر کی ظلمت، منور کر دیا دل کو
نرالی شان کے یہ رہنما صدر الافاضل ہیں

فقاہت میں مقام اعلیٰ، سیاست میں درخشندہ
تکلم میں امام و پیشوا صدر الافاضل ہیں
خمیدہ سر مشایخ اور افاضل ہو گئے دَر پر
سبھی کے مقتدا و رہنما صدر الافاضل ہیں
معین الدین نعیمی تجھ کو مشکل کوئی کیوں گھیرے
ترے جب حامی و مشکل کشا صدر الافاضل ہیں

[سواد اعظم لاہور، حیات صدر الافاضل نمبر: ۱۹، ۲۶/ جون ۱۹۵۹ء۔ ص ۴۶]

مولانا غلام قطب الدین نعیمی نائب مدیر سواد اعظم لاہور

حبیب خاص محبوب خدا صدر الافاضل ہیں
نبی بدر الدجیٰ ہیں اور ضیا صدر الافاضل ہیں
زمانہ ہوگیا شاداب جن کے علم و حکمت سے
سراپا منبع فہم و ذکا صدر الافاضل ہیں
نبی کے علم کے وارث خدا کے دین کے حامی
جہان سنیت کے مقتدا صدر الافاضل ہیں
یہ وہ ہستی ہے جس سے کانپتی ہے ہستی باطل
ہزاروں گمرہوں کے رہنما صدر الافاضل ہیں
رفیق و مونس و ہمدم غریب و ناتواں کے ہیں
نوائے ہر گرفتار بلا صدر الافاضل ہیں
مخالف اور معاند کے ہر اک میدان وموقعے پر
وکیل حضرت احمد رضا صدر الافاضل ہیں
مرادآباد احمد جا کے کر آ آستاں بوسی
ترے استادِ اُولیٰ بے شبہ صدر الافاضل ہیں

[مرجع سابق۔ ص ۴۴]

مولانا عبد السلام باندوی

گل گلزار آل مصطفیٰ صدر الافاضل ہیں
ریاض گلستان مرتضیٰ صدر الافاضل ہیں
علوم ظاہری و باطنی میں کامل و اکمل
در علم نبی کے رہنما صدر الافاضل ہیں
زمانہ کہہ رہا ہے دیکھ کر اسلام کی خدمت
ہمارے مقتدا و رہنما صدر الافاضل ہیں
تھے عالم با عمل علم وعمل کو دوست رکھتے تھے
مچی جن کی تھی شہرت جا بجا صدر الافاضل ہیں
محرر بھی مناظر بھی مقرر بھی مفسر بھی
حکیم و حافظ وشمع ہدیٰ صدر الافاضل ہیں
ہوئے شاگرد بھی بے مثل جن کے وہ معلم ہیں
ہوئے لائق با فائق بر ملا صدر الافاضل ہیں
تمامی فرقہاے باطلہ جن سے لرزتے تھے
بفضل ایزدی سیف خدا صدر الافاضل ہیں
نعیم جامعہ سے دیں کی نعمت بانٹنے والے
سلاؔم قادری کے دل ربا صدر الافاضل ہیں

[مرجع سابق۔ ص۴۵]

مولانا حافظ محمد پیر بخش بلوچ مدرسہ انوار العلوم ملتان

غریق بحر عشق مصطفیٰ صدر الافاضل ہیں
علوم معرفت کے آشنا صدر الافاضل ہیں
وہ فخر ملت بیضا وہ اپنے وقت کے یکتا
مسلمانوں کے سچے رہنما صدر الافاضل ہیں
مراد ہر دو عالم سے ہوا آباد گھر ان کا

زمین اہل سنت کے سما صدر الافاضل ہیں
نعیم دین سے حق نے ان کو مالامال فرمایا
بلا شک مظہر خلق رضا صدر الافاضل ہیں
اگر احمد رضا ہیں ہند کے خورشید تابندہ
تو ماہ تام عرفان ہدی صدر الافاضل ہیں
سواد اعظم ان دونوں کو آنکھوں میں بٹھاتا ہے
رضا کے بعد دیں کے پیشوا صدر الافاضل ہیں
نعیم آباد بستی سے مرادیں لے کے جائیں گے
گدائے در ہے حافظؔ بادشاہ صدر الافاضل ہیں

[مرجع سابق۔ص۴۵]

مفتی محمد مظفر قادری سجادہ نشین خانقاہ عالیہ احمدیہ داتا گنج بدایوں

ہمارے مقتدا و رہنما صدر الافاضل ہیں
ہمارے پیشوائے حق نما صدر الافاضل ہیں
مقرب اور مقرب بارگاہ رب العزت کے
شرف اندوز محبوب خدا صدر الافاضل ہیں
خد ا کے دین کے حامی خدا کے دین کے ناشر
ہمارے ملجا وماوی سدا صدر الافاضل ہیں
شہ بغداد کے نائب پیارے اعلیٰ حضرت کے
مری کشتی غم کے نا خدا صدر الافاضل ہیں
مجھے رنج والم کا خوف ہوگا کس لیے جب کہ
مری کشتی غم کے نا خدا صدر الافاضل ہیں
طہارت آئینہ تطہیر سے جن کی ہوئی ظاہر
مظفرؔ ان کی نسل باصفا صدر الافاضل ہیں

[مرجع سابق۔ص۴۶]

مفتی انوار تبسم برکاتی بلرامپوری

گل گلزار زہرا ابن شاہ مرسلاں تم ہو
علی کے لال اور حسنینی نسبت سے عیاں تم ہو
تمہارے در سے فیضان رضا کے دھارے بہتے ہیں
عطاے سید عالم کے بحر بیکراں تم ہو
ترا جسم منور بوے آقا سے معطر ہے
مشام حاسدیں مفلوج ہے وہ گلستاں تم ہو
مفسر آپ کے جیسا کوئی اب ہو نہیں سکتا
معاند کی نظر خیرہ ہے ایسے علم داں تم ہو
یقیناً اعلیٰ حضرت ہیں مجدد شک نہیں اس میں
مگر فخر الاماثل تم ہو صدر فاضلاں تم ہو
دو شالہ نور کا تم اوڑھ کر لیٹے ہو تربت میں
بلا شک وشبہ جنت کے اندر میہماں تم ہو
کوئی دشمن تری رفعت تلک کیوں کر پہنچ جائے
سیادت اور ولایت کے وہ اونچے آسماں تم ہو
ترا مسکن بظاہر تو مرادآباد ہے لیکن
حقیقت یہ ہے حضرت داخل باغ جناں تم ہو
بہار خلد دہلیز مقدس پر تصدق ہے
تقدس جس پہ قربا ں ہے وہ شمع عارفاں تم ہو
چمک رضوان وعرفاں کی کبھی بھی مٹ نہیں سکتی
کہ تم جد ممجد ان کے ہو اور سائباں تم ہو
یہ برکاتی تبسم تحفہ اشعار لایا ہے
انہیں مقبول کرلو تم سخی ہو رازداں تم ہو

[تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل: ص۳۵۵]

مفتی ہمدم القادری گونڈوی

شاہ نعیم میرے کیا ہے مقام تیرا
ہے وقت کا غزالی ہر اک غلام تیرا
دنیائے عاشقی میں زندہ ہے نام تیرا
اک جوش موج دریا جوش کلام تیرا
جام جہاں نما تھے وہ ظرف و اختصاص
جن میں جھلک رہا تھا فضل تمام تیرا
آوارہ بوے معنی ہر چار سو فضا میں
عشق و وفا و رضواں، عرفاں پیام تیرا
آباد ہند و پاک و یورپ تیری صدا سے
بٹتا ہے ہر جہاں میں فیضان عام تیرا
قطرے میں اک سمندر جیسے عتیق رحماں
ساگر ہے تیرا ساغر دریا ہے جام تیرا
رومی کے بعد تو نے قرآں کا مغز پایا
تفسیر نقش قرآں نقش دوام تیرا
مبہوت دیوبندی ساکت یہ آریہ بھی
حیرت زدہ ہیں اب تک سن کر کلام تیرا
ڈرتا نہیں کسی سے ہے وقت کا سکندر
مخمور ہو چکا ہے جو بھی غلام تیرا
شہر بنارس اک دن وہ تجھ کو یاد ہوگا
اترا تھا کارواں جب اور یہ امام تیرا
یہ دھرتی تلشی پور کی کیسے بھلا سکے گی
جس پر ہے نقش اب تک نقش دوام تیرا
تجھ کو بھلا سکے گی کب کائنات ہستی
ثبت است بر جریدہ عالم دوام تیرا

میخانہ نعیمی اب تک کھلا ہوا ہے
مے بھی چھلک رہی ہے گردش میں جام تیرا
میں تیرا ایک ہمدم تو میرا ایک ہمدم
میرا تو ایک آقا میں ایک غلام تیرا

(میں بندہ حقیر ہمدم القادری، تلشی پور آپ کی آمد پر خدمت میرے ہی حوالہ ہوتی تھی۔)

[العتیق والنعیم: ص ۴۲۔ سمنانی ادارہ شرعیہ گونڈہ]

مولانا ابوالاثر محمد عبداللہ تاثیر رضوی

مرے آقائے نعمت باصفا صدر الافاضل ہیں
امام اہل سنت با خدا صدر الافاضل ہیں
نگاہیں خم، خمیدہ سر ترے آگے رہیں سب کی
کہا سب نے ہمارے مقتدا صدر الافاضل ہیں
کریموں میں سخی ایسے سخاوت ان پہ نازاں ہے
بڑی ہمت کے مالک با صفا صدر الافاضل ہیں
اشداء علی الکفار ان کا وصف عالی ہے
غلام مصطفیٰ (۱۳۰۰ھ) شیر خدا صدر الافاضل ہیں
فقط اک میں نہیں دنیا میں کہتے ہیں سبھی سنی
فنا فی اللہ، فنا فی المصطفیٰ صدر الافاضل ہیں
گلستان رضا کے پھول مہکے ہیں جہاں بھر میں
مگر خوشبو و رنگت میں سوا صدر الافاضل ہیں
مرے استاد و مرشد حضرت سردار احمد بھی
بڑے مداح تیرے دائما صدر الافاضل ہیں
ملی تاثیر کیا نسبت تجھے سردار احمد کی
کہ تجھ کو مل گئے احمد رضا صدر الافاضل ہیں

[تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت: ص ۳۴۸، ۳۴۹]

عزیز حاصل پوری ملتان

علم بردار خاصان خدا صدر الافاضل ہیں
ہمارے رہنما و پیشوا صدر الافاضل ہیں
تصوف میں صفی الاصفیا صدر الافاضل ہیں
ولایت میں ولی الاولیا صدر الافاضل ہیں
امام اہل سنت مرحبا صدر الافاضل ہیں
ہم ان کے مقتدی اور مقتدا صدر الافاضل ہیں
مریض الفت احمد رضا صدر الافاضل ہیں
طبیب درد مندان وفا صدر الافاضل ہیں
نوازا ملک بھر کو آپ نے دینی نعائم سے
نعیم الدین بے چون و چرا صدر الافاضل ہیں
رسول پاک کے نائب نیابت آپ کی صائب
امین عظمت خیر الوریٰ صدر الافاضل ہیں
علوم ظاہری و باطنی کے بحر بے پایاں
حقائق میں معارف آشنا صدر الافاضل ہیں
زمانہ آپ کے فیضان کا مرہون منت ہے
سواد اعظم دیں کی دعا صدر الافاضل ہیں
عزیزؔ اُن کے کرم سے ہیں مرادآباد دل اپنے
مرادآباد کے باب عطا صدر الافاضل ہیں

[سواد اعظم لاہور، حیات صدر الافاضل نمبر۔ ۱۹، ۲۶/ جون ۱۹۵۹ء۔ ص۴۵]

مولانا بدر القادری بستوی، ہالینڈ

عہد وفا آقا سے نبھایا حضرت صدر الافاضل نے
پرچم دیں اونچا لہرایا حضرت صدر الافاضل نے
اہل سیاست دین کے نام پہ سودا بازی کرتے ہیں
منہج نبوی سب کو دکھایا حضرت صدر الافاضل نے

تاج غلامی مصطفوی سن پیدائش سے پایا
حسن غلامی شاہ نبھایا حضرت صدر الافاضل نے
آٹھ سال کی عمر میں تحفیظ قراں کا پایا فیض
پھر نور قرآں پھیلایا حضرت صدر الافاضل نے
اعلیٰ کام کے واسطے ہر دم اعلیٰ ظرفی لازم ہے
عالی ظرف خدا سے پایا حضرت صدر الافاضل نے
پائی معینی نزہت اپنے نسبت والے آبا سے
غوث کا دامن رضا سے پایا حضرت صدر الافاضل نے
شیخ مشائخ کے ہاتھوں سے پہلے خود سیراب ہوئے
پھر پیاسوں کو جام پلایا حضرت صدر الافاضل نے
شرف وکالت اعلیٰ حضرت کا ان کو اعزاز ملا
حسن نیابت رضا نبھایا حضرت صدر الافاضل نے
ترجمہ رضوی کنز الایماں کی اعلیٰ تفسیر لکھی
خزانہ معرفت لٹایا حضرت صدر الافاضل نے
بڑا بھیانک دور تھا اہل سنت پر یلغاریں تھیں
قوم کو استحکام دلایا حضرت صدر الافاضل نے
کلمہ علیا کی بارش سے فتنوں کو پامال کیا
دین سوز شعلوں کو بجھایا حضرت صدر الافاضل نے
ملت کے غداروں سے فرق و احکم نا چھوٹ سکا
زخم سینہ لاکھ دکھایا حضرت صدر الافاضل نے
غداروں کے مرغن مرغن علماے سو کھاتے رہے
دین و ملت کا غم کھایا حضرت صدر الافاضل نے
کافر کی کفری باتوں کی سامنے جا کر کی تفہیم
جھوٹے کو گھر تک پہنچایا حضرت صدر الافاضل نے
سارے فرقے اقتدار والوں کے کاسہ لیس رہے
احقاق حق کو اپنایا حضرت صدر الافاضل نے
اپنے دور میں ہند کے مشرق سے مغرب تک سنت کا

سچا پیارا علم اٹھایا حضرت صدر الافاضل نے
کوئی غدار اسلام اٹھا جب دین پاک کے ڈھانے کو
اس کو اوندھا کرکے گرایا حضرت صدر الافاضل نے
ارتداد کی آندھی کا منہ الٹی سمت کو پھیر دیا
باطل کو آئینہ دکھلایا حضرت صدر الافاضل نے
رزم گہ حق و باطل میں آپ سپہ سالار رہے
تیر ہر اک سینے پر کھایا حضرت صدر الافاضل نے
تدریس و تفہیم میں استاد العلماء کہلائے گئے
ذروں کو خورشید بنایا حضرت صدر الافاضل نے
ان کے در سے آج بھی دیکھو نعمت علمی بٹتی ہے
جامعہ عالی شان بنایا حضرت صدر الافاضل نے
ذاتی بود وباش کی خاطر کبھی کوئی پرواہ نہ کی
دین کا بے شک قلعہ بنایا حضرت صدر الافاضل نے
خاک مرادآباد پہ بدرؔ الفت کے پھول نچھاور ہوں
جس کو قابل قدر بنایا حضرت صدر الافاضل نے

[تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدرالافاضل: ص۳۵۵،۳۵۶]

مولانا رضوان القادری نعیمی ٹانڈوی

ممیز مفتخر ہے واسطہ صدر الافاضل کا
عجب ممتاز ہے یہ سلسلہ صدر الافاضل کا
نجات ان کی ہدایت میں ہے دنیا ہو کہ عقبیٰ ہو
سوے خلد بریں ہے راستہ صدر الافاضل کا
نکل کر جسم سے آقا کے قرب خاص میں پہنچی
یہ ہے روحانیت کا ماجرا صدر الافاضل کا
مفکر عالم دیں،صاحب فہم وفراست ہیں
یوں کرتے تذکرہ احمد رضا صدر الافاضل کا

ہم اتنا ہی سمجھ پائے وہ قرآ ں کے مفسر تھے
خدا ہی جانے کیا ہے مرتبہ صدر الافاضل کا
بہر صورت وہ مصداق اتم اپنے لقب کے تھے
اکابر سے خطاب حاصل ہوا صدر الافاضل کا
نعیمی نسبت بیعت پہ یہ امید واثق ہے
بہشتی ہے مرید سلسلہ صدر الافاضل کا
کلام اللہ کی تفسیر سے یہ بھی جھلکتا ہے
تھا انداز بیاں بھی حق نما صدر الافاضل کا
یہ ہے شان کرم یا خانوادے کی ہے فیاضی
کہ ہے محتاج ہر شاہ و گدا صدر الافاضل کا
گھرانہ آپ کا سادات سے ہے آپ سید ہیں
بڑا عالی نسب ہے با خدا صدر الافاضل کا
نعیمی سے میں پہچانا گیا ہوں بزم ہستی میں
مجھے کافی ہے بس اک آسرا صدر الافاضل کا
لرز جاتی ہے جس سے ساری دنیائے وہابیت
وہ ہے مکتوب مثل زلزلہ صدر الافاضل کا
یہی ہیں جن پہ کامل فخر تھا خود اعلیٰ حضرت کو
بھلا اب کیا بیاں ہو مرتبہ صدر الافاضل کا
ریا سے پاک رہنا آپ کی فطرت میں داخل تھا
یہ ہے اخلاص اور صدق وصفا صدر الافاضل کا
جو پوچھیں بندہ اشراک مجھ سے کس کا بندہ ہے
زباں پر نام آئے بر ملا صدر الافاضل کا
زمانہ موت سمجھے غرق ہوں ان کے تصور میں
کہ ہے آنکھوں میں روے پر ضیا صدر الافاضل کا
انہیں کی دید پر تمثیل دیدار نبوت ہے
نیابت میں ہے کامل مرتبہ صدر الافاضل کا

مفسر اعظم ہند اور سلطان المناظر تھے
نہ ثانی ہوسکا پھر دوسرا صدر الافاضل کا
کبار عالم اسلام کا ہے اعتراف اس پر
کہ ہے ممتاز عالی مرتبہ صدر الافاضل کا
محدث تھے محقق تھے وہ قرآں کے مفسر تھے
جسے دیکھوں وہ ہے مدحت سرا صدر الافاضل کا
دعا ہے بارگاہ حق میں ہر لمحہ مری رضواںؔ
مجھے بھی ہو ذرا صدقہ عطا صدر الافاضل کا

در مفاخرت آقائے نعمت

چراغ سنیت ہے آستاں فخر الاماثل کا
ہے نام پاک شمع ضوفشاں فخر الاماثل کا
ہوا ہے ہر طرف عرب و عجم میں آپ کا شہرہ
نہیں چرچا زمانے میں کہاں فخر الاماثل کا
وہی محبوبیت کے منصب اعلیٰ پہ فائز تھے
ہے بے شک سنگ در عرش آستاں فخر الاماثل کا
فرشتے رشک کرتے ہیں مری مدحت سرائی پر
کہ ذکر خیر ہوتا ہے ہر آں فخر الاماثل کا
مسلسل نور کا اک سلسلہ اپنے تئیں دیکھا
ہوا ہے نام جب سے حرز جاں فخر الاماثل کا
اٹھا کر سامنے رکھ دوں میں تفسیر کلام اللہ
اگر پوچھے کوئی نام و نشاں فخر الاماثل کا
کوئی اندازہ فہم و فراست اس پہ کیا صادق
ہے علم و فضل بحر بیکراں فخر الاماثل کا
کرامات و تصرف ثانوی اوصاف میں سے ہیں
مکمل دیں ہے کردار و بیاں فخر الاماثل کا

محال از فہم ناقص کانچہ اسرار دروں دارد
ہے اسم ذات خود سر نہاں فخر الاماثل کا
اگر باطل ہیں نالاں ان کی عظمت سے تو کیا غم ہے
ہوا ہے معترف ہر این و آں فخر الاماثل کا
رسول اللہ کے نائب ہیں سچے جانشیں ہیں وہ
تلطف خیز ہے ذکر و بیاں فخر الاماثل کا
بحمد اللہ یہ اعزاز حاصل ہے مقدر سے
کہ ہوں وابستہ در میں بھی ہاں فخر الاماثل کا
یہ ہے راز و نیاز عشق جو دکھلا نہیں سکتا
ہے جلوہ سینے میں رضواںؔ نہاں فخر الاماثل کا

منقبت

ہوا بیدار پھر درد نہاں فخر الاماثل کا
زباں پر آگیا راز نہاں فخر الاماثل کا
فضائل ہوں، شمائل ہوں، خصائص ہوں کہ علم وفن
بہر صورت ہوا قائل جہاں فخر الاماثل کا
ہیں طلاب آپ کے سرمایہ ہائے ملت بیضا
ہے ہم پر یوں بھی لطف بیکراں فخر الاماثل کا
وہیں پر ہے توجہ خاص یہ اپنا عقیدہ ہے
زباں پر ذکر جاری ہو جہاں فخر الاماثل کا
مفکر تھے سیاست میں مدبر تھے ثقافت میں
نہیں اقدار محتاج بیاں فخر الاماثل کا
امام وقت تھے وہ دین و دنیا کے مسائل میں
نہیں کس نے لیا ہے امتحاں فخر الاماثل کا
ہے ان کا کام ہی حاجت روائی اہل حاجت کی
ہے نام پاک خود تسکین جاں فخر الاماثل کا

انہیں پر فخر ہے صد افتخار ان کی محبت ہے
کرم سایہ فگن بر عاشقاں فخر الاماثل کا
معاون ہے مرے ہر کام میں ان کا تصور بھی
کروں احوال کیا رضواںؔ بیاں فخر الاماثل کا

گفتار یقینی حقیقت آفرینی

کرے کچھ ذکر کیا قاصر زباں فخر الاماثل کا
بیان دانستان خونچکاں فخر الاماثل کا
وہی اک ذات ہے مظلومیت کی قلعہ بندی میں
شب دیجور میں سوز نہاں فخر الاماثل کا
فراموش ان کو اپنوں نے کیا غیروں سے کیا شکوہ
رہا ناگفتہ افکار و بیاں فخر الاماثل کا
مری فکر فلک پیما سمجھنے سے رہی قاصر
کہ بالا تر رہا اقدار ہاں فخر الاماثل کا
جنہیں خود اعلیٰ حضرت اپنا دست راست کہتے تھے
وہی ہے نام صد تسکین جاں فخر الاماثل کا
مفسر اعظم ہند اور سلطان المناظر تھے
ہے کیا عمدہ لقب شایان شاں فخر الاماثل کا
بھلا سکتی نہیں تاریخ ہند جن کی قیادت کو
سنہرا نام ہے وہ کامراں فخر الاماثل کا
انہیں کے زیب سر سہرا رہا شیرازہ بندی کا
سمجھتا ہے مقام ہر نکتہ داں فخر الاماثل کا
حقیقت اپنے مثبت پر رہے گی تا ابد قائم
رکھے جس طرح بھی باطل گماں فخر الاماثل کا
وہ مرکوز نگاہ عالم اسلام ہیں اب بھی
موید ہے بطرز خود جہاں فخر الاماثل کا
خدا ہے اپنے مقبولوں کا حافظ اور بس رضواںؔ

مثال شمس ہے رتبہ عیاں فخر الاماثل کا

[مرجع سابق: ص۳۵۷تا۳۶۰]

مولانا نعیم القادری بلراپوری

وقار بزم عرفاں سیدی صدر الافاضل ہیں
ضیا بخش دل وجاں سیدی صدر الافاضل ہیں
نظر آتاہے جس کی روشنی میں حاصل ایماں
وہی شمع فروزاں سیدی صدر الافاضل ہیں
جسے غواص بحر معرفت کہتے ہیں اہل دل
وہی آقاے ذی شاں سیدی صدر الافاضل ہیں
جسے تاریخ میں کہتی ہے دنیا قائد اعظم
وہ ملت کے نگہباں سیدی صدر الافاضل ہیں
نعیم القادری بلراپوری کیوں پریشاں ہے
کہ جب تجھ پر مہرباں سیدی صدر الافاضل ہیں

[مرجع سابق: ص۳۶۱]

صوفی رفیق القادری ازہر اعظمی

جواب کہکشاں صدر الافاضل | زمیں پر آسماں صدر الافاضل
بہ فیض شیخ گل ہم پر تھے واللہ | کرم کے سائباں صدر الافاضل
نعیم الدیں تمہیں احمد رضا نے | کہاہے بے گماں صدر الافاضل
رسول اللہ کی آل مطہر | انیں بے کساں صدر الافاضل
نہ پوچھو علم اور حکمت کا عالم | تھے بحر بے کراں صدر الافاضل
ہزاروں خوبیاں ان میں نہاں تھیں | شفیق و مہرباں صدر الافاضل
فنا عشق نبی میں ہو کے پائی | حیات جاوداں صدر الافاضل

حضوری کی تمنا ساتھ لے کر | چلا آیا یہاں صدر الافاضل
غلامان نعیمی کی جہاں میں | تمہیں ہو پاسباں صدر الافاضل
کرے صبح و مسا انوار بارش | لحد پر آسماں صدر الافاضل
کرم جو د وعطا بن کر ہیں ازہرؔ | ہمارے درمیاں صدر الافاضل

[مرجع سابق: ص ۳۶۲]

جناب عمران گونڈوی

لخت دل شیر خدا صدر الافاضل زندہ باد
اے بوے چمن فاطمہ صدر الافاضل زندہ باد
خواب ہی میں دید کا بیمار کو بخشیں اعزاز
دل سے آتی ہے صدا صدر الافاضل زندہ باد
آپ کا حسن عمل اور آپ کا جاہ و جلال
درس عبرت ہے شہا صدر الافاضل زندہ باد
صفحہ قرطاس پر لکھا ہے سب نے انقلاب
اور میں لکھتا رہا صدر الافاضل زندہ باد
تیرے گلشن میں بھی اے عمرانؔ آئے گی بہار
چاروں کو نے لکھ ذرا صدر الافاضل زندہ باد

[مرجع سابق: ص ۳۶۳]

مفتی شعبان علی نعیمی تلشی پوری

مظہر سرکار جیلاں شمع بزم عارفاں | آہ اے صدر الافاضل صدر بزم فاضلاں
آہ کتنا غم رساں ہے آپ کا یہ انفکاک | آہ اے برق سر سینائے ہندوستان وپاک
آہ اے مسند نشین محفل باغ جناں | آہ اے جلوہ فزائے آسمان جاوداں
آہ اے پرچم کشائے حکمت شاہ عرب | آہ اے در یتیم قلزم علم و ادب
آہ اے ظل صہیب و خالد و مولیٰ علی | آہ اے شان عتیق وابن خطاب وغنی

آہ اے معذور پرور آہ اے ذرہ نواز
آہ اے جلوہ فزائے بوستان عابداں
اے معین الدین معین ملت خیر الوریٰ
مومنوں کی عظمتوں کا پاسباں کس کو کہوں
کون ہوگا میر میخانہ نبی کے جام کے
کون بٹھلائے اک صف میں غریب وشاہ کو
کون عدل حضرت فاروق کو سمجھائے گا
کون حیدر کی شجاعت کو دکھائے گا ہمیں
کون بیماروں پہ دست عیسوی پھیرے گا اب
اے فضائے دہر تیرا مہ لقا جاتارہا
اے کلام اللہ تیرا ترجماں جاتا رہا
مظہر غوث الوریٰ شان علی مرتضیٰ
ڈال کر بنیاد گلشن باغباں غائب ہوا
کون تفصیلیں بتائے گا حدیث پاک کی
کون کھولے گا نکات فخر رازی دہر میں
کس سے لیں گے مشورے دنیا کے مردان مسیح
پھر خزاں بالائے گلزار شریعت آگئی
ختم ہے ہندوستاں سے آج تنظیم رسول
موسویت جاچکی ہے سامریت کے قریب
مغربی تہذیب سے مخمور مومن ہوگئے
سرد ہوتی جارہی ہے محفل سید شریف
فقر کی حالت میں سرداروں پہ سرداری کرے

آہ اے مجبور پر ور آہ اے بندہ نواز
آہ اے نازک خرام گلستان عارفاں
اے نعیم الدین نعیم ملت خیر الوریٰ
اہل سنت کا امیر کارواں کس کو کہوں
کون ہوگا اب امیر کارواں اسلام کا
کو ن دکھلائے گا منزل گم کنان راہ کو
کس سے لیں گے حضرت صدیق کا درس وفا
کو ن عثمان کی سخاوت کو دکھائے گا ہمیں
کون بے چاروں پہ دست احمدی رکھے گا اب
اے زمین ہند تیرا رہنما جاتا رہا
اے علوم دیں ترا جادوں بیاں جاتا رہا
ہوگیا نظروں سے اوجھل آفتاب پر ضیا
چھوڑ کر طوفاں میں کشتی مہرباں غائب ہوا
کون تفسیریں سنائے گا کلام پاک کی
کو ن دہرائے گا تقریر غزالی دہر میں
کس کے آگے اب جھکے گا آکے سحبان فصیح
پھر زمانے پر گھٹائے کالی کالی چھاگئی
پڑگئی کفار کے نرغے میں تعلیم رسول
مشرقیت ہوچکی ہے مغربیت کے قریب
ملت بیضا سے کوسوں دور مومن ہوگئے
پڑ گئی آماج گاہ میں کشتی دین حنیف
کون ہے جو آج ملت کی نگہداری کرے

آریوں کی بزم میں جاجا کے تقریریں کہے
گلشن شداد میں باد خزاں پیدا کرے
سامریت کی فضا میں پرچم دیں گاڑدے
اپنے ہاتھوں میں لگام گردش ایام لے
اور پھر سے سنت اسلاف کو زندہ کرے
اور امریکہ کے طوفانوں کے رخ کو موڑ دے
حالت ابن مقنع کون بتلائے انہیں
آپ کی پختہ خیالی کی ضرورت پڑ گئی
ڈھونڈتا ہے کارواں اک میر ساماں آپ سا
جوش فاروقی لیے تہذیب عثمانی لیے
عسکران ملت بیضا کی سالاری لیے
خواب غفلت سے زمانے کو جگا دیجیے ذرا
آئیے اپنے حبابؔ کی نجات جاں لیے
آئیے فخر الاماثل آئیے صدر زمن

کون ہے جو ہرجگہ جاجاتکبیریں کہے
کون ہے جو آتش نمرود کو ٹھنڈا کرے
کون ہے جو پردہ فرعونیت کو پھاڑدے
کون ہے جو وقت کی نازک کلائی تھام لے
کون ہے جو عہد مستقبل کو تابندہ کرے
کو ن ہے جو روس کی پختہ خیالی توڑ دے
کو ن ہے جو ماہ نخشب یاد دلوائے انہیں
مغربی دھاروں میں عقل مشرقیت بہ گئی
چاہیے اسلام کو ذی جاہ و ذی شاں آپ سا
آئیے دنیا میں پھر وہ شان صدیقی لیے
مرتضیٰ کی صفدری خالد کی سرداری لیے
غزنوی کا رعب دنیا کو دکھادیجیے ذرا
ابن قاسم اور صلاح الدین کا ساماں لیے
آئیے صدر الافاضل آئیے صدر چمن

[مرجع سابق:ص۳۶۴تا۳۶۶]

مولاناغلام رسول طاہرؔ قادری کوئٹہ

بھلا میں کیا بتا سکتا ہوں کیا صدر الافاضل ہیں
قیاس وفکر انساں سے ورا صدر الافاضل ہیں
دوائے ہر مریضِ لا دوا صدر الافاضل ہیں
بالفاظ دگر دار الشفا صدر الافاضل ہیں
قبول بارگاہ کبریا صدر الافاضل ہیں
کہ منظور نگاہ مصطفیٰ صدر الافاضل ہیں

جلالی فیض سے ان کو ملا ہے مرتبہ ایسا
کہ فخر اتقیا و اصفیا صدر الافاضل ہیں
ہیں اپنوں کے لیے تو اک پیام جاں فزا لیکن
عدو کے حق میں یہ پیغام فنا صدر الافاضل ہیں
سراپا نعمت حق ہے نعیم الدین کی ہستی!
سراسر لطف و انعام خدا صدر الافاضل ہیں
مرادآباد مرکز ہے مراد اہل سنت کا!
مراد اہل سنت بر ملا صدر الافاضل ہیں
بھٹک سکتا نہیں منزل سے ہرگز قافلہ اپنا
ہمارے قافلے کے رہنما صدر الافاضل ہیں
دل ہر عالم وعارف نے پائی روشنی ان سے
چراغ علم و عرفاں کی ضیا صدر الافاضل ہیں
وہ گلشن آبیاری اعلیٰ حضرت نے ہے کی جس کی
اسی کی اک بہار جاں فزا صدر الافاضل ہیں
شریک کارواں ہر راہ گم کردہ ہوا آکر
کہ بچھڑوں کے لیے بانگِ درا صدر الافاضل ہیں
نعیمی در سے لکھوں لوگ آکر فیض پاتے ہیں
سراسر چشمہ لطف و عطا صدر الافاضل ہیں
کھلیں کلیاں دلوں کی روح کے غنچے چٹک اٹھے
گلستاں میں نسیم جاں فزا صدر الافاضل ہیں
گلستاں گونجتے ہیں نغمہ ہاے نعمت احمد سے
شریک نغمہ احمد رضا صدر الافاضل ہیں
سرور و وجد کا عالم ہے طاری اہل محفل پر
کچھ اس انداز سے نغمہ سرا صدر الافاضل ہیں
کہاں ممکن کہ ہم سے مدح ان کی ہو سکے افضلؔ

کہیں جو کچھ بھی ہم اس سے سوا صدر الافاضل ہیں

[سواد اعظم لاہور، حیات صدر الافاضل:۱۹،۲۶/ جون ۱۹۵۹ء۔ ص ۴۴]

مولانا سید ارشاد حسین نعیمی شیش گڑھی

نعیم دین متیں مولوی نعیم الدین
غنیم غنچہ دیں مولوی نعیم الدین
زمانہ کہتا ہے صدر الافاضل اصناف
کہ منتخب ہو تمہیں مولوی نعیم الدین
ہم اپنے دل میں کریں کیوں نہ اب مرادآباد
ہیں اس مکاں میں مکیں مولوی نعیم الدین
خدا طفیل محمد عمر دراز کرے
تمہیں دعائیں ملیں مولوی نعیم الدین
مری مدد پہ ارشاد آپ کا ہر دم
خدا تمھارا معیں مولوی نعیم الدین

[جذبہ دل حصہ اول، مطبع چشتی پریس دہلی: ص ۱۷]

مولانا محمد سلمان رضا فریدی، صدیقی، مصباحی بارہ بنکوی

وقار قوم وملت، نقیب اہل سنت، معتمد اعلیٰ حضرت، فخر الاماثل صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین قادری مرادآبادی علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ پر اک نظر

حسینی فیض کے آب رواں صدر الافاضل ہیں
مدینے کے فلک کی کہکشاں صدر الافاضل ہیں

سجے ہیں شخصیت میں فیضِ باب العلم کے تارے
مکیں ہے جلوۂ حیدر، مکاں صدر الافاضل ہیں

بلالی جذب ہے اس فطرت فولاد کے اندر
دیارِ کفر میں حق کی اذاں صدر الافاضل ہیں

جھلک ہے خالد و طارق کی اس مرد مجاہد میں
سر اعدا پہ شمشیرو سناں صدرالافاضل ہیں

قصیدہ علم کے آفاق پر تحریر ہے ان کا
سراپا علم و فن کی داستاں صدر الافاضل ہیں

مسلم ہے جہان فکروفن میں ان کی دانائی
کہ عرفان رضا کے راز داں صدر الافاضل ہیں

امام احمد رضا کو ناز تھا جن کے تدبر پر
معارف کے وہ مہرِ حق نشاں صدر الافاضل ہیں

یقیناً "کنزِ ایماں"ہے رضا کاگوہرِ حکمت
مگر اسکے محرک بے گماں صدر الافاضل ہیں

کبھی انوار کم ہونگے نہ تفسیرِخزائن کے
کلام حق کے صدقے جاوداں صدر الافاضل ہیں

شریعت کے مفاہیم و معانی کر دیے روشن
علوم دیں کے ایسے نکتہ داں صدر الافاضل ہیں

خردمندانِ عالم جنکی عظمت کو سلامی دیں
کمال علم کے ایسے نشاں صدرالافاضل ہیں

گذاری زندگی احقاقِ حق ابطال باطل میں
جہادحق کے اک کوہ گراں صدر الافاضل ہیں

حرارت نبض ملت میں ہے پیدا اس مجاہد سے
سپاہ دین کے قوت رساں صدر الافاضل ہیں

گواہی دیتی ہے دنیاے فن ان کی جلالت کی
فصیلِ علم سے اب بھی عیاں صدر الافاضل ہیں

انہیں اپنے زمانے کا امام اہل حق کہیے
ہر اک میداں کے میرِ کارواں صدر الافاضل ہیں

کچل ڈالا شدھی تحریک کو علمی دلائل سے
وقار سنیت، شیر زماں صدرالافاضل ہیں

ہیں تنظیمِ رضاے مصطفٰی کے آپ ہی بانی
سدا جس کے لیے گوہر فشاں صدر الافاضل ہیں

حیات پاک، شرحِ آیت "کم من فئۃ" ان کی
باذن اللہ ہر جا کامراں صدرالافاضل ہیں

سفینہ اب بھی ان کا لڑ رہا ہے موج باطل سے
پناہ قوم، دیوار اماں صدرالافاضل ہیں

برائے خرمن باطل، وہ اک شعلہ، وہ اک بجلی
برائے اہل حق، اک سائباں صدر الافاضل ہیں

بھری ہیں بجلیاں لاتقنطوا کی ان کے سینے میں
غموں کے دور میں بھی شادماں صدر الافاضل ہیں

بصیرت آپ کی شیرازہ بندِ قوم و ملت ہے
مسلماں کی اخوت کے نشاں صدر الافاضل ہیں

قیادت کر رہی ہیں آج بھی حضرت کی تحریریں
شعور و آگہی کے گلستاں صدرالافاضل ہیں

وہ سنی اجتماعات محبت کون بھولے گا
پیام اتحاد موشاں صدرالافاضل ہیں

فلاح قوم و ملت کا طبیعت میں جنوں ایسا
مسلسل بہرحق، عزم جواں صدر الافاضل ہیں

کمال اس شاعر فطرت کا مجھ سے نظم ہو کیسے
سخن کی جاں ہیں اور رشک زباں صدر الافاضل ہیں

مراد آباد ہے مسکن اگر چہ ان کے جلوؤں کا
مگر سارے جہاں پرضوفشاں صدر الافاضل ہیں

مزیّن ہیں بہشتی پھول سے مرقد کے نظّارے
کہ زیرِ خاک در باغِ جناں صدر الافاضل ہیں

الٰہی بھیج دے اُس فخر ملت کا کوئی ثانی
زمانہ ڈھونڈتا ہے پھر ، کہاں صدر الافاضل ہیں

جہانِ فکر و فن سیراب ہوگا تا ابد جس سے
ہدایت کے وہ بحر بیکراں صدرالافاضل ہیں
فریدی تجھ سے کیا ہو، اُس شہِ خوباں کی مداحی
زمیں تو ہے، تو فخر آسماں صدر الافاضل ہیں

صدرالافاضل، فخرالاماثل، سیدالسادات، افتخار اہل حق، قائد قوم وملت، اعتمادِ اعلیٰ حضرت، تاج دار سنیت، حضرت علامہ سید نعیم الدین قادری اشرفی رضوی مرادآبادی علیہ الرحمہ کے دربار میں گلہائے محبت

آفتابِ علم وفن ، سیرت نعیم الدین کی
مرکز انوار ہے تربت نعیم الدین کی
اُن کی ہستی کا چمن ، عشقِ نبی سے مشکبار
تا ابد مہکے گی شخصیّت نعیم الدین کی
اُن کا سینہ ہے علوم اعلیٰ حضرت کا امین
ہے وقارِ بزم فن ، حکمت نعیم الدین کی
سیدی احمد رضا کرتے تھے بے حد اعتماد
تھی رضا سے اِس قدر قربت نعیم الدین کی
دائمی ہیں ان کی تفسیرِ خزائن کی بہار
ہو گئی مقبول، یہ خدمت نعیم الدین کی
آسماں ! کیا ایسا تارا ہے تری آغوش میں ؟
دیکھ لے آکر ذرا طلعت نعیم الدین کی
وہ مرادآباد جو کافی، جگر کا شہر ہے
اُس میں ہے سب سے الگ رنگت نعیم الدین کی
اشرفی رضوی چمن کے وہ گل سرسبد ہیں
مجمع بحرین ہے نسبت نعیم الدین کی
سید السادات اور صدرالافاضل ہے لقب
کرتے ہیں اہل وفا طاعت نعیم الدین کی

بوے عشق مصطفائی یوں سمائی ذات میں
مثلِ گل ہے خلوت و جلوت نعیم الدین کی

آپ ہیں گلزار نُزہت کے عظیم الشان پھول
کم نہ ہوگی حشر تک نکہت نعیم الدین کی

آپ کے سیفِ قلم سے آج بھی گھائل ہیں وہ
کیسے بھولیں گے عدو ، ہیبت نعیم الدین کی

چاہے تحریکِ شُدھی ہو نجد ہو یا دیوبند
سب پہ غالب ہو گئی، جرأت نعیم الدین کی

نبضِ ملت میں حرارت اُن کی بے باکی سے ہے
کفر پر اک برق ہے شدت نعیم الدین کی

السّواد الاعظم اُن کی فکر کا اک شاہکار
با اثر ہے آج بھی دعوت نعیم الدین کی

قوتِ بازوے مسلم ، اُن کی خودداری کا رنگ
مونسِ اربابِ حق ، ہمت نعیم الدین کی

آسمانِ علم کے مہر و مہ و انجم بنے
پائی جن ذروں نے بھی صحبت نعیم الدین کی

سیرت و کردار میں ہے اک نمود انقلاب
یاد رکھے گا جہاں، شوکت نعیم الدین کی

اِس لیے اہل سنن کرتے ہیں ان کا تذکرہ
ہے فروغِ سنّیت ، مِدحت نعیم الدین کی

جب بھی دیوانے سجاتے ہیں نعیمی انجمن
فضلِ رب سے ہوتی ہے شرکت نعیم الدین کی

اُن کا ہر نقشِ قدم ، مینارہ فکر و نظر
کہکشاں راہِ عمل ، حضرت نعیم الدین کی

طائرِ فکرِ فریدیؔ تو بہت محدود ہے
کاش مل جائے اِسے وسعت نعیم الدین کی

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

گل باغ نبی صدر الافاضل
چراغ فاطمی صدر الافاضل
ابوبکر و عمر عثماں کے مظہر
نشان حیدری صدر الافاضل
حسینی شان اور حسنی شرافت
وراثت میں ملی صدر الافاضل
جلالی قادری نسبت ہے ان کی
ہیں رضوی اشرفی صدر الافاضل
ہے جس پر ناز ہر چھوٹے بڑے کو
وہی ہاں ہاں وہی صدر الافاضل
مسلم ہے سبھی اہل خرد کو
تمہاری برتری صدر الافاضل
زمانہ نام لیتا ہے ادب سے
تمہارا آج بھی صدر الافاضل
تمہارے نام سے ہی کانپتا تھا
حکیم تھانوی صدر الافاضل
ہیں اس دنیا میں لاکھوں صدر و افضل
نہیں ہے پر کوئی صدر الافاضل
بہت کام آئے ہو مشکل میں میری
ہو تم ناد علی صدر الافاضل
تمہارے فیض سے زلفیؔ کو واللہ
بہت شہرت ملی صدر الافاضل

کنزالدقائق کی شرح مستخلص الحقائق کی فہرست، مرتبہ صدر الافاضل

فہرس کتاب مستخلص الحقائق

محمد نعیم الدین [illegible]

بخاری شریف پر تعلیقات از قلم صدر الافاضل

صدر الافاضل کی جاری کردہ فن طب کی نایاب سند

بالشانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

سند الجامعۃ النعیمیۃ لطلبۃ الطب بعد فراغہم من التحصیل

الحمد للہ الذی اسمہ شاف لکل داء وفی ذکرہ غناء عن کل
دواء کلامہ شفاء لاسقام اہل الاہواء والصلوۃ والسلام علی حکیم
الشریعۃ الغراء حافظ صحۃ الملۃ البیضاء رئیس الحذقۃ المہرۃ من الرسل و
الانبیاء الذی لا یعد المعلم الاول من تلامذتہ فی مدرسۃ حکمتہ الا
من الاغبیاء وعلی آلہ واصحابہ المعالجین للاغویاء. وبعد فیقول العبد
الضعیف المسکین خادم الطب محمد نعیم الدین المرادآبادی غفرلہ
الہادی لما فرغ الاخ السعید [illegible] من قراءۃ الکتب
الطبیۃ وحصل لہ مہارۃ فی الفنون الحکمیۃ واشتغل زمانا بالمطب التمس
منی ان اجیزہ بالاشتغال بعلاج المرضی ودرس الطب علی [illegible] اہل
ہذا الفن وکان حریا لذلک فاجزتہ وادعو اللہ تعالی ان یوفقہ باصابۃ
الفکر فی امر العلاج وینفع بہ المخلوق واوصیہ ان لا یعتمد علی نفسہ فان
النفس کثیرۃ الخطاء ولیسأل الصواب من اللہ تعالی.

وباؤں بلاؤں سے حفاظت اور صحت وسلامتی کا تعویذ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم انا نعوذ بفضلک القدیم وطولک العظیم
ولطفک العمیم اللھم ادفع عنا البلاء والوباء بحرمۃ
عبادک المقربین من الانبیاء والمرسلین والشھداء
والصالحین وآل بیت نبینا اجمعین اللھم
انا نتوسل الیک باسماء احبائک الخواجہ عبدالکریم
المغربی الخواجہ عبدالسلام الجمنونی الخواجہ عبدالرحیم
المنفی الخواجہ عبدالرشید الشمالی وباسماء
اصحاب الکھف مکسلمینا یملیخا مرطونس بینونس
سارینونس ذونوانس کشفیططیونس
وکلبھم قطمیرا

وبا سے محفوظ رہنے کے لئے اس دعا کو آئینہ میں لگا کر مکان میں آویزاں کیجئے اور
مریضوں کے بازوؤں پر تعویذ بنا کر موم جامہ میں باندھیئے۔ نمازوں کے بعد اس
دعا کو پڑھنا صحت وسلامتی کے لئے بہت نافع ہے (محمد نعیم الدین غفرلہ)

اہلسنت برقی پریس مرادآباد

مذہب اہل سنت، مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان نوری دارالافتاء

الحمدللہ اس دارالافتاء سے اب تک ہندو بیرون ہند سے آئے سیکڑوں سوالات کے جوابات میں فتاوی جاری کیے جاچکے ہیں۔ دارالافتاء سے جاری کردہ فتاوی کا مجموعہ دو جلدوں میں)فتاوی اتراکھنڈ(کے نام سے منظر عام پر آچکا ہے اور ارباب علم سے داد و تحسین وصول کر رہا ہے۔

دارالافتاء کو بریلی شریف اور جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے باوقار و ذمہ دار مفتیان کرام کی سرپرستی حاصل ہے۔

دارالافتاء سے تمام فتاوی خلیفہ تاج الشریعہ و محدث کبیر و شیخ الاسلام، حضرت مولانا مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے جاری کیے ہیں۔

فتاوی اتراکھنڈ کے علاوہ مفتی صاحب کی دو درجن کتابیں (اردو، عربی) ہندو بیرون ہند میں چھپ کر مقبولیت پاچکی ہیں۔

گوگل پلے اسٹور سے (Noori Darul Ifta) نامی ایپ، یا ویب سائٹ (nooridarulifta.com) سے کتابیں پڑھی جاسکتی ہیں۔

نیز دینی ضروری مسائل کے فوری اور مستند حل کے لیے کسی بھی وقت رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

میل آئی ڈی:۔ (nooridarulifta786@gmail.com)

ٹیلی گرام، وہاٹس ایپ:۔ 9759522786

NOORI DARUL IFTA
Madina Masjid, Mohalla Ali Khan, Kashipur, U.K.
Contact No.: 9759522786

منجانب اراکین کمیٹی نوری دارالافتاء
مدینہ مسجد، محلہ علی خان، کاشی پور، اتراکھنڈ

تصانیف حضرت علامہ مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی حفظہ اللہ تعالیٰ

غیر مطبوعہ کتابیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی منظر عام پر!!!!

- تعلیقات بخاری از صدر الافاضل (ترجمہ و تحشیہ)
- فتاوی اتراکھنڈ تیسری جلد
- مقدمہ بریلی و بدایوں
- مضامین نعیمی
- مکاتیب فقیہ اعظم ہند
- تاریخ جامعہ نعیمیہ مرادآباد
- مکتوبات علمائے اہل سنت